جدید تدوین و تہذیب کے ساتھ

قرآنِ حکیم کی اولین جامع اور مقبول ترین تفسیر

اُردو تفسیر ابنِ عباس رضی اللہ عنہ

جلد اوّل

مفسّرِ اعظم ترجمانُ القرآن حضرت

عبداللہ ابن عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہما

مع کتاب

لباب النقول فی اسباب النزول

از

امام علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ

قرآن حکیم کی اولین جامع اور مقبول ترین تفسیر

تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہ

جلد اوّل

مفسّرِ اعظم ترجمانُ القرآن حضرت عبداللہ ابن عبّاس رضی اللہ عنہما المتوفی ۶۸ھ

مؤلف

ابوطاہر محمد بن یعقوب الفیروز آبادی الشیرازی الشافعی صاحب القاموس المتوفی ۸۱۷ھ

مع کتاب

''لباب النقول فی اسباب النزول'' از علامہ جلال الدین سیوطیؒ المتوفی ۹۱۱ھ

ترجمہ قرآن حکیم حضرت مولانا فتح محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ تفسیر و مقدمہ

مولانا پروفیسر حافظ محمد سعید احمد عاطف

فاضل وفاق المدارس وجامعہ اشرفیہ لاہور، ایم اے عربی، اسلامیات، اردو پنجاب یونیورسٹی لاہور

اُستاد شعبہ علوم اسلامیہ گورنمنٹ ایم اے او کالج لاہور

مکی دار الکتب

37۔مزنگ روڈ، بک سٹریٹ، لاہور، پاکستان

تفسیر ابن عباسؓ : جلد اوّل

مؤلف : ابوطاہر محمد بن یعقوب الفیروز آبادیؒ

مترجم : مولانا پروفیسر محمد سعید احمد عاطف

اشاعت : 2009ء

کمپیوٹر ورک : طاہر مقصود

مطبع : علی فرید پرنٹرز، لاہور

ناشر : مکی دار الکتب، 37 مزنگ روڈ، لاہور

اہتمام : محمد عباس شاد

042-7239138,0300-9426395,0321-9426395

E-mail:m_d7868@yahoo.com

www.ahlehaq.org

فہرست تمہیدی مضامین

تفسیر ابن عباس جلد اوّل

ترتیب تفسیر ابن عباسؓ اُردو جلد اوّل

نقش اول

قرآن حکیم ایک ایسی کتاب ہے جو انسانی اجتماعیات کے لیے قیامت تک سنگِ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے قرآنی تعلیمات پر نہ صرف ایک جماعت قائم کی بلکہ ایک زندہ و تابندہ سوسائٹی بھی قائم کر کے دکھائی۔ جس نے انسانی ترقی کا ایک ایسا منصفانہ نظام زندگی فراہم کیا جس سے آج کا انسان بے نیاز نہیں رہ سکتا۔ آج کے فکری انتشار میں قرآن حکیم کو سیرتِ رسول ؐ، سیرتِ صحابہؓ اور قرونِ اولیٰ کی اجتماعی زندگی کی روشنی میں سمجھنا بہت ضروری ہو گیا ہے تاکہ ہم آج کے مادہ پرستی اور خود غرضانہ ماحول کے پھیلائے ہوئے پراپیگنڈے سے محفوظ رہ سکیں۔ اس کے لیے ہمارے پاس سب سے زیادہ قابلِ اعتماد ذریعہ جماعت صحابہؓ ہے جو اعلانِ خداوندی رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کی حامل اور رسول ﷺ کی طرف سے اصحابی کالنجوم کی خطاب یافتہ اور ہمارے لیے بلاشک وشبہ معیارِ حق وصداقت ہے ہمارے مفسرین رحمہم اللہ نے اپنی تمام تفسیری خدمات میں جماعت صحابہ کی ہی خوشہ چینی کی ہے۔

تفسیر قرآن میں آنحضرت ﷺ کے چچازاد حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کی قرآن فہمی کو ایک خاص امتیاز حاصل ہے۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ علماء اسلام کی کوششوں کے نتیجے میں نہ صرف حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کے تفسیراقوال وافر مقدار میں محفوظ ہو گئے ہیں بلکہ کئی ایک تفسیری مجموعے بھی ان سے روایت ہیں جن میں سے ایک "تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس لابی طاھر محمد بن یعقوب الفیروز آبادی" ہے جس کا ترجمہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ ۲۰۰۲ء میں شروع ہونے والا کام ۲۰۰۵ء کے اختتام سے پہلے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے پایہ تکمیل کو پہنچ گیا۔ اس موقع پر اپنے شیخ حضرت شاہ سعید احمد رائے پوری مدظلہ العالی کے لیے نیک خواہشات کا اظہار ضروری ہے۔ ان کی شفقت، محبت اور دعائیں ہمارے حوصلوں اور ہمتوں کو مہمیز دیتی ہیں۔ اس کام میں نمایاں تعاون چوھدری محمد افضل و بیگم محمد افضل کا رہا اس پر ہم ان کے ممنون ہیں اللہ تعالیٰ ان کی اس کوشش کو قبولیت سے نوازے اور ان کی دلی مرادیں پوری فرمائے۔ اس کے بعد دو اہم نام بھائی محمود الرشید اور پروفیسر حافظ محمد سعید احمد عاطف کے ہیں ان میں اول الذکر موصوف کی کوششوں سے کئی انتہائی اہمیت کے حامل کام سرانجام پا گئے ہیں اور کچھ کام پیش نظر ہیں جنہیں وہ پایہ تکمیل تک پہنچانے کا عزم مصمم رکھتے ہیں نمود ونمائش سے بے نیاز رہ کر بڑے سے بڑے کام کو کرگزرنے کا عزم ہی ان کا خصوصی امتیاز ہے۔ آخر الذکر فاضل دوست کے قیمتی مشورے ادارے کے لیے ہمیشہ خضرِ راہ ثابت ہوئے ہیں لیکن اس کام میں تو انہوں نے جس تندہی، محنت، لگن، اخلاص اور مستقل مزاجی سے جو کارنامہ سرانجام دیا ہے وہ کسی تعریف وتوصیف کا محتاج نہیں ہے۔ انہوں نے تفسیر کے ترجمہ وتدوین کے علاوہ پہلی جلد کے لیے تمہیدی مضامین بھی لکھے جن میں حالات علامہ جلال الدین سیوطیؒ وتعارف ابو طاہر محمد بن یعقوب الفیروز آبادیؒ کے علاوہ مفسر قرآن حضرت ابن عباس ؓ کی شخصیت، فن اور مقام ومرتبہ پر ایک وقیع مقالہ بھی لکھا۔ جس سے تفسیر کی اہمیت دوچند ہو گئی ہے۔ جزاک اللہ واحسن الجزاء۔

ہمیں اپنے قارئین کی آراء وتجاویز کا انتظار رہے گا تاکہ ہم اس کے نقش ثانی کو مزید بہتر کر سکیں مجھ پر لازم ہے کہ میں بعض دوستوں کا شکریہ ادا کروں سچی بات ہے اگر ان کا عملی تعاون نہ ہوتا تو شاید یہ خواب شرمندہ تعبیر نہ ہوسکتا ان میں راؤ صفدر رشید، مولانا عبدالرحمن، قاری عبدالرشید، نعیم اکرم، طاہر مقصود، محمد عمران، محمد مشتاق، محمد مختار اور نعمان علی نیاز کے نام سرفہرست ہیں۔

آخر میں والدہ محترمہ جن کا دستِ شفقت ہمیشہ میرے سر پر رہتا ہے۔ اپنی اہلیہ جنہوں نے تفسیر کے پروف پڑھنے کے علاوہ بہت سے عملی کاموں میں ہاتھ بٹایا۔ اپنے بیٹوں حمزہ، اسامہ، حذیفہ، جنہوں نے اپنے حق سے دستبردار ہوتے ہوئے مجھے تخلیہ فراہم کیا خصوصاً چھوٹے بیٹے حذیفہ کا جس کی دستبرد سے میرا کمرہ محفوظ رہا اور اس نے اپنی مصروفیات کو گھر کے صحن تک محدود رکھا ان سب کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو حسب مراتب اپنے حفظ وامان میں رکھے اور دینی ودنیاوی کامیابیوں سے ہمکنار کرے۔

محمد عباس شاد

عرض مترجم

اللہ تعالی کی اس آخری حکمت بھری کتاب سے کسی بھی درجے کی وابستگی ایک بندے کے لیے موجب افتخار ہونے کے ساتھ ساتھ باعث رحمت ومغفرت بھی ہے۔

یہی وہ کتاب ہے کہ جس کی عطا کردہ جامع ہدایت کے بغیر کوئی قوم دنیا وآخرت میں بیک وقت فلاح نہیں پاسکتی۔ یہ کل انسانیت کی فلاحِ دارین کی دعوے دار واحد کتاب ہے۔ جس کی بنیاد پر دنیا میں مستقل تہذیب کی بنیاد پڑی۔ جس کے نام لیواؤں نے مظلوم انسانیت کو ظالم انسانوں کی حکمرانی سے نکال کر اللہ کی بندگی وانابت کا فطری ماحول ومیدان مہیا کیا۔ جس نے ہر انسان کو اُس کی صلاحیت وقابلیت کی بنیاد پر آگے بڑھنے کا حوصلہ دیا۔ جس کے تیار کردہ انسان اپنی بے لوثی، جاں نثاری، بہادری، انسانیت نوازی، رقتِ قلبی، سوزِ دروں، پاکیزگیٔ نفس، اخلاص و للّٰھیت، توکل واستغنا، خشیت وعاجزی، احساس ودردمندی، عبادت گزاری کا وہ حسین ترین انسانی گلدستہ تھے۔ کہ جنہیں صاحبِ کتاب ﷺ نے اس کتاب کی روشنی میں اس طرح سے تیار کیا کہ انسانی تاریخ ان کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ وہ راتوں کے عبادت گزار اور دن کے مجاہد بن گئے۔ مزکیٔ اعظم نے قرآن کے نسخۂ شافی کی بدولت، ان کی تطہیر وتعمیرِ سیرت اس طرح سے کی کہ ان بندوں کو اللہ تعالی کی جانب سے رضی اللہ عنہم و رضوعنہ کا خطاب دل نواز عطا ہوا۔

یہ رب العالمین کا عطا کردہ وہ نسخہ کیمیا تھا کہ جس کی بنیاد پر رحمۃ للعالمین نے صالحین وراشدین کے اس گروہ کو تیار کیا کہ جنہوں نے دنیا کو صبغۃ اللہ کے رنگ میں رنگ دیا۔ جو انسانیت کے نجات دہندہ ثابت ہوئے۔

آج بھی قرآن کی بنیاد پر حضور ﷺ کی سیرت کی روشنی میں صحابہ کرام ؓ کے طرز پر اس اجتماعیت کے قائم کرنے کی ضرورت ہے، جو صالحیت وصلاحیت کی بنیاد پر ہر شخص کو آگے بڑھنے کا موقع دے۔ جو دین حق کی سربلندی و عظمت اور اس کے پیغامِ فطرت کو دنیا کے تمام نظاموں پر غالب کر سکے۔ تا کہ یہ لیظہرہ علی الدین کلہ کے طریق پر احقاقِ حق وابطالِ باطل ہو جائے۔ کفر وظلم کی رعونتیں ختم ہوں، اور انبیاء کی پاکیزہ تعلیم کے مقابلے میں عقل کی درماندگی کو تسلیم کیا جائے۔ جس میں علومِ وحی کی بنیاد پر عقل کو پر کشائی کا موقع دیا جائے اور ہر فتنہ کہن وجدید خائب و خاسر ہو کر اللہ کا نام بلند واعلی ہو۔ اور یہ کام قرآن، صاحبِ قرآن، قرآن کے مطلوب انسان (صحابہ کرامؓ) کی تکوین کی بنیاد پر ہی ممکن ہے۔

مختصر یہ کہ قرآن حکیم سے وابستگی اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ حبِ قرآنی کے اسی احساس نے مجبور کیا کہ قرآن کریم کی پہلی با قاعدہ تفسیر جو ''ترجمان القران'' (ابن عباس ﷜) کی ہے۔ اس پر کچھ کام کیا جائے۔ میری علمی بساط و کم مائیگی ہرگز اس قابل نہ تھی کہ ایسی تفسیر سے کوئی نسبت ٹھہرتی۔ لیکن اس ذاتِ عالی کی عنایت بطورِ خاص متوجہ ہوئی اور اس تفسیر سے کسی درجہ میں کوئی نسبت بن گئی۔

اس تفسیر ''تنویر المقباس'' کے حوالے سے اسلاف کی آراء مختلف فیہ ہیں۔ اس کی اسناد کے متعلق بھی گفتگو کی خاصی گنجائش ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس کی متعدد روایات صحاح ستہ و دیگر کتبِ حدیث مثلاً: (۱) مسند احمد بن حنبل (۲) مسند ابی داؤد الطیالسی (۳) مسند الشافعی (۴) مسند الحمیدی (۵) معجم طبرانی (۶) المنتقی لابن جارود (۷) سنن دارمی (۸) سنن الدارقطنی، کی روایات موجود ہیں۔ اس کے علاوہ صحابہؓ کے اقوال و آثار بھی ہیں۔ لغتِ عرب، تاریخ عرب، ''ایام العرب'' سے استشہاد و استناد بھی ہے۔ حضرت ابن عباس ﷜ کے کچھ ذاتی اجتہادات بھی ہیں اور ہماری اُمہاتِ تفاسیر، کتبِ حدیث کی کتاب التفسیر حضرت ابن عباس ﷜ کی روایات سے مزین ہیں۔ ان تمام شواہد اور قرائن کی موجودگی میں اس مجموعۂ روایات ابن عباس ﷜ سے بے اعتنائی قرینِ انصاف نہیں۔ پھر یہ تفسیر ایک طویل عرصے سے ہزاروں کی تعداد میں دنیا کے مختلف حصوں میں زیرِ طبع سے آراستہ ہو رہی ہے اور اہل علم اس سے استفادہ بھی کرتے رہے ہیں۔ لیکن اس کے عربی میں ہونے کی وجہ سے عوام الناس کا اس سے استفادہ مشکل تھا۔ ہماری یہ کوشش اسی طبقے کے لیے بھی ہے۔ مذکورہ بالا قرائن و شواہد کے باوجود اس بات کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ اس میں متعدد موضوع و الحاقی روایات بھی ہیں۔ لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ اس طرح کے علمی مجموعوں میں ایسی چیزوں کو گوارا کر لیا جاتا ہے۔ لیکن اس سب کچھ کے باوجود اس میں خیر کا غلبہ ہے دوسرے ہمارے پاس ابن عباس ﷜ جیسے مفسرِ اعظم کی تفسیری آراء کا اس کے علاوہ کوئی اور مجموعہ نہیں ہے۔ اس لیے اس کے فاضل مرتب علامہ ابو طاہر یعقوب فیروز آبادی ''صاحب قاموس'' نے اس طرح کی جملہ روایات، اقوال کو اس لیے جمع کر دیا کہ یہ مواد یکجا ہو جائے۔ یہ بھی اُن کا امت پر احسانِ عظیم ہے تاہم اربابِ تحقیق کا کام یہ ہے کہ اس کی سطر سطر کا علمی جائزہ لیں اور نقد و جرح کریں اور مسلمہ اصولوں پر پرکھیں۔

اس تفسیر کا ایک قلمی نسخہ پنجاب پبلک لائبریری لاہور میں موجود ہے۔ یہ تفسیر ۱۳۱۴ھ کو امام سیوطیؒ کی تفسیر درمنثور کے حواشی پر مصر سے شائع ہوئی اور مستقل طور پر ۱۳۱۶ھ کو مصر سے چھپی اور برصغیر میں کئی مرتبہ شائع ہوئی، ۱۲۸۵ھ کو شاہ ولی اللہؒ کے ترجمہ قرآن کے ساتھ اور پھر شاہ رفیع الدین کے اُردو ترجمہ کے حاشیہ پر بھی شائع ہوئی۔

اُردو ترجمہ پہلی بار ۱۹۲۶ء میں آگرہ سے شائع ہوا اور ۱۹۷۰ میں مولانا عابد الرحمٰن صدیقی کے ترجمہ کو کلام کمپنی کراچی نے شائع کیا۔

اُردو زبان کو اللہ تعالیٰ نے عصرِ حاضر میں عربی زبان کے بعد دین کی تفہیم و تشریح کے لیے چن لیا ہے۔ اب یہ کہنے میں شاید کوئی مبالغہ نہیں کہ اُردو زبان میں اسلام پر جس مقدار و معیار سے کام ہو رہا ہے۔ معاصر دینی عربی ادب اس کی مثال لانے سے قاصر ہے۔ اس لیے ضرورت محسوس کی گئی کہ لسانِ نبوت سے ''تفقہہ فی الدین'' کے افتخار سے مفتخر مفسر اعظم کی ذات گرامی سے منسوب اس تفسیر کا جدید رواں، سلیس اور بامحاورہ اُردو زبان میں ترجمہ کیا جائے، تا کہ اُردو دان طبقہ بھی اس تفسیر سے مستفیض ہو سکے۔

اس تفسیر میں اکثر جگہ عبارت میں محض ایک دو لفظوں کا اضافہ ہے کیونکہ محض اُن کا ترجمہ کرنے سے مفہوم واضح نہیں ہوتا تھا۔ مزید برآں عربی زبان کے محذوفات اہل علم کے لیے ایک خاص شان رکھتے ہیں۔ اُردو میں ترجمہ کرتے وقت انھیں کھولنا ضروری ہے۔ ان وجوہ کے سبب اس میں ترجمہ سے زیادہ ترجمانی کی گئی ہے اور عبارت کو مسلسل کر دیا گیا ہے تا کہ تفہیم میں سہولت رہے اور قاری ذہنی بوجھ کا شکار نہ ہو۔

ہر آیت کی تفسیر کے شروع میں اُس کا نمبر بھی دے دیا گیا ہے۔ تا کہ ہر آیت کی نمبروار تفسیر سمجھنے میں آسانی رہے۔ امام سیوطیؒ کی کتاب ''لباب النقول فی اسباب النزول'' کے سبب اکثر آیات کا شانِ نزول، اس سے متعلقہ احادیث و واقعات بھی ساتھ آنے سے اس کی افادیت بڑھ گئی ہے اور آیت کا مفہوم سمجھنے میں دشواری نہیں رہی۔ شانِ نزول آیات کے نمبروں کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں تا کہ کسی بھی آیت کا مفہوم سمجھنے میں دقت نہ ہو۔

اس تفسیر کا مفہوم سیدھا سادا اور متن قرآن سے قریب تر ہے۔ جو مرادِ الٰہی کو سمجھنے میں معاون ہے۔ بسا اوقات تفسیر میں جہاں کہیں کوئی واقعہ ضمناً آیا ہے یا نا تمام ہے اُسے مکمل کر دیا گیا ہے۔ مولانا فتح محمد جالندھری کا ترجمہ اپنی سلاست، روانی و برجستگی میں منفرد ہے اور فرقہ واریت سے بھی پاک ہے۔

قرآنیات کے ہر سنجیدہ طالب علم کے ہاں اس تفسیر کو ہونا چاہیے۔ اس ترجمہ میں مولانا عابد الرحمٰن صدیقی کے ترجمہ مطبوعہ کلام کمپنی کراچی سے خصوصی طور پر استفادہ کیا گیا ہے۔ (اللہ تعالیٰ، مرحوم کی مغفرت فرمائے)

ترجمہ یا ترجمانی میں کوشش کی گئی ہے کہ ربط و تسلسل برقرار رہے، الفاظ آسان ہوں۔ عام اُردو داں طبقہ بھی اس سے فائدہ اٹھا سکے، اس ترجمہ میں اگر کوئی خوبی ہے تو وہ محض اللہ کا فضل ہے اور جتنی بھی کوتاہیاں، خامیاں اور فروگذاشتیں ہیں ان کا ذمہ دار میں ہوں۔ اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرمائے۔

جملہ قارئین بالخصوص اہل علم سے عاجزانہ درخواست ہے کہ خامیوں سے آگاہ فرماتے ہوئے اپنی قیمتی آراء و تجاویز کو مجھ تک پہنچائیں۔ میں اپنی اصلاح کا سخت ضرورت مند و طالب ہوں۔ اس خدمت کے حوالے سے جو بھی میری اصلاح فرمائیں گے میں اسے شکریہ اور دعاؤں کے ساتھ قبول کروں گا۔ مزید آپ کی آراء کی روشنی میں اس تفسیر کا نقشِ ثانی نقشِ اول سے بہتر ہوگا۔

اپنے قارئین کو بتاتا چلوں کہ میرا آبائی تعلق بالاکوٹ دکاغان سے ہے۔ امسال گرمیوں میں جہاں بیٹھ کر اس ترجمے کا اکثر کام کیا تھا وہ مکان اپنے مکینوں سمیت پیوند خاک ہو چکا ہے۔ ۸/اکتوبر ۲۰۰۵ء کے زلزلے نے سب کچھ بدل دیا اور چھین بھی لیا۔ علاقہ اپنی شناخت کھو چکا ہے۔ پہاڑ بھر بھرے ہو گئے ہیں، زمینیں برباد ہو گئیں، متعدد رشتہ داروں کی اس حادثاتی موت نے دل کو بوجھل کیے رکھا ہے۔ دل گرفتگی کے اس عالم میں کیا لکھوں؟ حالانکہ ایک مفصل تحقیقی مقدمہ لکھنے کا ارادہ تھا وہ نہ ہو سکا۔ برادرم محمد عباس شاد کے پیہم اصرار پر کچھ تمہیدی مضامین لکھ دیئے ہیں۔ جو آپ کے سامنے ہیں۔ میری اس پریشانی کے باعث اس تفسیر کے منظرِ عام پر آنے میں تاخیر ہوئی۔ جس پر معذرت خواہ ہوں۔

اس ترجمہ میں مختلف حوالوں سے عبدالدائم، اویس طارق کے امداد و تعاون پر اور اسرار امین آغا، حافظ عمار خاں ترین، محفوظ خان، طیب طاہر، طارق رحمٰن، اپنی اہلیہ اور بڑی باجی اور دیگر دوست احباب کا شکر گزار ہوں اور قارئین سے ان کے لیے دعا کی درخواست کرتا ہوں۔ ناسپاسی ہوگی اگر میں برادرم عباس شاد کا شکریہ ادا نہ کروں جن کی توجہ اور خواہش سے میں اس کام پر آمادہ ہوا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سے سرخرو کیا۔

میرے شب بیدار، نیک نفس مرحوم والدین اور جواں مرگ بھائی منظور احمد اور ۸/اکتوبر کے جملہ شہداء کی مغفرت کے لیے قارئین سے دعاؤں کی درخواست ہے۔

اللّٰھم انک عفو تحب العفو فاعف عنا

فقیر

حافظ محمد سعید احمد عاطف

۲۷ رمضان المبارک ۱۴۲۶ھ / یکم نومبر ۲۰۰۵ء

مسجد شان اسلام گلبرگ لاہور

ترجمان القرآن مفسر اعظم

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ

شخصیت، علم وفضل، تفسیر میں مقام ومرتبہ، صحابہ کرام کی آراء، چند نامور تلامذہ اور وفات

نام/کنیت

آپ کا اسم سامی عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب الھاشمی القرشی ہے اور کنیت ابوالعباس ہے۔

لقب:

ترجمان القرآن حبرُ الامۃ، البحر

پیدائش

آپ ہجرت سے تین برس پیشتر اس وقت پیدا ہوئے جب حضور ﷺ کفار کے مقاطع کے سبب شعب ابی طالب میں محصور تھے۔ ایسے سخت وقت میں آپ کی ولادت باسعادت سے مسلمانوں میں مسرت کی ایک لہر دوڑ گئی آپ کی تاریخ پیدائش میں کچھ اختلاف ہے تاہم اکثر مورخین کی رائے ہجرت سے تین برس قبل ہی کی ہے۔ حافظ ابن حجر پیدائش کی مختلف روایات میں تطبیق کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ولد بنو هاشم بالشعب قبل الهجرة بثلاث و قيل بخمس والا ول اثبت[1]

(آپ شعب ابی طالب میں تین برس قبل ہجرت پیدا ہوئے بعض کے نزدیک ضعیف قول ہجرت سے پانچ برس پہلے کا بھی ہے لیکن صحیح تر بات پہلی ہی ہے)

خود ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ اس دنیا سے تشریف لے گئے تب میری عمر دس برس تھی[2]

[1] الاصابہ فی تمیز الصحابۃ۔ از ابن حجر عسقلانی تذکرہ ابن عباس۔ جلد اول صفحہ ۳۲۲،

[2] سیر اعلام النبلاء الذھبی، شمس الدین حافظ جلد ۳ صفحہ ۳۴۴)۔

آپ کے والد نے انہیں حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کیا آپ ﷺ نے انھیں اپنے دہن مبارک سے چبائی ہوئی کھجور سے گھٹی دی۔ گویا اس دنیا میں آپ کی پہلی خوراک حضور علیہ السلام کا لعاب مبارک اور آپ کی پس خوردہ کھجور تھی۔ ایسے بچے کا علم و فضل اور سعادت مندی بے مثال و اعلیٰ کیونکر نہ ہو۔ جسے دہن نبوت سے یہ گوہر گراں مایہ میسر آ گیا۔ گویا یہ اس امر کا اشارہ تھا کہ اس بچے کو امام المفسرین بنا کر اس مستفیض رحمت اللعالمین کا فیض علم جہان بھر میں پھیلے گا۔

علامہ ابن کثیرؒ آپ کی پیدائش کی مزید تفصیل یوں بتاتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جن دنوں رسول اللہ ﷺ شعب میں محصور تھے میرے والد آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا اے محمد ﷺ! اُم الفضل حاملہ ہیں۔ آپؐ نے فرمایا چچا! ممکن ہے اللہ تمہاری آنکھیں ٹھنڈی کر دے (ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) جب میری والدہ مکرمہ نے مجھے جنم دیا تو میرے والد مجھے حضور ﷺ کے پاس لے گئے۔ اس وقت میں ایک کپڑے میں لپٹا ہوا تھا۔ آپ نے اپنے لعابِ دہن سے مجھے تحنیک (گھٹی) دی حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے علم کے مطابق اللہ کے نبی نے سوائے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے کسی اور بچے کو گھٹی نہیں دی[۳]۔

حسب و نسب کے اعتبار سے حضرت میمونہؓ کے سگے بھانجے تھے اس حوالے سے حضور ﷺ آپ کے خالو بھی تھے۔ اسطرح سے آپ کی کاشانہ نبوت تک براہِ راست رسائی تھی۔

حلیہ مبارک:

روشن چہرہ، گندمی رنگ، لمبا قد، گھنے لمبے بال، آپ اتنے حسین اور وجیہہ تھے کہ لوگ چودھویں کے چاند کو دیکھ کر آپ کو یاد کرتے[۴]۔

بچپن اور کاشانۂ نبوت

مکہ مکرمہ میں آپکی پرورش اسلامی ماحول میں ہوئی آپکی والدہ مکرمہ اُم الفضل مسلمان ہو چکی تھیں۔ ابن اسحاق سے مروی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے مولیٰ حضرت عکرمہ رحمتہ اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ کے آزاد کردہ غلام حضرت ابورافع فرماتے ہیں کہ میں عباس بن عبدالمطلب کا غلام تھا تب اسلام ہمارے گھر میں داخل ہو چکا تھا۔ حضرت عباسؓ اور ام الفضل اسلام لا چکے تھے[۵]۔

پھر ہجرت کے بعد تو آپ رضی اللہ عنہ کو صحبتِ نبوی سے فیض یاب ہونے کے کثیر مواقع میسر آئے۔ بالخصوص آپ

---

۳ البدایہ والنہایہ جلد۴ صفحہ ۲۹۵۔

۴ سیر اعلام النبلاء، جلد۳ صفحہ ۲۲۷۔

۵ سیرۃ ابن ہشام جلد۲ صفحہ ۳۳۸۔

کی سگی خالہ اُم المؤمنین حضرت میمونہؓ کے توسط سے کاشانہ ءنبوت کے اندر کے معمولات اور حضور کی نجی صحبتوں سے جس طرح آپ فیض یاب ہوئے کسی دوسرے صحابی کواسطرح کے اتنے مواقع میسر نہ آسکے۔

دعائے نبوی اوراس کا فیضان

آپ کی فیض طلب وجستجوئے علم سے لبریز طبیعت کو جب حضور ﷺ کی نجی زندگی اور گھریلو زندگی دیکھنے کا موقع ملاتو آپ نے اپنی متواضع ومودب شخصیت کے سبب جلد ہی حضور ﷺ کا خصوصی قرب حاصل کرلیا۔انہیں مزاج شناسی کا اللہ تعالیٰ نے خصوصی ملکہ عطا فرمایا تھا۔جس کے سبب آپ حضور ﷺ کے معمولات وطبع مبارک کا لحاظ رکھتے ہوئے آپ ﷺ کی خدمت فرماتے رہے۔ایسے ہی ایک واقعہ کا تذکرہ وہ اپنی زبان سے یوں بیان فرماتے ہیں:

''ایک رات میں نے اپنی خالہ ام المؤمنین کے ہاں رات قیام کیا حسن اتفاق سے وہ رات حضور ﷺ کی یہاں قیام کی رات تھی۔آپ ﷺ عشاء کی نماز پڑھ کرگھر تشریف لائے اورگھر میں چار رکعت پڑھ کرسو گئے پھراٹھے اور فرمایااے غلیّم (اے ننھے یااومیاں صاحبزادے)تم بھی اٹھ جاؤ چنانچہ آپ نماز میں کھڑے ہوئے میں بھی آپ کی بائیں جانب آکرکھڑا ہوگیاحضور ﷺ نے مجھے اپنے دائیں جانب فرمادیا۔پھرآپ نے پانچ رکعتیں پڑھیں اس کے بعد پھر دورکعتیں پڑھ کرسو گئے یہاں تک کہ آپ گہری نیند میں چلے گئے اس کے بعد بیدار ہوکر فجر کی نماز کیلئے مسجد تشریف لے گئے''[1] اس واقعہ میں حضرت ابن عباس ؓ کی فہم وفراست دیکھئے کہ کس طرح انہوں نے حضور ﷺ کے رات کے ایک ایک معمول کونوٹ کیا،نماز کی کیفیت ورکعات اور بعد میں آپ کی نینداورمسجد جانے تک کے احوال کو جزئیات کے ساتھ بیان فرمایااور یہ جائزہ نوٹ کرنے کے لئے آپ نے اپنی نیندتک کوقربان کیاوگرنہ ابتدائے جوانی کے اس دور میں نیند کا سخت غلبہ ہوتا ہے لیکن آپ نے حضور ﷺ کی شبانہ عبادات کومحفوظ کر کے امت تک پہنچانے کیلئے نیند کی قربانی دی اورخود آنحضرت ﷺ نے آپ کوکس پیار بھرے لہجے میں پکارا۔جس سے ان کی دلجوئی ہوئی اورابن عباس ؓ نے وفورشوق میں نیندترک کر کے آپ کے ساتھ شریک عبادت ہوگئے اورعبادت سے لے کرآپ کے فجر تک کے معمولات کوکیسے ذہن نشین فرمایا۔

اسطرح کاایک اورواقعہ ہے جس سے ابن عباس ؓ کی خدمت اورمزاج رسول سے آگاہی کاعلم ہوتا ہے۔ ابن عباس ؓ فرماتے ہیں ایک دن رحمت عالم حضرت میمونہؓ کے ہاں رات قیام فرماتھے میں نے رات کوحضور ﷺ کے وضو کیلئے پانی رکھا۔حضرت میمونہؓ نے کہااے اللہ کے رسول!اس (یعنی عبداللہ بن عباس ؓ) نے آپ کیلئے یہ برتن

---

[1] (بخاری الجامع الصحیح۔کتاب العلم)

رکھا ہے اس پر نبی کریم نے دعا دیتے ہوئے فرمایا۔ اللهم فقهه في الدين [7] (مسند احمد الامام احمد بن حنبل جلد ا حدیث نمبر ۳۲۸)۔ وعلمه التاویل" اے اللہ! اس بچے کو دین کی گہری سمجھ اور قرآن کا پختہ علم عطا فرما۔
دیگر روایات کے الفاظ اس طرح سے ہیں۔ اللهم فقهه في الدين [8] اللهم علمه الحكمة [9] اے اللہ اسے دین کی حکمت سے مالا مال فرما۔

ابن عمر ﷺ سے ایک روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق ﷺ، ابن عباس ﷺ کو اپنے ہاں بلا کر قریب بٹھاتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں نے رسول ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ ﷺ نے ایک دن تمہارے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرتے ہوئے یہ دعا دی کہ:

"اللهم فقهه في الدين و علمه التاويل [10] (اے اللہ! اسے دین کی خوب سمجھ اور تفسیر کا علم عطا فرما)

اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نے ابن عباس ﷺ کو دو مرتبہ دعا دی ہے ایک حضرت میمونہؓ کے ہاں گھر میں اور دوسری محفل میں، معلم اعظم کی ان دعاؤں کا اثر تھا کہ آپ فہم وفراست، ذہانت وذکاوت دین کے گہرے فہم، حاضر دماغی میں اپنی مثال آپ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو زبردست حافظہ عطا فرمایا تھا۔ فہم و معارف قرآنی کے بیان میں کم عمر ہونے کے باوجود آپ کا مقام و مرتبہ اکابر صحابہ کی طرح تھا۔

طلب علم کا جذبہ

حضور ﷺ کے اس دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد حضرت ابن عباس ﷺ نے خلفائے راشدین بالخصوص حضرت عمر و حضرت علی رضی اللہ عنہما سے خصوصی استفادہ کیا۔ حضرت عمر ﷺ تو خود آپ سے بھی تشریحاتِ قرآنی سن کر استفادہ کرتے تھے۔ حضرت علی ﷺ کے تفسیری نہج کو اگر کسی نے صحیح معنوں میں جذب کیا ہے تو وہ حضرت ابن عباس ﷺ ہیں۔ اسی طرح ابی بن کعب ﷺ کہ جنہیں لسانِ نبوت نے "اقرأ القرآن" سب سے بڑا قاری قرار دیا۔ حضرت ابن عباس ﷺ خلوت وجلوت میں ان کے حاضری دیتے اور غوامض قرآنی سے فیض یاب ہوتے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ وہ جلیل القدر صحابی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا۔ مجھے سورۃ نساء پڑھ کر سناؤ۔ انہوں نے عرض کیا کیا! میں آپ کو پڑھ کر سناؤں؟ حالانکہ قرآن آپ پر ہی اترا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ میں دوسروں سے

---

۷ مسند احمد الامام احمد بن حنبل جلد ا حدیث نمبر ۳۲۸
۸ (البخاری، الجامع الصحیح، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ)
۹ (مسلم الجامع الصحیح کتاب فضائل الصحابہ باب فضائل عبداللہ ابن عباسؓ)
۱۰ (فتح الباری، لابن حجر، جلد ا صفحہ ۱۷۰، بحوالہ معجم الصحابہ امام بغوی)

قرآن سننا پسند کرتا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے پڑھنا شروع کیا جب اس آیت پر پہنچے:

فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشھید و جئنا بک علی ھٰئو لآء شھیداً .

تو بے ساختہ نبی کریم ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے حضور ﷺ فرمایا کرتے تھے ''جو شخص چاہے کہ قرآن کو اس طرح تروتازہ تلاوت کرے جیسے وہ اترا تھا تو وہ ابنِ مسعود کی طرح پڑھے [۱۱]۔ امام مسروق جو تابعی اور امت کے کبار علماء و مفسرین میں سے ہیں۔ فرماتے ہیں: ''اصحابِ رسول کا علم چھ صحابہ کرام کی شخصیت پر ختم ہو گیا یعنی عمرؓ، علیؓ، اُبی بن کعبؓ، ابوالدرداءؓ، زید بن ثابتؓ، ابن مسعودؓ، پھر ان چھ صحابہ کا علم دو صحابہ کی ذات میں مجتمع ہو گیا یعنی حضرت علیؓ و عبداللہ بن مسعودؓ [۱۲] اور دو مؤخر الذکر شخصیات، فہم قرآنی میں ابن عباس ﷺ کا خصوصی مرجع تھیں، اس لیے اہلِ علم میں یہ بات معروف ہے کہ اگر تمہیں کسی معاملے میں حضرت علی ﷺ یا ابن مسعود ﷺ کا قول درکار ہو اور وہ نہ ملے اور ابن عباس ﷺ کا تفسیری قول مل جائے تو اسے حضرت علی ﷺ اور ابن مسعود ﷺ ہی کا قول سمجھو، کیونکہ ابن عباس ﷺ کی اکثر تعبیرات قرآنی ان ہی دو ہستیوں کے علم کی مرہون منت ہیں۔ مختصراً یوں سمجھئے کہ اکابر مفسرین صحابہ کا علم بلحاظِ عمر اصاغر صحابہ میں سے حضرت ابن عباس ﷺ کی ذات میں سمٹ آیا ہے اور آپ مفسرین صحابہ کے مجموعی علم کے تنہا آخری ترجمان ہیں۔ شاید اسی سبب انہیں اُمت نے ''ترجمانُ القرآن'' کے خطاب سے نوازا۔

آپ کی جستجوئے علم ان اکابر صحابہ سے مستفیض ہونے کی حد تک ہی نہ تھی بلکہ آپ کو جہاں بھی پتہ چلتا کہ فلاں جگہ کوئی حضور ﷺ کا صحابی موجود ہے تو یہ ان کے پاس طلبِ علم کی نیت سے پہنچ جاتے اس طرح کا ایک واقعہ آپ خود اپنی زبان سے یوں بیان فرماتے ہیں:

''حضور ﷺ کی وفات کے بعد میں نے بعض صحابہ کی خدمت میں عرض کیا کہ ابھی حضور ﷺ کے بہت سے صحابہ باقی ہیں۔ آیئے کوئی ایسی صورت بنائیں کہ ہمیں ان سے علم کے حصول کا موقعہ میسر آ جائے۔ ان صاحب نے کہا اے ابن عباس ﷺ! تمہارا کیا خیال ہے کہ کسی وقت لوگ علم کے حوالے سے تمہارے محتاج ہوں گے؟ سو انہوں نے اس طرح سے میری تجویز کو رد کر دیا۔ اب میں نے خود ہی ہمت کر کے اس کام کو شروع کرنے کا عزم کیا۔ میں خود صحابہؓ کی تلاش کرتا جہاں بھی ان کا پتہ چلتا میں ان کے پاس پہنچتا۔ ان سے علم کی باتیں معلوم کرتا۔ اس جستجو میں مجھے کسی بھی شخص کا علم ہوتا تو میں طلب علم کی خاطر دور دراز کا سفر کرتا۔ ایسے شخص کے دروازے پر پہنچتا اگر وہ صاحب اس وقت آرام فرما ہوتے تو میں انہیں زحمت دیئے بغیر انتظار کرتا اور اپنی چادر کو وہیں تکیہ بنا کر بیٹھ جاتا، ہوا کے جھکڑ میرے

۱۱ مشکوٰۃ المصابیح کتاب المناقب۔

۱۲ حوالہ سابق۔

چہرے کو گرد آلود کر دیتے۔ اس حالت میں وہ صاحب جب باہر نکل کر مجھے دیکھتے تو کہتے ''اے رسول ﷺ کے چچازاد بھائی! آپ کیوں تشریف لائے۔ میرے پاس پیغام بھیج دیا ہوتا'' تب میں جواباً عرض کرتا کہ نہیں یہ میرا فرض تھا کہ میں (حصول علم) کیلئے خود آپ کی خدمت میں آؤں۔ چنانچہ میں ان سے مطلوبہ حدیث کی تفصیل دریافت کرتا۔ مختلف سوال کرتا اور سیراب ہوکر وہاں سے چلا آتا۔ طلب علم کا یہ سلسلہ ایک عرصہ تک جاری رہا۔ جب لوگ دینی مسائل واشکالات کے معاملے میں مجھ سے ہر طرح کے سوالات کرنے لگےاور میرے گرد اکثر پوچھنے والوں کا مجمع اکٹھا ہوجاتا اس طرح کےایک مجمع کواُن انصاری بزرگ نے دیکھا جنہوں نے میری تجویز سے اتفاق نہیں کیا تھا تو فرمایا کہ یہ تو جوان مجھ سے زیادہ عقل مند تھا [13]۔ گویا اس طرح سے آپ نے حصولِ علم کا کوئی موقع ضائع نہ فرمایا جہاں سفر کرنا پڑا تو سفر کیا۔ مشقتیں اٹھانی پڑیں وہ اٹھائیں سفر کی صعوبتیں جھیلنی پڑیں تو حضور ﷺ کے دین کے حصول کی خاطر جھیلیں۔ موسمی شدائد کو برداشت کیا اور مقدور بھر اس مقصد کیلئے کوشاں ومستعد رہے چنانچہ اسی جاں گسل علمی جدوجہد کا نتیجہ یہ نکلا کہ آپ اپنے وقت کے اہل علم کا مرجع بن گئے۔ اس قدر علم وفضل کے باوجود ان کی تواضع کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ صحابی رسول ﷺ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو گھوڑے پر سوار دیکھا تو بطور تواضع آگے بڑھ کر ان کے گھوڑے کی لگام اس طرح پکڑ لی جس طرح ایک خادم پکڑا کرتا ہے۔ یہ دیکھ کر حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے رسول اللہ ﷺ کے چچازاد ایسا نہ فرمایئے۔ آپ نے جواباً فرمایا۔ **اناھکذانفعل بکبر ائنا و علمائنا** [14] (ہم اپنے بزگوں اور علماء کا ایسے ہی ادب کیا کرتے ہیں)

یہ ہے وہ شانِ تواضع جو انسان کو بلندیوں تک پہنچا دیتی ہے آپ نے اکابر صحابہ کرامؓ بلحاظ عمر اصاغر صحابہ کرامؓ میں سے شاید ہی کوئی ایسا ہوگا کہ جن سے آپ نے استفادہ علمی نہ کیا ہو۔ یہی سبب تھا کہ آپ دین کے ترجمان و شارح بن گئے اطراف واکناف میں پیروجواں اور اہلِ علم آپ کے ارشادات کو سند سمجھنے لگے۔

آپ کے علم وذکاوت اور قرآن فہمی کی چند مثالیں

ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس طالبان دین کا جمگھٹا لگا رہتا تھا۔ ان کے سامنے آپ تفسیر قرآن، احادیث نبویہ اور فقہی مسائل بیان فرماتے تھے۔

آپ اعلیٰ درجے کے خطیب تھے۔ قرآنی علوم ومعارف پر بات کرتے تو طبیعتوں میں نشاط پیدا ہوجاتا۔ آپ کی اثر انگیزی ایسی تھی کہ ''جب آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں امیر حج مقرر ہوئے تو وہاں آپ نے سورۃ

۱۳ (الاصابہ فی تمیز الصحابۃ، لابن حجر عسقلانیؒ، جلد۲ صفحہ۳۲۳، بحوالہ مسند دارمی)

۱۴ (البیہقی، السنن، الکبریٰ، الامام ابوبکر بن حسین البیہقی جلد۶ صفحہ۲۱۱، بذیل کتاب الفرائض باب ترجیح قول زید بن ثابت رضی اللہ عنہ)

بقرۃ کی تلاوت فرمائی اور پھر اس کی اس دلنشین پیرائے میں تفسیر بیان کی کہ اگر اسے سرکش کفار بھی سن لیتے تو شاید یہ ایمان لے ہی آتے [۱۵]۔

مستدرک میں روایت ہے کہ عکرمہؒ کہتے ہیں کہ میں حیّی بن یعلیٰ اور سعید بن جبیر تینوں اکٹھے ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوتے تو میں نسب کے بارے میں سوال کرتا، حیّی ایام عرب سے متعلق سوال کرتے اور سعید بن جبیر فتووں کے بارے میں آپ سے دریافت کرتے۔ آپ ہر ایک کو جواب مرحمت فرماتے اور آپ کے جامع جوابوں سے یوں معلوم ہوتا کہ گویا ہم علم کے ایک سمندر میں تیر رہے ہیں [۱۶]۔ آپ کے علم وفضل کا بے کنار سمندر ایسا تھا کہ جس سے ہر قسم کے تشنگان علوم کی پیاس بجھتی تھی۔

آپ کی جامعیت کی شان ایسی تھی کہ دین کے ہر شعبے کے متعلق لوگ آ کر آپ سے رہنمائی لیتے تھے۔ جاہلی ادب، لغاتِ عرب، اور ایام العرب (عرب کی تاریخ بالخصوص جنگوں کی تاریخ) میں آپ سے بڑھ کر اور کوئی مرجع نہ تھا، ابن کثیرؒ نے اس طرح کی ایک محفل کا نقشہ یوں کھینچا ہے۔

حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ ابو صالحؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عباسؓ کی مجلس دیکھی ہے کہ اگر تمام قریش اس پر فخر کریں تو ان کو اس پر فخر کا حق ہے میں نے دیکھا ہے کہ لوگ ان کے دروازے پر جمع ہوتے یہاں تک کہ راستہ تنگ ہو جاتا کہ کوئی شخص آنے جانے پر قدرت نہ رکھتا۔ فرمایا کہ (ایک دن) میں ان کے پاس حاضر ہوا میں نے ان کو بتایا کہ لوگ ان کے دروازے پر جمع ہیں آپؓ نے مجھ سے فرمایا کہ میرے لئے وضو کا برتن رکھو، پھر آپؓ نے وضو کیا اور بیٹھ گئے اور فرمایا، جاؤ ان سے کہو کہ جو قرآن اور اس کے حروف کے متعلق پوچھنا چاہتا ہے وہ آ جائے۔ (راوی) کہتے ہیں کہ میں باہر آیا اور ان کو اندر آنے کی اجازت دی چنانچہ وہ اندر آئے یہاں تک کہ انہوں نے اس کمرے اور حجرے کو بھر دیا پھر انہوں نے حضرت ابن عباسؓ سے جو بات بھی پوچھی آپؓ نے ان کو اس کا جواب دیا بلکہ ان کے سوال سے زیادہ ان کو مستفید کیا۔ پھر فرمایا کہ وہ بھی تمہارے بھائی ہیں ان کو بھی آنے دو چنانچہ وہ چلے گئے پھر آپؓ نے فرمایا جاؤ اور ان سے کہو کہ جو شخص حلال وحرام اور فقہ کے مسائل معلوم کرنا چاہتا ہو وہ آ جائے (راوی) کہتے ہیں کہ میں باہر نکلا اور ان کو اندر آنے کی اجازت دی، چنانچہ وہ اندر آئے، یہاں تک کہ انہوں نے کمرے اور حجرے کو بھر دیا۔ پھر انہوں نے جو بات پوچھی، آپؓ نے اس کا ان کو جواب دیا بلکہ ان کو بڑھ کر بتایا۔ پھر فرمایا کہ وہ بھی تمہارے بھائی ہیں چنانچہ وہ باہر چلے گئے پھر مجھ سے فرمایا کہ جاؤ اور ان سے کہو کہ جو شخص فرائض وغیرہ کے متعلق مسائل پوچھنا

---

۱۵ ابن کثیر تفسیر القرآن العظیم، جلد اول صفحہ ۳ (مقدمہ التفسیر)۔

۱۶ المستدرک للامام ابن حاکم جلد ۳ صفحہ ۵۳۔

چاہتا ہو، آجائے ،بس میں باہر گیا اور ان کو اندر آنے کی اجازت دی ، چنانچہ وہ اندر آئے یہاں تک کہ انہوں نے کمرے اور حجرے کو بھر دیا اور پھر جو بات بھی انہوں نے پوچھی آپؓ نے ان کو اس کا جواب دیا بلکہ اس سے بڑھ کر بتایا۔ پھر فرمایا کہ وہ بھی تمہارے بھائی ہیں، چنانچہ وہ باہر چلے گئے پھر فرمایا کہ باہر جاؤ اور ان سے کہو کہ جو شخص لغتِ عرب اشعارِ عرب اور نادر کلام کے بارے میں کچھ پوچھنا چاہتا ہو، انہوں نے بھی کمرے اور حجرے کو بھر دیا۔ پھر انہوں نے آپؓ سے جو بات بھی پوچھی آپؓ نے ان کو جواب دیا بلکہ اس سے بڑھ کر ان کو مستفید کیا۔ پھر آپؓ نے فرمایا کہ وہ بھی تمہارے بھائی ہیں چنانچہ وہ باہر آ گئے ابوصالحؒ فرماتے ہیں کہ یہ شان میں نے سوائے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے کسی اور میں نہیں دیکھی [17]۔

قرآن فہمی تو آپ کا خصوصی میدان تھا۔ اس میں ایسے نکتے اور معارف بیان کرتے کہ انسان دنگ رہ جاتا اور سخت سے سخت تر حالات میں بھی آپ اپنے پر قابو رکھتے ہوئے مخالفین کو قائل کر کے رہتے ۔ اس کی مثال ایک قدرے طویل واقعہ ہے اس میں آپ کی معجز بیانی اور تفسیر میں آپ کے تبحر کا کسی قدر علم ہوگا۔

امام عبدالرزاقؒ حضرت عکرمہؒ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں جب حروریہ (خارجی فرقہ) علیحدہ ہو کر ایک گھر میں موجود تھا تو میں نے حضرت علیؓ سے کہا کہ اے امیر المؤمنین !نماز کو ذرا مؤخر کیجئے! میں ان لوگوں سے بات چیت کے لیے جاتا ہوں ،آپؓ نے فرمایا کہ مجھے تیرے بارے میں جان کا خوف ہے میں نے کہا کہ انشاء اللہ ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ میں نے حسب طاقت خوبصورت یمنی لباس پہنا ان کے پاس گیا وہ اس وقت بھری دوپہر میں آرام کر رہے تھے ،آپؓ کہتے ہیں کہ میں ایک ایسی قوم کے پاس پہنچا کہ میں نے اس سے زیادہ مجاہدہ کرنے والی کوئی قوم نہیں دیکھی ، ان کے ہاتھ ایسے تھے جیسے اونٹ کے گھٹنے (یعنی ان کے ہاتھ کام کی وجہ سے سخت ہو گئے تھے)اور ان کے چہروں سے سجدے کے نشانات نمایاں ہو رہے تھے۔ آپؓ کہتے ہیں کہ میں ان کے پاس گیا تو وہ کہنے لگے "خوش آمدید" اے ابن عباس رضی اللہ عنہ! کیسے آئے ہو؟ میں نے کہا کہ میں اس لئے آیا ہوں کہ تم سے رسول اللہ ﷺ کے صحابہؓ کے بارے میں بات چیت کروں، ان کے متعلق وحی الٰہی کا نزول ہوا اور وہ اس کی تاویل اور مراد سے خوب واقف ہیں۔ تو ان میں سے بعض کہنے لگے کہ اس سے بات نہ کرو لیکن کچھ دوسرے لوگ کہنے لگے کہ خدا کی قسم ہم اس سے ضرور بات کریں گے ،آپؓ کہتے ہیں کہ میں نے ان سے کہا کہ مجھے بتاؤ کہ تم رسول اللہ ﷺ کے عم زاد اور آنحضور ﷺ کے داماد پر کس بات کا الزام لگاتے ہو جو آنحضور ﷺ پر سب سے پہلے ایمان لانے والے بھی ہیں، حالانکہ دیگر صحابہ کرامؓ بھی ان کے ساتھ ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہم ان پر

[17] (البدایہ والنھایہ امام ابن کثیر جلد ۸ صفحہ ۳۰۲)

تین باتوں کا الزام لگاتے ہیں، جن میں سے پہلی بات یہ ہے کہ انہوں نے اللہ کے دین کے معاملہ میں لوگوں کو حکم اور ثالث بنایا، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ان الحکم الا للّٰہ (الانعام:۵۷) یعنی حکم صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے آپؓ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ دوسری بات کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ انہوں نے قتال کیا لیکن نہ تو (مخالفین کو) قید کیا اور نہ ہی ان کے مال کو غنیمت بنایا، اگر وہ لوگ کافر تھے تو ان کے مال واسباب ان کے لیے حلال تھے اور اگر وہ مومن تھے تو ان کا خون ان پر حرام تھا؟ آپؓ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ اچھا! تیسری بات کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ انہوں نے امیر المؤمنین (کا لقب) اپنی ذات سے مٹادیا، (ہٹادیا) اگر وہ امیر المؤمنین نہیں ہیں تو پھر امیر الکافرین ہوئے! آپؓ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر میں اللہ کی کتاب سے آیات پڑھوں اور اس کے بعد پیغمبر ﷺ کی احادیث بیان کروں جو تم کو ناگوارا نہ ہوں تو کیا تم اپنی باتوں سے رجوع کرلو گے؟ انہوں نے اثبات میں جواب دیا تو میں نے کہا کہ رہی تمہاری یہ بات کہ انہوں نے دین کے معاملہ میں لوگوں کو حکم بنایا ہے تو دیکھو! اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں۔

یا ایھا الذین اٰمنو لا تقتلو الصیدوانتم حرم ....یحکم به ذوا عدل منکم (المائدۃ:۹۵)

''یعنی اے ایمان والو! وحشی شکار کو قتل مت کرو جب کہ تم حالت احرام میں ہو............جس کا فیصلہ تم میں سے دو معتبر شخص کردیں''۔

نیز عورت اور اس کے شوہر کے بارے میں ارشادِ خداوندی ہے:

و ان خفتم شقاق بینھما فابعثوا حکما من اھله و حکما من اھلھا (النساء:۳۵)۔

''یعنی اور اگر تم کو ان دونوں میں کشاکش کا اندیشہ ہو تو تم لوگ ایک حکم مرد کے خاندان سے اور ایک حکم عورت کے خاندان سے بھیجو''۔

(ان آیات کی روشنی میں) میں تمہیں خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ مردوں کو ان کے خون، ان کی جانوں اور ان کے درمیان صلح صفائی کے لئے حکم (ثالث) بنانا زیادہ اہم ہے یا ایک خرگوش کے قتل پر حکم بنانا زیادہ اہم ہے جس کی قیمت صرف ربع درہم (چوتھائی درہم) ہوا؟ انہوں نے کہا کہ خدا جانتا ہے کہ لوگوں کی صلح صفائی اور ان کی جان بچانے کے لئے حکم بنانا زیادہ اہم امر ہے، آپؓ نے فرمایا کہ کیا یہ مسئلہ صاف ہوگیا؟ (اشکال دور ہوگیا) تو انہوں نے جواب دیا کہ اللہ جانتا ہے کہ ہاں۔ پھر آپؓ نے فرمایا کہ تمہارا یہ کہنا کہ انہوں نے ان لوگوں سے قتال کیا مگر نہ ان کو قیدی بنایا اور نہ ان کے مال کو غنیمت بنایا تو تم مجھے بتاؤ کہ کیا تم اپنی ماں ''عائشہؓ'' کو برا بھلا کہو گے؟ اور کیا تم ان کے ساتھ اس عمل کو جائز سمجھتے ہو جو دوسری عورت کے ساتھ حلال سمجھتے ہو، اس طرح تم کفر اختیار کرو گے۔ اور اگر تمہارا خیال یہ ہے کہ وہ اُم

المؤمنین نہیں ہیں تو پھر بھی تم دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتے ہو، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"النبیی اولیٰ بالمؤمنین من انفسھم وازواجه امھا تھم "(الاحزاب:٦)

"یعنی نبی ﷺ مومنوں کے ساتھ خود ان کے نفس سے بھی زیادہ تعلق رکھتے ہیں اور آپ ﷺ کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔"

پس تم دو ضلالتوں کے درمیان متردد ہو، ان میں سے جو چاہو اختیار کر لو! کیا یہ اشکال بھی دور ہو گیا؟ انہوں نے کہا کہ خدا جانتا ہے کہ جی ہاں! پھر آپؓ نے فرمایا کہ تمہارا یہ اعتراض کہ انہوں نے اپنی ذات سے امیر المؤمنین (کا لقب) ہٹا دیا ہے ایسا کیوں کیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قریش کے لوگوں کو حدیبیہ کے دن معاہدے کی دعوت دی تھی، اس میں آنحضور ﷺ نے تحریر کے دوران فرمایا کہ یوں لکھو! یہ وہ معاہدہ ہے جس کا فیصلہ محمد رسول اللہ ﷺ نے کیا ہے "تو قریش نے اعتراض کیا اور کہا کہ خدا کی قسم! اگر ہم آپ ﷺ کو اللہ کا رسول تسلیم کرتے تو آپ ﷺ کو نہ بیت اللہ آنے سے روکتے اور نہ آپ ﷺ سے قتال کرتے! اس لئے آپ ﷺ محمد بن عبد اللہ لکھیں"۔ آپ ﷺ نے اس موقع پر فرمایا تھا کہ "خدا جانتا ہے کہ میں یقیناً اللہ کا سچا رسول ﷺ ہوں خواہ تم میری تکذیب کرو۔ اے علی ؓ لکھو محمد ﷺ بن عبد اللہ" اب تم غور کرو کہ رسول اللہ ﷺ تو حضرت علی ؓ سے افضل و برتر تھے! کیا تمہارا یہ اعتراض بھی رفع ہو گیا، سب نے اثبات میں جواب دیا کہ جی ہاں! چنانچہ ان (حروریہ فرقہ) میں سے بیس ہزار آدمی اپنے دعویٰ سے دستبردار ہو گئے اور انہوں نے رجوع کر لیا لیکن چار ہزار کے قریب لوگ اپنی بات پر مُصر رہے پس ان کو قتل کر دیا گیا۔[۱۸]

حافظ ہیثمیؒ فرماتے ہیں کہ امام طبرانیؒ اور امام احمدؒ نے بھی اس کا کچھ حصہ نقل کیا ہے اور اس روایت کے راوی، صحیح کے راوی ہیں[۱۹]۔ امام بیہقیؒ نے اس روایت کو پوری تفصیل کے ساتھ درج کیا ہے۔

اس طرح کے دو واقعے حضرت عمر ؓ کے عہد میں بھی پیش آئے ۔ جہاں حضرت ابن عباس ؓ کا ایک طریقہ سے بر سرِ محفل امتحان لیا گیا اور بالآخر یہ تسلیم کرنا پڑا کہ اللہ تعالیٰ نے اس نو جوان (ابن عباس ؓ) کو قرآن فہمی سے حظِّ وافر عطا فرمایا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما خود فرماتے ہیں کہ حضرت عمر ؓ مجھ کو بدری صحابہ کے ساتھ بیٹھایا کرتے تھے اور مجھے محسوس ہوا کہ چھوٹی عمر کی وجہ سے کچھ صحابہ کرامؓ میرا اس طرح آنا نا مناسب سمجھ رہے ہیں،

---

۱۸ مصنف عبد الرزاق لعلامہ عبد الرزاق جلد ۱۰ صفحہ ۱۵۷۔

۱۹ (مجمع الزوائد: ٦/٢٣٩)

چنانچہ اس امر کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی محسوس فرمالیا۔ اور کہا یہ لڑکا ان میں سے ہے جن سے آپ نے تعلیم (قرآن فہمی) پائی ہے۔

چنانچہ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بزرگوں کی محفل میں بطور امتحان مجھ سے پوچھ لیا کہ تم اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے متعلق کیا رائے رکھتے ہو:

''اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ o وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا o فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ط اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا o''

''اے محمد ﷺ جب خدا کی مدد اور (مکہ کی) فتح (مع آثار کے) آ پہنچے (یعنی واقع ہو جائے) اور آثار جو اس پر متفرع ہونے والے ہیں یہ ہیں کہ آپ لوگوں کو اللہ کے دین (یعنی اسلام) میں جوق در جوق داخل ہوتا ہوا دیکھ لیں۔ تو اپنے رب کی تسبیح و تحمید کیجیے اور اس سے استغفار کی درخواست کیجیے وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے۔''

تو بعض شیوخ نے فرمایا کہ اس میں اللہ کی حمد و تعریف اور اس سے مغفرت و معافی مانگنے کا حکم دیا جا رہا ہے۔ تاکہ اس کے سبب ہمیں نصرت و فتح عطا ہو۔ (آیت کا ظاہری مفہوم یہی ہے) اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے میری طرف توجہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اس سورۃ کے بارے میں تمہاری رائے کیا ہے میں نے کہا اس میں (ظاہری مفہوم کے علاوہ) حضور ﷺ کی دنیا سے رحلت فرما جانے کی خبر بھی ہے کیونکہ جب اللہ کی مدد اس طرح سے آجائے اور لوگ فوج در فوج دین میں داخل ہونے لگیں تو یہ (مشنِ نبوت کی تکمیل ہے) اب آپ کے اس دنیا سے سفر کر جانے کی علامت ہے اس لیے آگے تسبیح و استغفار کا حکم فرمایا گیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر اطمینان کا اظہار کیا اور فرمایا۔ میری بھی یہی رائے ہے۔ [۲۰] اس طرح سے گویا فنِ تفسیر میں آپ کی انفرادیت کو اکابر صحابہ نے تسلیم کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی تصویب فرمائی۔

دوسرا قصہ بھی دلچسپ ہے اس سے آپ کی نکتہ رسی اور قوتِ استنباط کا پتہ چلتا ہے کہ بخاریؒ نے بواسطہ ابن ابی ملیکہؒ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ (ابن عباس رضی اللہ عنہ) نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ اس آیت۔۔۔''**ایود احدکم ان تکون له جنه من نخیل و اعناب ...** کے بارے میں . **تجری من تحتها الانھٰر له فیها من کل الثمرات واصابه الکبر وله ذریة ضعفاء فاصابها اعصار فیه نار فاحترقت**

(جس میں نہریں بہہ رہی ہوں اور اس میں اس کے لئے ہر قسم کے میوے موجود ہوں اور اُسے بڑھاپا آ پکڑے اور اس کے ننھے ننھے بچے بھی ہوں تو (ناگہاں) اس باغ میں آگ کا بھرا ہوا بگولا چلے اور وہ جل جائے)

۲۰ بخاری الجامع الصحیح، محمد بن اسماعیل بخاری کتاب التفسیر۔

نبی ﷺ کے اصحاب سے اس آیت کے متعلق پوچھا کہ یہ کس کے بارے میں نازل ہوئی ہے تو صحابہ نے جواب دیا کہ اللہ بہتر جانتا ہے اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تو جانتا ہی ہے آپ لوگ یہ جواب دیں کہ ہم جانتے ہیں یا یہ کہ ہم نہیں جانتے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "میرے ذہن میں ایک بات آ رہی تھی، (مگر میں کہنے کی جرأت نہیں کر پا رہا تھا) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا،" بھتیجے! تمہارے دل میں جو کچھ ہے اس کا اظہار کر دو اور اپنے کو حقیر نہ سمجھو"۔ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ (یہ کسی خاص شخص کے بارے میں نہیں ہے بلکہ) یہ ایک عمل سے متعلق بطور مثال بات کہی گئی ہے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "کون سا عمل"؟ تب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ ایک ایسے غنی شخص کی مثال ہے جو اطاعت الٰہی میں زندگی بسر کر رہا تھا، پھر شیطان کے بہکاوے میں آ کر معصیت کرنے لگا اور اپنے اعمال کو اس نے ڈبو دیا[۲۱]۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے بارے میں اقوال صحابہ

مستدرک حاکم میں ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے فرمایا۔

نعم ترجمان القرآن

(ابن عباس رضی اللہ عنہ قرآن کے کیا خوب ترجمان ہیں)

حضور ﷺ جب حضرت میمونہؓ کے ہاں تہجد کے لیے بیدار ہوتے تو انہیں فرماتے او ننھے! تم بھی اٹھ جاؤ، (بخاری کتاب العلم) گویا چھوٹی عمر سے ہی حضور ﷺ نے کمال شفقت سے ان کی تربیت فرمائی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد:

ھوا علمکم ۔۔۔۔ (ابن عباس رضی اللہ عنہ تم سب میں سے زیادہ قرآن کے جاننے والے ہیں) آپ فرماتے تھے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ تم **فتی الکحول** ہو (یعنی جوان جسم والے پختہ دانش مند ہو)۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول

آپ قرآن کی تفسیر ایسے کرتے ہیں کہ کسی شفاف پردے کے پس منظر سے گویا غیب کی چیزیں دیکھ رہے ہیں۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول

اعلم امۃ محمد بما انزل علیٰ محمد (حضور ﷺ کی امت میں شریعتِ محمدی کو سب سے زیادہ

۲۱ (البخاری جامع الصحیح، کتاب التفسیر)۔

جاننے والے آپؓ ہیں) مستدرک میں ابن عمرؓ سے ایک طویل روایت ہے جس کے آخر میں لسانِ نبوت نے ابن عباس کو حبر الامہ (علم کا سمندر) فرمایا۔ خلفائے راشدین و کبار صحابہؓ تک ان کی قرآن فہمی سے مستفید ہوتے رہے۔

اہم اسبابِ فضیلت:

آپ کی شخصیت کے علمی فضائل و مناقب متعدد ہیں تاہم اگر مختصراً ذکر کیا جائے تو آپ کے امتیازات یہ ہیں:

۱)	دعائے نبوت کا فیضان۔	۲)	کاشانۂ نبوت میں تربیت
۳)	کبار صحابہ کی صحبت	۴)	طلب علم کا از حد شوق
۵)	بے مثال قوتِ حافظہ	۶)	مرتبہ اجتہاد پر فائز ہونا
۷)	انتہائی نکتہ رس طبیعت		

طرزِ تفسیر:

آپؓ کا اندازِ تفسیر ہمہ پہلو ہوتا کہیں لغتِ عرب و اشعارِ عرب کی دقیق علمی ابحاث ہیں، کہیں عربوں کے محاورہ ولہجوں پر بحث و تمحیص ہے، کہیں "ایام العرب" کا تذکرہ ہے تو کہیں جاہلی ادب کے کسی گوشہ پر اخذ و استفادہ کے ساتھ ساتھ نقد و جرح بھی ہے۔ یہ تو ہوا ایک خاص پہلو لیکن عمومی طور پر آپ کی تفسیر کا انداز بقول ابن حجر اس طرح کا تھا: "اگر کوئی آپ سے مسئلہ پوچھتا اور اس معاملے میں قرآن حکیم سے واضح حکم ملتا تو آپ اسے بتلا دیتے، وگرنہ قولِ رسول (حدیث و سنت) کو بنیاد بناتے اور اگر قولِ نبی سے مسئلہ صراحتاً ثابت نہ ہوتا تو شیخین کے اقوال کو دیکھتے، اگر یہاں سے بھی مسئلہ کے حل کی جانب آپ کی دانست میں کوئی اشارہ نہ ملتا تو پھر اپنی رائے بیان فرماتے۔ جو دلائل و براہین سے مرصع ہوتی۔"[۲۲]

محمد حسین ذہبی کے بقول آپ اہلِ کتاب سے بھی رجوع فرماتے۔ جہاں تک بھی قصص قرآنی کا انجیل سے اتفاق ہوتا تو آپ قرآن کے اس مجمل کو انجیل سے مفصلاً کھولتے لیکن اس معاملہ میں آپ از حد درجہ محتاط رہتے۔[۲۳]

خلفائے راشدین کے دور میں اسلامی تمدن کو جو وسعت ملی، تو بہت سے مسائل ایسے پیدا ہوئے کہ جن کی پہلے مثال نہ تھی۔ آپ نے اسلامی تہذیب کی وسعت پذیری میں بھرپور حصہ لیا اور ایرانی و دیگر متمدن اقوام کے قبولِ اسلام سے جو ذہنی وسعت پھیلی اور جو نت نئے مسائل پیدا ہوئے۔ آپ نے انہیں اپنی خاص اجتہادی بصیرت اور

۲۲ الاصابۃ فی التمیز الصحابہ، ابن حجر، عسقلانی جلد ا صفحہ ۳۲۵۔

۲۳ التفسیر والمفسرون، لذھبی محمد حسین، جلد ا صفحہ ۷۱۔

ذوقِ قرآنی سے حل کیا۔

آپ کے چند معروف تلامذہ:

مکہ مکرمہ کے مکتبِ تفسیر کے آپ امام ہیں اور مدینہ منورہ، عراق، دمشق و دیگر بلادِ اسلامیہ میں فنِ تفسیر کو عروج آپ ہی کے تلامذہ نے دیا۔

سعیدؒ بن جبیر، امام ضحاکؒ بن متراحم، امام مجاہدؒ بن جبیر، امام قتادہؒ، علیؒ بن ابی طلحہ، مقاتلؒ بن سلیمان، امام شعبہؒ بن حجاج، امام سفیانؒ بن سعید ثوری، ابوعمروؒ بن العلا اور حضرت عکرمہؒ مشہور ہیں۔

آپ کی مرویات

امام بخاریؒ نے اپنی الجامع الصحیح میں آپ کی ۱۲۰ روایات لی ہیں۔ امام مسلم نے ۹۰، صحاح و دیگر کتب حدیث میں آپ کی مرویات کی تعداد ۱۶۶۰ یا ۱۷۱۰ تک بیان کی گئی ہیں۔

حدیث کا شاید ہی کوئی ایسا مجموعہ ہو جس کی کتاب التفسیر میں آپ کی روایات درج نہ ہوں۔ تفسیر ابن جریر طبری سے لے کر جتنی امہات تفاسیر ہیں وہ آپ کے تفسیری اقوال سے مزین ہیں۔ کوئی مفسر آپ کے فہم قرآن سے بے اعتنائی نہیں کر سکا۔

وفات حسرتِ آیات

عمر کے آخری مرحلے میں آپ آب و ہوا کی تبدیلی کی خاطر طائف کی وادی میں فروکش ہو گئے اور تا دمِ آخر یں اسی جگہ کو اپنے قیام کے فخر سے متفخر کئے رکھا۔
آخر عمر میں بینائی چلی گئی تھی لیکن آپ اس پر زیادہ غمگین نہ ہوئے بلکہ فرمایا:

ان یاخذ اللہ من عینی نورھا ففی لسانی و قلبی منھما نور
قلبی زکی وعقلی غیر ذی دخل وفی فمی صارم کالسیف مأثور

(اگر اللہ کے حکم سے میری آنکھوں کی بصارت جاتی بھی رہی تو کیا غم، میری زبان اور میرے دل میں اس سے بڑھ کر نور ہے۔
میرا دل پاک و طاہر ہے اور میری عقل و فہم میں کوئی کمی نہیں اور میرے منہ میں اللہ نے جو زبان رکھی ہے وہ تیغِ برّاں سے بڑھ کر ہے۔)

وفات

بالآخر یہ مفسر اعظم ترجمان القرآن دعائے نبوی کا فیض یافتہ حبر الامۃ فتی الکھول (پختہ فکر جوان) قرآن کا

سب سے بڑا عالم، علم وعمل کا آفتاب ۷۱ برس تک اپنی علمی وفکری تابانیوں سے ایک عالم کو منور کرتا ہوا ۶۸ ھجری کو طائف کی وادی میں جاغروب ہوا۔

کل من علیها فان ویبقیٰ وجه ربک ذو الجلال والاکرام

محمد بن حنفیہ نے جنازہ پڑھایا اور فرمایا:

''اس امت کے سب سے بڑے عالمِ قرآن کو ہم نے آج زمین کے سپرد کر دیا۔''

آخر میں بطور برکت ہم حضرت حسان کے چند وہ اشعار نقل کر کے اس تذکرہ جمیل کو مکمل کرتے ہیں۔

اذا ما ابن عباس بدالک وجههٗ ۔۔۔ رائیت له فی کل مجمعة فضلا

اذا قال لم یترک مقالا لقائل ۔۔۔ بملتقطات لاتریٰ بینهما فصلا

کفیٰ وشفیٰ مافی النفوس فلم یدع ۔۔۔ لذی اربة فی القول جدا ولا هذلا

سموت الیٰ العلیا، بغیر مشقه ۔۔۔ فنلت ذراها لادینیا ولا وعلا

خلقت حلیفا للمرؤة والندی ۔۔۔ بلیغا ولم تخلق کهاما ولا حلا

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہ کا سراپا ایسا باوقار ہے کہ آپ دیکھیں گے کہ وہ ہر علمی مجلس میں امتیاز وفضیلت کے مستحق ٹھہریں گے۔ جب آپ گفتگو فرماتے ہیں۔ تو وہ ایسی مکمل، جامع اور نقائص سے پاک ہوتی ہے کہ کسی دوسرے کیلئے بولنے یا اعتراض کرنے کی گنجائش ہی نہیں رہتی۔ گویا کہ ہر عیب اور کجی سے پاک۔

جو کچھ ذخیرہ علم ان کے دل میں ہے وہ ہر مسئلے کے حل کیلئے کافی ہے۔ آپ کی دانش ہمہ پہلو ہے۔ اسی لئے آپ کسی ماہر وفہیم زبان دان کی طرح گفتگو میں کوئی رخنہ نہیں چھوڑتے۔

اے ابن عباس رضی اللہ عنہ! بخدا آپ بغیر کسی خاص مشقت کے علم کے پہاڑ پر چڑھتے چلے گئے اور بالآخر اس کی چوٹی پر پہنچے (یعنی علم میں سب سے فائق ٹھہرے) اور وادی علم وتحقیق کی کوئی بلندی وپستی آپ سے مخفی نہ رہ سکی۔

(اے ابن عباس رضی اللہ عنہ!) آپ داد ودہش سخاوت اور عالی ظرفی کے گویا ساتھی بنا کر دنیا میں بھیجے گئے ہیں۔ تو آپ سست رو ہیں نہ کمزور اور نہ ہی مال ودولت سے محروم (یعنی آپ چست وتیز رو قوی اور صاحبِ مال ہیں)۔

فقیر

حافظ محمد سعید احمد عاطف

۲۲ رمضان المبارک ۱۴۲۶ھ/نومبر ۲۰۰۵ء

مسجد شان اسلام گلبرگ لاہور

مختصر تعارف وحالات امام جلال الدین سیوطیؒ

ولادت وبچپن

آپ کا مکمل نام ''جلال الدین ابوالفضل عبدالرحمٰن ابن ابی السیوطی ہے۔ آپ مصر کے ایک قصبہ ''السیوط'' کے محلّہ خضریہ میں رجب المرجب ۸۶۹ھ کو پیدا ہوئے آپ کے والد کمال ابوبکر آپ کو ولی کامل شیخ محمد مجذوب کی خدمت میں لے گئے۔ انہوں نے اس بچے کے لیے علم وسعادت کی دعا فرمائی۔ ابھی آپ محض پانچ برس سات ماہ کے تھے کہ والد کے دستِ شفقت سے محروم ہوگئے۔ آپ کی پیشانی سے علم کا نور چمکتا تھا۔ محض آٹھ برس کی عمر میں آپ نے قرآن مجید حفظ کرلیا۔ آپ کے والد نے اپنی زندگی میں انہیں اپنے چند علم دوست متقی لوگوں کی تربیت میں دے دیا تھا۔ والد مرحوم کے اِن دوستوں نے بھی کمال وضع داری سے اپنی دوستی نبھائی۔ اوراس بچے کو علم سے آراستہ وپیراستہ کر دیا۔ آپ بچپن سے ہی سنجیدہ وعبادت گزار تھے۔ داغِ یتیمی نے بچپن میں ہی آپ کو ذمہ دار بنا دیا تھا۔ والد کے دوستوں نے آپ کے تعلیمی مصارف برداشت کئے ان دوستوں میں کمال ابن ھمام کا نام نمایاں ہے۔

تعلیم

آپ نے تحصیل علم کو بچپن سے ہی اپنا مقصد بنالیا۔ بلوغ سے قبل ہی آپ نے امہاتِ کتب کے متون تک یاد کر لئے۔ حفظ قرآن کی برکت سے حافظہ ایسا بے مثال تھا کہ ہر چیز نقش کر لیتا تھا۔ قاہرہ کے علماء سے اکتساب علم کے بعد آپ نے علماء یمن اور علماء شام کی علمی صحبتوں سے فیض پایا پھر آپ حرمین شریفین تشریف لے گئے وہاں کے کبار شیوخ سے علم حاصل کیا اب آپ کو ''رسوخ فی العلم'' حاصل ہوگیا۔ بعض تذکرہ نویسوں نے حصولِ علم کیلئے آپ کا برصغیر آنا بھی نقل کیا ہے۔ معقولات کی نسبت آپ کو منقولات سے زیادہ دلچسپی تھی اور پھر بالخصوص علوم القرآن وعلوم الحدیث سے تو عشق کے درجہ تک لگاؤ تھا۔

آپ کے اساتذہ کی تعداد دوسو سے زائد ہے۔ آپ اپنے ایک گرامی قدر استاد محی الدین کافیجی کی خدمت میں رہ کر چودہ سال تک برابر ان کے چشمہ علم سے فیض یاب ہوتے رہے۔ آپ نے ''تفسیر بیضاوی'' شیخ الاسلام شرف الدین مناوی سے پڑھی اور علامہ زمخشری کی کشاف کے اسرار ورموز شیخ سیف الدین حنفی سے سیکھے۔ ایسے ہی

آپ کے ایک نامور استاد علامہ بلقینی ہیں جو ان کے سرپرست بھی رہے ایک اور نامور استاد جلال الدین المحلی نے بھی اپنے علوم امام سیوطی کو منتقل کیے۔

تعلیم وتدریس

حصول علم سے فراغت کے بعد شیخونیہ میں فقہ کے استاذ کے طور پر پڑھانا شروع کیا۔ یاد رہے کہ علامہ موصوف کے والد مرحوم بھی اسی مدرسہ میں اسی منصب پر فائز رہے تھے۔ ۸۹۱ھ بمطابق ۱۴۸۶ء میں انہیں ایک بڑے مدرسہ "مدرسہ البیبر سیہ" میں مسندِ علم پر رونق افروز ہونے کا موقع ملا۔ یہاں آپ پندرہ برس تک علم وتحقیق کے موتی لٹاتے رہے پھر تصنیف وتالیف کی طرف رجحان ہوا تو آپ نے اس مدرسہ سے علیحدگی اختیار فرمالی۔ اب آپ کو اپنی تصنیفی مہمات کیلئے ایک ایسے مقام کی تلاش تھی جہاں آپ تنہائی میں سکون واطمینان کے ساتھ اپنے علمی مشاغل میں منہمک رہ سکیں۔ اس کے لئے آپ نے جزیرہ نیل کے ایک پرسکون علاقہ "الروضہ" کا انتخاب کیا۔ اور آپ کی اکثر تصانیف وتالیفات "الروضہ" کے اسی خلوت کدہ سے نکل کر چاردانگ عالم میں پھیلیں۔ علم کا یہ جویا الروضہ میں ایسے رہا کہ سوائے تحقیق وتدقیق کے ہر چیز کو ثانوی حیثیت دی اور دستِ اجل کے آنے تک اسی گوشۂ علم میں منہمک و معتکف رہا۔

آپ کی انفرادیت وامتیاز یہ ہے کہ آپ نے علوم اسلامی کے ہر اہم پہلو پر کچھ نہ کچھ ضرور لکھا ہے، علوم عقلیہ ونقلیہ کا شاید ہی کوئی گوشہ ایسا ہو کہ جس پر علامہ موصوف نے دادِ تحقیق نہ دی ہو۔ قرآنیات پر آپ کی تصانیف و تالیفات دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ علمی اداروں کا کام تنِ تنہا شخص نے کیسے کیا ہوگا؟

آپ کی شاہکار تصانیف

(۱) الاتقان فی علوم القرآن (۲) تفسیر الجلالین (۳) لباب النقول فی اسباب النزول (۴) تفسیر الدر المنثور (۵) مجمع البحرین ومطلع البدرین (۶) ترجمان القرآن فی التفسیر المسند للقرآن (۷) معترک الاقران فی اعجاز القرآن (۸) تناسق الدرر فی تناسب السور (۹) مفحمات الاقران فی مبہمات القرآن (۱۰) اسرار التنزیل (۱۱) المھذب بما وقع فی القرآن من المعرب (۱۲) فتح الجلیل (۱۳) مفاتیح الغیب (۱۴) الجواہر فی علم التفسیر (۱۵) الاکلیل فی استنباط التنزیل (۱۶) البسطیٰ فی صلوٰۃ الوسطیٰ (۱۷) حاشیہ تفسیر بیضاوی (۱۸) القول الفصیح فی تعین الذبیح (۱۹) مراصد المطالع فی تناسب المقاطع والمطالع (۲۰) الازھار الفاتحہ فی شرح الاستعازہ والبسملۃ (۲۱) شمائل الزہر فی فضائل السور (۲۲) الکلام علیٰ اول الفتح۔

تعارف مؤلف تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہ

ابو طاہر محمد یعقوب الفیروز آبادی

اس تفسیری مجموعہ کے مؤلف و مرتب کا مکمل نام ابوالطاہر محمد بن یعقوب بن محمد بن ابراہیم مجد الدین الشیرازی الشافعی ہے۔ آپ شیراز شہر کے قریب ایک گاؤں ''کازرون'' میں ۷۴۹ ھجری بمطابق ۱۳۴۹ء کو پیدا ہوئے۔ بچپن سے ہی ذہانت و تقویٰ کے آثار معصوم چہرے پر نمایاں تھے۔ آپ کی تعلیم کا علاقہ اور اساتذہ کا دائرہ خاصا وسیع ہے۔ شروع شروع میں شیراز ہی سے تعلیم حاصل کی، پھر تحصیل علم کے لیے ایک اور شہر واسط کا رخ کیا اور پھر وہاں سے عروس البلاد بغداد کا رخ کیا جو اس وقت علم و فن کا مرکز تھا۔ پانچ برس تک یہاں کے اساتذہ فن سے فیض حاصل کیا۔ پھر علم کا شوق انہیں کشاں کشاں دمشق میں امام تاج الدین السبکی کے ہاں لے گیا۔ آپ وہاں رہ کر کئی برس تک علم کی تشنگی بجھاتے رہے اور امام السبکی کے علوم کو اپنے دل و دماغ میں سمویا۔ اسی طرح کچھ مورخین نے اشارۂ تضعیف (قیل) کے ساتھ بیان کیا ہے کہ آپ نے امام ابن قیمؒ کے سامنے بھی زانوئے تلمذ طے کئے۔

پھر یہاں سے آپ بیت المقدس تشریف لے گئے اور وہاں کبار علماء سے خود علم حاصل کرتے اور عام علماء کو اپنے علم سے مستفید کرتے رہے، تعلیم و تعلم کا یہ سلسلہ بیت المقدس میں قریباً دس سال تک چلتا رہا۔ اس کے بعد آپ نے سیروا فی الارض (زمین میں نگاۂ بصیرت کے ساتھ چلو پھرو) کے ارشاد قرآنی کے مطابق اپنی طویل سیاحت کا آغاز کیا۔ اس میں اولاً آپ نے حرمین شریفین کی زیارت کی پھر ایشیائے کوچک، ترکی، قاہرہ، کا سفر کیا۔ اس دوران آپ کا خاصا وقت مکہ مکرمہ میں گزرا۔ یہاں کے شیوخ و اکابر سے آپ نے علم حاصل کیا اور اصاغر کو اپنے علم سے فیضیاب کیا۔ بعض مورخین کے مطابق آپ نے ہندستان کا سفر بھی کیا۔ بہرحال آپ کی سیاحت اور قیام مکہ کا عرصہ چودہ سال پر محیط ہے۔ پھر ۱۳۹۳ء میں آپ نے سلطان احمد بن اویس کی جانب سے بغداد آنے کی درخواست قبول کی ۔ کچھ عرصہ آپ سلطان سے وابستہ رہے پھر آداب سلطانی سے عدم موافقت کے باعث ایران چلے گئے کچھ عرصہ وہیں مقیم رہے۔ پھر جب تیمور لنگ، نے آپ کے وطن مالوف شیراز کو فتح کیا تب آپ وہیں تھے۔ تاہم تیمور آپ سے بڑے ادب سے پیش آیا لیکن اب منگولوں کے ہاتھوں اپنے اس برباد شدہ شہر میں آپ کی رقّت انگیز طبیعت زیادہ دیر تک نہ ٹھہر سکی۔ اب آپ نے فیصلہ کیا کہ کسی پرسکون گوشے میں بیٹھ کر خالص علمی کام کیا جائے اس کے لیے آپ نے جنوبی عرب کا انتخاب کیا۔ یہاں انہیں ایک گوشۂ عافیت میسر آ گیا۔ جہاں بیٹھ کر انہوں نے اپنے تصنیفی و تالیفی کام کا آغاز کیا۔ اب تک آپ کی علمی شہرت ایک عالم میں پھیل چکی تھی ۔ یہاں کے سلطان (ملک اسمٰعیل بن عباس) نے

آپ کو اپنے ہاں آنے کی دعوت دی اور سلطان کی استدعا پر آپ نے یمن کے قاضی القضاۃ کے عہدے کو رونق بخشی۔ پھر کچھ عرصہ بعد اس عہدہ سے معذرت کی اور اپنے علمی کاموں میں دوبارہ سے منہمک ہو گئے۔ اس اثناء میں آپ نے دوبارہ حرم مکہ کا سفر بھی اختیار کیا۔ مکہ جلد ہی واپس شہر زبیدہ کو لوٹ آئے پھر وہیں آپ نے جم کر علمی کام کیا اور ''القاموس''، جیسی علمی لغت مرتب کی اور تنویر المقباس المعروف ''تفسیر ابن عباسؓ'' یہیں تالیف فرمائی، وادیٔ علم کا یہ جلیل القدر راہی علم و تحقیق کے اس مسلسل سفر میں ہی رہا یہاں تک کہ فرشتۂ اجل آن پہنچا اور آپ ۲۰ شوال ۸۱۷ھ بمطابق ۳ جنوری ۱۴۱۵ء کو عالم فانی سے عالم بقاء کی طرف چلے گئے۔

مقام ومرتبہ

آپ اپنے وقت کے جلیل القدر مفسر، محدث، ماہر لغت اور اعلیٰ پائے کے ادیب تھے۔ شخصی اعتبار سے بڑے غیرت مند، خوددار اور متقی تھے۔ زندگی کا انداز سادہ و پروقار تھا۔ سلاطین عصر سے وابستگی کے باوجود آپ کی حق گوئی و خودداری میں کوئی فرق نہ آیا، آپ علوم میں شان امامت رکھتے تھے۔ اپنے وقت کے متبحر اور بڑے علماء سے اخذ فیض کیا۔ اور خود علم کے ہزاروں پیاسوں کو اپنے چشمۂ علم سے سیراب کیا۔ طبیعت میں رقت وذوقِ عبادت بہت تھا۔ جس کے سبب شخصیت میں ایک خاص طرح کا ٹھہراؤ اور وقار آ گیا تھا۔

تصانیف وتالیفات قرآنیات

(۱) زیر مطالعہ تالیف ''تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس'' ہے۔ یہ تفسیر بار بار چھپ چکی ہے اور آج ہمیں اس کے نئے اردو ترجمہ کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔

(۲) ''بصائر ذوالتمیز فی لطائف الکتاب العزیز'' کے نام سے آپ نے قرآن مجید کی چھ جلدوں پر مشتمل تفسیر لکھی۔ یہ تفسیر قاہرہ وبیروت سے بارہا چھپ چکی ہے۔

(۳) علامہ زمخشری کی کشاف کے خطبہ کی ایک مستقل شرح لکھی۔

(۴) سیرت النبی ﷺ پر مختصر کتاب ''سفر السعادۃ یا الصراط المستقیم'' کے نام سے لکھی۔

(۵) حدیث میں بخاری شریف کی ایک شرح بھی لکھی جو نایاب ہے۔

(۶) آپ کی اہم اور مشہور ترین تالیف، ''القاموس'' ہے۔ یہ جامع ترین عربی لغات میں شمار ہوتی ہے اس کی مقبولیت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ علم دینیہ کے ہر محقق و عالم نے اس سے استفادہ کیا۔ اس کی مفصل شرح سید مرتضیٰ الزبیدی (وفات ۱۷۹۱ء) کی ''تاج العروس'' ہے۔ جو دس جلدوں میں ہے۔

(۷) ''البلغہ فی تاریخ ائمۃ اللغۃ'' عربی لغت اور ادب کے وہ اساطین جنھوں نے اس زبان پر کسی بھی حوالہ سے نئی طرح کا بنیادی وحوالہ جاتی کام کیا ہے اس کتاب میں ان میں سے چند ایک کا تذکرہ ہے۔

(۸) ''کتاب تحبیر الموشین فیما نقال بالسین والشین'' یہ عربی الفاظ سے بحث کرتی ہے کہ کمیس س اور ش دونوں سے لکھا جاسکتا ہے

مقدمہ: لباب النقول فی اسباب النزول

جملہ حمد وتعریفات اس رب لاشریک کے شایانِ شان ہیں کہ جس نے اپنے قانون کے تحت ہر چیز کیلئے ایک ظاہری سبب وقانون بنایا اور اپنے بندے محمد ﷺ پر منفرد شان کی حامل ایک عظیم کتاب نازل فرمائی۔ جس میں ہر ایک متعلق چیز کی حکمت بیان کی گئی ہے اور قیامت تک کے ضروری احوال سے آگاہ کیا گیا ہے۔ اور ہمارے آقا وسردار ختم المرسلین پر لاکھوں درود وسلام ہوں۔ جو کہ اپنی سیرت مبارکہ میں تمام انبیاء سے اعلیٰ واشرف اور ممتاز ہیں اور خاندانی وجاہت وحسب ونسب کے پہلو سے بھی سب سے برتر حال اور منفرد شان کے مالک ہیں۔ آپ کے اہل بیت اور اصحاب کرام پر بھی اللہ درود وسلام نازل فرمائے جو کہ نبی کے بعد اپنے اعمال وکردار میں دنیا بھر میں یگانہ اور ممتاز ہیں۔

امابعد: اس کے بعد عرض یہ ہے کہ میں نے اپنی اس کتاب کا نام "لباب النقول فی اسباب النزول" رکھا ہے اس کتاب میں میرا طریقہ یہ ہے کہ میں نے حدیث، اصولِ حدیث اور مختلف اصحاب روایت کی تفاسیر سے مضمون لے کر ان کی تلخیص کی ہے۔

مقدمہ: اسباب فن نزول ایک عظیم فن ہے۔ اس کے متعلق درست معلومات سے بڑا قیمتی علم حاصل ہوتا ہے اور جو لوگ اسباب نزول کو محض ایک تاریخی حیثیت دیتے ہوئے اس بات کے قائل ہیں کہ فہم القرآن میں ان اسباب کے معلوم ہونے سے کوئی خاص فائدہ نہیں۔ ان کا موقف درست نہیں۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اس فن کے معلوم ہونے سے فہم القرآن میں بے شمار فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ اور ایک اہم فائدہ یہ بھی ہے کہ آیات قرآنیہ کا صحیح مفہوم متعین کیا جا سکتا ہے۔ ایسے ہی آیات کے فہم میں آنے والے متعدد سوالات اور اشکالات کا تشفی بخش جواب بھی میسر آجاتا ہے۔

کچھ علماء سلف کے اقوال ملاحظہ فرمائیں اس سے آپ کو اندازہ ہوگا کہ مشکلاتِ قرآنی کی تفہیم میں فن اسباب نزول کی کس قدر اہمیت ہے۔

(۱) علامہ واحدیؒ کہتے ہیں کہ آیتِ کریمہ کی تفسیر کو پوری طرح سمجھنا اس واقعہ کے شانِ نزول کے معلوم کئے بغیر ممکن نہیں۔ (۲) ابنِ دقیقؒ فرماتے ہیں کہ معانی قرآن کو سمجھنے کے لئے شانِ نزول ایک قوی ذریعہ ہے۔ (۳) امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ شانِ نزول سے واقفیت آیت قرآنی کے سمجھنے میں از حد مددگار رہوتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سبب کے معلوم ہو جانے سے مسبب کا علم ہو جاتا ہے۔ جب سلف صالحین میں سے ایک جماعت کو آیات قرآنیہ کے فہم میں اشکال پیدا ہوا تو انہوں نے ان آیات کے شانِ نزول معلوم کئے۔ جس سے ان کی ذہنی الجھنیں ختم ہو گئیں اور جملہ شبہات دور ہو گئے۔ (۴) واحدیؒ کہتے ہیں کہ شانِ نزول کا معاملہ اتنا نازک ہے کہ بغیر صحیح روایت سنے اور متعلقہ حضرات سے معلوم کئے بغیر جو شانِ نزول کے وقت موجود تھے شان نزول پر بات کرنا غیر مناسب ہے۔ (۵) امام محمد بن سیرینؒ فرماتے ہیں کہ میں نے عبیدہ سے دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا۔ اس معاملہ میں حق تعالیٰ سے ڈرو اور درست بات بیان کرو حقیقت یہ ہے کہ وہ بزرگ اس دنیا سے چلے گئے جو آیات قرآنیہ کے شانِ نزول سے صحیح طریقہ پر واقف تھے اور ان کے علاوہ دیگر حضرات نے فرمایا ہے کہ فن اسباب نزول کا علم صحابہ کرام کو ہی صحبت نبوی ﷺ کی بدولت متعدد قرآئن کے ذریعے حاصل ہوتا تھا۔ اور اس بصیرت سے وہ عمومی اور عدالتی فیصلے فرمایا کرتے تھے۔ مگر اس کے باوجود صحابہ کی احتیاط کا یہ عالم تھا کہ وہ اس چیز کو قطعی طور پر بیان نہیں

کرتے تھے۔ بلکہ یوں فرمایا کرتے تھے کہ یہاں اس معاملے میں مجھے یوں یاد پڑتا ہے کہ یہ آیت فلاں واقعہ کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ اور یہی محتاط طریقہ ہے اور مسلم شریف کی اس ضمن میں ایک روایت ہے کہ جس میں حضرت جابر ؓ فرماتے ہیں کہ یہود کہا کرتے تھے کہ جو شخص اپنی عورت کے ساتھ اس کے پیچھے سے ہو کر وظیفہ زوجیت ادا کرے تو اس سے اس کی اولاد ٹیڑھی آنکھوں والی (بھینگی) پیدا ہوگی۔ رب تعالیٰ نے یہود کے اس قول کی تردید کرتے ہوئے فرمایا:

نساء کم حرث لکم فاتوا حرثکم انیٰ شئتم وقدموا انفسکم. یعنی اس آیت کا سبب نزول یہود کا قول تھا۔

(۲) امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں صحابہ کرام ؓ کا یہ فرمانا کہ یہ آیت اس فلاں واقعہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے تو ایسے حالات میں مقصد یہ ہوتا ہے کہ ہر واقعہ ہی اصل میں فلاں آیت قرآنی کے نزول کا سبب ہے۔ اور کبھی کبھار مدعا یہ ہوتا ہے کہ یہ واقعہ بھی اسی آیتِ کریمہ کے حکم میں داخل ہے، خواہ یہ واقعہ اس آیت قرآنی کا شانِ نزول نہ ہو۔ جیسا کہ اہل علم میں عموماً یہ کہا جاتا ہے کہ اس آیت سے یہ معنی مراد لئے گئے ہیں۔

جب کوئی صحابیؓ رسول فرماتے کہ یہ آیت فلاں کے بارے میں نازل ہوئی ہے تو اس باب میں اہل علم کا اختلاف ہے کہ صحابی کا اسطرح سے فرمانا حدیث مسند کے قائم مقام ہے یا نہیں؟ جبکہ صحابی اس سبب کو بیان بھی کریں۔ جس کی وجہ سے آیتِ کریمہ کا نزول ہوا۔ یا پھر صحابی کا یہ قول اس تفسیر کے قام مقام ہے جو کہ حدیثِ مسند نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امام بخاری تو اس قول کو بھی حدیث مسند میں داخل فرماتے ہیں۔ اور ان کے علاوہ دوسرے حضرات محدثین، حدیثِ مسند میں اس کو شامل نہیں فرماتے۔ احادیث میں جو مسانید کی کتابیں ہیں وہ سب اسی اصطلاح کے مطابق ہیں جیسا کہ مسند امام احمد وغیرہ۔ یہ تو ہوا ایک نقطۂ نظر۔ دیگر اہل علم کا موقف یہ ہے کہ جب ایسا شانِ نزول بیان کیا جائے کہ اسکے فوراً بعد آیت کریمہ کا نزول ہو گیا ہو تو سب کے نزدیک صحابی کا یہ قول حدیث مسند کے حکم میں داخل ہے۔ علامہ زرکشی اپنی کتاب البرہان فی علوم القرآن میں فرماتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ اور تابعین کی عادت کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس وقت ان میں سے کوئی اسبابِ نزول کے حوالے سے یوں فرماتا ہے کہ یہ آیت کریمہ اس واقعہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ تو اس کا مدعا یہ ہوتا ہے کہ یہ حکم بھی اس آیت سے ثابت ہوتا ہے نہ کہ یہ واقعہ نزولِ آیت کا سبب ہے تو گویا یہ آیت کریمہ سے اس حکم کو ثابت کرنے کیلئے استدلال کرنا ہے۔ اس سے محض نقل واقعہ اور سببِ نزول کا بیان نہیں ہے۔ یہ اہم بنیادی نکتہ ہے۔ درست بات یہی ہے کہ سبب نزول کے بارے میں جو چیز اہم ہے وہ یہ ہے کہ آیت کریمہ واقعہ پیش آنے کے زمانے میں نازل نہ ہوئی ہو۔ اس طرزِ تحقیق سے علامہ واحدیؒ کا وہ قول جو انہوں نے سورۃ فیل کے متعلق بیان کیا ہے کہ اس کے نزول کا سبب ابرھہ کا آنا اور بیت اللہ پر حملہ کرنا ہے وغیرہ غلط ہو جاتا ہے کیونکہ ان چیزوں کا اسبابِ نزول سے کوئی تعلق نہیں بنتا، بلکہ یہ تو زمانہ ماضی میں پیش آمدہ واقعات و حادثات کو بیان کرنا اور ان کے ذریعے تزکیر و موعظت کرنا ہے جیسا کہ حضرت نوح وطوفانِ نوح کا واقعہ، قوم عاد وثمود کی نافرمانیوں وتکذیبِ حق کے سبب ان پر جو اللہ کی طرف سے عذاب وحوادث نازل ہوئے ان کا بیان ہے ایسے ہی بیت اللہ کی تعمیر کے واقعات میں ابراہیم واسماعیل کی سعی و بندگی انابت اور خشیت کا تذکرہ ہے۔ یہ سب واقعات وحوادث اطلاع و موعظت کی قبیل سے ہیں۔ اسی طرح علامہ واحدیؒ کا اس آیت قرآنیہ **والتخذ اللّٰہ ابراھیم خلیلا** کی ذیل میں فرمانا کہ اس کے نزول کا سبب ابراہیم کو خلیل بنانا ہے۔ لیکن علمی حقائق یہ ہیں کہ اس طرح کی چیزیں اسباب نزول میں سے نہیں ہیں

جیسا کہ ہم نے پہلے قول صحابی کو حدیث مسند میں داخل کیا ہے اسی طرح اگر آیت کی تفسیر کے بارے میں کسی تابعی سے کوئی چیز مروی ہو تو وہ بھی بمنزلہ حدیث مرفوع ہے لیکن مرسل ہے۔ تاہم جب سندِ صحیح کا ثبوت فراہم ہو جائے گا تو اس مرسل روایت کو قبول کر لیا جائے گا۔ اور فن تفسیر کے متعدد جلیل القدر امام حضرت مجاہدؒ حضرت عکرمہؒ حضرت سعید بن جبیرؒ وغیرہ تابعین یہ صحابہ کرامؓ سے آیات کی تفسیر نقل کرتے ہیں۔ یا ایسے ہی تفسیر کو کسی مرسل حدیث سے تقویت وتائید مل جائے تو یہ اس کو لے لیتے ہیں۔

کبھی کبھار مفسرین، نزولِ آیت کے متعدد اسباب بیان کر دیتے ہیں۔ ایسے مقامات پر کسی ایک قول کو ترجیح دینے کا طریقہ یہ ہے کہ ان عبارات کو بغور دیکھا جائے جو کہ ان مفسرین حضرات نے یہاں بیان فرمائی ہیں۔ سو اگر مفسرین میں سے کسی نے ان الفاظ کے ساتھ بیان کیا کہ یہ آیت اس بارے میں نازل ہوئی ہے اور دوسرے مفسر نے بھی یہی چیز بیان کی کہ یہ آیت اسی بارے میں نازل ہوئی ہے لیکن اس کے ساتھ ہی دیگر امور بھی بیان کر دیئے تو جان لیجئے کہ یہاں شانِ نزول نہیں بیان کر رہے بلکہ اس طریقہ سے آیت کریمہ کی تفسیر بیان کرنا چاہتے ہیں۔ شانِ نزول کا بیان کرنا ان کا مقصد نہیں ہے اور ان دونوں قولوں کے درمیان کسی قسم کا تضاد و تناقض نہیں۔ یاد رہے کہ مفہوم کی یہ تفہیم اس وقت ہوگی جب ظاہری الفاظ میں ان دونوں اقوال کی گنجائش اور گہرائی موجود ہو۔ میں نے اپنی کتاب ''الاتقان'' میں اس بحث کو خوب کھول کر بیان کر دیا ہے اس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ اسبابِ نزول میں قرآن کے ماتحت اسطرح کی چیزوں کا بیان کرنا چاہئے اور غیر متعلق مواد سے گریز کرنا چاہئے۔ ایسے ہی اگر کسی مفسر نے یہ بیان کیا کہ یہ آیت فلاں واقعہ کے تحت نازل ہوئی ہے اور کسی دوسرے مفسر نے اس کے برعکس کسی اور شانِ نزول کی صراحت کر دی ہو تو اسی صراحت والے قول پر اعتبار کیا جائے گا۔ مثال کے طور پر یہ آیت کریمہ نساء کم حرث لکم فأتوا حرثکم انی شئتم کی تفسیر میں فرمایا کہ یہ آیت کریمہ عورتوں سے ان کے پچھلے راستے سے صحبت کی اجازت کے متعلق نازل ہوئی ہے اور حضرت جابرؓ نے ایسے شانِ نزول کی تشریح کی ہے جو اس کے برعکس ہے تو اس صراحت اور قطعیّت کے سبب حضرت جابر کی حدیث سے متضاد مفہوم کو حتمی سمجھتے ہوئے اس پر اعتماد و بھروسہ کیا جائے گا اور اگر مفسرین میں سے کسی ایک مفسر نے ایک سبب اور دوسرے نے دوسرا سبب بیان کیا تو متعلقہ آیت ان تمام اسباب کے وقوع کے بعد نازل ہوئی ہے۔ جیسا کہ آیت ''لعان'' میں اس چیز کی وضاحت آجائے گی۔ اور کبھی آیتِ کریمہ دو مرتبہ بھی نازل ہوتی ہے۔ جیسا کہ آیتِ روح اور سورہ نمل کی آخری آیات اور آیت ما کان للنبی و الذین امنوا۔

اب تفسیر قرآن میں ان امور میں سے کسی ایک امر کو ترجیح دینے کے لئے جن اصولوں کو پیش نظر رکھا جائے گا وہ یہ ہیں کہ:

(۱) اس سند پر غور کیا جائے (۲) اور دیکھا جائے کہ دونوں سببوں کو بیان کرنے والوں میں سے کون راوی ایسا تھا جو اس واقعہ کے پیش آنے کے وقت وہاں خود موجود تھا (۳) یا کون سا راوی علماء تفسیر میں سے ہے۔ جیسا کہ ابن عباسؓ و ابن مسعودؓ، دونوں اعلیٰ درجے کے مفسر ہیں۔ (۴) کبھی یوں بھی ہوتا ہے کہ آیت کریمہ کا نزول دو واقعوں میں سے کسی ایک واقعہ کے متعلق ہوتا ہے مگر راوی دونوں واقعوں کو باہم ملا دیتا ہے اور پھر اکٹھا بیان کرتا ہے کہ آیتِ کریمہ اس واقعہ کے متعلق نازل ہوئی۔ اس وقت تک اسبابِ نزول کے فن میں سب سے زیادہ معروف کتاب علامہ واحدیؒ کی ہے اور پھر میری یہ کتاب۔ (لباب النقول فی اسباب النزول) تاہم میری یہ کتاب واحدیؒ کی کتاب سے ان وجوہ کی بناء پر منفرد ہے۔

(۱) اختصار (۲) جامعیت: یہ واحدی کے جملہ مباحث پر بھی مشتمل ہے جن پر میں نے ''ک'' کی علامت لگا کر

واضح کر دیا ہے۔ (۳) میں نے جس حدیث کو جن صحیح ومعتبر کتابوں سے نقل کیا ہے تو اس حدیث کو ان کتابوں کی طرف ہی منسوب کر دیا ہے جیسا کہ صحاح ستہ، مستدرک امام حاکم، صحیح ابن حبّان، سنن بیہقی، دارقطنی، مسند امام احمد، مسند ابویعلیٰ، معجم طبرانی (صغیر، اوسط کبیر) تفسیر ابن جریر طبری، تفسیر ابن ابی حاتم، تفسیر ابن مردویہ، ابوالشیخ، ابن حبّان، فریابی، عبدالرزاق، ابن منذر وغیرہ اور واحدی اکثر احادیث کو کسی سند کے ساتھ ذکر کرتے ہیں اور یہ سند خاصی طویل ہوتی ہے اور قاری معلوم نہیں کر سکتا کہ یہ حدیث کس مجموعہ حدیث سے لی گئی ہے۔ اس لیے میں نے اختصار و جامعیت کی خاطر مذکورہ کتب حدیث میں متعلق کتاب کی طرف حدیث کا حوالہ دے دیا ہے۔ یہ قاری کے لئے بڑی سہولت ہے جو علامہ واحدیؒ کے ہاں میسر نہیں اور علامہ موصوف بسا اوقات حدیث کو مقطوع ذکر کر دیتے ہیں جس کے سبب معلوم ہی نہیں ہو پاتا کہ حدیث کی کوئی سند موجود بھی ہے یا نہیں۔ (۴) باہم متعارض روایتوں کو جمع کرنا اور رفع تعارض کرنا۔ (۵) صحیح حدیث کو غیر صحیح سے جمع کرنا اور مقبول کو مردود سے ممتاز کرنا۔ (۶) جو احادیث ہمارے موضوع شانِ نزول وغیرہ کو بیان نہیں کرتیں انہیں حذف کر دینا۔ یہ وہ چند اہم امور تھے کہ جن کے بیان کے بعد ہم آخری سطروں تک پہنچ گئے ہیں۔ اب ہم اپنے خالق و مالک اور معبود حقیقی کی عطا و توفیق سے اپنے اصل مدعا و مضمون کو ترتیب اور تفصیل کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔

مقدمہ تفسیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ

اللہ تعالیٰ ہمارے آقا و سردار رسول اکرم ﷺ کی ذات مبارک آپکے اہل بیت وصحابہ کرام پر درود وسلام نازل فرمائے۔

سند: اس تفسیر کا سلسلہ سند یہ ہے کہ عبداللہ بن ثقہ ابن المارالھروی پھر ابوعبداللہ محمود بن محمد الرازی پھر عمار بن عبدالمجید الھروی پھر علی بن اسحاق سمرقندی پھر محمد بن مروان کلبی سے روایت کرتے ہیں کلبی ابوصالح سے اور وہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں:

تفسیر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم: میں لفظ: الباء میں رب تعالیٰ کی انفرادیت تجلیات آزمائشوں اور برکات کی طرف اشارہ ہے اور اس سے اس کے نام حق کی ابتداء بھی ہے پھر لفظ السین سے ذات عالی کی عظمت و رفعت بلندی و برتری مراد ہے اور اس سے اللہ تعالیٰ کے صفاتی ناموں میں سے اس کے نام السمیع کی ابتداء ہے۔ میم سے اللہ جل جلالہ کی عمومی بادشاہت اور انسانوں پر اس کی مناجات اور احسانات کی جانب اشارہ ہے جو اس نے اپنے بندوں کو ایمان کی ہدایت دے کر عطا کئے ہیں۔ اور پھر اس سے اللہ جل جلالہ کے ایک نام المجید کی ابتدا ہو رہی ہے اور اللہ کے بندے اپنی جملہ ضروریات و حاجات میں اسی ذات حق کے سامنے اپنی حاجات کا دامن پھیلائے اور اسی کے حضور گڑگڑائے اور وہ اللہ جل جلالہ ہر نیک و بد کی دعا سنتا ہے اور ان کی جملہ تکالیف و مصائب دور کرتے ہوئے انہیں رزق عطا کر کے انہیں اپنی مہربانی عنایت فرماتا ہے اور پھر بالخصوص مومنین کیلئے تو وہ بہت ہی مہربان اور لطیف ہے کہ ان کے گناہوں کو معاف فرماتا ہے اور انہیں اپنے فضل سے جنت میں داخل فرماتا ہے۔ دنیا میں ان کے بعض گناہوں پر پردہ ڈال دیتا ہے اور آخرت میں انہیں خصوصی عنایتوں اور رحمتوں کے ساتھ جنت میں داخل فرما دیتا ہے۔

سُوْرَةُ الْفَاتِحَةِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ سَبْعُ اٰيَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝

سُوْرَةُ الْفَاتِحَةِ مَكِّيَّةٌ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

سب طرح کی تعریف خدا ہی کو (سزاوار) ہے جو تمام مخلوقات کا پروردگار ہے (۱) بڑا مہربان نہایت رحم والا (۲) انصاف کے دن کا حاکم (۳) (اے پروردگار) ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں (۴) ہم کو سیدھے رستے پر چلا (۵) اُن لوگوں کے رستے جن پر تو اپنا فضل و کرم کرتا رہا (۶) نہ اُن کے جن پر غصے ہوتا رہا اور نہ گمراہوں کے (۷)

تفسير سورة الفاتحة آيات (۱) تا (۷)

سورہ فاتحہ میں اختلاف ہے کہ یہ مدنی ہے یا مکی۔

(۱) حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ تمام شکر اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ اپنی مخلوقات پر انعام کرتا ہے اور مخلوق اس کی حمد وثنا کرتی ہے۔ ایک یہ تفسیر بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عظیم الشان نعمتوں پر شکر ہے جو اس نے اپنے مومن بندوں پر کیں اور ان کو ایمان کی ہدایت عطا فرما کر سب سے بڑا انعام دیا، یہ تفسیر بھی ہے کہ شکر وحدانیت اور الوہیت اس اکیلے اللہ کے لیے ہے جس کا کوئی معاون اور وزیر نہیں ہے اور وہ ہر ہر جاندار کا پالنے والا ہے جو زمین اور آسمان پر ہے اور یہ تفسیر بھی کی گئی ہے کہ وہ جنوں اور انسانوں کا مالک اور سردار ہے، یہ بھی تفسیر ہے کہ وہ مخلوق کو پیدا کرنے والا ان کو رزق دینے والا اور ایک حالت کو دوسری حالت سے بدلنے والا ہے۔

(۲) لفظ رحمٰن میں رحیم سے زیادہ رقت و رحمت ہے اور رحیم بمعنی رقیق ہے۔

(۳) یوم الدین بدلہ کا وہ فیصلہ کرنے والا ہے اور وہ قیامت کا دن ہے جس میں مخلوق کے درمیان فیصلہ ہوگا ان کے اعمال کا بدلہ ملے گا، اس دن اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کا فیصلہ نہیں ہوگا۔

(۴۔۵) ہم تیری ہی توحید بیان کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد چاہتے ہیں اور تجھ ہی سے تیری عبادت پر اور تیرے ان انعامات پر کہ جن کی وجہ سے ہم تیری فرمانبرداری پر قائم رہیں مدد مانگتے ہیں۔ قائم رہنے والے دین اسلام کی طرف

ہماری رہنمائی فرما ایسی رہنمائی جس سے تو خوش ہے اور ایک تفسیر یہ بھی کی گئی ہے کہ ہمیں اس دین پر ثابت قدم رکھ اور کتاب اللہ کے ساتھ بھی اس کی تفسیر کی گئی ہے یعنی ہمیں اس قرآن کے حلال وحرام اور اس کے مفہوم سمجھنے کی توفیق عطا فرما۔

(۶۔۷) ان لوگوں کا دین جن پر تو نے دین عطا کر کے احسان کیا ہے وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم ہے اور ان کا وہ وقت جب تک اللہ تعالیٰ نے ان سے اپنی نعمتوں کو واپس نہیں لیا تھا کہ ان پر وادیٔ تیہ میں بادل نے سایہ کیے رکھا اور اس امت پر بطور نعمت من وسلویٰ آسمان سے اتارا گیا۔ اور یہ تفسیر بھی ہے کہ انعام والی جماعت سے نبیوں کی جماعت مراد ہے جو ان یہودیوں کے دین کی طلب گار نہیں جن پر تو نے اپنا غصہ کیا اور ان کو ذلیل ورسوا کیا اور ان کے دلوں کو مضبوط نہیں کیا، یہاں تک کہ وہ یہودی بن گئے۔ اور نہ ان نصاریٰ کے دین کے طلب گار ہیں، جو اسلام سے بے راہ ہو گئے، اسی طرح ہماری یہ امیدیں بڑھتی رہیں اور اسی طرح ہوتا رہے یا یہ کہ اے ہمارے پروردگار! ہم نے جو تجھ سے دلی درخواست کی ہے، وہ وہی ہمیں عطا فرما۔ (اور ہماری ان جملہ دعاؤں کو قبول فرما)

سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ مِائَتَانِ وَسِتٌّ وَّثَمَانُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعُوْنَ رُكُوْعًا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓمّٓ ۝۱ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝۲ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝۳ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝۴ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۖ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۵

سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ مَدَنِيَّةٌ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓـمّٓ۔ (۱) یہ کتاب (قرآن مجید) اس میں کچھ شک نہیں (کہ کلامِ خدا ہے۔ خدا سے) ڈرنے والوں کی رہنما ہے۔ (۲) جو غیب پر ایمان لاتے اور آداب کے ساتھ نماز پڑھتے اور جو کچھ ہم نے اِن کو عطا فرمایا ہے اُس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ (۳) اور جو کتاب (اے محمد ﷺ) تم پر نازل ہوئی اور جو کتابیں تم سے پہلے (پیغمبروں پر) نازل ہوئیں سب پر ایمان لاتے اور آخرت کا یقین رکھتے ہیں۔ (۴) یہی لوگ اپنے پروردگار (کی طرف) سے ہدایت پر ہیں اور یہی نجات پانے والے ہیں۔ (۵)

تفسیر سورۃ البقرۃ آیات (۱) تا (۵)

سورۂ بقرہ مدنی ہے، بعض نے اسے مکی کہا ہے اس میں ۲۸۶ آیات اور تین ہزار ایک سو (۳۱۰۰) کلمات اور پچیس ہزار پانچ سو (۲۵۵۰۰) حروف اور چار رکوع ہیں۔

شانِ نزول: الٓمٓ (۱) ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْهِ

ابنِ جریرؒ نے مجاہدؒ سے روایت کیا ہے کہ سورہ بقرہ کی پہلی چار آیات مومنوں کے بارے میں اتری ہیں، اور اس کے بعد کی دو آیتیں کافروں کے بارے میں نازل ہوئی ہیں اور تیرہ آیات منافقوں کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۱) المٓ (ال م) کے بارے میں عبداللّٰہ بن مبارک، علی بن اسحاق سمرقندی، محمد بن مروان، کلبی، ابوصالح کی سند سے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ الف سے اللّٰہ، لام سے جبریل اور میم سے محمد ﷺ مراد ہیں، دوم: الف سے اللّٰہ تعالیٰ کی نعمتیں، لام سے اس کا لطف، میم سے اس کا ملک و بادشاہت مراد ہے، سوم: الف سے اللہ تعالیٰ کے نام کی ابتدا اللّٰہ، لام سے لطیف، میم سے مجید مراد ہے، چہارم: اَللّٰہُ اَعْلَمُ سے بھی اس کی تفسیر کی گئی ہے، پنجم: یہ قسم کے الفاظ ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے قسم کھائی ہے کہ یہ کتاب قرآن جس کو محمد ﷺ تمہارے سامنے پیش کرتے ہیں اس میں کسی قسم کے کوئی شبہ کی گنجایش نہیں ہے۔ کیوں کہ یہ میری کتاب ہے، اگر تم اس کتاب پر ایمان لاؤ گے تو تمہیں ہدایت دوں گا اور اگر اس پر ایمان نہیں لاؤ گے تو میں تمہیں عذاب دوں گا۔ کتاب سے مراد لوح محفوظ بھی ہے کتاب کی تفسیر اس وعدہ کے ساتھ بھی ہے جو کہ عہد میثاق میں رسول اللّٰہ ﷺ سے کیا گیا تھا کہ میں آپ پر وحی بھیجوں گا۔ کتاب سے تورات وانجیل بھی مراد ہے، اس میں بھی کسی شک وشبہ کی گنجایش نہیں ہے، ان دونوں کتابوں میں رسول اللّٰہ ﷺ کی تعریف وتوصیف مذکور ہے۔

(۲) پرہیزگاروں کے لیے یہ قرآن کریم (ہدایت کے ساتھ) کفر وشرک اور فواحش کو بھی واضح طور پر بیان کرنے والا ہے۔ یہ قرآن کریم مومنوں کے لیے معجزہ ہے رسول اللّٰہ کی امت میں سے وہ لوگ جو متقی و پرہیزگار ہیں، ان کے لیے باعثِ رحمت ہے۔

(۳) وہ لوگ جو کہ ان چیزوں پر ایمان رکھتے ہیں جو ان کی نگاہوں سے چھپی ہوئی ہیں، جیسا کہ جنت ودوزخ، پُل صراط، میزانِ اعمال، بعث بعد الموت، حساب کتاب وغیرہ۔ ایک تفسیر یہ بھی کی گئی ہے کہ وہ لوگ جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں یعنی ان امور میں سے جو قرآن پاک میں نازل کیے گئے ہیں یا وہ جو قرآن کریم میں نازل نہیں ہوئے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ غیب سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور نماز کو اس کے وضو، رکوع وسجود اور جو امور اس میں واجب ہیں اس کے وقت پر ادا کرتے ہیں اور جو مال ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے وہ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ اپنے اموال کی زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور یہ حضرات جناب ابوبکر صدیقؓ

اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام ہیں۔

(۴۔۵) اور جو قرآن کریم اور تمام انبیائے کرام پر جو کتابیں نازل ہوئی ہیں ان کی اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کی اور جنت کے جملہ انعامات کی تصدیق کرتے ہیں، یہ حضرت عبداللّٰہ بن سلام اور ان کے ساتھی ہیں۔ایسی اچھائیوں کے مالک اپنے پروردگار کی جانب سے رحمت وکرامت اور بزرگی کے مالک ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کے غضب اور عذاب سے رہائی پانے والے ہیں۔

یہ تفسیر بھی ہے کہ جن حضرات نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانۂ مبارک کو پایا اور جن چیزوں کا ان حضرات نے مطالبہ کیا تھا اس کو حاصل کرلیا اور جن برائیوں سے بھاگ کر آئے تھے، اس سے نجات حاصل کرلی (یعنی محبتِ نبوی کی برکت سے تزکیۂ نفوس کے مرحلے سے بخوبی گزر گئے) یہ حضرات رسول اللّٰہ ﷺ کے صحابہ کرام ؓ ہیں۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۝ خَتَمَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَعَلَىٰ سَمْعِهِمْ وَعَلَىٰ أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ وَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ ءَامَنَّا بِاللَّهِ وَبِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَا هُم بِمُؤْمِنِينَ ۝ يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَالَّذِينَ ءَامَنُوا وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّا أَنفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ ۝ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ ۝ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ ۝ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُونَ وَلَٰكِن لَّا يَشْعُرُونَ ۝

جولوگ کافر ہیں اُنہیں تم نصیحت کرو یا نہ کرو اُن کے لئے برابر ہے۔وہ ایمان نہیں لانے کے (۶) خدا نے اُن کے دلوں اور کانوں پر مُہر لگا رکھی ہے۔اور اُن کی آنکھوں پر پردہ (پڑا ہوا) ہے اور اُنکے لئے بڑا عذاب (تیار) ہے۔(۷) اور بعض لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم خدا پر اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں حالانکہ وہ ایمان نہیں رکھتے۔(۸) یہ اپنے (پندار میں) خُدا کو اور مومنوں کو چکما دیتے ہیں مگر (حقیقت میں) اپنے سوا کسی کو چکما نہیں دیتے اور اِس سے بے خبر ہیں۔(۹) اِن کے دلوں میں (کفر کا) کا مرض تھا خُدا نے اُن کا مرض اور زیادہ کردیا اور اُن کے جھوٹ بولنے کے سبب اُن کو دُکھ دینے والا عذاب ہوگا (۱۰) اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد نہ ڈالو تو کہتے ہیں ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں (۱۱) دیکھو یہ بلاشبہ مفسد ہیں لیکن خبر نہیں رکھتے (۱۲)

تفسیر سورة البقرة آيات (٦) تا (١٢)

(۶) جولوگ کفر پر پکے ہو چکے ان کو بھلائی کی بات کرنا اور ان کو قرآن پاک کے ذریعے ڈرانا یا نہ ڈرانا ایک جیسا ہے وہ ہرگز ایمان نہیں لائیں گے، اور یہ بھی تفسیر ہے کہ اللّٰہ تعالیٰ کے علم میں یہ بات ہے کہ وہ ایمان نہیں لائیں گے۔لیکن اللہ نے انہیں ارادے کی آزادی دے کر تمام حجت کردی ہے۔

(۷) اللّٰہ تعالٰی نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے اور ان کے کانوں اور آنکھوں پر پردہ ہے اور آخرت میں ان کے لیے سخت ترین عذاب ہے۔

شانِ نزول: اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا (الخ)

ابن جریرؒ نے ابن اسحاقؒ، محمد بن ابیؒ، عکرمہؒ، سعید بن جبیرؒ، حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کے واسطے سے اللّٰہ تعالٰی کے فرمان اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا کے بارے میں روایت کیا ہے کہ یہ دو آیات مدینہ منورہ کے یہود کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔ اور ابن جریر ہی نے ربیع بن انسؓ کے ذریعے سے روایت کیا ہے کہ اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡ سے وَلَھُمۡ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ تک یہ دو آیات غزوہ احزاب کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

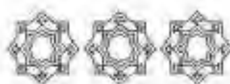
(۸) یہ لوگ یہود میں سے کعب بن اشرف، حیّی بن اخطب اور جدی بن اخطب ہیں ایک قول یہ بھی ہے کہ اس سے مکہ مکرمہ کے مشرکین عتبہ، شیبہ، اور ولید مراد ہیں، یہ لوگ علانیہ اور ظاہری طور پر ایمان لاتے ہیں اور ہمارے ایمان باللّٰہ اور بعث بعد الموت (مرنے کے بعد اٹھائے جانے) جس میں اعمال کا بدلہ دیا جائے گا تصدیق کرتے ہیں، مگر قلبی طور پر وہ مومن نہیں اور اپنے ایمان لانے کے دعوے میں سچے نہیں ہیں۔

(۹) یہ لوگ اللّٰہ تعالٰی کی مخالفت کرتے ہیں اور دلی طور پر اس کے احکام کو جھٹلاتے ہیں۔ ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ اللہ تعالٰی کی مخالفت میں اس قدر دلیر اور بہادر واقع ہوئے ہیں کہ وہ خود اس جھوٹے خیال میں مبتلا ہیں کہ العیاذ باللّٰہ وہ اللہ تعالٰی اور حضرت ابوبکر صدیقؓ اور رسول اکرم ﷺ کے تمام صحابہ کرام کو دھوکا دے رہے ہیں، مگر حقیقت میں وہ اپنے آپ کو ہی جھٹلا رہے ہیں کیوں کہ ان کو یہ پتہ نہیں کہ اللہؐ تعالٰی اپنے نبی رسول اللّٰہ ﷺ کو ان کے دلوں کے راز بتا دیتا ہے۔

(۱۰) ان کے دلوں میں شک، نفاق، نافرمانی اور اندھیرا ہے رب تعالٰی ان کے شک نفاق نافرمانی اور اندھیرے میں اضافہ فرماتا ہے اور ان لوگوں کو آخرت میں ایسا تکلیف دہ عذاب ہوگا جس کی تکلیف ان کے دلوں میں ہوگی کیوں کہ وہ پوشیدہ اور خفیہ طریقہ پر اللّٰہ کو جھٹلاتے تھے اور یہ منافقین یعنی عبداللّٰہ بن اُبی، جدی بن قیس اور معتب بن قشیر ہیں۔

(۱۱) اور جب یہود سے کہا جاتا ہے کہ لوگوں کو رسول اکرم ﷺ کے دین سے نہ روکو، تو وہ کہتے ہیں کہ ہم تو اطاعت پر لگانے والے ہیں۔

(۱۲) جان لو یہی رکاوٹ ڈالنے والے ہیں، لیکن ان کے ضعیف لوگ نہیں سمجھتے کہ ان کے سردار ہی ان کو گمراہ کر رہے ہیں۔



وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ۭ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ښ وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ ۙ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۱۴﴾ اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِىْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۱۵﴾ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى ۠ فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ﴿۱۶﴾ مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِى اسْتَوْقَدَ نَارًا ۚ فَلَمَّآ اَضَاۗءَتْ مَا حَوْلَهٗ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِىْ ظُلُمٰتٍ لَّا يُبْصِرُوْنَ ﴿۱۷﴾ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْىٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۱۸﴾

اور جب اِن سے کہا جاتا ہے کہ جس طرح اور لوگ ایمان لے آئے تم بھی ایمان لے آؤ تو کہتے ہیں بھلا جس طرح بیوقوف لوگ ایمان لے آئے ہیں اُسی طرح ہم بھی ایمان لے آئیں؟ سُن لو کہ یہی بیوقوف ہیں لیکن نہیں جانتے (۱۳)۔ اور یہ لوگ جب مومنوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے ہیں اور جب اپنے شیطانوں میں جاتے ہیں تو (اُن سے) کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں اور (پیروانِ محمدؐ سے) تو ہم ہنسی کیا کرتے ہیں۔ (۱۴) ان (منافقوں) سے خدا ہنسی کرتا ہے اور انہیں مہلت دیئے جاتا ہے کہ شرارت اور سرکشی میں پڑے بہک رہے ہیں (۱۵) یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت چھوڑ کر گمراہی خریدی تو نہ تو ان کی تجارت ہی نے کچھ نفع دیا اور نہ وہ ہدایت یافتہ ہی ہوئے (۱۶)۔ اُن کی مثال اُس شخص کی سی ہے جس نے (شب تاریک میں) آگ جلائی۔ جب آگ نے اس کے اِردگرد کی چیزیں روشن کیں تو خدا نے اُن لوگوں کی روشنی زائل کر دی اور اُن کو اندھیروں میں چھوڑ دیا کہ کچھ نہیں دیکھتے (۱۷) (یہ) بہرے ہیں گونگے ہیں اندھے ہیں کہ (کسی طرح سیدھے رستے کی طرف) لوٹ ہی نہیں سکتے (۱۸)

تفسیر سورة البقرة آیات (۱۳) تا (۱۸)

(۱۳) اور جب یہود سے کہا جاتا ہے کہ محمد ﷺ اور قرآن پاک پر ایمان لاؤ جیسا حضرت عبداللہؓ بن سلام اور ان کے ساتھی ایمان لائے ہیں، تو کہتے ہیں کہ ہم محمد ﷺ اور قرآن پاک پر اس طرح ایمان لائیں جیسا کہ بے وقوف اور ذلیل لوگ ایمان لائے ہیں، آگاہ رہو بالیقین یہی لوگ بیوقوف اور ذلیل ہیں لیکن اس بات کو سمجھتے نہیں۔

(۱۴) منافقین جب حضرت ابوبکر صدیقؓ اور دوسرے صحابہ کرامؓ سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم بھی صدقِ دل سے اسی طرح ایمان لائے ہیں جس طرح کہ تم لوگ ایمان لائے ہو اور تم لوگوں نے تصدیق کی ہے اور جب اپنے بڑوں اور سرداروں کے پاس جاتے ہیں اور وہ پانچ آدمی ہیں، مدینہ منورہ میں کعب بن اشرف، بنی اسلم میں ابو بردہ اسلمی، ابن السودا شام میں، جہینہ میں عبدالدار اور بنی عامر میں عوف بن عامر تو ان سے آ کر کہتے ہیں کہ اصل میں ہم تم لوگوں کے ہی دین پر ہیں، ہم تو کلمہ لا الٰہ الا اللّٰہ زبان سے کہہ کر (معاذ اللہ) رسول اللہ ﷺ اور آپ کی جماعت سے ٹھٹھہ کرتے ہیں۔

(۱۵) اللہ تعالیٰ بدلے کے طور پر قیامت کے دن ان کا مذاق اڑائے گا، اس طرح کہ ان کے سامنے پہلے جنت کا

ایک دروازہ کھولے گا اور پھر انھیں وہ دروازہ دکھا کر ان پر بند کردے گا اس بات پر مومنین ان منافقین کا مذاق اڑائیں گے۔

(۱۶) اللّٰہ تعالیٰ دنیاوی زندگی میں بھی ان کے کفر اور گمراہی میں اتنی ڈھیل دیتا ہے کہ جس پر ان کی بصیرت کا خاتمہ ہوجاتا ہے اور سچائی کا امتیاز باقی نہیں رہتا، یہ اس طرح کے لوگ ہیں جنھوں نے ایمان کے بدلے کفر کو اختیار کرلیا ہے اور ہدایت کے بدلے گمراہی خرید لی ہے، لیکن ان کو اپنی اس تجارت میں کوئی فائدہ نہیں ہوا بلکہ نقصان ہی میں مبتلا ہوئے اور اب یہ گمراہی سے سیدھی راہ پر نہیں آئیں گے۔

شان نزول: وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (الخ)

واحدیؒ اور ثعلبیؒ نے بواسطہ محمد بن مروان، سدی صغیر، کلبی، ابو صالح، ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آیت کریمہ عبداللّٰہ بن اُبی اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور اس کے نزول کا سبب یہ ہے کہ ایک دن منافقین کی جماعت نکلی، راستہ میں ان لوگوں کو رسول اکرم ﷺ کے کچھ صحابہ کرام ؓ نظر آئے، عبداللّٰہ بن ابی نے اپنے دوستوں سے کہا کہ دیکھو کس طرح میں تم سے (العیاذ باللّٰہ) ان بیوقوفوں کو ہٹاتا ہوں، چنانچہ عبداللّٰہ بن ابی نے آکر حضرت ابوبکر صدیق (رض) کا ہاتھ پکڑا اور کہنے لگا صدیق اکبرؓ بنی تمیم کے سردار، مسلمانوں کے بزرگ، رسول اللّٰہ ﷺ کے رفیق غار، رسول اللّٰہ ﷺ کے لیے اپنی جان اور مال کو خرچ کرنے والے آپ کو خوش آمدید ہو۔

پھر اس نامراد نے حضرت عمر فاروق ؓ کا ہاتھ پکڑا اور کہنے لگا عدی بن کعب کے سردار فاروق اعظمؓ اللّٰہ تعالیٰ کے دین میں بہت جری اور بہادر، اپنی جان و مال رسول اکرم ﷺ کے لیے خرچ کرنے والے آپ کو خوش آمدید ہو، پھر اس نے حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑا اور کہنے لگا رسول اللّٰہ ﷺ کے چچازاد بھائی اور آپ ﷺ کے داماد حضور ﷺ کے علاوہ بنی ہاشم کے سردار مرحبا۔ اس کے بعد عبداللّٰہ بن اُبی نے اپنے ساتھیوں سے کہا تم نے دیکھا میں نے کیا کیا جب تم ان لوگوں کو دیکھو تو تم بھی میری طرح ان سے پیش آؤ، یہ سن کر اس کے منافق ساتھیوں نے اس کی تعریف کی۔

یہ جماعت صحابہ کرامؓ رسول اللّٰہ ﷺ کے پاس آئی اور آپ کو سارے واقعہ کی تفصیل سے آگاہ کیا اس وقت یہ آیت اتری، اس روایت کی یہ سند بہت ہی کمزور ہے کیوں کہ سدی صغیر اور اسی طرح کلبی دونوں کذاب ہیں اور ابوصالح ضعیف ہے۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۱۷) منافقین کی رسول اللّٰہ ﷺ کے مقابلے میں یہ مثال ہے، جیسا کسی شخص نے اندھیرے میں آگ جلائی، تاکہ اس کے ذریعے سے اپنے مال اور اہل وعیال کی حفاظت کرے جب وہ آگ روشن ہوگئی اور ارد گرد اور چیزیں بھی نظر آنے لگیں اور اپنے مال اور اہل وعیال کے بارے میں اطمینان ہوگیا تو اچانک وہ آگ بجھ گئی، اسی طرح منافقین رسول اللّٰہ ﷺ اور قرآن پاک پر ایمان لائے اور حقیقت میں ان کا ایمان صرف اتنا ہے کہ وہ اپنی جانوں، اموال و عیال کی قتل اور قید سے حفاظت کریں، چنانچہ جب وہ مرجائیں گے تو ان کے ایمان کا نفع ختم ہوجائے گا اور ان کو حق

تعالیٰ قبر کی ایسی سختیوں میں ڈال دے گا کہ اس کے بعد ان کو راحت وآرام نظر ہی نہ آئے گا۔

(۱۸) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ان یہودیوں کی یہ بھی مثال بیان کی گئی ہے، جیسا کہ کسی شکست کھائے ہوئے انسان نے کوئی علم حاصل کیا اور اس کے پاس اور شکست خوردہ لوگ جمع ہو گئے پھر انھوں نے اپنے علم کو تبدیل کر دیا، جس کی وجہ سے ان کا فائدہ اور امن وسلامتی سب ہی برباد ہو گئے، اسی طرح سے یہود رسول اکرم ﷺ کی بعثت سے پہلے آپ کے اور قرآن مجید کے ذریعے سے مدد مانگا کرتے تھے جب آپ ﷺ کی بعثت ہوئی تو انھوں نے انکار کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کفر وانکار کے سبب ان کے ایمان لانے کی خواہش اور ان کے ایمان کے نفع کو ختم کر دیا اور انھیں یہودیت کی گمراہیوں میں بھٹکنے کے لیے چھوڑ دیا کہ انھیں اب ہدایت کا راستہ ہی نظر نہیں آتا، یہ سب بہرے، گونگے اور اندھے بنے ہوئے ہیں، کہ اپنے کفر اور گمراہی سے ہرگز نہیں لوٹ سکتے۔

اَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِيْهِ ظُلُمٰتٌ وَّرَعْدٌ وَّبَرْقٌ يَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ ؕ وَاللّٰهُ مُحِيْطٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۹﴾ يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ اَبْصَارَهُمْ ؕ كُلَّمَآ اَضَآءَ لَهُمْ مَّشَوْا فِيْهِ ۙ وَاِذَآ اَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوْا ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۰﴾ ع يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۲۱﴾ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً ۪ وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ۪ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۳﴾

یا اُن کی مثال مینہ کی سی ہے کہ آسمان سے (برس رہا ہو اور) اُس میں اندھیرے پر اندھیرا (چھا رہا) ہو اور (بادل) گرج (رہا) ہو اور بجلی (کوند رہی) ہو تو یہ کڑک سے (ڈر کر) موت کے خوف سے کانوں میں اُنگلیاں دے لیں اور خُدا کافروں کو (ہر طرف سے) گھیرے ہوئے ہے (۱۹) قریب ہے کہ بجلی (کی چمک) اُن کی آنکھوں (کی بصارت) کو اُچک لے جائے جب بجلی (چمکتی اور) اُن پر روشنی ڈالتی ہے تو اُس میں چل پڑتے ہیں اور جب اندھیرا ہو جاتا ہے تو کھڑے کے کھڑے رہ جاتے ہیں اور اگر خُدا چاہتا تو اُن کے کانوں (کی شنوائی) اور آنکھوں کی (بینائی دونوں) کو زائل کر دیتا۔ بلا شبہ خُدا ہر چیز پر قادر ہے (۲۰) لوگو! اپنے پروردگار کی عبادت کرو جس نے تم کو اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا تاکہ تم (اُسکے عذاب) سے بچو (۲۱) جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا اور آسمان کو چھت بنایا اور آسمان سے مینہ برسا کر تمہارے کھانے کیلئے انواع واقسام کے میوے پیدا کئے۔ پس کسی کو خدا کا ہمسر نہ بناؤ۔ اور تم جانتے تو ہو (۲۲) اور اگر تم کو اس (کتاب) میں جو ہم نے اپنے بندے (محمد عربی) پر نازل فرمائی ہے کچھ شک ہو تو اسی طرح کی ایک سُورت تم بھی بنا لاؤ اور خُدا کے سوا جو تمہارے مددگار ہوں اُن کو بھی بُلا لو اگر تم سچے ہو (۲۳)

سورۃ البقرۃ آیات (۱۹) تا (۲۳)

(۱۹) منافقین اور یہودیوں کی قرآن پاک کے ساتھ یہ دوسری مثال ہے جیسا کہ جنگل میں رات کے وقت آسمان

سے بارش برسے اسی طرح قرآنِ حکیم اللّٰہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے کہ اس میں فتنوں کی تاریکیاں بیان کی گئی ہیں اور گرج، چمک، ڈر اور ڈانٹ اور بیان وتبصرہ اور وعید ہے، یہ لوگ موت اور تباہی کے خوف سے، کڑک کی آواز سے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ٹھونس لیتے ہیں، اسی طرح یہ منافقین قرآن مجید کے بیان اور وعید کے وقت موت سے بچنے کے لیے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں داخل کر لیتے ہیں کہ کہیں دل ان کی طرف مائل نہ ہو جائے مگر اللّٰہ تعالیٰ منافقین کو اچھی طرح جانتا ہے اور ان سب کو دوزخ میں جمع کرنے والا ہے، قریب ہے کہ یہ آگ اور چمک کافروں کی نگاہوں کو ختم کر دے اسی طرح سے قرآن کریم بھی ان گمراہوں کی آنکھوں کو ختم کر دینے والا ہے۔

(۲۰)　جب بجلی کی روشنی ہوتی ہے تو چلنا شروع کر دیتے ہیں، اسی طرح جب منافقین ایمان کا اظہار کرتے ہیں تو مومنوں کے درمیان چلنا شروع کر دیتے ہیں کیوں کہ ان کا اظہار ایمان بظاہر قبول کر لیا جاتا ہے لیکن جب مر جاتے ہیں تو قبر کے اندھیرے میں پڑے رہتے ہیں۔

اور اگر اللّٰہ تعالیٰ چاہے تو گرج وچمک سے ان کے کانوں اور نگاہوں کو ختم کر دے اسی طرح اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو قرآن کریم کی وعید اور عذاب سے منافقوں اور یہودیوں کی سننے کی قوت اور قرآن حکیم کی وضاحت سے ان کی دیکھنے کی قوت ختم کر دے۔

شانِ نزول: اَوۡ كَصَیِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِیۡهِ ظُلُمٰتٌ (الخ)

ابن جریرؒ، سدی کبیرؒ، ابی مالکؒ، ابوصالحؒ، ابن عباسؓ، مرہؓ، ابن مسعودؓ نیز صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت اس بات کو بیان کر رہی ہے کہ مدینہ منورہ کے منافقین میں سے دو آدمی رسول اللّٰہ ﷺ کے پاس سے بھاگ کر مشرکین کی طرف روانہ ہوئے، راستے میں ان دونوں کو اسی طرح بارش کا سامنا ہوا، جس کا اللّٰہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ذکر فرمایا ہے کہ اس میں بہت سخت گرج، اندھیرا اور چمک ہے۔ لہٰذا جب خوب زور سے بادل گرجتا یہ دونوں اس ڈر سے کہ کہیں گرج کی آواز سے ان کے کان نہ پھٹ جائیں اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ٹھونس لیتے تھے اور جب بجلی چمکتی تو اس کی روشنی میں چلنا شروع کر دیتے تھے اور جب بجلی نہ چمکتی تو نظر تو کچھ نہ آتا لیکن چلتے چلتے پھر اپنی جگہوں پر پہنچ جاتے اور دل میں سوچتے کاش کہ صبح ہو جائے تو ہم رسول اللّٰہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے ہاتھ آپ ﷺ کے ہاتھ پر میں دے دیں۔ چنانچہ صبح ہوئی اور وہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہو گئے اور اپنے ہاتھ آپ کے ہاتھ میں دے دیے اور ان کا اسلام بھی اچھا ہو گیا، اللّٰہ تعالیٰ نے مدینہ منورہ کے ان دونوں منافقوں کی حالت بیان فرمائی ہے، جو مدینہ منورہ سے نکل کر گئے تھے اور ویسے منافقین کا وطیرہ یہ تھا کہ جب وہ رسول اکرم ﷺ کی مجلس مبارک میں آتے تھے تو وہ اپنی انگلیوں کو اپنے کانوں میں اس خوف کی وجہ سے کہ کہیں ان کے بارے میں قرآن حکیم کی کوئی آیت نازل نہ ہو جائے، داخل کر لیا کرتے تھے یا ان کی کسی بات کا اظہار کرایا جائے جس کی بنا پر وہ قتل کر دیے جائیں، جیسا کہ مدینہ منورہ سے نکلنے والے منافقین کا طریقہ تھا کہ وہ اپنے کانوں میں انگلیاں دے لیتے تھے اور جب روشنی

ہوتی تو چلنا شروع کر دیتے تھے چنانچہ جب ان منافقین کے اموال واولاد میں اضافہ اور زیادتی ہوگئی اور فتوحات کے سبب مال غنیمت بکثرت ہوگیا تو دین کی حمایت کرنے لگے اور کہنے لگے کہ اب محمد ﷺ کا دین سچا ہے اور اس پر قائم ہو گئے جیسا کہ دونوں منافقین جب بھی بجلی چمکتی تھی تو اس کی روشنی میں چلتے تھے اور جب اندھیرا ہوتا تو کھڑے ہوجاتے، اسی طرح دوسرے منافقین جب ان کے اموال واولاد ہلاک و برباد ہو گئے اور مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑا تو کہنے لگے کہ یہ سب مصیبتیں رسول ﷺ کے دین کی وجہ سے ہیں۔ (العیاذ باللہ) اور مرتد ہو گئے اور پھر اسی طرح اپنے کفر پر جم گئے جیسا کہ یہ دونوں منافقین کہ جب تاریکی ہوتی تو کھڑے ہوجاتے تھے۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۲۱) اس سے اہل مکہ اور یہودی بھی مراد ہیں، اپنے اس رب کی توحید بیان کرو جس نے تمہیں نطفہ سے پیدا کیا اور تم سے پہلے لوگوں کو بھی پیدا کیا تاکہ تم اللّٰہ تعالیٰ کے غصہ اور عذاب سے بچ جاؤ۔

(۲۲) اور اللّٰہ تعالیٰ کی عبادت کرو جس نے تمہارے لیے زمین کو بستر اور بچھونا اور آسمان کو بلند چھت والا بنایا اور آسمان سے بارش اتاری جس سے طرح طرح کے پھل تمہارے لیے اور تمام مخلوقات کے لیے پیدا کیے، لہٰذا اللہ تعالیٰ کے برابر و مشابہ کسی کو نہ بناؤ، کیوں کہ تم خوب جانتے ہو کہ ان تمام چیزوں کا پیدا کرنے والا اللّٰہ تعالیٰ ہی ہے۔ (۲۳) تم اپنی کتابوں میں یہ بات پاتے ہو کہ اس وحدہٗ لاشریک کی نہ کوئی اولاد ہے اور نہ کوئی اس کے مشابہ اور شریک ہے اور اگر تمہیں اس کلام میں جو کہ ہم نے بذریعہ جبریل امین اپنے خاص بندے محمد ﷺ پر اُتارا ہے، شک ہے کہ یہ کلام انھوں نے خود بنالیا ہے تو اس کلام جیسی ایک سورت لے آؤ اور اپنے ان معبودوں کو بھی ساتھ ملالو جن کی تم عبادت کرتے ہو یا اپنے سرداروں کو بلالو اگر تم اپنی بات میں سچے ہو اور حقیقت یہ ہے کہ ایک سورہ بھی تم ہرگز اس جیسی لانے پر قادر نہیں ہوسکتے۔

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُھَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۖ اُعِدَّتْ لِلْکٰفِرِیْنَ ﴿۲۴﴾ وَبَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ ؕ کُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْھَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا ۙ قَالُوْا ھٰذَا الَّذِیْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ ۙ وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِھًا ؕ وَلَھُمْ فِیْھَآ اَزْوَاجٌ مُّطَھَّرَةٌ ۙ وَّھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۵﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَسْتَحْیٖٓ اَنْ یَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَھَا ؕ فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَیَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّھِمْ ۚ وَاَمَّا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَیَقُوْلُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِھٰذَا مَثَلًا ۘ یُضِلُّ بِهٖ کَثِیْرًا ۙ وَّیَھْدِیْ بِهٖ کَثِیْرًا ؕ وَمَا یُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِیْنَ ﴿۲۶﴾

لیکن اگر (ایسا) نہ کرسکو اور ہرگز نہیں کرسکو گے تو اُس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہونگے (اور جو) کافروں کیلئے تیار کی گئی ہے (۲۴) اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اُنکو خوشخبری سنادو کہ اُنکے لئے (نعمت کے) باغ ہیں جنکے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں جب اُنہیں اُن میں سے کسی قسم کا میوہ کھانے کو دیا جائے گا تو کہیں گے یہ تو وہی ہے جو ہم کو پہلے دیا گیا تھا۔ اور اُن کو ایک دوسرے کے ہم شکل میوے دیئے جائیں گے اور وہاں اُنکے لئے پاک بیویاں ہونگی اور وہ بہشتوں میں ہمیشہ رہیں گے (۲۵) خدا اس بات سے عار نہیں کرتا کہ مچھر یا اُس سے بڑھ کر کسی چیز (مثلاً مکھی مکڑی وغیرہ) کی مثال بیان فرمائے۔ جو مومن ہیں وہ یقین کرتے ہیں کہ وہ اُن کے پروردگار کی طرف سے سچ ہے اور جو کافر ہیں وہ

کہتے ہیں کہ اس مثال سے خُدا کی مُراد ہی کیا ہے اِس سے (خُدا) بہتوں کو گمراہ کرتا ہے اور بہتوں کو ہدایت بخشتا ہے اور گمراہ بھی کرتا ہے تو نافرمانوں ہی کو (۲۶)

تفسیر سورة بقرة آیت (٢٤) تا (٢٦)

(۲۴) سو اگر تم اس جیسی سورت نہ لاسکو مفہوم کے لحاظ سے یہاں لَنْ تَفْعَلُوْا پہلے ہے لَمْ تَفْعَلُوْا بعد میں ہے اگر پھر بھی تم ایمان نہیں لائے تو اس آگ سے بچو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں، جو کافروں ہی کے لیے پیدا اور تیار کی گئی ہے۔

(۲۵) اس کے بعد مومنین کی جنت میں عزت وعظمت کا بیان ہے، ان لوگوں کو جو کہ اللّٰہ تعالیٰ کے ان احکامات کے جو کہ ان کے اور اللّٰہ تعالیٰ کے درمیان ہیں بجا آوری کرتے ہیں اور ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ وہ اعمال صالحہ کرتے ہیں یعنی اہلِ ایمان کو اعمال صالحہ کے سبب حضرت محمد ﷺ اور قرآن حکیم کے ذریعے بشارت وخوشخبری حاصل کر لینی چاہیے کہ ان کے لیے اللہ کے ہاں ایسے باغات ہیں کہ وہاں درختوں اور ان کے مکانات کے نیچے سے شراب، دودھ، شہد اور پانی کی نہریں بہتی ہیں۔ جب ان کو جنت میں مختلف قسم کے پھل اور میوے کھانے کو ملیں گے تو وہ کہیں گے کہ اس جیسے ہمیں اس سے پہلے بھی کھانے کے لیے دیے گئے ہیں، کیوں کہ انھیں پھل رنگ میں ایک جیسے اور مزے ولذت میں مختلف قسم کے دیے جائیں گے اور ان کے لیے جنت میں ایسی بیویاں ہوں گی جو حیض اور ہر قسم کی گندگیوں سے پاک ہوں گی اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے، انھیں موت نہیں آئے گی اور نہ اس سے یہ لوگ کبھی بے دخل کیے جائیں گے۔

(۲۶) اب اس کے بعد اللّٰہ تعالیٰ یہودیوں کے اس اعتراض کا جواب دیتے ہیں جو انھیں قرآن کریم کی مثالوں پر تھا کہ اللّٰہ تعالیٰ تو کسی مثال کے بیان کرنے کو نہیں چھوڑتا اور وہ کسی چیز کے تذکرہ سے شرمائے بھی کیوں۔ اس لیے کہ اگر تمام مخلوق بھی مل کر کسی چیز کو پیدا کرنا چاہے تو وہ سب ذرا سی چیز کو پیدا کرنے کی طاقت نہیں رکھتے اور مخلوق کے لیے کوئی مثال بیان کرنے میں اسے حیاء رکاوٹ نہیں کہ وہ مچھر یا اس سے بڑی چیز مثلاً مکھی اور مکڑی وغیرہ یا اس سے چھوٹی چیز کی مثال بیان کرے، جو لوگ رسول اللّٰہ ﷺ اور قرآن حکیم پر ایمان رکھتے ہیں وہ اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ یہ مثال درست ہے اور جو رسول اللّٰہ ﷺ اور قرآن کریم کو نہیں مانتے وہ کہتے پھرتے ہیں کہ اللّٰہ تعالیٰ نے ایسی مثالوں سے کیا ارادہ کیا ہے، اے نبی کریم ﷺ آپ فرما دیجیے کہ اللّٰہ تعالیٰ نے اس مثال کے ذریعے یہ ارادہ فرمایا ہے کہ اس کے ذریعے سے بہت سے یہودیوں کو گمراہ اور بہت سے مومنوں کو ہدایت عطا فرمائے۔

شانِ نزول: اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْىٖٓ (الخ)

ابن جریرؒ نے سدیؒ سے اپنی اسانید کے ساتھ روایت کیا ہے کہ جب اللّٰہ تعالیٰ نے منافقوں کی یہ دو مثالیں بیان فرمائیں كَمَثَلِ الَّذِى اسْتَوْقَدَ نَارًا اور اَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ تو منافق کہنے لگے کہ اللّٰہ تعالیٰ کی ذات تو اس سے بہت اونچی اور بلند ہے کہ اس قسم کی مثالیں بیان کرے، تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی کہ ہاں واقعی اللّٰہ تعالیٰ تو نہیں شرماتے اس بات سے کہ کوئی مثال بیان کر دیں اور واحدیؒ نے عبدالغنی بن سعید ثقفیؒ، موسیٰ بن

عبدالرحمانؒ، ابن جریجؒ، عطاءؒ، حضرت ابن عباسؓ کے واسطہ سے روایت کیا ہے کہ اللّٰہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جب مشرکین کے معبودوں کا تذکرہ فرمایا کہ اگر مکھی بھی ان سے کسی چیز کو چھین لے تو وہ اسے دور نہیں کر سکتے اور ان کے معبودوں کی حقیقت واضح فرمائی اور مکڑی کا ذکر کیا ہے، ان چیزوں کے ذکر سے کیا ہوگا، اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی، عبدالغنی غیر معتبر راوی ہیں، عبدالرزاق نے اپنی تفسیر میں بواسطہ معمر قتادہ سے روایت کیا ہے کہ جب اللّٰہ تعالیٰ نے مکھی اور مکڑی کا ذکر کیا تو مشرکین کہنے لگے کہ مکھی اور مکڑی کے ذکر سے کیا فائدہ۔ تب اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی اور ابن ابی حاتمؒ نے حسن سے روایت کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے یَآ اَیُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ آیت نازل فرمائی تو مشرکین کہنے لگے کہ ان مثالوں اور اس قسم کی مثالوں سے کیا حاصل ہے تب اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی کہ واقعی اللّٰہ تعالیٰ نہیں شرماتے اس بات سے کہ کوئی یہاں بیان کر دیں، پہلا قول سند کے اعتبار سے زیادہ صحیح ہے سورت کے شروع میں جو واقعہ بیان کیا گیا ہے اس کے زیادہ مناسب ہے اور روایت میں مشرکین کا جو ذکر آ رہا ہے وہ اس آیت کریمہ کے مدنی ہونے کے مخالف نہیں۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۲۷﴾ كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ۚ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۸﴾ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۚ ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَاۗءِ فَسَوّٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ ۭ وَهُوَ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۲۹﴾ وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰۗىِٕكَةِ اِنِّىْ جَاعِلٌ فِى الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ۭ قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاۗءَ ۚ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ۭ قَالَ اِنِّىْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۰﴾

جو خُدا کے اقرار کو مضبوط کرنے کے بعد توڑ دیتے ہیں اور جس چیز (یعنی رشتہ قرابت) کے جوڑے رکھنے کا خُدا نے حکم دیا ہے اُس کو قطع کئے ڈالتے ہیں اور زمین میں خرابی کرتے ہیں یہی لوگ نقصان اُٹھانے والے ہیں (۲۷) (کافرو) تم خُدا سے کیونکر منکر ہو سکتے ہو جس حال میں کہ تم بے جان تھے تو اُس نے تم کو جان بخشی پھر وہی تم کو مارتا ہے پھر وہی تم کو زندہ کریگا پھر تم اُسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے (۲۸) وہ ہی تو ہے جس نے سب چیزیں جو زمین میں ہیں تمہارے لیئے پیدا کیں پھر آسمانوں کی طرف متوجہ ہوا۔ تو اُن کو ٹھیک سات آسمان بنا دیا اور وہ ہر چیز سے خبر دار ہے (۲۹) اور (وہ وقت یاد کرنے کے قابل ہے) جب تمہارے پروردگار نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین میں (اپنا) نائب بنانے والا ہوں اُنہوں نے کہا کیا تو اس میں ایسے شخص کو نائب بنانا چاہتا ہے جو خرابیاں کرے اور کشت و خُون کرتا پھرے اور ہم تیری تعریف کے ساتھ تسبیح و تقدیس کرتے رہتے ہیں (خُدا نے) فرمایا میں وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے (۳۰)

تفسیر سورۃ بقرۃ آیات (۲۷) تا (۳۰)

(۲۷) اس قسم کی مثال سے یہودی گمراہ ہوتے ہیں جو رسول اللّٰہ ﷺ سے بہت تاکید و زور کے ساتھ وعدہ کرتے ہیں اور پھر بدعہدی کا ارتکاب کرتے ہیں اہل ایمان اور رسول اکرم ﷺ کے ساتھ صلہ رحمی کو ختم کرتے ہیں اور لوگوں کو رسول اللّٰہ ﷺ اور قرآن حکیم سے بدظن کرتے ہیں یہی لوگ دنیا و آخرت کے تباہ ہونے کی وجہ سے گھاٹے اور خسارے

میں ہیں۔

(۲۸) اب اللہ تعالیٰ حیرانگی سے ان کی حقیقت کو واضح فرماتے ہیں کہ تم نطفہ کی صورت میں اپنے باپوں کی پشتوں میں موجود تھے، اس کے بعد اس نے تمہیں تمہاری ماؤں کے رحم میں زندہ کیا، پھر تمہاری عمر کے پورا ہونے پر تمہیں موت دی، اس کے بعد قیامت میں تمہیں زندہ کرے گا اور آخرت میں پھر تمہیں اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونا پڑے گا، جہاں تمہارے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔

(۲۹) اس کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے احسانات کا (جو اس کے انسانوں پر ہیں) تذکرہ فرماتے ہیں کہ اس اللہ نے تمہارے لیے مختلف قسم کے جانوروں اور باغوں وغیرہ کو بنایا اور تمہارے تابع کیا پھر آسمان کو پیدا کرنے کی طرف متوجہ ہوا اور سات آسمان برابر زمین کے اوپر بنائے اور وہ ذات الٰہی آسمانوں اور زمینوں میں سے ہر ایک چیز پیدا کرنے پر قدرت رکھتی ہے۔

(۳۰) اب اللہ تعالیٰ ان فرشتوں کا واقعہ بیان کرتے ہیں، جنھیں آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا تھا کہ جس وقت اللہ تعالیٰ نے ان فرشتوں سے جو کہ زمین میں رہنے والے تھے، فرمایا میں تمہارے بدلے زمین پر ایک خلیفہ پیدا کرنے والا ہوں، انھوں نے کہا کہ کیا آپ ایسے لوگوں کو پیدا کرنے والے ہیں جو گناہ اور ظلم کا ارتکاب کریں گے اور ہم آپ کے حکم کے مطابق عبادت کرتے ہیں اور پاکی کے ساتھ آپ کا ذکر کرتے ہیں، ارشاد ہوا میں اس خلیفہ (آدم علیہ السلام) کی حکمتوں کو زیادہ جانتا ہوں۔

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِىْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۱﴾ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿۳۲﴾ قَالَ يٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ۚ فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ۙ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّىْٓ اَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۙ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ ۫ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۴﴾ وَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا ۪ وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۵﴾

اور اُس نے (آدم کو سب چیزوں کے) نام سکھائے پھر اُن کو فرشتوں کے سامنے کیا اور فرمایا کہ اگر سچے ہو تو مجھے اِن کے نام بتاؤ (۳۱) اُنہوں نے کہا تو پاک ہے جتنا علم تو نے ہمیں بخشا ہے اِس کے سوا ہمیں کچھ معلوم نہیں بیشک تو دانا (اور) حکمت والا ہے (۳۲) (تب) خُدا نے (آدم کو) حکم دیا کہ آدم! تم اِن کو اِن (چیزوں) کے نام بتاؤ۔ جب اُنہوں نے اُن کو ان کے نام بتائے تو (فرشتوں سے) فرمایا کیوں میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ میں آسمانوں اور زمین کی (سب) پوشیدہ باتیں جانتا ہوں اور جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو پوشیدہ کرتے ہو (سب) مجھ کو معلوم ہے (۳۳) اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کے آگے سجدہ کرو تو وہ سب سجدے میں گر پڑے مگر شیطان نے انکار کیا اور غرور میں آکر کافر بن گیا (۳۴) اور ہم نے کہا کہ اے آدم تم اور تمہاری بیوی بہشت میں رہو اور جہاں سے چاہو بے روک ٹوک کھاؤ (پیو) لیکن اس درخت کے پاس نہ جانا نہیں تو ظالموں میں (داخل) ہو جاؤ گے (۳۵)

تفسیر سورۃ بقرۃ آیات (۳۱) تا (۳۵)

(۳۱) چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام اولاد کے نام سکھا دیے اور ایک قول یہ ہے کہ جانوروں وغیرہ کے نام حتی کہ پیالہ اور چینی تک کے نام بتلا دیے۔ پھر ان چیزوں کے نام ان فرشتوں پر (جن کو سجدہ کا حکم ملا تھا) پیش کیے گئے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا مجھے مخلوق اور ان کی اولاد کے متعلق اطلاع دو، اگر تم اپنی پہلی بات میں سچے ہو۔

(۳۲) فرشتوں نے جواباً عرض کیا کہ ہم اپنے قول سے رجوع کرتے ہیں ہمیں جو تو نے بتایا اتنا ہی علم ہے تو ہم سے اور ان سے اور ہماری باتوں اور ان کی باتوں سے زیادہ باخبر ہے۔

(۳۳) اب حضرت آدم علیہ السلام کو ان اسماء کے بتلانے کا حکم ہوا جو انھوں نے بتا دیے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوا کہ تمام آسمانوں اور زمینوں کی پوشیدہ باتوں کو اور ان چیزوں کو جو تم فرشتے حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں اپنے پروردگار کی اطاعت کا اظہار کرتے ہو اور جو پوشیدہ رکھتے ہو اور جو چیز شیطان ملعون نے ان کے سامنے ظاہر کی اور جو پوشیدہ رکھی، سب کو تمہارا رب بخوبی جانتا ہے۔

(۳۴) یقیناً ہم نے فرشتوں کو آدم علیہ السلام کے لیے تعظیمی سجدہ کرنے کا حکم دیا مگر شیطان ابلیس نے حکم الٰہی کو نہ مانا اور حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کیا اور اپنے آپ کو بڑا سمجھا اور شیطان اس کے بعد حکم الٰہی کی نافرمانی کرنے کی وجہ سے کافروں میں شمار ہونے لگا اور یہ بھی تفسیر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں پہلے سے ہی یہ بات تھی کہ وہ کافروں میں سے ہے۔ یا یہ کہ سب سے پہلا کافر شیطان بنا۔

(۳۵) اس کے بعد اللہ تعالیٰ آدم علیہ السلام اور حوا علیہا السلام کا قصہ خاص بیان کرتے ہیں کہ تم آدم علیہ السلام ورحوا علیہا السلام جنت میں جاؤ، تمہارے لیے وہاں بہت فراخی ہے اور جہاں تمہارا دل چاہے پھرو، باقی اس درخت میں سے مت کھانا، ورنہ تم اپنے نفسوں کو نقصان پہنچانے والے ہو جاؤ گے۔



فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ ۪ وَقُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۳۶﴾ فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۳۷﴾ قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۳۹﴾ ع يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِيْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ ۚ وَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ﴿۴۰﴾ وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ كَافِرٍۭ بِهٖ ۪ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۡ وَّاِيَّايَ فَاتَّقُوْنِ ﴿۴۱﴾

پھر شیطان نے دونوں کو وہاں سے پھسلا دیا اور جس (عیش ونشاط) میں تھے اُس سے اُن کو نکلوا دیا۔ تب ہم نے حکم دیا کہ (بہشت بریں سے) چلے جاؤ تم ایک دوسرے کے دُشمن ہو اور تمہارے لیئے زمین میں ایک وقت تک ٹھکانہ اور معاش (مقرر کر دیا گیا) ہے (۳۶) پھر آدم نے اپنے پروردگار سے کچھ کلمات سیکھے (اور معافی مانگی) تو اُس نے قصور معاف کر دیا بے شک وہ معاف کرنے والا (اور) صاحبِ رحم ہے (۳۷) ہم نے فرمایا کہ تم سب یہاں سے اُتر جاؤ۔ جب تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت پہنچے تو (اُسکی پیروی کرنا کہ) جنہوں نے میری ہدایت کی پیروی کی اُن کو نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمناک ہوں گے (۳۸) اور جنہوں نے (اس کو) قبول نہ کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہ دوزخ میں جانے والے ہیں (اور) وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے (۳۹) اے آلِ یعقوب! میرے وہ احسان یاد کرو جو میں نے تم پر کیئے تھے اور اس اقرار کو پورا کرو جو تم نے مجھ سے کیا تھا میں اُس اقرار کو پورا کروں گا جو میں نے تم سے کیا تھا اور مجھ ہی سے ڈرتے رہو (۴۰) ۔اور جو کتاب میں نے (اپنے رسول محمد ﷺ پر) نازل کی ہے جو تمھاری کتاب (تورات) کو سچا کہتی ہے اُس پر ایمان لاؤ اور اُس سے منکرِ اوّل نہ بنو اور میری آیتوں میں (تحریف کرکے) اُنکے بدلے تھوڑی سی قیمت (یعنی دنیاوی منفعت) نہ حاصل کرو اور مجھی سے خوف رکھو (۴۱)

تفسیر سورة بقرة آیات (۳٦) تا (٤١)

(۳٦) چنانچہ ان دونوں (آدم وحوا) کو شیطان نے جنت سے پھسلانے کی کوشش کی اور اس وسعت وکشادگی کی جگہ سے ان کو نکلوا دیا اور ہم نے حضرت آدم علیہ السلام، حوا، شیطان اور سانپ سے کہا، کہ زمین پر اترو جہاں تمہارے لیے موت تک ٹھکانا، فائدہ اور معیشت ہے۔

(۳۷) حضرت آدم علیہ السلام کو وہ کلمات سکھائے گئے اور انھوں نے سیکھ لیے یا ان کو بطور الہام بتائے گئے تاکہ یہ کلمات حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد کے لیے توبہ کا ذریعہ ہوں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی غلطی کو معاف کر دیا اور جو شخص بھی توبہ کی حالت میں مرجائے اللہ تعالیٰ اس کی غلطی کو معاف کرنے والے ہیں۔

(۳۸) پھر ہم نے حضرت آدم علیہ السلام، حوا علیہا السلام، ابلیس اور سانپ سے کہا کہ آسمان سے اترو، اس کے بعد اللہ تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کو مخاطب کرکے فرماتے ہیں کہ جس وقت اور جب بھی تمہارے پاس میری طرف سے کتاب اور رسول آئے تو جو شخص کتاب رسول کی اتباع کرے گا تو اسے پیش آنے والے عذاب کا خوف اور جو انھوں نے کام کیے ہیں ان پر غم نہیں ہوگا اور یہ بھی تفسیر ہے کہ انھیں ہمیشہ خوف اور غم نہیں ہوگا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ جس وقت

موت کوذبح کیا جائے گا اس وقت انہیں خوف اور جب دوزخ کو بھرا جائے گا تب انھیں غم نہ ہوگا اور جن لوگوں نے کتاب اور رسول کو جھٹلایا وہ دوزخ والے ہیں۔ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ نہ ان کو وہاں موت آئے گی اور نہ ہی وہ دوزخ سے نکالے جائیں گے۔

(۴۰۔۳۹) اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر جو انعامات کیے۔ اب ان کی یاد دہانی کروائی جاتی ہے کہ اے اولاد یعقوب! میرے انعامات پر اللہ کا شکر کرو اور میرے احسانات کو محفوظ رکھو جو میں نے تم پر کتاب نازل کر کے اور رسول بھیج کر اور ایسے ہی فرعون اور اس کی آل کو غرق کر کے اور تمہیں اس سے نجات دے کر اور بطور انعام "مَنّ و سلویٰ" وغیرہ نازل کر کے کیے اور اس نبی کریم ﷺ کے بارے میں میرے عہد و میثاق کو پورا کرو اگر تم نے ایسا کیا تو میں تمہیں جنت میں داخل کروں گا اور بدعہدی کرنے سے مجھ سے ڈرو۔ میرے علاوہ اور کسی سے نہ ڈرو اور میں نے جبریل امینؑ کے ذریعے سے جو کتاب نازل کی ہے اور اس کتاب کے جو کہ تمہارے پاس ہے توحید، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ مبارک، آپ کی صفات اور بعض احکام شریعت میں تورات کے موافق ہے۔ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کے سب سے پہلے منکر نہ بنو اور رسول اکرم ﷺ کی صفات اور آپ ﷺ کے اوصاف (جن کا تورات میں ذکر ہے) ان کو چھپا کر معمولی معاوضہ مت لو اور حضرت محمد ﷺ کے بارے میں مجھ ہی سے ڈرو۔

(۴۱) باطل کو حق کے ساتھ نہ ملاؤ کہ دجال کی صفت کو العیاذ باللہ رسول اکرم ﷺ کی صفت کے ساتھ مخلوط کرنے لگو اور تم اپنے پوشیدہ کرنے کو جانتے ہوئے حق بات کو مت چھپاؤ۔ (اور حضور ﷺ پر ایمان لے آؤ)

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿۴۲﴾ وَأَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَآتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوا مَعَ الرّٰكِعِينَ ﴿۴۳﴾ أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ وَأَنْتُمْ تَتْلُونَ الْكِتٰبَ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿۴۴﴾ وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ وَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخٰشِعِينَ ﴿۴۵﴾ الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُمْ مُلٰقُوا رَبِّهِمْ وَأَنَّهُمْ إِلَيْهِ رٰجِعُونَ ﴿۴۶﴾ يٰبَنِي إِسْرَائِيلَ اذْكُرُوا نِعْمَتِيَ الَّتِي أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَأَنِّي فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِينَ ﴿۴۷﴾ وَاتَّقُوا يَوْمًا لَا تَجْزِي نَفْسٌ عَنْ نَفْسٍ شَيْئًا وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ ﴿۴۸﴾

اور حق کو باطل کے ساتھ نہ ملاؤ اور سچی بات کو جان بوجھ کر نہ چھپاؤ (۴۲) اور نماز پڑھا کرو اور زکوٰۃ دیا کرو اور (خدا کے آگے) جھکنے والوں کے ساتھ جھکا کرو (۴۳) (یہ) کیا (عقل کی بات ہے کہ) تم لوگوں کو نیکی کرنے کو کہتے ہو اور اپنے تئیں فراموش کیے دیتے ہو حالانکہ تم کتاب (خدا) بھی پڑھتے ہو کیا تم سمجھتے ہو؟ (۴۴) اور (رنج و تکلیف میں) صبر اور نماز سے مدد لیا کرو اور بے شک نماز گراں ہے مگر اُن لوگوں پر (گراں نہیں) جو عجز کرنے والے ہیں (۴۵) جو یقین کیے ہوئے ہیں کہ وہ اپنے پروردگار سے ملنے والے ہیں اور اُس کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں (۴۶) اے یعقوبؑ کی اولاد! میرے وہ احسان یاد کرو جو میں نے تم پر کیے تھے اور یہ کہ میں نے تم کو جہاں کے لوگوں پر فضیلت بخشی تھی (۴۷) اور اُس دن سے ڈرو جب کوئی کسی کے کچھ بھی کام نہ آئے اور نہ کسی کی سفارش منظور کی جائے اور نہ کسی سے کسی طرح کا بدلہ قبول کیا جائے اور نہ لوگ (کسی اور طرح) مدد حاصل کر سکیں (۴۸)

تفسیر سورۃ بقرۃ آیات (٤٢) تا (٤٨)

(۴۳) ایمان کے بعد اللہ تعالیٰ اب ان پر بعض احکامِ شریعت کی فرضیت کو بیان کرتے ہیں کہ پانچ نمازوں کو پورا کرو اور اپنے اموال کی زکوٰۃ دو اور رسول اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرامؓ کے ساتھ پانچ وقت کی نمازیں باجماعت پڑھو۔

(۴۴) اب اللہ تعالیٰ جل شانہ سرداروں کی حالت کو بیان کرتے ہیں کہ تم کمتر اور ذلیل لوگوں کو تو، توحید اور محمد ﷺ کی اتباع کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھلائے بیٹھے ہو، خود اتباع نہیں کرتے اور ان کو خود کتاب پڑھ کر سناتے ہو، کیا تمہارے پاس سمجھ اور عقل نہیں؟

(۴۵) اور اللہ تعالیٰ کے فرائض کی ادائیگی اور گناہوں کے ترک پر صبر سے اور گناہوں کا خاتمہ کرنے کے لیے زیادہ نمازوں سے مدد لو، اور نماز بہت بھاری ہے مگر تواضع کرنے والوں پر، جو اس بات کو جانتے ہیں اور انھیں یقین ہے کہ وہ اپنے پروردگار کا دیدار کریں گے اور مرنے کے بعد اسی کے سامنے پیش ہونا ہے۔

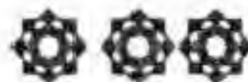
شان نزول: اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ (الخ)

واحدیؒ اور ثعلبیؒ نے کلبیؒ، ابوصالحؒ کے ذریعہ سے حضرت عبداللہؓ ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ مدینہ منورہ کے یہود کے متعلق نازل ہوئی کیوں کہ ان میں سے ہر ایک اپنی ننھیال، اپنے رشتہ داروں اور ان مسلمانوں سے جن کے ساتھ ان کا معاہدہ تھا کہتے تھے کہ جس دین پر تم ہو اسی پر ثابت رہو اور یہ شخص یعنی رسول اللہ ﷺ جس بات کا تمہیں حکم دے وہ حق اور درست ہے اور لوگوں کو ایمان لانے کا کہتے تھے اور خود نہیں لاتے تھے۔

(لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۴۶۔۴۷) اے یعقوب علیہ السلام کی اولاد! میرے ان انعامات کو یاد رکھو جو میں نے تم پر کیے ہیں اور میں نے تمہیں کتاب، رسول اور اسلام کے ذریعے تمہارے زمانے کے جہان پر تمہیں فضیلت دی ہے۔

(۴۸) اور اگر تم ایمان نہ لاؤ اور یہودیت سے توبہ نہ کرو تو اس دن کے عذاب سے ڈرو جس دن کوئی کافر فرد کسی کافر فرد کی اللہ تعالیٰ کے عذاب سے کوئی حفاظت نہیں کر سکے گا نہ اس دن کسی شفاعت کرنے والے کی شفاعت مانی جائے گی اور نہ کسی قسم کا فدیہ قبول کیا جائے گا اور نہ ان کو عذاب الٰہی سے بچایا جا سکے گا۔



وَإِذْ نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ
يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ۚ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ
رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ﴿۴۹﴾ وَاِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَيْنٰكُمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ
فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۵۰﴾ وَاِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰٓى اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً
ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۵۱﴾ ثُمَّ عَفَوْنَا
عَنْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَاِذْ اٰتَيْنَا مُوْسَى
الْكِتٰبَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۵۳﴾ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ
يٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوْبُوْٓا اِلٰى
بَارِىِٕكُمْ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِىِٕكُمْ ۭ
فَتَابَ عَلَيْكُمْ ۭ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۵۴﴾

اور (ہمارے اُن احسانات کو یاد کرو) جب ہم نے تم کو قومِ فرعون سے مخلصی بخشی وہ (لوگ) تم کو بڑا دُکھ دیتے تھے تمہارے بیٹوں کو تو قتل کر ڈالتے تھے اور بیٹیوں کو زندہ رہنے دیتے تھے اور اس میں تمہارے پروردگار کی طرف سے بڑی (سخت) آزمائش تھی (۴۹) اور جب ہم نے تمہارے لیئے دریا کو پھاڑ دیا تو تم کو تو نجات دی اور فرعون کی قوم کو غرق کر دیا اور تم دیکھ ہی تو رہے تھے (۵۰) اور جب ہم نے موسیٰؑ سے چالیس رات کا وعدہ کیا تو تم نے اُنکے پیچھے بچھڑے کو (معبود) مقرر کر لیا اور تم ظُلم کر رہے تھے (۵۱) پھر اُس کے بعد ہم نے تم کو معاف کر دیا تاکہ تم شکر کرو (۵۲) اور جب ہم نے موسیٰؑ کو کتاب اور معجزے عنائت کئے تاکہ تم ہدایت حاصل کرو (۵۳) اور جب موسیٰ نے اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ بھائیو تم نے بچھڑے کو (معبود) ٹھہرانے میں (بڑا) ظُلم کیا ہے تو اپنے پیدا کرنے والے کے آگے توبہ کرو اور اپنے تئیں ہلاک کر ڈالو۔ تمہارے خالق کے نزدیک تمہارے حق میں یہی بہتر ہے پھر اُس نے تمہارا قصور معاف کر دیا وہ بےشک معاف کرنے والا (اور) صاحبِ رحم ہے (۵۴)

تفسیر سورة بقرة آیات (۴۹) تا (۵٤)

(۴۹) اور جس وقت ہم نے تمہیں فرعون اور اس کی قوم سے نجات دی، جو تمہیں سخت قسم کا عذاب دیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے عذاب کی کیفیت کو بیان فرماتے ہیں کہ تمہاری چھوٹی اولاد کو وہ ذبح کر ڈالتے تھے اور بڑی عورتوں کو خادم بنا لیتے تھے اور یہ تمہارے اللہ کی جانب سے بہت بڑی آزمایش تھی۔ یہ بھی تفسیر ہے کہ پھر فرعون سے نجات دلانے میں یہ اللہ تعالیٰ کی بہت ہی بڑی نعمت تھی، اب نجات دے کر جو ان لوگوں پر احسان کیا اور فرعون اور اس کی قوم کو غرق کیا ہے اللہ تعالیٰ اس کا ذکر کرتے ہیں۔

(۵۰) اور جس وقت ہم نے دریا کو پھاڑ کر تمہیں غرق ہونے سے بچایا اور فرعون اور اس کی قوم کو غرق کر دیا اور اس منظر کو تم تین دن بعد تک دیکھتے رہے۔

(۵۱) اور یقیناً ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دینے کا وعدہ کیا تھا، پھر تم لوگوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پہاڑ پر جانے کے بعد بچھڑے کی پوجا شروع کر دی مگر حقیقت میں تم نقصان اٹھانے والے تھے۔

(۵۲) اس بچھڑے کی پوجا کے بعد ہم نے تمہیں چھوڑ دیا اور تمہارا خاتمہ نہیں کیا، تاکہ تم میرے معاف و درگزر کرنے پر شکر بجالاؤ۔

(۵۳) اور جس وقت ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو تورات دی اور اس میں حلال و حرام اور امر و نہی وغیرہ کو بیان کیا۔ ایک یہ

بھی تفسیر ہے کہ اس میں فرعون پر غلبہ حاصل کرنے کو بیان فرمایا تاکہ تم لوگوں کو گمراہی سے ہدایت حاصل ہو۔
(۵۴) حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ان کی قوم کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا، اللہ تعالیٰ اس کا ذکر فرماتے ہیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ اس بچھڑے کی پوجا سے تم لوگوں نے اپنے آپ کو نقصان پہنچایا ان کی قوم نے ان سے کہا اب آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا اپنے رب سے توبہ کرو۔ انھوں نے کہا کہ کس طرح، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ جس نے بچھڑے کی پوجا نہیں کی وہ اس کو قتل کرے کہ جس نے بچھڑا پرستی کی ہے اس قتل کے ذریعے جو توبہ ہوگی وہ تمہارے حق میں تمہارے پروردگار کی جناب میں بہتر ہوگی اور وہ تمہیں معاف کردے گا اور جو توبہ کرے وہ اس کو معاف کرنے والا اور جو توبہ پر مرجائے وہ اس کے حق میں رحیم ہے۔

وَاِذۡ قُلۡتُمۡ یٰمُوۡسٰی لَنۡ نُّؤۡمِنَ لَکَ حَتّٰی نَرَی اللّٰہَ جَہۡرَۃً فَاَخَذَتۡکُمُ الصّٰعِقَۃُ وَاَنۡتُمۡ تَنۡظُرُوۡنَ ﴿۵۵﴾ ثُمَّ بَعَثۡنٰکُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ مَوۡتِکُمۡ لَعَلَّکُمۡ تَشۡکُرُوۡنَ ﴿۵۶﴾ وَظَلَّلۡنَا عَلَیۡکُمُ الۡغَمَامَ وَاَنۡزَلۡنَا عَلَیۡکُمُ الۡمَنَّ وَالسَّلۡوٰی ؕ کُلُوۡا مِنۡ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقۡنٰکُمۡ ؕ وَمَا ظَلَمُوۡنَا وَلٰکِنۡ کَانُوۡۤا اَنۡفُسَہُمۡ یَظۡلِمُوۡنَ ﴿۵۷﴾ وَاِذۡ قُلۡنَا ادۡخُلُوۡا ہٰذِہِ الۡقَرۡیَۃَ فَکُلُوۡا مِنۡہَا حَیۡثُ شِئۡتُمۡ رَغَدًا وَّادۡخُلُوا الۡبَابَ سُجَّدًا وَّقُوۡلُوۡا حِطَّۃٌ نَّغۡفِرۡ لَکُمۡ خَطٰیٰکُمۡ ؕ وَسَنَزِیۡدُ الۡمُحۡسِنِیۡنَ ﴿۵۸﴾ فَبَدَّلَ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا قَوۡلًا غَیۡرَ الَّذِیۡ قِیۡلَ لَہُمۡ فَاَنۡزَلۡنَا عَلَی الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا رِجۡزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا کَانُوۡا یَفۡسُقُوۡنَ ﴿۵۹﴾

اور جب تم نے (موسیٰ ؑ سے) کہا کہ موسیٰ ؑ جب تک ہم خدا کو سامنے نہ دیکھ لیں گے تم پر ایمان نہیں لائیں گے تو تم کو بجلی نے آ گھیرا اور تم دیکھ رہے تھے (۵۵) پھر موت آجانے کے بعد ہم نے تم کو از سرِ نو زندہ کر دیا تاکہ تم احسان مانو (۵۶) اور بادل کا تم پر سایہ کئے رکھا اور (تمہارے لیے) من و سلویٰ اُتارتے رہے کہ جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تم کو عطا فرمائی ہیں اُن کو کھاؤ (پیو) (مگر تمہارے بزرگوں نے اِن نعمتوں کی کچھ قدر نہ جانی) اور وہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑتے تھے بلکہ اپنا ہی نقصان کرتے تھے (۵۷) اور جب ہم نے (اُن سے) کہا کہ اِس گاؤں میں داخل ہو جاؤ اور اِس میں جہاں سے چاہو خوب کھاؤ (پیو) اور (دیکھنا) دروازے میں داخل ہونا تو سجدہ کرنا اور حِطَّۃٌ کہنا ہم تمہارے گناہ معاف کر دیں گے اور نیکی کرنے والوں کو اور زیادہ دیں گے (۵۸) تو جو ظالم تھے اُنہوں نے اِس لفظ کو جس کا اُن کو حکم دیا گیا تھا بدل کر اس کی جگہ اور لفظ کہنا شروع کیا پس ہم نے (اُن) ظالموں پر آسمان سے عذاب نازل کیا کیونکہ نافرمانیاں کئے جاتے تھے (۵۹)

تفسیر سورۃ بقرۃ آیات (۵۵) تا (۵۹)

(۵۵) اے قوم موسیٰ (علیہ السلام) تم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا ہم آپ کے کلام کی تصدیق نہیں کریں گے، جب تک کہ ہمیں بھی اللہ تعالیٰ کی اس طرح زیارت حاصل ہو جائے جس طرح کہ آپ کو ہوئی ہے، نتیجہ یہ ہوا کہ تم لوگوں کو آگ نے جھلسا دیا اور تم آپس میں اس منظر کو دیکھ رہے تھے۔

(۵۶) پھر ہم نے تمھیں مارنے کے بعد زندہ کیا تاکہ اس زندہ کرنے پر تم اللہ کا شکرادا کرو۔
(۵۷) اور ہم نے وادی تیہ میں تم پر بادل کو سایہ فگن کیا اور بٹیر تمہارے پاس وادی تیہ میں پہنچائے اور یہ حلال روزیاں ہم نے تمھیں کھانے کو دیں مگر کل کے لیے اس میں سے جمع کر کے مت رکھو لیکن تم نے ایسا ہی کیا اور ہم نے ان کے ذخیرہ بنانے کی وجہ سے کوئی کمی نہیں مگر خود انھوں نے اپنے آپ کو نقصان پہنچایا۔
(۵۸) اور جس وقت ہم نے کہا کہ اس ''اریحا'' نامی بستی میں داخل ہو اور جہاں سے چاہو کھاؤ تمہارے لیے فراخی اور وسعت ہے اور اس بستی کے دروازہ سے جھکتے ہوئے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہوئے یالا الـہ الا اللّٰـہ کہتے ہوئے داخل ہونا، ہم تمہارے گناہوں کی معافی کے ساتھ، تمہاری نیکیوں میں بھی اضافہ کریں گے۔
(۵۹) چنانچہ ان اصحابِ حطہ نے جو اپنے حق میں ظالم تھے ہمارے حکم کو تبدیل کر ڈالا اور حـطة (یعنی توبہ) کہنے کے بجائے بطور مذاق کے حـنطة سـمـعـانـاً (یعنی سرخ گیہوں کہنا) شروع کر دیا، نتیجہ یہ نکلا کہ ان اصحاب حطہ پر جنھوں نے ہمارے حکم میں تبدیلی کی تھی، ہم نے اس حکم عدولی کی بنا پر ان پر طاعون کی بیماری مسلط کر دی۔

وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ۭ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ۭ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ۭ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِى الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۝ وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ مِنْۢ بَقْلِهَا وَقِثَّاۗىِٕهَا وَفُوْمِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا ۭ قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِىْ هُوَ اَدْنٰى بِالَّذِىْ هُوَ خَيْرٌ ۭ اِهْبِطُوْا مِصْرًا فَاِنَّ لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْ ۭ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَاۗءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۭ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۝

اور جب موسیٰؑ نے اپنی قوم کے لئے (خدا سے) پانی مانگا تو ہم نے کہا کہ اپنی لاٹھی پتھر پر مارو (اُنہوں نے لاٹھی ماری) تو پھر اُس میں سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے اور تمام لوگوں نے اپنا اپنا گھاٹ معلوم کر کے پانی پی لیا (ہم نے حکم دیا کہ) خدا کی (عطا فرمائی ہوئی) روزی کھاؤ اور پیو مگر زمین میں فساد نہ کرتے پھرنا (۶۰) اور جب تم نے کہا کہ موسیٰ! ہم سے ایک (ہی) کھانے پر صبر نہیں ہو سکتا تو اپنے پروردگار سے دُعا کیجئے کہ ترکاری اور ککڑی اور گیہوں اور مسُور اور پیاز (وغیرہ) جو نباتات زمین سے اُگتی ہیں ہمارے لئے پیدا کر دے۔ اُنہوں نے کہا کہ بھلا عُمدہ چیزیں چھوڑ کر اُن کے بدلے ناقص چیزیں کیوں چاہتے ہو (اگر یہی چیزیں مطلوب ہیں) تو کسی شہر میں جا اُترو وہاں جو مانگتے ہو مل جائے گا اور (آخر کار) ذلّت (ورسوائی) اور محتاجی (وبے نوائی) اُن سے چمٹا دی گئی اور وہ خدا کے غضب میں گرفتار ہو گئے۔ یہ اس لئے کہ وہ خدا کی آیتوں سے انکار کرتے تھے اور (اُسکے) نبیوں کو ناحق قتل کر دیتے تھے (یعنی) یہ اس لئے کہ نافرمانی کئے جاتے اور حد سے بڑھے جاتے تھے (۶۱)

تفسیر سورة بقرة آيات (۶۰) تا (۶۱)

(۶۰) وادی تیہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پانی کی دعا کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس پتھر پر جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھا عصا مارنے کا حکم دیا یہ پتھر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیا تھا اس پر بارہ نشان تھے ہر ایک نشان سے

جس وقت اس پر اپنا عصا مارتے تھے ایک نہر جاری ہو جاتی تھی، چنانچہ بارہ نہریں جاری ہو گئیں اور ہر ایک قبیلے نے اپنی نہر کو پہچان لیا۔ اللّٰہ تعالیٰ نے ان سے کہا ترنجبین اور بٹیر کھاؤ اور ان تمام نہروں سے پانی پیو اور زمین میں فساد نہ کرو اور موسیٰ علیہ السلام کی نافرمانی نہ کرو۔

(۶۱) اور تم نے پھر کہا کہ صرف اس ایک قسم کے کھانے یعنی ترنجبین اور بٹیر پر ہم نہیں رہ سکتے، اللہ تعالیٰ سے زمین کی پیداوار مانگنے لگے تاکہ ساگ، لہسن، پیاز، ککڑی وغیرہ پیدا ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا لہسن اور پیاز جیسی ادنیٰ چیز کو "منّ و سلویٰ" کے مقابلے میں جو افضل اور اعلیٰ ہے تبدیل کرتے ہو یعنی ادنیٰ درجے کی چیز کو مانگتے ہو اور اعلیٰ درجے کی چیز کو چھوڑتے ہو، جس شہر سے آئے ہو وہاں چلے جاؤ یا اور کسی شہر میں۔ وہاں جو تم لوگوں نے درخواست کی ہے وہی ملے گا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے بعد ان پر جزیہ کی ذلت اتاری گئی اور وہ فقر و افلاس کی مصیبت میں پڑ گئے اور اللّٰہ تعالیٰ کی جانب سے لعنت و ذلت اور مسکنت کی سزا کے مستحق ہو گئے کیوں کہ وہ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کا انکار اور انبیا کرام کو ناجائز قتل کرتے تھے اور یوم السبت کے بارے میں حق سے تجاوز کرتے اور انبیا کرام کے قتل کرنے اور گناہوں کو حلال سمجھنے کی وجہ سے یہ غضب ان پر نازل ہوا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالنَّصٰرٰى وَالصّٰبِـِٕيْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۶۲﴾ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ؕ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۶۳﴾ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ ۚ فَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَكُنْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۶۴﴾ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِى السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِـِٕيْنَ ﴿۶۵﴾ فَجَعَلْنٰهَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۶۶﴾

جو لوگ مسلمان ہیں یا یہودی یا عیسائی یا ستارہ پرست (یعنی کوئی شخص کسی قوم و مذہب کا ہو) جو خدا اور روز قیامت پر ایمان لائے گا اور عمل نیک کرے گا تو ایسے لوگوں کو اُن (کے اعمال) کا صلہ خدا کے ہاں ملے گا اور (قیامت کے دن) اُنکو نہ کسی طرح کا خوف ہوگا اور نہ وہ غمناک ہونگے (۶۲) اور جب ہم نے تم سے عہد (کر) لیا اور کوہ طور کو تم پر اُٹھا کھڑا کیا (اور حکم دیا) کہ جو کتاب ہم نے تم کو دی ہے اُس کو زور سے پکڑے رہو اور جو اس میں (لکھا) ہے اُسے یاد رکھو تاکہ (عذاب سے) محفوظ رہو (۶۳) تو تم اس کے بعد (عہد سے) پھر گئے اور اگر تم پر خدا کا فضل اور اُس کی مہربانی نہ ہوتی تو تم خسارے میں پڑ گئے ہوتے (۶۴) اور تم اُن لوگوں کو خوب جانتے ہو جو تم میں سے ہفتے کے دن (مچھلی کا شکار کرنے) میں حد سے تجاوز کر گئے تھے تو ہم نے اُن سے کہا کہ ذلیل و خوار بندر ہو جاؤ (۶۵) اور اس قصے کو اُس وقت کے لوگوں کے لئے اور جو اُن کے بعد آنے والے تھے عبرت اور پرہیز گاروں کے لیے نصیحت بنا دیا (۶۶)

تفسیر سورة بقرة آیات (۶۲) تا (۶۶)

(۶۲) ان یہودیوں میں سے جو لوگ اسلام لائے ہوئے ہیں اب اللّٰہ تعالیٰ ان کا ذکر فرماتے ہیں کہ جو حضرات حضرت موسیٰ علیہ السلام اور تمام انبیا کرام پر ایمان لائے ہیں، ان کو جنت میں ان کے رب کی جانب سے ثواب ملے گا اور

ہمیشہ کے لیے انھیں کسی قسم کا خوف اور کوئی غم نہیں ہوگا۔ ایک تفسیر یہ بھی کی گئی ہے کہ آئندہ پیش آنے والے عذاب سے ان کو کوئی خوف اور سابقہ اعمال پر انھیں کوئی غم نہ ہوگا اور یہ تفسیر بھی کی گئی ہے کہ جس وقت موت کو ذبح کیا جائے گا اور جب دوزخ کو بھرا جائے گا ان کو کوئی خوف اور غم نہ ہوگا۔ اب اللّٰہ تعالیٰ ان لوگوں کا تذکرہ فرماتے ہیں، جو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور تمام انبیا کرام پر ایمان نہیں لائے کہ جو لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دین کو چھوڑ کر یہودی بن گئے اور جو عیسائی ہوئے اور اسی طرح جو صابی ہو گئے یہ بھی نصاریٰ کی ایک جماعت ہے جو اپنے سروں کے درمیان حلقہ کراتے ہیں اور ''زبور'' پڑھتے ہیں اور فرشتوں کی عبادت کرتے ہیں اس کے بعد اس بات کے دعویدار بنتے ہیں کہ ہمارے دل اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو گئے ہیں لیکن جو شخص ان میں سے ایمان لایا اور سب اعمال کیے جو کہ اللّٰہ تعالیٰ اور اس کے درمیان ہیں تو اس کا بدلہ ضائع نہیں ہوگا۔

شان نزول: اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا (الخ)

ابن ابی حاتمؒ اور عوفیؒ نے اپنی سند میں ابن ابی نجیحؒ کے حوالہ سے مجاہدؒ سے روایت کیا ہے، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللّٰہ ﷺ سے ان حضرات کے دین کے حوالہ پوچھا جن کے دین پر میں خود تھا، چنانچہ میں نے آپ سے ان کی نماز اور عبادت کا ذکر کیا اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔ اور واحدیؒ نے عبداللّٰہ بن کثیرؒ کے ذریعہ سے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت سلمانؓ نے رسول اللّٰہ ﷺ سے اپنے دوستوں کا ذکر کیا تو رسول اللّٰہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ سب جہنم میں ہیں۔ حضرت سلمانؓ فرماتے ہیں کہ یہ فرمان سنتے ہی زمین میرے لیے تاریک ہوگئی۔ تب یہ آیت کریمہ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا نازل ہوئی۔ فرماتے ہیں کہ اس آیت کے نزول سے میرے اوپر سے ایک پہاڑ ہٹ گیا اور ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے سدیؒ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت مبارکہ حضرت سلمان فارسیؓ کے ساتھیوں کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۶۳) اب اللہ تعالیٰ لوگوں سے عہد لینے کا ذکر فرماتے ہیں کہ جب ہم نے تم سے وعدہ لیا اور عہد و میثاق لینے کے لیے تمہارے سروں پر ''کوہ طور'' کو بلند کیا تاکہ جو ہم نے کتاب کے ذریعے تم پر احکام نازل کیے ہیں ان پر پوری کوششیں اور ہمیشگی کے ساتھ عمل پیرا رہو اور جو اس میں ثواب و عتاب کا ذکر ہے اس کو یاد کرتے رہو اور حلال و حرام کو اچھی طرح محفوظ کرلو تاکہ اللّٰہ تعالیٰ کے عذاب اور ناراضگی سے بچو اور اللّٰہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری کرتے رہو۔

(۶۴) مگر تم نے اس عہد و پیمان کی ممانعت کی اگر اللّٰہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب کے اترنے میں دیر نہ ہوتی اور حضور ﷺ کو تمہاری طرف نہ بھیجا جاتا تو تم اللّٰہ کے عذاب اور عقوبت کی وجہ سے بہت ہی گھاٹے میں ہوتے۔

(۶۵) اور تمہیں اچھی طرح پتہ ہے اور تم نے ان لوگوں کا انجام بھی سنا ہے جنھوں نے حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانے میں عہد و پیمان کے بعد بھی ہفتہ کے دن اللّٰہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔ ہم نے ان لوگوں کو ذلیل و خوار بندر بنا دیا تاکہ یہ بندر بنا دینا پچھلے گناہوں کی سزا ہو۔

(۶۶) اور بعد میں آنے والوں کے لیے عبرت کا باعث ہو، تاکہ وہ لوگ ان کے راستے پر نہ چلیں اور حضور اکرم ﷺ کی جماعت اور نیک لوگوں کے لیے نصیحت کا ذریعہ ہو۔

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖٓ
اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً ۭ قَالُوْٓا اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا ۭ قَالَ
اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ۝ قَالُوا ادْعُ لَنَا
رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِىَ ۭ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا
فَارِضٌ وَّلَا بِكْرٌ ۭ عَوَانٌۢ بَيْنَ ذٰلِكَ ۭ فَافْعَلُوْا مَا تُؤْمَرُوْنَ ۝
قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا لَوْنُهَا ۭ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ
اِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَاۗءُ ۙ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا تَسُرُّ النّٰظِرِيْنَ ۝
قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِىَ ۙ اِنَّ الْبَقَرَ تَشٰبَهَ عَلَيْنَا ۭ
وَاِنَّآ اِنْ شَاۗءَ اللّٰهُ لَمُهْتَدُوْنَ ۝ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا
ذَلُوْلٌ تُثِيْرُ الْاَرْضَ وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ ۚ مُسَلَّمَةٌ لَّا شِيَةَ فِيْهَا ۭ
قَالُوا الْــٰٔنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ ۭ فَذَبَحُوْهَا وَمَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝

اور جب موسیٰؑ نے اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ خدا تم کو حکم دیتا ہے کہ ایک بیل ذبح کرو۔ وہ بولے کیا تم ہم سے ہنسی کرتے ہو؟ (موسیٰ علیہ السلام نے) کہا کہ میں خُدا کی پناہ مانگتا ہوں کہ نادان بنوں (۶۷) اُنہوں نے کہا اپنے پروردگار سے اِلتجا کیجئے کہ وہ ہمیں بتائے کہ وہ بَیل کس طرح کا ہو۔ (موسیٰ نے) کہا پروردگار فرماتا ہے کہ وہ بَیل نہ تو بوڑھا ہو اور نہ بچھڑا بلکہ اُنکے درمیان (یعنی جوان) ہو۔ سو جیسا تم کو حکم دیا گیا ہے ویسا کرو (۶۸) اُنہوں نے کہا اپنے پروردگار سے درخواست کیجئے کہ ہم کو یہ بھی بتادے کہ اُس کا رنگ کیسا ہو۔ موسیٰؑ نے کہا کہ پروردگار فرماتا ہے کہ اس کا رنگ گہرا زرد ہو کہ دیکھنے والوں (کے دل) کو خوش کر دیتا ہو (۶۹) اُنہوں نے کہا (اب کے) پروردگار سے پھر درخواست کیجئے کہ ہم کو بتادے کہ وہ اور کس کس طرح کا ہو کیونکہ بہت سے بَیل ہمیں ایک دوسرے کے مشابہ معلوم ہوتے ہیں (پھر) خدا نے چاہا تو ہمیں ٹھیک بات معلوم ہو جائے گی (۷۰) موسیٰؑ نے کہا کہ خدا فرماتا ہے کہ وہ بَیل کام میں لگا ہوا نہ ہو۔ نہ تو زمین جوتتا ہو اور نہ کھیتی کو پانی دیتا ہو۔ اس میں کسی طرح کا داغ نہ ہو۔ کہنے لگے اب تم نے سب باتیں درست بتادیں غرض (بڑی مشکل سے) اُنہوں نے اس بَیل کو ذبح کیا اور وہ ایسا کرنے والے تھے نہیں (۷۱)

تفسیر سورۃ بقرۃ آیات (۶۷) تا (۷۱)

(۶۷-۷۱) اب گائے کے ذبح کرنے کا قصہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا گائیوں میں سے کوئی بھی گائے ذبح کر دو، تو ان کی قوم نے کہا، اے موسیٰ کیا آپ ہم سے مذاق کر رہے ہیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ کیا میں ایمان والوں کے ساتھ مذاق کروں گا؟ اس بات سے اللّٰہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں، جب ان کی قوم پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سچائی ظاہر ہوئی تو کہنے لگے کہ ہمارے لیے اپنے پروردگار سے یہ بات پتہ کرواور بتاؤ کہ وہ گائے چھوٹی ہے یا بڑی، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا اللّٰہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ گائے نہ بڑی ہے اور نہ چھوٹی بلکہ ان دونوں کے درمیان میں ہے۔ اب دوبارہ تفتیش نہ کرو، پھر کہنے لگے کہ اپنے پروردگار سے ہمیں اس کے رنگ کے متعلق بھی پوچھ کر بتائیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ وہ سخت گوشت اور سخت سینگوں والی کالے رنگ کی ہے اس کی رنگت بالکل صاف ہے کہ دیکھنے والے کو اچھی معلوم ہوتی ہے، پھر کہنے لگے کہ اپنے رب سے یہ بھی پوچھ کر بتاؤ کہ وہ کھیتی باڑی کے کام کی ہے یا نہیں کیوں کہ اس کی تحقیق مشکل ہوگئی ہے ان شاء اللہ اس کا صحیح وصف معلوم ہو جائے گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا اللّٰہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ گائے نہ زمین جوتنے اور نہ زمین کی سیرابی کے کام کے لیے استعمال میں آئی ہو، ہر

عیب سے پاک ہو نہ اس کے رنگ میں دھبے ہوں اور نہ سفیدی، کہنے لگے اب پورے طور پر اس کا صحیح نقشہ ہمارے سامنے آ گیا ہے۔ چنانچہ انھوں نے اس کو تلاش کرنا شروع کر دیا اور اس کی کھال میں سونا بھر کر اس کی قیمت ادا کی۔ مگر اول میں اس کو ذبح کرنا نہیں چاہتے تھے۔ یہ تفسیر بھی کی گئی ہے کہ اس کی قیمت کے زیادہ ہونے کی وجہ سے متذبذب کے شکار تھے۔

وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِیْهَا ؕ وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ۚ﴿۷۲﴾ فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا ؕ كَذٰلِكَ یُحْیِ اللّٰهُ الْمَوْتٰی ۙ وَیُرِیْكُمْ اٰیٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۷۳﴾ ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِیَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ؕ وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا یَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ ؕ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا یَشَّقَّقُ فَیَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ ؕ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا یَهْبِطُ مِنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۷۴﴾ اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ یُّؤْمِنُوْا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ یَسْمَعُوْنَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ یُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَاِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْۤا اٰمَنَّا ۚۖ وَاِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ اِلٰی بَعْضٍ قَالُوْۤا اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَیْكُمْ لِیُحَآجُّوْكُمْ بِهٖ عِنْدَ رَبِّكُمْ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۷۶﴾

اور جب تم نے ایک شخص کو قتل کیا تو اس میں باہم جھگڑنے لگے۔ لیکن جو بات تم چھپا رہے تھے خدا اُسکو ظاہر کرنے والا تھا (۷۲) تو ہم نے کہا کہ اس بَیل کا کوئی سا ٹکڑا مقتول کو مارو۔ اس طرح خدا مُردوں کو زندہ کرتا ہے اور تم کو اپنی (قدرت کی) نشانیاں دکھاتا ہے تا کہ تم سمجھو (۷۳) پھر اسکے بعد تمہارے دل سخت ہو گئے گویا وہ پتھر ہیں یا اُن سے بھی زیادہ سخت۔ اور پتھر تو بعضے ایسے ہوتے ہیں کہ اُن میں سے چشمے پھوٹ نکلتے ہیں اور بعضے ایسے ہوتے ہیں کہ پھٹ جاتے ہیں اور اُن میں سے پانی نکلنے لگتا ہے اور بعضے ایسے ہوتے ہیں کہ خدا کے خوف سے گر پڑتے ہیں۔ اور خدا تمہارے عملوں سے بے خبر نہیں (۷۴) (مومنو) کیا تم اُمید رکھتے ہو کہ یہ لوگ تمہارے (دین کے) قائل ہو جائیں گے (حالانکہ) اُن میں سے کچھ لوگ کلامِ خدا (یعنی تورات) کو سُنتے پھر اس کو جان بُوجھ کر بدل دیتے رہے ہیں (۷۵) اور یہ لوگ جب مومنوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے ہیں۔ اور جس وقت آپس میں ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں جو بات خدا نے تم پر ظاہر فرمائی ہے وہ تم ان کو اس لئے بتائے دیتے ہو کہ (قیامت کے دن) اسی کے حوالے سے تمہارے پروردگار کے سامنے تم کو الزام دیں۔ کیا تم سمجھتے نہیں؟ (۷۶)

تفسیر سورة بقرة آیات (۷۲) تا (۷۶)

(۷۲) اب اللّٰہ تعالیٰ مقتول کا قصہ بیان فرماتے ہیں کہ جب تم لوگوں نے ''عامیل'' نامی آدمی کو قتل کیا پھر اس کے قتل کے حوالے سے تم میں اختلاف پڑ گیا اور اس کے قتل سے متعلق جس چیز کو تم خفیہ رکھ رہے تھے اللّٰہ تعالیٰ اس کو ظاہر کرنے والے تھے۔ چنانچہ ہم نے حکم دیا کہ اس قتل شدہ شخص کے جسم کے ساتھ گائے کا کوئی عضو لگاؤ، وہ زندہ ہو کر قاتل کا نام بتادے گا اور حکم یہ تھا کہ اس کی پونچھ یا زبان کا عضو لگاؤ جیسا کہ اللّٰہ تعالیٰ نے ''عامیل'' کو زندہ کیا اسی طرح مرنے کے بعد وہ مردہ لوگوں کو زندہ کرے گا اور تمہیں وہ زندہ کرنا دکھا رہا ہے، تا کہ تم مرنے کے بعد اٹھنے پر ایمان لاؤ۔

(۷۴) لیکن "عامیل" کے زندہ ہونے اور اس کے قاتل کے معلوم ہونے کے بعد تمہارے دل پتھر سے بھی زیادہ سخت ہو گئے، اب اللّٰہ تعالیٰ پتھروں کے فوائد، منافع اور سختی کا ذکر کر کے ان کے دلوں کو اس سے بھی زیادہ سخت قرار دیتے ہیں کہ بعض پتھروں سے نہریں جاری ہو جاتی ہیں اور بعض پتھر پھٹ جاتے ہیں اور ان میں سے پانی بہنا شروع ہو جاتا ہے اور بعض اللّٰہ تعالیٰ کے خوف سے پہاڑ کی بلندی سے نیچے آ پڑتے ہیں اور تمہارے دل ایسے سخت ہیں کہ اللّٰہ تعالیٰ کے ڈر سے ان میں ذرا بھر بھی حرکت نہیں ہوتی اور یہ تفسیر بھی کی گئی ہے کہ ان معاصی پر جن کو تم چھپاتے ہو اللہ تعالیٰ سزا کو چھوڑنے والا نہیں ہے۔

(۷۵) اے نبی ﷺ کیا آپ اس بات کی امید لگا کر بیٹھے ہیں کہ یہ یہودی آپ ﷺ پر ایمان لے آئیں گے، ان کی تو حالت یہ ہے کہ ستر آدمیوں کی جماعت جو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھی اور وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کلام الٰہی پڑھنے کو سن بھی رہے تھے مگر اس کے جاننے اور سمجھنے کے بعد یہ سمجھتے ہوئے کہ ہم اللّٰہ تعالیٰ کے کلام کو بدل رہے ہیں اس کے باوجود اس کلام میں تبدیلی اور تحریف کر ڈالی۔

(۷۶) اب یہود میں سے جو لوگ منافقین ہیں یا نچلے طبقہ کے لوگ ہیں۔ اللّٰہ تعالیٰ ان کا ذکر فرماتے ہیں کہ جب یہ لوگ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور جماعت صحابہؓ سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تمہارے نبی پر ایمان لائے اور ان کی جو نشانیاں ہماری کتابوں میں درج ہیں اس کی ہم تصدیق کرتے ہیں اور جب یہ نچلے طبقہ کے لوگ اپنے سرداروں کے پاس جاتے ہیں تو ان کے سردار جب ان سے پوچھتے ہیں کہ کیا تم حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ کرامؓ کے پاس وہ باتیں بیان کرتے ہو جو اللّٰہ تعالیٰ نے تمہاری کتاب میں رسول اللّٰہ ﷺ کے متعلق اور آپ کے اوصاف کے متعلق بیان فرمائی ہیں تاکہ وہ تمہارے پروردگار کے سامنے تم سے جھگڑیں کیا تم سمجھ داری سے بالکل ہی عاری ہو؟۔

(۷۷) اللّٰہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کیا ان سرداروں کو یہ بات سمجھ نہیں آ رہی کہ اللّٰہ تعالیٰ ان تمام باتوں کو جن کو تم خفیہ رکھتے ہو اور ان باتوں کو جن کو تم رسول اللّٰہ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کے سامنے بیان کرتے ہو اچھی طرح جانتا ہے۔

شانِ نزول: وَاِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (الخ)

جریرؒ نے مجاہدؒ سے روایت کی ہے کہ رسول اللّٰہ ﷺ قریظہ کے دن یہودیوں کے قلعوں کے نیچے کھڑے ہوئے اور فرمایا اے بندر اور خنزیروں کے بھائیو! اور اے بتوں کے پجاریو! یہ سن کر وہ آپس میں گفتگو کرنے لگے کہ محمد ﷺ کو ان باتوں کے متعلق کس نے بتایا ہے یہ باتیں تم لوگوں ہی نے بتلائی ہیں، کیا ان باتوں کو آگے بیان کرتے ہو جن کو اللّٰہ تعالیٰ نے تمہاری کتاب میں اتارا ہے؟ تاکہ ان کے لیے تمہارے خلاف ایک دلیل قائم ہو جائے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اور ابن جریر ہی نے حضرت عکرمہؓ کے حوالہ سے حضرت عبد اللّٰہؓ بن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ جب یہ یہودی مومنوں سے ملتے تو کہتے کہ ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ تمہارے نبی اللّٰہ تعالیٰ کے رسول ہیں مگر وہ صرف تمہارے ہی لیے خاص ہیں اور جب تنہائی میں آپس میں ایک دوسرے سے ملاقات کرتے تو کہتے کہ کیا ان

عربوں کے سامنے یہ بات کرتے ہو تم تو اِن رسول اللہ ﷺ کی وجہ سے اپنی فوقیت ظاہر کرتے تھے (کہ وہ نبی ہم ہی میں سے ہیں) اور یہ نبی آخرالزماں ان ہی لوگوں میں سے ہو گئے، تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اور سدیؒ سے روایت کیا گیا ہے کہ یہ آیت کریمہ یہودیوں کی ایک خاص جماعت کے متعلق اتری ہے جنھوں نے پہلے ایمان قبول کیا تھا پھر بعد میں منافق ہو گئے تھے اور عربوں میں سے مومنین کے پاس آ کر وہ یہ بیان کرتے تھے تو ان کے بعض لوگوں نے کہا کہ کیا اس عذاب کو جا کر بیان کرتے ہو جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے حق میں بیان کیا ہے تا کہ یہ لوگ کہنے لگیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کی نظر میں تم سے زیادہ پیارے اور تم سے زیادہ عزت دار ہیں۔

(لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

أَوَلَا يَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ ﴿٧٧﴾ وَمِنْهُمْ أُمِّيُّونَ لَا يَعْلَمُونَ الْكِتَابَ إِلَّا أَمَانِيَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ ﴿٧٨﴾ فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَٰذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا فَوَيْلٌ لَهُمْ مِمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَهُمْ مِمَّا يَكْسِبُونَ ﴿٧٩﴾ وَقَالُوا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ إِلَّا أَيَّامًا مَعْدُودَةً قُلْ أَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللَّهِ عَهْدًا فَلَنْ يُخْلِفَ اللَّهُ عَهْدَهُ أَمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿٨٠﴾ بَلَىٰ مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَأَحَاطَتْ بِهِ خَطِيئَتُهُ فَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٨١﴾ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٨٢﴾ وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَا تَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا مِنْكُمْ وَأَنْتُمْ مُعْرِضُونَ ﴿٨٣﴾ وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُونَ دِمَاءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُونَ أَنْفُسَكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ أَقْرَرْتُمْ وَأَنْتُمْ تَشْهَدُونَ ﴿٨٤﴾

کیا یہ لوگ یہ نہیں جانتے کہ جو کچھ یہ چھپاتے اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں خدا کو (سب) معلوم ہے (۷۷) اور بعض اُن میں اَن پڑھ ہیں کہ اپنے خیالاتِ باطل کے سوا (خدا کی) کتاب سے واقف ہی نہیں اور وہ صرف ظن سے کام لیتے ہیں (۷۸) تو اُن لوگوں پر افسوس ہے جو اپنے ہاتھ سے تو کتاب لکھتے ہیں اور کہتے یہ ہیں کہ یہ خدا کے پاس سے (آئی) ہے تا کہ اِسکے عوض تھوڑی سی قیمت (یعنی دُنیوی منفعت) حاصل کریں۔ اُن پر افسوس ہے اس لئے کہ (بے اصل باتیں) اپنے ہاتھ سے لکھتے ہیں اور (پھر) اُن پر افسوس ہے اس لئے کہ ایسے کام کرتے ہیں (۷۹) اور کہتے ہیں کہ (دوزخ کی) آگ ہمیں چند روز کے سوا چھو ہی نہیں سکے گی۔ اُن سے پوچھو کیا تم نے خدا سے اقرار لے رکھا ہے کہ خدا اپنے اقرار کے خلاف نہیں کرے گا (نہیں) بلکہ تم خدا کے بارے میں ایسی باتیں کہتے ہو جن کا تمہیں مطلق علم نہیں (۸۰) ہاں جو بُرے کام کرے اور اُس کے گناہ (ہر طرف سے) اُس کو گھیر لیں تو ایسے لوگ دوزخ (میں جانے) والے ہیں (اور) وہ ہمیشہ اس میں (جلتے) رہیں گے (۸۱) اور جو ایمان لائیں اور نیک کام کریں وہ جنت کے مالک ہوں گے (اور) ہمیشہ اُس میں (عیش کرتے) رہیں گے (۸۲) اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں کے ساتھ بھلائی کرتے رہنا اور لوگوں سے اچھی باتیں کہنا اور نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے رہنا تو چند شخصوں کے سوا تم سب (اس عہد سے) منہ پھیر کر پھر بیٹھے (۸۳) اور جب ہم نے تم سے عہد لیا کہ آپس میں کُشت و خون نہ کرنا اور اپنوں کو اُن کے وطن سے نہ نکالنا تو تم نے اقرار کر لیا اور تم (اس بات کے) گواہ ہو (۸۴)

تفسير سورة بقرة آيات (۷۷) تا (۸٤)

(۷۷۔۷۸) اوران یہودیوں میں سے بعض ایسے ہیں کہ جو نہ تورات کو اچھی طرح پڑھ سکتے ہیں اور نہ لکھ سکتے ہیں، وہ بے اصل باتیں بناتے ہیں اور اپنے سرداروں کے سمجھانے پر خیالات کے گھوڑے دوڑاتے ہیں۔

(۷۹) لہٰذا ان کے لیے سخت قسم کا عذاب ہے جو رسول اللہ ﷺ کے اوصاف اور آپ کی صفات کو اپنی کتاب میں بدل دیتے ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ" ویل "دوزخ کے ایک خاص مقام کا نام ہے پھر اس تبدیلی اور تحریف کے بعد کہتے ہیں کہ یہ کتاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تاکہ اس تحریف کے بدلے کھانے پینے کی حقیر سی چیز حاصل کریں اور ان لوگوں کے لیے بہت عذاب ہے جو اپنے ہاتھوں سے اللہ تعالیٰ کی کتاب میں تبدیلی کرتے ہیں اور ان لوگوں کے لیے بھی سخت عذاب ہے جو اسکے ذریعہ حرام اور رشوت کا مال کماتے ہیں۔

شان نزول: فَوَيۡلٌ لِّلَّذِيۡنَ (الخ)

اس آیت کے متعلق نسائیؒ نے حضرت عبداللہؓ ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت شریفہ یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ ابن ابی حاتمؒ نے عکرمہؒ کے ذریعہ سے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت شریفہ یہودی علما کے بارے میں ہے انھوں نے تورات کے اندر رسول اللہ ﷺ کی یہ صفت لکھی ہوئی پائی تھی کہ آپ سرگین آنکھوں والے، درمیانے قد والے اور خوبصورت چہرے والے ہوں گے، آپ ﷺ کے بال نہ بالکل سیدھے ہوں گے اور نہ بالکل ٹیڑھے۔ یہودیوں نے حسد اور بغض اور عداوت میں اس صفت کو مٹا کر وہاں یہ لکھ دیا کہ آپ بڑے قد نیلی آنکھوں اور سیدھے بالوں والے ہوں گے۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۸۰) یہودی یہ بھی کہتے تھے کہ چالیس دن کے برابر ہمیں جہنم کی آگ چھوئے گی جن چالیس دنوں میں اے ہمارے آباؤ اجداد نے بچھڑے کی عبادت کی ہے۔ محمد ﷺ آپ ﷺ فرما دیجیے کہ کیا تم نے اپنے دعوے پر اللہ تعالیٰ سے وعدہ لے لیا ہے اگر اللہ تعالیٰ سے وعدہ لے لیا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرے گا یا اپنی کتاب میں سے خود ویسے ہی بیان کرتے ہو۔

شان نزول: لَنۡ تَمَسَّنَا النَّارُ (الخ)

اس آیت کے بارے میں طبرانیؒ نے کبیر میں اور ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے ابن اسحاقؒ، محمد بن ابی بکرؒ، عکرمہؒ، سعید بن جبیرؓ کے حوالے سے حضرت عبداللہؓ ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف لائے۔ اور یہودی یہ کہتے تھے کہ دنیا کی مدت سات ہزار سال کی ہے اور لوگوں کو پورے زمانہ تک عذاب

دیا جائے گا اور دنیا کا ایک ہزار سال آخرت میں دوزخ کے دنوں میں سے ایک دن ہے تو یہ سات دن ہو گئے، اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے آخر تک یہ آیت کریمہ اتاری اور ابن جریرؒ نے ضحاکؒ کے حوالہ سے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ یہود کہتے تھے کہ ہم دوزخ میں نہیں جائیں گے مگر قسم کے حلال ہونے کے لیے صرف ان دنوں میں جن میں ہم نے بچھڑے کی پوجا کی ہے اور وہ چالیس راتیں ہیں جس وقت وہ ختم ہو جائیں گی تو ہم سے عذاب ہٹا لیا جائے گا۔

(۸۱) ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا جو بھی اللّٰہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائے یا اس کے شرک نے اسے ہلاک کر ڈالا ہو اور وہ اسی حالت پر مرا ہے تو ایسے لوگ جہنم میں ہمیشہ کے لیے رہیں گے وہاں ان کو موت بھی نہیں آئے گی اور نہ وہ اس سے کبھی باہر نکالے جائیں گے۔

(۸۲) اب اس کے بعد اللّٰہ تعالیٰ اہل ایمان کا ذکر فرماتے ہیں کہ جو لوگ حضور اکرم ﷺ اور قرآن حکیم پر ایمان لائے اللّٰہ تعالیٰ کی فرمانبرداری بجالائے ایسے لوگ جنت میں ہمیشہ رہیں گے نہ وہاں ان کو موت آئے گی اور نہ ہی وہ وہاں سے باہر نکالے جائیں گے۔

(۸۳) اب دوبارہ بنی اسرائیل سے عہد و پیمان لینے کا اللّٰہ تعالیٰ ذکر فرماتے ہیں کہ جب یہ وعدہ کر لیا کہ اللّٰہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی وحدانیت نہیں بیان کرو گے اور نہ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراؤ گے اور والدین کے ساتھ نیکی اور رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی اور یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ حسن سلوک کرو گے اور لوگوں سے رسول اکرم ﷺ کی شان میں حق اور صحیح بات کہو گے اور پانچ وقت کی نمازوں کو ادا کرو گے اور اپنے اموال کی زکوٰۃ ادا کیا کرو گے مگر پھر تم اس بات سے پھر گئے (مگر کچھ تمہارے آباؤ اجداد یا حضرت عبداللّٰہ بن سلام اور ان کے دوست اور اس عہد و پیمان کو چھوڑ کر اس کو جھٹلانا شروع کر دیا)

(۸۴) اور جس وقت کتاب میں ہم نے تم لوگوں سے یہ وعدہ لیا کہ ایک دوسرے کو قتل نہیں کرو گے اور کسی کو اس کے گھر سے نہیں نکالو گے (یعنی بنی قریظہ اور بنو نظیر دونوں سے عہد لیا) اور تم نے اس عہد کو قبول کر لیا اور تم اسے اچھی طرح مانتے تھے۔



ثُمَّ اَنْتُمْ هٰۤؤُلَاۤءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ؕ وَاِنْ يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى تُفٰدُوْهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ اِخْرَاجُهُمْ ؕ اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ۚ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْىٌ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۸۵﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ؗ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۸۶﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَقَفَّيْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ ؗ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ؕ اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ ۚ فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ ؗ وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ ﴿۸۷﴾ وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيْلًا مَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۸۸﴾

پھر تم وہی ہو کہ اپنوں کو قتل بھی کر دیتے ہو اور اپنے میں سے بعض لوگوں پر گناہ اور ظلم سے چڑھائی کر کے اُنہیں وطن سے نکال بھی دیتے ہو اور اگر وہ تمہارے پاس قید ہو کر آئیں تو بدلہ دے کر اُن کو چھڑا بھی لیتے ہو حالانکہ اُن کا نکال دینا ہی تم کو حرام تھا (یہ) کیا (بات ہے کہ) تم کتابِ (خدا) کے بعض احکام کو تو مانتے ہو اور بعض سے انکار کئے دیتے ہو۔ تو جو تم میں سے ایسی حرکت کریں اُنکی سزا اسکے سوا اور کیا ہو سکتی ہے کہ دنیا کی زندگی میں تو رُسوائی ہو اور قیامت کے دن سخت سے سخت عذاب میں ڈال دیئے جائیں اور جو کام تم کرتے ہو خدا اُن سے غافل نہیں (۸۵) یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے آخرت کے بدلے دُنیا کی زندگی خریدی۔ سو نہ تو اُن سے عذاب ہی ہلکا کیا جائے گا اور نہ اُن کو (اور طرح کی) مدد ملے گی (۸۶) اور ہم نے موسیٰؑ کو کتاب عنایت کی اور اُن کے پیچھے یکے بعد دیگرے پیغمبر بھیجتے رہے اور عیسیٰ بن مریم کو کھلے نشانات بخشے اور روح القدس (یعنی جبرئیلؑ) سے اُن کو مدد دی۔ تو جب کوئی پیغمبر تمہارے پاس ایسی باتیں لے کر آئے جن کو تمہارا جی نہیں چاہتا تھا تو تم سرکش ہو جاتے رہے اور ایک گروہ (انبیاء) کو تو جھٹلاتے رہے اور ایک گروہ کو قتل کرتے رہے (۸۷) اور کہتے ہیں ہمارے دل پردے میں ہیں (نہیں) بلکہ خدا نے اُن کے کفر کے سبب اُن پر لعنت کر رکھی ہے۔ پس یہ تھوڑے ہی پر ایمان لاتے ہیں (۸۸)

تفسیر سورة بقرة آيات (۸۵) تا (۸۸)

(۸۵) مگر اے قبول کرنے والو! اس کے بعد پھر تم لوگوں نے ایک دوسرے کو قتل کیا اور ایک دوسرے کو گھروں سے نکالا، ایک دوسرے کی ظلم و زیادتی کرنے پر مدد کرتے ہو اور جس وقت تمہارا ہم مذہب تمہارے پاس قید ہو کر آتا ہے تو دشمن کو فدیہ دے کر چھڑا لیتے ہو، حالاں کہ ان کو نکالنا اور قتل کرنا دونوں چیزیں تم پر حرام کردی گئی تھیں تو کیا تم کتاب کے بعض احکام پر ایمان لاتے ہو کہ اپنے قیدیوں کا اپنے دشمنوں کو فدیہ دے کر چھڑا لیتے ہو اور اپنے ساتھیوں کے قیدیوں کو چھوڑ دیتے ہو، اس کا فدیہ نہیں ادا کرتے۔ اور ایک تفسیر یہ بھی کی گئی ہے کہ کتابی احکام میں سے جن احکام کو تمہارا نفس چاہے ہیں ان کو کرتے ہو اور جو تمہاری خواہش کے مطابق نہیں ہوتے ان کو چھوڑ دیتے ہو۔ ایسے آدمی کی سزا یہی ہے کہ اسے دنیا میں قتل اور قید کیا جائے اور آخرت میں دردناک عذاب دیا جائے۔ اور اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں اور تمہاری خفیہ باتوں پر عذاب دینے کو ترک کرنے والے نہیں ہیں۔

(۸۶) ایسے لوگ جنھوں نے دنیا کو آخرت کے مقابلہ پر اور کفر کو ایمان کے بدلے اختیار کرلیا ہے، ان سے عذاب میں کسی قسم کی کوئی تخفیف نہیں کی جائے گی اور نہ ان سے عذاب کو بالکل ختم کیا جائے گا۔

(۸۷) اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو توریت دی اور ان کے بعد مسلسل رسولوں کو بھیجا اور عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کو امر و نہی عجائب و علامات عطا کیے اور جبریل امینؑ کے ذریعے سے ان کو طاقت دی۔ اے یہودیوں کی جماعت! کیوں تمہارے دل اور تمہارا دین موافقت نہیں کرتا اور تم رسول پر ایمان لانے سے اعراض کرتے ہو ایک جماعت نے رسول اکرم ﷺ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جھٹلا دیا اور تم ہی میں سے بعض لوگوں نے حضرت یحییٰ علیہ السلام اور حضرت زکریا علیہ السلام کو قتل کیا۔

(۸۸) اور اے محمد ﷺ! یہ جماعت یہود آپ ﷺ کے علم اور فرمان کے متعلق یہ کہتی ہے کہ ہمارے دل ہر ایک علم کے نئے برتن ہیں اور ہمارے دل آپ ﷺ کے علم اور فرمان کو محفوظ نہیں کر سکتے، ان کے کفر کی سزا میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے دلوں پر مہر کر دی ہے، ان میں سے بہت کم لوگ ایمان لاتے ہیں۔ ایک تفسیر یہ کی گئی ہے کہ نہ تھوڑی چیز پر ایمان لاتے ہیں اور نہ زیادہ پر۔

وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ ۙ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ۚ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۹﴾ بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ اَنْ يَّكْفُرُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بَغْيًا اَنْ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۚ فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ ۗ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۹۰﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَيَكْفُرُوْنَ بِمَا وَرَآءَهٗ ۗ وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ ۗ قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ اَنْۢبِيَآءَ اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۹۱﴾ وَلَقَدْ جَآءَكُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۹۲﴾

اور جب خدا کے ہاں سے اُن کے پاس کتاب آئی جو اُن کی (آسمانی) کتاب کی بھی تصدیق کرتی ہے اور وہ پہلے (ہمیشہ) کافروں پر فتح مانگا کرتے تھے تو جس چیز کو وہ خوب پہچانتے تھے جب اُن کے پاس آپہنچی تو اُس سے کافر ہو گئے پس کافروں پر خدا کی لعنت (۸۹) جس چیز کے بدلے اُنہوں نے اپنے تئیں بیچ ڈالا وہ بہت بُری ہے یعنی اس جلن سے کہ خدا اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنی مہربانی سے نازل فرماتا ہے خدا کی نازل کی ہوئی کتاب سے کفر کرنے لگے تو وہ (اُسکے) غضب بالائے غضب میں مبتلا ہو گئے اور کافروں کے لیئے ذلیل کرنے والا عذاب ہے (۹۰) اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ جو (کتاب) خدا نے (اب) نازل فرمائی ہے اُس کو مانو تو کہتے ہیں کہ جو کتاب ہم پر (پہلے) نازل ہو چکی ہے ہم تو اُسی کو مانتے ہیں (یعنی) یہ اس کے سوا اور (کتاب) کو نہیں مانتے حالانکہ وہ (سراسر) سچی ہے اور جو اُنکی (آسمانی) کتاب ہے اُس کی بھی تصدیق کرتی ہے (اُن سے) کہہ دو کہ اگر تم صاحبِ ایمان ہوتے تو خدا کے پیغمبروں کو پہلے ہی کیوں قتل کیا کرتے (۹۱) اور موسیٰؑ تمہارے پاس کھلے ہوئے معجزات لیکر آئے تو تم اُن کے (کوہ طور جانے کے) بعد بچھڑے کو معبود بنا بیٹھے اور تم (اپنے ہی حق میں) ظلم کرتے تھے (۹۲)

تفسیر سورۃ بقرۃ آیات (۸۹) تا (۹۲)

(۸۹) جب ان لوگوں کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے کتاب آئی ہے جو اس کتاب کے جو کہ ان کے پاس ہے توحید اور رسول اکرم ﷺ کے اوصاف اور آپ ﷺ کی صفت اور بعض شرعی امور میں موافقت کرتی ہے تو اس کا انکار

کرتے ہیں حالاں کہ رسول اکرم ﷺ کی بعثت اور قرآن حکیم کے نازل ہونے سے پہلے رسول اللہ ﷺ اور قرآن کریم کے ذریعے اپنے دشمن قبیلوں اسد، غطفان ومزنیہ وجہینہ کے خلاف مدد طلب کیا کرتے تھے اور جس وقت رسول اکرم ﷺ آئے اور یہ لوگ آپ کی صفت واوصاف سے بخوبی واقف تھے تو انہوں نے آپ کو ماننے سے انکار کر دیا ان یہودیوں پر اللہ تعالیٰ کا غصہ اور ناراضگی ہے۔

شانِ نزول: وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ (الخ)

اس آیت کے متعلق امام حاکمؒ نے مستدرک میں اور بیہقیؒ نے دلائل میں ضعیف سند کے ساتھ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ خیبر کے یہود قبیلہ غطفان کے ساتھ لڑتے رہتے تھے، چنانچہ جس وقت بھی دونوں قبیلوں کی لڑائی ہوتی تو یہودی شکست کھا جاتے، بالآخر یہودیوں نے اس دعا کے ساتھ غطفان سے پناہ چاہی کہ الٰہ العالمین ہم تجھ سے نبی امی جناب محمد ﷺ کے وسیلہ سے دعا کرتے ہیں، جن کے بارے میں آپ نے ہم سے وعدہ کر رکھا ہے کہ وہ آخر زمانہ میں تشریف لائیں گے کہ ہمیں قبیلہ غطفان پر غلبہ دے۔ چنانچہ جب یہودی غطفان کے ساتھ لڑتے اور یہ دعا مانگتے تو غطفان شکست کھا جاتے۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کو بھیجا تو انھوں نے آپ کو ماننے سے انکار کر دیا اس پر اللہ تعالیٰ نے اس آیت شریفہ کو نازل کیا کہ اے محمد ﷺ آپ کے مبعوث ہونے سے پہلے یہ لوگ آپ کے وسیلہ سے کافروں پر نصرت طلب کیا کرتے تھے۔ اور ابن ابی حاتمؒ نے سعیدؒ یا عکرمہؒ کے حوالہ سے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے یہ روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے مبعوث ہونے سے پہلے یہود قبیلہ اوس اور خزرج کے خلاف رسول اللہ ﷺ کے وسیلہ سے نصرت طلب کیا کرتے تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے عرب میں سے آپ کو مبعوث فرما دیا تو انھوں نے آپ کو ماننے سے انکار کر دیا اور جو اس سے قبل کہتے تھے اس کا انکار کرنے لگے، تو ان سے حضرت معاذ بن جبلؓ اور بشر بن براءؓ اور داؤد بن سلمہؓ نے کہا، اے یہود! اللہ تعالیٰ کا خوف کھاؤ اور اسلام لے آؤ تم اس سے قبل ہمارے خلاف رسول اللہ ﷺ کے وسیلہ سے نصرت اور مدد طلب کیا کرتے تھے اور ہم تو مشرک تھے تم نے ہی ہمیں یہ بتایا تھا کہ آپ مبعوث ہونے والے ہیں اور آپ کے اوصاف وصفت سے ہمیں آگاہ کیا تھا۔ بنی نضیر میں سے سلام بن شکم کہنے لگے کہ ہمارے پاس کوئی ایسی چیز نہیں آئی تھی جس کے ذریعے سے ہم حضور اکرم ﷺ کو پہچانتے اور نہ ہم تم سے تمہارے حضور ﷺ کے بارے میں کچھ بیان کرتے تھے تب یہ آیت شریفہ نازل ہوئی۔

(لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۹۰) جس چیز کے بدلہ میں ان لوگوں نے اپنی جانوں کو فروخت کر دیا ہے کہ حسد کی وجہ سے کتاب اور رسول اللہ کا انکار کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے حضرت جبریل امین علیہ السلام کے واسطے سے نبوت اور کتاب حضور اکرم ﷺ پر اتار دی ہے یہ لوگ لعنت پہ لعنت کے حق دار ہیں اور ان کے لیے بہت ہی کڑا قسم کا عذاب ہے۔

(۹۱) اور جب ان یہودیوں سے قرآن حکیم پر ایمان لانے کے متعلق کہا جاتا ہے تو یہ کہتے ہیں کہ ہم توریت پر

ایمان لائیں گے اور توریت کے علاوہ اور سب کتابوں کا انکار کریں گے۔ حالاں کہ قرآن کریم بھی سچ ہے اور توحید خالص کے متعلق جو کچھ ان کی کتاب (توریت) میں ہے قرآن کے مطابق ہے۔ کہتے ہیں کہ اے محمد ﷺ! ہمارے باپ دادا مومن تھے، اے محمد ﷺ! آپ جواباً فرما دیجیے کہ اگر تم اپنی بات میں سچے ہو تو اس سے پہلے دیگر نبیوں کو کیوں تم قتل کرتے رہے ہو؟

(۹۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام امر و نہی اور دلائل کے ساتھ آئے مگر تم لوگوں نے ان کے ''کوہ طور'' پر جانے کے بعد بچھڑے کی پوجا شروع کر دی اور تم بالیقین کافر تھے۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ۭ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاسْمَعُوْا ۭ قَالُوْا سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا ۤ وَاُشْرِبُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ ۭ قُلْ بِئْسَمَا يَاْمُرُكُمْ بِهٖٓ اِيْمَانُكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۹۳﴾ قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۹۴﴾ وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًاۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۹۵﴾ وَلَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰي حَيٰوةٍ ۚ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ ۚ وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ اَنْ يُّعَمَّرَ ۭ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾

اور جب ہم نے تم (لوگوں) سے عہد واثق لیا اور کوہ طور کو تم پر اٹھا کھڑا کیا (اور حکم دیا کہ) جو (کتاب) ہم نے تم کو دی ہے اُس کو زور سے پکڑو اور (جو تمہیں حکم ہوتا ہے اُس کو) سنو تو وہ (جو تمہارے بڑے تھے) کہنے لگے کہ ہم نے سن تو لیا لیکن مانتے نہیں۔ اور اُنکے کفر کے سبب بچھڑا (گویا) اُنکے دلوں میں رچ گیا تھا (اے پیغمبر ان سے) کہہ دو کہ اگر تم مومن ہو تو تمہارا ایمان تم کو بُری بات بتاتا ہے (۹۳) کہہ دو کہ اگر آخرت کا گھر اور لوگوں (یعنی مسلمانوں) کے لیے نہیں اور خدا کے نزدیک تمہارے ہی لیے مخصوص ہے تو اگر سچے ہو تو موت کی آرزو تو کرو (۹۴) لیکن ان اعمال کی وجہ سے جو ان کے ہاتھ آگے بھیج چکے ہیں یہ کبھی اسکی آرزو نہیں کریں گے اور خدا ظالموں سے (خوب) واقف ہے (۹۵) بلکہ اُن کو تم اور لوگوں سے زندگی کے کہیں حریص دیکھو گے یہاں تک کہ مشرکوں سے بھی۔ اُن میں سے ہر ایک یہی خواہش کرتا ہے کہ کاش وہ ہزار برس جیتا رہے مگر اتنی لمبی عمر اُسکو مل بھی جائے تو اُسے عذاب سے تو نہیں چھڑا سکتی اور جو کام یہ کرتے ہیں خدا اُن کو دیکھ رہا ہے (۹۶)

تفسیر سورة بقرة آیات (۹۳) تا (۹٦)

(۹۳) اور جس وقت ہم نے تمہارا اقرار لیا، اور پہاڑ کو اکھاڑ کر تمہارے سروں پر اٹھایا کہ جو اپنی کتاب میں تم پر احکام اتارے گئے ہیں اسے پوری کوشش اور ہمیشگی کے ساتھ پورا کرو، تو گویا کہ یہ لوگ کہنے لگے کہ اگر پہاڑ اوپر نہ ہوتا تو صرف ہم آپ کی بات کو سنتے مگر حکم کی نافرمانی کرتے، ان کے دلوں میں تو ان کے کفر کی وجہ سے کفر کی سزا کے طور پر بچھڑے کی پرستش کی محبت داخل کر دی گئی تھی، اے حضور اکرم ﷺ! آپ کہہ دیجیے کہ اگر بچھڑے کی پرستش کی محبت تمہارے خالق و مالک کی محبت کے برابر ہے اور اگر تم اپنی اس بات میں سچے ہو کہ ہمارے باپ دادا مومن تھے تو تمہارا یہ ایمان بہت ہی برا ہے جو تمہیں بچھڑے کی پوجا کا حکم دیتا ہے۔

(۹۴) آپ ﷺ کہہ دیجیے اگر جنت ان حضرات کے علاوہ ہے جو کہ رسول اللہ ﷺ پر ایمان رکھتے ہیں تمہارے لیے ہی خاص ہے تو پھر تم موت کی خواہش کرو، اگر اپنے اس دعوے میں سچے ہو (تاکہ جنت میں جلدی داخل ہو جاؤ)۔

شانِ نزول: قُلْ اِنْ کَانَتْ لَکُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَۃُ (الخ)

اس آیت ابن جریرؒ نے ابوالعالیہؒ سے روایت کیا ہے کہ یہودی یہ دعویٰ کیا کرتے تھے کہ جنت میں صرف یہودی جائیں گے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت شریف نازل فرمائی یعنی اگر جنت صرف تمہارے ہی لیے ہے تو ذرا موت کی تمنا کرو۔

(۹۵) کیوں کہ انھوں نے یہودیت کے زمانہ میں بہت کارگزاریاں کی ہیں، اس لیے یہ موت کی تمنا کبھی بھی نہیں کریں گے! اور اللہ تعالیٰ ان یہودیوں کو زیادہ جانتا ہے۔

(۹۶) اور اے محمد ﷺ آپ ان یہودیوں کو زندہ رہنے کا مشرکین عرب سے زیادہ شیدائی اور حریص پاؤ گے، ان میں سے ہر ایک اس بات کا متمنی ہے کہ وہ ایک ہزار سال تک جیتا رہے، جن میں سے ہر ایک چاہتا ہے کہ اس کی ہر شب، شبِ برات اور ہر روز روزِ عید ہو۔ (یعنی پوری زندگی خوشی اور عیش و عشرت کے ساتھ گزاریں) لیکن اگر یہ لوگ ایک ہزار سال تک بھی زندہ رہیں تب بھی اللہ کے عذاب سے چھٹکارا نہیں پا سکتے اور اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں اور حق بات سے تجاوز اور ان چیزوں سے جو یہ رسول اللہ ﷺ کے اوصاف اور صفت کے متعلق خفیہ رکھتے ہیں بہت زیادہ جاننے والا ہے۔

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ ۝ وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ۚ وَمَا يَكْفُرُ بِهَآ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ ۝ اَوَكُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَلَمَّا جَاۗءَھُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَھُمْ نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ ۙ كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَاۗءَ ظُهُوْرِھِمْ كَاَنَّھُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

کہہ دو کہ جو شخص جبرئیلؑ کا دشمن ہو (اُسکو غصے میں مر جانا چاہیے) اُس نے تو (یہ کتاب) خدا کے حکم سے تمہارے دل پر نازل کی ہے جو پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور ایمان والوں کے لئے ہدایت اور بشارت ہے (۹۷) جو شخص خدا کا اور اُسکے فرشتوں کا اور اُسکے پیغمبروں کا اور جبرائیل اور میکائیل کا دشمن ہو تو ایسے کافروں کا خدا دشمن ہے (۹۸) اور ہم نے تمہارے پاس سلجھی ہوئی آیتیں ارسال فرمائی ہیں اور اُن سے انکار وہی کرتے ہیں جو بدکردار ہیں (۹۹) ان لوگوں نے جب جب (خدا سے) عہد واثق کیا تو اُن میں سے ایک فریق نے اُسکو (کسی چیز کی طرح) پھینک دیا حقیقت یہ ہے کہ ان میں سے اکثر بے ایمان ہیں (۱۰۰) اور جب اُنکے پاس خدا کی طرف سے پیغمبر (آخرالزماں) آئے اور وہ اُن کی (آسمانی) کتاب کی تصدیق بھی کرتے ہیں تو جن لوگوں کو کتاب دی گئی تھی اُن میں سے ایک جماعت نے خدا کی کتاب کو پیٹھ پیچھے پھینک دیا گویا وہ جانتے ہی نہیں (۱۰۱)

تفسیر سورۃ بقرۃ آیات (۹۷) تا (۱۰۱)

(۹۷) ان یہودیوں میں سے عبداللّٰہ بن صوریا کہتا تھا کہ جبریلؑ ہمارے دشمن ہیں۔ اس پر یہ آیت اتری یعنی اے محمد ﷺ آپ ﷺ فرما دیجیے! جو اس بات کا قائل ہو وہ اللّٰہ تعالیٰ کا دشمن ہے، کیوں کہ اللّٰہ تعالیٰ نے اپنے حکم سے جبریل امینؑ کے ذریعہ سے قرآن کریم آپ ﷺ پر اتارا ہے اور یہ قرآن حکیم توحید کے متعلق پہلی کتب کی تصدیق کرنے والا اور گمراہیوں سے سیدھی راہ پر لانے والا اور جنت کی خوشخبری سنانے والا ہے۔

شان نزول: قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ (الخ)

حضرت امام بخاریؒ نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت عبداللّٰہ بن سلامؓ نے حضور اکرم ﷺ کی تشریف آوری کی خبر سنی، حضرت عبداللّٰہ بن سلامؓ ایک زمین سے پھل چن رہے تھے وہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے میں آپ ﷺ سے تین باتیں پوچھنا چاہتا ہوں، جن کا علم نبی کے علاوہ اور کسی کو نہیں ہوسکتا۔

۱۔ علامات قیامت کیا ہیں۔

۲۔ اہل جنت کا سب سے پہلا کھانا کیا ہوگا۔

۳۔ لڑکا اپنے باپ یا اپنی ماں کے مشابہ کیوں ہوتا ہے۔

آنحضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ان تینوں باتوں کے جواب کے متعلق ابھی جبریل امین نے مجھے آگاہ کیا ہے عبداللّٰہ ابن سلامؓ کہنے لگے جبریلؑ! آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! جبریلؑ نے، عبداللّٰہ بن سلام کہنے لگے فرشتوں میں سے جبریل تو یہودیوں کے دشمن ہیں، اس پر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ (الخ)

شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانیؒ "فتح الباری" میں لکھتے ہیں کہ حدیث کے سیاق و سباق سے یہ بات معلوم ہو رہی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے یہودیوں کی تردید کے لیے اس آیت کی تلاوت فرمائی اور اس تلاوت سے آیت کا اسی وقت نازل ہونا لازم نہیں آتا اور یہی چیز زیادہ صحیح ہے کیوں کہ اس آیت کے نزول کے بارے میں حضرت عبداللّٰہ بن سلامؓ کے واقعہ کے علاوہ اور دوسرا واقعہ موجود ہے، چنانچہ امام احمدؒ اور ترمذیؒ اور نسائیؒ نے بکر بن شہابؒ اور سعید بن جبیرؒ کے حوالہ سے حضرت عبداللّٰہ ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ یہودیوں کی ایک جماعت رسول اللّٰہ ﷺ کی خدمت میں آئی اور کہنے لگے اے ابوالقاسم ﷺ! ہم آپ سے پانچ باتوں کے متعلق پوچھنا چاہتے ہیں اگر وہ پانچوں باتیں آپ ﷺ نے بتلا دیں تو ہم یہ پہچان لیں گے کہ آپ ﷺ سچے نبی ہیں۔ اور بقیہ حدیث کو بیان کیا جس میں یہ بھی ہے کہ یہودیوں نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ بنی اسرائیل نے اپنے اوپر کن چیزوں کو حرام کیا تھا اور علامات نبوت کون سی ہیں اور گرج اور اس کی آواز کی حقیقت کیا ہے اور بچہ مذکر و مونث کیوں ہوتا ہے اور آسمان سے وحی کون لے کر آتا ہے، حتیٰ کہ یہودی کہنے لگے ہمیں بتلائیے کہ آپ کے پاس وحی کون لے کر آتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا جبریلؑ امین، یہودی

کہنے لگے یہ تو جنگ وقتال اور عذاب الٰہی کے احکام لے کر آتے ہیں، ہمارے دشمن ہیں، اگر آپ ﷺ میکائیلؑ کا نام لیتے جو رحمت، بارش، سبزہ وشادابی کو ساتھ لے کر آتے ہیں، تو یہ زیادہ اچھا ہوتا۔ تب یہ آیت نازل ہوئی۔

اسحاق بن راہویہؒ نے اپنی مسند میں اور ابن جریرؒ نے شعبیؒ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ یہودیوں کے ہاں آتے اور ان سے توریت سن کر اس بات سے خوش ہوتے کہ توریت سے مضامین قرآن کریم کی کس طرح تصدیق ہوتی ہے، حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللّٰہ ﷺ ان یہودیوں کے پاس سے گزرے۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے یہودیوں سے کہا کہ میں تم لوگوں کو اللّٰہ تعالیٰ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم لوگ یہ بات جانتے ہو کہ آنحضرت ﷺ اللّٰہ تعالیٰ کے رسول ہیں، ان کا ایک عالم کہنے لگا کہ بے شک ہم یہ بات جانتے ہیں کہ آپ اللّٰہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ میں نے کہا! تو پھر کیوں تم آپ کی اتباع نہیں کرتے، یہودی کہنے لگے کہ ہم نے رسول اللّٰہ ﷺ سے پوچھا تھا کہ آپ کے پاس وحی کون لے کر آتا ہے، آپ نے فرمایا جبریل، وہ ہمارے دشمن ہیں، جو شدت، عذاب، لڑائی اور تباہی وبربادی کے احکامات لے کر آتے ہیں۔ میں نے کہا تو فرشتوں میں سے کس سے تمہارے تعلقات محبت کے ہیں وہ بولے میکائیلؑ سے جو باران رحمت لے کر آتے ہیں، میں نے کہا! جبرائیلؑ ومیکائیلؑ کا ان کے پروردگار کے یہاں کیا مقام ہے؟ کہنے لگے کہ ایک ان میں سے اللّٰہ تعالیٰ کے دائیں جانب ہے اور دوسرا بائیں جانب ہے، میں نے کہا! جبرائیلؑ امین کے لیے یہ چیز ہرگز جائز نہیں کہ وہ میکائیل سے دشمنی رکھیں اور میکائیل علیہ السلام کے حق میں اس چیز کا تصور محال ہے کہ وہ حضرت جبرائیلؑ کے دشمن سے دوستی رکھیں اور جبرائیل ومیکائیل اور ان کے پروردگار کی نظر میں وہ حضرات پسندیدہ ہیں جو ان سے محبت کریں اور وہ لوگ مبغوض ہیں جو ان سے دشمنی اور بغض رکھیں۔

حضرت عمر فاروقؓ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد حضور اکرم ﷺ کے ہاں حاضر ہوا تا کہ اس واقعہ سے آپ کو مطلع کردوں، جب میں آپ کے پاس پہنچا تو آپ ﷺ نے فرمایا! کیا میں تجھے ان آیتوں کے بارے میں بتاؤں جو ابھی مجھ پر اتری ہیں، میں نے عرض کیا! ضرور یا رسول اللّٰہ! تو آپ نے مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ سے كَافِرِيْنَ تک ان آیتوں کی تلاوت فرمائی۔ میں نے عرض کیا اللّٰہ کی قسم! یا رسول اللّٰہ ﷺ! میں یہودیوں کے پاس سے اسی ارادہ سے آیا تھا تا کہ ان کے اور میرے درمیان جو گفتگو ہوئی وہ آپ کو بتادوں مگر میں نے آکر یہ منظر دیکھا کہ اللّٰہ تعالیٰ نے میرے آنے سے پہلے ہی آپ کو باخبر کردیا۔

اس حدیث کی امام شعبیؒ تک سند صحیح ہے مگر امام شعبیؒ نے حضرت عمر فاروقؓ کا زمانہ نہیں پایا اور اسی روایت کو ابن جریرؒ نے سدیؒ کے حوالہ سے حضرت عمرؓ سے اور ایسے ہی قتادہؒ کے واسطہ سے حضرت عمر فاروقؓ سے روایت کیا ہے مگر ان دونوں کی بھی سندیں منقطع ہیں اور ابن ابی حاتمؒ نے دوسرے طریق سے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰؒ سے روایت کیا ہے کہ یہودی حضرت عمر فاروقؓ سے ملے اور کہنے لگے کہ جبریلؑ جن کا تمہارے نبی ذکر کرتے ہیں وہ ہمارے دشمن

ہیں، حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ جو شخص اللّٰہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں اور جبرائیلؑ اور میکائیلؑ کا دشمن ہو تو اللّٰہ تعالیٰ اس کا دشمن ہے، چنانچہ حضرت عمر فاروقؓ کی زبان سے جو کلمات ادا ہوئے تھے اسی کے موافق اللّٰہ تعالیٰ نے آیت کریمہ اتاری، ان سندوں سے بعض کو بعض سندوں کے ساتھ تقویت حاصل ہو رہی ہے اور ابن جریرؒ نے اس بات پر اجماع نقل کیا ہے کہ اس آیت کا یہی شانِ نزول ہے۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۹۸) جو آدمی بھی اللّٰہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں اور جبریلؑ و میکائیلؑ کا دشمن ہو تو ایسے یہودیوں کا اللّٰہ تعالیٰ، اس کے رسولؑ اور جبرائیلؑ اور میکائیلؑ اور تمام ایمان والے بھی دشمن ہیں۔

(۹۹) یعنی ہماری طرف سے جبریل امین آپ ﷺ کے پاس ایسی آیات لے کر آتے ہیں جو اوامر و نواہی کو خوب وضاحت کے ساتھ بیان کرنے والی ہیں اور ان آیات کا انکار کافر یہودی ہی کرتے ہیں۔

شان نزول: وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے سعیدؒ اور عکرمہؒ کے حوالہ سے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ ابن صوریا نے رسول اللّٰہ ﷺ سے عرض کیا کہ آپؐ ہمارے پاس کوئی ایسی چیز لے کر نہیں آئے جسے ہم پہچانتے ہوں اور نہ آپ پر کوئی بیان کرنے والی واضح آیت نازل ہوئی ہے۔ تو اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ اٰیٰتٍ بَیِّنٰتٍ(الخ) کو نازل فرمایا اور مالک بن ابی الصیفؒ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللّٰہ ﷺ مبعوث ہوئے اور آپ نے اس عہد و میثاق کو جو ان سے لیا گیا تھا اور اس عہد و پیمان کو جو ان سے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے بارے میں لیا گیا تھا بیان کیا تو یہ یہودی کہنے لگے اللّٰہ کی قسم ہم سے محمد ﷺ کے متعلق کوئی عہد نہیں لیا گیا اور نہ ہم سے کسی قسم کا اقرار لیا گیا ہے۔ اس پر یہ آیت نازل کی گئی کہ جس وقت بھی ان سے کوئی عہد لیا گیا الخ۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۱۰۰) جس وقت یہودیوں کے سرداروں نے رسول اللّٰہ ﷺ کے ساتھ معاہدہ کیا، تو سب ہی نے اس کو پس پشت ڈال دیا۔

(۱۰۱) اور جس وقت ان کے پاس اللّٰہ کی طرف سے ایسا رسول آتا ہے جو ان صفات و اوصاف کا مالک ہوتا ہے جن کا ان کی کتاب میں تذکرہ ہے تو یہ اہل کتاب توریت کو اپنے پس پشت ڈال دیتے ہیں اور توریت میں حضور اکرم ﷺ کی جو صفات اور آپ کے اوصاف کا ذکر ہے۔ ان پر ایمان نہیں لاتے اور نہ کسی کے سامنے ان کو بیان کرتے ہیں، ان جاہل یہودیوں نے تمام انبیا کرام کی کتابوں کو پس پشت ڈال دیا ہے۔



وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ۚ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ۗ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ ۭ وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ۭ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ ۭ وَمَا هُمْ بِضَاۗرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّھُمْ وَلَا يَنْفَعُھُمْ ۭ وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَالَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ړ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَھُمْ ۭ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿١٠٢﴾ وَلَوْ اَنَّھُمْ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَمَثُوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ ۭ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿١٠٣﴾ يٰٓاَيُّھَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا ۭ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿١٠٤﴾ ع ۱۲

اور اُن (ہزلیات) کے پیچھے لگ گئے جو سلیمان کے عہدِ سلطنت میں شیاطین پڑھا کرتے تھے اور سلیمان نے مطلق کفر کی بات نہیں کی بلکہ شیطان ہی کفر کرتے تھے کہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے اور اُن باتوں کے بھی (پیچھے لگ گئے) جو شہر بابل میں دو فرشتوں (یعنی) ہاروت اور ماروت پر اُتری تھیں اور وہ دونوں کسی کو کچھ نہیں سکھاتے تھے جب تک یہ نہ کہہ دیتے کہ ہم تو (ذریعۂ) آزمائش ہیں تم کفر میں نہ پڑو۔ غرض لوگ اُن سے ایسا (جادو) سیکھتے جس سے میاں بیوی میں جُدائی ڈال دیں۔ اور خدا کے حکم کے سوا وہ اس (جادو) سے کسی کا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتے تھے۔ اور کچھ ایسے (منتر) سیکھتے جو اُن کو نقصان ہی پہنچاتے اور فائدہ کچھ نہ دیتے۔ اور وہ جانتے تھے کہ جو شخص ایسی چیزوں (یعنی سحر اور منتر وغیرہ) کا خریدار ہوگا اُس کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں اور جس چیز کے عوض اُنہوں نے اپنی جانوں کو بیچ ڈالا وہ بُری تھی۔ کاش وہ (اس بات کو) جانتے (۱۰۲) اور اگر وہ ایمان لاتے اور پرہیز گاری کرتے تو خدا کے ہاں سے بہت اچھا صِلہ ملتا۔ اے کاش وہ اس سے واقف ہوتے (۱۰۳) اے اہلِ ایمان (گفتگو کے وقت پیغمبر خدا ﷺ سے) راعنا نہ کہا کرو۔ اُنظرنا کہا کرو اور خوب سُن رکھو اور کافروں کے لئے دُکھ دینے والا عذاب ہے (۱۰۴)

تفسیر سورۃ بقرۃ آیات (۱۰۲) تا (۱۰۴)

(۱۰۲) شیطانوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی حکومت و ریاست ختم کرنے کے لیے جو چالیس روز تک جادو منتر کیا تھا، اس پر ان لوگوں نے عمل کیا، حضرت سلیمان علیہ السلام نے کسی قسم کا کوئی جادو منتر نہیں لکھا تھا، شیاطین یا یہودیوں ہی نے جادو منتر لکھا تھا اور یہی لوگ اس کی تعلیم دیتے تھے اور ان دونوں فرشتوں پر بھی جادو نہیں اتارا گیا تھا (ابو العالیہ کے قول کے مطابق اور صحیح قول یہ ہے) کہ یہ شیاطین اس جادو کی بھی تعلیم دیتے تھے جو ان دونوں فرشتوں کو بطور الہام کے آتا تھا، یہ دونوں فرشتے کسی کو جادو نہیں سکھاتے تھے یہاں تک کہ پہلے اس سے کہہ نہ دیتے تھے کہ ہم اس چیز سے لوگوں کی آزمایش کرتے ہیں تا کہ ہم پر عذابِ خداوندی کی سختی نہ ہو لہٰذا تو اسے نہ سیکھ اور نہ اس پر عمل کر، مگر یہ لوگ بغیر ان کی تعلیم کے ایسی چیز حاصل کرتے تھے جس کے ذریعے خاوند اور بیوی ایک دوسرے سے بیزار ہو جائیں اور یہ لوگ جادو اور اس کی تفریق کرانے سے اللہ تعالیٰ کے ارادہ اور مشیت کے بغیر کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ اور شیاطین و یہودی اور جادوگر ایک دوسرے کو اس قسم کا جادو سکھاتے تھے جو آخرت کے لیے نقصان کا باعث بنے اور دنیا و آخرت میں اس سے کسی قسم کا فائدہ نہ حاصل ہو، ان فرشتوں نے ایک قول کے مطابق ان یہودیوں نے اپنی کتابوں میں یا ان شیاطین نے یہ بات روزِ روشن کی طرح جان لی تھی کہ جو شخص جادو منتر کرے گا اس کے لیے جنت میں کسی قسم کا کوئی

حصہ نہ ہوگا اور یہ بہت ہی بری چیز ہے جس کو یہودیوں نے اپنے لیے اچھا سمجھا ہے لیکن یہ اس کو نہیں سمجھ رہے۔ یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ یہ اپنی کتابوں میں اس کی برائی سے واقف ہیں۔

شانِ نزول: وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ (الخ)

ابن جریرؒ نے شہر بن خوشب سے روایت کیا ہے کہ یہودی کہتے تھے محمد ﷺ کو دیکھو حق بات کو باطل باتوں کے ساتھ ملانے میں، (سلیمان علیہ السلام) کا ذکر انبیا کرام کے ساتھ کرتے ہیں کیا وہ جادوگر نہیں تھے جو ہوا پر سوار رہتے تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے مذکورہ بالا آیت نازل فرمائی اور ابن ابی حاتمؒ نے ابوالعالیہؒ سے روایت کیا ہے کہ یہودیوں نے توریت کی باتوں میں سے کسی زمانہ کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے پوچھا اور یہودی آپ ﷺ سے کسی چیز کے بارے میں کہیں پوچھا کرتے تھے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ آپ پر اس کے بارے میں جو کچھ ان یہودیوں نے آپؐ سے پوچھا تھا وحی نازل فرمادیتا تھا۔ جب یہودیوں نے یہ دیکھا تو آپس میں کہنے لگے کہ یہ تو (یعنی رسول اکرم ﷺ) جو باتیں ہمارے پاس نازل شدہ ہیں ان سے بہت زیادہ جاننے والے ہیں لہٰذا ان سے جادو کے متعلق سوالات واعتراضات کریں اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت شریفہ نازل فرمائی، وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ (الخ)۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۱۰۳) اور اگر یہ یہودی قرآن کریم اور حضور اکرم ﷺ پر ایمان لائیں اور یہودی مذہب اور جادوگری سے توبہ کرلیں تو اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کے بدلے میں جو انھیں ثواب ملے گا وہ اس یہودیت اور جادوگری سے اچھا ہے۔ کاش یہ اللہ تعالیٰ کے صلہ کی تصدیق کریں لیکن یہ نہ اس کو سمجھتے ہیں نہ اس کی تصدیق کرتے ہیں۔

ایک یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ یہ لوگ اپنی کتابوں کے ذریعے اس کی سچائی اور حقانیت سے اچھی طرح واقف ہیں (مگر اس کے باوجود اسے تسلیم نہیں کرتے)۔

(۱۰۴) رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان رکھنے والو! رسول اللہ ﷺ سے (رَاعِنَا) یعنی اے اللہ تعالیٰ کے نبی اپنی گفتگو سنائیے، یہ نہ کہا کرو بلکہ یہ کہا کرو کہ ہماری جانب توجہ فرمائیے اور اے اللہ تعالیٰ کے نبی ہماری گفتگو سنیے اور لغت یہود میں اس کا یہ مطلب ہوتا تھا کہ اپنی بات پھر سنائیے تاکہ میں سنوں (اور یہودی بدنیتی سے ایسا کہتے تھے) اس وجہ سے مسلمانوں کو اس لفظ کے استعمال سے روکا گیا اور فرمایا کہ جس چیز کا حکم دیا جارہا ہے اسے پہلے ہی غور سے سن لو اور اس کی اطاعت کرو اور ان یہودیوں کے لیے تو ایسا دردناک عذاب ہے کہ اس کی سختی ان کے دلوں تک پہنچ جائے گی۔

شانِ نزول: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا (الخ)

ابن منذرؒ نے سدیؒ سے روایت کیا ہے کہ یہودیوں میں سے دو شخص مالک بن صیف اور رفاعہ بن یزید جب بھی رسول اللہ ﷺ سے ملتے تو ''رَاعِنَا'' کہتے اور ان کا یہ مطلب ہوتا کہ آپ ہمارے سامنے گفتگو فرمائیں مگر حقیقت میں ہم آپ کی گفتگو کو نہیں سنتے، مسلمانوں نے یہ کلمہ یہودیوں کی زبان سے سن کر یہ سمجھ لیا کہ یہ ایسا کلمہ ہے جس کے

ذریعہ یہودی اپنے انبیا کرام کی تعظیم کرتے ہیں، تو انھوں نے بھی رسول اللہ ﷺ کو اس کلمہ سے مخاطب کرنا شروع کر دیا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ "اے ایمان والو "رَاعِنَا" مت کہا کرو بلکہ "اُنۡظُرۡنَا" بولا کرو، ابونعیمؒ نے دلائل میں بواسطہ، سدی صغیرؒ، کلبیؒ، ابوصالحؒ، حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ "رَاعِنَا" یہودیوں کی زبان میں بہت بری گالی تھی، جب یہودیوں نے صحابہ کرامؓ سے اس کلمہ کو سنا تو انھوں نے علی الاعلان حضور ﷺ سے یہ لفظ کہنا شروع کر دیا، یہودی اس لفظ کو بولتے تھے اور آپس میں ہنستے تھے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

حضرت سعد بن معاذؓ نے جب یہ آیت سنی تو یہودیوں سے کہا اے اللہ کے دشمنو! اگر اس مجلس کے بعد میں نے تم میں سے کسی کو اس کلمہ کو حضور ﷺ کے سامنے کہتے ہوئے سنا تو اس کی گردن کاٹ دوں گا اور ابن جریرؒ نے ضحاکؒ سے روایت کیا ہے کہ کوئی شخص حضور اکرم ﷺ کے سامنے یہ کہتا تھا کہ اپنی گفتگو سے میری جانب متوجہ ہو جائیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور قتادہؓ سے روایت کیا ہے کہ صحابہؓ حضور ﷺ سے کہتے تھے "رَاعِنَا کَسَمۡعُکَ" یہودیوں نے بھی حضور کی خدمت میں آ کر یہی کلمہ کہنا شروع کر دیا تب یہ آیت نازل ہوئی۔ عطا سے مروی ہے کہ زمانہ جاہلیت میں یہ انصار کی لغت تھی جس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی اور ابوالعالیہؒ سے روایت کیا ہے کہ عرب جب آپس میں بات چیت کرتے تو ایک دوسرے سے کہتے تھے (اَرۡعِنِیۡ سَمۡعَکَ) چنانچہ اس لفظ کے استعمال سے سب کو روک دیا گیا۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

مَا يَوَدُّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا مِنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ وَلَا الۡمُشۡرِكِيۡنَ اَنۡ يُّنَزَّلَ عَلَيۡكُمۡ مِّنۡ خَيۡرٍ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ ؕ وَاللّٰهُ يَخۡتَصُّ بِرَحۡمَتِهٖ مَنۡ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الۡفَضۡلِ الۡعَظِيۡمِ ﴿۱۰۵﴾ مَا نَنۡسَخۡ مِنۡ اٰيَةٍ اَوۡ نُنۡسِهَا نَاۡتِ بِخَيۡرٍ مِّنۡهَآ اَوۡ مِثۡلِهَا ؕ اَلَمۡ تَعۡلَمۡ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ﴿۱۰۶﴾ اَلَمۡ تَعۡلَمۡ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلۡكُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ وَمَا لَكُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مِنۡ وَّلِىٍّ وَّلَا نَصِيۡرٍ ﴿۱۰۷﴾ اَمۡ تُرِيۡدُوۡنَ اَنۡ تَسۡـَٔلُوۡا رَسُوۡلَكُمۡ كَمَا سُئِلَ مُوۡسٰى مِنۡ قَبۡلُ ؕ وَمَنۡ يَّتَبَدَّلِ الۡكُفۡرَ بِالۡاِيۡمَانِ فَقَدۡ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيۡلِ ﴿۱۰۸﴾

جو لوگ کافر ہیں اہل کتاب یا مشرک وہ اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ تم پر تمہارے پروردگار کی طرف سے خیر (و برکت) نازل ہو اور خدا تو جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت کیساتھ خاص کر لیتا ہے اور خدا بڑے فضل کا مالک ہے (۱۰۵) ہم جس آیت کو منسوخ کر دیتے یا اُسے فراموش کرا دیتے ہیں تو اُس سے بہتر یا ویسی ہی اور آیت بھیج دیتے ہیں کیا تم نہیں جانتے کہ خدا ہر بات پر قادر ہے (۱۰۶) تمہیں معلوم نہیں کہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہت خدا ہی کی ہے۔ اور خدا کے سوا تمہارا کوئی دوست اور مددگار نہیں (۱۰۷) کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اپنے پیغمبر سے اُسی طرح کے سوال کرو جس طرح کے سوال پہلے موسیٰ سے کئے گئے تھے۔ اور جس شخص نے ایمان (چھوڑ کر اس) کے بدلے کفر لیا وہ سیدھے رستے سے بھٹک گیا (۱۰۸)

تفسیر سورۃ بقرۃ آیات (۱۰۵) تا (۱۰۸)

(۱۰۵) کعب بن اشرف یہودی اور اس کے ساتھی اور مشرکین عرب میں سے ابوجہل اور اس کی جماعت ہرگز یہ

برداشت نہیں کرتی کہ اللّٰہ تعالیٰ جبرئیل امینؑ کے ذریعہ سے تمہارے نبی کریم ﷺ پر نبوت، اسلام اور کتاب اللّٰہ کی بھلائیاں اتارے اور اللّٰہ تعالیٰ اپنے دین نبوت، اسلام اور اپنی کتاب کے نازل کرنے کے لیے جو اس کا اصل ہوتا ہے یعنی رسول اکرم ﷺ کا انتخاب فرماتا ہے اور اللّٰہ تعالیٰ رسول اللّٰہ ﷺ پر نبوت و اسلام کی بدولت بہت ہی عظیم الشان فضل فرماتے ہیں۔

(۱۰۶) اب اللہ تعالیٰ ان احکام کی حکمت بیان فرماتے ہیں جو قرآن کریم میں منسوخ کردیے گئے ہیں اور جو منسوخ نہیں کیے گئے۔

قریش کہتے تھے اے محمد ﷺ آپ کسی بات کے کرنے کا ہمیں حکم دیتے ہیں اور پھر خود ہی اس سے منع بھی کردیتے ہیں اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے فرمایا، ہم بس ایسے حکم کو کہ جس پر عمل ہوچکا ہے اسے تبدیل کرتے ہیں کہ پھر اس پر عمل نہ کیا جائے یا اس آیت ہی کو مٹا دیتے ہیں مگر اس پر عمل منسوخ نہیں ہوتا تو پھر ہم منسوخ شدہ سے زیادہ فائدہ مند اور عمل میں زیادہ آسان یا ثواب نفع اور عمل میں اسی جیسی جبرئیل امینؑ کے ذریعے سے دوسری آیت اتار دیتے ہیں، اے محمد ﷺ! اللّٰہ تعالیٰ ناسخ و منسوخ میں سے ہر ایک چیز پر قدرت رکھنے والے ہیں۔

شانِ نزول: مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے عکرمہؒ کے حوالہ سے حضرت عبداللہ ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ بعض اوقات رسول اللّٰہ ﷺ پر رات کو وحی آتی ہے اور دن میں آپ ﷺ اس کو بھول جاتے تھے، اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ ہم کسی آیت کا حکم جو موقوف کردیتے ہیں الخ۔ (لبابُ النقول فی اسباب النزول، از علامہ سیوطیؒ)

(۱۰۷) اے محمد ﷺ آسمانوں اور زمینوں کے تمام خزانے اللّٰہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں اپنے بندوں کو جو چاہتا ہے اسی چیز کا حکم دیتا ہے کیوں کہ وہ ان کی حکمت و مصالح اور درستگی کو زیادہ جاننے والا ہے، اے یہودیو! اللّٰہ تعالیٰ کے عذاب سے نجات دلانے کے لیے تمہارے کوئی قریب نہیں جس سے انھیں فائدہ پہنچے اور نہ کوئی تمہاری حفاظت کرنے والا ہے، اور نہ کوئی ایسا روکنے والا موجود ہے جو تم سے عذاب الٰہی کو ہٹادے۔

(۱۰۸) رسول اللّٰہ ﷺ کی آمد سے پہلے موسیٰ علیہ السلام سے بنی اسرائیل نے جیسا کہ اللّٰہ تعالیٰ کے دیدار اور اس سے کلام کرنے وغیرہ کے سوالات کیے، تم بھی اسی قسم کا خیال رکھتے ہو جو شخص ایمان چھوڑ کر کفر اختیار کرتا ہے تو اس نے ہدایت کے راستہ کو ترک کردیا ہے۔

شانِ نزول: اَمْ تُرِيْدُوْنَ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے سعیدؒ اور عکرمہؒ کے حوالہ سے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ

رافع بن حرملہ نے اور وہب بن زید نے رسول اللہ ﷺ سے گزارش کی کہ ہمارے پاس ایسی کتاب لایئے جو ہم پر آسمان سے نازل ہو جسے ہم خود پڑھتے ہیں، یا ہمارے لیے نہریں جاری کر دیجیے تا کہ ہم آپ کی پیروی کریں اور آپ کی تصدیق کریں، اس پر اللہ تعالیٰ نے اَمۡ تُرِیۡدُوۡنَ سے سَوَآءَ السَّبِیۡلَ تک آیت نازل فرمائی اور حی بن اخطب اور ابو یاسر بن اخطب یہودیوں میں سے سب سے زیادہ حاسد تھے اور یہ دونوں اپنی پوری جدو جہد اور کوشش کے ساتھ لوگوں کو اسلام سے منع کرنے میں لگے ہوئے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے بارے میں وَدَّ کَثِیۡرٌ مِّنۡ اَهۡلِ الۡکِتٰبِ اس آیت کو نازل فرمایا۔

اور ابن جریرؒ نے مجاہدؒ سے روایت کیا ہے کہ قریش نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ ان کے لیے "کوہ صفا" کو سونے کا بنا دیا جائے، آپ ﷺ نے فرمایا اچھا مگر وہ تمہارے حق میں اگر تم کفر کرو گے ایسا ہو گا جیسا کہ بنی اسرائیل کے لیے دستر خوان۔ چنانچہ انھوں نے نہ مانا اور اپنے قول سے رجوع نہ کیا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اَمۡ تُرِیۡدُوۡنَ (الخ) نازل فرمائی۔

اور سدیؒ سے روایت کیا گیا ہے کہ عرب نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کو لے آئیں تا کہ ہم خود بغیر کسی پردے کے اللہ تعالیٰ کو دیکھ سکیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اور ابو العالیہؒ نے روایت کی ہے ایک شخص نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! کاش ہمارے کفارات بھی بنی اسرائیل کے کفارات کے طریقہ پر ہوتے، اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جو چیز تمہیں عطا کی ہے وہ زیادہ اچھی ہے۔ بنی اسرائیل میں سے جب کسی سے کوئی گناہ سرزد ہو جاتا تھا تو اپنے دروازے پر اس گناہ اور اس کے کفارہ کو لکھا ہوا پاتا تھا اگر وہ شخص کفارہ ادا کر دیتا تھا تو صرف دنیا ہی میں رسوائی ہوتی تھی اور اگر کفارہ ادا نہ کرتا تو آخرت میں اس کی رسوائی کا باعث ہوتا تھا اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس سے اچھی چیز عطا فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَنۡ یَّعۡمَلۡ سُوۡٓءًا اَوۡ یَظۡلِمۡ نَفۡسَهٗ (یعنی جو شخص کسی برائی کا ارتکاب کرے گا پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کرے تو اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہیں) اور پانچوں نمازیں اور ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک درمیانی گناہوں کے کفارات ہیں تو اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اَمۡ تُرِیۡدُوۡنَ (الخ)



وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا ۚ حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ۚ فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ۗ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۰۹﴾ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۗ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ ۗ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۱۰﴾ وَقَالُوْا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ۗ تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ ۗ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۱۱﴾ بَلٰى ۚ مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗۤ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۪ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَيْءٍ ۪ وَّقَالَتِ النَّصٰرٰى لَيْسَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَيْءٍ ۙ وَّهُمْ يَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ۗ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ ۚ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۱۳﴾

بہت سے اہلِ کتاب اپنے دل کی جلن سے یہ چاہتے ہیں کہ ایمان لا چکنے کے بعد تم کو پھر کافر بنا دیں۔ حالانکہ اُن پر حق ظاہر ہو چکا ہے۔ تو تم معاف کر دو اور درگزر کرو۔ یہاں تک کہ خدا اپنا (دوسرا) حکم بھیجے۔ بیشک خدا ہر بات پر قادر ہے (۱۰۹) اور نماز ادا کرتے رہو اور زکوٰۃ دیتے رہو۔ اور جو بھلائی اپنے لئے آگے بھیج رکھو گے اُسکو خدا کے ہاں پالو گے۔ کچھ شک نہیں کہ خدا تمہارے سب کاموں کو دیکھ رہا ہے (۱۱۰) اور (یہودی اور عیسائی) کہتے ہیں کہ یہودیوں اور عیسائیوں کے سوا کوئی بہشت میں نہیں جانے کا۔ یہ اُن لوگوں کے خیالاتِ باطل ہیں (اے پیغمبر ان سے) کہہ دو کہ اگر سچے ہو تو دلیل پیش کرو (۱۱۱) ہاں جو شخص خدا کے آگے گردن جھکا دے (یعنی ایمان لے آئے) اور وہ نیکوکار بھی ہو تو اُس کا صلہ اُس کے پروردگار کے پاس ہے اور ایسے لوگوں کو (قیامت کے دن) نہ کسی طرح کا خوف ہو گا اور نہ وہ غمناک ہونگے (۱۱۲) اور یہودی کہتے ہیں کہ عیسائی رستے پر نہیں اور عیسائی کہتے ہیں کہ یہودی رستے پر نہیں۔ حالانکہ وہ کتابِ (الٰہی) پڑھتے ہیں اسی طرح بالکل اُن ہی کی سی بات وہ لوگ کہتے ہیں جو (کچھ) نہیں جانتے (یعنی مشرک) تو جس بات میں یہ لوگ اختلاف کر رہے ہیں خدا قیامت کے دن اُس کا اُن میں فیصلہ کر دے گا (۱۱۳)

تفسیر سورة بقرة آیات (۱۰۹) تا (۱۱۳)

(۱۰۹) کعب بن اشرف اور اس کے ساتھی اور فنحاص بن عازداء اور اس کی جماعت، اے عمار اور حذیفہ اور اے معاذ بن جبل حسد و بغض میں یہ تمنا و خواہش کرتے ہیں کہ رسول اللّٰہ ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لانے کے بعد کافر ہو کر (عیاذ باللّٰہ) پھر ان کے دین پر لوٹ جاؤ، اس کے باوجود کہ ان کی کتابوں میں یہ بات بات آچکی ہے کہ حضرت محمد ﷺ اور آپ کا دین اور آپ ﷺ کے اوصاف و صفتیں یہ سب درست ہیں، لہٰذا ان باتوں کو چھوڑ دو اور ان سے احتراز کرو یہاں تک کہ اللّٰہ تعالیٰ ''بنی قریظہ'' اور ''بنی نضیر'' پر قتل و غارت گری، قید اور جلاوطنی کا اپنا عذاب نہ نازل فرمادے اور اللّٰہ تعالیٰ قتل و جلاوطنی سب پر قدرت رکھنے والا ہے۔

(۱۱۰) پانچ وقت کی نمازوں کو پورے طریقہ پر ادا کرو، اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا کرو اور جو تم اپنے لیے نیک اعمال، زکوٰۃ اور صدقات ادا کر چکے ہو تو ان کا ثواب اللّٰہ تعالیٰ کے ہاں پاؤ گے اور جو احوال صدقات و زکوٰۃ کو خرچ کرتے ہو تو اللّٰہ تعالیٰ تمہاری نیتوں سے اچھی طرح واقف ہے۔

(۱۱۱) یہودی اور اسی طرح نصاریٰ (عیسائی) اپنے خیال میں کہتے ہیں کہ جو یہودیت (یا نصرانیت) پر مرے گا وہ ہی

جنت میں داخل ہوگا یہ تو صرف ان کی خوابی تمنائیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کے بارے میں انھوں نے قائم کر رکھی ہیں جس کا ان کی کتابوں میں کوئی ذکر نہیں ہے۔ اے محمد ﷺ آپ ان دونوں جماعتوں سے فرما دیجیے کہ اگر اپنی افسانہ پردازی میں سچے ہو تو اپنی کتابوں سے ثبوت لاؤ مگر حقیقت تمہاری باتوں کے مطابق نہیں۔

(۱۱۲) بلکہ جس شخص نے اپنا دین اور عمل خالص اللہ تعالیٰ ہی کی رضامندی کے لیے کیا اور اپنے قول وفعل میں وہ نیکوکار رہا تو بالیقین ایسے شخص کا انجام کار جنت میں داخلہ ہے، ایسے لوگوں پر نہ دوزخ میں ہمیشہ رہنے کا خوف ہوگا اور نہ جنت ہاتھ سے چلی جانے کا افسوس ہوگا۔

(۱۱۳) اب اللہ تعالیٰ یہود ونصاریٰ کا عقیدہ بیان فرماتے ہیں جو یہ لوگ دین کے بارے میں کیا کرتے تھے، چنانچہ فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ کے یہودی اس بات کے قائل تھے کہ نصاریٰ کے پاس اللہ تعالیٰ کے دین میں سے کچھ بھی نہیں ہے اور دین الٰہی صرف یہودیت ہی کے پاس محفوظ ہے اور نجران کے عیسائی اس بات کے دعویدار تھے کہ یہودیوں کے پاس دین الٰہی میں سے کچھ نہیں اور دین خداوندی کا انحصار نصرانیت ہی پر ہے دراصل یہ دونوں جماعتیں کتاب خداوندی پڑھتی تھیں مگر اس پر ایمان نہیں لاتے تھے اور کہتے تھے کہ ان کتابوں میں کچھ نہیں، ان ہی جماعتوں کی طرح وہ لوگ دعویدار جنھیں اپنے ''باپ دادا'' سے توحید خداوندی کا علم نہیں۔

اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ وہ اس بات کے مدعی تھے کہ کتاب اللہ ان کے علاوہ ہے اللہ تعالیٰ خود بروز قیامت ان یہود ونصاری کے درمیان جو دین کے بارے میں جھگڑا کرتے ہیں فیصلہ فرمائیں گے۔

شانِ نزول: وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے سعیدؒ اور عکرمہؒ کے حوالہ سے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اہل نجران کے نصاریٰ (عیسائی) جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان کے پاس یہودیوں کے علما آئے اور آپس میں جھگڑا کرنے لگے رافع بن خدیج ؓ نصاریٰ سے مخاطب ہوکر کہنے لگے کہ تم دین کی کسی چیز پر عمل نہیں کرتے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور انجیل کا تم نے انکار کیا ہے اس پر نجران کے لوگوں میں سے ایک شخص نے یہودیوں سے کہا کہ تم دین کی کسی بات پر قائم نہیں ہو، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت اور توریت کا تم نے انکار کیا ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ یہودی اس بات کے مدعی ہیں کہ نصاری کسی چیز پر کاربند نہیں الخ۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)



وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِىْ خَرَابِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَآئِفِيْنَ ۬ؕ لَهُمْ فِى الدُّنْيَا خِزْىٌ وَّلَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۱۴﴾ وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۙ سُبْحٰنَهٗ ؕ بَلْ لَّهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۱۱۷﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ لَوْلَا يُكَلِّمُنَا اللّٰهُ اَوْ تَاْتِيْنَآ اٰيَةٌ ؕ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّثْلَ قَوْلِهِمْ ؕ تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ ؕ قَدْ بَيَّنَّا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۙ وَّلَا تُسْئَلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ ﴿۱۱۹﴾

اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو خدا کی مسجدوں میں خدا کے نام کا ذکر کئے جانے کو منع کرے اور اُن کی ویرانی میں ساعی ہو۔ اُن لوگوں کو کچھ حق نہیں کہ اُن میں داخل ہوں مگر ڈرتے ہوئے اُن کے لیے دُنیا میں رُسوائی ہے اور آخرت میں بڑا عذاب (۱۱۴) اور مشرق اور مغرب سب خدا ہی کا ہے۔ تو جدھر تم رُخ کرو اُدھر خدا کی ذات ہے۔ بے شک خدا صاحب وسعت اور باخبر ہے (۱۱۵) اور یہ لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ خدا اولاد رکھتا ہے (نہیں) وہ پاک ہے۔ بلکہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اُسی کا ہے اور سب اُس کے فرمانبردار ہیں (۱۱۶) (وہی) آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے۔ جب کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو اُس کو ارشاد فرما دیتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتا ہے (۱۱۷) اور جو لوگ (کچھ) نہیں جانتے (یعنی مشرک) وہ کہتے ہیں کہ خدا ہم سے کلام کیوں نہیں کرتا یا ہمارے پاس کوئی نشانی کیوں نہیں آتی۔ اسی طرح جو لوگ ان سے پہلے تھے وہ بھی اُنہی کی سی باتیں کیا کرتے تھے۔ ان لوگوں کے دل آپس میں ملتے جلتے تھے۔ جو لوگ صاحب یقین ہیں ان کے (سمجھانے کے) لئے نشانیاں بیان کر دی ہیں (۱۱۸) (اے محمد) ہم نے تم کو سچائی کے ساتھ خوشخبری سُنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے اور اہل دوزخ کے بارے میں تم سے کچھ پُرسش نہ ہوگی (۱۱۹)

تفسیر سورۃ بقرۃ آیات (۱۱٤) تا (۱۱۹)

(۱۱۴) نصارٰی کا بادشاہ ''تطوس بن اسیانوس'' رومی جس نے ''بیت المقدس'' کو ویران کیا اب اللّٰہ تعالیٰ اس کا ذکر فرماتے ہیں کہ اس شخص سے زیادہ کس کا کفر ہوگا جس نے ''بیت المقدس'' کو ویران کیا تاکہ اس میں اللّٰہ تعالیٰ کا نام توحید اور اذان کی وجہ سے بلند نہ ہو اور ''بیت المقدس'' کی ویرانی کے لیے مرداروں کو اس میں ڈال کر اپنی پوری پوری کوشش اور سعی کی۔ یہ ویرانی حضرت عمر فاروقؓ کے زمانہ تک باقی رہی اب ان رومیوں کو ''بیت المقدس'' میں داخلہ کے لیے امان حاصل نہیں۔ یہ مسلمانوں سے اپنے قتل ہونے کا خوف کرتے ہیں کہ اگر ان کے داخلے کا علم ہو جائے تو فوراً ان کی گردن ماردی جائے، ان کے لیے ان کے شہروں قسطنطنیہ، عموریہ اور رومیہ کے ویران و برباد ہونے کا عذاب ہے اور دنیا سے بہت زیادہ کڑا عذاب ان کے لیے آخرت میں ہے۔

شان نزول: وَمَنْ اَظْلَمُ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے مذکورہ بالا واقعہ کے متعلق روایت کیا ہے کہ قریش نے مسجد حرام میں بیت اللّٰہ کے قریب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کو نماز پڑھنے سے منع کر دیا تھا اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ وَمَنْ اَظْلَمُ (الخ)

اور ابن جریرؒ نے ابوزیدؓ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ یہ آیت مشرکین مکہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، حدیبیہ کے سال جس وقت انھوں نے رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کو مکہ مکرمہ میں داخل ہونے سے روک دیا تھا۔

(لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۱۱۵) اب اللّٰہ تعالیٰ قبلہ کا ذکر فرماتے ہیں کہ جس شخص کو قبلہ معلوم نہ ہو وہ سوچ و بچار کر کے جس جانب نماز میں اپنا چہرہ کرلے تو وہ نماز اللّٰہ تعالیٰ کی رضامندی کے لیے ہوجائے گی۔ اور اس آیت کی یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ اللّٰہ تعالیٰ مشرق و مغرب والوں کے لیے قبلہ بیان کررہا ہے اور وہ حرم ہے۔ تو جس مقام پر بھی نماز کی حالت میں تم اپنے چہروں کو حرم کی طرف کرلو گے تو وہ ہی اللّٰہ تعالیٰ کا قبلہ ہے اللّٰہ تعالیٰ قبلہ کے تعلق سے ان کی نیتوں سے اچھی طرح واقف ہے۔

شان نزول: وَلِلّٰهِ الۡمَشۡرِقُ وَالۡمَغۡرِبُ (الخ)

مسلم، ترمذیؒ، نسائیؒ نے حضرت عبداللّٰہ بن عمرؓ کے حوالہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللّٰہ ﷺ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ واپسی کے وقت اپنی سواری پر جس جانب بھی آپ کی سواری کا چہرہ ہوتا تھا نفل نماز ادا فرما رہے تھے، اس کے بعد ابن عمرؓ نے وَلِلّٰهِ الۡمَشۡرِقُ وَالۡمَغۡرِبُ آیت کریمہ پڑھی اور فرمایا اسی کے حکم کے لیے یہ آیت نازل ہوئی ہے اور امام حاکمؒ نے حضرت عمرؓ سے ہی روایت کی ہے کہ فَاَيۡنَمَا تُوَلُّوۡا فَثَمَّ وَجۡهُ اللّٰهِ یہ آیت اس بارے میں نازل ہوئی ہے کہ جس جانب بھی آپ کی سواری کا چہرہ اور رخ ہو اس پر نفل نماز پڑھ سکتے ہو، امام حاکمؒ فرماتے ہیں یہ حدیث مسلم کی شرط پر صحیح ہے، اس آیت مبارکہ کے بارے میں جو احادیث مروی ہیں ان سب میں از روئے سند یہ حدیث سب سے زیادہ صحیح ہے اور اس پر علما کرام کی ایک جماعت نے اعتماد کیا ہے مگر اس میں آیت کے نازل ہونے کا سبب بلکہ صرف اتنا ہے کہ اس چیز کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ دوسری روایات میں سبب نزول کی تصریح بھی موجود ہے چنانچہ ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے علی بن ابی طلحہؓ کے ذریعہ سے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللّٰہ ﷺ نے جب مدینہ منورہ ہجرت فرمائی تو اللّٰہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو نماز کی حالت میں ''بیت المقدس'' کی طرف چہرہ کرنے کا حکم دے دیا، اس سے یہودی بہت خوش ہوئے، چنانچہ آپ نے دس ماہ سے زیادہ ''بیت المقدس'' کی طرف نماز میں چہرہ اور رخ کیا اور آپ قبلہ ابراہیمی کو پسند فرماتے تھے اور اس کے لیے دعا بھی کرتے تھے، اس کی طرف بھی دیکھتے تھے تب اللّٰہ تعالیٰ نے پھر پہلے قبلہ کی طرف چہرہ کرنے کا حکم صادر فرما دیا، فَوَلُّوۡا وُجُوۡهَكُمۡ شَطۡرَهٗ اس پر یہودیوں کو شک ہوا کہ کیا وجہ ہے کہ جس قبلہ کی طرف یہ نماز پڑھ رہے تھے پھر اس قبلہ کو ترک کردیا، تب اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ آپ فرما دیجیے کہ مشرق و مغرب سب ہی جہتیں اللّٰہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں، اس حدیث کی اسناد قوی ہیں اور حدیث کے معنی سے بھی اس کی تائید ہو رہی ہے، لہٰذا اسی پر اعتماد کرلو اور اس آیت کریمہ کے بارے میں دیگر ضعیف روایات بھی موجود ہیں، چنانچہ ترمذی، ابن ماجہ اور دار قطنی نے بذریعہ اشعث بن سمانؒ، عاصم بن عبداللّٰہؒ، عبداللّٰہ بن عامرؒ۔ عامر بن ربیعہؓ سے

روایت کی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک اندھیری رات میں سفر کر رہے تھے ہم میں سے کسی کو معلوم نہ ہو سکا کہ قبلہ کس طرف ہے ہر ایک نے اپنی اپنی سمجھ کے مطابق نماز ادا کر لی۔

جب صبح ہوئی تو ہم نے رسول اللہ ﷺ کو یہ بات بتائی، اس پر یہ آیت نازل ہوئی فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ .الخ امام ترمذیؒ فرماتے ہیں یہ حدیث ضعیف ہے اور اشعث روایت حدیث میں ضعیف ہیں۔

اور دارقطنی اور ابن مردویہ نے بواسطہ عرزمیؒ، عطاؒ، حضرت جابرؓ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر روانہ کیا، میں بھی اسی لشکر میں موجود تھا، اچانک ہمیں بہت سخت قسم کے اندھیرے کا سامنا ہوا جس وجہ سے ہم قبلہ کو نہ پہچان سکے، ہم میں سے ایک جماعت نے کہا کہ ہم نے قبلہ کی تحقیق کر لی، قبلہ اس کے شمالی جانب میں ہے، ان لوگوں نے اس طرف نماز ادا کر لی اور علامت کے لیے کچھ نشان کر دیے، بعض لوگوں نے کہا کہ قبلہ جنوب کی جانب ہے چنانچہ انھوں نے اس سمت پر نماز ادا کر لی اور یاد دہانی کے لیے وہاں کچھ نشانات کر دیے، جب صبح ہوئی اور سورج طلوع ہوا تو یہ نشانات قبلہ کے علاوہ دوسری سمت پر تھے جب ہم اپنے سفر سے واپس لوٹے تو ہم نے رسول اللہ ﷺ سے اس واقعہ کو بیان کیا تو آپ نے اپنی گردن جھکا لی اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ نازل فرمائی۔

اور ابن مردویہؒ نے بواسطہ کلبیؒ، ابو صالحؒ، حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر روانہ فرمایا ان کو راستہ میں اندھیرے سے واسطہ پڑ گیا، جس کی وجہ سے قبلہ کا رخ معلوم نہ ہو سکا، چنانچہ سب نے نماز ادا کر لی پھر سورج نکلنے کے بعد یہ بات واضح ہوئی کہ قبلہ کے رخ کے علاوہ دوسرے رخ پر نماز پڑھی ہے، جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں واپس لوٹے تو آپ کے سامنے یہ واقعہ پیش کیا گیا تب اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا کہ مشرق و مغرب سب اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے الخ۔

اور ابن جریرؒ نے قتادہؓ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا بھائی نجاشی انتقال کر گیا ہے اس پر نماز پڑھو، صحابہ کرامؓ نے گزارش کی ہم ایسے شخص پر نماز پڑھیں جو مسلمان ہی نہیں ہے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ، پھر صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ وہ قبلہ کی طرف چہرہ کر کے نماز نہیں پڑھتے تھے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ مشرق و مغرب سب اللہ کی ملک ہیں، یہ حدیث بہت ہی غریب ہے اور مرسل ہے یا معضل۔

اور ابن جریرؒ ہی نے مجاہدؒ سے روایت کیا ہے کہ جب یہ آیت کریمہ اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ نازل ہوئی تو صحابہؓ نے عرض کیا کہاں یاد کریں اس پر یہ آیت نازل ہوئی فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا الخ۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۱۱٦) اب یہود اور نصاریٰ کا مقالہ بیان کر رہے ہیں کہ یہود حضرت عزیر کو حق تعالیٰ کا بیٹا اور عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا قرار دیتے ہیں اللہ تعالیٰ کی ذات اولاد اور شریک سے پاک ہے، جیسا تم کہتے ہو ایسا نہیں ہے بلکہ زمین و آسمان میں جتنی بھی مخلوق ہے وہ سب کی سب اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ ہے، سب کے سب اللہ تعالیٰ

کی بندگی اوراس کی توحید کے قائل ہیں، زمین وآسمان کے وجوداوراس کی مثال سے پہلے حق تعالیٰ نے ان کو پیدا کیا ہے۔
(۱۱۷) اور اللہ تعالیٰ ایسے موجد ہیں کہ مثلاً جب کسی شخص کو بغیر باپ کے، جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا کرنا چاہتے ہیں، تو وہ بغیر باپ کے پیدا ہوجاتے ہیں یا بغیر ماں باپ کے پیدا کرنا چاہتے ہیں تو جیسے حضرت آدم علیہ السلام، تو وہ اسی طرح پیدا ہوجاتے ہیں۔
(۱۱۸) جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت سے واقف نہیں یعنی یہودی وہ اس بات کے دعویدار ہیں کہ اللہ تعالیٰ علانیہ ہم سے گفتگو کیوں نہیں کرتا، یا رسول اللہ ﷺ کی نبوت کے بارے میں کوئی دلیل واضح ہمارے پاس کیوں نہیں آئی، تا کہ ہم اس پر ایمان لے آئیں، اس سے پہلے ان کے باپ دادا بھی یہی کہتے چلے آئے ہیں، ان سب کی باتیں ایک جیسی ہیں اور ان کے دل اپنے باپ دادا ہی کے طریقہ پر ہیں، ہم نے علامات اوامر ونواہی اور رسول اکرم ﷺ کی صفات کو توریت میں (ان سب چیزوں کو ایسی جماعت کے لیے جو کہ تصدیق کرے) بیان کردیا ہے۔

شانِ نزول: وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ (الخ)

ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے سعیدؒ اور عکرمہؒ کے حوالہ سے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ رافع بن خزیمہ نے حضور ﷺ سے کہا، جیسا کہ آپؐ دعویٰ کرتے ہیں کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں تو اللہ تعالیٰ سے کہیے کہ وہ ہم سے بات کرے تا کہ ہم اس کی گفتگو سنیں اس پر یہ آیت اُتری ہوئی وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ. (الخ)

شانِ نزول: اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ (الخ)

عبدالرزاقؒ بواسطہ ثوریؒ، موسیٰ بن عبیدہؒ، محمد بن کعب قرظیؒ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، کاش مجھے معلوم ہوجاتا کہ میرے والدین نے کیا کیا ہے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ کہ ہم نے سچائی اور حق کے ساتھ آپ کو خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بھیجا ہے۔ اہل جہنم کے متعلق آپ سے کسی قسم کا کوئی سوال نہیں کیا جائے گا، چنانچہ اس دار فانی سے رحلت فرمانے تک آپ ﷺ نے پھر والدین کا ذکر نہیں کیا، یہ حدیث مرسل ہے اور ابن جریرؒ نے بواسطہ ابن جریجؒ، داؤد بن ابی عاصمؒ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے والدین کہاں ہیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی یہ حدیث بھی مرسل ہے۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)
(۱۱۹) اے محمد ﷺ ہم نے آپ ﷺ کو اللہ کی توحید اور قرآن حکیم کے ساتھ بھیجا ہے، آپ ﷺ جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اس کے لیے جنت کی خوشخبری دینے والے اور جو کفر کرے اس کو دوزخ سے ڈرانے والے ہیں اور آپ سے اہل جہنم کے بارے میں سوال نہیں ہوگا۔

وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ۭ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ۭ وَلَىِٕنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَاۗءَھُمْ بَعْدَ الَّذِيْ جَاۗءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۱۲۰﴾ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ ۭ اُولٰۗىِٕكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰۗىِٕكَ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ يٰبَنِىْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِىْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّىْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَي الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِىْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَـيْــــًٔـا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا ھُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾

اور تم سے نہ تو یہودی کبھی خوش ہوں گے اور نہ عیسائی یہاں تک کہ اُن کے مذہب کی پیروی اختیار کرلو (ان سے) کہہ دو کہ خدا کی ہدایت (یعنی دین اسلام) ہی ہدایت ہے اور (اے پیغمبر) اگر تم اپنے پاس علم (یعنی وحی خدا) کے آجانے پر بھی اُن کی خواہشوں پر چلو گے تو تم کو (عذاب) خدا سے (بچانے والا) نہ کوئی دوست ہوگا نہ کوئی مددگار (۱۲۰) جن لوگوں کو ہم نے کتاب عنایت کی وہ اُس کو (ایسا) پڑھتے ہیں جیسا اُس کے پڑھنے کا حق ہے۔ یہی لوگ اس پر ایمان رکھنے والے ہیں۔ اور جو اس کو نہیں مانتے وہ خسارہ پانے والے ہیں (۱۲۱) اے بنیٔ اسرائیل میرے وہ احسان یاد کرو جو میں نے تم پر کیے اور یہ کہ میں نے تم کو اہلِ عالم پر فضیلت بخشی (۱۲۲) اور اُس دن سے ڈرو جب کوئی شخص کسی شخص کے کام نہ آئے اور نہ اُس سے بدلہ قبول کیا جائے اور نہ اُس کو کسی کی سفارش کچھ فائدہ دے اور نہ لوگوں کو (کسی اور طرح) کی مدد مل سکے (۱۲۳)

تفسیر سورة بقرة آیات (۱۲۰) تا (۱۲۳)

(۱۲۰) اور آپ ﷺ سے مدینہ منورہ کے یہودی اور نجران کے عیسائی کبھی بھی خوش نہ ہوں گے یہاں تک کہ آپ ان کے دین اور قبلہ کا اتباع نہ کرلیں، اے محمد ﷺ آپ فرما دیجیے کہ اللّٰہ تعالیٰ کا دین وہ اسلام ہے اور اللہ تعالیٰ کا قبلہ وہ بیت اللّٰہ ہے۔ اب اگر اس چیز کے بیان کے بعد کہ اللّٰہ تعالیٰ کا دین اسلام اور اس کا قبلہ کعبہ ہے، آپ ان کے دین اور قبلہ کا اتباع کریں گے تو عذاب الٰہی سے بچانے کے اندر نہ کوئی قریب والا آپ کو نفع پہنچا سکے گا اور نہ کوئی مددگار عذاب کو روک سکے گا۔

شان نزول: وَلَنْ تَرْضٰى (الخ)

یہ آیت ثعلبیؒ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ مدینہ منورہ کے یہودی اور نجران کے نصاری اس بات کی امید میں تھے کہ رسول اللّٰہ ﷺ ان کے قبلہ کی طرف نماز پڑھیں، جب اللّٰہ تعالیٰ نے قبلہ بیت اللّٰہ کو بنا دیا تو وہ اس بات سے مایوس ہو گئے کہ ان کے دین کی موافقت کی جائے اس وقت اللّٰہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا کہ یہود اور نصاریٰ آپ سے ہرگز راضی نہیں ہوں گے۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۱۲۱) اور اللّٰہ تعالیٰ اہل کتاب میں سے جو حضرات مومن ہیں، یعنی حضرت عبداللّٰہ بن سلام اور ان کے ساتھی اور ''بحیرہ راہب'' اور اس کے ساتھی اور نجاشی بادشاہ اور اس کے ساتھیوں کا تذکرہ فرماتے ہیں کہ جن لوگوں کو ہم نے توریت کتاب کا علم دیا ہے، وہ پوری پوری اس کی توصیف کرتے ہیں اور جو آدمی بھی ان سے اس کے متعلق سوال کرتا ہے، تو یہ لوگ اس کے حلال و حرام اور اوامر و نواہی میں کسی قسم کی کوئی تحریف نہیں کرتے اور توریت کی محکم چیزوں کا علم

رکھتے ہیں اور اس کے متشابہات پر ایمان لاتے ہیں، یہ لوگ حضرت محمد ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان رکھتے ہیں اور جو بھی حضرت محمد ﷺ اور قرآن کریم کا انکار کرے گا تو ایسے لوگ دنیا و آخرت کے برباد ہونے کی وجہ سے بہت گھاٹے اور نقصان میں ہیں۔

(۱۲۲) اب پھر اللّٰہ تعالیٰ بنی اسرائیل پر اپنے انعامات اور احسانات کا ذکر فرماتے ہیں۔ اے یعقوب علیہ السلام کی اولاد میرے ان انعامات کو یاد کرو جو میں نے تمہارے باپ دادا پر فرعون اور اس کی قوم سے آزادی دے کر کیے ہیں اور اس کے علاوہ اور مزید انعامات کیے ہیں اور اسلام کی وجہ سے تمام جہان پر فضیلت دی۔

(۱۲۳) اور قیامت کے دن کے عذاب سے ڈرو، جس دن کوئی کافر کسی بھی کافر سے عذاب کو نہ ٹال سکے گا اور یہ تفسیر بھی کی گئی ہے کہ کوئی نیک شخص کسی نیک شخص سے اس عذاب کو نہ ہٹا سکے گا اور یہ بھی بیان کیا ہے کہ باپ اپنے بیٹے سے اور بیٹا اپنے باپ سے حق تعالیٰ کے عذاب میں سے کچھ بھی دور نہ کر سکے گا اور نہ فدیہ کارگر ہوگا اور نہ مقربین فرشتے اور نہ ہی انبیاء رُسل ایسے لوگوں کے لیے کوئی شفاعت کریں گے۔

وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ۭ قَالَ اِنِّىْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ۭ قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِىْ ۭ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۲۴﴾ وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ۭ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ۭ وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِىَ لِلطَّاۗىِٕفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ﴿۱۲۵﴾ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ ھٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَھْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗٓ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۲۶﴾

اور جب پروردگار نے چند باتوں میں ابراہیم کی آزمائش کی تو وہ اُن میں پورے اُترے۔ خدا نے کہا کہ میں تم کو لوگوں کا پیشوا بناؤں گا۔ اُنہوں نے کہا کہ (پروردگار) میری اولاد میں سے بھی (پیشوا بنائیو) خدا نے فرمایا کہ ہمارا اقرار ظالموں کے لیے نہیں ہوا کرتا (۱۲۴) اور جب ہم نے خانہ کعبہ کو لوگوں کے لیے جمع ہونے اور امن پانے کی جگہ مقرر کیا اور (حکم دیا کہ) جس مقام پر ابراہیم کھڑے ہوئے تھے اُس کو نماز کی جگہ بنا لو۔ اور ابراہیم اور اسمٰعیل کو کہا کہ طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع کرنے والوں اور سجدہ کرنے والوں کے لیے میرے گھر کو پاک صاف رکھا کرو (۱۲۵) اور جب ابراہیم نے دُعا کی کہ اے پروردگار اس جگہ کو امن کا شہر بنا اور اس کے رہنے والوں میں سے جو خدا پر اور روز آخرت پر ایمان لائیں ان کے کھانے کو میوے عطا کر۔ تو خدا نے فرمایا کہ جو کافر ہوگا میں اُس کو بھی کسی قدر متمتع کروں گا (مگر) پھر اُسکو (عذاب) دوزخ کے (بھگتنے کے) لیے ناچار کر دوں گا اور وہ بُری جگہ ہے (۱۲۶)

تفسیر سورة بقرة آیات (۱۲٤) تا (۱۲٦)

(۱۲۴) حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللّٰہ پر جو احسانات ہوئے اللّٰہ تعالیٰ اب ان کا ذکر فرماتے ہیں۔

کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللّٰہ تعالیٰ نے دس خصلتوں کی تکمیل کا حکم دیا، جن میں سے پانچ سر میں تھیں اور پانچ باقی بدن میں چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کی پوری طرح تعمیل کی اور یہ تفسیر بھی کی گئی ہے کہ جن کلمات کے ساتھ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللّٰہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مخاطب فرمایا، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان سب کی پوری

پوری تکمیل فرمادی، اب اللّٰہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مخاطب کر کے کہا کہ میں آپ کو اپنا نائب بناتا ہوں تاکہ سب آپ کی اتباع و پیروی کریں، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا کہ میری اولاد میں سے کوئی ایسا امام بنا دیجیے، جو لوگوں کا راہبر ہو، ارشاد باری ہوا کہ میرا عہدہ نبوت اور میرا وعدہ اور میری کرامت اور میری رحمت یہ تمام چیزیں جو آپ کو حاصل ہوئی ہیں آپ کی اولاد میں سے کسی کو نہیں ملیں گی۔

اور یہ تفسیر بھی کی گئی ہے کہ آپ کی اولاد میں سے جو ظالم ہوں گے ان کو میں امام نہیں بناؤں گا اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ میرا وعدہ ان ظالموں کو آخرت میں حاصل نہیں ہوگا، البتہ دنیا میں سے ان کو کچھ مل جائے گا۔

(۱۲۵) اس کے بعد اللّٰہ تعالیٰ نے مخلوق کو ان کی اتباع کا حکم دیا کہ ہم نے بیت اللّٰہ کو لوگوں کے لیے مقبول بنایا ہے کہ لوگ جذب و شوق میں وہاں جاتے ہیں اور اس مقام پر جانے والے کے لیے وہ جگہ باعث امن ہے، اور اے امت محمدیہ ﷺ مقام ابراہیم کو اپنا قبلہ بنالو اور ہم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام و اسمٰعیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ بیت اللّٰہ کو اس میں قیام کرنے والوں اور تمام ممالک کے لوگوں کو اس میں پانچوں نمازیں پڑھنے کے لیے بتوں سے پاک کردیں۔

شان نزول: وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ (الخ)

امام بخاری رحمۃ اللّٰہ علیہ وغیرہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ تین باتوں میں، میں نے اپنے پروردگار سے موافقت کی۔ میں نے عرض کیا یارسول اللّٰہ ﷺ اگر مقام ابراہیم کو مصلیٰ (طواف کی دوگانہ اس جگہ پڑھی جائے) بنالیں تو بہتر ہے فوراً آیت وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ (الخ) نازل ہوگئی، میں نے عرض کیا یارسول اللّٰہ ﷺ ازواج مطہرات کے پاس نیک و بد سب قسم کے آدمی آتے رہتے ہیں، اگر آپ اپنی ازواج مطہرات کو پردہ کا حکم دے دیں تو کیا اچھا ہو، فوراً پردہ کے متعلق آیت نازل ہوگئی، اور رسول اللّٰہ ﷺ کی خدمت میں تمام ازواج مطہرات علیحدگی میں جمع ہوئیں، میں نے ان سے کہا عَسٰى رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ (الخ) یعنی اللہ تعالیٰ تم سے بہتر حضور اکرم ﷺ کو ازواج عطا فرمادے گا، چنانچہ اسی طرح آیت نازل ہوگئی، یہ حدیث مختلف طریقوں سے مروی ہے۔

چنانچہ ابن ابی حاتمؒ اور ابن مردویہؒ نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ جب رسول اللّٰہ ﷺ نے بیت اللّٰہ کا طواف کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، یہ ہمارے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مقام ہے، حضور اکرم ﷺ نے فرمایا بالکل، حضرت عمرؓ نے درخواست کی تو پھر اسے نماز کی جگہ کیوں نہ بنالیا جائے، اسی وقت اللّٰہ تعالیٰ نے حکم نازل فرمادیا، کہ مقام ابراہیم علیہ السلام کو نماز پڑھنے کی جگہ بناؤ۔

اور ابن مردویہؒ نے عمرو بن میمونؒ کے واسطہ سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ مقام ابراہیم علیہ السلام کے پاس سے گزرے اور درخواست کی یارسول اللّٰہ ﷺ! کیا ہم اپنے پروردگار کے دوست یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی جگہ پر نہ کھڑے ہوں آپ ﷺ نے فرمایا ضرور، پھر عرض کیا کہ کیا اسے نماز پڑھنے کی جگہ نہ بنالیں، جواب میں رسول اللّٰہ ﷺ نے تھوڑی دیر خاموشی اختیار کی تاآنکہ آیت وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى (الخ) نازل

ہوگئی۔اس حدیث اور اس سے پہلی حدیث کا سیاق وسباق یہ بتلا رہا ہے کہ یہ آیت ''حجۃ الوداع'' میں نازل ہوئی ہے۔(لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۱۲۶) اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب یہ دعا کی کہ اس شہر کو امن والا شہر بنادے کہ سب اس شہر میں آسکیں اور یہاں کے لوگوں میں سے جو اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہوں انہیں مختلف قسم کے پھلوں سے روزی عطا فرما۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے میرا انکار کیا اسے بھی میں دنیا میں رزق دوں گا، پھر اسے لے جا کر (قیامت کے دن) جہنم میں ڈال دوں گا۔

وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۲۷﴾ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ۪ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۲۸﴾ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۲۹﴾ وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ ؕ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۳۰﴾ اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗٓ اَسْلِمْ ۙ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۳۱﴾

اور جب ابرہیمؑ اور اسمٰعیلؑ بیت اللہ کی بنیادیں اُونچی کر رہے تھے (تو دُعا کیے جاتے تھے کہ) اے پروردگار ہم سے یہ خدمت قبول فرما بیشک تو سُننے والا (اور) جاننے والا ہے (۱۲۷) اے پروردگار ہم کو اپنا فرمانبردار بنائے رکھیو۔اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک گروہ کو اپنا مطیع بناتے رہیو اور (پروردگار) ہمیں ہمارے طریق عبادت بتا اور ہمارے حال پر (رحم کے ساتھ) توجہ فرما۔ بیشک تو توجہ فرمانے والا مہربان ہے (۱۲۸) اے پروردگار ان (لوگوں) میں انہی میں سے ایک پیغمبر مبعوث کی جیو جو اُن کو تیری آیتیں پڑھ پڑھ کر سُنایا کرے اور کتاب اور دانائی سکھایا کرے اور اُن (کے دلوں) کو پاک صاف کیا کرے۔ بیشک تو غالب (اور) صاحب حکمت ہے (۱۲۹)۔اور ابراہیمؑ کے دین سے کون رُوگردانی کرسکتا ہے بجز اس کے جو نہایت نادان ہو۔ہم نے اُن کو دنیا میں بھی منتخب کیا تھا اور آخرت میں بھی وہ (زمرۂ) صلحاء میں سے ہوں گے (۱۳۰)۔ جب اُن سے ان کے پروردگار نے فرمایا کہ اسلام لے آؤ تو اُنہوں نے عرض کی کہ میں ربُّ العالمین کے آگے سرِ اطاعت خم کرتا ہوں (۱۳۱)

تفسیر سورة بقرة آیات (۱۲۷) تا (۱۳۱)

(۱۲۷) اور جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ کی تعمیر کے لیے اس کا سنگ بنیاد رکھا اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اُن کے ساتھ تعاون کررہے تھے، جب دونوں اس کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو انہوں نے دعا کی، پروردگار عالم ہماری اس اپنے گھر کی تعمیر کو قبول فرما، بلاشبہ آپ دعاؤں کو سننے والے اور قبولیت کو کرنے والے ہیں۔

اور یہ تفسیر بھی کی گئی ہے کہ اپنے گھر کی تعمیر میں تو ہماری نیتوں سے اچھی طرح واقف ہے۔

(۱۲۸) اے ہمارے پروردگار! خالص ہمیں اپنی توحید اور عبادت پر قائم رکھ اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک خالص اپنی توحید وعبادت پر کاربند ہونے والی جماعت پیدا فرما اور ہمیں آداب واحکام حج سے باخبر رکھ اور ہماری کمزوریوں ،کوتاہیوں کو معاف فرما، یقیناً تو معاف کرنے والا اور ایمان لانے والوں پر رحم کرنے والا ہے۔

(۱۲۹) اللہ تعالیٰ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں اسی خاندان میں سے ایک رسول (حضرت محمد ﷺ) کو مبعوث فرما، جو قرآن کریم کو ان کے سامنے پڑھے اور علوم قرآن اور حلال و حرام کی ان کو تعلیم دے اور وہ نبی ان کو توحید کی وجہ اور گناہوں سے پاک صاف کرنے کی وجہ سے پاکیزہ بنائے، بلاشبہ جو تیرے اس رسول کی دعوت پر لبیک نہ کہے، جس کو تو نے ان کی طرف بھیجا ہے اس سے شدید انتقام لینے پر قدرت رکھنے والا ہے اور رسول کے مبعوث فرمانے میں تو غالب حکمت والا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ دعا قبول فرمائی اور حضرت محمد ﷺ کو ان کی اولاد میں رسول بنا کر بھیجا اور یہی وہ کلمات ہیں جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا امتحان لیا تھا، چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کلمات کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا اور ان ہی کلمات کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی۔

(۱۳۰) جس کا نفس خسارہ اور نقصان میں مبتلا ہو گیا ہو اور جس کی عقل نہ رہی ہو اور بیوقوفی اور حماقت کا اس پر غلبہ ہو گیا ہو، اس آدمی کے علاوہ اور کون حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین اور آپ کی سنت سے لاتعلقی اختیار کر سکتا ہے اور ہم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس دنیاوی زندگی میں خلعت عالیہ کے ساتھ نوازا ہے۔ اور یہ تفسیر بھی کی گئی ہے کہ اس دنیا میں ہم نے ان کو نبوت اور اسلام اور پاکیزہ اولاد کے ساتھ منتخب کیا ہے اور بہشت میں ان کے باپ دادا میں سے جو انبیا کرام ہوں گے وہ ان کے ساتھ ہوں گے۔

شانِ نزول: وَمَنْ يَّرْغَبُ (الخ)

ابن عیینہؒ نے روایت کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے اپنے بھتیجوں سلمہ رضی اللہ عنہ اور مہاجرؓ کو اسلام کی دعوت دی اور ان سے فرمایا کہ تمہیں معلوم ہے اللہ تعالیٰ نے توریت میں یہ بات بیان فرمائی ہے کہ میں اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ایک رسول بھیجوں گا، جس کا نام گرامی احمد ﷺ ہوگا جو ان کو بھی تسلیم کرے گا، وہ رشد و ہدایت سے فیض یاب ہوگا اور جو آپ کا انکار کرے گا وہ ملعون ہوگا، اس دعوت پر سلمہ رضی اللہ عنہ اسلام لے آئے اور مہاجر نے ایمان لانے سے منکر ہو گیا اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۱۳۱) جب حضرت ابراہیم علیہ السلام سرنگ سے نکلے تو اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ اپنے قول کو لوٹاؤ اور لا الٰــہ الا اللّٰہ پڑھو چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے اپنی تمام باتوں کو اس ذات وحدہٗ لاشریک کی طرف موڑ دیا ہے جو کہ تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔ یہ تفسیر بھی کی گئی ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کو توحید کی دعوت دی تو اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا کہ اپنے دین اور عمل کو اللہ تعالیٰ کے لیے خاص کر لو، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواب میں فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کا تابع و فرمانبردار ہو گیا اور اپنے دین و عمل سب ہی کو اللہ تعالیٰ کے لیے خاص کر لیا۔

اور یہ تفسیر بھی کی گئی ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو ان سے اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اپنے نفس کو میرے سپرد کرو، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے اپنے نفس کو اس اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا ہے جو کہ تمام جہانوں کو پالنے والا ہے۔

وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ يٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ بَعْدِيْ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۳﴾ تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۴﴾ وَقَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِيْفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۳۵﴾ قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۶﴾ فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِيْ شِقَاقٍ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۳۷﴾

اور ابراہیمؑ نے اپنے بیٹوں کو اسی بات کی وصیت کی اور یعقوبؑ نے بھی (اپنے فرزندوں سے یہی کہا) کہ بیٹا خدا نے تمہارے لیے یہی دین پسند فرمایا ہے تو مرنا ہے تو مسلمان ہی مرنا (۱۳۲) بھلا جس وقت یعقوبؑ وفات پانے لگے تو تم اُس وقت موجود تھے۔ جب اُنہوں نے اپنے بیٹوں سے پوچھا کہ میرے بعد تم کس کی عبادت کرو گے۔ تو اُنہوں نے کہا کہ آپ کے معبُود اور آپؑ کے باپ دادا ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ اور اسحٰقؑ کے معبُود کی عبادت کریں گے جو معبُودِ یکتا ہے اور ہم اُسی کے حکم بردار ہیں (۱۳۳) یہ جماعت گذر چکی ان کو ان کے اعمال (کا بدلہ ملے گا) اور تم کو تمہارے اعمال (کا) اور جو عمل وہ کرتے تھے اُن کی پُرسش تم سے نہیں ہوگی (۱۳۴) اور (یہودی اور عیسائی) کہتے ہیں کہ یہودی یا عیسائی ہو جاؤ تو سیدھے رستے پر لگ جاؤ (اے پیغمبر ان سے) کہہ دو (نہیں) بلکہ (ہم) دین ابراہیمؑ (اختیار کیے ہوئے ہیں) جو ایک خدا کے ہو رہے تھے اور مشرکوں میں سے نہ تھے (۱۳۵) (مسلمانو) کہو کہ ہم خدا پر ایمان لائے اور جو (کتاب) ہم پر اُتری اُس پر اور جو (صحیفے) ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ اور اسحٰقؑ اور یعقوبؑ اور اُنکی اولاد پر نازل ہوئے اُن پر اور جو (کتابیں) موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو عطا ہوئیں اُن پر اور جو اور پیغمبروں کو اُن کے پروردگار کی طرف سے ملیں اُن پر (سب پر ایمان لائے) ہم اُن پیغمبروں میں سے کسی میں کچھ فرق نہیں کرتے اور ہم اُسی (خدائے واحد) کے فرمانبردار ہیں (۱۳۶) تو اگر یہ لوگ بھی اُسی طرح ایمان لے آئیں جس طرح تم ایمان لے آئے ہو تو ہدایت یاب ہو جائیں اور اگر منہ پھیر لیں (اور نہ مانیں) تو وہ (تمہارے) مخالف ہیں۔ اور اُن کے مقابلے میں تمہیں خدا کافی ہے اور وہ سننے والا (اور) جاننے والا ہے (۱۳۷)

تفسیر سورۃ بقرۃ آیات (۱۳۲) تا (۱۳۷)

(۱۳۲) اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے انتقال کے وقت اپنی اولاد کو کلمہ ''لا الہ الا اللّٰہ'' کی وصیت کی اور اسی بات کی حضرت یعقوب علیہ السلام نے بھی اپنی اولاد کو وصیت کی چنانچہ فرمایا کہ اللّٰہ تعالیٰ نے تمہارے لیے دین اسلام کو پسند کیا ہے، لہٰذا دین اسلام پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہو تا کہ تم اسلام ہی کی حالت میں مرو جب کہ تم خالص اللّٰہ تعالیٰ کی توحید کو بیان اور اسی کی عبادت کر رہے ہو۔

(۱۳۳) دین ابراہیمی کے ساتھ یہودیوں نے جو جھگڑا کیا اب اللّٰہ تعالیٰ اس کا ذکر فرماتے ہیں کہ اے یہودیوں کی جماعت جب حضرت یعقوبؑ کو موت آئی کیا تم اس وقت موجود تھے کہ کس چیز کے متعلق حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنی اولاد کو وصیت کی یہودیت کے بارے میں یا دین اسلام کے بارے میں؟ چنانچہ انھوں نے کہا کہ میرے مرنے کے بعد کس کی عبادت کرو گے، ان کی اولاد نے کہا اسی ایک معبود حقیقی کی عبادت کریں گے جس کی آپ عبادت

کررہے ہیں اور اللّٰہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کی توحید کے لیے ہم دل وجان سے وعدہ کررہے ہیں۔

(۱۳۴) یہ ایک جماعت تھی جو گزرگئی اس نے جو نیکیاں کی ہیں وہ اس کے لیے خاص ہیں اور جو تم اچھے کام کرتے ہو وہ تمہارے لیے ہیں اور قیامت کے دن تم سے ان لوگوں کے اعمال اور اقوال کے بارے میں پوچھ گچھ نہیں ہوگی۔

(۱۳۵) مومنین کے ساتھ یہود اور نصاریٰ کے جھگڑے اور مناظرے کا اللّٰہ تعالیٰ ذکر فرماتا ہے یہودی مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ گمراہی سے ہدایت پر آجاؤ یعنی ہماری جماعت میں آجاؤ۔ اسی طرح عیسائی کہتے (اس مقام پر تقدیم وتاخیر ہے)۔

اے محمد ﷺ! آپ کہہ دیجیے کہ حقیقت تمہارے یعنی یہودیوں کے کہنے کے مطابق نہیں بلکہ حضرت ابراہیم خلیل اللّٰہ کے دین اسلام جو کہ حنیف اور اخلاص والا ہے، اس کی اتباع کرو تب تم لوگوں کو ہدایت حاصل ہوسکتی ہے اور ان کے دین میں کسی قسم کا شرک نہیں۔

شان نزول: وَقَالُوا كُونُوا هُودًا (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے سعید یا عکرمہؒ کے ذریعہ سے حضرت عبداللّٰہ ابن عباس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہما روایت کیا ہے کہ ابن صوریاؒ نے رسول اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا، اے محمد ﷺ، ہدایت پر صرف ہم ہیں لہٰذا ہماری (العیاذ باللّٰہ) اتباع اختیار کرو، سیدھی راہ پر آجاؤ گے اور نصاریٰ نے بھی آپ سے یہ کہا، تب ان گمراہوں کے متعلق اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ یہ لوگ کہتے ہیں یہودی یا نصرانی ہوجاؤ ہدایت پاجاؤ گے۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۱۳۶) اس کے بعد اللّٰہ تعالیٰ نے مومنین کو توحید کا طریقہ بتایا تاکہ یہود اور نصاریٰ کی توحید کی جانب رہنمائی ہوسکے چنانچہ فرمایا کہ کہو ہم رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی کتاب پر اور حضرت اسماعیل علیہ السلام اور ان کی کتاب پر اور حضرت اسحاق علیہ السلام اور ان کی کتاب پر اور حضرت یعقوب علیہ السلام اور ان کی کتاب پر اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد اور ان کی کتابوں پر اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی توریت پر اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی انجیل پر اور تمام انبیا سابقین علیہم السلام اور ان پر نازل ہونے والی کتابوں پر ایمان لائے ہیں۔

اور اللّٰہ تعالیٰ نے جو نبوت اور توحید بیان فرمائی ہے اس پر بھی ہمیں پورا ایمان حاصل ہے۔ اور ایک تفسیر یہ بھی کی گئی ہے کہ ان انبیا کرام میں سے ہم کسی کا انکار نہیں کرتے۔

اور ہم اللّٰہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کی عبادت کا اقرار کرنے والے ہیں۔

(۱۳۷) لہٰذا اگر یہ اہل کتاب تمام انبیا کرام اور ان پر نازل ہونے والی تمام کتابوں پر ایمان لے آئیں تو یہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین کے مطابق گمراہی سے درست راستے پر آجائیں گے۔

اور اگر یہ تمام انبیا کرام اور ان پر نازل ہونے والی کتب پر ایمان لانے سے منکر ہوجائیں تو یہ دین کی مخالفت کرنے والے ہیں اللّٰہ تعالیٰ آپ سے ان کی اس محنت کو انھیں قتل اور جلاوطن کرکے ختم کردے گا۔ وہ ان کی باتوں کو سننے والا اور اُن کی سزا سے اچھی طرح واقف ہے۔

صِبْغَةَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ۫ وَّنَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ ﴿۱۳۸﴾ قُلْ اَتُحَآجُّوْنَنَا فِى اللّٰهِ وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۚ وَلَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۚ وَنَحْنُ لَهٗ مُخْلِصُوْنَ ﴿۱۳۹﴾ اَمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ كَانُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ۗ قُلْ ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُ ۗ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ ۗ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۰﴾ تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَلَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۱﴾

(کہہ دو کہ ہم نے) خدا کا رنگ (اختیار کرلیا ہے) اور خدا سے بہتر رنگ کس کا ہو سکتا ہے۔ اور ہم اُسی کی عبادت کرنے والے ہیں (۱۳۸)۔ (ان سے) کہو کیا تم خدا کے بارے میں ہم سے جھگڑتے ہو حالانکہ وہی ہمارا اور تمہارا پروردگار ہے اور ہم کو ہمارے اعمال (کا بدلہ ملے گا) اور تم کو تمہارے اعمال (کا) اور ہم خاص اُسی کی عبادت کرنے والے ہیں (۱۳۹)۔ (اے یہود و نصاریٰ) کیا تم اس بات کے قائل ہو کہ ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور اُنکی اولاد یہودی یا عیسائی تھے (اے محمد ان سے) کہو کہ بھلا تم زیادہ جانتے ہو یا خدا؟ اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو خدا کی شہادت کو جو اُس کے پاس (کتاب میں موجود) ہے چھپائے اور جو کچھ تم کر رہے ہو خدا اس سے غافل نہیں (۱۴۰) یہ جماعت گذر چکی۔ اُنکو وہ (ملے گا) جو اُنہوں نے کیا اور تم کو وہ جو تم نے کیا اور جو عمل وہ کرتے تھے اُن کی پُرسش تم سے نہیں ہوگی (۱۴۱)

تفسیر سورة بقرة آیات (۱۳۸) تا (۱۴۱)

(۱۳۸) اللّٰہ تعالیٰ ہی کے دین کی اتباع کرو، اس سے بہتر اور کون سا دین ہو سکتا ہے اور زبان حال سے کہو کہ ہم اس ذات کی توحید بیان کرنے والے اور اسی کی عبادت و توحید کا اقرار کرنے والے ہیں۔

(۱۳۹) اے محمد ﷺ آپ یہود و نصاریٰ سے کہہ دیجیے کہ تم ہم سے اللّٰہ کے دین کے معاملہ میں تنازعہ کرتے ہو، حالانکہ اللّٰہ تعالیٰ ہمارا اور تمہارا پروردگار ہے، ہمارے لیے ہمارا دین ہے، تم پر تمہارے اعمال اور تمہارا دین ہے، ہم تو خاص اللّٰہ تعالیٰ ہی کی عبادت اور اسی کی وحدانیت کا اقرار کرنے والے ہیں۔

(۱۴۰) اے یہود و نصاریٰ کی جماعتو! جیسا کہ تم کہتے ہو کہ ابراہیم، اسماعیل، اسحاق و یعقوب علیہم السلام اور حضرت یعقوب کی اولاد یہ سب یہودی یا نصاریٰ تھے، اے محمد ﷺ! آپ ان سے کہہ دیجیے کہ کیا تم ان کے دین سے زیادہ واقف ہو یا اللّٰہ تم سے زیادہ واقف ہے۔

اور ہمیں اللّٰہ تعالیٰ نے اس بات سے مطلع فرما دیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی۔

اور اس شخص سے بڑا منکر کون ہوگا جو اللّٰہ تعالیٰ کے سامنے سرکشی اور دلیری کرے اور توریت میں جو رسول اکرم ﷺ کے بارے میں گواہی ہے، اس کو چھپائے یہ لوگ جو اس گواہی اور شہادت کو چھپاتے ہیں، اللّٰہ تعالیٰ اس سے غافل نہیں ہیں۔

(۱۴۱) یہ ایک جماعت تھی جو گزر گئی، اس کے لیے اس کی نیکیاں ہیں اور تمہارے لیے تمہارے نیک کام ہیں، اور وہ جو دنیا میں کام کرتے تھے، بدلہ کے دن تم سے ان کی باز پرس نہیں ہوگی۔

سَيَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰىهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِيْ كَانُوْا عَلَيْهَا قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۴۲﴾ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴۳﴾

احمق لوگ کہیں گے کہ مسلمان جس قبلے پر (پہلے سے چلے آتے) تھے (اب) اُس سے کیوں منہ پھیر بیٹھے۔ تم کہہ دو کہ مشرق اور مغرب سب خدا ہی کا ہے وہ جس کو چاہتا ہے سیدھے رستے پر چلاتا ہے (۱۴۲) اور اسی طرح ہم نے تم کو اُمتِ معتدل بنایا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ بنو اور پیغمبر (آخر الزماں) تم پر گواہ بنیں اور جس قبلے پر تم (پہلے) تھے اس کو ہم نے اس لئے مقرر کیا تھا کہ معلوم کریں کہ کون (ہمارے) پیغمبر کا تابع رہتا ہے اور یہ بات (یعنی تحویلِ قبلہ لوگوں کو) گراں معلوم ہوئی مگر جن کو خدا نے ہدایت بخشی (وہ اسے گراں نہیں سمجھتے) اور خدا ایسا نہیں کہ تمہارے ایمان کو یونہی کھو دے۔ خدا تو لوگوں پر بڑا مہربان (اور) صاحبِ رحمت ہے (۱۴۳)

سورة بقرة آيات (١٤٢) تا (١٤٣)

(۱۴۲) یہود اور مشرکین میں سے جو لوگ جاہل ہیں یہی کہیں گے کہ اس "بیت المقدس" کے قبلہ کو انھوں نے اس لیے بدلا ہے، تاکہ اپنے آباؤ اجداد کے دین کی طرف لوٹ آئیں اور ایک تفسیر یہ بھی کی گئی ہے کہ کس چیز نے ان کو اس قبلہ "بیت المقدس" سے ہٹادیا جس کی طرف یہ منہ کیا کرتے تھے اور جس کی طرف یہ نماز پڑھا کرتے تھے، اے محمد ﷺ آپ کہہ دیجیے کہ بیت اللہ کی طرف نماز پڑھنا اور "بیت المقدس" کی طرف جو تم نماز پڑھا کرتے تھے دونوں ہی اللہ کے حکم کے سبب سے تھا، اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے دین اور درست قبلہ پر ثابت قدم رکھتا ہے۔

شان نزول: سَيَقُوْلُ السُّفَهَاءُ (الخ)

ابن اسحاقؒ، اسماعیل بن ابی خالدؒ اور ابو اسحاقؒ کے ذریعہ سے حضرت براءؓ سے روایت ہے۔ کہ حضور اکرم ﷺ بیت المقدس کی جانب مونہہ کر کے نماز پڑھتے تھے اور حکم الٰہی کے انتظار میں آسمان کی طرف بہت زیادہ دیکھتے تھے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حکم فرمادیا، کہ ہم آپ ﷺ کے چہرہ انور کا بار بار آسمان کی طرف اٹھنا دیکھ رہے ہیں، اس لیے ہم آپ ﷺ کو اسی قبلہ کی طرف پھیر کردیں گے، جس کے لیے آپ ﷺ کی خواہش ہے پھر اپنا چہرہ مبارک مسجد حرام کی طرف فرمالیجیے، اس کے بعد مسلمانوں میں سے کچھ لوگ کہنے لگے کہ جو لوگ ہم میں قبلہ کی تبدیلی سے پہلے فوت ہوگئے ہیں کاش ہمیں ان کے بارے میں ان کی حالت کا پتا چل جاتا اور ہم نے "بیت المقدس" کی طرف منہ کر کے جو نمازیں پڑھی ہیں، ان کا کیا حکم ہے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری ہو مَا كَانَ اللّٰهُ (الخ) کہ اللہ تعالیٰ ایسے نہیں کہ تمہارے ایمان کو ضائع کردیں اور لوگوں میں سے بیوقوف لوگ کہیں گے کہ جس قبلہ پر یہ تھے اس قبلہ سے انھیں کس چیز نے پھیر دیا اللہ تعالیٰ نے اسی کے بارے میں یہ آیت نازل فرمادی سَيَقُوْلُ السُّفَهَاءُ (الخ) اسی طرح چند دیگر طریقوں سے بھی یہ روایت نقل کی گئی ہے۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۱۴۳) اور جیسا کہ ہم نے تمہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین اور ان کے قبلہ کی وجہ سے عزت دار اور مکرم بنایا ہے، اسی طرح اعتدال پسند امت بھی بنایا ہے، تاکہ لوگوں پر ان احکامات کو ظاہر کرنے کے لیے اور حضور اکرم ﷺ تم کو پاک وصاف

کرنے اوراعتدال پسند بنانے والے کے لیے گواہ بن جائیں اور جس قبلہ کی طرف آپ نے انیس مہینوں تک (صحیح ۱۶یا۱۷ماہ) نماز پڑھی ہے، اس قبلہ کو تبدیل نہیں کیا ہم مگر اس لیے تاکہ ہم دیکھ سکیں اور (لوگوں کے سامنے) فرق کر دیں کہ کون قبلہ کے مسئلہ میں حضور اکرم ﷺ کی بات مانتا ہے اور کون اپنے دین اور قبلہ کی طرف واپس لوٹ جاتا ہے۔

اور جن لوگوں کے دلوں کی اللّٰہ تعالیٰ نے حفاظت فرمائی ہے، ان کے علاوہ اور لوگوں پر قبلہ کی تبدیلی بہت گراں اور بھاری تھی اور اللّٰہ تعالیٰ تمہارے ایمان کو باطل نہیں کرتا جیسا کہ دیگر شریعتوں کے منسوخ ہونے سے پہلے ہوا کرتا تھا۔ ایک یہ تفسیر بھی کی گئی ہے کہ اللّٰہ تعالیٰ تمہارے ایمانوں کو منسوخ نہیں کرتے بلکہ تمہارے ایمان کی شریعتوں کو منسوخ کرتا ہے اور ایک تفسیر یہ بھی کی گئی ہے کہ تم نے ''بیت المقدس'' کی طرف منہ کر کے جو نمازیں ادا کی ہیں، اللّٰہ تعالیٰ انھیں منسوخ اور ضائع نہیں کریں گے بلکہ تمہارا جو ''بیت المقدس'' قبلہ ہے اس کو منسوخ کر دیں گے اور اللّٰہ تعالیٰ مومنین پر بہت ہی شفقت کرنے والے اور مہربان ہیں ان کے ایمان کو منسوخ نہیں کرتا جیسا کہ نسخ شرائع سے پہلے۔

شانِ نزول: وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ (الخ)

بخاری شریف اور مسلم شریف میں حضرت براء بن عازب ؓ سے مروی ہے کہ جب ''بیت المقدس'' قبلہ تھا تو اس کی تبدیلی سے پہلے چند صحابہ کرامؓ انتقال فرما گئے اور کچھ جہاد میں شہید ہو گئے، ہمیں پتہ نہیں کہ آپ اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں، تب یہ آیت نازل ہوتی۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِى السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا ۖ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۗ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ۗ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۗ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٤٤﴾ وَلَئِنْ اَتَيْتَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ بِكُلِّ اٰيَةٍ مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَكَ ۚ وَمَاۤ اَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ ۚ وَمَا بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ ۗ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٤٥﴾ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ۗ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿١٤٦﴾

(اے محمد ﷺ) ہم تمہارا آسمان کی طرف منہ پھیر پھیر کر دیکھنا دیکھ رہے ہیں سو ہم تم کو اسی قبلے کی طرف منہ کرنے کا حکم دینگے تو اپنا منہ مسجد حرام (یعنی خانہ کعبہ) کی طرف پھیر لو۔ اور تم لوگ جہاں ہوا کرو (نماز پڑھنے کے وقت) اُسی مسجد کی طرف منہ کر لیا کرو اور جن لوگوں کو کتاب دی گئی ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ (نیا قبلہ) اُن کے پروردگار کی طرف سے حق ہے۔ اور جو کام یہ لوگ کرتے ہیں خدا اُن سے بے خبر نہیں (۱۴۴) اور اگر تم ان اہلِ کتاب کے پاس تمام نشانیاں بھی لے کر آؤ تو بھی یہ تمہارے قبلے کی پیروی نہ کریں اور تم بھی اُن کے قبلے کی پیروی کرنے والے نہیں ہو اور ان میں سے بھی بعض بعض کے قبلے کے پیرو نہیں اور اگر تم باوجود اسکے کہ تمہارے پاس دانش (یعنی وحی خدا) آ چکی ہے اُن کی خواہشوں کے پیچھے چلو گے تو ظالموں میں (داخل) ہو جاؤ گے (۱۴۵) جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ ان (پیغمبر آخر الزمان) کو اس طرح پہچانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانا کرتے ہیں۔ مگر ایک فریق ان میں سے سچی بات کو جان بوجھ کر چھپا رہا ہے (۱۴۶)

سورة بقرة آيات (١٤٤) تا (١٤٦)

(۱۴۴) تبدیلی قبلہ کے لیے حضور اکرم ﷺ نے جو دعا فرمائی ہے، اب اللہ تعالیٰ اس کا ذکر فرماتے ہیں، کہ ہم آسمان کی طرف آپ کی نظر اٹھانے کو دیکھ رہے ہیں، تاکہ جبریل امینؑ آپ ﷺ پر تحویل قبلہ کا حکم لے کر آئیں، چنانچہ ہم نماز ہی کے اندر میں آپ ﷺ کو ایسے قبلہ کی طرف یعنی قبلہ ابراہیم علیہ السلام کی طرف جس کو آپؐ پسند کرتے ہیں پھیر دیں گے۔

لہٰذا آپ ﷺ اپنے چہرہ کو نماز ہی کی حالت میں مسجد حرام کی طرف موڑ لیجیے اور خواہ تم خشکی میں ہو یا تری میں اپنے چہروں کو نماز میں اسی طرف پھیر لیں۔

اور اہل کتاب (یعنی یہودی) اس بات کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ حرم محترم حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا قبلہ ہے لیکن وہ اس چیز کو خفیہ رکھتے ہیں اور جس چیز کو تم خفیہ رکھتے ہو اللہ تعالیٰ اس سے غافل نہیں ہے۔

(۱۴۵) اور اگر آپ اہل کتاب کے پاس تمام ان معجزات کے ساتھ جن کا انھوں نے آپ سے مطالبہ کیا ہے آئیں تو وہ نہ آپ کے قبلہ کی طرف نماز پڑھیں گے اور نہ آپ کے دین کو قبول کریں گے اور نہ آپ اہل کتاب کے قبلہ کی طرف نماز پڑھنے والے ہیں اور نہ یہود و نصاریٰ میں سے کوئی بھی فریق ایک دوسرے کے قبلہ کی طرف نماز پڑھنے والے ہیں۔

اور اگر آپ ہماری ممانعت اور اس چیز کے بیان کر دینے کے بعد یہ حرم حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قبلہ ہے پھر ان کے قبلہ کی طرف مونہہ کر کے نماز پڑھیں گے تو آپ ﷺ اس کام کی وجہ سے اس وقت اپنے آپ کو نقصان پہنچانے والوں میں سے ہوں گے۔

(۱۴۶) اب اس کے بعد اللہ تعالیٰ اہل کتاب میں سے مومنین حضرات کا ذکر فرماتے ہیں کہ جن حضرات کو جیسا کہ حضرت عبداللہ بن سلامؓ اور ان کے ساتھی جن کو ہم نے توریت کے علم سے بہرہ ور کیا ہے وہ حضور اکرم ﷺ کو آپ ﷺ کے اوصاف اور صفات کے ساتھ اس طرح پہچانتے ہیں جیسا کہ وہ اپنی اولاد کو پہچانتے ہیں اور اہل کتاب میں سے ایک گروہ حضور اکرم ﷺ کی نعتؐ وصفت کو خفیہ رکھتا ہے اس کے باوجود کہ وہ اپنی کتابوں کے ذریعے یہ بات خوب جانتے ہیں کہ آپ اللہ کی جانب سے بھیجے ہوئے ہیں۔



اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۱۴۷﴾ وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ۭؔ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۴۸﴾ وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۭ وَاِنَّهٗ لَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ ۭ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۹﴾ وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۭ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْھَكُمْ شَطْرَهٗ ۙ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ ڎ اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ ۤ فَلَا تَخْشَوْھُمْ وَاخْشَوْنِيْ ۤ وَلِاُتِمَّ نِعْمَتِيْ عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۰﴾

وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

(اے پیغمبر یہ نیا قبلہ) تمہارے پروردگار کی طرف سے حق ہے تو تم ہرگز شک کرنے والوں میں نہ ہونا (۱۴۷) اور ہر ایک (فرقے) کیلئے ایک سمت (مقرر) ہے جدھر وہ (عبادت کے وقت) منہ کیا کرتے ہیں تو تم نیکیوں میں سبقت حاصل کرو تم جہاں ہو گے خدا تم سب کو جمع کرلے گا بیشک خدا ہر چیز پر قادر ہے (۱۴۸) اور تم جہاں سے نکلو (نماز میں) اپنا منہ مسجد محترم کی طرف کرلیا کرو بے شبہ وہ تمہارے پروردگار کی طرف سے حق ہے اور تم لوگ جو کچھ کرتے ہو خدا اس سے بے خبر نہیں (۱۴۹) اور تم جہاں سے نکلو مسجد محترم کی طرف منہ (کر کے نماز پڑھا) کرو اور مسلمانو تم جہاں ہوا کرو اُسی (مسجد) کی طرف رُخ کیا کرو (یہ تاکید) اس لئے (کی گئی ہے) کہ لوگ تم کو کسی طرح کا الزام نہ دے سکیں۔ مگر اُن میں سے جو ظالم ہیں (وہ الزام دیں تو دیں) سو اُن سے مت ڈرنا اور مجھی سے ڈرتے رہنا اور یہ بھی مقصود ہے کہ میں تم کو اپنی نعمتیں بخشوں اور یہ بھی کہ تم راہِ راست پر چلو (۱۵۰)

تفسیر سورۃ بقرۃ آیات (۱٤٧) تا (۱٥٠)

(۱۴۷) آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے نبی ہیں۔ لہٰذا اس چیز کے متعلق شک کرنے والوں میں سے نہ ہونا چاہیے کہ وہ اس چیز کو جانتے نہیں۔

(۱۴۸) اور ہر دین والے کے لیے ایک قبلہ ہے جس کی طرف وہ متوجہ ہوتا ہے۔ ایک تفسیر یہ بھی کی گئی ہے کہ ہر ایک نبی کے لیے ایک قبلہ اور کعبہ ہے جس کی جانب اسے چہرہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے، اے محمد ﷺ کی امت تم تمام پہلی امتوں سے زیادہ اطاعت خداوندی کرو۔

(۱۴۹) خواہ تم خشکی کے علاقہ میں ہو یا دریائی علاقہ میں اللّٰہ تعالیٰ تم سب کو لے آئے گا اور سب کو جمع کرے گا اور پھر تمہیں تمہارے نیک اعمال کا بدلہ دے گا اللّٰہ تعالیٰ تمہارے جمع کرنے اور بدلہ دینے پر قادر ہے، سو تم نماز میں حرم محترم کی طرف چہرہ کرلو، یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قبلہ ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قبلہ کے بارے میں جو کچھ تم خفیہ رکھتے ہو یعنی چھپاتے ہو اللّٰہ تعالیٰ اس سے لاعلم نہیں ہیں۔

(۱۵۰) اور جس مقام پر بھی ہو خواہ پانی کا علاقہ ہو یا خشکی کا مسجد حرام کی طرف چہرہ کرلو تاکہ اس قبلہ کی تبدیلی میں حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھیوں پر حجت نہ ہو کیوں کہ ان کی کتاب میں ہے کہ حرم محترم حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قبلہ ہے۔ لہٰذا جب تم اس کی طرف نماز ادا کرو گے تو ان کے لیے تمہارے خلاف کوئی حجت قائم نہیں ہوگی۔

اور نہ کعب بن اشرف اور اس کے ساتھی اور مشرکین کے لیے کوئی دلیل ہوگی جنھوں نے اپنی باتوں میں حد

سے تجاوز کیا ہے قبلہ کی تبدیلی کے بارے میں ان سے خوف نہ کھاؤ بلکہ اس امر کے چھوڑنے پر مجھ سے خوف کھاؤ تاکہ قبلہ کے ذریعہ میں اپنے احسانات تم پر پورے کردوں، جیسا کہ میں نے دین کو تمہارے لیے کامل و مکمل کردیا اور تاکہ قبلہ ابراہیمی کی طرف تمہیں رہنمائی ہو۔

شانِ نزول: وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ (الخ)

ابن جریرؒ نے اپنی سندوں کے ساتھ سدیؒ کے حوالہ سے روایت کی ہے کہ جب حضور اکرم ﷺ ''بیت المقدس'' کی طرف نماز پڑھنے کے بعد کعبہ شریف کی طرف تبدیل ہوگئے تو مشرکوں نے اہل مکہ سے کہا کہ العیاذ باللہ محمد ﷺ اپنے دین کے بارے میں پریشان ہوگئے تو اپنے قبلہ سے تمہارے قبلہ کی جانب متوجہ ہورہے ہیں اور یہ بات انھوں نے سمجھ لی ہے کہ تم ان سے زیادہ سیدھے راستے پر ہو اور وہ عنقریب تمہارا دین قبول کرلیں گے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ (الخ) نازل فرمائی یعنی تاکہ تمہارے مقابلے میں باتیں نہ بنائیں۔
(لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۵۱﴾ فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ﴿۱۵۲﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۵۳﴾ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ۭ بَلْ اَحْيَاۗءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ۭ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۵۵﴾ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۱۵۶﴾ اُولٰۗىِٕكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۣ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۷﴾

جس طرح (منجملہ اور نعمتوں کے) ہم نے تم ہی میں سے ایک رسول بھیجے ہیں جو تم کو ہماری آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے اور تمہیں پاک بناتے اور کتاب (یعنی قرآن) اور دانائی سکھاتے ہیں اور ایسی باتیں بتاتے ہیں جو تم پہلے نہیں جانتے تھے (۱۵۱)۔ سو تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کیا کروں گا اور میرا احسان مانتے رہنا اور ناشکری نہ کرنا (۱۵۲) اے ایمان والو صبر اور نماز سے مدد لیا کرو بے شک خدا صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے (۱۵۳) اور جو لوگ خدا کی راہ میں مارے جائیں اُن کی نسبت یہ نہ کہنا کہ وہ مَرے ہوئے ہیں (وہ مُردہ نہیں) بلکہ زندہ ہیں لیکن تم نہیں جانتے (۱۵۴) اور ہم کسی قدر خوف اور بھوک اور مال اور جانوں اور میووں کے نقصان سے تمہاری آزمائش کریں گے تو صبر کرنے والوں کو (خدا کی خوشنودی کی) بشارت سنادو (۱۵۵)۔ ان لوگوں پر جب کوئی مصیبت واقع ہوتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم خدا ہی کا مال ہیں اور اُسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں (۱۵۶)۔ یہی لوگ ہیں جن پر اُن کے پروردگار کی مہربانی اور رحمت ہے اور یہی سیدھے رستے پر ہیں (۱۵۷)

سورۃ بقرۃ آیات (۱۵۱) تا (۱۵۷)

(۱۵۱) اور مجھے یاد کرو جس طرح کہ میں نے تمہاری طرف تمہارے ہی میں سے ایک رسول بھیجا ہے، جو تمہارے سامنے قرآن کریم میں جو اوامر و نواہی (کرنے اور نہ کرنے کے کام بتاتا ہے) میں ان کو بخوبی تم پر تلاوت کرتا ہے اور

توحید اور زکوۃ اور صدقہ کے ذریعے تم لوگوں کو گناہوں سے پاک کرتا ہے اور تمہیں تعلیم دیتا ہے اور قرآن کریم اور حلال وحرام کی تمہیں تعلیم دیتا ہے اور دوسرے احکام وحدود اور گزشتہ حالات سے تمہیں آگاہ کرتا ہے۔

جن حالات سے تم قرآن کریم اور رسول اکرم ﷺ سے پہلے ناواقف تھے۔

(۱۵۲) اور اطاعت کے ذریعے مجھے بخوبی یاد کرو، میں جنت کے ساتھ تمہیں یاد کروں گا۔

ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ فراخی اور خوشحالی میں مجھے یاد کرو میں تنگیوں اور پریشانیوں میں تمہیں یاد رکھوں گا اور میری نعمت کا شکر ادا کرو اور اس شکرگزاری کو ہرگز بھی نہ چھوڑو۔

(۱۵۳) یعنی فرائض خداوندی کی ادائیگی اور گناہوں کے چھوڑنے اور رات دن نفلیں ادا کرنے اور گناہوں کے ختم کرنے پر ایسے لوگوں کا اللّٰہ تعالیٰ مددگار اور حفاظت کرنے والا ہے اور صبر کرنے والوں کی مدد کرنے والا ہے۔

(۱۵۴) بدر، اُحد اور تمام غزوات کے شہدا کے متعلق منافقین کا جو مقولہ تھا اب اللّٰہ تعالیٰ اس کی تردید فرماتے ہیں۔ یہ لوگ کہتے تھے کہ فلاں شخص مر گیا اور اس سے سرور اور نعمتیں ختم ہو گئیں تاکہ اس چیز سے کاملین کو صدمہ وافسوس ہو۔

اللّٰہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو لوگ بدر اور تمام غزوات میں شہید ہو گئے ہیں وہ دوسرے مرنے والوں کی طرح نہیں ہیں بلکہ وہ اہل جنت کی طرح جنت میں حیات ہیں۔ ان کو وہاں طرح طرح کے تحفے ملتے ہیں مگر تم ان حضرات کی کرامت و بزرگی اور ان کی حالت سے واقف نہیں ہو۔

شان نزول: وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ (الخ)

ابن مندہؒ نے صحابہ کرام کے بارے میں سدی صغیرؒ، کلبیؒ، ابوصالحؒ کے حوالہ سے حضرت ابن عباس ﷺ سے روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ تمیم بن حمام ﷺ غزوہ بدر میں شہید ہو گئے تو ان کے بارے میں اور ان کے علاوہ دوسرے حضرات کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی کہ وَلَا تَقُولُوْا (الخ) یعنی جو لوگ اللّٰہ کی راہ میں شہید کر دیے جائیں ان کو برا نہ کہو۔ ابونعیمؒ فرماتے ہیں کہ یہ صحابی عمیر بن حمامؓ ہیں، سدیؒ نے ان کے نام میں تبدیلی کر دی ہے۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۱۵۵) اس کے بعد اللّٰہ تعالیٰ اس آزمائش کا ذکر فرماتے ہیں جو اس نے مومنین کی آزمائش فرمائی ہے کہ ہم تمہیں دشمن کے خوف قحط سالی اور مالوں کے خاتمہ اور جانوں کے قتل ہو جانے اور مر جانے اور بیماریوں کے لاحق ہونے اور پھلوں کے ختم ہو جانے سے آزمائیں گے۔

(۱۵۶) اور اے محمد ﷺ ان مذکورہ حضرات کو جن کی شان یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم اللّٰہ تعالیٰ کے بندے ہیں اور مرنے کے بعد اسی کے سامنے جائیں گے اور اگر ہم اس کے فیصلہ پر راضی نہیں ہوں گے تو وہ ہمارے عملوں سے خوش نہیں ہوگا۔

(۱۵۷) خوشخبری سنا دیجیے، ان ہی خوبیوں کے جو مالک ہیں ان کے لیے دنیا میں مغفرت اور آخرت میں عذاب سے نجات ہے اور انَّـا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ (یعنی اپنا ہر معاملہ اللہ کی ہر بات کے مطابق اس کے سپرد کر دینے والے) ہی ہدایت پانے والے ہیں۔

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا ۭ وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۵۸﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتٰبِ ۙ اُولٰۗىِٕكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ ﴿۱۵۹﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَبَيَّنُوْا فَاُولٰۗىِٕكَ اَتُوْبُ عَلَيْهِمْ ۚ وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۶۰﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ اُولٰۗىِٕكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰۗىِٕكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۶۱﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۱۶۲﴾

بے شک (کوہ) صفا اور مروہ خدا کی نشانیوں میں سے ہیں۔ تو جو شخص خانہ کعبہ کا حج یا عمرہ کرے اُس پر کچھ گناہ نہیں کہ دونوں کا طواف کرے (بلکہ طواف ایک قسم کا نیک کام ہے) اور جو کوئی نیک کام کرے تو خدا قدر شناس اور دانا ہے (۱۵۸) جو لوگ ہمارے حکموں اور ہدایتوں کو جو ہم نے نازل کی ہیں (کسی غرض فاسد سے) چھپاتے ہیں باوجود یکہ ہم نے اُن کو لوگوں کے (سمجھانے کے) لیے اپنی کتاب میں کھول کھول کر بیان کر دیا ہے۔ ایسوں پر خدا اور تمام لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں (۱۵۹) ہاں جو توبہ کرتے ہیں اور اپنی حالت درست کر لیتے اور (احکامِ الٰہی کو) صاف صاف بیان کر دیتے ہیں تو میں اُن کے قصور معاف کر دیتا ہوں اور میں بڑا معاف کرنے والا (اور) رحم والا ہوں (۱۶۰) بے شک جو لوگ کافر ہوئے اور کافر ہی مرے ایسوں پر خدا کی اور فرشتوں کی اور لوگوں کی سب کی لعنت (۱۶۱) وہ ہمیشہ اسی (لعنت) میں (گرفتار) رہیں گے۔ ان سے نہ تو عذاب ہی ہلکا کیا جائے گا اور نہ اُنہیں (کچھ) مہلت ملے گی (۱۶۲)

تفسیر سورة بقرة آیات (۱۵۸) تا (۱۶۲)

(۱۵۸) مشرکین مکہ نے صفا و مروہ پر دو بت رکھے ہوئے تھے اس کی وجہ سے مسلمانوں کو ان کے درمیان دوڑنے میں تنگی اور کراہت محسوس ہوتی تھی اللّٰہ تعالیٰ اب اس کا ذکر فرماتے ہیں۔

کوہِ صفا و مروہ کے درمیان سعی ان احکام میں سے ہے، جن کا اللّٰہ تعالیٰ نے مناسک حج میں حکم دیا ہے لہٰذا ان کے درمیان سعی کرنے میں کسی قسم کا کوئی گناہ نہیں اور جو واجب طواف سے زیادہ طواف کرے، اللّٰہ تعالیٰ اس کے عمل کو قبول کرتے ہیں اور وہ تمہاری نیتوں سے اچھی طرح آگاہ ہیں اور اللّٰہ تعالیٰ نیک اعمال کی قدر دانی کرنے والے ہیں تھوڑے عمل کو بھی قبول کر لیتے ہیں اور اس پر بہت زیادہ ثواب بھی دے دیتے ہیں۔

شان نزول: اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ (الخ)

امام بخاریؒ و مسلمؒ اور ان کے علاوہ دوسرے محدثین نے عروہؓ حضرت عائشہؓ کے ذریعہ سے روایت کی ہے۔

حضرت عروہؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے کہا کہ آپ اللّٰہ تعالیٰ کے قول اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ کے بارے میں کیا کہتی ہیں میں تو یہ جانتا ہوں کہ اگر کوئی آدمی ان دونوں کے درمیان سعی نہ کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں، حضرت عائشہؓ نے کہا بھانجے یہ تم نے درست بات نہیں کہی اگر آیت کے یہ معنی ہوتے جو تم کہتے ہو تو فَلاَ جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ کے بجائے آیت کریمہ میں اَنْ لَّا يَطَّوَّفَ آتا۔

اور یہ آیت اس طرح نازل کی گئی ہے کہ انصار مشرف بہ اسلام ہونے سے پہلے منات بت کے نام کا احرام باندھتے تھے لہٰذا جب وہ احرام باندھتے تو صفا و مروہ پہاڑی پر دوڑنا برا سمجھتے تو اس کے متعلق انھوں نے حضور ﷺ سے پوچھا اور عرض کیا یا رسول اللّٰہ ! ہم زمانہ جاہلیت میں صفا و مروہ پر سعی کرنے کو اچھا نہیں سمجھتے تھے تو اللّٰہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں حکم فرمایا کہ بے شک صفا و مروہ منجملہ یادگار خداوندی ہیں لہٰذا جو شخص حج کرے یا عمرہ کرے، اس پر کچھ بھی گناہ نہیں، ان دونوں کے درمیان سعی کرنے میں۔

اور حضرت امام بخاری نے عاصم بن سلیمانؒ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس ؓ سے صفا اور مروہ کے متعلق پوچھا اور کہا کہ ہم ان کے درمیان سعی کرنا جاہلیت کے کاموں میں سے سمجھتے تھے جب ہم نے اسلام قبول کیا تو ہم اس سے رک گئے اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت اِنَّ الصَّفَا (الخ) نازل فرمائی اور امام حاکم نے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ شیاطین زمانہ جاہلیت میں صفا و مروہ کے درمیان رات کے وقت دوڑتے تھے اور ان دونوں پہاڑیوں کے درمیان بت رکھے ہوئے تھے جب اسلام کی نعمت آئی تو مسلمانوں نے کہا یا رسول اللّٰہ ہم صفا و مروہ کے درمیان سعی نہیں کریں گے کیوں کہ ہم یہ کام زمانہ جاہلیت میں کیا کرتے تھے اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۱۵۹) اوامر و نواہی (نیک کام کرنے اور برے کام نہ کرنے) اور علامات نبوت توریت میں بیان کر دینے کے بعد اسی طرح رسول اکرم ﷺ کی صفت بنی اسرائیل کے لیے توریت میں بیان ہونے کے بعد جو لوگ ان چیزوں کو چھپاتے ہیں اللّٰہ تعالیٰ ان لوگوں کو عذاب قبر دے گا اور جنوں و انسانوں کے علاوہ دیگر مخلوقات خداوندی جب قبر میں سے ان کی آوازوں کو سنے گی تو ان پر لعنت بھیجے گی۔

شان نزول: اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا (الخ)

حضرت ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے سعید یا عکرمہ کے واسطے سے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں معاذ بن جبل ؓ، سعد بن معاذ ؓ اور خارجہ بن زید ؓ نے یہود کے علماء سے توریت کی بعض باتوں کے بارے میں پوچھا تو ان یہودیوں نے ان حضرات سے ان باتوں کو خفیہ رکھنے کی کوشش کی اور ان کے بیان کرنے

سے اعراض کیا اس پر اللہ تعالیٰ نے ان یہودیوں کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا (الخ) ۔
(لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۱۶۰) مگر جن حضرات نے یہودیت سے توبہ کی اور توحید کے قائل ہوگئے اور حضور اکرم ﷺ کی تعریف وتوصیف کو بیان کیا تو میں ایسے لوگوں کو معاف کروں گا، اور میں توبہ کرنے والوں کو معاف کرنے والا ہوں اور جو توبہ کے بعد مرے اس پر رحم کرتا ہوں۔

(۱۶۱۔۱۶۲) مگر جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو ماننے سے انکار کیا ان پر اللہ کا عذاب اور تمام فرشتوں کی لعنت اور تمام مومنوں کی لعنت جو یہ کافر کرتے تھے، ان ہی کافروں پر نازل ہوگی اور اس لعنت میں یہ ہمیشہ رہیں گے نہ لعنت ان پر سے اٹھائی جائے گی اور نہ اس لعنت کو یہ الگ کرسکیں گے اور نہ ان سے عذاب ہلکا کیا جائے گا اور نہ اسی عذاب کے متعلق ان کو کسی قسم کی چھوٹ دی جائے گی۔

وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۶۳﴾ اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِيْ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ۠ وَّتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۱۶۴﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ۭ وَلَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ ۙ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ ﴿۱۶۵﴾ اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِيْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا وَرَاَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ ﴿۱۶۶﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا ۭ كَذٰلِكَ يُرِيْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَيْهِمْ ۭ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنَ النَّارِ ﴿۱۶۷﴾

اور (لوگو) تمہارا معبود خدائے واحد ہے۔ اُس بڑے مہربان (اور) رحم والے کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں (۱۶۳) بیشک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں اور رات اور دن کے ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے میں اور کشتیوں (اور جہازوں) میں جو دریا میں لوگوں کے فائدے کی چیزیں لے کر رواں ہیں اور مینہ میں جس کو خدا آسمان سے برساتا اور سے زمین کو مرنے کے بعد زندہ (یعنی خشک ہوئے پیچھے سرسبز) کردیتا ہے اور زمین پر ہر قسم کے جانور پھیلانے میں اور ہواؤں کے چلانے میں اور بادلوں میں جو آسمان اور زمین کے درمیان گھرے رہتے ہیں عقلمندوں کیلئے (خدا کی قدرت کی) نشانیاں ہیں (۱۶۴) اور بعض لوگ ایسے ہیں جو غیر خدا کو شریک (خدا) بناتے اور اُن سے خدا کی سی محبت کرتے ہیں۔ لیکن جو ایمان والے ہیں وہ تو خدا ہی کے سب سے زیادہ دوستدار ہیں اور اے کاش ظالم لوگ جو بات عذاب کے وقت دیکھیں گے اب دیکھ لیتے کہ سب طرح کی طاقت خدا ہی کو ہے اور یہ کہ خدا سخت عذاب کرنے والا ہے (۱۶۵)۔ اُس دن (کفر کے) پیشوا اپنے پیروؤں سے بیزاری ظاہر کریں گے اور دونوں عذاب (الٰہی) دیکھ لیں گے اور ان کے آپس کے تعلقات منقطع ہوجائیں گے (۱۶۶)۔ (یہ حال دیکھ کر)

پیروی کرنے والے (حسرت سے) کہیں گے کہ اے کاش ہمیں پھر دنیا میں جانا نصیب ہوتا۔ کہ جس طرح یہ ہم سے بیزار ہو رہے ہیں اسی طرح ہم بھی ان سے بیزار ہوں۔ اسی طرح خدا ان کے اعمال انہیں حسرت بنا کر دکھائے گا اور وہ دوزخ سے نکل نہیں سکیں گے (۱۶۷)

تفسیر سورة بقرة آيات (١٦٣) تا (١٦٧)

(۱۶۳) لوگوں نے اللّٰہ کی وحدانیت کا انکار کیا تو اللّٰہ تعالیٰ خود اپنے کلام پاک میں اپنی توحید بیان فرما رہے ہیں کہ نہ اس کا کوئی بیٹا ہے اور نہ ہی شریک ہے، وہ بڑی رحمت فرمانے والا اور بہت ہی شفیق ہے۔

(۱۶۴) ان دونوں چیزوں کی پیدائش میں یہ تفسیر کی گئی ہے کہ ان دونوں یعنی زمین و آسمان میں جو چیزیں پیدا کی گئی ہیں ان کے لیے بھی شفیق اور مہربان ہے۔

اور رات دن کو تبدیل اور ان کی کمی وبیشی میں اور کشتیوں میں جو لوگوں کی معاشی وزندگی کے لیے چلتی ہیں اور اس چیز میں جو اللّٰہ تعالیٰ نے آسمان سے بارش برسائی ہے اور پھر قحط سالی اور زمین کے خشک ہونے کے بعد پھر اس بارش سے سبزہ پیدا کرنے میں۔

اور پھر اس زمین میں ہر طرح کے جانور نر و مادہ پیدا کیے اور ہواؤں کی دائیں بائیں، آگے پیچھے تبدیلی میں اور کبھی رحمت کا باعث اور کبھی عذاب کا باعث کرنے میں اور لٹکے ہوئے بادلوں میں، ان تمام چیزوں میں اللّٰہ تعالیٰ کی توحید کی ایسی قوم کے لیے نشانیاں ہیں جو اس بات کا یقین رکھے کہ یہ تمام چیزیں اللّٰہ تعالیٰ کی ہی طرف سے ہیں۔

شان نزول: اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ (الخ)

سعید بن منصورؒ نے اپنی سنن اور فریابیؒ نے اپنی تفسیر اور امام بیہقی رحمۃ اللّٰہ علیہ نے اپنی کتاب شعب الایمان میں ابوالضحیٰؒ سے روایت کیا ہے کہ جب آیت وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ (الخ) نازل ہوئی، تو مشرکین نے اظہار تعجب کیا اور کہنے لگے کہ وہ وحدہ لاشریک ہے اگر وہ اپنے قول میں سچا ہے تو کوئی دلیل لائے۔ اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ سے یَعْقِلُوْنَ تک آیت اتاری۔ یہ حدیث معضل ہے مگر اس کا شاہد موجود ہے۔

چنانچہ ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے کتاب العظمۃ میں عطاؒ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ پر مدینہ منورہ میں آیت اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ نازل ہوئی تو اہل مکہ کے کافر کہنے لگے کہ تمام لوگوں کے لیے ایک خدا کیسے کافی ہوسکتا ہے، اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ سے یَعْقِلُوْنَ تک آیت نازل فرمائی۔

ابن ابی حاتمؒ اور ابن مردویہؒ نے متصلاً حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ قریشِ مکہ نے حضور اکرم ﷺ سے کہا کہ آپ اللّٰہ تعالیٰ سے دعا کیجیے کہ وہ صفا پہاڑی کو سونے کا بنا دے تاکہ ہم اس کے ذریعے اپنے

دشمنوں پر قابو پا سکیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو فرمایا کہ آپ ان سے وعدہ فرمالیں، میں ایسا ہی کردوں گا لیکن اگر انھوں نے اس کے بعد کفر کیا تو ان لوگوں کو ایسی سزادوں گا کہ پوری دنیا میں سے ویسی سزا کسی کو بھی نہ دی ہوگی۔

حضور اکرم ﷺ نے عرض کیا پروردگار عالم مجھے اور میری قوم کو رہنے دیجیے، میں اپنی قوم کے لیے روز بروز دعا کرتا رہوں گا اس پر آیت اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ (الخ) نازل ہوئی۔

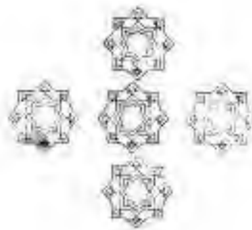
یہ لوگ کیسے صفا پہاڑی کے سونا ہونے کے متعلق سوال کرتے ہیں، جب کہ اس سے عمدہ اور واضح دلائل الوہیت خداوندی پر موجود ہیں۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۱۶۵) دنیا میں اہل کفر کو جو اپنے معبودوں سے محبت ہے، وہ آخرت میں ایک دوسرے سے بیزار ہوں گے، اللہ تعالیٰ اس چیز کا ذکر فرماتے ہیں کہ یہ کافر بتوں سے اس درجہ محبت کرتے ہیں جیسا کہ مخلص ایمان والے اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں مگر خالص مومن تو ان کافروں سے جیسا کہ یہ اپنے بتوں سے محبت کرتے ہیں، ان سے کہیں زیادہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والے ہیں۔

اور ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ یہ آیت مبارکہ ان منافقوں کے بارے میں اتری ہے جنھوں نے سونے چاندی کے خزانے جمع کر لیے تھے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں اتری ہے جنھوں نے اپنے سرداروں کو اللہ تعالیٰ کے علاوہ معبود بنالیا تھا اور اگر یہ مشرکین قیامت کے دن اور آخرت میں عذاب اور اللہ تعالیٰ کی قوت و بادشاہت کو جان لیں تو دنیا میں فوراً ایمان لے آئیں۔

(۱۶۶) جس دن یہ سردار اپنے ماننے والوں سے الگ ہو جائیں گے، سردار اور ان کے تابع، سب کے سب عذاب کو دیکھ لیں گے اور دنیا میں آپس میں جو معاہدے اور دلیلیں تھیں وہ سب کی سب ختم ہو جائیں گی۔

(۱۶۷) متبعین کہیں گے کاش ہمیں دنیا میں پھر لوٹنا آسان اور ممکن ہو جائے تو پھر ہم بھی ان سرداروں اور راہنماؤں سے دنیا میں اسی طرح الگ اور بیزار ہو جائیں گے، جس طرح کہ یہ ہم سے آخرت میں علاوہ پڑے ہیں، آخرت میں اسی طرح حسرتیں اور ندامتیں رہ جائیں گی، لیڈروں اور ان کو ماننے والوں سے کسی کو بھی نجات نہیں ملے گی۔



يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ اِنَّمَا يَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْٓءِ وَالْفَحْشَآءِ وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ۭ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَاۗؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْـــًٔـا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ۝ وَمَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا كَمَثَلِ الَّذِيْ يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ اِلَّا دُعَاۗءً وَّنِدَاۗءً ۭ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۝

لوگو جو چیزیں زمین میں حلال طیب ہیں وہ کھاؤ۔اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو۔وہ تمہارا کھلا دشمن ہے (۱۶۸) وہ تو تم کو بُرائی اور بے حیائی ہی کے کام کرنے کو کہتا ہے اور یہ بھی کہ خدا کی نسبت ایسی باتیں کہو جن کا تمہیں (کچھ بھی علم) نہیں (۱۶۹) اور جب اُن لوگوں سے کہا جاتا ہے کہ جو (کتاب) خدا نے نازل فرمائی ہے اُس کی پیروی کرو تو کہتے ہیں (نہیں) بلکہ ہم تو اُسی چیز کی پیروی کرینگے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا۔ بھلا اگر چہ اُن کے باپ دادا نہ کچھ سمجھتے ہوں اور نہ سیدھے رستے پر ہوں (تب بھی وہ اُنہی کی تقلید کئے جائیں گے) (۱۷۰) جو لوگ کافر ہیں اُن کی مثال اُس شخص کی سی ہے جو کسی ایسی چیز کو آواز دے جو پکار اور آواز کے سوا کچھ سن نہ سکے۔ (یہ) بہرے ہیں گونگے ہیں اندھے ہیں کہ (کچھ سمجھ ہی نہیں سکتے (۱۷۱) اے اہلِ ایمان جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تم کو عطا فرمائی ہیں اُن کو کھاؤ اور اگر خدا ہی کے بندے ہو تو (اُسکی نعمتوں کا) شکر بھی ادا کرو (۱۷۲)

تفسیر سورۃ بقرۃ آیات (۱٦۸) تا (۱۷۲)

(۱۶۸۔۱۶۹) اب اللّٰہ تعالٰی کھیتی اور جانوروں کے حلال ہونے کو بیان فرماتے ہیں، اے مکہ والو کھیتی اور ان جانوروں کو کھاؤ، جن کی اللّٰہ تعالٰی کی طرف سے تمہارے لیے کسی قسم کی کوئی حرمت نہیں بیان کی گئی ہے اور کھیتی اور حلال جانوروں کے اپنے اوپر حرام کرنے میں شیطان کی ملمع کاری اور اس کے وسوسوں اور خیالات کا کی پیروی نہ کرو، اس کی دشمنی واضح اور ظاہر ہے، شیطان برے کام اور گناہوں اور ایسے امور میں جھوٹ بولنے کی ترغیب دیتا ہے۔

(۱۷۰) اور جس وقت مشرکین سے کہا جاتا ہے کہ اللّٰہ تعالٰی نے کھیتی اور جن جانوروں کا حلال ہونا بیان کردیا ہے، ان چیزوں میں اس کے حکم کی پیروی کرو تو کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو جن چیزوں کی حرمت پر دیکھا ہے ہم اسی پر قائم رہیں گے اور کیا ان کے باپ دادا ایسے نہیں تھے اور یقیناً ان کے باپ دادا ایسے ہی تھے کہ ان کو دین اور کسی بھی نبی کی سنت کا کچھ بھی علم نہ تھا۔ پھر تم کیسے ان آباء کی اتباع کرتے ہو۔ اور ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ ان کے آبا کو نہ امور دنیا کی عقل تھی اور نہ وہ کسی نبی کی سنت پر عمل کرنے والے تھے تو پھر یہ لوگ اپنے آباء کی کس بنیاد پر اتباع کرتے ہیں اور ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ ان کے آبا نہ دین سے واقف ہیں اور نہ کسی نبی کی سنت پر عمل پیرا ہیں، پھر یہ لوگ کس بنیاد پر ان کی بات مانتے ہیں۔

شانِ نزول: وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے سعیدؒ یا عکرمہؒ کے حوالہ سے حضرت ابن عباس ﷛ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے یہودیوں کو اسلام کی طرف دعوت دی اور اس کی ترغیب دلائی اور اللّٰہ کے عذاب سے ڈرایا۔ تو رافع بن حرملہ اور مالک بن عوف بولے، اے محمد ﷺ ہم تو اس چیز کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے (یعنی آپ کی بات نہیں مانیں گے) کیوں کہ وہ ہم سے زیادہ عالم اور اچھے تھے اس پر یہ آیت اتری کہ جب ان سے کہا جاتا ہے اللّٰہ تعالیٰ کی نازل کی ہوئی باتوں پر ایمان لاؤ۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۱۷۱) پھر حضور اکرم ﷺ کے مقابلہ میں اللّٰہ تعالیٰ کافروں کی مثال بیان فرماتے ہیں کہ ان کافروں کی مثال ان اونٹ اور بکریوں جیسی ہے جن کو کوئی پکار رہا ہے یعنی ان کو چرانے والا ایسی آواز کے ساتھ پکار رہا ہے جس کو نہ جانور سنتے ہیں اور نہ سمجھتے ہیں یعنی چرانے والا جس وقت ان سے کہتا ہے کھاؤ یا پیو تو یہ کچھ نہیں سمجھتے، ایسے ہی یہ کافر سچی بات کے سننے سے بہرے اور اس کے کلام کرنے سے گونگے اور حق بات کے دیکھنے سے اندھے یعنی یہ حق بات اور ہدایت کے قبول کرنے سے آپس میں بالکل اندھے بہرے اور گونگے ہیں جیسا کہ اونٹ اور بکریاں چرانے والے کی بات کو نہیں سمجھتیں اسی طرح یہ کافر اللّٰہ کے حکم اور رسول اکرم ﷺ کے پروگرام کو بالکل نہیں سمجھتے۔

(۱۷۲) اب اللّٰہ تعالیٰ پھر مزید کھیتی اور جانوروں کے حلال ہونے کو بیان فرماتے ہیں یعنی کھیتی اور حلال جانوروں میں سے جو ہم نے تمہیں دیا ہے اسے کھاؤ اور اس پر اللّٰہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو اگر تم لوگ اسی ہی کی عبادت کرتے ہو۔

اور ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ اگر تم ان چیزوں کی حرمت اللّٰہ تعالیٰ کی عبادت کی طرح سمجھتے ہو تو پھر ان چیزوں کو مت حرام جانو کیوں کہ اللّٰہ تعالیٰ کی عبادت ان کو حلال سمجھنے میں ہے۔

اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۙ اُولٰۗىِٕكَ مَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ اِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ ښ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿﴾ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ ۚ فَمَآ اَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ ﴿﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ نَزَّلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ ۭ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِي الْكِتٰبِ لَفِيْ شِقَاقٍۢ بَعِيْدٍ ﴿﴾

اُس نے تم پر مرا ہوا جانور اور لہو اور سؤر کا گوشت اور جس چیز پر خدا کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے حرام کردیا ہے۔ ہاں جو ناچار ہو جائے (بشرطیکہ) خدا کی نافرمانی نہ کرے اور حد (ضرورت) سے باہر نہ نکل جائے اُس پر کچھ گناہ نہیں، بے شک خدا بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے (۱۷۳) جو لوگ (خدا) کی کتاب سے اُن (آیتوں اور ہدایتوں) کو جو اُس نے نازل فرمائی ہیں چھپاتے اور اُس کے بدلے تھوڑی سی قیمت (یعنی دنیاوی منفعت) حاصل کرتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں محض آگ بھرتے ہیں ایسے لوگوں سے خدا قیامت کے دن نہ کلام کریگا اور نہ اُنکو (گناہوں سے) پاک کرے گا اور اُن کیلئے دُکھ دینے والا عذاب ہے (۱۷۴)۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے

ہدایت چھوڑ کر گمراہی اور بخشش چھوڑ کر عذاب خریدا۔ یہ (آتشِ) جہنم کی کیسی برداشت کرنے والے ہیں! (۱۷۵)۔ یہ اس لیے کہ خدا نے کتاب سچائی کے ساتھ نازل فرمائی۔ اور جن لوگوں نے اس کتاب میں اختلاف کیا وہ ضد میں (آکر نیکی سے) دُور (ہو گئے) ہیں (۱۷۶)

تفسیر سورۃ بقرۃ آیات (۱۷۳) تا (۱۷۶)

(۱۷۳) اب اس کے ساتھ اللّٰہ تعالیٰ ان چیزوں کو بیان فرماتے ہیں جن کا حرام ہونا اس نے بیان فرما دیا ہے یعنی مردار اور خون اور وہ جانور جو ارادے کے ساتھ اللّٰہ تعالیٰ کے نام کے علاوہ بتوں کے نام پر ذبح کیے جائیں۔

سو جو شخص مُردار کا گوشت کھانے پر مجبور ہو جائے اور وہ نہ تو حدود الٰہیہ سے تجاوز کرنے والا ہو اور نہ اس کے گوشت کو حلال سمجھنے والا ہو اور نہ ہی ڈاکو ہو اور نہ بغیر کسی سخت ضرورت کے مردار کھانے کا ارادہ رکھتا ہو تو اس کو جمع نہ کرے یعنی اس کی ضرورت کے وقت (جب کہ جان جانے کا خطرہ ہو) مردار کا گوشت کھانے میں کوئی حرج نہیں، باقی اس کی ذخیرہ اندوزی نہ کرے، مرنے کے ڈر کی بنا پر جب کہ اسے مردار کھانے کی مجبوراً اجازت دی گئی ہے تو اللّٰہ تعالیٰ بخشنے والا اور مہربان ہے۔

(۱۷۴۔۱۷۵) یہ اہل کتاب حضور اکرم ﷺ کی توصیف و تعریف لوگوں سے چھپاتے ہیں جو اللّٰہ تعالیٰ نے ان کی کتاب میں بیان کی ہے اور اس چھپانے پر معمولی سا معاوضہ لیتے ہیں یہ آیت کعب بن اشرف، حُیَی بن اخطب اور جدی بن اخطب کے بارے میں اتری ہے۔ حرام کے علاوہ ان لوگوں کے شکموں میں اور کوئی چیز نہیں جاتی۔ اور ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ آگ کے علاوہ ان کے پیٹوں میں قیامت کے دن اور کوئی چیز نہیں جائے گی اور نہ یہ گناہوں سے پاک ہوں گے اور نہ ہی ان کی کسی قسم کی تعریف کی جائے گی اور ان کو ایسا دردناک عذاب ملے گا کہ اس کی سختی ان کے دلوں تک پہنچ جائے گی ان لوگوں نے ایمان کے بدلے کفر اور اسلام کے بدلے یہودیت کو خرید لیا ہے۔

اور ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ جن چیزوں سے جنت ملتی ہے ان کی بجائے انھوں نے ایسی چیزوں پر عمل کیا ہے جو دوزخ میں جانے کا باعث ہیں، یہ لوگ دوزخ کے لیے کس قدر دلیر ہیں اور ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ دوزخ کمانے پر ان لوگوں کو اس قدر کس چیز نے دلیر و بہادر بنا دیا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ کس بنا پر یہ یہ لوگ اہلِ جہنم کا کام کرتے ہیں۔

شانِ نزول: اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ (الخ)

ابن جریرؒ نے عکرمہؓ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ (الخ) اور وہ آیت جو کہ سورۂ آل عمران میں ہے، اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ یہ دونوں آیات یہودیوں کے متعلق نازل ہوئی ہیں۔

اور ثعلبیؒ نے بواسطہ کلبیؒ، ابو صالحؒ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ یہودیوں

کے علما اوران کے رؤسا کے متعلق نازل ہوئی ہے کیوں کہ وہ اپنے غریبوں سے ہدیہ اور تحفے لیا کرتے تھے اوراس بات کی امید رکھتے تھے کہ نبی اکرم ﷺ ان ہی میں سے نازل ہوں گے، جب رسول اکرم ﷺ ان کے علاوہ دوسروں میں تشریف لے آئے تو انھیں اپنی ریاست کے زوال اوراپنے تحائف کے ختم ہوجانے کا ڈر ہوا، تو انھوں نے رسول اکرم ﷺ کے اوصاف میں (جو کہ توریت میں بیان کیے گئے تھے) تبدیلی کردی اور پھر وہ تبدیل شدہ اوصاف اپنی قوم کے سامنے بیان کرنے لگے اور بولے کہ وہ نبی جو اخیر زمانہ میں مبعوث ہوں گے، ان کی یہ صفت ہے یہ اوصاف ان نبی کریم میں نہیں پائے جاتے، اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ انَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ الخ نازل فرمائی۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۱۷۶) یہ عذاب اس وجہ سے ہے کہ جبریل علیہ السلام اس کے ذریعہ سے قرآن کریم اور توریت کو حق اور باطل کو بیان کرنے کے لیے اتارا گیا، انھوں نے اس کا انکار کردیا۔

اور رسول اکرم ﷺ کے جو اوصاف اور صفات توریت میں آئے تھے، اس کے اندر انہوں نے اختلاف کیا اور ان کو چھپایا یہ حق اور ہدایت سے بہت ہی دور جا پڑے ہوئے ہیں۔

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۚ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ ۚ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ ۗ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ۗ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝

نیکی یہی نہیں کہ تم مشرق یا مغرب (کو قبلہ سمجھ کر اُن) کی طرف منہ کرلو بلکہ نیکی یہ ہے کہ لوگ خدا پر اور روزِ آخرت اور فرشتوں پر اور (خدا کی) کتاب پر اور پیغمبروں پر ایمان لائیں۔ اور مال باوجود عزیز رکھنے کے رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں اور مانگنے والوں کو دیں اور گردنوں (کے چھڑانے) میں (خرچ کریں) اور نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں اور جب عہد کرلیں تو اُس کو پورا کریں۔ اور سختی اور تکلیف میں اور (معرکہ) کارزار کے وقت ثابت قدم رہیں۔ یہی لوگ ہیں جو (ایمان میں) سچے ہیں اور یہی ہیں جو (خدا سے) ڈرنے والے ہیں (۱۷۷)۔

تفسیر سورة بقرة آیت (۱۷۷)

(۱۷۷) نیکیاں اور ایمان صرف اسی کا نام نہیں کہ تم نماز میں بیت اللّٰہ کی طرف منہ کرلو، ایمان تو اقرار اور تصدیق کا نام ہے اور نیکوکار وہ مومن ہے جو اللّٰہ تعالیٰ پر اور مرنے کے بعد کی زندگی پر اور تمام فرشتوں اور تمام کتابوں اور تمام انبیاء کرام پر ایمان لائے۔ اور ایمان لانے کے بعد جو چیزیں ضروری ہوتی ہیں اب اللّٰہ تعالیٰ ان کا ذکر کرتے ہیں۔

کہ ایمان لانے کے بعد اصل نیکی یہ ہے کہ مال کی کمی اور خواہش کے باوجود اللّٰہ تعالیٰ کی محبت میں رشتہ داروں اور مومن یتیموں اور ان مساکین کو جو مانگتے نہیں، اور ایسے مسافر کو جو کہ بطور مہمان کے آیا ہو اور سوال کرنے والوں کو اور مجاہدین کو اور غلاموں کی آزادی میں اپنا مال دے اور ان واجبات واحکام کے بعد جو احکام شرعیہ لوگوں پر

لازم ہوتے ہیں، اب اللہ تعالیٰ ان کا ذکر فرماتے ہیں۔

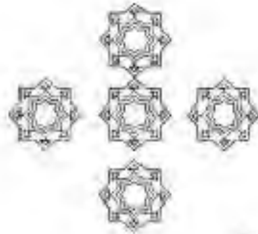
کہ واجبات کے بعد نیکی پانچ وقت کی نمازوں کا قائم کرنا، زکوٰۃ اور صدقات کا دینا ہے اور ان وعدوں کا جو کہ اللہ تعالیٰ اور ان کے درمیان ہیں اور اسی طرح ان وعدوں کا جو کہ انسانوں نے آپس میں کر رکھے ہیں پورا کرنا ہے اور جو حضرات مصیبتوں، پریشانیوں اور سختیوں کے وقت بیماریوں اور طرح طرح کی تکالیف اور بھوک کی شدت اور عین لڑائی کے موقع پر ثابت قدم رہتے ہیں، ان ہی حضرات نے وعدہ پورا کیا ہے اور یہ وعدہ خلافی سے بچے ہوئے ہیں۔

شانِ نزول: لَيْسَ الْبِرَّ (الخ)

عبدالرزاقؒ بواسطہ معمرؒ، قتادہؒ سے روایت کرتے ہیں کہ یہود مغرب کی طرف منہ کر کے اور نصاری مشرق کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ بس نیکی اسی چیز کا نام نہیں کہ مغرب یا مشرق کی طرف اپنا منہ پھیر لو۔ اور ابن ابی حاتمؒ نے ابوالعالیہؒ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

ابن جریرؒ اور ابن منذرؒ نے قتادہؒ سے روایت کی ہے کہ ہم سے بیان کیا گیا کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے نیکی کے بارے میں پوچھا کیا اس پر یہ آیت کریمہ لَيْسَ الْبِرَّ (الخ) نازل ہوئی، رسول اللہ ﷺ نے اس شخص کو بلا کر اس کے سامنے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

اور یہ واقعہ احکامِ فرائض نازل ہونے سے پہلے کا ہے کہ جب انسان صرف اس بات کی گواہی دے دیتا، کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں اور اس بات کی گواہی دے دیتا کہ حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں تو ایسے شخص کی بخشش کی امید ہو جاتی تھی، پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ لَيْسَ الْبِرَّ (الخ) نازل فرمائی اور یہودیوں کا نماز میں قبلہ مغرب جبکہ نصاریٰ کا مشرق تھا۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)



يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى ؕ اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى ؕ فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَدَآءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ ؕ ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ ؕ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۷۸﴾ وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰۤاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۷۹﴾ كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَكَ خَيْرَا ۖۚ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۸۰﴾ فَمَنْۢ بَدَّلَهٗ بَعْدَ مَا سَمِعَهٗ فَاِنَّمَاۤ اِثْمُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يُبَدِّلُوْنَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۸۱﴾ فَمَنْ خَافَ مِنْ مُّوْصٍ جَنَفًا اَوْ اِثْمًا فَاَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَاۤ اِثْمَ عَلَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۸۲﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۳﴾

مومنو! تم کو مقتولوں کے بارے قصاص (یعنی خون کے بدلے خون) کا حکم دیا جاتا ہے (اس طرح پر کہ) آزاد کے بدلے آزاد (مارا جائے) اور غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت۔ اور اگر قاتل کو اُس کے (مقتول) بھائی (کے قصاص میں) سے کچھ معاف کر دیا جائے تو (وارث مقتول کو) پسندیدہ طریق سے (قرارداد کی) پیروی (یعنی مطالبۂ خون بہا) کرنا اور (قاتل کو) خوش خوئی کیساتھ ادا کرنا چاہیے۔ یہ پروردگار کی طرف سے تمہارے لئے آسانی اور مہربانی ہے جو اس کے بعد زیادتی کرے تو اُس کے لئے دُکھ کا عذاب ہے (۱۷۸) اور اے اہلِ عقل (حکم) قصاص میں (تمہاری) زندگانی ہے کہ تم (قتل وخونریزی سے) بچو (۱۷۹)۔ تم پر فرض کیا جاتا ہے کہ جب تم میں سے کسی کو موت کا وقت آجائے تو اگر وہ کچھ مال چھوڑ جانے والا ہو تو ماں باپ اور رشتہ داروں کے لیے دستور کے مطابق وصیت کر جائے (خدا سے) ڈرنے والوں پر یہ ایک حق ہے (۱۸۰)۔ جو شخص وصیت کو سننے کے بعد بدل ڈالے تو اُس (کے بدلنے) کا گناہ اُن لوگوں پر ہے جو اُس کو بدلیں اور بے شک خدا سُنتا اور جانتا ہے (۱۸۱)۔ اگر کسی کو وصیت کرنے والے کی طرف سے (کسی وارث کی) طرف داری یا حق تلفی کا اندیشہ ہو تو وہ اگر (وصیت کو بدل کر) وارثوں میں صلح کرا دے تو اُس پر کچھ گناہ نہیں۔ بے شک خدا بخشنے والا (اور) رحم والا ہے (۱۸۲)۔ مومنو! تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں۔ جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تم پرہیزگار بنو (۱۸۳)

تفسیر سورة بقرة آیات (۱۷۸) تا (۱۸۳)

(۱۷۸) دانستہ کسی کو قتل کر دینے میں تم پر قصاص لازم ٹھہرایا گیا ہے یہ آیت کریمہ عرب کے دو قبیلوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور یہ آیت اَلنَّفْسَ بِالنَّفْسِ والی آیت سے منسوخ ہے اور جو اپنے مقتول بھائی کے حق قتل کو چھوڑ دے یعنی خون معاف کر دے اور دیت لینے پر رضامند ہو جائے تو دیت کا مطالبہ کرنے والے کے لیے یہ حکم ہے کہ اگر دیت پوری ہے تو نیکی اور بھلائی کے ساتھ تین سال میں اس سے دیت کا مطالبہ کرے اور اگر دیّت آدھی ہے تو دو سال میں اور اگر دیت صرف ایک تہائی ہے تو ایک سال میں مطالبہ کرے اور قاتل کو اس چیز کا حکم ہے کہ وہ ورثاء مقتول کو ان کا حق ادا کر دے کہ جس میں انہیں کسی قسم کا مطالبہ نہ کرنا پڑے اور نہ ہی پریشانی اٹھانی پڑے۔

اور یہ قاتل کے قتل کر دینے کی معافی اور اس کے حکم میں کمی ہے اور جو دیت لینے کے بعد زیادتی کرے یعنی

دیّت بھی لے لے اور اسے بدلہ اور قصاص میں مار یعنی قتل بھی کردے تو پھر ایسے آدمی کو قتل کردیا جائے گا اور اسے معاف نہیں کیا جائے گا اور نہ اس سے دیت لی جائے گی۔

شانِ نزول: یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ (الخ)

ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر ؒ سے روایت ہے کہ اسلام سے پہلے زمانہ جاہلیت میں دو قبیلوں میں معمولی سی بات پر آپس میں لڑائی ہوئی جس میں لوگ قتل اور زخمی بھی ہوئے۔ حتی کہ غلام اور عورتیں تک قتل ہوگئیں تو بعض نے کسی قسم کا کوئی مطالبہ نہیں کیا، یہاں تک کہ سب مشرف بااسلام ہوگئے تو ہر ایک قبیلہ دوسرے قبیلے سے اپنے مقتول رشتہ داروں اور مال کا تقاضہ کرتا تھا۔

چنانچہ دونوں قبیلوں نے قسمیں کھائیں، پھر اس چیز پر رضامند ہوئے کہ ہمارے غلام کے بدلے ان کا آزاد اور ہماری عورت کے بدلے ان کا مرد قتل کیا جائے، اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی کہ آزاد، آزاد کے بدلے اور غلام، غلام کے عوض اور عورت، عورت کے بدلے قتل کی جائے۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۱۷۹) اور اہلِ عقل کے لیے اس قانون میں نفس انسانی کی بقاء اور عبرت ہے تاکہ تم قصاص کے ڈر سے ایک دوسرے کو قتل کردینے سے بچتے رہو۔

(۱۸۱۔۱۸۰) مرتے وقت اگر تم مال چھوڑو تو رشتہ داروں اور والدین کے لیے زیادہ اللّٰہ تعالیٰ نے تم پر وصیت کو فرض کیا ہے، یہ آیت بھی آیت میراث کے ساتھ منسوخ ہے اور جو شخص میت کی وصیت میں تبدیلی کرے تو اس کا گناہ تبدیلی کرنے والوں پر ہے اور وصیت کرنے والا اس گناہ سے بری ہے، اللّٰہ تعالیٰ مرنے والے کی وصیت اور اس کی گفتگو کو سننے والا اور اگر کوئی ظلم کرے یا انصاف سے کام لے تو اللّٰہ تعالیٰ اسے جاننے والا ہے۔

اور ایک یہ بھی معنی بیان کیے گئے ہیں کہ اللّٰہ تعالیٰ وصیت کرنے والے کے فعل سے باخبر ہے چنانچہ ورثا عذاب کے ڈر سے جس طرح وصیت ہوتی تھی اسی طریقہ سے اسے نافذ کرتے تھے تا آنکہ اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمادی۔

(۱۸۲) اور جس شخص مرنے والے کی طرف سے وصیت میں کسی طرف مائل ہونے اور غلطی کا علم اور یا وہ جان بوجھ کر کسی جانب مائل ہو پھر وہ شخص وارثوں اور اس شخص کے درمیان جس کے حق میں وصیت کی گئی ہو (جس کے لیے وصیت) صلح کرادے۔ تو اس تبدیلی میں اس پر کسی قسم کا کوئی گناہ نہیں اور اگر میت زیادتی اور غلطی کرے تو اللّٰہ تعالیٰ معاف فرمانے والا ہے اور وصیت کرنے والے کے فعل پر مہربان ہے۔ اور ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ وہ وصی کی مغفرت فرمانے والا ہے اور جس وقت وہ تہائی مال میں وصیت نافذ کرے یا عدل و انصاف کے ساتھ تقسیم کرے تو

اللہ تعالیٰ مہربانی کرنے والا ہے۔

(۱۸۳) تم پر روزہ فرض کیا گیا ہے یعنی عشاء کی نماز کے بعد سے کھانے پینے اور جماع سے رکے رہو یا عشاء کی نماز سے پہلے سونے سے جیسا کہ اہل کتاب پر فرض کیا گیا تھا تا کہ تم عشاء کی نماز کے بعد کھانے پینے اور جماع سے بچے رہو یا یہ کہ عشاء کے بعد سونے سے بچو اور یہ آیت اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اور آیت كُلُوْا وَاشْرَبُوْا سے منسوخ ہے، تیس دن تک رمضان المبارک میں روزہ رکھنا فرض کیا گیا ہے۔

اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ؕ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ؕ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۴﴾ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ؕ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۫ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۸۵﴾ وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ؕ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ﴿۱۸۶﴾

(روزوں کے دن) گنتی کے چند روز ہیں تو جو شخص تم میں سے بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دوسرے دنوں میں روزوں کا شمار پورا کرلے اور جو لوگ روزہ رکھنے کی طاقت رکھیں (لیکن رکھیں نہیں) وہ روزے کے بدلے محتاج کو کھانا کھلا دیں۔ اور جو کوئی شوق سے نیکی کرے تو اُس کے حق میں زیادہ اچھا ہے اور اگر سمجھو تو روزہ رکھنا ہی تمہارے حق میں بہتر ہے (۱۸۴)۔ (روزوں کا مہینہ) رمضان کا مہینہ (ہے) جس میں قرآن (اوّل اوّل) نازل ہوا جو لوگوں کا رہنما ہے اور (جس میں) ہدایت کی کھلی نشانیاں ہیں اور جو (حق و باطل کو) الگ الگ کرنے والا ہے تو جو کوئی تم میں سے اس مہینے میں موجود ہو چاہیے کہ پُورے مہینے کے روزے رکھے اور جو بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دوسرے دنوں میں (رکھ کر) ان کا شمار پورا کرلے۔ خدا تمہارے حق میں آسانی چاہتا ہے اور سختی نہیں چاہتا۔ اور یہ (آسانی کا حکم) اس لیے (دیا گیا ہے) کہ تم روزوں کا شمار پورا کرلو اور اس احسان کے بدلے کہ خدا نے تم کو ہدایت بخشی ہے تم اُس کو بزرگی سے یاد کرو اور اُس کا شکر کرو (۱۸۵) اور (اے پیغمبر) جب تم سے میرے بندے میرے بارے میں دریافت کریں تو (کہہ دو کہ) میں تو (تمہارے) پاس ہوں۔ جب کوئی پکارنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں اُس کی دُعا قبول کرتا ہوں تو ان کو چاہیے کہ میرے حکموں کو مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں تا کہ نیک رستہ پائیں (۱۸۶)

تفسیر سورة بقرة آیات (۱۸٤) تا (۱۸٦)

(۱۸۴) تیس دن تک روزہ رکھنا فرض کیا گیا ہے اس مقام پر تقدیم و تاخیر ہے اور جو شخص بیماری یا سفر کی وجہ سے رمضان میں روزے نہ رکھ سکے تو دوسرے دنوں میں جتنے اس نے رمضان المبارک میں روزے نہیں رکھے ہیں اتنے ہی روزے رکھ لے اور جو حضرات روزے کی طاقت رکھتے ہیں تو ہر روزہ کے بدلہ میں جس کو اس نے رمضان میں کھولا ہے نصف صاع گیہوں (گندم) کا ایک مسکین کو دے دے مگر یہ آیت فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ سے

منسوخ ہے اور عَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْ نَهٗ کے یہ معنی بھی بیان کیے گئے ہیں کہ جو حضرات فدیہ دینے کی طاقت رکھتے ہیں مگر روزہ نہیں رکھ سکتے۔ یعنی بہت ہی بوڑھا مرد اور بوڑھی عورت جو روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتے وہ ہر ایک روزہ کے بدلہ ایک مسکین کو کھانا کھلا دیں یعنی رمضان المبارک میں جو بھی روزہ کھولا ہے اس کے عوض ایک مسکین کو آدھا صاع گندم دے دیں اور جو اس مقدار مقررہ سے زیادہ دے دے تو یہ اس کے لیے ثواب کے زیادہ ہونے کا باعث ہے اور فدیہ سے روزہ بہتر ہے جب کہ تم اس چیز کو بخوبی جانتے ہو۔

شانِ نزول: وَ عَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْ نَهٗ (الخ)

طبقات میں ابن سعدؒ نے مجاہدؒ سے روایت کیا ہے کہ آیت کریمہ قیس بن سائب کے متعلق نازل ہوئی ہے کہ روزہ کھول دو اور ہر ایک روزہ کے بدلہ میں ایک مسکین کو کھانا کھلا دو۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۱۸۵) رمضان المبارک کا مہینہ ایسا ہے جس میں حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کے واسطہ سے سارا قرآن کریم ایک ہی دفعہ آسمان دنیا پر اتارا گیا پھر انھوں نے اس کا فرشتوں پر املا کرایا اور اس کے بعد رسول اکرم ﷺ پر دن بدن ایک یا دو اور تین آیات اور کبھی پوری سورت نازل ہوتی رہی، اور قرآن کریم لوگوں کے سامنے گمراہی کے راستے بیان کرنے والا اور دین معاملات کو واضح طور پر روشن کرنے والا ہے اور اسی طریقہ پر قرآن میں حلال و حرام اور جملہ احکام وحدود اور شبہات کا ازالہ ہے۔

اور جو مقیم ہو وہ روزے رکھے اور جو شخص رمضان المبارک کے مہینہ میں بیمار ہو یا سفر کی حالت میں ہو تو دوسرے دنوں میں چھوڑے ہوئے روزوں کی قضا کرے، اللّٰہ تعالیٰ سفر کی حالت میں روزے کھول دینے کی اجازت دیتا ہے اور ایک تفسیر یہ بھی کی گئی ہے (کہ تکلیف کی حالت میں) حالت سفر میں اللّٰہ تعالیٰ نے تمہارے لیے روزوں کا کھولنا پسند کیا ہے اور حالت سفر میں روزہ کی وجہ سے تمہارے لیے تنگی اور مشکل کا ارادہ نہیں فرمایا اور یہ تفسیر بھی کی گئی ہے کہ سفر میں جب سختی ہو تو تمہارے لیے روزہ کو پسند نہیں کیا ہے، تاکہ جتنے روزے تم نے سفر میں نہیں رکھے ہیں، اقامت کی حالت میں ان کو پورا کر لو اور اللّٰہ تعالیٰ کی عظمت بیان کرو جیسا کہ اس نے اپنے دین کی تمھیں ہدایت عطا فرمائی اور تمہیں اپنی خاص سہولتوں سے نوازا تاکہ تم اس ذات کی ان خصوصی رعایتوں پر شکر بجالاؤ۔

(۱۸۶) اور جب آپ سے اہل کتاب میرے متعلق دریافت کریں کہ میں قریب ہوں یا دور تو اے محمد ﷺ آپ انھیں بتا دیجیے کہ میں دعا کے قبول کرنے میں بہت ہی قریب ہوں، لہٰذا میرے رسول کی اطاعت کرو اور دعوت سے قبل میرے رسول پر ایمان لاؤ تاکہ تمہیں ہدایت نصیب ہو اور پھر تمہاری دعا بھی (جلد) قبول کی جائے۔

شانِ نزول: وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ (الخ)

ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ ابن مردویہؒ اور ابوالشیخؒ وغیرہ نے بذریعہ جریرؒ بن عبدالحمیدؒ، عبدۃ السجستانیؒ، حلت بن حکیمؒ، حکیم بن معاویہؒ، معاوۃ بن حیدہؓ سے روایت کیا ہے کہ ایک عربی رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ ہمارا پروردگار قریب ہے کہ ہم اس سے سرگوشی کریں یا دور ہے کہ اسے پکاریں آپ اس پر خاموش رہے تو اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی کہ جب آپ سے میرے بندے میرے بارے میں پوچھیں تو بالکل فرما دیجیے کہ میں بالکل قریب ہوں۔ اور عبدالرزاق نے حسن سے روایت کیا ہے کہ صحابہ ؓ نے رسول اللّٰہ ﷺ سے پوچھا کہ ہمارا پروردگار کہاں ہے۔ اس پر یہ آیت کریمہ اتری، یہ حدیث مرسل ہے اور دیگر طریقوں سے بھی مروی ہے۔

ابن عساکر نے حضرت علی ؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا، دعا میں عاجز نہ ہوؤ۔ اس لیے کہ اللّٰہ تعالیٰ نے مجھ پر یہ آیت نازل فرمائی ہے کہ مجھ سے مانگو میں تمہاری دعا کو قبول کروں گا، حاضرین میں سے ایک شخص نے کہا یا رسول اللّٰہ ہمارا پروردگار دعا سنتا ہے اور اس کی کیا صورت ہے، اس پر آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

ابن جریرؒ نے عطاء بن ابی رباحؒ سے روایت کیا ہے کہ انھیں اس بات کا پتہ چلا کہ جس وقت یہ آیت مقدسہ کہ تمہارے پروردگار فرماتے ہیں کہ مجھے پکارو میں تمہاری دعا کو قبول کرتا ہوں نازل ہوئی تو صحابہ ؓ نے عرض کیا کہ یہ انھیں معلوم نہیں کہ وہ کس وقت دعا مانگیں تو اس پر یہ آیت کریمہ اُتری۔

اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ فَالْـٰٔنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ فِى الْمَسٰجِدِ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۷﴾ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۸﴾

روزوں کی راتوں میں تمہارے لئے اپنی عورتوں کے پاس جانا جائز کر دیا گیا ہے وہ تمہاری پوشاک ہیں اور تم اُنکی پوشاک ہو۔ خدا کو معلوم ہے کہ تم (اُنکے پاس جانے سے) اپنے حق میں خیانت کرتے تھے سو اس نے تم پر مہربانی کی اور تمہاری حرکات سے درگزر فرمائی۔ اب (تم کو اختیار ہے کہ) اُن سے مباشرت کرو اور خدا نے جو چیز تمہارے لیے لکھ رکھی ہے (یعنی اولاد) اُسکو (خدا سے) طلب کرو اور کھاؤ پیو یہاں تک کہ صبح کی سفید دھاری (رات کی) سیاہ دھاری سے الگ نظر آنے لگے پھر روزہ (رکھ کر) رات تک پورا کرو اور جب تم مسجدوں میں اعتکاف میں بیٹھے ہو تو اُن سے مباشرت نہ کرو۔ یہ خدا کی حدیں ہیں اُن کے پاس نہ جانا۔ اسی طرح خدا اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان فرماتا ہے تاکہ وہ پرہیزگار بنیں (۱۸۷) اور ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ اور نہ اُس کو (رشوۃً) حاکموں کے پاس پہنچاؤ تاکہ لوگوں کے مال کا کچھ حصہ

ناجائز طور پر کھا جاؤ اور (اسے) تم جانتے بھی ہو (۱۸۸)

تفسیر سورۃ بقرۃ آیات (۱۸۷) تا (۱۸۸)

(۱۸۷) رات کو رمضان المبارک میں تمہارے لیے عورتوں سے جماع کرنا حلال کیا گیا ہے وہ عورتیں تمہارے لیے سکون کا باعث ہیں اور تم ان کے لیے سکون کا باعث ہو عشاء کے بعد ہمبستری کرنے میں جو خیانت پیش آجائے اللہ تعالیٰ اس کو تم سے درگزر کرنے والا ہے اور اس پر تمہاری کسی قسم کی کوئی پکڑ نہیں جس وقت تمہارے لیے صحبت کرنا حلال کیا گیا ہے تم ان سے صحبت کرو اور نیک اولاد کے بارے جو چیز اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے لکھ دی ہے اسے تلاش کرو یہ آیت کریمہ حضرت عمر فاروق ﷛ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

اور رات سے لے کر صبح صادق کی سفیدی ظاہر ہونے تک کھاؤ پیو اور پھر رات تک روزہ کو پورا کرو یہ آیت کریمہ حرملہ مالک بن اعدی کے بارے میں اتری ہے۔

دن یا رات میں اعتکاف کی حالت میں ان سے ہم بستری نہ کرو، یہ ہم بستری اس وقت اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے، لہٰذا اعتکاف ختم ہونے تک دن یا رات میں عورتوں سے ہم بستری نہ کرو، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس حکم کو بیان فرمایا ہے اسی طرح وہ اپنے دیگر احکام کو بیان فرماتا رہتا ہے تاکہ لوگ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچتے رہیں۔

یہ آیت کریمہ صحابہ کرام ﷡ کی ایک جماعت حضرت علیؓ بن ابی طالب اور عمار بن یاسر ﷡ وغیرہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ وہ مسجد میں اعتکاف کی حالت میں تھے، جب ان کو حاجت پیش آتی تو اپنی عورتوں کے پاس آتے اور ان سے صحبت کرتے اور پھر غسل کے بعد مسجد چلے جاتے اللہ تعالیٰ نے اس چیز سے ان کو منع کر دیا۔

شان نزول: اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ (الخ)

امام احمدؒ، ابوداؤدؒ اور امام حاکمؒ نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰؒ کے واسطہ سے حضرت معاذ بن جبل ﷛ سے روایت کی ہے کہ صحابہ کرام رات کو سونے سے پہلے کھا پی لیتے تھے اور بیویوں کے پاس چلے جایا کرتے تھے اور جب سو جاتے تو پھر ان تمام چیزوں سے رک جایا کرتے تھے۔

انصار میں سے قیس بن صرمہ نامی ایک شخص نے عشاء کی نماز پڑھی اور سو گیا اور اس نے کچھ کھایا پیا نہیں مگر صبح کے وقت اس کی حالت بہت ہی خراب ہو رہی تھی اور حضرت عمر فاروق ﷛ سونے کے بعد عورتوں کے پاس بھی چلے جایا کرتے تھے چنانچہ وہ شخص رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں گیا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ (الخ) کے نام نازل فرمائی یعنی صبح صادق تک تمام کام کر سکتے ہو پھر صبح صادق سے شام تک روزہ پورا کرو۔ یہ حدیث ابن ابی لیلیٰ سے مشہور ہے مگر انھوں نے معاذ بن جبل ﷛ سے یہ حدیث نہیں

سنی۔اوراس حدیث کی تقویت کے لیے دوسرے شواہد موجود ہیں، چنانچہ امام بخاری رحمتہ اللّٰہ علیہ نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ صحابہ کرام میں سے جب کوئی شخص روزہ کی حالت میں افطار کے وقت سوجایا کرتا تھا تو پھر وہ رات کو اور اگلے دن شام تک کوئی چیز نہیں کھاتا تھا۔

اور قیس بن صرمہ انصاری روزہ دار تھے، افطار کے وقت وہ اپنی بیوی کے پاس آئے اور اس سے پوچھا کہ کھانے کو کچھ موجود ہے، اس نے بتایا کچھ نہیں۔ مگر میں جا کر تلاش کرتی ہوں اور قیس بن صرمہ سارا دن محنت کرتے تھے انھیں نیند آئی وہ سو گئے ان کی بیوی کچھ تلاش کر کے لائیں جب انھیں سوتا ہوا دیکھا تو کہنے لگیں افسوس تجھ پر۔ اگلے دن آدھا دن ہوا تو ان پر بے ہوشی طاری ہوگئی۔ اس کا رسول اکرم ﷺ سے ذکر کیا گیا، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس سے صحابہ کرام بہت خوش ہوئے، نیز یہ آیت بھی نازل ہوئی وَ كُلُوْ وَاشْرَبُوْ حَتّٰى (الخ) یعنی صبح صادق تک کھاؤ اور پیو۔

اور امام بخاری رحمتہ اللّٰہ علیہ ہی نے حضرت براء سے روایت کیا ہے کہ جب روزوں کی فرضیت ہوئی، تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مکمل رمضان میں رات کو اپنی بیویوں کے پاس نہیں جایا کرتے تھے مگر کچھ حضرات ایسا کرلیا کرتے تھے، اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی کہ "اللّٰہ تعالیٰ کو اس چیز کی خبر تھی کہ تم خیانت کے گناہ میں اپنے آپ کو مبتلا کر رہے تھے مگر اللّٰہ تعالیٰ نے تم پر عنایت فرمائی اور تم سے گناہ کو صاف کر دیا۔"

اور امام احمدؒ، ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے عبد اللّٰہ بن کعبؒ کے ذریعہ سے کعب بن مالک سے روایت کی ہے کہ شروع میں لوگوں میں سے جب کوئی روزہ رکھتا تھا اور پھر شام کو وہ سو جایا کرتا تھا تو اس پر کھانا پینا اور عورتیں، سب چیزیں حرام ہو جایا کرتی تھیں جب تک کہ اگلے دن روزہ نہ افطار کرلے۔ چنانچہ ایک دن رات کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ سے بات چیت کرنے کے بعد اپنے گھر گئے اور اپنی بیوی سے صحبت کرنا چاہی وہ بولیں کہ وہ تو سو چکی ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تو ابھی تک نہیں سویا غرض کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے صحبت کرلی اور حضرت کعب کے ساتھ بھی اسی قسم کا واقعہ پیش آیا، صبح ہوتے ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ، رسول اللّٰہ ﷺ کی خدمت میں تشریف لائے اور آپ کو پورا واقعہ عرض کیا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

فرمان الٰہی مِنَ الْفَجْرِ یعنی صبح صادق تک، امام بخاریؒ نے سہل بن سعدؓ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے نمایاں ہو جائے اور مِنَ الْفَجْرِ کا لفظ نازل نہیں ہوا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے جب کوئی روزہ رکھنے کا ارادہ کرتا تو اپنے پیر میں کالا اور سفید ڈورا باندھ لیتا، اور پھر جب تک یہ دونوں ڈورے صاف نظر نہ آنے لگتے برابر کھاتا پیتا رہتا، یہاں تک کہ اللّٰہ تعالیٰ نے مِنَ الْفَجْرِ کا لفظ

نازل فرمایا، اس وقت صحابہ کرام ﷺ سمجھے کہ اس سے دن، رات ہے۔

فرمان الٰہی وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ (الخ) ابن جریرؒ نے قتادہ ﷺ سے روایت کی ہے اعتکاف کی حالت میں اگر کوئی چاہتا تو مسجد سے نکلتا تھا اور پھر اپنی بیوی سے صحبت کر کے واپس چلا جاتا تھا۔ اس پر یہ آیت کریمہ اتری یعنی جب مسجدوں میں اعتکاف کی حالت میں موجود ہو اس حالت میں اپنی عورتوں سے ہم بستری نہ کرو۔

(لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۱۸۸) یہ آیت کریمہ عبدان بن اشرعؒ اور امرئ القیسؒ کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ ظلم، چوری، غصب اور جھوٹی قسم وغیرہ سے کسی کا مال نہ کھاؤ اور حاکموں کے پاس بھی اس چیز کو نہ لے جاؤ تاکہ ایک جماعت جھوٹی قسموں سے دوسرے کا مال کھالے تو اس آیت کریمہ کے نزول کے بعد امرأالقیس اپنے مال پر قائم رہا۔

شان نزول: وَلَا تَأْكُلُوْٓا (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے سعید بن جبیرؒ سے روایت کی ہے کہ امراءالقیسؒ بن حابسؒ اور عبدان بن اشرع حضرمیؒ ان دونوں میں ایک زمین کے بارے میں جھگڑا ہوا تو امرأالقیسؒ نے قسم اٹھانے کا ارادہ کیا، اس پر یہ آیت کریمہ اتری کہ ناحق طریقہ پر ایک دوسرے کا مال نہ کھاؤ۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ ۭ قُلْ هِىَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ ۭ وَلَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى ۚ وَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا ۠ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۸۹﴾ وَقَاتِلُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۱۹۰﴾ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ وَاَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ حَيْثُ اَخْرَجُوْكُمْ وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ۚ وَلَا تُقٰتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰى يُقٰتِلُوْكُمْ فِيْهِ ۚ فَاِنْ قٰتَلُوْكُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ ۭ كَذٰلِكَ جَزَاۗءُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۹۱﴾ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۹۲﴾

(اے محمد ﷺ) لوگ تم سے نئے چاند کے بارے میں دریافت کرتے ہیں (کہ گھٹتا بڑھتا کیوں ہے) کہہ دو کہ وہ لوگوں کے (کاموں کی میعادیں) اور حج کے وقت معلوم ہونے کا ذریعہ ہے۔ اور نیکی اس بات میں نہیں کہ (احرام کی حالت میں) گھروں میں ان کے پچھواڑے کی طرف سے آؤ بلکہ نیکوکار وہ ہے جو پرہیزگار ہو اور گھروں میں اُنکے دروازوں سے آیا کرو اور خدا سے ڈرتے رہو تاکہ نجات پاؤ (۱۸۹)۔ اور جو لوگ تم سے لڑتے ہیں تم بھی خدا کی راہ میں اُن سے لڑو مگر زیادتی نہ کرنا کہ خدا زیادتی کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا (۱۹۰)۔ اور اُن کو جہاں پاؤ قتل کردو۔ اور جہاں سے اُنہوں نے تم کو نکالا ہے (یعنی مکے سے) وہاں سے تم بھی اُن کو نکال دو۔ اور (دین سے گمراہ کرنے کا) فساد قتل وخونریزی سے کہیں بڑھ کر ہے اور جب تک وہ تم سے مسجد محترم (یعنی خانہ کعبہ) کے پاس نہ لڑیں تم بھی وہاں ان سے نہ لڑنا۔ ہاں اگر وہ تم سے لڑیں تو تم ان کو قتل کر ڈالو۔ کافروں کی یہی سزا ہے (۱۹۱) اور اگر وہ باز آجائیں تو خدا بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے (۱۹۲)

تفسیر سورة بقرة آیات (۱۸۹) تا (۱۹۲)

(۱۸۹) چاند میں کمی اور زیادتی کس وجہ سے ہوتی ہے، اس کے متعلق لوگ پوچھتے ہیں تو اے محمد ﷺ آپ فرما دیجیے کہ یہ لوگوں کے لیے علامتیں ہیں تا کہ ان کے حساب سے اپنے قرضوں کو ادا کریں اور اپنی عورتوں کی عدت کا حساب رکھیں اور روزے رکھنے اور کھولنے کا حساب لگائیں اور حج کا وقت معلوم کریں یہ آیت کریمہ حضرت معاذ بن جبلؓ کے متعلق نازل ہوئی۔ جس وقت انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس چیز کے بارے میں پوچھا تھا۔

احرام کی حالت میں مکانوں کے اندر پیچھے کی طرف سے آنے میں کوئی تقوی اور نیکی نہیں، احرام میں نیکی تو شکار اور دیگر ممنوع چیزوں سے بچنا ہے۔ اپنے گھروں میں ان ہی دروازوں سے آؤ جن سے تم ہمیشہ نکلتے اور داخل ہوتے رہتے ہو اور احرام کی حالت میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو تا کہ اللہ تعالیٰ کے غصہ اور عذاب سے نجات پا سکو۔ ہو یہ آیت کریمہ کنانہ اور خزاعہ میں سے اصحاب رسول اللہ ﷺ کے متعلق نازل ہوئی ہے کہ وہ احرام کی حالت میں اپنے گھروں میں جیسا کہ جاہلیت کے زمانہ میں کیا کرتے تھے، پچھلی طرف سے یا ان کی چھتوں پر سے داخل ہوتے تھے۔

شان نزول: يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے عکرمہؒ کے واسطہ سے حضرت عبداللہ ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے چاند کے بارے میں معلوم کیا اس پر یہ آیت اتری اور ابن ابی حاتمؒ نے ابوالعالیہؒ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ ہمیں یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ صحابہ ؓ نے عرض کیا، یا رسول اللہ، اللہ تعالیٰ نے چاند کو کیوں پیدا کیا ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری۔

ابونعیمؒ اور ابن عساکرؒ نے تاریخ دمشق میں سدی صغیرؒ، کلبیؒ، ابوصالحؒ کے حوالہ سے حضرت عبداللہ ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ معاذ بن جبلؓ اور ثعلبہ بن غنمہ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ کیا بات ہے کہ شروع میں چاند باریک دیکھائی دیتا ہے پھر بڑھتا رہتا ہے یہاں تک کہ مکمل ہو جاتا ہے اور رکتا ہے اور گھومتا ہے۔ اور پھر کم اور باریک ہوتا رہتا ہے، حتیٰ کہ پھر پہلی حالت پر آ جاتا ہے، اور ایک حالت پر باقی نہیں رہتا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ آپ سے چاند کے بارے میں دریافت کرتے ہیں۔

فرمان الٰہی: وَلَيْسَ الْبِرُّ (الخ) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت براءؓ سے روایت کیا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں جب لوگ احرام باندھتے تو اپنے گھروں میں پشت کی طرف سے داخل ہوتے تھے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی کہ اس میں کوئی بڑائی اور فضیلت نہیں کہ اپنے گھروں میں پیچھے کی طرف سے داخل ہو جاؤ۔

اور ابن ابی حاتمؒ اور امام حاکمؒ نے حضرت جابر ؓ سے یہ روایت کی ہے کہ قریش حمس کے ساتھ پکارے

جاتے تھے اور وہ احرام کی حالت میں دروازوں سے اندر جاتے تھے اور انصار اور تمام عرب حالت احرام میں دروازہ سے نہیں جاتے تھے، ایک مرتبہ رسول اللّٰہ ﷺ ایک باغ میں تشریف رکھتے تھے، اچانک آپ ﷺ اس باغ کے دروازے سے نکلے اور آپ ﷺ کے ساتھ قطبہ بن عامر انصاریؓ بھی نکلے صحابہؓ نے عرض کیا یارسول اللّٰہ ﷺ قطبہ بن عامر ایک تاجر آدمی ہے اور یہ آپؐ کے ساتھ باغ کے دروازہ سے نکلا ہے، حضور اکرم ﷺ نے اس سے فرمایا کہ تو نے ویسا کام کیوں کیا جو میں نے کیا ہے؟ وہ کہنے لگا کہ میں نے آپ ﷺ کو جو کرتے دیکھا وہی کیا، آپ نے فرمایا کہ میں تو احمس شخص ہوں اس نے عرض کیا کہ میرا دین وہی ہے جو آپ ﷺ کا دین ہے اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ لَيْسَ الْبِرُّ (الخ) اتاری اور ابن جریرؒ نے عوفیؒ کے حوالہ سے حضرت عبداللہ ابن عباس ؓ سے اسی طرح روایت کی ہے۔

اور ابوداؤد طیالسیؒ نے اپنی مسند میں براءؓ سے روایت کیا ہے کہ انصار جب سفر سے واپس ہوتے تو ان میں سے کوئی بھی اپنے گھر کے دروازہ سے داخل نہ ہوتا اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ اتاری اور عبد بن حمید نے قیس بن حبشہؓ سے روایت کیا ہے کہ لوگ جب احرام باندھتے تو اپنے گھر میں دروازہ کی طرف سے داخل نہ ہوتے تھے اور حمس والے ایسا نہیں کرتے تھے، چنانچہ ایک مرتبہ رسول اللّٰہ ﷺ ایک باغ میں گئے ہوئے تھے اور پھر اس باغ کے دروازہ سے باہر نکلے تو آپ کے ساتھ ایک آدمی ہوگیا جس کو رفاعہ بن تابوت کہا جاتا تھا اور وہ قبیلہ حمس میں سے نہیں تھا۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللّٰہ رفاعہ منافق ہوگیا، آپ نے رفاعہ سے فرمایا کہ تو نے ایسا کیوں کیا تو وہ کہنے لگا کہ میں نے آپ کی اتباع کی، آپ نے فرمایا کہ میں تو قبیلہ حمس میں سے ہوں تو ہم سب کا دین تو ایک ہی ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی وَلَيْسَ الْبِرُّ (الخ)۔

واحدیؒ نے کلبیؒ اور ابوصالحؒ کے حوالہ سے حضرت عبداللہ ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت صلح حدیبیہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور اس کا واقعہ یہ ہے کہ جب رسول اللّٰہ ﷺ کو بیت اللّٰہ میں جانے سے روک دیا گیا تھا پھر آپؐ نے مشرکین مکہ سے اس بات پر صلح کر لی کہ اگلے سال آکر عمرہ قضا کرلیں گے۔ جب آئندہ سال ہوا تو آپؐ نے اور آپؐ کے صحابہ کرام ؓ نے عمرہ قضا کی تیاری کی اور اس بات کا خوف پیدا ہوا کہ کہیں کفار وعدہ خلافی نہ کریں اور پھر مسجد حرام میں داخل ہونے سے روک دیں اور جنگ کریں اور صحابہ کرامؓ کو حج کے مہینوں میں قتال پسند نہیں تھا۔ (یعنی دینِ اسلام میں اس کی اجازت نہ تھی) اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری اور ابن جریر نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام ذی قعدہ کے مہینے میں عمرے کا احرام باندھ کر اور قربانی کا جانور اپنے ساتھ لے کر روانہ ہوئے۔ جب مقام حدیبیہ پر پہنچے تو مشرکین نے آپ کو آگے جانے سے روک لیا۔ رسول اکرم ﷺ نے مشرکین مکہ سے اس بات پر صلح کر لی کہ اس سال ہم واپس چلے جاتے ہیں اور اگلے سال عمرہ قضا

کرلیں گے، جب آئندہ سال ہوا تو ذی قعدہ کے مہینے میں رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام ؓ عمرے کا احرام باندھ کر مکہ مکرمہ روانہ ہوئے اور تین راتوں تک وہاں ٹھہرے اور مشرکین کو اس بات پر فخر تھا کہ انھوں نے حضور ﷺ کو واپس کردیا اللّٰہ تعالیٰ نے ان کا یہ سارا واقعہ بیان کیا اور حضور اکرم ﷺ کو مکہ مکرمہ میں اسی مہینے کے اندر داخل فرمادیا جس مہینے میں کفار نے آپ کو واپس کیا تھا، چنانچہ اللّٰہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا اَلشَّھْرُ الْحَرَامُ بِالشَّھْرِ الْحَرَامِ (الخ) یعنی حرمت والا مہینہ ہے بعوض حرمت والے مہینہ کے اور یہ حرمتیں تو عوض ومعاوضہ کی چیزیں ہیں۔

(۱۹۰) جب کوئی تم سے قتال کی پہل کرے تو تم جواباً اللّٰہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہوئے مسجد حرام میں قتال کرسکتے ہو باقی خود سے پہل مت کرو کیوں کہ حالتِ احرام اور حرم میں قتال کی پہل کرنے والوں کو اللّٰہ تعالیٰ پسند نہیں کرتے۔

(۱۹۱۔۱۹۲) اور اگر مشرکین قتال کی پہل کریں سو وہ جس مقام پر بھی ہوں ان کو قتل کردو اور مکہ مکرمہ سے ان کو نکال دو جس طرح کہ انھوں نے تمھیں نکالا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا اور بتوں کی پوجا کرنا، یہ تمام چیزیں حرم میں لڑائی کرنے سے زیادہ بدتر ہیں۔

اور حرم میں جب تک کہ کفار لڑائی کی پہل نہ کریں تم ان سے لڑائی نہ کرو اور اگر یہ پہل کریں تو تم بھی ایسا ہی کرسکتے ہو۔ قتل ہی ان کی سزا ہے لیکن اگر یہ کفر وشرک سے رُک جائیں (یعنی ایمان اختیار کرکے مسلمان جماعت میں داخل ہوجائیں) اور توبہ کرلیں تو اللّٰہ تعالیٰ توبہ کو قبول فرمانے والا اور جو توبہ کی حالت پر انتقال کرجائے اس پر رحمت فرمانے والا ہے۔

وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ ۖ فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ۝ اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ ۚ فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ ۖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ وَاَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ۛ وَاَحْسِنُوْا ۛ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

اور اُن سے اُس وقت تک لڑتے رہنا کہ فساد نابود ہوجائے اور (مُلک میں) خدا ہی کا دین ہوجائے اور اگر وہ (فساد سے) باز آجائیں تو ظالموں کے سِوا کسی پر زیادتی نہیں (کرنی چاہیے) (۱۹۳)۔ ادب کا مہینہ ادب کے مہینے کے مقابل ہے اور ادب کی چیزیں ایک دوسرے کا بدلہ ہیں۔ پس اگر کوئی تم پر زیادتی کرے تو جیسی زیادتی وہ تم پر کرے ویسی ہی تم اُس پر کرو۔ اور خدا سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ خدا ڈرنے والوں کے ساتھ ہے (۱۹۴) اور خدا کی راہ میں (مال) خرچ کرو اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو اور نیکی کرو۔ بے شک خدا نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے (۱۹۵)

تفسیر سورة بقرة آیات (۱۹۳) تا (۱۹۵)

(۱۹۳) اور جب ان کی طرف سے قتل کی پہل ہو تو پھر حرم میں ان کے ساتھ اس قدر قتال کرو کہ حرم کے اندر شرک کا

نام ونشان مٹ جائے اور اسلام اور اظہار بندگی اللّٰہ تعالیٰ ہی کے لیے ہو جائے۔

اور اگر یہ کفار حرم میں لڑائی کرنے سے باز آجائیں تو پھر قتل کرنے کی کوئی اجازت نہیں مگر صرف وہ لوگ جو خود سے لڑائی کی پہل کریں۔

(۱۹۴) وہ مہینہ جس میں آپ ﷺ عمرہ کی قضا کے لیے تشریف لے جا رہے ہیں وہ اس مہینے کا بدل ہے جس میں کفار نے آپ کو عمرہ کرنے سے منع کر دیا تھا اور اگر یہ کفار حدود حرم میں آپ لڑائی کی پہل کریں تو آپ بھی اسی قدر ان کے ساتھ لڑائی کریں اور قتل وغارت میں پہل کرنے سے اللّٰہ تعالیٰ سے ڈریں، اللّٰہ تعالیٰ کی مدد ونصرت پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔

(۱۹۵) عمرہ قضا کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کرو اور اللّٰہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنے سے اپنا ہاتھ نہ روکو تا کہ تم ہلاکت میں نہ پڑ جاؤ۔ اور ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ اپنے آپ کو خود ہلاکت میں مت مبتلا کرو اور ایک یہ تفسیر کی گئی ہے کہ نیک کاموں سے مت رکو کہ کہیں تم ہلاکت میں نہ پڑ جاؤ یعنی رحمت خداوندی سے مایوس نہ ہو کر پھر ہلاکت میں گرفتار ہو جاؤ، اور اللّٰہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرو۔ اور ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ اللّٰہ تعالیٰ سے حسن ظن رکھو اور ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ راہِ خدا میں خوب اچھی طرح خرچ کرو اللّٰہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کو پسند فرماتے ہیں، وَقَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ سے لے کر یہاں تک یہ آیات ان حضرات کے بارے میں نازل ہوئی ہیں جو حدیبیہ سے اگلے سال رسول اللّٰہ ﷺ کے ساتھ احرام کی حالت میں عمرہ قضا کرنے کے لیے تشریف لے جا رہے تھے۔

شان نزول: وَاَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ (الخ)

امام بخاریؒ نے حضرت حذیفہ ؓ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت مبارکہ نفقہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور امام ابوداؤدؒ اور ترمذیؒ نے صحت کے ساتھ اور نیز امام حاکم اور ابن حبانؒ نے ابوایوبؓ سے روایت نقل کی ہے انھوں نے فرمایا اے گروہ انصار یہ آیت کریمہ ہمارے بارے میں نازل ہوئی ہے جب اللّٰہ تعالیٰ نے اسلام کو عزت عطا فرمادی اور اس کے مددگار زیادہ ہو گئے۔ تو ہم میں سے بعض نے بعض سے خفیہ طور پر یہ کہا کہ ہمارے مال یوں ہی ضائع ہو رہے ہیں اور اب اللّٰہ تعالیٰ نے اسلام کو عزت دے دی ہے لہٰذا اگر اب ہم اپنے مال کا خیال کریں اور ضائع ہونے سے ان کی حفاظت کریں تو بہتر ہے۔ اس وقت اللّٰہ تعالیٰ نے ہماری باتوں کی تردید میں یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں مال بھی خرچ کرو اور اپنے آپ کو تباہی میں نہ ڈالو تو مال کی ہلاکت کی نگرانی اور اس کی حفاظت جہاد کو چھوڑنا ہے۔ طبرانی نے صحیح سند کے ساتھ ابوجبیرہ بن ضحاکؓ سے روایت کیا ہے کہ انصار صدقہ وخیرات کرتے تھے اور جتنی اللّٰہ تعالیٰ توفیق دیتے غرباء کو مال بھی دیتے تھے ایک مرتبہ ان پر کچھ تنگی آ گئی تو وہ اس کام سے رک گئے اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ اتار دی کہ اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔ نیز امام طبرانیؒ ہی نے صحیح سند کے ساتھ نعمان بن

بشیرؒ سے روایت کیا ہے کہ انسان سے گناہ سرزد ہوجاتا تو وہ اپنے دل میں خیال کرتا ہے کہ خدا اسے معاف نہیں فرمائے گا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ اتاری کہ اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔ اس حدیث کے لیے ایک اور گواہ بھی موجود ہے جس کو امام حاکمؒ نے حضرت براء سے روایت کیا ہے۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ۚ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ ۚ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖٓ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ ۚ فَاِذَآ اَمِنْتُمْ ۥ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ ۗ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ۗ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۱۹۶﴾ اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ۗ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ ۗ وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى ۚ وَاتَّقُوْنِ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۱۹۷﴾

اور خدا کی خشنودی کے لئے حج اور عُمرے کو پورا کرو۔ اور اگر (راستے میں) روک لئے جاؤ تو جیسی قربانی میسر ہو (کردو) اور جب تک قربانی اپنے مقام پر نہ پہنچ جائے سر نہ منڈواؤ۔ اور اگر کوئی تم میں بیمار ہو یا اُس کے سر میں کسی طرح کی تکلیف ہو تو (اگر وہ سر منڈا لے تو) اُس کے بدلے روزے رکھے یا صدقہ دے یا قُربانی کرے۔ پھر جب تکلیف دُور ہو کر) تم مطمئن ہو جاؤ۔ تو جو تم میں حج کے وقت تک عُمرے سے فائدہ اُٹھانا چاہے وہ جیسی قربانی میسر ہو کرے۔ اور جس کو قربانی نہ ملے وہ تین روزے ایاّم حج میں رکھے اور سات جب واپس ہو یہ پورے دس ہوئے یہ حکم اُس شخص کے لئے ہے جس کے اہل وعیال مکے میں نہ رہتے ہوں اور خدا سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ خدا سخت عذاب دینے والا ہے (۱۹۶) حج کے مہینے (معین ہیں جو) معلوم ہیں تو جو شخص ان مہینوں میں حج کی نیت کرلے تو حج (کے دنوں) میں نہ عورت سے اختلاط کرے نہ کوئی بُرا کام کرے اور نہ کسی سے جھگڑے اور جو نیک کام تم کرو گے وہ خدا کو معلوم ہو جائے گا۔ اور زادِ راہ (یعنی رستے کا خرچ) ساتھ لے جاؤ کیونکہ بہتر (فائدہ) زادِ راہ (کا) پرہیزگاری ہے۔ اور اے اہلِ عقل مجھ سے ڈرتے رہو (۱۹۷)

تفسیر سورۃ بقرۃ آیات (۱۹۶) تا (۱۹۷)

(۱۹۶) تم حج یا عمرہ سے کسی بیماری یا دشمن کی وجہ سے روک دیے جاؤ تو بکری، گائے یا اونٹ میں سے، جس قربانی میں تمہارے لیے آسانی ہو احرام کے چھوڑنے پر واجب ہے اور اس رکنے کے عرصہ میں اپنے سروں کو نہ منڈواؤ جب تک کہ جو قربانی روانہ کی ہے وہ اپنے ذبح ہونے کے مقام پر نہ چلی جائے اور جو اس رکنے کی مدت میں اتنے زمانہ تک نہ ٹھہر سکتا ہو تو وہ قربانی کا جانور کی جگہ پر روانہ کرنے سے پہلے ہی اپنے گھر چلا جائے اور جس کے سر میں جوئیں بہت زیادہ ہوگئی ہوں وہ اپنے سر کو منڈوائے۔ یہ آیت کریمہ حضرت کعب بن عجرہ ؓ کے متعلق نازل ہوئی ہے ان کے سر میں جوئیں بہت زیادہ ہوگئی تھیں، اس لیے انھوں نے حرم ہی میں اپنا سر منڈا دیا تھا اور اس سر منڈانے کا فدیہ تین روزے یا اہل مکہ میں سے چھ مسکینوں کو کھانا کھلانا یا ایک قربانی کا جانور ذبح کرنے کے لیے روانہ کرتا ہے اور جب

دشمن اور بیماری سے نجات مل جائے تو اس سال اللہ تعالیٰ نے جو تمہارے ذمہ حج اور عمرہ فرض کیا تھا اگلے سال اس کو قضا کرلو۔

اور جو شخص عمرہ ادا کرنے کے بعد پھر حج کا احرام باندھے تو اس پر حج تمتع اور قران (حج اور عمرے کا اکٹھا کرنا) کی قربانی واجب ہے اور قربانی عام ہے خواہ بکری ہو یا گائے اور اونٹ میں سے حصہ کردے اور جو شخص ان تینوں قسم کی قربانیوں میں سے کوئی سی بھی قربانی ادا نہ کرسکے تو وہ حج کے عشرہ میں تین روزے متواتر اس ترتیب سے رکھے کہ اخیر روزہ عرفہ کے دن ہو، اور سات گھر پہنچنے پر یا جس وقت راستہ ہی میں تم قیام کرلو یہ پورے روزے قربانی کے قائم مقام ہو جائیں گے اور یہ دمِ تمتع (قربانی) اس شخص پر واجب ہے کہ جس کا گھر حرم میں یا اس کے گھر والے حرم میں نہ ہوں، کیوں کہ حرم والوں پر حج تمتع اور قران نہیں ہے۔ اور جس چیز کا اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے اس کو پورا کرنے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو، کیوں کہ جو احکامِ خداوندی میں سے قربانی یا روزوں کو ترک کرے گا تو اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والے ہے۔

شانِ نزول: فَمَنْ كَانَ مِنْكُم مَرِيضاً (الخ)

امام بخاریؒ نے کعب بن عجرہؓ سے روایت کیا ہے کہ ان سے اللہ تعالیٰ کا فرمان فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ (الخ) کے بارے میں دریافت کیا گیا انہوں نے فرمایا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لایا گیا اور جوئیں میرے سر پر سے جھڑ رہی تھیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ تم مشکل میں پھنسے ہو۔ کوئی بکری تمہارے پاس ہے میں نے کہا نہیں! آپ ﷺ نے فرمایا تو تین روزے رکھو یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ ہر ایک مسکین کو آدھا صاع کھانے کا دو، اور اس کے بعد سر منڈالو۔

اسی طرح واحدیؒ نے عطاؒ کے واسطہ سے حضرت عبداللہ ابن عباس ﷺ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ جب ہم نے حدیبیہ میں قیام کیا تو کعب بن عجرہؓ اپنی جوؤں کو اپنے چہرے پر سے جھاڑتے ہوئے حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا! یارسول اللہ ان جوؤں نے تو مجھے کھالیا ہے تو اسی مقام پر یہ آیت کریمہ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ (الخ) اتری۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۱۹۷) حج کے مشہور مہینے ہیں جن میں حج کا احرام باندھا جاتا ہے یعنی (۱) شوال (۲) ذی قعدہ (۳) دس دن ذی الحجہ کے ہیں۔

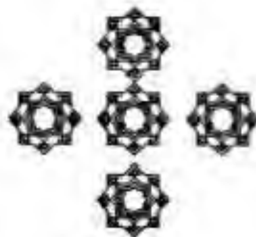
لہٰذا جو آدمی ان مہینوں میں حج کا احرام باندھ لے تو نہ ہمبستری کرے اور نہ اس قسم کی باتیں کرے اور گالی گلوچ دینے اور اپنے ساتھی سے لڑائی جھگڑا کرنے سے پرہیز کرے، اور ایک تفسیر یہ بھی کی گئی ہے کہ حج کی فرضیت

میں کوئی جھگڑا اور بحث نہیں۔

اور احرام کی حالت میں ہمبستری اور اس کے تذکرہ اور گالی گلوچ اور جھگڑے کو جو بھی تم میں سے ان باتوں کو چھوڑے گا اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے گا، اے عقل والو سامان سفر بھی ساتھ رکھو اس مقام پر تقدیم و تاخیر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ عقل والو دنیاوی ضرورتوں کے لیے بھی سفر میں اتنی چیز ساتھ رکھو اور جو وہاں لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے کفایت کرے ورنہ پھر اللہ تعالیٰ پر اعتماد اور توکل کرلو، اس لیے کہ توکل دنیاوی فوائد سے بدرجہا بہتر ہے، اور حدود حرم میں مجھ سے ڈرتے رہو، یہ آیت کریمہ یمن کے کچھ لوگوں کے متعلق نازل ہوئی ہے جو سامان سفر اور خوراک کیے بغیر حج کرنے چلے جاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں اس چیز سے روک دیا۔

شانِ نزول: وَتَزَوَّدُوْا (الخ)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اہل یمن بغیر زادراہ کے حج کا سفر کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم اللہ پر توکل کرنے والے ہیں، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا اور زادراہ ساتھ رکھو (یعنی اسباب کو اختیار کرنا توکل کے خلاف نہیں ہے) کیوں کہ سب سے بہتر زادراہ پرہیزگاری ہے۔



لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ۪ وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ ۚ وَاِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿۱۹۸﴾ ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۹۹﴾ فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا ؕ فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِى الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ فِى الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ﴿۲۰۰﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِى الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۲۰۱﴾ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا ؕ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۲۰۲﴾

اس کا تمہیں کچھ گناہ نہیں کہ (حج کے دنوں میں بذریعہ تجارت) اپنے پروردگار سے روزی طلب کرو اور جب عرفات سے واپس ہونے لگو تو مشعر حرام (یعنی مُزدلفے) میں خدا کا ذکر کرو اور اس طرح ذکر کرو جس طرح اُس نے تمہیں سکھایا اور اس سے پیشتر تم لوگ (ان طریقوں سے) محض ناواقف تھے (۱۹۸) پھر جہاں سے اور لوگ واپس ہوں وہیں سے تم بھی واپس ہو اور خدا سے بخشش مانگو۔ بے شک خدا بخشنے والا اور رحمت کرنے والا ہے (۱۹۹)۔ پھر جب حج کے تمام ارکان پورے کر چکو تو (مِنٰی میں) خدا کو یاد کرو جس طرح اپنے باپ دادا کو یاد کیا کرتے تھے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ اور بعض لوگ ایسے ہیں جو (خدا سے) التجا کرتے ہیں کہ اے پروردگار ہم کو (جو دینا ہے) دُنیا ہی میں عنایت کر ایسے لوگوں کا آخرت میں کچھ حصّہ نہیں (۲۰۰) اور بعضے ایسے ہیں کہ دُعا کرتے ہیں کہ پروردگار ہم کو دُنیا میں بھی نعمت عطا فرما اور آخرت میں بھی نعمت بخشیو اور دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھیو (۲۰۱)۔ یہی لوگ ہیں جن کے لئے ان کے کاموں کا حصہ (یعنی اجر نیک تیار) ہے اور خدا جلد حساب لینے والا (اور جلد اجر دینے والا ہے (۲۰۲)

تفسیر سورۃ بقرۃ آیات (۱۹۸) تا (۲۰۲)

(۱۹۸) حرم میں تجارت کر کے کچھ نفع وغیرہ کمانے میں کوئی حرج نہیں، یہ آیت کریمہ ان لوگوں کے بارے میں اتری ہے جو حدودِ حرم میں خرید وفروخت اور کاروبار کو ناجائز سمجھتے تھے، اللہ تعالیٰ نے انھیں اس چیز کی اجازت دے دی۔ اس کے بعد جب تم لوگ میدانِ عرفات سے مشعرِ حرام پر آؤ تو دل وزبان سے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے تمھیں بتایا ہے اللہ تعالیٰ کا خوب اچھی طرح ذکر کرو، رسول اکرم ﷺ کی بعثت سے نزولِ قرآن اور اسلام سے پہلے تم لوگ کافر ہی تھے۔

شانِ نزول: لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ (الخ)

امام بخاریؒ نے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ عُکاظ اور ذُوالمجاز یہ زمانہ جاہلیت میں بازار تھے۔ لوگ حج کے زمانہ میں ان بازاروں میں کاروبار کیا کرتے تھے، صحابہ کرام ؓ نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے متعلق پوچھا، اس پر یہ آیت اُتری کہ ایام حج میں کاروبار اور تجارت یعنی خرید وفروخت کرنے میں کوئی گناہ نہیں اور امام احمدؒ اور ابن ابی حاتمؒ ابن جریرؒ اور امام حاکمؒ نے ابوامامہ تیمیؒ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے عرض کیا کہ ہم حج کے دنوں میں خرید وفروخت کرتے ہیں تو اس سے حج میں کوئی حرج تو نہیں آتا

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نے فرمایا کہ ایک شخص نے رسول اکرم ﷺ سے اسی طرح کا سوال کیا تھا، آپ ﷺ نے کوئی جواب نہیں دیا، یہاں تک کہ جبرائیل امینؑ یہ آیت مبارکہ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ (الخ) لے کر نازل ہوئے اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اسے بلایا اور فرمایا کہ تم لوگ حاجی ہو۔

فرمان خداوندی ثُمَّ اَفِيْضُوْا (الخ) ابن جریرؒ نے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ عرب عرفات میں وقوف کیا کرتے۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۱۹۹) وہیں جا کر پھر لوٹو جہاں سے یمن والے لوٹ کر آتے ہیں اور اپنے گناہوں کے لیے بخشش طلب کرو جو شخص توبہ طلب کرے اور توبہ ہی پر اس کا انتقال ہو تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی بخشش فرمانے والے ہیں۔

یہ آیت کریمہ اہل حمس کے بارے میں اتری ہے جو اپنے حجوں میں حرم سے میدان عرفات کے علاوہ اور کسی جگہ نہیں جاتے تھے، اللہ تعالیٰ نے انھیں اس چیز سے روکا اور اس بات کا حکم دیا کہ میدان عرفات جاؤ اور اسی مقام سے لوٹ کر آؤ۔

(۲۰۰۔۲۰۱) اور جب تم اپنے اعمال حج سے فارغ ہو جاؤ، تو اللہ تعالیٰ کو اس طرح یاد کرو جیسا کہ اپنے آباؤ اجداد کو یاد کرتے ہو اور ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو تم پر احسانات کیے ہیں ان احسانات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو اس طرح سے یاد کرو جیسا زمانہ جاہلیت میں اپنے آباؤ اجداد کے احسانات کو یاد کیا کرتے تھے بلکہ اپنے آباء کے تذکرہ سے بھی کہیں زیادہ اللہ تعالیٰ کا تذکرہ کرو، وقوف کی جگہ میں بعض لوگ دعا مانگتے ہیں کہ پروردگار ہمیں اونٹ، گائے، بکریاں، غلام اور باندیاں اور بہت سامال دے مگر بہشت میں ایسے لوگوں کے حج کا کوئی حصہ نہیں۔

شان نزول: فَاِذَا قَضَيْتُمْ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ زمانہ جاہلیت والے ایام حج میں کھڑے ہوتے تھے، ان میں سے ہر ایک شخص کہتا تھا کہ میرا باپ کھانا کھلاتا تھا، لوگوں کو سوار کراتا تھا اور دوسروں کے خون بہا کو ادا کرتا تھا یعنی اپنے آباؤ اجداد کے ذکر کے علاوہ ان کے پاس کوئی ذکر نہیں تھا، تو اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ اُتاری کہ جب تم اپنے اعمال حج پورے کر چکو تو اللہ تعالیٰ کا اچھی طرح ذکر کیا کرو۔

اور ابن جریرؒ نے مجاہدؒ سے روایت کیا ہے کہ عرب جب ارکان حج سے فارغ ہو جاتے تھے تو حجر اسود کے پاس کھڑے ہو جاتے اور زمانہ جاہلیت میں کیے گئے اپنے آباؤ اجداد کے کارناموں کو بیان کیا کرتے تھے، اس پر یہ آیت اتری۔

اور ابن ابی حاتم ؓ نے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ عربوں کی ایک جماعت وقوف کی جگہ

آتی اور کہتی، اے اللہ، یہ سال بارش اور سبز وشادابی اور خوبصورتیوں والا کر دے لیکن امورِ آخرت میں سے کسی بھی چیز کا تذکرہ نہیں کرتی تھی اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے بارے میں یہ آیت اُتاری کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار بس ہمیں دنیا ہی میں دے دے، ایسے لوگوں کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ اس جماعت کے بعد دوسری جماعت مومنوں کی آتی ہے اور وہ یہ دعا مانگتی، رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً (الخ)، کہ اے اللہ ہماری دنیا کے ساتھ آخرت بھی اچھی کر دے۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۲۰۲) اور بعض حضرات علم وعبادت گناہوں سے حفاظت، شہادت اور غنیمت وغیرہ اور جنت اور اس کی نعمتوں کے لیے دعا مانگتے ہیں اور درخواست گزار ہیں کہ قبر اور دوزخ کے عذاب کو ہم سے دور کر دے ان خوبیوں والوں کے لیے جنت میں ان کے حج کا پورا پورا حصہ ہے اور اللہ تعالیٰ جب حساب فرمانے کا ارادہ فرمائیں تو اس کا حساب بہت جلدی ہو جاتا ہے اور ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ اس کی حفاظت بہت جلدی ہوتی ہے اور یہ معنیٰ بھی بیان کیے گئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ریاکاروں سے بہت زبردست بدلہ لینے والا ہے۔

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۚ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۙ لِمَنِ اتَّقٰى ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۰۳﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِيْ قَلْبِهٖ ۙ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ﴿۲۰۴﴾ وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ﴿۲۰۵﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ ؕ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۲۰۶﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۲۰۷﴾

اور (قیام منیٰ کے) دنوں میں (جو) گنتی کے (دن ہیں) خدا کو یاد کرو۔ اگر کوئی جلدی کرے (اور) دو ہی دن میں (چل دے) تو اس پر بھی کچھ گناہ نہیں۔ اور جو بعد تک ٹھہرا رہے اُس پر بھی کچھ گناہ نہیں۔ یہ باتیں اُس شخص کے لئے ہیں جو (خدا سے) ڈرے اور تم لوگ خدا سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ تم سب اُس کے پاس جمع کیے جاؤ گے (۲۰۳) اور کوئی شخص تو ایسا ہے جس کی گفتگو دنیا کی زندگی میں تم کو دلکش معلوم ہوتی ہے اور وہ اپنے مافی الضمیر پر خدا کو گواہ بناتا ہے حالانکہ وہ سخت جھگڑالو ہے (۲۰۴) اور جب پیٹھ پھیر کر چلا جاتا ہے تو زمین میں دوڑتا پھرتا ہے تاکہ اُس میں فتنہ انگیزی کرے۔ اور کھیتی کو (برباد) اور (انسانوں اور حیوانوں کی) نسل کو نابود کر دے اور خدا فتنہ انگیزی کو پسند نہیں کرتا (۲۰۵) اور جب اُس سے کہا جاتا ہے کہ خدا سے خوف کر تو غرور اُس کو گناہ میں پھنسا دیتا ہے سو ایسے کو جہنم سزاوار ہے اور وہ بہت بُرا ٹھکانہ ہے (۲۰۶) اور کوئی شخص ایسا ہے کہ خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اپنی جان بیچ ڈالتا ہے۔ اور خدا بندوں پر بہت مہربان ہے (۲۰۷)

تفسیر سورۃ بقرۃ آیات (۲۰۳) تا (۲۰۷)

(۲۰۳) اور ایامِ معلوم یعنی ایامِ تشریق کے پانچ دنوں میں یوم عرفہ، یوم النحر اور ۱۱، ۱۲، ۱۳ کو اللہ تعالیٰ کی حمد وتہلیل

(لا الٰه الا اللّٰه) بہت زیادہ کیا کرو۔

اور جو شخص دسویں تاریخ کے دو دون بعد ہی اپنے گھر واپس آنا چاہے تو اس جلدی میں کوئی گناہ نہیں اور جو شخص تیرہویں تاریخ تک منیٰ میں ٹھہرے تو اس میں بھی کوئی گناہ کی بات نہیں، اس کی بخشش ہوجائے گی، جو تیرہویں تاریخ تک شکار کرنے سے رکا رہے گا اور تیرہویں تاریخ تک شکار کرنے سے اللّٰہ تعالیٰ سے ڈرے اور یہ بات اچھی طرح جان لو کہ مرنے کے بعد اللّٰہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونا ہے۔

(۲۰۴) آپ کو بعض لوگوں کی دنیاوی زندگی میں گفتگو اور ان کا طرز بیان پسندیدہ معلوم ہوتا ہے اور اس کے ساتھ وہ اللّٰہ تعالیٰ کی اس بات پر قسم کھاتا ہے کہ میں آپ سے محبت رکھتا ہوں اور آپ کی پیروی کرتا ہوں حالاں کہ وہ جھوٹا اور سخت قسم کا جھگڑالو ہے۔

شان نزول: وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے سعیدؒ یا عکرمہؓ کے ذریعہ سے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ جب وہ لشکر شہید کردیا گیا جس میں عاصم اور مرشد تھے تو منافقوں میں سے دو آدمیوں نے کہا کہ جو لوگ اس طرح مارے گئے ان کے لیے ہلاکت ہے۔ کیوں نہ یہ اپنے گھروں میں بیٹھے رہے اور کیوں نہ انھوں نے اپنے صاحب کی رسالت کو ادا کردیا اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ اتاری کہ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ اور ابن جریرؒ نے سدیؒ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ اخنس بن شریقؓ کے بارے میں اتری ہے، رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں آکر اس نے اسلام ظاہر کیا، حضور ﷺ کو اس کی یہ بات پسند آئی، اس کے بعد یہ آپ ﷺ کے پاس سے چلا گیا اور مسلمانوں کی ایک جماعت کی کھیتی اور گدھوں پر سے اس کا گزر ہوا تو اس نے کھیتی جلادی اور گدھوں کے پاؤں کاٹ ڈالے۔

(لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۲۰۵۔۲۰۶) اور جب غصہ میں آتا ہے تو ہر قسم کے گناہ کرتا ہے اور کھیتوں اور باغات کو برباد اور جانوروں کو قتل کرتا ہے، اللّٰہ تعالیٰ ایسے فساد پھیلانے والے لوگوں کو پسند نہیں کرتے اور جب اس سے کہا جاتا ہے کہ اپنے کاموں میں اللّٰہ تعالیٰ سے ڈر تو اس میں تکبر اور حمیت جوش مارنے لگتی ہے، اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ برے لوگوں کا بدترین ٹھکانا ہے۔

یہ آیت کریمہ اخنس بن شریق کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ وہ شیریں کلام تھا رسول اکرم ﷺ کو اس کی یہ بات پسند تھی کہ میں آپ سے محبت رکھتا ہوں اور خفیہ طریقے سے آپکے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں اور اس پر اللّٰہ کی قسم بھی کھاتا تھا، مگر یہ پکا منافق تھا۔ لوگوں کا خیال ہے کہ اس نے ایک قوم کی کھیتی جلادی تھی اور اسی طرح ایک قوم کے گدھوں کو مار ڈالا تھا۔

(۲۰۷) اور بعض حضرات اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی کے لیے اپنی جان کو اپنے مال کے بدلے خرید تے ہیں۔ یہ آیت کریمہ صہیب بن سنان ؓ اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں اتری ہے ان حضرات نے اپنی جانوں کو اپنے مال کے بدلے مکہ والوں سے خرید اتھا۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بہت ہی مہربانی فرمانے والا ہے یہ آیت کریمہ حضرت عمار بن یاسر ؓ اور حضرت سُمیّہ کے والدین کے بارے میں نازل ہوئی، ان حضرات کو مشرکین مکہ نے شہید کر دیا تھا۔

شان نزول: وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِىْ (الخ)

حارث بن ابی امامؒ نے اپنی مسند میں اور ابن ابی حاتمؒ نے سعید بن مسیبؒ سے روایت کیا ہے کہ حضرت صہیب ؓ رسول اکرم ﷺ کی طرف ہجرت کر کے روانہ ہوئے تو قریش کی ایک جماعت نے ان کا پیچھا کیا، حضرت صہیب ؓ اپنی سواری سے اتر گئے اور ان کے ترکش میں جو تیر تھے وہ سب نکال لیے اور فرمایا اے قریش کی جماعت تمہیں معلوم ہے کہ میں تم سب سے زیادہ تیرانداز ہوں اور اللہ کی قسم تم لوگ میرے قریب اس وقت تک نہیں پہنچ سکتے جب تک کہ میں اپنے تمام تیر تمھیں نہ ماردوں اور اس کے بعد جتنی میرے ہاتھ میں طاقت باقی رہے گی اپنی تلوار سے تم سے جہاد کروں گا، اب جو تمہاری مرضی ہو کرو اور تم چاہو تو میں تمہیں اپنا وہ مال بتا دیتا ہوں جو مکہ میں ہے اور تم میرا پیچھا چھوڑ دو۔

قریش اس پر رضامند ہو گئے، جب حضرت صہیب ؓ مدینہ منورہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابویحییٰ تمہاری تجارت سودمند رہی، ابویحییٰ تمہاری تجارت کامیاب ہوگئی اور یہ آیات نازل ہوئیں وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِىْ (الخ)۔

اور امام حاکمؒ نے اپنی مستدرک میں اسی طرح ابن مسیّب عن صہیبؓ کے ذریعہ سے موصولاً روایت کیا ہے اور امام حاکمؒ نے بھی اسی طرح عکرمہ کے مراسیل سے روایت کیا ہے۔

اور امام حاکمؒ ہی نے بواسطہ حماد بن سلمہ ثابتؒ، حضرت انس ؓ سے روایت کیا ہے اور اس میں آیت کے نازل ہونے کی وضاحت موجود ہے اور امام حاکمؒ نے فرمایا ہے یہ حدیث مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

اور ابن جریر نے عکرمہ ؓ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ حضرت صہیب ؓ، ابوداؤد ؓ، جندب بن ابی السکن کے بارے میں اُتری ہے۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِى السِّلْمِ كَآفَّةً ۖ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۲۰۸﴾ فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْكُمُ الْبَيِّنٰتُ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۰۹﴾ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِىْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَقُضِىَ الْاَمْرُ ۗ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۲۱۰﴾ سَلْ بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ كَمْ اٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ اٰيَةٍۢ بَيِّنَةٍ ۗ وَمَنْ يُّبَدِّلْ نِعْمَةَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۲۱۱﴾ زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَيَسْخَرُوْنَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۘ وَالَّذِيْنَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۗ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۲۱۲﴾

مومنو! اسلام میں پُورے پُورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے پیچھے نہ چلو۔ وہ تو تمہارا صریح دشمن ہے (۲۰۸) پھر اگر تم احکام روشن پہنچ جانے کے بعد لڑکھڑا جاؤ تو جان جاؤ کہ خدا غالب (اور) حکمت والا ہے (۲۰۹)۔ کیا یہ لوگ اس بات کے منتظر ہیں کہ ان پر خدا کا (عذاب) بادل کے سائبانوں میں آنازل ہو اور فرشتے بھی (اتر آئیں) اور کام تمام کر دیا جائے۔ اور سب کاموں کا رجوع خدا ہی کی طرف ہے (۲۱۰)۔ (اے محمد ﷺ) بنی اسرائیل سے پوچھو کہ ہم نے اُن کو کتنی کُھلی نشانیاں دیں اور جو شخص خدا کی نعمت کو اپنے پاس آنے کے بعد بدل دے تو خدا سخت عذاب کرنے والا ہے (۲۱۱) اور جو کافر ہیں اُن کے لئے دنیا کی زندگی خوش نما کر دی گئی ہے اور وہ مومنوں سے تمسخر کرتے ہیں لیکن جو پرہیز گار ہیں وہ قیامت کے دن اُن پر غالب ہوں گے اور خدا جس کو چاہتا بے شمار رزق دیتا ہے (۲۱۲)

تفسیر سورة بقرة آیات (۲۰۸) تا (۲۱۲)

(۲۰۸) مومنو! پورے طور پر رسول اکرم ﷺ کے دین میں داخل ہو جاؤ ہفتہ اور اونٹ کے گوشت کی حرمت وغیرہ میں شیطان کی جعل سازی میں مت آؤ وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے۔

شان نزول: یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (الخ)

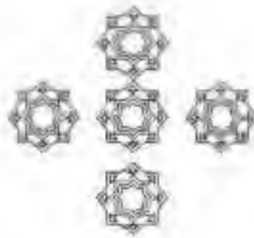
ابن جریرؒ نے عکرمہ ؓ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عبداللّٰہ بن سلام ؓ اور ثعلبہ ؓ ابن یامین ؓ، اسد بن کعب ؓ، اسید بن کعب ؓ، سعید بن عمرو ؓ اور قیس بن زید ؓ اہل کتاب میں سے ان سب حضرات نے رسول اللّٰہ ﷺ سے عرض کیا! یا رسول اللّٰہ ﷺ ہفتہ کے دن کی ہم تعظیم کرتے ہیں، ہمیں اس کی تعظیم کی اجازت دیجیے اور توریت بھی اللّٰہ تعالیٰ کی کتاب ہے، ہمیں رات کو اس پر عمل کرنے کی اجازت دیجیے، اس پر یہ آیت مبارکہ اتری کہ ''اے ایمان والو اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ۔'' (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۲۰۹) پھر اگر اپنی کتاب میں اس چیز کا بیان اور وضاحت آجانے کے بعد بھی تم رسول اکرم ﷺ کی شریعت سے دُور ہٹو تو اللّٰہ تعالیٰ ایسے شخص سے جو اپنے رسول ﷺ کی پیروی نہ کرے زبردست بدلہ لینے والا ہے اور اللّٰہ تعالیٰ پہلی

شریعتوں کے منسوخ کرنے کے بارے میں زیادہ جانتا ہے، یہ آیت مبارکہ حضرت عبداللہ بن سلامؓ اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں اُتری ہے کیوں کہ وہ ہفتہ کے دن اور اونٹ کے گوشت کے معاملے میں حسّاس تھے۔

(۲۱۰) کیا اہل مکہ اس چیز کا انتظار کررہے ہیں کہ بغیر کسی کیفیت کے قیامت کا دن آجائے اور اللہ تعالیٰ اس کام سے فارغ ہوجائے۔ اہل جنت کو جنت میں اور اہل دوزخ کو دوزخ میں داخل کردے اور آخرت میں تمام کاموں کا انجام اللہ تعالیٰ ہی کے سپرد ہے۔

(۲۱۱۔۲۱۲) آپ حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد سے پوچھیے کہ کتنی مرتبہ ہم نے ان سے اوامر ونواہی کے ساتھ کلام کیا ہے اور موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ہم نے ان کو دین کے ساتھ عزت عطا فرمائی مگر انھوں نے دین کو کفر کے ساتھ تبدیل کردیا اور جو شخص رسول اکرم ﷺ کے مبعوث ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ کے دین اور اس کی کتاب کو کفر کے ساتھ بدلے تو اللہ تعالیٰ کافر کو شدید ترین عذاب دینے والا ہے، ابوجہل اور اس کے ساتھیوں کے لیے دنیاوی زندگی فراخی اور خوشحالی کے ساتھ سجائی گئی ہے مگر یہ لوگ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ اور صہیب، حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کی معاشی تنگی پر ان کا مذاق اڑاتے ہیں مگر جو حضرات کفر وشرک سے بچے ہوئے ہیں یعنی حضرت سلمان اور ان کے ساتھی وہ دنیا میں ان کافروں سے حجت اور دلیل اور جنت میں قدر ومنزلت میں بڑھے ہوئے ہیں اور بغیر کسی محنت و مشقت کے جس پر اللہ تعالیٰ چاہتا ہے، مال کی فراخی کردیتا ہے اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ جنت میں اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے، بغیر کسی حساب وکتاب کے داخل کردیتا ہے۔



كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۣ فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۠ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۭ وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۚ فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ ۭ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ۭ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَاۗءُ وَالضَّرَّاۗءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ۭ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ ۝ يَسْــَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ڛ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۭ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ۝

(پہلے تو سب) لوگوں کا ایک ہی مذہب تھا (لیکن وہ ایک دوسرے سے اختلاف کرنے لگے) تو خدا نے (اُن کی طرف) بشارت دینے والے اور ڈر سنانے والے پیغمبر بھیجے۔ اور اُن پر سچائی کے ساتھ کتابیں نازل کیں تاکہ جن امور میں لوگ اختلاف کرتے تھے اُن کا اُن میں فیصلہ کردے۔ اور اُس میں اختلاف بھی اُن ہی لوگوں نے کیا جن کو کتاب دی گئی تھی باوجود یہ کہ اُن کے پاس کُھلے ہوئے احکام آچکے تھے (اور یہ اختلاف اُنہوں نے صرف) آپس کی ضد سے (کیا) تو جس امرِ حق میں وہ اختلاف کرتے تھے خدا نے اپنی مہربانی سے مومنوں کو اُس کی راہ دکھا دی۔ اور خدا جس کو چاہتا ہے سیدھا رستہ دکھا دیتا ہے (۲۱۳)۔ کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ (یونہی) بہشت میں داخل ہو جاؤ گے اور ابھی تم کو پہلے لوگوں کی سی (مشکلیں) تو پیش آئی ہی نہیں۔ اُن کو (بڑی بڑی) سختیاں اور تکلیفیں پہنچیں اور وہ (صعوبتوں میں) ہلا ہلا دیئے گئے۔ یہاں تک کہ پیغمبر اور مومن لوگ جو ان کے ساتھ تھے سب پکار اُٹھے کہ کب خدا کی مدد آئے گی۔ دیکھو خدا کی مدد (عن) قریب (آیا چاہتی) ہے (۲۱۴)۔ (اے محمد ﷺ) لوگ تم سے پُوچھتے ہیں کہ (خدا کی راہ میں) کس طرح کا مال خرچ کریں۔ کہہ دو کہ (جو چاہو خرچ کرو لیکن) جو مال خرچ کرنا چاہو وہ (درجہ بدرجہ اہلِ استحقاق یعنی) ماں باپ کو اور قریب کے رشتہ داروں کو اور یتیموں کو اور محتاجوں کو اور مسافروں کو (سب کو دو) اور جو بھلائی تم کرو گے خدا اُس کو جانتا ہے (۲۱۵)

تفسیر سورۃ بقرۃ آیات (۲۱۳) تا (۲۱۵)

(۲۱۳) انسان حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں ایک ملت یعنی کفر پر قائم تھے اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں مسلمان تھے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے ایسے انبیاء کرام کو بھیجا جو مومنین کو جنت کی خوشخبری سنانے والے اور کافروں کو دوزخ کے عذاب سے ڈراتے اور ان پر جبریل امین کے ذریعے ایسی کتاب کو بھی نازل کیا گیا جو حق اور باطل کو بیان کرنے والی تھی تاکہ ہر ایک نبی دینی مسائل میں اپنی کتاب کے ذریعے سے فیصلہ کر سکے تاکہ وہ کتاب آپس میں فیصلہ کر سکے اور اگر لِیَحْکُمَ کو لِتَحْکُمَ تاء کے ساتھ پڑھا جائے تو اس سے رسول اکرم ﷺ کی ذات مبارک مراد ہوگی، دین اور رسول اکرم ﷺ کے بارے میں اہل کتاب ہی نے حسد کی بنا پر اختلاف اور انکار کیا ہے، باوجود اس کے کہ ان کی کتابوں

میں اس کے متعلق واضح نشانیاں بیان کی جا چکی تھیں، دین حق میں اختلاف کرنے سے اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کے ذریعے مومنین کو حق بات کی ہدایت عطا فرمائی۔

یعنی دین میں اختلاف کرنے اور حق کو باطل کے ساتھ ملانے سے اللہ تعالیٰ نے مومنین کی انبیاء کرام کے ذریعے اپنے حکم وارادہ سے حفاظت فرمائی جو اس چیز کا اہل ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اس کو دین پر استقامت دیتا ہے۔

(۲۱۴) اے مومنو! کی جماعت کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ بغیر اس طرح امتحان وآزمائش کے جیسا کہ تم سے پہلے سابقہ مومنین کی آزمائش کی گئی ہے تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے، ان کو اس قدر پریشانیوں اور سختیوں اور بیماریوں اور تکالیف کا سامنا کرنا پڑا، یہاں تک کہ ان کے رسول اور وہ حضرات جو ان پر ایمان لائے تھے پکار اٹھے، دشمنوں کے مقابلے کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد کب آئے گی، اللہ تعالیٰ نے اس نبی علیہ السلام یعنی ان کے نبی علیہ السلام سے فرمایا کہ دشمنوں سے تمہاری نجات کا وقت قریب ہے۔

شان نزول: اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ (الخ)

عبدالرزاقؒ، معمرؒ، قتادہؒ بیان کرتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ غزوہ احزاب کے بارے میں نازل ہوئی ہے، اس دن رسول اکرم ﷺ کو بہت سختیوں اور پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا۔

(۲۱۵) یہ سوال میراث کی آیتوں کے اترنے سے پہلے کا ہے یعنی اے محمد ﷺ آپ سے پوچھتے ہیں کہ صدقہ کسے دیں آپ فرما دیجیے کہ اپنا مال، والدین اور رشتہ داروں (مگر اس کے بعد میراث کی آیت سے والدین کو صدقہ دینا منسوخ ہو گیا) یتیموں، مسکینوں اور نو وارد لوگوں پر خرچ کرو اور تم جو کچھ ان لوگوں پر خرچ کرو گے اللہ تعالیٰ اس کو اور تمہاری نیتوں کو خوب جاننے والا ہے اور تمہیں اس کا بدلہ دینے والا ہے۔

شان نزول: يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ (الخ)

ابن جریرؒ نے ابن جریج رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ مسلمانوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ ہم اپنا مال کہاں خرچ کریں۔ اس پر یہ آیت مبارکہ اتری اور ابن منذرؒ نے ابوحبانؒ سے روایت کیا ہے کہ عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم ﷺ سے پوچھا کہ ہم اپنا مال کس طرح اور کہاں خرچ کریں اس پر یہ آیت اتری۔

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ۗ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٢١٦﴾ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ ۭ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ ۭ وَصَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكُفْرٌۢ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۤ وَاِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ۭ وَلَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا ۭ وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰۗىِٕكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٢١٧﴾

(مسلمانو) تم پر (خدا کے رستے میں) لڑنا فرض کر دیا گیا ہے وہ تمہیں ناگوار تو ہوگا مگر عجب نہیں کہ ایک چیز تم کو بُری لگے اور وہ تمہارے حق میں بھلی ہو۔ اور عجب نہیں کہ ایک چیز تم کو بھلی لگے اور وہ تمہارے لئے مضر ہو اور (ان باتوں کو) خدا ہی بہتر جانتا ہے اور تم نہیں جانتے (۲۱۶)۔ (اے محمد ﷺ) لوگ تم سے عزت والے مہینوں میں لڑائی کرنے کے بارے میں دریافت کرتے ہیں۔ کہہ دو کہ ان میں لڑنا بڑا (گناہ) ہے۔ اور خدا کی راہ سے روکنا اور اس سے کفر کرنا اور مسجد حرام (یعنی خانہ کعبہ میں جانے) سے (بند کرنا) اور اہل مسجد کو اس سے نکال دینا (جو یہ کفار کرتے ہیں) خدا کے نزدیک اس سے بھی زیادہ (گناہ) ہے۔ اور فتنہ انگیزی خون ریزی سے بھی بڑھ کر ہے۔ اور یہ لوگ ہمیشہ تم سے لڑتے رہیں گے یہاں تک کہ اگر مقدور رکھیں تو تم کو تمہارے دین سے پھیر دیں۔ اور جو کوئی تم میں سے اپنے دین سے پھر کر (کافر ہو) جائے گا اور کافر ہی مرے گا تو ایسے لوگوں کے اعمال دُنیا اور آخرت دونوں میں برباد ہو جائیں گے اور یہی لوگ دوزخ (میں جانے) والے ہیں جس میں ہمیشہ رہیں گے (۲۱۷)

تفسیر سورۃ بقرۃ آیات (۲۱٦) تا (۲۱۷)

(۲۱٦) تم پر رسول اکرم ﷺ کے ساتھ عام کوچ کرنے میں جہاد فرض کیا گیا ہے اور یہ تم پر بہت گراں تھا اور تم اسے گراں سمجھتے ہو، مگر درحقیقت یہ تمہارے لیے بہتر ہے، تمہیں اس کی وجہ سے شہادت اور مال غنیمت ملے گا اور جہاد نہ کرنے سے شہادت حاصل ہوتی ہے اور نہ مال غنیمت۔ اور اللّٰہ تعالیٰ جانتا ہے کہ جہاد کرنا تمہارے لیے بہتر اور جہاد نہ کرنا تمہارے لیے برا ہے، یہ آیت حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ اور مقداد بن اسود ؓ اور ان کے ساتھیوں کے متعلق اتری ہے۔

حضرت عبداللّٰہ بن جحش ؓ اور ان کے ساتھیوں نے عمرو بن حضرمی کو جمادی الثانی کی شام کو رجب کا چاند نظر آنے سے پہلے قتل کر دیا تھا کفار نے انھیں اس پر برا بھلا کہا، انھوں نے شہر حرام میں قتال کرنے کے بارے میں دریافت کیا، اس پر یہ آیت کریمہ اتری۔

(۲۱۷) حرمت کے مہینے یعنی رجب کے مہینے میں آپ سے لڑائی کرنے کے بارے میں پوچھتے ہیں۔

آپ فرما دیجیے کہ رجب کے مہینے میں لڑائی کرنا بہت بڑے گناہ کا باعث ہے اور لوگوں کو اللّٰہ تعالیٰ کے دین اور اس کی اطاعت سے پھیرنا اور ان کو مسجد حرام داخل ہونے سے روکنا اللّٰہ تعالیٰ کے ہاں عمرو بن حضرمی کے قتل سے

بھی بڑا گناہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، قتل سے بڑا گناہ ہے اور یہ اہل مکہ تم لوگوں کو دین اسلام سے منحرف کرنے کی کوشش میں ہیں اور جو اسلام سے پھر کر اسی حالت میں مر جائے تو اس کے سارے اعمال اور تمام نیکیاں برباد گئیں اور آخرت میں ان کو کوئی بدلہ نہیں ملے گا اور وہ ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔ نہ وہاں ان کو موت آئے گی اور نہ ہی اس سے چھٹکارا ملے گا۔

شانِ نزول: يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ (الخ)

ابن جریرؒ ابن ابی حاتمؒ اور طبرانیؒ نے کبیر میں اور حضرت امام بیہقیؒ نے اپنی سنن میں جندب بن عبداللہؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ایک لشکر بھیجا اور اس پر عبداللہ بن جحشؓ کو امیر بنایا۔

ان حضرات کو ابن حضرمی ملا، انھوں نے اس کو قتل کر دیا اور ان کو یہ معلوم نہیں تھا کہ یہ دن مبارک رجب کا ہے یا جمادی الآخر کا، تو مشرکین نے مسلمانوں سے کہا کہ ان لوگوں نے حرمت کے مہینے میں قتل کیا ہے، تو اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ اتاری کہ آپ سے حرمت کے مہینے میں قتال کرنے کے بارے میں پوچھتے ہیں، پھر بعد میں بعض حضرات کہنے لگے کہ اگر ان لوگوں کا اس میں گناہ نہیں ہوگا تو ثواب بھی نہیں ملے گا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا (الخ) اور ابن مندہ نے اس روایت کو عثمان بن عطاؒ اور عطا کے ذریعہ سے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے، فرمان خداوندی يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ (الخ) اس کی تفسیر سورۂ مائدہ میں آئے گی۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۱۸﴾ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ۚ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ ۡ وَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ۚ وَيَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ۬ قُلِ الْعَفْوَ ۚ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱۹﴾ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى ۚ قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ ۚ وَاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ ۚ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْ ۚ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۲۰﴾

جو لوگ ایمان لائے اور خدا کے لیے وطن چھوڑ گئے اور (کفار سے) جنگ کرتے رہے وہی خدا کی رحمت کے اُمیدوار ہیں اور خدا بخشنے والا (اور) رحمت کرنے والا ہے (۲۱۸)۔ (اے پیغمبر) لوگ تم سے شراب اور جوئے کا حکم دریافت کرتے ہیں کہہ دو کہ ان میں نقصان بڑے ہیں اور لوگوں کے لئے کچھ فائدے بھی ہیں مگر ان کے نقصان ان کے فائدوں سے کہیں زیادہ ہیں۔ اور یہ بھی تم سے پوچھتے ہیں کہ (خدا کی راہ میں) کونسا مال خرچ کریں کہہ دو کہ جو ضرورت سے زیادہ ہو۔ اس طرح خدا تمہارے لیے اپنے احکام کھول کھول کر بیان فرماتا ہے تاکہ تم سوچو (۲۱۹)۔ (یعنی) دنیا اور آخرت (کی باتوں) میں (غور کرو) اور تم سے یتیموں کے بارے میں دریافت کرتے ہیں۔ کہہ دو کہ اُنکی (حالت کی) اصلاح بہت اچھا کام ہے اور اگر تم

ان سے مل جل کر رہنا (یعنی خرچ اکٹھا رکھنا) چاہو تو وہ تمہارے بھائی ہیں اور خدا خوب جانتا ہے کہ خرابی کرنے والا کون ہے اور اصلاح کرنے والا کون۔ اور خدا چاہتا تو تم کو تکلیف میں ڈال دیتا۔ بے شک خدا غالب (اور) حکمت والا ہے (۲۲۰)

تفسیر سورۃ بقرۃ آیات (۲۱۸) تا (۲۲۰)

(۲۱۸) اگلی آیات پھر حضرت عبداللّٰہ بن جحش ؓ اور ان کے ساتھیوں کی شان میں نازل ہوئی ہیں کہ جو لوگ اللّٰہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور انھوں نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کی اور عمرو بن حضرمی کافر کو قتل کیا یقیناً ایسے لوگ اللّٰہ تعالیٰ کی جنت میں جائیں گے، اللّٰہ تعالیٰ ان کے افعال کو معاف کرنے والا ہے، ان سے مؤاخذہ نہیں کرے گا۔

(۲۱۹) اگلی آیت حضرت عمر فاروق ؓ کے متعلق نازل ہوئی ہے، انھوں نے فرمایا تھا کہ یاالہ العالمین شراب کے بارے میں کوئی صاف حکم بیان فرمادے۔ اللّٰہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ آپ سے شراب اور جوئے کے بارے میں پوچھتے ہیں، آپ فرمادیجیے کہ ان میں حرمت کے بعد بہت بڑا گناہ ہے اور حرمت سے پہلے کے لیے تجارت وغیرہ کے معمولی سے فوائد ہیں مگر تحریم سے پہلے جو اس میں نفع ہے اس سے بہت زیادہ حرمت کے بعد ان میں گناہ ہے پھر اس کے بعد دونوں صورتوں میں شراب حرام کردی گئی۔

یہ آیت حضرت عمرو بن جموح ؓ کے بارے میں اتری ہے انھوں نے رسول اکرم ﷺ سے پوچھا تھا کہ ہم اپنے مال سے کیا صدقہ کیا کریں تو اللّٰہ تعالیٰ نے نبی ﷺ سے فرمایا کہ آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ ہم اپنے مال میں سے کیا صدقہ کریں، آپ کہہ دیں کہ جو اپنے کھانے اور بچوں کی پرورش سے بچ جائے۔ پھر اس کے بعد یہ حکم آیت زکوۃ سے منسوخ ہوگیا، اسی طرح اللّٰہ تعالیٰ اوامر ونواہی اور دنیا کی ذلت کو بیان فرماتا ہے، تاکہ تم جان لو کہ دنیا فنا ہونے والی ہے اور آخرت باقی رہنے والی ہے۔

شان نزول: يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ (الخ)

ابن ابی حاتم ؒ نے سعید یا عکرمہ ؒ کے ذریعہ سے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ جب فی سبیل اللّٰہ خرچ کرنے کا حکم دیا گیا تو صحابہ کرام کی ایک جماعت رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں آئی اور عرض کیا کہ ہمیں معلوم نہیں کہ کس قسم کے نفقہ کا ہمارے اموال میں حکم دیا گیا ہے سو ہم کیا خرچ کریں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ۔ اور ابن ابی حاتم ؒ نے یحییٰ ؒ سے روایت کیا ہے کہ ان تک بات پہنچی ہے کہ حضرت معاذ ؓ اور ثعلبہ ؓ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا یارسول اللّٰہ ﷺ! ہمارے پاس غلام بھی ہیں اور گھر والے بھی ہیں تو ہم اپنے اموال میں سے کیا خرچ کریں۔ اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ اتاری۔

(لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطی ؒ)

(۲۲۰) حضرت عبداللّٰہ بن زوار ﷺ نے رسول اکرم ﷺ سے یتیموں کے ساتھ کھاتے پینے اور رہائش کے بارے میں پوچھا تھا کہ یہ چیز جائز ہے یا نہیں۔ اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی، جس میں نبی کریم ﷺ کو خطاب کر کے فرمایا کہ آپ ﷺ سے یتیموں کے ساتھ کھانے پینے اور رہائش میں میل جول رکھنے کے متعلق دریافت کرتے ہیں آپ کہہ دیجیے کہ ان کے مال کی اصلاح ان کے ساتھ اختلاط کے ترک کرنے سے بہتر ہے۔

اور اگر تم کھانے پینے اور رہائش میں ان کے ساتھ میل جول رکھنا چاہتے ہو سو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں، لہٰذا ان کے حقوق کی حفاظت کرو اور اللّٰہ تعالیٰ یتیموں کے اموال میں مصلحت کے ضائع کرنے والے اور باقی رکھنے والے کو علیحدہ علیحدہ جانتے ہیں۔

اور اگر اللّٰہ تعالیٰ چاہیں تو تمہارے لیے اس میل جول کو حرام کر دیں اور جو شخص یتیم کا مال ضائع کرے وہ اس سے انتقام لینے پر قادر ہیں اور یتیم کے مال کی اصلاح کے بارے میں فیصلہ فرمانے والے ہیں۔

شانِ نزول: وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى (الخ)

امام ابوداؤد، نسائی، اور امام حاکم، وغیرہ نے حضرت ابن عباس ﷺ سے روایت کی ہے کہ جس وقت وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اور اِنَّ الَّذِيْنَ يَأْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ چنانچہ جس کے زیرِ پرورش کوئی یتیم تھا اس نے یتیم کا کھانا اپنے کھانے سے اور اس کا پینا اپنے پینے سے الگ کر دیا اور اپنے کھانے سے زیادہ یتیم کے لیے کھانے کی چیز رکھنا شروع کر دی، جب تک کہ وہ اس کو کھالیتا یا ضائع کر دیتا، مگر یہ چیز صحابہ کرام ﷺ کے لیے مشقت کا باعث ہوئی، انھوں نے رسول اللّٰہ ﷺ سے اس چیز کو بیان کیا، اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ اتاری۔



وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ۚ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ۚ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ ۚ اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۚۖ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ ۚ وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۲۱﴾ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ۚ قُلْ هُوَ اَذًى ۙ فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِى الْمَحِيْضِ ۙ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ۚ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ ۗ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ﴿۲۲۲﴾ نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ۪ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ ۫ وَقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ ۗ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ ۗ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۲۳﴾ وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْا وَتَتَّقُوْا وَتُصْلِحُوْا بَيْنَ النَّاسِ ۗ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۲۴﴾

اور (مومنو) مشرک عورتوں سے جب تک ایمان نہ لائیں نکاح نہ کرنا کیونکہ مشرک عورت خواہ تم کو کیسی ہی بھلی لگے اُس سے مومن لونڈی بہتر ہے۔ اور (اسی طرح) مشرک مرد جب تک ایمان نہ لائیں مومن عورتوں کو اُن کی زوجیت میں نہ دینا چاہیے۔ کیونکہ مشرک (مرد) خواہ وہ تم کو کیسا ہی بھلا لگے مومن غلام بہتر ہے۔ یہ (مشرک لوگوں کو) دوزخ کی طرف بلاتے ہیں۔ اور خدا اپنی مہربانی سے بہشت اور بخشش کی طرف بُلاتا ہے۔ اور اپنے حکم لوگوں سے کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ نصیحت حاصل کریں (۲۲۱)۔ اور تم سے حیض کے بارے میں دریافت کرتے ہیں کہہ دو کہ وہ تو نجاست ہے سو ایام حیض میں عورتوں سے کنارہ کش رہو۔ اور جب تک پاک نہ ہوجائیں ان سے مقاربت نہ کرو۔ ہاں جب پاک ہوجائیں تو جس طریق سے خدا نے تمہیں ارشاد فرمایا ہے اُن کے پاس جاؤ کچھ شک نہیں کہ خدا توبہ کرنے والوں اور پاک صاف رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے (۲۲۲)۔ تمہاری عورتیں تمہاری کھیتی ہیں۔ تو اپنی کھیتی میں جس طرح چاہو جاؤ اور اپنے لئے (نیک عمل) آگے بھیجو۔ اور خدا سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ (ایک دن) تمہیں اُس کے روبرو حاضر ہونا ہے اور (اے پیغمبر) ایمان والوں کو بشارت سنادو (۲۲۳)۔ اور خدا (کے نام) کو اس بات کا حیلہ نہ بنانا کہ (اُس کی) قسمیں کھا کھا کر سلوک کرنے اور پرہیزگاری کرنے اور لوگوں میں صلح وسازگاری کرانے سے رُک جاؤ۔ اور خدا سب کچھ سنتا اور جانتا ہے (۲۲۴)

تفسير سورة بقرة آيات (۲۲۱) تا (۲۲٤)

(۲۲۱) مرثد بن ابی مرثد غنوی نامی ایک مسلمان نے اس بات کا ارادہ کیا تھا کہ عناق نامی ایک مشرکہ عورت سے شادی کرے، اللّٰہ تعالیٰ نے اس کو اس سے منع فرمادیا کہ مشرک عورتیں جب تک کہ ایمان نہ لائیں ان سے نکاح نہ کرو، مسلمان باندی سے شادی کرنا آزاد مشرک عورت سے شادی کرنے سے بہتر ہے اگرچہ اس کا حسن و جمال تمہیں پسند ہو۔ اور اسی طرح مشرک مردوں سے جب تک کہ وہ ایمان نہ لائیں، شادی نہ کرو اور مسلمان غلام سے شادی کرنا آزاد مشرک مرد سے شادی کرنے سے بہتر ہے اگرچہ اس کی قوت و بدن تمہیں اچھا لگے یہ کافر کفر اور دوزخیوں کے کاموں کی طرف بلاتے ہیں اور اللّٰہ تعالیٰ توحید اور توبہ کی طرف اپنے حکم سے تحریک دیتے ہیں اور شادی کے بارے میں احکامِ الٰہی کو بیان فرماتے ہیں تاکہ لوگ نصیحت پکڑیں اور ناجائز طریقہ پر شادی کرنے سے پرہیز کریں۔

شانِ نزول: وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ (الخ)

ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ اور واحدیؒ نے مقاتلؒ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ ابن مرثد غنوی کے متعلق نازل ہوئی ہے، اس نے ایک حسین وجمیل مشرکہ عناق نامی عورت سے شادی کرنے کے بارے میں رسول اکرم ﷺ سے اجازت مانگی تھی۔

اور فرمان الٰہی وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ (الخ) واحدی نے بواسطہ سدیؒ، ابومالکؒ، حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کی ہے کہ یہ آیت مبارکہ حضرت عبداللّٰہ بن رواحہ کے بارے میں اتری ہے، ان کی ایک سیاہ باندی تھی، غصہ میں ایک مرتبہ اسے تھپڑ مار دیا پھر اس بات سے گھبرا کر رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں آئے اور آپؐ سے واقعہ بیان کیا، آپ ﷺ نے فرمایا۔ اولاً اسے آزاد کردو اور پھر اس سے شادی کرلو چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا، اس پر لوگوں نے انھیں طعنے دینے شروع کیے کہ باندی سے شادی کی ہے، اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ مومن باندی مشرک عورت سے بہتر ہے اور اسی روایت کو ابن جریرؒ نے سدیؒ سے منقطع سند سے روایت کیا ہے۔

(۲۲۲) یہ آیت مبارکہ ابن الدحداحؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، انھوں نے رسول اللّٰہ ﷺ سے اس چیز کے متعلق پوچھا تھا، اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ سے فرمایا کہ آپ سے حیض کی حالت میں ہمبستری کرنے کے متعلق دریافت کرتے ہیں، اے محمد ﷺ آپ فرما دیجیے کہ حیض گندگی اور حرام ہے لہٰذا حالت حیض میں ان سے ہمبستری کرنا قطعی طور پر چھوڑ دو اور جب تک کہ وہ پاک نہ ہوجائیں، اس چیز کے قریب بھی نہ جاؤ، جب وہ اچھی طرح پاک ہوکر (دس دن سے کم پر) غسل کرلیں تو جہاں سے اللہ تعالیٰ نے اجازت دی ہے وہاں ان کے ساتھ ہمبستری کرو اور اللّٰہ تعالیٰ گناہوں سے توبہ کرنے والوں اور گندگیوں اور گناہوں سے پاک رہنے والوں کو پسند کرتے ہیں۔

شانِ نزول: وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ (الخ)

امام مسلمؒ اور ترمذیؒ نے حضرت انس ؓ سے روایت کیا ہے کہ یہودیوں میں سے جب کسی عورت کو حیض آتا تھا تو یہودی اس کے ساتھ نہ اپنے گھروں میں کھاتے تھے اور نہ اس کے ساتھ لیٹتے تھے۔ تو صحابہ کرام نے رسول اکرم ﷺ سے اس کے متعلق دریافت کیا، اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ اتاری یعنی حیض والی عورت سے صحبت کرنے کے علاوہ ہر ایک چیز جائز ہے۔

اور ماوردیؒ نے صحابہ کرام کے تذکرہ میں بواسطہ ابن اسحاقؒ، محمد بن ابی محمدؒ، عکرمہ ؓ یا سعیدؒ۔ حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کی ہے کہ ثابت بن وحداح نے رسول اکرم ﷺ سے اس چیز کے بارے میں پوچھا، اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی اور ابن جریرؒ نے بھی سدیؒ سے اسی سند اور مفہوم سے روایت کیا ہے۔

(لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۲۲۳) تمہاری منکوحہ عورتوں کی شرم گاہیں تمہاری اولاد پیدا کرنے کے لیے تمہاری کھیتی کی طرح ہیں، اپنی منکوحہ عورتوں کے ساتھ ان کی شرم گاہوں کے لیے جس طریقہ سے چاہو صحبت کرو خواہ سامنے کی طرف سے یا پیچھے کی طرف سے اور اولادِ نیک پیدا کرو۔ اس کے ساتھ ساتھ اللّٰہ تعالیٰ سے ان کے پیچھے کے راستہ میں اور حالت حیض میں ہمبستری اور صحبت کرنے سے ڈرو، کیوں کہ تمہیں اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونا ہے وہ تمہیں تمہارے اعمال پر بدلہ دے گا اور اے محمد ﷺ آپ ان مسلمانوں کو جو عورتوں سے پیچھے کے راستہ میں اور حیض کی حالت میں صحبت کرنے سے بچتے ہیں، جنت کی خوشخبری سنا دیں۔

شانِ نزول: نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ (الخ)

امام بخاریؒ و مسلم ابوداؤدؒ اور ترمذیؒ نے حضرت جابر ؓ سے روایت کی ہے کہ یہودی کہا کرتے تھے کہ جب آدمی پشت کی جانب سے ہو کر شرم گاہ میں صحبت کرے تو بچہ بھینگا پیدا ہوتا ہے، اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ اتاری کہ تمہاری بیویاں تمہارے لیے کھیت کی مانند ہیں، جس طرح سے چاہو ان سے صحبت اور ہمبستری کرو۔

اور امام احمدؒ اور ترمذیؒ نے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر ؓ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا یا رسول اللّٰہ ﷺ! میں ہلاک ہو گیا، آپ نے فرمایا کس چیز نے تمہیں ہلاک کر دیا، عرض کیا رات پشت کی طرف سے ہو کر میں نے اپنی بیوی کے ساتھ صحبت کر لی ہے، آپ نے اس کا کوئی جواب نہ دیا، اتنے میں اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی، نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ، یعنی خواہ تم اپنی کھیتیوں میں سامنے کی طرف سے آؤ یا پشت کی طرف سے۔ پیچھے کے راستہ میں اور حیض کے زمانہ میں صحبت کرنے سے بچو۔ ابن جریرؒ، ابویعلیٰؒ اور ابن مردویہؒ نے بواسطہ زید بن اسلمؒ، عطا بن یسارؒ، حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے پشت کی طرف سے ہو کر اپنی بیوی کے ساتھ صحبت کی، لوگوں نے اس چیز کو بری نظر سے دیکھا اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی کہ نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ (الخ)

اور امام بخاریؒ نے حضرت ابن عمر ؓ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت عورتوں سے ان کی پشتوں کی جانب سے صحبت کرنے کے بارے میں اتری ہے۔

اور امام طبرانیؒ نے اوسط میں سند جید کے ساتھ حضرت ابن عمر ؓ سے روایت کی ہے کہ نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ (الخ) یہ آیت رسول للّٰہ ﷺ پر پشت کی طرف سے بیٹھ کر صحبت کرنے کی اجازت کے متعلق اتری ہے اور امام طبرانیؒ ہی نے حضرت ابن عمر ؓ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے رسول اللّٰہ ﷺ کے زمانہ میں اپنی بیوی سے پشت کی طرف سے آکر صحبت کر لی تھی، لوگوں نے اس پر اسے ٹوکا اور ناپسند کیا تب اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی یعنی تمہاری

بیویاں کھیتوں کی مانند ہیں جس طریقہ سے چاہو آؤ (اور اپنے کھیت میں آؤ جو اگلا حصہ ہے پچھلا حصہ کھیت نہیں کیوں کہ اس میں کھیتی نہیں اُگتی یعنی بچہ کی پیداوار نہیں۔ مترجم)۔

امام ابوداؤدؒ اور حاکمؒ نے حضرت ابن عباس ﷛ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ اللّٰہ تعالیٰ ابن عمر ﷛ کی بخشش فرمائے، ان کو وہم ہوگیا ہے، اصل واقعہ یہ ہے کہ انصار کے یہ قبیلہ والے یہودیوں کے اس قبیلے کے ساتھ بت پرستی میں شریک تھے اور یہ لوگ اہل کتاب کو اپنے سے علم میں زیادہ عالم سمجھتے تھے، لہٰذا بہت سی باتوں میں انصار ان کی پیروی کرتے تھے، چنانچہ اہل کتاب اپنی بیویوں سے صرف ایک ہی طرف سے صحبت کرتے تھے اور یہ چیز عورت کے حق میں زیادہ پردہ کا باعث ہوتی تھی اور انصار کے قبیلہ نے بھی یہودیوں سے بھی بات لے لی تھی اور قریش کا قبیلہ عورتوں کے ساتھ مختلف طریقوں سے صحبت کرتا تھا اور ان سے سامنے سے اور پشت سے ہوکر اور ایسے ان کے ساتھ چت لیٹ کر لذت حاصل کیا کرتا تھا، جب مہاجرین مدینہ منورہ آئے تو مہاجرین میں سے ایک شخص نے ایک انصاری عورت کے ساتھ شادی کی، جب مہاجر نے اس عورت کے ساتھ ہمبستری کرنا چاہی تو اس نے اس طریقہ کے ساتھ کرنے سے انکار کیا اور ناپسند کیا اور کہا کہ ہمارے یہاں تو صرف ایک ہی جانب سے صحبت کی جاتی ہے غرض کہ ان دونوں کی یہ بات پھیل گئی، حتیٰ کہ رسول اکرم ﷺ کو بھی اس کی اطلاع ہوئی، اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل کر دی کہ سامنے کی جانب یا پشت کی طرف سے ہوکر یا پہلو کے بل لیٹ کر جس طرح چاہو اولاد پیدا ہونے کی جگہ میں جو اگلا حصہ ہے صحبت اور ہمبستری کرو۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ شرح بخاری میں فرماتے ہیں کہ ابن عمر ﷛ نے جو اس آیت کے نزول کا سبب بیان کیا ہے وہ مشہور ہے اور ابن عباس ﷛ کو ابوسعید خدریؓ کی روایت نہیں پہنچی، صرف ابن عمرؓ کی پہنچی ہے جس پر انھوں نے یہ گفتگو کی ہے۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۲۲۴) یہ آیت حضرت عبداللّٰہ بن رواحہؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، انھوں نے اس بات کی قسم کھائی تھی کہ اپنی بہن اور داماد کے ساتھ حسن سلوک نہیں کریں گے اور نہ ان سے بات چیت کریں گے اور نہ ان کے درمیان صلح کرائیں گے، اس چیز کی اللّٰہ تعالیٰ نے ممانعت فرمائی کہ اللّٰہ تعالیٰ کو اپنی قسموں کے لیے پردہ مت بناؤ، کہ نہ نیکی کریں گے اور نہ قطع رحمی سے ہٹیں گے اور نہ صلح کریں گے بلکہ جو اچھا اور بہتر کام ہو وہ کرو اور اپنی قسموں کا کفارہ ادا کرتے رہو اور ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ کسی کے ساتھ نیکی اور حسن سلوک نہیں کریں گے بلکہ ترک احسان کے لیے اللّٰہ تعالیٰ کی قسم کھانے سے بچو اور لوگوں کے درمیان صلح کراؤ۔ یعنی لوگوں میں اختلافات اور تقسیم کا عمل اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہے اس سے بچتے رہو۔

شانِ نزول: وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ (الخ)

ابن جریرؒ نے ابن جریج ؓ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے متعلق نازل ہوئی ہے کہ جب انھوں نے مسطح کے بارے میں حسنِ سلوک نہ کرنے کی قسم کھائی تھی۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝ لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ ۚ فَاِنْ فَآءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝

خدا تمہاری لغو قسموں پر تم سے مواخذہ نہ کرے گا۔ لیکن جو قسمیں تم قصدِ دلی سے کھاؤ گے اُن پر مواخذہ کرے گا اور خدا بخشنے والا بُردبار ہے (۲۲۵)۔ جو لوگ اپنی عورتوں کے پاس جانے سے قسمیں کھا لیں اُن کو چار مہینے تک انتظار کرنا چاہیے اگر (اس عرصے میں قسم سے) رجوع کر لیں تو خدا بخشنے والا مہربان ہے (۲۲۶)۔ اور اگر طلاق کا ارادہ کر لیں تو بھی خدا سنتا (اور) جانتا ہے (۲۲۷)

تفسیر سورة بقرة آيات (۲۲۵) تا (۲۲۷)

(۲۲۵) اللّٰہ تعالیٰ تمہارے ترکِ احسان کے متعلق قسموں کو سنتا ہے اور تمہاری نیتوں اور قسموں کے کفارہ کی ادائیگی کو جانتا ہے، تمہاری فضول قسموں پر جیسا کہ خرید و فروخت کے وقت لَا وَاللّٰہ اور بَلٰی وَاللّٰہ تم کہتے ہو کوئی کفارہ نہیں۔ لیکن جن قسموں میں تم اپنے خیالات دلوں میں پوشیدہ رکھ کے جان بوجھ کر جھوٹ بولتے ہو، اس پر اللّٰہ تعالیٰ آخرت میں مواخذہ فرماتا ہے اور اللّٰہ تعالیٰ تمہاری ان فضول اور بیہودہ قسموں کی جو بغیر ارادہ کے نکل جائیں بخشش فرمانے والا ہے اور سزا کے بارے میں دانستہ جھوٹی قسموں پر جلدی بھی نہیں فرماتا۔ یہ تفسیر بھی کی گئی ہے کہ گناہ کرنے کے لیے قسم کھانے کو لغو کہتے ہیں، اگر اس کو چھوڑ دے اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کر دے تو اللّٰہ تعالیٰ مواخذہ نہیں کرتے۔

(۲۲۶۔۲۲۷) اور جو حضرات یہ قسم کھالیں کہ چار مہینے یا اس سے زیادہ تک بیوی کے پاس نہیں جائیں گے، پھر اپنی عورت سے ہمبستری کرنے کو چھوڑ دیں تو وہ چار ماہ تک انتظار کریں، پھر اگر وہ چار ماہ سے پہلے اپنی عورت سے صحبت کر لیں تو توبہ کرنے پر اللّٰہ تعالیٰ ان کی قسم کے گناہ معاف کر دے گا اور قسم کے کفارہ کو بھی اس نے بیان فرما دیا، اس کو ادا کر دیں اور اگر طلاق کا پکا ارادہ کر لیں اور اپنی قسم پوری کر دیں تو اللّٰہ تعالیٰ اس قسم کو سننے والا ہے اور اس بات کو جاننے والا ہے کہ ان کی عورت چار ماہ کے گزرنے کے بعد ایک قطعی طلاق سے جدا ہو جائے گی۔

اور یہ حکم اس شخص کے بارے میں آیا ہے کہ جو اس بات کی قسم کھائے کہ اپنی بیوی سے چار ماہ یا اس سے زائد ہمبستری نہیں کروں گا، سو اگر اپنی قسم کو پورا کر دے اور چار ماہ گزرنے تک اس سے ہمبستری نہ کرے تو اس کی عورت

ایک قطعی طلاق سے الگ اور جدا ہو جائے گی اور اگر چار ماہ گزرنے سے پہلے بیوی کے ساتھ صحبت کرے، تو اس پر قسم کا کفارہ واجب ہو جائے گا۔

وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ؕ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِیْٓ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِیْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا ؕ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۪ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۲۸﴾ اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۪ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ ؕ وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْئًا اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۙ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ ؕ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا ۚ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۲۹﴾

اور طلاق والی عورتیں تین حیض تک اپنے تئیں روکے رہیں اور اگر وہ خدا اور روزِ قیامت پر ایمان رکھتی ہیں تو اُن کو جائز نہیں کہ خدا نے جو کچھ اُن کے شکم میں پیدا کیا ہے اُس کو چھپائیں اور ان کے خاوند اگر پھر موافقت چاہیں تو اس (مُدت) میں وہ ان کو اپنی زوجیت میں لے لینے کے زیادہ حق دار ہیں اور عورتوں کا حق (مردوں پر) ویسا ہی ہے جیسے دستور کے مطابق (مردوں کا حق) عورتوں پر ہے۔ البتہ مردوں کو عورتوں پر فضیلت ہے اور خدا غالب (اور) صاحبِ حکمت ہے (۲۲۸)۔ طلاق (صرف) دو بار ہے (یعنی جب دو دفعہ طلاق دے دی جائے تو) پھر (عورتوں کو) یا تو بطریق شائستہ (نکاح میں) رہنے دینا ہے یا بھلائی کے ساتھ چھوڑ دینا۔ اور یہ جائز نہیں کہ جو مہر تم ان کو دے چکے ہو اس میں سے کچھ واپس لے لو۔ ہاں اگر زن و شوہر کو خوف ہو کہ وہ خدا کی حدود کو قائم نہیں رکھ سکیں گے تو اگر عورت (خاوند کے ہاتھ سے) رہائی پانے کے بدلے کچھ دے ڈالے تو دونوں پر کچھ گناہ نہیں۔ یہ خدا کی (مقرر کی ہوئی) حدیں ہیں اُن سے باہر نہ نکلنا۔ جو لوگ خدا کی حدوں سے باہر نکل جائیں گے وہ گنہگار ہوں گے (۲۲۹)

تفسیر سورۃ بقرۃ آیات (۲۲۸) تا (۲۲۹)

(۲۲۸) اور ایک یا دو طلاق دی ہوئی عورتیں کہ جن سے خاوند نے صحبت یا خلوت صحیحہ کی ہو اور انھیں حیض آتا ہو۔ وہ اپنے آپ کو عدت میں تین حیضوں کی مدت تک روکے رکھیں اور ان کے رحم میں جو حمل وغیرہ یا حیض ہے، اس کو پوشیدہ رکھنا ان کے لیے حلال نہیں اور ان کے خاوند اس عدت کے زمانہ میں خواہ وہ حمل سے ہوں ان سے رجوع کرنے کے زیادہ حقدار ہیں، جب کہ وہ اس رجوع سے نیکی کا ارادہ رکھتا ہو، ابتدا اسلام میں جب کوئی شخص اپنی بیوی کو ایک یا دو طلاقیں دے دیتا تھا تو وہ عدت گزرنے کے بعد بھی نکاح کرنے سے پہلے اس سے رجوع کرنے کا حق رکھتا تھا۔

مگر اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ سے عدت گزارنے کے بعد اس قسم کا رجوع منسوخ ہو گیا اور اسی طرح حمل کے زمانہ میں وہ اس سے رجوع کرنے کا حقدار سمجھا جاتا تھا اگرچہ اسے ایک ہزار طلاق دے دی ہوں مگر اللہ تعالیٰ نے اس قسم

کے رجوع کو بھی فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ سے منسوخ کردیا اور عورتوں کے بھی ان کے شوہروں کے اوپر حرمت وغیرہ کے اسی درجہ کے حقوق ہیں، جو ان کے خاوندوں کے ان پر صحبت اور معاشرت کے واجب ہیں۔ مردوں کو ان پر فضیلت اور برتری حاصل ہے، عقل، میراث، دیت، شہادت، نفقہ اور خاوندوں کی خدمت میں۔ اللّٰہ تعالیٰ اس شخص پر سخت مواخذہ کرنے والا ہے جو زوجین کے حقوق اور حرمت کو برباد کرے، اور ان دونوں کے درمیان اپنے احکام کو نافذ کرنے والا ہے۔

شان نزول: وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ (الخ)

ابوداؤدؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے اسماء بنت یزید بن سکن انصاریہؓ سے روایت کیا ہے، رسول اکرم ﷺ کے زمانہ میں عورت کو طلاق دی جاتی تھی مگر مطلقہ (طلاق شدہ عورت) کے لیے عدت نہیں تھی، اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے طلاق کے لیے عدت نازل فرمائی۔ یعنی طلاق دی ہوئی عورتیں تین حیض تک عدت گزاریں۔

ثعلبیؒ اور ہبۃ اللّٰہ بن سلامہؒ نے "ناسخ" میں کلبیؒ اور مقاتلؒ سے روایت کیا ہے کہ اسماعیل بن عبداللّٰہ غفاری رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی قتیلہ کو رسول اکرم ﷺ کے عہد میں طلاق دی اور ان کو اس کا حاملہ ہونا معلوم نہیں تھا، بعد میں اس کا علم ہوا تو انھوں نے رجوع کرلیا، اس کے بعد ان کی بیوی نے بچے کو جنم دیا، جس میں وہ خود مرگئیں اور ان کا بچہ بھی مرگیا۔ اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ اتاری، وَالْمُطَلَّقٰتُ (الخ) یعنی جو عورتیں حاملہ نہ ہوں، وہ تین حیض تک عدت گزاریں۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۲۲۹) یعنی طلاق رجعی دو ہیں، اب تیسری طلاق یا عدت میں، تیسرے حیض آنے سے پہلے حسن صحبت اور معاشرت کے ساتھ اسے روک لو یا اس کے حقوق ادا کرتے ہوئے اسے تیسری طلاق دے دو۔

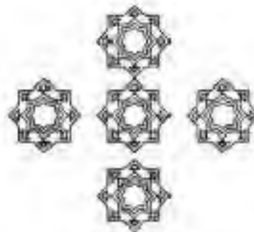
اور جو مال تم نے ان کو مہر میں دیا ہو وہ طلاق دینے کے وقت ان سے لینا حلال نہیں، مگر خلع کی شکل میں جب کہ میاں بیوی احکام الٰہیہ کی ادائیگی نہ کرسکیں، لہٰذا جب احکام الٰہیہ کی پابندی نہ کرسکیں تو خاص طور پر مرد پر کوئی گناہ نہیں، اس مال کے لینے میں جو عورت اپنی مرضی سے خاوند کو دے کر اپنی جان چھڑانا چاہ رہی ہے، یہ آیت ثابت بن قیس بن شماسؓ اور ان کی بیوی جمیلہ بنت عبداللّٰہؓ کے متعلق نازل ہوئی، انھوں نے اپنا مہر دے کر اپنے خاوند سے اپنی جان چھڑائی تھی، یہ زوجین کے درمیان احکام خداوندی ہیں، لہٰذا جن باتوں کو اللّٰہ تعالیٰ نے منع کیا ہے ان کی طرف تجاوز نہ کرو اور جو احکام الٰہیہ سے ان چیزوں کی طرف تجاوز کریں گے جن سے اللّٰہ تعالیٰ نے منع کیا ہے تو وہ خود اپنے آپ کو نقصان پہنچانے والے ہوں گے۔

شان نزول: اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ (الخ)

امام ترمذیؒ امام حاکمؒ وغیرہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ آدمی اپنی بیوی کو جتنی چاہتا طلاقیں دے لیتا تھا اور جس وقت اس سے عدت میں رجوع کر لیتا وہ پھر بھی اسی کی بیوی رہتی، خواہ اسے سو یا اس سے زیادہ طلاقیں دے دے، یہاں تک کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ خدا کی قسم میں تجھے نہ کبھی ایسی طلاق دوں گا کہ تو مجھ سے جدا ہو جائے اور نہ تجھ کو سکون سے رہنے ہی دوں گا، اس کی بیوی نے کہا یہ کس طرح ممکن ہوگا وہ کہنے لگا میں تجھے طلاق دیتا رہوں گا۔ جب بھی تیری عدت کی مدت ختم ہونے والی ہوگی پھر تجھ سے رجوع کر لیا کروں گا اس پر اس عورت نے جا کر رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں سارا واقعہ کہہ سنایا، آپ سن کر خاموش ہو گئے تا آنکہ اللّٰہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی یہ آیت اتار دی، اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ (الخ) یعنی وہ طلاق جس میں رجوع کرنا درست ہے وہ دو مرتبہ کی ہے۔

فرمان خداوندی وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ (الخ) امام ابوداؤدؒ نے ناسخ ومنسوخ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انسان اپنی بیوی کا تمام مال کھا جاتا تھا، خواہ اس نے اسے دیا ہو، یا نہ دیا ہوتا اور یہ نہیں سمجھتا تھا کہ اس صورت میں اس پر کوئی گناہ نہیں ہے، تب اللّٰہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا، تمہارے لیے یہ حلال نہیں ہے کہ کچھ لو اس مال میں سے جو تم نے اپنی عورتوں کو دیا ہے۔

اور ابن جریر نے ابن جریج رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت ثابت بن قیسؓ اور حبیبہؓ کے متعلق نازل ہوئی ہے، حبیبہؓ نے رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں جا کر شکایت عرض کی تھی، آپ نے اس کو فرمایا، کیا تو چاہتی ہے کہ تیرا باغ تجھے واپس کر دیا جائے، وہ کہنے لگیں جی ہاں! آپ نے ان کے خاوند کو بلا کر ان سے اس چیز کا ذکر کیا وہ کہنے لگے کیا وہ اس بات پر راضی ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ راضی ہے۔ ان کے خاوند کہنے لگے تو میں نے ایسا ہی کر دیا، تب اس پر یہ آیت اتری۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)



فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ؕ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۰﴾ وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ ۪ وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ؕ وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا ۫ وَّاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَآ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۲۳۱﴾ وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ ذٰلِكَ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَاَطْهَرُ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۲﴾

پھر اگر شوہر (دو طلاقوں کے بعد تیسری) طلاق عورت کو دیدے تو اس کے بعد جب تک عورت کسی دوسرے شخص سے نکاح نہ کر لے اس (پہلے شوہر) پر حلال نہ ہوگی۔ ہاں اگر دوسرا خاوند بھی طلاق دیدے اور عورت اور پہلا خاوند پھر ایک دوسرے کی طرف رجوع کرلیں تو ان پر کچھ گناہ نہیں بشرطیکہ دونوں یقین کریں کہ خدا کی حدوں کو قائم رکھ سکیں گے اور یہ خدا کی حدیں ہیں ان کو وہ ان لوگوں کے لئے بیان فرماتا ہے جو دانش رکھتے ہیں (۲۳۰)۔ اور جب تم عورتوں کو (دو دفعہ) طلاق دے چکو اور اُنکی عدّت پوری ہو جائے تو اُنہیں یا تو حسنِ سلوک سے نکاح میں رہنے دو یا بطریقِ شائستہ رخصت کردو۔ اور اس نیت سے ان کو نکاح میں نہ رہنے دینا چاہیے کہ اُنہیں تکلیف دو اور اُن پر زیادتی کرو۔ اور جو ایسا کرے گا وہ اپنا ہی نقصان کرے گا اور خدا کے احکام کو ہنسی (اور کھیل) نہ بناؤ اور خدا نے تم کو جو نعمتیں بخشی ہیں اور تم پر جو کتاب اور دانائی کی باتیں نازل کی ہیں جن سے وہ تمہیں نصیحت فرماتا ہے اُن کو یاد کرو۔ اور خدا سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ خدا ہر چیز سے واقف ہے (۲۳۱)۔ اور جب تم عورتوں کو طلاق دے چکو اور ان کی عدّت پوری ہو جائے تو اُن کو دوسرے شوہروں کے ساتھ جب وہ آپس میں جائز طور پر راضی ہو جائیں نکاح کرنے سے مت روکو۔ اس (حکم) سے اُس شخص کو نصیحت کی جاتی ہے جو تم میں خدا اور روزِ آخرت پر یقین رکھتا ہے۔ یہ تمہارے لئے نہایت خوب اور بہت پاکیزگی کی بات ہے۔ اور خدا جانتا ہے اور تم نہیں جانتے (۲۳۲)

تفسیر سورۃ بقرۃ آیات (۲۳۰) تا (۲۳۲)

(۲۳۰) اب پھر اللہ تعالٰی اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ والے مضمون کی طرف آتے ہیں کہ اگر تیسری طلاق دے دے، تو پھر یہ عورت تیسری طلاق کے بعد اس مرد کے لیے حلال نہیں رہی جب تک کہ یہ عورت دوسرے شوہر سے شادی کرلے اور وہ دوسرا خاوند اس کے ساتھ ہم بستری بھی کرلے، پھر اس کے بعد اگر وہ دوسرا شوہر طلاق دے دے۔ یہ آیت عبدالرحمٰن بن زبیرؓ کے بارے میں اتری ہے، تو اب پہلے خاوند اور اس عورت پر عدت گزرنے کے بعد آپس میں مہر کے ساتھ نیا نکاح کرنے میں کوئی حرج نہیں، اگر یہ جانتے ہوں کہ میاں بیوی کے درمیان جو حقوق ہیں ان کی پورے طریقہ پر ادائیگی کریں گے۔ یہ اللہ تعالٰی کے احکام اور اس کے فرائض ہیں، ان کو ماننا اور تصدیق کرنا ضروری ہے۔

شان نزول: فَاِنْ طَلَّقَهَا (الخ)

ابن منذرؒ نے مقاتل بن حیانؒ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت عائشہ بنت عبدالرحمٰن عتیکؓ کے بارے میں اُتری ہے وہ اپنے چچازاد بھائی رفاعہ بن وہب بن عتیکؓ کے نکاح میں تھیں، رفاعہ نے ان کو طلاق بائنہ دے دی تھی۔

اس کے بعد انھوں نے عبدالرحمٰن بن زبیر قرظی ؓ سے شادی کر لی، انھوں نے بھی ان کو طلاق دے دی یہ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہنے لگیں کہ عبدالرحمٰن نے صحبت کرنے سے پہلے ہی مجھے طلاق دے دی ہے تو کیا اب میں پہلے خاوند سے نکاح کرسکتی ہوں آپ نے فرمایا نہیں تاوقتیکہ وہ تم سے ہم بستری کرے اور یہ آیت نازل ہوئی فَاِنْ طَلَّقَهَا (الخ) یعنی تیسری طلاق کے بعد دوسرے خاوند سے نکاح اور ہمبستری کیے بغیر پہلے خاوند کے لیے اس عورت کا نکاح کرنا حلال نہیں۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۲۳۱) اور جب تم عورتوں کو طلاق رجعی دے دو اور وہ عدت کے قریب پہنچیں تو تیسرے حیض میں غسل سے قبل تو خواہ حسنِ صحبت اور معاشرت کے ساتھ ان سے رجوع کرلو یا ان کے حقوق کی ادائیگی کرتے ہوئے ان کو چھوڑ دو تا کہ وہ غسل کرلیں اور ان کی عدت پوری ہو جائے اور ان کو تکلیف پہنچانے اور ظلم کرنے کے ارادہ سے نہ رکھو کہ ان پر عدت کو دراز کردو اور جو اس عمل سے تکلیف پہنچانے کا کام کرے وہ اپنا ہی نقصان کرتا ہے۔ احکامِ الٰہی کو مذاق مت بناؤ کہ تم اس کو جانتے ہی نہیں اور اللّٰہ تعالیٰ نے اسلام کی دولت عطا کر کے جو تم پر احسان کیا ہے اور جو کچھ کتاب اللّٰہ میں اوامر و نواہی اور حلال و حرام کو بیان کیا گیا ہے ان سب باتوں کو یاد کرو اور کسی کو بے جا تکلیف پہنچانے کے متعلق اللّٰہ تعالیٰ تمہیں نصیحت کرتا ہے اور کسی کو تکلیف پہنچانے پر یاد رکھو کہ اللّٰہ تعالیٰ اس چیز کو اچھی طرح جانتے ہیں۔

شان نزول: وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ (الخ)

ابن جریرؒ نے عوفیؒ کے ذریعہ سے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ آدمی اپنی بیوی کو طلاق دیتا تھا پھر عدت پوری ہونے سے پہلے اس سے رجوع کر لیتا تھا اس کے بعد پھر اسے طلاق دے دیتا تھا، اسی طرح اس کو نقصان پہنچاتا اور لٹکائے رکھتا تھا، اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری اور ابن جریرؒ نے سدیؒ سے روایت کیا ہے کہ ثابت بن یسار نامی انصار میں ایک شخص تھا اس نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی جب اس کی عدت پوری ہونے میں دو یا تین دن رہ گئے تو اس سے رجوع کر لیا پھر اسے تکلیف پہنچانے کی خاطر طلاق دے دی اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ (الخ)

شان نزول: وَلَا تَتَّخِذُوْا اٰيٰتِ اللّٰهِ (الخ)

ابن ابی عمرؒ نے اپنی مسند میں اور ابن مردویہؒ نے ابوالدرداء ؓ سے روایت کیا ہے کہ ایک آدمی طلاق دیتا

تھا پھر اس کے بعد کہتا کہ میں تو کھیل کر رہا ہوں اور غلام کو آزاد کرتا اور کہتا کہ میں تو مذاق کر رہا ہوں اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ اتاری فرمایا کہ اللّٰہ تعالیٰ کے احکام کو مذاق نہ سمجھو اور ابن منذرؒ نے عبادہ بن صامت ﷺ سے اسی طرح روایت کیا ہے اور ابن مردویہؒ نے ابن عباسؓ سے اور ابن جریرؒ نے حسنؒ سے مرسل ایسے ہی روایت نقل کی ہے۔

(لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۲۳۲) اور جب تم عورتوں کو ایک طلاق یا دو طلاقیں دے دو اور پھر ان کی عدت پوری ہو جائے اور وہ اپنے پہلے شوہروں کے پاس حق مہر اور نئے نکاح کے ساتھ جانا چاہیں تو ان کو اپنے پہلے خاوندوں سے نکاح کرنے سے نہ روکو اور تَعْضِلُوْ هُنَّ ضاد کے کسرہ کے ساتھ ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کو مت روکو، جب کہ وہ آپس میں مہر اور نکاح کے لیے ساتھ اتفاق کر لیں ان مذکورہ باتوں سے نصیحت کی جاتی ہے اور یہ باتیں تمہارے لیے درستگی کا ذریعہ ہیں اور تمہارے اور ان عورتوں کے دلوں کو بدگمانی اور عداوت سے پاک کرنے والی ہیں اور اللّٰہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ عورت کو خاوند سے کس قدر محبت ہے جبکہ تم یہ نہیں جانتے۔

یہ آیت مبارکہ معقل بن یسار مزنیؓ کے بارے میں اتری ہے انھوں نے اپنی بہن جمیلہ کو ان کے پہلے خاوند عبداللّٰہ بن عاصمؓ کے پاس حق مہر اور نئے نکاح کے ساتھ جانے سے روکا تھا، اللّٰہ تعالیٰ نے انھیں اس چیز سے روک دیا۔

شان نزول: وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ (الخ)

امام بخاریؒ، ابوداؤدؒ، ترمذیؒ وغیرہ نے حضرت معقل بن یسار ﷺ سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے اپنی بہن کی مسلمانوں میں سے ایک شخص کے ساتھ شادی کر دی، ان کی بہن اس کے پاس تھیں، اس نے اس کو ایک طلاق رجعی دے دی اور پھر رجوع نہ کیا، تا آنکہ عدت گزر گئی، اس کے بعد ان کی بہن کی چاہت اسی کی طرف ہوئی اور اس کی چاہت ان کی بہن کی طرف ہوئی، غرض کہ اس نے پھر اس سے نکاح کرنے کا پیغام بھجوادیا، حضرت معقل ﷺ نے غیرت کے جوش میں کہا کہ میں نے اولاً تمہیں اس کے ساتھ عزت دی اور پھر اس سے تمہاری شادی کر دی مگر تم نے اس کو طلاق دی (اور پھر رجوع نہ کیا) اللّٰہ کی قسم وہ اب تمہارے نکاح میں ہرگز نہیں جا سکتی، اللّٰہ تعالیٰ نے ان دونوں میاں بیوی کی آپس کی خواہش اور حاجت کو پہچان لیا اس نے فوراً یہ آیت کریمہ وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ سے لَاتَعْلَمُوْنَ تک نازل فرمائی، جب حضرت معقلؓ نے یہ آیت سنی تو فرمایا کہ میرے پروردگار نے اس کی خواہش کو سن لیا، اس کے بعد ان کو بلایا اور فرمایا کہ میں پھر اپنی بہن کو تمہارے نکاح میں دے کر تمہیں عزت دیتا ہوں۔

ابن مردویہ ﷺ نے بہت سے طریقوں سے اس روایت کو نقل کیا ہے پھر بعد میں سدیؒ کے ذریعہ سے

روایت کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ حضرت جابر ؓ کے متعلق نازل ہوئی ہے، حضرت جابر بن عبداللہ ؓ کی چچا زاد بہن تھیں، ان کے خاوند نے ان کو طلاق دے دی اور ان کی عدت بھی پوری ہوگئی، اس کے بعد ان سے پھر شادی کرنے کا ارادہ کیا، حضرت جابر ؓ نے انکار کیا کہ اولاً میری چچا زاد بہن کو طلاق دے دی اور اب پھر اس سے دوسرا نکاح کرنا چاہتا ہے اور ان کی بہن بھی اسی خاوند سے دوبارہ نکاح کرنا چاہتی تھیں، تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ۭ وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَا تُضَاۗرَّ وَالِدَةٌۢ بِوَلَدِھَا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ ۤ وَعَلَي الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ ۚ فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ۭ وَاِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْٓا اَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّآ اٰتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ۚ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝

اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں یہ (حکم) اُس شخص کے لئے ہے جو پوری مدت تک دودھ پلوانا چاہے اور دودھ پلانے والی ماؤں کا کھانا اور کپڑا دستور کے مطابق باپ کے ذمے ہو گا۔ کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دی جاتی (تو یاد رکھو کہ) نہ تو ماں کو اُسکے بچے کے سبب نقصان پہنچایا جائے اور نہ باپ کو اُسکی اولاد کی وجہ سے نقصان پہنچایا جائے اور اسی طرح (نان نفقہ) بچے کے وارث کے ذمے ہے۔ اور اگر دونوں (یعنی ماں باپ) آپس کی رضامندی اور صلاح سے بچے کا دودھ چھڑانا چاہیں تو اُن پر کچھ گناہ نہیں۔ اور اگر تم اپنی اولاد کو دودھ پلوانا چاہو تو تم پر کچھ گناہ نہیں بشرطیکہ تم دودھ پلانے والیوں کو دستور کے مطابق اُن کا حق جو تم نے دینا کیا تھا دے دو اور خدا سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ جو کچھ تم کرتے ہو خدا اسکو دیکھ رہا ہے (۲۳۳)۔ اور جو لوگ تم میں سے مر جائیں اور عورتیں چھوڑ جائیں تو عورتیں چار مہینے دس دن اپنے آپ کو روکے رہیں اور جب (یہ) عدت پوری کر چکیں اور اپنے حق میں پسندیدہ کام (یعنی نکاح) کر لیں تو ان پر کچھ گناہ نہیں۔ اور خدا تمہارے سب کاموں سے واقف ہے (۲۳۴)

تفسیر سورۃ بقرۃ آیات (۲۳۳) تا (۲۳٤)

(۲۳۳) اور (مائیں اپنے بچوں کو خواہ وہ) طلاق دی ہوئی ہوں، دو سال تک دودھ پلالیں اور یہ اس عورت کے لیے ہے جو شیرخوارگی کو مکمل کرے اور باپ پر ان عورتوں کا خرچہ دودھ پلانے کے زمانہ میں بھی اور ایسا ہی کپڑا قاعدہ کے موافق واجب ہے، جس میں کوئی کمی زیادتی نہ ہو، دودھ پلانے وغیرہ کے خرچہ میں اتنا ہی انسان کو اللہ کی طرف سے پابند کیا گیا ہے، جتنا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو مال دیا ہے، کسی ماں سے اس کا بچہ نہیں لینا چاہیے جب کہ وہ اتنے پیسوں پر دودھ پلانے کے لیے راضی ہوگئی جتنے پیسے وہ دوسروں سے لیتی ہے اور نہ باپ کے ذمہ بچہ کو ڈالا جائے جب کہ

اپنی ماں کو پہچان لے اور کسی دوسری عورت کا دودھ نہ پیئے اور باپ یا بچہ کے وارث پر جب کہ بچہ کا باپ نہ ہو تو اسی طرح بچے کا خرچہ اور تکلیف نہ پہنچانا واجب ہے جیسا کہ باپ پر تھا۔

اور جب میاں بیوی دو سال سے پہلے آپس کی رضامندی اور مشورہ سے بچے کا دودھ چھڑانا چاہیں تو اگر وہ اپنی اولاد کو پورے دو سال تک دودھ نہ پلائیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں اور جب ماں کے علاوہ کسی دوسری عورت سے دودھ پلوانا چاہو اور ماں کا (عدت پوری ہونے کی وجہ سے) شادی کا ارادہ ہو تب بھی ماں باپ پر کوئی گناہ نہیں جب کہ قاعدہ کے مطابق جو کچھ ہم نے تمہیں دیا ہے بغیر کسی مخالفت کے تم اس کو دے دو اور تکلیف پہنچانے اور مخالفت کرنے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو اس لیے کہ اللہ تعالیٰ موافقت اور تکلیف پہنچانے کی غرض سے مخالفت کرنے کو دیکھ رہا ہے۔

(۲۳۴) اور تم لوگوں میں سے جو حضرات مر جائیں اور اپنے بعد اپنی عورتیں چھوڑ جائیں تو وہ عورتیں چار ماہ اور دس دن تک عدت گزاریں، جب ان کی عدت پوری ہو جائے تو شادی کے لیے بناؤ سنگھار کرنا درست ہے اور میّت کے وارثوں کو ان عورتوں کے چھوڑنے میں کوئی گناہ نہیں (کیونکہ اب عدت گزر جانے کے بعد ان کا پہلے خاوند سے تعلق نہیں رہا) اور یاد رکھو اللہ تعالیٰ خیر و شر کو خوب جانتا ہے۔

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا عَرَّضْتُمْ بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَآءِ اَوْ اَكْنَنْتُمْ فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ؕ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ سَتَذْكُرُوْنَهُنَّ وَلٰكِنْ لَّا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا اِلَّآ اَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ؕ وَلَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَهٗ ؕ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوْهُ ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ؑ

اگر تم کنائے کی باتوں میں عورتوں کو نکاح کا پیغام بھیجو یا (نکاح کی خواہش کو) اپنے دلوں میں مخفی رکھو تو تم پر کچھ گناہ نہیں۔ خدا کو معلوم ہے کہ تم اُن سے (نکاح کا) ذکر کرو گے۔ مگر (ایامِ عدت میں) اسکے سوا کہ دستور کے مطابق کوئی بات کہہ دو پوشیدہ طور پر ان سے قول و قرار نہ کرنا۔ اور جب تک عدت پوری نہ ہو لے نکاح کا پختہ ارادہ نہ کرنا اور جان رکھو کہ جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے خدا کو سب معلوم ہے تو اس سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ خدا بخشنے والا (اور) حلم والا ہے (۲۳۵)

تفسیر سورة بقرة آیت (۲۳۵)

(۲۳۵) اور جن عورتوں کے شوہر انتقال کر چکے اور ابھی ان کی عدت پوری نہیں ہوئی تو ان کو نکاح کا پیغام دینے میں کوئی حرج نہیں کہ عدت گزرنے کے بعد اس سے شادی کر لیں۔ اشارتاً اس سے کہا جائے کہ اگر اللہ تعالیٰ ہم دونوں کو حلال طریقہ پر اکٹھا کر دے تو کتنا اچھا ہو یا اپنے دلوں میں اس چیز کو پوشیدہ رکھو کیوں کہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ تم ضرور ان سے نکاح کا ذکر کرو گے مگر صاف الفاظ میں نکاح کا وعدہ نہ کرو مگر یہ کہ صحیح طریقہ پر اشارتاً اس کا ذکر کرو کہ اگر اللہ تعالیٰ ہم دونوں کا ساتھ کر دے تو بہت اچھا ہو اور تم نکاح کے تعلق کا پختہ ارادہ بھی نہ کرو جب تک کہ اس کی عدت نہ

گزر جائے اور اللہ تعالیٰ کو تمہارے دلوں کی خبر ہے کہ تم اپنی باتوں میں سے کس بات کو پورا کرتے ہو اور کس کو نہیں کرتے ہو اور وعدہ خلافی سے ڈرتے رہو اور جو وعدہ خلافی سے توبہ کرے، اللہ تعالیٰ اس کو معاف کرنے والے ہیں اور وہ حلیم بھی ہے (کہ جلد انتقام نہیں لیتے)

لَاجُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَالَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً ۖ وَّمَتِّعُوْهُنَّ ۚ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ ۚ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۲۳۶﴾ وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ اِلَّآ اَنْ يَّعْفُوْنَ اَوْ يَعْفُوَا الَّذِيْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ ۚ وَاَنْ تَعْفُوْٓا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۚ وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ ۚ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۲۳۷﴾ حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۚ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ﴿۲۳۸﴾ فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا ۚ فَاِذَآ اَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۹﴾

اور اگر تم عورتوں کو ان کے پاس جانے یا اُن کا مہر مقرر کرنے سے پہلے طلاق دیدو تو تم پر کچھ گناہ نہیں۔ ہاں ان کو دستور کے مطابق کچھ خرچ ضرور دو (یعنی) مقدور والا اپنے مقدور کے مطابق دے اور تنگ دست اپنی حیثیت کے مطابق۔ نیک لوگوں پر یہ ایک طرح کا حق ہے (۲۳۶)۔ اور اگر تم عورتوں کو اُن کے پاس جانے سے پہلے طلاق دے دو لیکن مہر مقرر کر چکے ہو تو آدھا مہر دینا ہوگا۔ ہاں اگر عورتیں مہر بخش دیں۔ یا مرد جن کے ہاتھ میں عقد نکاح ہے (اپنا حق) چھوڑ دیں (اور پورا مہر دے دیں تو اُنکو اختیار ہے) اور اگر تم مرد لوگ ہی اپنا حق چھوڑ دو تو یہ پرہیز گاری کی بات ہے اور آپس میں بھلائی کرنے کو فراموش نہ کرنا۔ کچھ شک نہیں کہ خدا تمہارے سب کاموں کو دیکھ رہا ہے (۲۳۷)۔ (مسلمانو) سب نمازیں خصوصاً بیچ کی نماز (یعنی نماز عصر) پورے التزام کے ساتھ ادا کرتے رہو۔ اور خدا کے آگے ادب سے کھڑے رہا کرو (۲۳۸)۔ اگر تم خوف کی حالت میں ہو تو پیادے یا سوار (جس حال میں ہو نماز پڑھ لو) پھر جب امن (واطمینان) ہو جائے تو جس طریق سے خدا نے تم کو سکھایا ہے جو تم پہلے نہیں جانتے تھے خدا کو یاد کرو (۲۳۹)

تفسیر سورۃ بقرۃ آیات (۲۳۶) تا (۲۳۹)

(۲۳۶۔۲۳۷) تم پر کوئی حرج کی بات نہیں اگر تم عورتوں کو ایسی حالت میں جدا کر دو یعنی طلاق دے دو کہ نہ تم نے ان کے ساتھ صحبت کی ہو اور نہ ان کے لیے حق مہر کی کوئی مقدار مقرر کی ہو اور اس طلاق کا ایک جوڑا دے دو، جو صاحب وسعت پر اس کے مال کی حیثیت کے مطابق اور تنگ دست پر اس کی حیثیت کے مطابق واجب ہے۔ یہ جوڑا دینا مہر کے اوپر ہے (کہ اس صورت میں مہر نہیں) جس میں تین کپڑے دیے جائیں گے، ایک قمیض ایک شلوار اور ایک بڑی چادر، یہ چیز مسلمانوں پر لازم ہے اس لیے کہ یہ جوڑا حق مہر کے قائم مقام ہے، اب اللہ تعالیٰ اس شخص کے بارے میں بیان کرتا ہے جو عقد نکاح کے وقت مہر متعین کرے اور اگر صحبت یا خلوت صحیحہ سے پہلے ان کو طلاق دے دو اور ان کے لیے تم نے مہر بھی مقرر کیا ہے تو جو تم نے مہر متعین کیا ہے اس کا آدھا دینا تم پر واجب ہے (مگر کچھ صورتیں اس سے مستثنیٰ

ہیں)ایک یہ کہ عورت ہی خود اپنے حق مہر کو جو خاوند پر واجب ہے معاف کر ڈالے یا خاوند کا جو عورت پر حق ہے خاوند اس کو چھوڑ دے اور پورا حق مہر عورت کو دے دے کہ ان دونوں صورتوں میں دونوں کو لینے دینے کا کچھ حق نہیں اور تمہارا خود اپنے حق کو چھوڑ دینا یہ متقین حضرات کے لیے تقویٰ کے زیادہ قریب ہے یعنی میاں بیوی سے کہا جائے کہ وہ اپنے اس حق کو معاف کر دے جو ایک دوسرے پر واجب ہے تو یہ چیز تقویٰ سے زیادہ قریب ہے، میاں بیوی کو آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ احسان اور بھلائی کرنے سے غفلت نہیں برتنی چاہیے، اللّٰہ تعالیٰ اس احسان اور بھلائی کو اچھی طرح دیکھ رہے ہیں۔

(۲۳۸) اب اللّٰہ تعالیٰ پانچوں نمازوں کی جو کہ مقصود حقیقی ہیں تاکید کرتے ہیں کہ پانچوں نمازوں کے وضو، رکوع، سجود اور جو چیزیں ان میں واجب ہیں ان کا اور ان کے اوقات کا خاص طور پر اہتمام کرو اور خاص طور پر عصر کی نماز کا بہت ہی اہتمام کرو۔ اللّٰہ تعالیٰ ہی کے لیے نماز پڑھو کہ قیام و رکوع و سجود کو پورے اہتمام کے ساتھ ادا کرو اور یہ بھی تفسیر بیان کی گئی ہے کہ نماز میں اللّٰہ تعالیٰ کے سامنے عاجز اور فرمانبردار بنے ہوئے کھڑے ہو کسی کام وغیرہ سے اس کی نافرمانی نہ ظاہر ہو۔

شان نزول: حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ (الخ)

امام احمدؒ اور بخاریؒ نے اپنی تاریخ میں اور ابوداؤدؒ بیہقیؒ اور ابن جریرؒ نے زید بن ثابت ﷺ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ ظہر کی نماز شدت گرمی کے وقت پڑھا کرتے تھے یہ نماز صحابہ کرام پر سب نمازوں سے زیادہ مشکل ہوتی تھی، اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ پانچوں نمازوں خصوصیت کے ساتھ درمیانی نماز یعنی ظہر کا اہتمام کرو، امام احمدؒ، نسائیؒ اور ابن جریرؒ نے زید بن ثابتؓ ہی سے روایت کیا ہے کہ رسول اللّٰہ ﷺ ٹھیک دوپہر کے وقت ظہر کی نماز پڑھا کرتے تھے اور آپ کے پیچھے صرف ایک دو صفیں ہوتی تھیں اور لوگ اس وقت قیلولہ (دوپہر کا آرام) اور اپنے کاروبار میں مصروف ہوتے تھے، اس وقت اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

اور آئمہ ستہ وغیرہ نے زید بن ارقمؓ سے روایت کیا ہے کہ ہم رسول اللّٰہ ﷺ کے زمانہ میں نماز میں کلام کرلیا کرتے تھے حتیٰ کہ ہم میں سے کوئی بھی جو اس کے پاس کھڑا ہوتا تھا نماز میں اس سے گفتگو کرلیا کرتا تھا جب تک کہ یہ آیت نازل نہ ہوئی وَقُوْمُوْ لِلّٰهِ (الخ) یعنی اللّٰہ کے سامنے عاجز بنے ہوئے کھڑے رہو، اس کے بعد ہمیں خاموشی کا حکم دیا گیا اور کلام کرنے سے روک دیے گئے اور ابن جریرؒ نے مجاہدؒ سے روایت کیا ہے کہ صحابہ کرامؓ نماز میں بات چیت کرلیا کرتے تھے حتیٰ کہ کوئی شخص اپنے بھائی کو کسی ضرورت کے بارے میں بھی کہہ دیا کرتا تھا تب اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت وَقُوْمُوْ لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ. اتاری۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۲۳۹) اور اگر نماز کے قیام میں کسی دشمن کا خوف ہو تو کھڑے کھڑے یا سواری پر چڑھے چڑھے جس طرح ممکن ہو خواہ اشارتاً ہو یا قبلہ کی طرف منہ بھی نہ ہو سکے تو نماز پڑھ لیا کرو۔

اور جب دشمن وغیرہ سے بالکل اطمینان ہو جائے تو پھر خاص اللہ تعالیٰ کے لیے رکوع وسجود کے ساتھ نماز پڑھو، اس کے مطابق جس کا تمہیں قرآن کریم کے اندر حکم دیا گیا ہے کہ مسافر (چار رکعتوں والی نماز میں) دو رکعتیں پڑھے اور مقیم چار پڑھے۔ نزول قرآن کریم کے نازل ہونے سے پہلے تم اس سے بے خبر تھے۔

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا ۚۖ وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ ۚ فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْ مَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوْفٍ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۴۰﴾ وَلِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ﴿۲۴۱﴾ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۲۴۲﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ ۠ فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا ۣ ثُمَّ اَحْيَاهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۲۴۳﴾

اور جو لوگ تم میں سے مر جائیں اور عورتیں چھوڑ جائیں وہ اپنی عورتوں کے حق میں وصیت کر جائیں کہ ان کو ایک سال تک خرچ دیا جائے اور گھر سے نہ نکالی جائیں۔ ہاں اگر وہ خود گھر سے چلی جائیں اور اپنے حق میں پسندیدہ کام (یعنی نکاح) کر لیں تو تم پر کچھ گناہ نہیں اور خدا زبردست حکمت والا ہے (۲۴۰)۔ اور مطلقہ عورتوں کو بھی دستور کے مطابق نان ونفقہ دینا چاہیے۔ پرہیزگاروں پر (یہ بھی) حق ہے (۲۴۱)۔ اسی طرح خدا اپنے احکام تمہارے لئے بیان فرماتا ہے تا کہ تم سمجھو (۲۴۲)۔ بھلا تم نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جو (شمار میں) ہزاروں ہی تھے اور موت کے ڈر سے اپنے گھروں سے نکل بھاگے تھے۔ تو خدا نے اُن کو حکم دیا کہ مر جاؤ پھر اُن کو زندہ بھی کر دیا۔ کچھ شک نہیں کہ خدا لوگوں پر مہربانی رکھتا ہے لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے (۲۴۳)

تفسير سورة بقرة آيات (۲٤٠) تا (۲٤٣)

(۲۴۰) اور جو لوگ تم میں سے انتقال کر جاتے ہیں اور مرنے کے بعد بیویوں کو چھوڑ جاتے ہیں تو ان پر وصیت واجب ہے اور اگر اس لفظ کو ھاء کے زبر کے ساتھ پڑھا جائے تو یہ معنی ہوں گے کہ ان کو وصیت کرنی چاہیے تو اپنے مال میں یہ وصیت کرنا چاہیے کہ ان کے لیے ایک سال تک نان ونفقہ اور رہائش ہے، بغیر اس کے کہ ان کو شوہر کے مکان سے نکالا جائے۔

اور اگر وہ عورتیں خود چلی جائیں یا سال پورا ہونے سے پہلے وہ کسی اور شخص سے شادی کر لیں تو ان کے اپنے خاوند کے گھر سے نکلنے یا کسی اور سے شادی کرنے پر نان ونفقہ اور رہائش کے روک لیتے ہیں تو میت کے وارثوں پر اس چیز میں کوئی گناہ نہیں اور نہ ان کاموں میں اولیاء پر کوئی گناہ کی بات ہے جو یہ عورتیں اپنی شادی کے لیے (عدت

گزرنے کے بعد) بناؤسنگھار کریں۔

مگر یہ نفقہ (خرچہ) وغیرہ کا حکم آیت میراث سے منسوخ ہوگیا (کیونکہ میراث میں حق تعالیٰ نے خاوند کی ہر ایک چیز میں عورت کا حصہ رکھ دیا) اور جو احکام الٰہیہ کو ترک کرے اللہ تعالیٰ اس کو پکڑنے پر غالب ہیں اور حکمت والے ہیں کہ میراث کے حکم سے پہلے یہ ایک سال تک نفقہ رہائش کا حکم دیا تھا پھر بعد میں میراث سے اس حکم کو منسوخ کر دیا۔

شانِ نزول: وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ (الخ)

اسحاق بن راہویہ نے اپنی تفسیر میں مقاتل بن حبانؒ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص اہل طائف میں سے مدینہ منورہ چلا آیا اور اس کی اولاد اور مرد وعورتیں اور ماں باپ بھی تھے وہ مدینہ منورہ میں انتقال کر گیا، اس چیز کی رسول اکرم ﷺ کو خبر دی گئی، آپ نے اس کے والدین اور اولاد کو دستور کے مطابق مال دے دیا، مگر اس کی بیوی کو کچھ نہ دیا، تاہم اس کے وارثوں کو حکم دیا کہ اس کے خاوند کے مال میں سے ایک سال تک اس کو نفقہ یعنی خرچ دیا جائے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۲۴۱۔۲۴۲) ان عورتوں کو کچھ فائدہ پہنچانا اور ان کے ساتھ حسن سلوک کرنا مقرر ہوا ہے، واجب نہیں کیوں کہ یہ بطور احسان کے حق مہر کے علاوہ ہے، اسی طرح حق تعالیٰ احکام الٰہی کو بیان کرتا ہے، جیسا کہ ان چیزوں کو بیان کیا ہے تاکہ تم اللہ کے حکموں کو سمجھو۔

شانِ نزول: وَلِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ (الخ)

ابن جریرؒ نے ابن زیدؒ سے روایت کیا ہے کہ جس وقت یہ آیت کریمہ وَمَتِّعُوْهُنَّ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ نازل ہوئی تو اس پر ایک شخص کہنے لگا کہ اگر اس نے بھلائی کی تو میں بھی ایسا کروں گا اور اگر بھلائی دیکھنے میں نہ آئی تو میں یہ سلوک نہیں کروں گا، اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ سب طلاق دی ہوئی عورتوں کے لیے کچھ نہ کچھ فائدہ پہنچانا مقرر ہوا ہے۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۲۴۳) اب اللّٰہ تعالیٰ بنی اسرائیل کی ایک جہاد والی جماعت کا ذکر کرتے ہیں، اے محمد ﷺ قرآن کریم میں آپ کو ان لوگوں کا واقعہ نہیں معلوم ہوا جو اپنے گھروں سے اپنے دشمنوں سے لڑائی کرنے کے لیے گئے تھے اور وہ تقریباً تعداد میں آٹھ ہزار تھے پھر موت کے ڈر سے انہوں نے قتال نہیں کیا، اللّٰہ تعالیٰ نے ان سب کو اسی جگہ پر موت دے دی اور پھر آٹھ دن کے بعد ان کو حیات بخش دی اللّٰہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو زندہ کر کے ان پر بڑا فضل واحسان کیا ہے مگر یہ لوگ زندگی کی قدر نہیں کرتے۔



وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿٢٤٤﴾ مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗٓ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً ۭ وَاللّٰهُ يَقْبِضُ وَيَبْصُۜطُ ۠ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿٢٤٥﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَاِ مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى ۘ اِذْ قَالُوْا لِنَبِىٍّ لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ قَالَ هَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ اَلَّا تُقَاتِلُوْا ۭ قَالُوْا وَمَا لَنَآ اَلَّا نُقَاتِلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ دِيَارِنَا وَاَبْنَاۗىِٕنَا ۭ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿٢٤٦﴾

اور (مسلمانو) خدا کی راہ میں جہاد کرو اور جان رکھو کہ خدا (سب کچھ) سُنتا اور (سب کچھ) جانتا ہے (۲۴۴)۔ کوئی ہے کہ خدا کو قرض حسنہ دے کہ وہ اسکے بدلے اس کو کئی حصے زیادہ دے گا۔ اور خدا ہی روزی کو تنگ کرتا اور (وہی اسے) کشادہ کرتا ہے اور تم اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے (۲۴۵)۔ بھلا تم نے بنی اسرائیل کی ایک جماعت کو نہیں دیکھا جس نے موسیٰ کے بعد اپنے پیغمبر سے کہا کہ آپ ہمارے لئے ایک بادشاہ مقرر کردیں تاکہ ہم خدا کی راہ میں جہاد کریں۔ پیغمبر نے کہا کہ اگر تم کو جہاد کا حکم دیا جائے تو عجب نہیں کہ لڑنے سے پہلو تہی کرو۔ وہ کہنے لگے کہ ہم راہ خدا میں کیوں نہ لڑیں گے جبکہ ہم وطن سے (خارج) اور بال بچوں سے جدا کردیئے گئے۔ لیکن جب اُن کو جہاد کا حکم دیا گیا تو چند اشخاص کے سوا سب پھر گئے۔ اور خدا ظالموں سے خوب واقف ہے (۲۴۶)

تفسیر سورة بقرة آيات (٢٤٤) تا (٢٤٦)

(۲۴۴) ان کو زندہ کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری میں اپنے دشمن کے ساتھ لڑائی کرو، اللہ تعالیٰ تمہاری باتوں کو سننے والا ہے اور تمہاری نیتوں کو جاننے والا ہے اگر تم اس چیز پر عمل نہ کرو جس کا تمہیں حکم دیا گیا ہے تو اس پر تمہاری سزا کو بھی اچھی طرح جاننے والا ہے۔

(۲۴۵) اب اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مومنین کو صدقہ وخیرات کی ترغیب دی جو شخص صدقہ وثواب کی امید رکھ کر خلوص اور سچائی کے ساتھ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ ایک نیکی کو بڑھا کر ہزاروں تک پہنچا دیتا ہے اور دنیا میں جس پر اللہ تعالیٰ چاہتا ہے، مال کی تنگی اور فراخی کر دیتا ہے اور مرنے کے بعد جب حاضری ہوگی تو وہ تمہارے اعمال کا ثواب دے گا، یہ آیت مبارکہ ایک انصاری شخص ابوالدحداح یا ابوالدحداحہ کے بارے میں اتری ہے۔

شان نزول: مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ (الخ)

ابن حبانؒ نے اپنی صحیح میں اور ابن ابی حاتمؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب یہ آیت کریمہ مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ (الخ) یعنی سات سو تک ثواب کی زیادتی والی آیت نازل ہوئی، تو رسول اکرم ﷺ نے دعا فرمائی کہ اے رب میری امت کو اور زیادہ ثواب دیجیے، اس پر یہ آیت کریمہ مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ (الخ) نازل ہوئی، یعنی جو شخص خدا کے راستے میں حسن نیت کے ساتھ خرچ کرے تو اللہ تعالیٰ اسے بڑھا کر اور بہت زیادہ

کردیتا ہے۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۲۴۶) اے مخاطب تجھے اس قوم کا واقعہ معلوم ہے، جس وقت انھوں نے اپنے نبی شموئیل علیہ السلام سے کہا کہ ہمارے لشکر پر ایک بادشاہ مقرر کردیجیے کہ جس کے حکم سے ہم اپنے دشمن (جالوت) سے اللہ کی راہ میں لڑائی کریں ان کے نبی نے فرمایا کیا تم اس کی طاقت رکھتے ہو (اور اگر عسیتم سین کے زیر کے ساتھ پڑھا جائے تو مطلب یہ ہوگا کیا تم یہ سمجھتے ہو) اگر تم پر تمہارے دشمن کے ساتھ جہاد کو فرض قرار دیا جائے تو تم جہاد نہیں کرسکو گے وہ کہنے لگے ایسا کیسے ہوسکتا ہے کہ ہم خدا کے راستے میں جہاد نہ کریں دراصل ہم اپنی بستیوں سے نکال دیئے گئے اور ہمارے بیٹوں کو بھی قیدی بنا لیا گیا، چنانچہ جب ان پر قتال فرض ہوا تو تقریباً تین سو تیرہ آدمیوں کے علاوہ سب اپنے دشمنوں سے قتال کرنے سے منکر ہوگئے اور جنھوں نے اپنے دشمن سے قتال نہ کیا، اللہ تعالیٰ ان کو اچھی طرح جانتا ہے۔

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًا ۚ قَالُوْٓا اَنّٰى يَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ ۚ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهٗ بَسْطَةً فِى الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ ۚ وَاللّٰهُ يُؤْتِىْ مُلْكَهٗ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖٓ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ ۚ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوْتُ بِالْجُنُوْدِ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ مُبْتَلِيْكُمْ بِنَهَرٍ ۚ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّىْ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَطْعَمْهُ فَاِنَّهٗ مِنِّىْٓ اِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةًۢ بِيَدِهٖ ۚ فَشَرِبُوْا مِنْهُ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ۚ فَلَمَّا جَاوَزَهٗ هُوَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۙ قَالُوْا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ ۚ قَالَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوا اللّٰهِ ۙ كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةًۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ وَلَمَّا بَرَزُوْا لِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ قَالُوْا رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝

اور پیغمبر نے اُن سے (یہ بھی) کہا کہ خدا نے تم پر طالوت کو بادشاہ مقرر فرمایا ہے۔ وہ بولے کہ اُسے ہم پر بادشاہی کا حق کیونکر ہوسکتا ہے۔ بادشاہی کے مستحق تو ہم ہیں اور اُس کے پاس تو بہت سی دولت بھی نہیں۔ پیغمبر نے کہا کہ خدا نے اُس کو تم پر (فضیلت دی ہے اور بادشاہی کے لئے) منتخب فرمایا ہے اُس نے اُسے علم بھی بہت سا بخشا ہے اور تن وتوش بھی (بڑا عطا کیا ہے) اور خدا (کو اختیار ہے) جسے چاہے بادشاہی بخشے۔ وہ بڑا کشائش والا ہے (اور) دانا ہے (۲۴۷)۔ اور پیغمبر نے اُن سے کہا کہ اُن کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ تمہارے پاس ایک صندوق آئے گا جس کو فرشتے اُٹھائے ہوئے ہوں گے اس میں تمہارے پروردگار کی طرف سے تسلی (بخشنے والی چیز) ہوگی اور کچھ اور چیزیں بھی ہوں گی جو موسیٰ اور ہارون چھوڑ گئے تھے۔ اگر تم ایمان رکھتے ہو تو یہ تمہارے لئے ایک بڑی نشانی ہے (۲۴۸) غرض جب طالوت فوجیں لے کر روانہ ہوا تو اُس نے (اُن سے) کہا کہ خدا ایک نہر سے تمہاری آزمائش کرنے والا ہے۔ جو شخص اس میں سے پانی پی لے گا (اسکی نسبت تصور کیا جائے گا کہ) وہ میرا نہیں۔ اور جو نہ پیئے گا وہ (سمجھا جائے گا کہ) میرا ہے۔ ہاں اگر کوئی ہاتھ سے چلو بھر پانی پی لے (تو خیر جب وہ لوگ نہر پر پہنچے) تو چند شخصوں کے سوا سب نے پانی پی لیا۔ پھر جب طالوت اور مومن لوگ جو اُس کے ساتھ تھے نہر کے پار ہوگئے تو کہنے لگے کہ آج ہم میں جالوت اور اُسکے لشکر سے مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں۔ جو لوگ یقین رکھتے تھے کہ اُنکو خدا کے روبرو حاضر ہونا ہے وہ کہنے

لگے کہ بسا اوقات تھوڑی سی جماعت نے خدا کے حکم سے بڑی جماعت پر فتح حاصل کی ہے اور خدا استقلال رکھنے والوں کے ساتھ ہے (۲۴۹)۔ اور جب وہ لوگ جالوت اور اُس کے لشکر کے مقابل آئے تو (خدا سے) دُعا کی کہ اے پروردگار ہم پر صبر کے دہانے کھول دے اور ہمیں (لڑائی میں) ثابت قدم رکھ اور (لشکر) کفار پر فتحیاب کر (۲۵۰)

تفسیر سورة بقرة آیات (٢٤٧) تا (٢٥٠)

(۲۴۷) اور شموئیل علیہ السلام نے ان کو کہا کہ اللّٰہ تعالیٰ نے تم پر طالوت کو بادشاہ بنایا ہے، وہ کہنے لگے ان کو ہم پر حق حکمرانی کیسے حاصل ہوسکتا ہے، وہ شاہی خاندان سے نہیں ہے، اس کی نسبت ہم حکمرانی کے زیادہ مستحق ہیں کیوں کہ ہم شاہی خاندان سے ہیں اور وہ اتنا سرمایہ دار بھی نہیں ہے کہ وہ فوج پر خرچ کر سکے، شموئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ بادشاہت کے لیے اللّٰہ تعالیٰ نے ان کا انتخاب کیا ہے ان کو جنگ وسیاست میں بڑائی حاصل ہے اور جسمانی طور پر بھی قوت میں وہ تم سے زیادہ ہیں۔

اور اللّٰہ تعالیٰ اپنی بادشاہت دنیا میں جس کو چاہتا ہے عطا کرتا ہے اگر چہ وہ شاہی خاندان سے نہ ہو اور اللّٰہ تعالیٰ وسعت دینے والا ہے اور یہ بات بھی جانتے ہیں کہ کون وسعت اور فراخی کا حقدار ہے، وہ کہنے لگے اس کی بادشاہت اللہ کی جانب سے نہیں بلکہ آپ نے ہم پر اسے بادشاہ متعین کیا ہے۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۲۴۸) شموئیل علیہ السلام نے فرمایا ان کی بادشاہت اللہ کی طرف سے ہونے کی یہ نشانی ہے کہ وہ صندوق جو تم سے لیا گیا تھا تمہارے پاس آجائے گا اس میں رحمت اور طمانیت ہوگی اور سکینہ کے معنی نصرت اور مدد کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں یعنی اس میں اس قسم کی زردی ہوگی جیسے انسان کی صورت ہوتی ہے، اور اس میں کچھ چیزیں بھی ہوں گی جن کو حضرت موسیٰ چھوڑ گئے یعنی حضرت موسیٰ کی کتاب اور الواح (تختیاں) اور ان کا عصا اور جو ہارون علیہ السلام چھوڑ گئے ہیں جیسے ان کی چادر اور ان کا صافہ (پگڑی) اس صندوق کو تمہارے پاس فرشتے اٹھا کر لائیں گے اور صندوق کو تمہارے پاس لوٹائے جانے میں اس بات کی اور نشانی ہوگی کہ طالوت کی بادشاہت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، اگر تم اس بات کی تصدیق کرو۔ جب یہ صندوق ان کے پاس پہنچ گیا تو ان لوگوں نے طالوت کی حکمرانی اور بادشاہت کو قبول کر لیا اور ان کے ساتھ جہاد کے لیے نکل کھڑے ہوئے۔

(۲۴۹) جب حضرت طالوت لشکر لے کر روانہ ہوئے تو انہیں چٹیل زمین سے واسطہ پڑا جہاں گرمی اور پیاس کی سخت شدت تھی، انھوں نے پانی مانگا، طالوت نے کہا کہ اللّٰہ تعالیٰ ایک جاری نہر سے تمہیں آزمائے گا، سو جو شخص اس نہر سے زیادہ پانی پیئے گا وہ تو میرے ساتھ میرے دشمن کے مقابلے کے لیے نہیں جائے گا اور نہ اس نہر کو پار کر سکے گا۔

اور جو اس میں سے نہیں پیئے گا وہ میرے ساتھ ہوگا لیکن جو شخص اپنے ہاتھ سے ایک چلّو بھر لے، غَرْفَةً غین کی زبر کے ساتھ پڑھا جائے تو اس میں ایک چلّو مراد ہوگا، جو ان کی پیاس اور ان کے جانوروں کے لیے کافی ہو جائے گا، چنانچہ جب لوگ نہر پر پہنچے تو نہر کے کنارے پر کھڑے ہو کر سب نے بہت زیادہ پانی پینا شروع کر دیا مگر تین سو تیرہ

آدمیوں نے احتیاط کی اور حکم الٰہی کے مطابق انھوں نے اس میں سے پانی پیا، چنانچہ جب طالوت اور سچے حضرات نے نہر کو پار کرلیا تو آپس میں کہنے لگے کہ آج تو جالوت کے مقابلہ کی طاقت معلوم نہیں ہوتی لیکن جن حضرات کو اس بات کا علم اور یقین تھا کہ مرنے کے بعد اللّٰہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونا ہے، وہ کہنے لگے کہ ایسے واقعات بہت گزر چکے ہیں کہ حکم الٰہیہ سے بہت سی اہل حق کی چھوٹی جماعتیں باطل کے بڑے بڑے لشکروں پر غالب آگئی ہیں اور لڑائی میں استقامت والوں کے ساتھ اللّٰہ کی مدد شامل حال ہے۔

(۵۰) چنانچہ جب یہ جالوت اور اس کے لشکر کے سامنے آئے تو سچے حضرات دعا مانگنے لگے کہ پروردگار صبر کے ساتھ ہمیں عزت عطا فرما اور ہمیں لڑائی میں ثابت قدم رکھ اور جالوت اور اس کے لشکر پر ہمیں غلبہ عطا فرما۔

فَهَزَمُوْهُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۙ۬ وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ وَاٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهٗ مِمَّا يَشَآءُ ؕ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ ۙ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ؕ وَاِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝

تو طالوت کی فوج نے خدا کے حکم سے اُن کو ہزیمت دی اور داؤد نے جالوت کو قتل کر ڈالا۔ اور خدا نے اُس کو بادشاہی اور دانائی بخشی اور جو کچھ چاہا سکھایا۔ اور اگر خدا لوگوں کو ایک دوسرے (پر چڑھائی اور حملہ کرنے) سے ہٹاتا نہ رہتا تو مُلک تباہ ہو جاتا لیکن خدا اہلِ عالم پر بڑا مہربان ہے (۲۵۱)۔ یہ خدا کی آیتیں ہیں جو ہم تم کو سچائی کے ساتھ پڑھ کر سُناتے ہیں اور (اے محمد ﷺ) تم بلاشبہ پیغمبروں میں سے ہو (۲۵۲)

تفسیر سورۃ بقرۃ آیات (۲۵۱) تا (۲۵۲)

(۲۵۱) چنانچہ ان لوگوں نے اللّٰہ تعالیٰ کی مدد سے ان کو شکست دے دی اور داؤد علیہ السلام نے جالوت جو کافروں کا سرغنہ تھا کو مار ڈالا۔ اللّٰہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کو بنی اسرائیل کی بادشاہت عطا فرمائی اور ان کو فہم اور نبوت عطا فرمائی اور بغیر آلات کے ذرہ بنانا سکھایا۔

جیسا کہ اللّٰہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کے ذریعے بنی اسرائیل سے جالوت کے شر کو رفع کیا اگر ایسا نہ ہوتا تو زمین تمام تر فساد سے بھر جاتی یعنی اللّٰہ تعالیٰ انبیاء کرامؑ کے ذریعے مومنین سے ان کے دشمنوں کے شر کو اور مجاہدین کے ذریعہ اہل باطل کے شر کو دور فرماتے ہیں اگر ایسا نہ ہو تو روئے زمین فساد سے پُر ہو جائے۔

(۲۵۲) لیکن اللّٰہ تعالیٰ دشمن کے دور کرنے میں بڑا فضل کرنے والا ہے یہ قرآن کریم جو گزشتہ قوموں کے واقعات بیان کرتا ہے ہم جبریل امین علیہ السلام کے ذریعے آپ پر نازل کرتے ہیں، تاکہ حق و باطل نکھر جائے۔ اور بلاشبہ آپ تمام جنات اور انسانوں کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں۔

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۘ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ۭ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۭ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ ۭ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا ۣ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ﴿۲۵۳﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ۭ وَالْكٰفِرُوْنَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۵۴﴾

یہ پیغمبر (جو ہم وقتاً فوقتاً بھیجتے رہے ہیں) ان میں سے ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ بعض ایسے ہیں جن سے خدا نے گفتگو فرمائی اور بعض کے (دوسرے امور میں) مرتبے بلند کئے۔ اور عیسیٰ ابن مریم کو ہم نے کھلی نشانیاں عطا کیں۔ اور روح القدس سے اُن کو مدد دی۔ اور اگر خدا چاہتا تو اُن سے پچھلے لوگ اپنے پاس کھلی نشانیاں آنے کے بعد آپس میں نہ لڑتے لیکن اُنہوں نے اختلاف کیا تو اُن میں سے بعض تو ایمان لے آئے اور بعض کافر ہی رہے اور اگر خدا چاہتا تو یہ لوگ باہم جنگ وقتال نہ کرتے۔ لیکن خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے (۲۵۳)۔ اے ایمان والو جو (مال) ہم نے تم کو دیا ہے اُس میں سے اُس دن کے آنے سے پہلے پہلے خرچ کرلو جس میں نہ (اعمال کا) سودا ہو اور نہ دوستی اور سفارش ہو سکے۔ اور کفر کرنے والے لوگ ظالم ہیں (۲۵۴)

تفسیر سورة بقرة آيات (٢٥٣) تا (٢٥٤)

(۲۵۳) ہم نے ان میں سے کچھ کو کچھ پر بزرگی عطا کی ہے، چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنا دوست بنایا اور ادریس علیہ السلام ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بلند درجات عطا فرمائے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں کہ ان کو ہم نے اوامر ونواہی اور عجائبات عطا کیے اور جبرئیل امین سے ان کی تائید فرمائی۔

اور حضرت موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کے بعد باوجود یہ کہ ان کی کتابوں میں رسول اکرم ﷺ کی تعریف و توصیف آچکی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا یہ لوگ باہم اختلاف نہ کرتے مگر انھوں نے اختلاف کیا کچھ لوگ تو تمام کتابوں اور رسولوں پر ایمان لائے اور کچھ نے تمام کتابوں اور رسولوں کا انکار کر دیا اور اگر اللہ کو منظور ہوتا تو دین میں یہ لوگ اختلاف نہ کرتے مگر جو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے چاہتا ہے وہی ہوتا ہے۔

(۲۵۴) اب اللہ تعالیٰ صدقہ وخیرات کی ترغیب دیتے ہیں کہ جو مال ہم نے تمھیں دیے ہیں قیامت کے آنے سے پہلے وہ اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔ جس دن نہ فدیہ ہوگا اور نہ دوستی اور نہ کافروں کے لیے کسی قسم کی شفاعت ہوگی اور کافر تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانے والے ہیں۔



اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ۭ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۭ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَاۗءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِـيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا يَـــــُٔـوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَھُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ﴿٢٥٥﴾ لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ڐ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۤ لَا انْفِصَامَ لَهَا ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿٢٥٦﴾ اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۙيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ڛ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰۗــــُٔــھُمُ الطَّاغُوْتُ ۙ يُخْرِجُوْنَـھُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ ھُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٢٥٧﴾

خدا (وہ معبود برحق ہے کہ) اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ زندہ، ہمیشہ رہنے والا۔ اُسے نہ اُونگھ آتی ہے نہ نیند۔ جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب اُسی کا ہے۔ کون ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر اس سے (کسی کی) سفارش کر سکے۔ جو کچھ لوگوں کے روبرو ہو رہا ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہو چکا ہے اُسے سب معلوم ہے اور وہ اس کی معلومات میں سے کسی چیز پر دسترس حاصل نہیں کر سکتے ہاں جس قدر وہ چاہتا ہے (اسی قدر معلوم کرا دیتا ہے) اسکی بادشاہی (اور علم) آسمانوں اور زمین سب پر حاوی ہے اور اسے ان کی حفاظت کچھ بھی دشوار نہیں وہ بڑا عالی رُتبہ (اور) جلیل القدر ہے (۲۵۵)۔ دین (اسلام) میں زبردستی نہیں ہے ہدایت (صاف طور پر ظاہر اور) گمراہی سے الگ ہو چکی ہے۔ تو جو شخص بُتوں سے اعتقاد نہ رکھے اور خدا پر ایمان لائے اُس نے ایسی مضبوط رسّی ہاتھ میں پکڑ لی ہے جو کبھی ٹوٹنے والی نہیں اور خدا (سب کچھ) سُنتا اور (سب کچھ) جانتا ہے (۲۵۶)۔ جو لوگ ایمان لائے ہیں اُن کا دوست خدا ہے کہ ان کو اندھیرے سے نکال کر روشنی میں لے جاتا ہے اور جو کافر ہیں اُن کے دوست شیطان ہیں کہ اُن کو روشنی سے نکال کر اندھیرے میں لے جاتے ہیں یہی لوگ اہلِ دوزخ ہیں کہ اس میں ہمیشہ رہیں گے (۲۵۷)

تفسیر سورة بقرة آيات (٢٥٥) تا (٢٥٧)

(۲۵۵) اب اللہ تعالیٰ اپنی تعریف وتوصیف بیان فرماتے ہیں کہ وہ ایسا ہے جس کو کبھی موت نہیں کہ سارے جہان کا سنبھالنے والا ہے جس کی کوئی ابتدا نہیں اور نہ اس کو اونگھ آسکتی ہے اور نہ ہی نیند۔ جو کہ عالم کی تدبیر اور احکام میں سے اسے بے توجہ کر دے۔ تمام فرشتے اور سب مخلوقات اسی کی ملکیت میں ہیں تمام آسمانوں اور زمین والوں میں سے قیامت کے دن اسی کی اجازت سے کوئی سفارش کر سکتا ہے، امورِ آخرت میں سے جو چیزیں فرشتوں کے سامنے ہیں اور امورِ دنیا میں سے سب کو وہ جانتا ہے ان چیزوں کے علاوہ جن کی اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو اطلاع دی ہے، فرشتے دنیا وآخرت کے کاموں میں سے کسی چیز کو نہیں جانتے۔ اس کی کرسی تمام آسمانوں اور زمینوں سے زیادہ وسیع ہے، بغیر فرشتوں کے اللہ تعالیٰ کو عرش و کرسی (اور تمام آسمان وزمین) کی حفاظت کوئی مشکل نہیں اور وہ ہر چیز سے زیادہ عالی شان اور صاحبِ عظمت ہے۔

(۲۵۶) عرب کے اسلام قبول کرنے کے بعد اہل کتاب اور مجوسیوں میں سے کسی شخص کو توحید پر مجبور نہیں کیا جائے گا، ایمان کفر سے اور حق باطل سے ممتاز ہو چکا ہے اور یہ آیات منذر بن ساوی تمیمی کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔

اور جو شخص شیطان کی باتوں، خیالات اور بتوں کی عبادت اور تعظیم سے انکار کرے اور جو باتیں اللّٰہ تعالیٰ کی طرف سے قرآن میں آئی ہیں ان پر ایمان لائے، تو اس نے مضبوطی کے ساتھ حلقہ لا الٰہ الا اللّٰہ تھام لیا ہے۔ جس کو کسی طرح زوال اور ہلاکت نہیں ہو سکتی اور یہ تفسیر بھی کی گئی ہے کہ اس مضبوط حلقہ کے تھامنے والے سے جس کی نعمتیں ختم اور زائل نہیں ہوں گی اور نہ یہ ہمیشہ دوزخ میں رہ کر ہلاک و برباد ہوگا اللّٰہ تعالیٰ ان باتوں کو سننے والے ہیں اور اس کی نعمتوں اور ثواب کا علم رکھتے ہیں۔

شانِ نزول: لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ (الخ)

امام ابوداؤدؒ، نسائیؒ اور ابن حبانؒ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے، ایک عورت کے ہاں پیدا ہونے والا لڑکا زندہ نہیں رہتا تھا تو اس نے یہ منّت (نذر) مانی کہ اگر اس کا لڑکا زندہ رہا تو وہ اسے یہودی بنادے گی جب یہودیوں کا قبیلہ بنو نضیر جلا وطن کیا گیا تو وہ بچہ بھی انصار کی اولاد میں سے ان کے ساتھ جارہا تھا۔ انصار بولے ہم تو اپنی اولاد کو نہیں چھوڑیں گے (یعنی یہود کے ساتھ جانے نہیں دیں گے بلکہ اس کو اپنی جماعت میں شامل کریں گے) اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی کہ دین میں زبردستی نہیں۔

اور ابن جریرؒ نے سعیدؒ یا عکرمہؒ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت کیا ہے کہ لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ انصار میں سے ایک شخص حسین نامی سالم بن عوف کی اولاد کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے، ان کے دو لڑکے نصرانی تھے اور یہ مسلمان تھے، انھوں نے رسول اللّٰہ ﷺ سے عرض کیا کہ اگر وہ دونوں نصرانیت کے علاوہ اور کسی دین کو قبول نہیں کرتے تو ان کو اسلام لانے پر مجبور کروں اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

(لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۲۵۷) جو حضرات ایمان لائے یعنی عبداللّٰہ بن سلام اور ان کے ساتھی اللّٰہ تعالیٰ ان کا مددگار اور محافظ ہے، اللّٰہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو نکالا اور توفیق عطا کی کہ تاکہ یہ کفر سے نکل کر ایمان میں داخل ہو جائیں اور کعب بن اشرف اور اس کے ساتھی ان کا دوست شیطان ہے وہ ان کو ایمان سے کفر کی طرف بلاتا ہے، یہ سب جہنمی ہیں، جس میں نہ کسی کو کبھی موت آئے گی اور نہ اس سے نکالے جائیں گے۔

شانِ نزول: وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (الخ)

ابن جریرؒ نے عبدۃ ابن ابی لبابہؓ سے اس آیت کے بارے میں روایت کیا ہے کہ یہ وہ حضرات ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے اور پھر جب رسول اکرم ﷺ تشریف لائے تو آپ پر یہ ایمان لائے۔ ان ہی حضرات کے بارے میں یہ آیت مبارکہ اُتری ہے۔

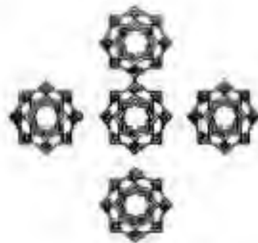
اور مجاہدؒ سے روایت کیا گیا ہے کہ ایک جماعت حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائی تھی اور ایک جماعت نے ان کا انکار کیا تھا۔ جب رسول اکرم ﷺ مبعوث ہوئے تو جن لوگوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا انکار کیا تھا، وہ آپ پر ایمان لے آئے اور جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے تھے، انھوں نے آپ ﷺ کا انکار کر دیا، ایسے ہی لوگوں کے بارے میں اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِىْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِىْ رَبِّهٖٓ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ ۘ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّىَ الَّذِىْ يُحْىٖ وَيُمِيْتُ ۙ قَالَ اَنَا اُحْىٖ وَاُمِيْتُ ۗ قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ يَاْتِىْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِىْ كَفَرَ ۗ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۚ	بھلا تم نے اُس شخص کو نہیں دیکھا جو اِس (غرور کے) سبب سے کہ خدا نے اُس کو سلطنت بخشی تھی ابراہیمؑ سے پروردگار کے بارے میں جھگڑنے لگا۔ جب ابراہیمؑ نے کہا میرا پروردگار تو وہ ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے۔ وہ بولا کہ جلا اور مار تو میں بھی سکتا ہوں۔ ابراہیم نے کہا کہ خدا تو سورج کو مشرق سے نکالتا ہے آپ اسے مغرب سے نکال دیجئے (یہ سُن کر) کافر حیران رہ گیا۔ اور خدا بے انصافوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا (۲۵۸)

تفسیر سورۃ بقرۃ آیت (۲۵۸)

(۲۵۸) اے محمد ﷺ کیا آپ ﷺ کو اس شخص کا واقعہ یاد نہیں، جس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ان کے پروردگار کے دین کے بارے میں جھگڑا کیا تھا، اس بنا پر کہ اللّٰہ تعالیٰ نے اس کو حکومت و سلطنت عطا کی تھی اور وہ نمرود بن کنعان ہے۔

حضرت ابراہم علیہ السلام نے فرمایا اللّٰہ تعالیٰ مردوں کو زندہ اور زندوں کو موت دیتا ہے، اس نے بھی یہی دعوی کیا تھا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اس کا ثبوت پیش کرو، چنانچہ اس نے قید خانہ سے دو آدمی بلائے، ایک کو قتل کر دیا اور دوسرے کو سزا معاف کر کے چھوڑ دیا اور کہنے لگا یہ اس بات کی دلیل ہے، اب حضرت ابراہیم علیہ السلام دوسری دلیل کی جانب متوجہ ہو کر فرمانے لگے کہ اللّٰہ تعالیٰ سورج مشرق سے نکالتا ہے تو مغرب سے نکال کر دکھا، تو یہ کافر بغیر کسی دلیل کے خاموش ہو گیا اور کافروں یعنی نمرود کو دلیل کی رسائی نہیں ہوئی۔



اَوْ كَالَّذِيْ مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ وَّهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا قَالَ اَنّٰى يُحْيٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ وَانْظُرْ اِلٰى حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَانْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۵۹﴾ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۶۰﴾ مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۶۱﴾

یا اُسی طرح اس شخص کو (نہیں دیکھا) جسے ایک گاؤں سے جو اپنی چھتوں پر گرا پڑا تھا اتفاقاً گذر ہوا تو اُس نے کہا کہ خدا اس (کے باشندوں) کو مرنے کے بعد کیونکر زندہ کرے گا۔ تو خدا نے اس کی روح قبض کر لی (اور) سو برس تک (اُس کو مُردہ رکھا) پھر اُس کو جلا اُٹھایا اور پوچھا تم کتنا عرصہ (مرے) رہے ہو۔ اُس نے جواب دیا کہ ایک دن یا اس سے بھی کم۔ خدا نے فرمایا (نہیں) بلکہ سو برس (مرے) رہے ہو۔ اور اپنے کھانے پینے کی چیزوں کو دیکھو کہ (اتنی مدت میں مُطلق سڑی) بُسی نہیں اور اپنے گدھے کو بھی دیکھو (جو مرا پڑا ہے) غرض (ان باتوں سے) یہ ہے کہ ہم تم کو لوگوں کے لئے (اپنی قدرت کی) نشانی بنائیں اور (ہاں گدھے کی) ہڈیوں کو دیکھو کہ ہم ان کو کیونکر جوڑے دیتے اور اُن پر (کس طرح) گوشت پوست چڑھا دیتے ہیں جب یہ واقعات اُس کے مشاہدے میں آئے تو بول اُٹھا کہ میں یقین کرتا ہوں کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے (۲۵۹)۔ اور جب ابرہیم نے (خدا سے) کہا کہ اے پروردگار مجھے دکھا کہ تو مُردوں کو کیونکر زندہ کرے گا۔ خدا نے فرمایا کیا تم نے (اس بات کو) باور نہیں کیا۔ اُنہوں نے کہا کیوں نہیں۔ لیکن (میں دیکھنا اس لئے (چاہتا ہوں) کہ میرا دل اطمینان کامل حاصل کر لے۔ خدا نے فرمایا کہ چار جانور پکڑوا کر اپنے پاس منگا لو (اور ٹکڑے ٹکڑے کرا دو) پھر ان کا ایک ایک ٹکڑا ہر ایک پہاڑ پر رکھوا دو پھر اُن کو بُلاؤ تو وہ تمہارے پاس دوڑتے چلے آئیں گے اور جان رکھو کہ خدا غالب (اور) صاحب حکمت ہے (۲۶۰)۔ جو لوگ اپنا مال خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اُن (کے مال) کی مثال اُس دانے کی سی ہے جس سے سات بالیں اُگیں اور ہر ایک بال میں سو سو دانے ہوں۔ اور خدا جس (کے مال) کو چاہتا ہے زیادہ کرتا ہے وہ بڑی کشائش والا اور سب کچھ جاننے والا ہے (۲۶۱)

تفسیر سورۃ بقرۃ آیات (۲۵۹) تا (۲۶۱)

(۲۵۹) اور اسی طرح عزیر بن شرحیاء کا واقعہ ہے جن کا ''دیر ہرقل'' بستی پر سے گزر ہوا، وہ بستی چھتوں کے بل گری پڑی تھی، کہنے لگے اللہ تعالیٰ ان بستی والوں کو ان کے مرنے کے بعد کیسے زندہ کرے گا اللہ تعالیٰ نے ان کو اسی جگہ پر سو سال تک سلا دیا، اس کے بعد دن کے اخیر حصہ میں اللہ تعالیٰ نے ان کو بیدار کیا۔

پھر ارشاد ہوا عزیر کتنا قیام ہوا کہنے لگے ایک دن، لیکن جب سورج پر نظر پڑی تو بولے دن کا کچھ حصہ ارشاد

ہوا کہ سوسال تک انجیر، انگور اور اس کے شیرے کو دیکھو، اس میں اتنی مدت میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی نہیں ہوئی اور اپنے گدھے کی ہڈیاں بھی دیکھو کیسی سفید چمک رہی ہیں (اللہ تعالیٰ نے یہ اس لیے کیا) تاکہ ہم مردوں کے زندہ کرنے میں تمہاری ایک علامت اور نشانی کردیں۔

جس صورت پر انسان مرتا ہے اسی حالت میں اللہ تعالیٰ اس کو زندہ کردیتا ہے، چنانچہ حضرت عزیر علیہ السلام پر جوانی کی حالت میں اللہ تعالیٰ نے موت طاری کردی تھی اور پھر جوانی کی حالت میں ہی زندہ کردیا۔

اور ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ لوگوں کے لیے ایک عبرت کی نشانی بنادیا کیوں کہ جب وہ زندہ ہوئے تو وہ چالیس سال کی عمر کے تھے اور ان کا لڑکا ایک سو بیس سال کا تھا اور اب اس گدھے کی ہڈیوں کی طرف دیکھ کر کہ ہم کس طرح اسے ترکیب دیے دیتے ہیں اور اگر لفظ نُنشِزُھا کو راء کے ساتھ پڑھا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ کس طرح ہم اس کو پیدا کرتے ہیں کہ اس میں پٹھے، رگیں، گوشت، کھال اور بال یہ تمام چیزیں پیدا کرتے ہیں پھر اس کے بعد اس میں جان ڈالتے ہیں، جب یہ باتیں مشاہدہ کے طور پر واضح ہوگئیں کہ اللہ تعالیٰ مردوں کی ہڈیوں کو جمع کرکے کس طرح ان میں روح ڈالتے ہیں تو حضرت عزیر علیہ السلام بے اختیار جوش میں آکر کہہ اٹھے کہ میں یقین رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ موت وحیات اور ہر ایک چیز پر قادر ہے۔

(۲۶۰) اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی عرض کیا تھا کہ پروردگار آپ کس طرح مرے ہوئے لوگوں کو زندہ کریں گے ارشاد باری ہوا کیا تم اس پر یقین نہیں لائے، عرض کیا میں کیوں نہ لاتا لیکن اس لیے گزارش ہے تاکہ (مشاہدہ کرکے) میرے دل کو اطمینان ہوجائے اور بطور مشاہدہ کے یہ چیز بھی واضح ہوجائے کہ میں آپ کا دوست مستجاب الدعوت ہوں، ارشاد ہوا کہ مختلف قسم کے چار پرندے لے لو یعنی مور، مرغا، کوا اور بطخ اور پھر ان سب کا اچھی طرح باریک قیمہ کرکے اور ان کو اچھی طرح ملا کر چار پہاڑوں پر ان میں سے ایک ایک حصہ رکھ دو پھر ان کا نام لے کر بلاؤ وہ سب زندہ ہوکر دوڑتے ہوئے چلے آئیں گے۔

اور ابراہیم علیہ السلام کو کہا گیا کہ اس بات کا خوب یقین رکھو کہ جو شخص مردوں کے زندہ کرنے پر ایمان نہ لائے اللہ تعالیٰ اس پر عذاب نازل کرنے میں زبردست ہیں اور مردوں کی ہڈیاں جمع کرنے اور پھر ان کے زندہ کرنے میں جیسا کہ ان پرندوں کو زندہ کیا ہے حکمت والے ہیں۔

(۲۶۱) اب اس کے بعد اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کو بیان کرتے ہیں کہ ان لوگوں کے مالوں کی مثال جو اپنے اموال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، ایک دانہ کی مثال ہے کہ اس سے سات بالیاں اگتی ہیں اور ہر ایک بالی میں ایک سو دانے ہوتے ہیں۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے اللہ کی راہ میں خرچ کیے ہوئے اموال کو سات سو گنا تک بڑھاتا ہے اور جو اس کا اہل ہو یا جس کا صدقہ قبول کیا جائے اسے اس سے زیادہ ثواب عطا کرتا ہے۔

اور ثواب دینے میں اللہ تعالیٰ بڑی وسعت اور فراخی والے ہیں اور مسلمانوں کے خرچ کرنے اور ان کی نیتوں کو جاننے والے ہیں۔

اَلَّذِيْنَ
يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَاۤ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَاۤ اَذًى لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَاۤ اَذًى وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَلِيْمٌ ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝

جو لوگ اپنا مال خدا کے رستے میں صرف کرتے ہیں پھر اس کے بعد نہ اس خرچ کا (کسی پر) احسان رکھتے ہیں اور نہ (کسی کو) تکلیف دیتے ہیں۔ ان کا صلہ اُن کے پروردگار کے پاس (تیار) ہے اور (قیامت کے روز) نہ اُن کو کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے (۲۶۲)۔ جس خیرات دینے کے بعد (لینے والے کو) ایذا دی جائے اُس سے تو نرم بات کہہ دینی اور (اس کی بے ادبی سے) درگذر کرنا بہتر ہے اور خدا بے پروا (اور) بُرد بار ہے ۲۶۳۔ مومنو! اپنے صدقات (وخیرات) احسان رکھنے اور ایذا دینے سے اُس شخص کی طرح برباد نہ کر دینا جو لوگوں کو دکھاوے کے لئے مال خرچ کرتا ہے اور خدا اور روزِ آخرت پر ایمان نہیں رکھتا تو اُس (کے مال) کی مثال اُس چٹان کی سی ہے جس پر تھوڑی سی مٹی پڑی ہو اور اس پر زور کا مینہ برس کر اسے صاف کر ڈالے۔ (اسی طرح) یہ (ریاکار) لوگ اپنے اعمال کا کچھ بھی صلہ حاصل نہیں کر سکیں گے۔ اور خدا ایسے ناشکروں کو ہدایت نہیں دیا کرتا (۲۶۴)۔ اور جو لوگ خدا کی خشنودی حاصل کرنے کے لئے اور خلوصِ نیت سے اپنا مال خرچ کرتے ہیں اُن کی مثال ایک باغ کی سی ہے جو اُونچی جگہ پر واقع ہو (جب) اُس پر مینہ پڑے تو دُگنا پھل لائے اور اگر مینہ نہ بھی پڑے تو خیر پھوار ہی سہی اور خدا تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے (۲۶۵)

تفسير سورة بقرة آيات (۲٦۲) تا (۲٦۵)

(۲۶۲) اگلی آیت حضرت عثمان بن عفان ﷺ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ﷺ کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو لوگ خرچ کرنے کے بعد نہ احسان جتلاتے ہیں اور نہ جس کو دیا ہے اسے کسی قسم کی کوئی تکلیف پہنچاتے ہیں۔

ان کو اس کا جنت میں ثواب ملے گا جہاں نہ آئندہ کسی قسم کے عذاب کا خوف ہوگا اور اپنے بعد جو چھوڑ گئے ہیں نہ ہی اس کا غم ہوگا۔

(۲۶۳) اپنے مسلمان بھائی کے پیٹھ پیچھے اس کے لیے اچھی بات کہنا اور اس کے حق میں دعا کرنا اور اس کی غلطیوں سے درگزر کرنا یہ تیرے لیے اور اس کے لیے ایسے صدقہ خیرات سے اچھا اور بہتر ہے کہ جس کے بعد تو اس پر احسان جتلائے یا اسے کسی قسم کی کوئی تکلیف پہنچائے اور اللہ تعالیٰ احسان جتلانے والے کے صدقہ سے غنی ہیں اور حلیم ہیں کہ ایسے شخص پر جلد عذاب نازل نہیں کرتے۔

جس کو دیا ہے اس کے ساتھ تکبر کر کے اور اسے تکلیف پہنچا کر اپنے صدقات کے ثواب کو اس شخص کی طرح ضائع نہ کرو جو دکھاوے کے لیے صدقہ کرتا ہے، اور اس کے ساتھ ساتھ قیامت کے دن پر بھی ایمان نہیں رکھتا۔

(۲۶۴) احسان جتلانے والے اور مشرک کے صدقہ کی مثال چکنے پتھر کی طرح ہے جس پر کچھ مٹی آگئی ہو اور پھر اس پر زور کی بارش پڑ گئی تو اس نے جیسا وہ چکنا صاف تھا، پھر اسی طرح کر دیا۔ دنیا میں اس طرح کے خرچ کرنے والوں کو آخرت میں کسی بھی قسم کا ثواب نہیں ملے گا اور اللہ تعالیٰ منافقین اور لوگوں کے دکھلاوے کے لیے خرچ کرنے والوں اور اسی طرح صدقہ خیرات پر احسان جتانے والوں کو ان کے صدقات پر کسی قسم کا کوئی ثواب نہیں عطا کریں گے۔

(۲۶۵) اور ان لوگوں کے اموال کی مثال جو خالص اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اپنے نفوس کو سچائی کے لیے ثواب ملنے کا یقین کامل رکھتے ہوئے خرچ کرتے ہیں، ایک باغ کی طرح ہے جو کسی صاف بلند مقام پر ہو اور اس پر خوب زور کی بارش ہو، جس کی وجہ سے باغوں میں دو چند وہ پھل لایا اور اگر ایسی زور کی بارش نہ ہو تو ہلکی سی پھوار کی طرح بارش بھی اس کے لیے کافی ہے۔

یعنی مومن کی اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی مثال ہے، خواہ وہ کم خرچ کرے یا زیادہ۔ جب کہ اخلاص اور خشیتِ خداوندی کے ساتھ ہو اللہ تعالیٰ اس ثواب کو دوگنا فرماتا ہے، جیسا کہ ایسے باغ کے پھلوں کو زیادہ کرتا ہے اور جو تم خرچ کرتے ہو اللہ تعالیٰ اسے اچھی طرح دیکھتے ہیں۔

اَیَوَدُّ اَحَدُکُمْ اَنْ تَکُوْنَ لَهٗ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِیْلٍ وَّاَعْنَابٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهٗ فِیْهَا مِنْ کُلِّ الثَّمَرٰتِ وَاَصَابَهُ الْکِبَرُ وَلَهٗ ذُرِّیَّةٌ ضُعَفَآءُ فَاَصَابَهَآ اِعْصَارٌ فِیْهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَکُمُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّکُمْ تَتَفَکَّرُوْنَ ﴿۲۶۶﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا کَسَبْتُمْ وَمِمَّاۤ اَخْرَجْنَا لَکُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَلَا تَیَمَّمُوا الْخَبِیْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِیْهِ اِلَّاۤ اَنْ تُغْمِضُوْا فِیْهِ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ ﴿۲۶۷﴾ اَلشَّیْطٰنُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ وَیَاْمُرُکُمْ بِالْفَحْشَآءِ وَاللّٰهُ یَعِدُکُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ﴿۲۶۸﴾ یُّؤْتِی الْحِکْمَةَ مَنْ یَّشَآءُ وَمَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَةَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا وَمَا یَذَّکَّرُ اِلَّاۤ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۲۶۹﴾

بھلا تم میں کوئی یہ چاہتا ہے کہ اس کا کھجوروں اور انگوروں کا باغ ہو جس میں نہریں بہہ رہی ہوں اور اس میں اُس کے لئے ہر قسم کے میوے موجود ہوں اور اسے بڑھاپا آ پکڑے اور اس کے ننھے ننھے بچے بھی ہوں تو (ناگہاں) اُس باغ پر آگ کا بھرا ہوا بگولا چلے اور وہ جل (کر راکھ کا ڈھیر ہو) جائے۔ اس طرح خدا تم سے اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان فرماتا ہے تاکہ تم سوچو (اور سمجھو) (۲۶۶)۔ مومنو! جو پاکیزہ اور عمدہ مال تم کماتے ہو اور جو چیزیں ہم تمہارے لئے زمین سے نکالتے ہیں ان میں سے (راہِ خدا میں) خرچ کرو۔ اور بُری اور ناپاک چیزیں دینے کا قصد نہ کرنا کہ (اگر وہ چیزیں تمہیں دی جائیں تو) بجز اس کے کہ (لیتے وقت) آنکھیں بند کر لو اُن کو کبھی نہ لو۔ اور جان رکھو کہ خدا بے پروا (اور) قابلِ ستائش ہے (۲۶۷)۔ (اور دیکھنا) شیطان (کا کہنا نہ ماننا وہ) تمہیں تنگ دستی کا خوف دلاتا اور بے حیائی کے کام کرنے کو کہتا ہے اور خدا تم سے اپنی بخشش اور رحمت کا وعدہ کرتا ہے۔ اور خدا بڑی کشائش والا (اور) سب کچھ جاننے والا ہے (۲۶۸)۔ وہ جس کو چاہتا ہے دانائی بخشتا ہے اور جس کو دانائی ملی بیشک اس کو بڑی نعمت ملی۔ اور نصیحت تو وہی لوگ قبول کرتے ہیں جو عقل مند ہیں (۲۶۹)

تفسیر سورۃ بقرۃ آیات (۲٦٦) تا (۲٦۹)

(۲٦٦) بھلا تم میں سے کسی شخص کو یہ بات اچھی لگتی ہے کہ اس کے پاس انگوروں کا باغ ہو اور درختوں اور مکانات کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں اور اس باغ میں مختلف قسموں کے پھل ہوں پھر وہ بڑھاپے کی وجہ سے کسی کام کا نہ رہے اور اچانک یہ باغ ایک گرم یا ٹھنڈے بگولے کی لپیٹ میں آجائے جس سے وہ بالکل ختم ہو جائے (تم میں سے کوئی بھی شخص یہ چیز گوارا نہیں کر سکتا) اللہ تعالیٰ اوامر و نواہی کی یہ نشانیاں بیان فرماتے ہیں تاکہ قرآنی مثالوں پر غور کرو، آخرت میں کافروں کی یہی مثال ہوگی کہ وہاں بغیر کسی تدبیر کے باقی رہ جائے گا اور نہ دنیا ہی میں پھر لوٹ کر آنے کا موقع ملے گا جیسا کہ بوڑھا بغیر تدبیر کے رہ جاتا ہے کہ اب جوانی کی قوت و طاقت بھی واپس نہیں لا سکتا۔

(۲٦۷) سونا اور چاندی اور زمین سے جو مختلف اقسام کے غلے اور پھل پیدا کیے ہیں، ان میں سے عمدہ اور حلال چیز کو خرچ کرو اور اپنے اموال میں سے ردی چیز کے خرچ کرنے کا ارادہ بھی نہ کیا کرو، حالاں کہ اگر ایسی ردی چیز تمہیں کوئی تمہارے حق میں واجب کے عوض میں دے تو تم کبھی بھی اسے قبول نہ کرو مگر یہ کہ چشم پوشی کر جاؤ اور اپنے بعض حق کو چھوڑ دو (تو اور بات ہے) اسی طرح اللہ تعالیٰ تم سے ایسی بیکار اور ردی چیز کو قبول نہیں فرماتے اور اللہ تعالیٰ تمہارے خرچ کا محتاج نہیں اور وہ اپنے تمام امور میں قابلِ ستائش ہیں۔

اور ایک یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ وہ تھوڑی چیز کو قبول کرتا ہے اور ثواب بہت زیادہ دیتا ہے، یہ آیت کریمہ اہل مدینہ میں سے ایک شخص کے متعلق نازل ہوئی ہے۔

(۲٦۸) شیطان صدقہ و خیرات کے وقت تمہیں محتاجی سے ڈراتا ہے اور اس طریقہ پر زکوٰۃ سے منع کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ زکوٰۃ و خیرات کی ادائیگی پر گناہوں کی معافی، اموال کی زیادتی اور آخرت میں ثواب کا وعدہ فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ بخششوں اور گناہوں کی معافی میں بہت وسعت اور فراخی والے اور تمہاری نیتوں اور تمہارے صدقات کو اچھی طرح جاننے والے ہیں۔

شانِ نزول: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفِقُوا (الخ)

امام حاکمؒ، ترمذیؒ، ابن ماجہؒ وغیرہ نے حضرت براء ؓ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت ہم انصاریوں کے بارے میں نازل ہوئی تھی کہ ہم کھجوروں کے باغوں والے تھے ہم میں سے ہر ایک شخص اپنی کھجوروں میں سے ان کی کمی زیادتی کے لحاظ سے اللہ کی راہ میں دینے کے لیے لایا کرتا تھا اور کچھ لوگ ایسے بھی تھے کہ وہ اس قسم کے نیک کاموں میں کوئی خاص دلچسپی کا اظہار نہیں کرتے تھے چنانچہ ان میں سے کوئی شخص ایسا خوشہ لے کر آتا تھا جس میں معمولی اور

ہلکی قسم کی کھجوریں لگی ہوتی تھیں اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی کہ اے ایمان والو اپنی کمائی میں سے بہترین چیز خرچ کرو۔''

اور ابوداوُدؒ، نسائیؒ اور حاکمؒ نے سہل بن حنیفؓ سے روایت کیا ہے کہ لوگ اپنے پھلوں میں سے برا اور ردی پھل صدقہ وخیرات کے لیے نکالا کرتے تھے، اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی کہ ''بے کار چیز کی طرف نیت مت لے جایا کرو کہ اس میں سے تم خرچ کرو۔''

اور امام حاکمؒ نے جابرؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صدقہ فطر میں کھجوروں کا ایک صاع دینے کا حکم فرمایا تو ایک شخص ردی کھجوریں لے کر آیا، اس پر قرآن کریم کی یہ آیت نازل ہوئی یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (الخ).

اور ابن ابی حاتمؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ صحابہ کرام کھانے کی سستی چیزیں خرید کر ان کو صدقہ کیا کرتے تھے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۲۶۹) اب اللہ تعالیٰ اپنی بخششوں کا ذکر فرماتے ہیں:

کہ رسول اکرم ﷺ کو نبوت عطا فرمائی اور حکمت کی تفسیر معانی قرآن کے ساتھ بھی کی گئی ہے اور قول وفعل اور رائے کی درستگی بہت بڑی چیز ہے اور امثال قرآنی اور حکمت قرآنیہ سے نصیحت عقلمند انسان ہی حاصل کر سکتے ہیں۔

وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَةٍ اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُهٗ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝ اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِىَ ۚ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَاۗءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۭ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىھُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ ۭ وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَاۗءَ وَجْهِ اللّٰهِ ۭ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ۝

اور تم (خدا کی راہ میں) جس طرح کا خرچ کرو یا کوئی نذر مانو خدا اس کو جانتا ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں (۲۷۰)۔ اگر تم خیرات ظاہر دو تو وہ بھی خوب ہے اور اگر پوشیدہ دو اور دو بھی اہلِ حاجت کو تو وہ خوب تر ہے۔ اور (اس طرح کا دینا) تمہارے گناہوں کو بھی دور کر دے گا۔ اور خدا کو تمہارے سب کاموں کی خبر ہے (۲۷۱)۔ (اے محمد ﷺ) تم ان لوگوں کی ہدایت کے ذمہ دار نہیں ہو بلکہ خدا ہی جس کو چاہتا ہے ہدایت بخشتا ہے۔ تو اس کا فائدہ تمہیں کو ہے اور تم جو خرچ کرو گے خدا کی خوشنودی کے لئے کرو گے۔ اور جو مال تم خرچ کرو گے وہ تمہیں پورا پورا دے دیا جائے گا۔ اور تمہارا کچھ نقصان نہیں کیا جائے گا (۲۷۲)

تفسیر سورۃ بقرۃ آیات (۲۷۰) تا (۲۷۲)

(۲۷۰) اور جو تم اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہو اور اطاعت خداوندی کے دائرہ میں منّت مان کر اس کو پورا کرتے ہو جب کہ نیت خالص ہو تو اللّٰہ تعالیٰ اسے قبول کرتے ہیں اور اس پر ثواب دیتے ہیں اور مشرکین سے عذاب خداوندی کو کوئی چیز نہیں ٹال سکتی۔

(۲۷۱) ظاہر کر کے یا چھپا کر صدقہ و خیرات کرنا ان میں سے کون سا طریقہ زیادہ اچھا ہے، اب اللّٰہ تعالیٰ اس کو بیان فرماتے ہیں، اگر صدقۂ واجبہ کو ظاہر کر کے ادا کرو تو یہ بھی ٹھیک ہے اور اگر صدقاتِ نفلیہ کو پوشیدہ طریقے پر مثلاً اصحاب صفہ کو دے دو تو یہ ظاہر کرنے سے بہتر ہے اور دونوں طریقے اللہ کے ہاں مقبول ہیں اور تمہارے صدقات کے مطابق اللّٰہ تعالیٰ تمہارے تمام گناہوں کو معاف فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ تمہارے صدقات کو اچھی طرح جانتا ہے۔

اب اللّٰہ تعالیٰ اہل کتاب اور مشرکین پر نفلی صدقات وغیرہ خرچ کرنے کی اجازت دیتا ہے اور سبب یہ ہوا کہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہا یا بنت ابوالنضر نے رسول اللّٰہ صلی علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ یارسول اللّٰہ ﷺ! کیا ہمارے لیے اپنے ان قریبی رشتہ داروں کو جنھوں نے ابھی تک اسلام قبول نہیں کیا، صدقات دینا جائز ہیں، اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ آیت نازل فرمائی۔

(۲۷۲) آپ ﷺ کے ذِمہ ان کافروں کو راہِ راست پر لانا واجب نہیں کہ آپ ﷺ ان فقراء اہل کتاب اور مشرکین سے (صدقہ و خیرات کو روکیں محض اس بنا پر کہ ممکن ہے وہ اس طرح ایمان لے آئیں) اور جو تم اپنا مال خرچ کرتے ہو وہ اپنے ثواب کے لیے کرتے ہو اور تم فقراء پر محض اللّٰہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے خرچ کرتے ہو اور فقراء مثلاً اصحابِ صفہ پر جو تم مال خرچ کر رہے ہو، اس کا پورا پورا ثواب تمہیں قیامت کے دن میں مل جائے گا نہ تمہاری نیکیوں میں کچھ کمی کی جائے گی اور نہ برائیوں میں کسی قسم کا کوئی اضافہ ہوگا۔

شانِ نزول: لَيْسَ عَلَيْكَ (الخ)

امام نسائیؒ حاکمؒ، بزارؒ، طبرانیؒ وغیرہ نے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ صحابہ کرام ؓ اپنے ان رشتہ داروں کو جو کہ مشرک تھے کچھ دینا اچھا نہیں جانتے تھے چنانچہ انھوں نے رسول اللّٰہ ﷺ سے پوچھا کہ کیا آپ ﷺ نے ان کو اس کی اجازت عطا فرمائی، اس پر لَيْسَ عَلَيْكَ سے وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ تک آیت کریمہ نازل ہوئی اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللّٰہ ﷺ اس بات کا حکم دیتے تھے کہ صرف مسلمانوں ہی کو دیا جائے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ لَا يَسْـَٔلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿۲۷۳﴾ اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۷۴﴾ اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ وَاَمْرُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۷۵﴾ يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ ﴿۲۷۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۷۷﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۷۸﴾ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۲۷۹﴾

(اور ہاں تم جو خرچ کرو گے تو) اُن حاجت مندوں کے لئے جو خدا کی راہ میں رُک کے بیٹھے ہیں اور ملک میں کسی طرف جانے کی طاقت نہیں رکھتے (اور مانگنے سے عار رکھتے ہیں) یہاں تک کہ نہ مانگنے کی وجہ سے ناواقف شخص اُنکو غنی خیال کرتا ہے۔اور تم قیافے سے ان کو صاف پہچان لو (کہ حاجت مند ہیں اور شرم کے سبب لوگوں سے مُنہ پھوڑ کر اور) لپٹ کر نہیں مانگ سکتے اور تم جو مال خرچ کرو گے کچھ شک نہیں کہ خدا اُس کو جانتا ہے (۲۷۳)۔ جو لوگ اپنا مال رات اور دن اور پوشیدہ اور ظاہر (راہِ خدا میں) خرچ کرتے رہتے ہیں اُن کا صلہ پروردگار کے پاس ہے۔اور اُن کو (قیامت کے دن) نہ کسی طرح کا خوف ہو گا اور نہ غم (۲۷۴)۔ جو لوگ سُود کھاتے ہیں وہ (قبروں سے) اس طرح (حواس باختہ) اُٹھیں گے جیسے کسی کو جِن نے لپٹ کر دیوانہ بنا دیا ہو۔یہ اس لئے کہ وہ کہتے ہیں کہ سودا بیچنا بھی تو (نفع کے لحاظ سے)ویسا ہی ہے جیسے سُود (لینا) حالانکہ سودے کو خدا نے حلال کیا ہے اور سُود کو حرام۔تو جس شخص کے پاس خدا کی نصیحت پہنچی اور وہ (سُود لینے سے) باز آ گیا تو جو پہلے ہو چکا وہ اس کا۔ اور (قیامت میں)اُس کا معاملہ خدا کے سپُرد۔اور جو پھر لینے لگا تو ایسے لوگ دوزخی ہیں کہ ہمیشہ دوزخ میں (جلتے) رہیں گے (۲۷۵) خدا سُود کو نابود (یعنی بے برکت) کرتا اور خیرات (کی برکت) کو بڑھاتا ہے اور خدا کسی ناشکرے گنہگار کو دوست نہیں رکھتا (۲۷۶)۔ جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے اور نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے رہے اُن کو ان کے کاموں کا صلہ خدا کے ہاں ملے گا اور (قیامت کے دن) اُن کو نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمناک ہونگے (۲۷۷)۔مؤمنو! خدا سے ڈرو اور اگر ایمان رکھتے ہو تو جتنا سُود باقی رہ گیا ہے اُس کو چھوڑ دو (۲۷۸)۔اگر ایسا نہ کرو گے تو خبردار ہو جاؤ (کہ تم) خدا اور رسول سے جنگ کرنے کے لئے (تیار ہوتے ہو)اور اگر توبہ کرلو گے (اور سُود چھوڑ دو گے)تو تم کو اپنی اصلی رقم لینے کا حق ہے جس میں نہ اَوروں کا نقصان اور نہ تمہارا نقصان (۲۷۹)

تفسیر سورۃ بقرۃ آیات (۲۷۳) تا (۲۷۹)

(۲۷۳) اور صدقات کے حقیقی مستحق تو صرف وہ حضرات ہیں جنھوں نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے لیے اپنے کو رسول

اللّٰہ ﷺ کی مسجد تک محدود کیا ہوا ہے (اصحابِ صُفّہ) اور وہ معاشی سرگرمیوں کے لیے کہیں جا بھی نہیں سکتے، ان کے سوال سے بچنے کی وجہ سے ناواقف ان کو ان کے وقار کے سبب کھاتا پیتا سمجھتے ہیں۔ اے محمد ﷺ آپ ان کو ان کی شکل سے پہچان سکتے ہو، وہ کسی سے لپٹ کر سوال نہیں کرتے۔

اور اصحابِ صُفّہ پر جو مال بھی تم خرچ کرو، اللّٰہ تعالیٰ کو اس مال اور تمہاری نیتوں کی اچھی طرح خبر ہے۔

(۲۷۴) جو حضرات پوشیدہ اور دکھا کر صدقہ و خیرات کرتے ہیں، جنت میں ان کو اس کا ثواب ملے گا اور انھیں نہ خوف ہوگا اور نہ غم، یہ آیت حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

شانِ نزول: اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ (الخ)

طبرانیؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے بذریعہ یزید، عبداللّٰہؒ، رسول اللّٰہ ﷺ سے روایت کی ہے، کہ یہ آیت کریمہ (جہاد کے لیے) گھوڑے رکھنے والوں کے متعلق نازل ہوئی ہے، یزید اور عبداللّٰہ دونوں راوی مجہول ہیں اور عبدالرزاقؒ اور ابن جریرؒ، ابن ابی حاتمؒ اور طبرانیؒ نے سند ضعیف کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت حضرت علیؓ کے متعلق نازل ہوئی ہے ان کے پاس چار درہم تھے، انھوں نے اس میں سے ایک رات کو اور ایک دن کے وقت اور ایک پوشیدہ طور پر اور ایک ظاہر کر کے اللہ کی راہ میں خرچ کیے تھے اور ابن منذرؒ نے ابن مسیبؒ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے متعلق نازل ہوئی ہے، ان حضرات نے سامان جہاد فراہم کیا تھا۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۲۷۵۔۲۷۶) اب اللّٰہ تعالیٰ سود خوروں کا انجام کار بیان فرماتے ہیں کہ یہ لوگ قیامت میں اپنی قبروں سے اس طرح اٹھیں گے جیسا کہ دنیا میں شیطان کسی کو جنون سے خبطی اور دیوانہ بنادے، آخرت میں یہ خبطی پن اور دیوانگی سود خور کی علامت اور نشانی ہوگی اور یہ عذاب اس وجہ سے ہوگا کہ ان لوگوں نے سود کو حلال سمجھنے کے لیے یہ جواز تراش لیا ہے کہ جب کسی چیز کو اُدھار فروخت کیا جائے اور پھر اس کی قیمت پوری ہوجائے تو قرض میں اور اضافہ کر کے مدت بڑھا دینا اسی طرح حلال ہے جیسا کہ کسی چیز کے پہلی مرتبہ نقد فروخت کرنے پر نفع لینا جائز اور حلال ہے اللّٰہ تعالیٰ نے کسی چیز کے فروخت کرتے وقت پہلی مرتبہ نفع لینا حلال قرار دیا ہے اور بعد میں ادھار کی مدت بڑھانے پر اس نفع کو حرام قرار دیا ہے لہٰذا جس شخص کو سود کے بارے میں اس کے پروردگار سے ممانعت پہنچی اور اس نے اس غلط کام سے توبہ کر لی تو حرمت سود سے پہلے جو کچھ اس نے کیا تھا اس پر اب ظاہراً کوئی پکڑ نہیں اور اسکی یہ توبہ بقیہ زندگی کے حصہ میں اللّٰہ تعالیٰ کے حوالہ ہے۔ چاہے عذاب سے محفوظ رکھے اور چاہے ذلیل و رسوا کرے اور جو اس کی حرمت سن کر پھر بھی سود کا طریقہ اختیار کرے تو وہ جہنم میں ہمیشہ رہے گا جب تک کہ اللّٰہ تعالیٰ اس کو (اگر وہ سود کو حلال نہ سمجھتا ہو) اس

سے نجات دے اللّٰہ تعالیٰ دنیا وآخرت میں سود کو مٹاتے اور صدقات واجبہ اور نفلیہ کو جب کہ وہ خالصتاً اللّٰہ تعالیٰ کے لیے ہوں قبول فرماتے ہیں۔

اور اللّٰہ تعالیٰ ہر ایک کافر اور سود کی حرمت کا انکار کرنے والے اور سود کھا کر اس کے گناہ میں گرفتار ہونے والے کو پسند نہیں کرتے۔

(۲۷۷) جو حضرات اللّٰہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں اور اس کی کتابوں اور سود کے حرام ہونے پر ایمان لائے اور ان پر جو اللہ تعالیٰ کے حقوق ہیں، ان کو خوبی کے ساتھ ادا کرتے اور سود کو قطعی طور پر چھوڑتے ہیں اور پانچوں نمازوں کو پورے اہتمام کے ساتھ ادا کرتے اور اپنے مالوں کی زکوٰۃ دیتے ہیں تو ان کو اس کا ثواب جنت میں ملے گا اور جب موت کو ذبح اور دوزخ کو بھر دیا جائے گا، ایسے سخت وقت میں ان پر کوئی خوف و ہراس نہیں ہوگا۔

(۲۷۸) ثقیف اور مسعود، حبیب عبد یالیل اور ربیعہ سود کے بارے میں اللّٰہ تعالیٰ سے ڈرو اور بنی مخزوم پر تمہارے سودی کاروبار میں سے جو کچھ حصہ باقی رہ گیا ہے اس کو چھوڑ دو، اگر تم سود کی حرمت پر ایمان رکھتے ہو اور اگر اس سود کو نہیں چھوڑتے تو آخرت میں اللہ کی جانب دوزخ کے عذاب کے لیے اور دنیا میں رسول اکرم ﷺ سے تلوار کے ساتھ لڑائی کے لیے تیار ہو جاؤ۔

شانِ نزول: يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوا (الخ)

ابویعلیٰؒ نے اپنی مسند میں اور ابن مندہؒ نے کلبی کے طریق سے بواسطہ ابوصالح حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے، فرماتے ہیں ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ یہ آیت قبیلہ ثقیف میں سے بنی عمرو بن عوف اور بنی مغیرہ کے بارے میں اتری ہے۔

بنی مغیرہ ثقیف کو سود پر مال دیا کرتے تھے، جب اللّٰہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے ذریعے مکہ مکرمہ فتح کر دیا اور اس دن تمام سودی کاروباروں کا خاتمہ کر دیا گیا تو بنی عمرو اور بنی مغیرہ عتاب بن اسید کے پاس آئے بنی مغیرہ نے آ کر کہا کہ اس سود کی وجہ سے ہم تمام لوگوں سے بدتر ہو گئے اور ہمارے علاوہ اور لوگوں نے سود کا خاتمہ کر دیا تو بنی عمرو بولے کہ آپس میں ہم اس شرط پر صلح کر لیں کہ ہمارے لیے ہمارا سود ہے، ان کی یہ بات عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ نے رسول اللّٰہ ﷺ کی خدمت میں لکھ کر روانہ کی تو اس پر یہ آیت اور اس سے بعد والی آیت نازل ہوئی اور ابن جریر نے عکرمہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت قبیلہ ثقیف میں سے مسعود حبیب ربیعہ اور عبد یالیل، بنو عمر اور بنو عمیر کے متعلق اتری ہے۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۲۷۹) اور اگر سود سے توبہ کرتے ہو تو بنی مخزوم کی طرف تمہارا جو اصل مال سود کے علاوہ ہے وہ مل جائے گا اور جب کوئی شخص سود کی زیادتی کا مطالبہ نہ کرے تو اس پر کوئی ظلم نہیں اور جس وقت تم اصل مال دے دو گے تو تم پر بھی کوئی شخص ظلم نہیں کرے گا اور یہ بھی معنی بیان کیے گئے ہیں کہ نہ تم کسی کے قرض میں کمی کرو اور نہ تمہارے قرضوں میں کمی کی جائے گی۔

وَإِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلٰى مَيْسَرَةٍ ۚ وَأَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸۰﴾ وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ إِلَى اللّٰهِ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۲۸۱﴾ يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا إِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ إِلٰٓى أَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ ۚ وَلْيَكْتُبْ بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌۢ بِالْعَدْلِ ۚ وَلَا يَأْبَ كَاتِبٌ أَنْ يَّكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ فَلْيَكْتُبْ ۚ وَلْيُمْلِلِ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْئًا ۚ فَإِنْ كَانَ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيْهًا أَوْ ضَعِيْفًا أَوْ لَا يَسْتَطِيْعُ أَنْ يُّمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهٗ بِالْعَدْلِ ۚ وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ ۚ فَإِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ أَنْ تَضِلَّ إِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ إِحْدٰىهُمَا الْأُخْرٰى ۚ وَلَا يَأْبَ الشُّهَدَآءُ إِذَا مَا دُعُوْا ۚ وَلَا تَسْـَٔمُوْٓا أَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِيْرًا أَوْ كَبِيْرًا إِلٰٓى أَجَلِهٖ ۚ ذٰلِكُمْ أَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ وَأَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَأَدْنٰٓى أَلَّا تَرْتَابُوْٓا إِلَّآ أَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيْرُوْنَهَا بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَلَّا تَكْتُبُوْهَا ۚ وَأَشْهِدُوْٓا إِذَا تَبَايَعْتُمْ ۚ وَلَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّلَا شَهِيْدٌ ۚ وَإِنْ تَفْعَلُوْا فَإِنَّهٗ فُسُوْقٌۢ بِكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۚ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ ۚ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۲۸۲﴾

اور اگر قرض لینے والا تنگ دست ہو تو (اُسے) کشائش (کے حاصل ہونے) تک مہلت (دو) اور اگر (زرِ قرض) بخش ہی دو تو وہ تمہارے لئے زیادہ اچھا ہے بشرطیکہ سمجھو (۲۸۰)۔ اور اُس دن سے ڈرو جب کہ تم خدا کے حضور میں لوٹ کر جاؤ گے اور ہر شخص اپنے اعمال کا پُورا پُورا بدلہ پائے گا اور کسی کو کچھ نقصان نہ ہوگا (۲۸۱)۔ مومنو! جب تم آپس میں کسی میعاد معین کے لئے قرض کا معاملہ کرنے لگو تو اُس کو لکھ لیا کرو۔ اور لکھنے والا تم میں (کسی کا نقصان نہ کرے بلکہ) انصاف سے لکھے نیز لکھنے والا جیسا خدا نے اُسے سکھایا ہے لکھنے سے انکار بھی نہ کرے اور دستاویز لکھ دے۔ اور جو شخص قرض لے وہی (دستاویز) مضمون بول کر لکھوائے اور خدا سے کہ اُس کا مالک ہے خوف کرے اور زرِ قرض میں سے کچھ کم نہ لکھوائے اور اگر قرض لینے والا بے عقل یا ضعیف ہو یا مضمون لکھوانے کی قابلیت نہ رکھتا ہو تو جو اُس کا ولی ہو وہ انصاف کے ساتھ مضمون لکھوائے اور اپنے میں سے دو مردوں کو (ایسے معاملے کے) گواہ کرلیا کرو۔ اور اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں جن کو تم گواہ پسند کرو (کافی ہیں) کہ اگر ان میں سے ایک بھول جائے گی تو دُوسری اُسے یاد دلا دے گی۔ اور جب گواہ (گواہی کے لئے) طلب کئے جائیں تو انکار نہ کریں۔ اور قرض تھوڑا ہو یا بہت اس (کی دستاویز) کے لکھنے لکھانے میں کاہلی نہ کرنا یہ بات خدا کے نزدیک نہایت قرینِ انصاف ہے اور شہادت کے لئے بھی یہ بہت درست طریقہ ہے اس سے تم کو کسی طرح کا شک و شبہ بھی نہیں پڑے گا۔ ہاں اگر سودا دست بدست ہو جو تم آپس میں لیتے دیتے ہو تو اگر (ایسے معاملے کی) دستاویز نہ لکھو تو تم پر کچھ گناہ نہیں۔ اور جب خرید و فروخت کیا کرو تو بھی گواہ کرلیا کرو۔ اور کاتبِ دستاویز اور گواہ (معاملہ کرنے والوں کا) کسی طرح کا نقصان نہ کریں۔ اگر تم (لوگ) ایسا کرو تو یہ تمہارے لئے گناہ کی بات ہے۔ اور خدا سے ڈرو (اور دیکھو کہ) وہ تم کو (کیسی مفید باتیں) سکھاتا ہے اور خدا ہر چیز سے واقف ہے (۲۸۲)

تفسیر سورۃ بقرۃ آیات (۲۸۰) تا (۲۸۲)

(۲۸۰) اور اگر بنی مخزوم تنگی کی وجہ سے (مقررہ مدت پر) تمہارے قرضے نہ ادا کرسکیں تو آسودگی تک ان کو مہلت دے دو اور اگر اپنے اصل کو بالکل ہی معاف کردو تو یہ بات بہتر ہے، اگر تم اس کے ثواب کو جانتے ہو۔

(۲۸۱) اور اس دن کے عذاب سے ڈرو جس دن ہر ایک نیک و بد کو اس کی نیکی اور برائی کا پورا پورا بدلہ ملے گا نہ ان کی نیکیوں میں سے کسی قسم کی کمی کی جائے گی اور نہ ان کی برائیوں میں کوئی اضافہ کیا جائے گا۔

(۲۸۲) اب اللہ تعالیٰ ادھار کے معاملات کرنے کا طریقہ بتلاتے ہیں، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان رکھنے والو! جب وقت مقرر کے لیے قرض کا معاملہ کرو تو قرض دار اور قرض دینے والے کے بیچ میں جو معاملہ ہوا ہے اسے انصاف کے ساتھ کاغذ پر لکھ لیا کرو اور لکھنے والا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو سکھایا ہے وہ ان دونوں کے درمیان لکھنے سے انکار نہ کرے۔

اور وہ بغیر کسی قسم کی زیادتی اور کمی کے اس دستاویز کو لکھے اور کاتب کو وہ شخص بتلا دے جس پر قرض ہے اور قرض دار اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور قرض کی رقم لکھواتے وقت اس میں کسی قسم کی کمی نہ کرے اور اگر قرض دار لکھوانے کے معاملہ میں جاہل ہے یا کاتب کو لکھوانے سے عاجز ہے یا اچھی طرح اس چیز کو نہیں لکھوا سکتا تو پھر قرض دینے والا بغیر کسی زیادتی کے ٹھیک ٹھیک لکھوادے۔

اور اپنے ان حقوق کے اجراء کے لیے دو آزاد مسلمان پسندیدہ لوگوں کو گواہ بھی کرلیا کرو اور اگر مرد نہ ہوں تو پسندیدہ اور معتبر عورتوں میں سے ایک مرد اور دو عورتوں کو گواہ کرلیا کرو کیوں کہ ان دونوں عورتوں میں اگر ایک عورت بھول جائے تو دوسری بھولنے والی کو یہ شہادت یاد دلا دے اور گواہوں کو جب حاکموں کے پاس بلایا جائے تو وہ بھی انکار نہ کیا کریں۔ (یعنی جانے سے انکار نہ کریں بلکہ گواہی کے لیے حاضر ہوں)

اور تم اس قرض کا معاملہ لکھنے میں خواہ چھوٹا ہو یا بڑا اکتاہٹ کا شکار نہ ہوا کرو اور یہ قرض کی دستاویز لکھنے کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک عدل و انصاف کو زیادہ قائم رکھنے والا اور شہادت کو زیادہ واضح کرنے والا ہے جب کہ شاہد شہادت کو بھول جائے۔

اور تمہارے لیے یہ چیز زیادہ لازم ہے کہ تم قرض کے معاملہ میں اور اس کی مدت میں شک میں نہ پڑو۔

ہاں اگر کوئی سودا فوراً دست بدست ہو تو اس کے نہ لکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں اور اگر اس میں مدت مقرر کرو تو گواہ کرلیا کرو کاتب کو کتابت پر اور گواہ کو گواہی پر مت تنگ کرو اور اگر تکلیف پہنچاؤ گے تو تمہیں گناہ ہوگا، لہٰذا اس تکلیف پہنچانے سے ہماری مغفرت فرمایئے جیسا کہ قارون کو زمین میں دھنسایا گیا اور سنگسار کردینے سے بھی ہم پر رحم

فرمائیے جیسا کہ حضرت لوط ؑ کی قوم کو پتھروں سے سنگسار کیا گیا، جب انھوں نے یہ دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے دل کی غیر اختیاری باتوں اور بھول چوک سے مواخذہ کو اٹھالیا اور سنگسار کردینے سے بھی ان کو اور ان کی پیروی کرنے والوں کو محفوظ رکھا۔

وَاِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ ۭ فَاِنْ اَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِي اؤْتُمِنَ اَمَانَتَهٗ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ ۭ وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ۭ وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗٓ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۝ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ۭ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۭ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰۗىِٕكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۣ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۣ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ڭ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۝

اور اگر تم سفر پر ہو اور (دستاویز) لکھنے والا نہ مل سکے تو (کوئی چیز) رہن با قبضہ رکھ کر (قرض لے لو) اور اگر کوئی کسی کو امین سمجھے (یعنی رہن کے بغیر قرض دے دے) تو امانت دار کو چاہیے کہ صاحبِ امانت کی امانت ادا کردے اور خدا سے جو اُس کا پروردگار ہے ڈرے۔ اور (دیکھنا) شہادت کو مت چھپانا۔ جو اس کو چھپائے گا وہ دل کا گنہگار ہوگا۔ اور خدا تمہارے سب کاموں سے واقف ہے (۲۸۳)۔ جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب خدا ہی کا ہے تم اپنے دلوں کی بات کو ظاہر کرو گے تو اور چھپاؤ گے تو خدا تم سے اس کا حساب لے گا۔ پھر وہ جس کی چاہے مغفرت کرے اور جسے چاہے عذاب دے۔ اور خدا ہر چیز پر قادر ہے (۲۸۴)۔ رسول (خدا) اُس کتاب پر جو اُن کے پروردگار کی طرف سے اُن پر نازل ہوئی ایمان رکھتے ہیں اور مومن بھی۔ سب خدا پر اور اُس کے فرشتوں پر اور اُسکی کتابوں پر اور اُس کے پیغمبروں پر ایمان رکھتے ہیں (اور کہتے ہیں کہ) ہم اُس کے پیغمبروں سے کسی میں کچھ فرق نہیں کرتے اور وہ (خدا سے) عرض کرتے ہیں کہ ہم نے (تیرا حکم) سُنا اور قبول کیا۔ اے پروردگار ہم تیری بخشش مانگتے ہیں اور تیری ہی طرف لَوٹ کر جانا ہے (۲۸۵)

تفسیر سورة بقرة آیات (۲۸۳) تا (۲۸۵)

(۲۸۳) اور اگر سفر کی حالت میں لکھنے وغیرہ کی کوئی چیز نہ ہو تو اس میں قرض دینے والا اپنے قرض کے عوض قرض دار سے کوئی چیز اپنے پاس رہن رکھ لے، اور اگر بغیر رہن رکھے ہوئے اطمینان کی وجہ سے قرض دے دیا تو قرضدار کو چاہیے کہ وہ اپنے ساتھی کا پورا پورا حق ادا کرے، اور قرض کی ادائیگی میں اللہ تعالیٰ سے ڈرے، اور فیصلہ کرنے والوں کے سامنے شہادت کو نہ چھپاؤ، جو اس کو چھپائے گا تو اس کا دل گناہ گار ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ شہادت کے چھپانے اور اس کے بیان کردینے کو خوب جانتے ہیں۔

(۲۸۴) تمام مخلوقات اور تمام چیزیں اللہ تعالیٰ ہی کی ہیں، اپنے بندوں کو جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے، اور اگر تم اپنے دلوں کی باتوں کو ظاہر کرو، یہ ظہور سے پہلے وسوسہ کے بعد کا درجہ ہے یا اس کو چھپاؤ تمہیں ان سب کا بدلہ دیا جائے گا، اسی طرح یاد کے بعد بھولنا اور درستگی کے بعد غلطی کر جانا، اور جہاد کے بعد زبردستی کرنا جو ان تمام گناہوں سے توبہ کرے اسے بخشش دیں گے اور جو توبہ نہ کرے تو اسے اللہ تعالیٰ سزا دیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ بخشش اور عذاب دونوں پر قادر ہیں، جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو مسلمانوں کو اس کے مضمون میں بہت پریشانی اور بے ہراسی ہوئی، جب آپ کو معراج ہوئی، تو آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے سامنے سربسجود ہوئے، اس پر اللہ تعالیٰ نے اگلی آیتیں نازل فرمائیں۔

شان نزول: وَاِنْ تُبْدُوْا مَافِیْ اَنْفُسِكُمْ (الخ)

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت (یعنی اگر تم نے اپنے دل کی باتوں کو ظاہر کر دیا اسے پوشیدہ رکھو سب پر مواخذہ ہوگا) نازل ہوئی۔ تو صحابہ کرام ؓ کے لیے یہ چیز سخت حیرانی اور پریشانی کا باعث ہوئی۔ چنانچہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر گھٹنوں کے بل گر گئے اور عرض کیا آپ ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی ہے اور ہم اس حکم کی کہاں طاقت رکھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم اسی طرح کہنا چاہتے ہو جیسا کہ یہود و نصاریٰ نے تم سے پہلے کہا تھا کہ ہم نے سنا اور نافرمانی کی، بلکہ یہ کہو ہم نے سنا اور اطاعت کی پروردگار ہم آپ سے اپنے گناہوں کی معافی کے طلبگار ہیں اور آپ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے، چنانچہ جب صحابہ کرام ؓ نے یہ جملہ دہرایا، اور اس سے ان کی زبانیں تر ہو گئیں، تو حق تعالیٰ نے اس کے بعد اٰمَنَ الرَّسُوْلُ یہ آیت نازل فرمائی، جب اس پر سب نے گواہی دے دی تو اللہ تعالیٰ نے پہلے حکم کو منسوخ کر کے یہ آیت لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا نازل فرمائی، یعنی اللہ تعالیٰ ہر ایک انسان کو اس کی طاقت کے بقدر مکلف بناتا ہے، نیز امام مسلم وغیرہ نے ابن عباس ؓ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

(لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۲۸۵) رسول اکرم ﷺ قرآن کریم اور اس کے معانی کو بیان کرنے میں سچے اور دیانت دار ہیں۔ رسول اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کی زبانی فرماتے ہیں کہ اور مسلمانوں میں سے ہر ایک ان تمام باتوں کا عقیدہ رکھتا ہے، اور مسلمان اس بات کے قائل ہیں کہ ہم رسولوں میں سے کسی بھی رسول کا انکار نہیں کرتے اور نیز ہم اللہ کے حکم کو سنتے اور اس کی اطاعت کرتے ہیں۔ پھر رسول اکرم ﷺ نے فرمایا، کہ اے ہمارے پرودگار ہم حدیث نفس (دل کی غلط باتوں) سے بخشش طلب کرتے ہیں، اور ہم نے مرنے کے بعد آپ ہی کی طرف لوٹ کر آنا ہے۔



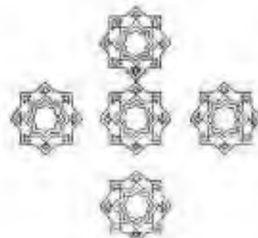
لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ

خدا کسی شخص کو اُس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا اچھے کام کرے گا تو اُس کو ان کا فائدہ ملے گا بُرے کرے گا تو اُسے اُن کا نقصان پہنچے گا۔ اے پروردگار اگر ہم سے بُھول یا چوک ہوگئی ہو تو ہم سے مواخذہ نہ کیجیو۔ اے پروردگار ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈالیو جیسا تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا۔ اے پروردگار جتنا بوجھ اُٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں اُتنا ہمارے سر پر نہ رکھیو۔ اور (اے پروردگار) ہمارے گناہوں سے در گذر کر۔ اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما۔ تو ہی ہمارا مالک ہے اور ہم کو کافروں پر غالب فرما (۲۸۶)

تفسیر سورة بقرة آیت (۲۸۶)

(۲۸۶) اللہ تعالیٰ احکام شرعیہ کا طاقت کے مطابق ہی مکلّف بناتے ہیں۔ اس کا نیکیوں پر ثواب ہے مثلاً حدیث نفس، بھول اور غلطی اور مجبور کرنے کے ترک کرنے پر ثواب ہے، اور برائیوں مثلاً حدیث نفس نسیان اور زبردستی پر عذاب ہے۔ اب اللہ تعالیٰ دعا کے طریقہ کی تعلیم دیتا ہے، کہ اس طریقہ کے ساتھ بارگاہِ الٰہی میں دعا کرنی چاہیے، تاکہ حدیث نفس (دل کی غلط باتیں) بھول اور غلطی یہ تمام چیزیں معاف ہو جائیں کہ یوں کہواے ہمارے پالنے والے! ہم پر ایسا کوئی شاق حکم نہ نازل کیجیے، کہ جس کے چھوڑ دینے سے ہم پر پاکیزہ اور حلال چیزوں کو حرام کر دیا جائے، جیسا کہ بنی اسرائیل کے عہد توڑنے پر تو نے ان پر اونٹ، گائے، بکریوں کے گوشت اور دیگر پاک چیزوں کو حرام کر دیا تھا، اور یہ بھی درخواست ہے کہ ہم پر کوئی ایسا بوجھ نہ ڈالیے جس میں ہمیں کسی قسم کی راحت اور نفع نہ ہو ہم سے معاف اور درگزر فرمائیے، آپ ہی ہمارے کارساز ہیں۔

اور یہ تفسیر بھی کی گئی ہے کہ ہمیں مسخ کے عذاب سے بچائیے جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قوم کو مسخ کیا گیا، اور زمین میں دھنسا دینے سے ہماری مغفرت فرمائیے، جیسا کہ قارون کو زمین میں دھنسایا گیا، اور سنگسار کر دینے سے بھی ہم پر رحم فرمائیے، جیسا کہ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کو پتھروں کے ذریعہ سنگسار کیا گیا، جب انہوں یہ دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے دل کی غیر اختیاری باتوں اور بھول چوک سے مواخذہ کو اٹھالیا اور خسف، مسخ اور سنگسار کر دینے سے بھی ان کو اور ان کے نقش قدم پر چلنے والوں کو محفوظ فرما دیا۔



سُوْرَةُ اٰلِ عِمْرٰنَ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ مِائَتَا اٰيَةٍ وَّعِشْرُوْنَ رُكُوْعًا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓمّٓ ۚ﴿۱﴾ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ؕ﴿۲﴾ نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۙ﴿۳﴾ مِنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿۴﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ ؕ﴿۵﴾ هُوَ الَّذِيْ يُصَوِّرُكُمْ فِي الْاَرْحَامِ كَيْفَ يَشَآءُ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۶﴾

سُوْرَةُ اٰلِ عِمْرٰنَ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ مِائَتَا اٰيَةٍ وَّعِشْرُوْنَ رُكُوْعًا

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

الـــم، (۱) خدا (جو معبود برحق ہے) اُس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں زندہ ہمیشہ رہنے والا (۲)۔ اُس نے (اے محمد ﷺ) تم پر سچی کتاب نازل کی جو پہلی (آسمانی) کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور اُسی نے تورات اور انجیل نازل کی (۳)۔ (یعنی) لوگوں کی ہدایت کے لئے پہلے (تورات اور انجیل اُتاری) اور (پھر قرآن جو حق و باطل کو) الگ الگ کر دینے والا (ہے) نازل کیا۔ جو لوگ خدا کی آیتوں سے انکار کرتے ہیں اُن کو سخت عذاب ہوگا۔ اور خدا زبردست (اور) بدلہ لینے والا ہے (۴)۔ خدا (ایسا خبیر و بصیر ہے کہ) کوئی چیز اُس سے پوشیدہ نہیں نہ زمین میں نہ آسمان میں (۵)۔ وہی تو ہے جو (ماں کے) پیٹ میں جیسی چاہتا ہے تمہاری صورتیں بناتا ہے۔ اُس غالب حکمت والے کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں (۶)

تفسیر سورة آل عمران آیات (۱) تا (۶)

یہ پوری سورت مدنی ہے، اس میں دو سو آیتیں اور تین ہزار چار سو ساٹھ کلمات اور چودہ ہزار پانچ سو پچیس حروف ہیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ ہی وفد بنی نجران (یعنی نجران کے عیسائیوں) کی حالت کو زیادہ جاننے والا ہے اور الـــم کے یہ معنی بھی بیان کیے گئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک ہے، اولاد اور اس کے علائق سے پاک و برتر ہے۔

(۲) اور (رب کریم) زندہ جاوید ہیں، تمام چیزوں کے سنبھالنے والے ہیں، (۳) وہ معبود برحق جس نے جبریل امین کے ذریعہ ایسی کتاب نازل فرمائی جو حق اور باطل کے درمیان فرق کرنے والی اور توحید کی تصدیق کرنے والی ہے، (یہ توحید خالص) جو اس سے پہلے آسمانی کتابوں میں بیان ہو چکی ہے اور اللہ کی ذات وہ ہے کہ جس نے رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کے نزول سے پہلے اسی طرح بنی اسرائیل کو گمراہی سے راہِ راست پر لانے کے لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر توریت اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل کو نازل فرمایا اور رسول اکرم ﷺ پر حلال و حرام کو بیان کر دینے والی کتاب قرآن کریم نازل فرمائی۔

اور وفد نجران جو رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کا انکار کرتا ہے، ان کے لیے دنیا و آخرت میں سخت سزا ہے اور اللہ تعالیٰ عذاب دینے اور گرفت کرنے پر قادر ہے۔

شان نزول: نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے ربیعؒ سے روایت کیا ہے کہ عیسائی رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں آئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے

بارے میں جھگڑنے لگے، اس پر اللہ تعالیٰ الم۔ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ سے تقریباً اسی آیات نازل فرمائیں۔

اور ابن اسحاق ؒ محمد بن سہل بن ابی امامہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ وفد نجران نے رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں آکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں گفتگو شروع کی تو ان کے بارے میں سورۂ آل عمران کی ابتدائی تقریباً اسی آیات نازل ہوئیں، اور اس روایت کو امام بیہقیؒ نے دلائل میں بھی روایت کیا ہے۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۵) اللہ تعالیٰ سے وفد بنی نجران اور اسی طرح فرشتوں کی کوئی چیز بھی پوشیدہ نہیں۔

(۶) وہ ایسی ذات ہے کہ جس طرح چاہتا ہے کوتاہ قد، دراز قد خوبصورت یا بدصورت نیک یا بدلڑکا یا لڑکی بناتا ہے، اس مصورِ حقیقی کے علاوہ نہ کوئی صورت بنانے والا اور نہ کوئی خالق ہے، جو اس پر ایمان نہ لائے، اس کو عذاب دینے میں بڑی قدرت رکھنے والا اور انسانی شکل کے بنانے میں بڑی حکمت والا ہے۔

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ۭ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاۗءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاۗءَ تَاْوِيْلِهٖ ڤ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ ڤ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَھَّابُ ۝ رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِىَ عَنْھُمْ اَمْوَالُھُمْ وَلَآ اَوْلَادُھُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَـيْـــًٔـا ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ ھُمْ وَقُوْدُ النَّارِ ۝ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاَخَذَھُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ۭ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ وَتُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ ۭ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ۭ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاُخْرٰى كَافِرَةٌ يَّرَوْنَھُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَاْيَ الْعَيْنِ ۭ وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ۝

وہی تو ہے جس نے تم پر کتاب نازل کی جس کی بعض آیتیں محکم ہیں (اور) وہی اصل کتاب ہیں اور بعض متشابہ ہیں، تو جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ متشابہات کا اتباع کرتے ہیں تاکہ فتنہ برپا کریں اور مُراد اصلی کا پتہ لگائیں حالانکہ مُراد اصلی خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اور جو لوگ علم میں دستگاہ کامل رکھتے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم ان پر ایمان لائے۔ یہ سب ہمارے پروردگار کی طرف سے ہیں۔ اور نصیحت تو عقل مند ہی قبول کرتے ہیں (۷)۔ اے پروردگار جب تو نے ہمیں ہدایت بخشی ہے تو اس کے بعد ہمارے دلوں میں کجی نہ پیدا کر دیجیو اور ہمیں اپنے ہاں سے نعمت عطا فرما۔ تُو تو بڑا عطا فرمانے والا ہے (۸)۔ اے پروردگار تُو اُس روز جس (کے آنے) میں کچھ بھی شک نہیں سب لوگوں کو (اپنے حضور میں) جمع کر لے گا بے شک خدا خلاف وعدہ نہیں کرتا (۹)۔ جو لوگ کافر ہوئے (اُس دن) نہ تو اُن کا مال ہی خدا (کے عذاب) سے اُن کو بچا سکے گا اور نہ اُن کی اولاد ہی (کچھ کام آئے گی) اور یہ لوگ آتشِ (جہنم) کا ایندھن ہوں گے (۱۰)۔ اُن کا حال بھی فرعونیوں اور اُن سے پہلے لوگوں کا سا ہوگا جنہوں نے ہماری آیتوں کی تکذیب کی تھی تو خدا نے اُن کو اُن کے گناہوں کے سبب (عذاب میں) پکڑ لیا تھا اور خدا سخت عذاب کرنے والا ہے (۱۱)۔ (اے پیغمبر) کافروں سے

کہہ دو کہ تم (دُنیا میں بھی) عنقریب مغلوب ہو جاؤ گے او(ر آخرت میں) جہنم کی طرف ہانکے جاؤ گے اور وہ بُری جگہ ہے (۱۲)۔ تمہارے لئے دو گروہوں میں جو (جنگ بدر کے دن) آپس میں بھڑ گئے (قدرتِ خدا کی عظیم الشان) نشانی تھی ایک گروہ (مسلمانوں کا تھا وہ) خدا کی راہ میں لڑ رہا تھا۔ اور دُوسرا گروہ (کافروں کا تھا وہ) ان کو اپنی آنکھوں سے اپنے سے دگنا مشاہدہ کر رہا تھا اور خدا اپنی نصرت سے جس کو چاہتا ہے مدد دیتا ہے۔ جو اہلِ بصارت ہیں اُن کے لئے اس (واقعے) میں بڑی عبرت ہے (۱۳)

تفسیر سورۃ اٰل عمران آیات (۷) تا (۱۳)

(۷) اسی ذات نے جبرائیل امینؑ کے ذریعے تم پر قرآن کریم کو نازل کیا، جس میں اکثر حصہ ہر طرح کے شک و شباہ سے محفوظ ہے یعنی حلال وحرام، جائز ناجائز غرضیکہ تمام اصولی و بنیادی چیزوں کو بیان فرمانے والا ہے، اس میں سے کوئی چیز بھی منسوخ نہیں ہوئی، یہ آیات ہی کتاب اللّٰہ کی جڑ اور بنیاد ہیں اور ہر ایک کتاب آسمانی پر عمل کرنے کے لیے اصل اصول ہیں جیسا کہ فرمان الٰہی قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَاحَرَّمَ رَبُّكُمْ اور دوسری آیات ایسی ہیں جو یہودیوں کے لیے مشتبہ المراد (یعنی جن کے مفہوم میں قطعیت نہیں ہے) ہیں، جیسا کہ اس کی ایک مثال حروفِ مقطعات ہیں اور یہ بھی معنی بیان کیے گئے کہ ان متشابہ آیات پر عمل منسوخ کر دیا گیا اور جن لوگوں کے دلوں میں شک اور حق سے روگردانی ہے، جیسا کہ یہودیوں میں سے کعب بن اشرف، حی بن اخطب، جدی بن اخطب وغیرہ ہیں تو یہ وہ لوگ ہیں جو قرآن کریم کی متشابہ آیات کی آڑ میں اپنی بدنیتی کے سبب کفر و شرک اور گمراہی پر قائم رہنے کے مرتکب ہوتے ہیں اور اس امت کا انجام دیکھنے کی غرض سے کہ مسلمان کس طرح ناکام ہوتے ہیں تاکہ مدینہ کی بادشاہت انہی کے لیے رہے اور انجامِ کار اور صحیح مطلب سے اللّٰہ تعالیٰ ہی واقف ہے یہ بات ختم کر کے اب اللّٰہ تعالیٰ ازسرنو پھر کلام کو شروع فرماتے ہیں اور جو حضرات مثلاً توریت کے علم میں پختہ کار ہیں جیسا کہ عبداللّٰہ بن سلام اور ان کے ساتھی وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم اس قرآن پر یقین رکھتے ہیں کہ محکم و متشابہ سب آیات اللّٰہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں اور احکام قرآنیہ سے عقلمند حضرات ہی نصیحت قبول کرتے ہیں جیسا کہ عبداللّٰہ بن سلام اور ان کے ساتھی۔

(۸۔۹) اہلِ ایمان یہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! ہدایت حق عطا کر دینے کے بعد ہمارے دلوں کو حق سے دور نہ کیجیے اور اسلام پر ہمیں ثابت قدم رکھیے اور ہم سے پہلے مسلمانوں کو یا یہ کہ رسول اکرم ﷺ کو آپ نبوت اور دین اسلام عطا فرمانے والے ہیں اور یہ وہ یہ بھی کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار آپ مرنے کے بعد تمام انسانوں کو بلاشبہ ایسے دن جمع کرنے والے ہیں۔ جس کے واقع ہونے میں ذرا بھی شک نہیں۔

مرنے کے بعد زندہ ہونا، حساب، پل صراط، جنت، دوزخ اور میزانِ عمل ان میں بلاشبہ کوئی وعدہ خلافی نہیں۔

(۱۰) کعب بن اشرف اور اس کے ساتھی یا ابوجہل اور اسکے ساتھی ہرگز ان کے اموال اور اولاد کی زیادتی عذاب

الٰہی کے مقابلہ میں فائدہ مند نہیں ہوسکتی بالآخر یہ لوگ جہنم کا ایندھن ہوں گے۔

(۱۱) جیسا کہ فرعون والوں کا معاملہ تھا، یعنی آپ کے ساتھ بھی آپ کی قوم قریش نے وہی معاملہ کیا کہ آپ کو جھٹلایا اور ستایا جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے حضرت موسیٰؑ کو جھٹلایا اور ان کو ستایا تو ہم غزوۂ بدر کے دن ان کے ساتھ بھی وہ ہی معاملہ کریں گے، یعنی انہیں شرمناک شکست دے کر کمزور مسلمانوں کو غلبہ عطا کریں گے جیسا کہ فرعون وآلِ فرعون کو غرق کرنے کے دن ان کے ساتھ کیا، پھر اسی طرح موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے ساتھ ہم نے سلامتی وعروج کا فیصلہ کیا اور اس طرح قوم موسیٰؑ سے پہلے لوگوں کا معاملہ بھی تھا کہ انھوں نے ہماری بھیجی ہوئی کتابوں اور رسولوں کو جھٹلایا، نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے جھٹلانے کے سبب اللّٰہ تعالیٰ نے ان سب کو ہلاک کر ڈالا اور اللّٰہ تعالیٰ سخت سزا دینے والے ہیں۔

(۱۲) اے محمد ﷺ آپ ان کفار مکہ سے یہ بھی فرما دیجیے کہ تم دنیا میں بھی بدر کے دن مارے جاؤ گے اور پھر قیامت کے روز جہنم میں جمع کیے جاؤ گے، وہ بہت بدترین ٹھکانہ ہے۔

شانِ نزول: قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا (الخ)

امام ابوداؤدؒ نے اپنی سنن میں اور بیہقیؒ نے دلائل میں بواسطہ ابن اسحاق محمد بن ابی سعیدؒ یا عکرمہؒ حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللّٰہ ﷺ کا اہل بدر سے جو واقعہ پیش آیا، اس کے بعد جب آپ مدینہ منورہ لوٹ کر تشریف لائے تو آپ بازار بنی قینقاع میں تشریف لے گئے جو یہودیوں کے اجتماع کا مرکز تھا اور ان سے فرمایا اے گروہ یہود ایمان لے آؤ، قبل اس کے کہ اللّٰہ تعالیٰ تمہارے ساتھ بھی وہ معاملہ کرے جو قریش کے ساتھ بدر میں کیا گیا تو انھوں نے کہا اے محمد ﷺ العیاذ باللّٰہ خود پسندی اور بڑائی میں مبتلا نہ ہو اگر تم نے کفار کی ایک جماعت کو قتل کر دیا تو وہ بیوقوف تھے، لڑنا نہیں جانتے تھے، واللّٰہ اگر آپ ہمارے ساتھ لڑیں گے تو آپ کو پتا چل جائے گا کہ ہم مرد ہیں ہم جیسے لوگوں سے آپ کا سامنا نہ ہوا تھا، اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ اولی الابصار تک نازل فرمائی۔

اور ابن منذر نے عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ فخاص یہودی نے بدر کے دن کہا تھا کہ اگر محمد ﷺ نے قریش کو قتل کر دیا اور ان پر غلبہ حاصل کر لیا تو یہ چیز ان کو دھوکا میں نہ ڈالے کیوں کہ قریش تو لڑنا نہیں جانتے تھے اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۱۳) کفار مکہ رسول اکرم ﷺ کی نبوت کی شہادت کے لیے دو جماعتوں میں بڑی نشانی ہے کہ غزوۂ بدر میں ایک جماعت رسول اکرم ﷺ کی اور دوسری جماعت ابوسفیان کی تھی، ایک جماعت تو اللّٰہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت میں لڑ رہی تھی اور وہ صحابہ کرام ؓ کی جماعت تھی جو تعداد میں صرف تین سو تیرہ یا کم وبیش تھے۔

اور دوسری جماعت اللّٰہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا انکار کرنے والوں کی تھی جو کفار اہل قریش کی جماعت تھی یہ تعداد میں ایک ہزار تھے یہ لوگ کھلی آنکھوں سے اس بات کا مشاہدہ کر رہے تھے کہ ہم تعداد میں اصحاب رسول اکرم ﷺ سے کئی گنا زیادہ ہیں اور قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا کے ایک معنی یہ بھی بیان کیے گئے ہیں کہ آپ بنی قریظہ اور بنونضیر سے فرما دیجیے کہ عنقریب تم قتل

اور جلاوطنی کے ساتھ مغلوب کیے جاؤ گے اور پھر قیامت کے دن جہنم کی طرف جمع کیے جاؤ گے جو بدترین ٹھکانا ہے۔

غزوہ بدر سے دو سال قبل ان کو اس چیز کی اطلاع دی گئی پھر اللّٰہ تعالیٰ نے اگلی آیت نازل فرمائی کہ اے گروہ یہود تمہارے لیے رسول اکرم ﷺ کی نبوت کے لیے دو جماعتوں میں جن کا بدر میں مقابلہ ہوا نشانی ہے ان میں ایک جماعت رسول اکرم صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم کی تھی جو اللہ کے راستہ میں لڑ رہی تھی، دوسری جماعت ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کی تھی جو اللّٰہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم کا انکار کرنے والی تھی اور اے یہودیو تم ابوسفیان کی جماعت کو اصحاب رسول اللّٰہ ﷺ سے اپنی آنکھوں سے کئی گنا زیادہ دیکھ رہے تھے اور اللّٰہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو قوت دی اور غزوہ بدر میں رسول اللہ ﷺ کی مدد فرمانے میں اہلِ ایمان اور اہلِ دانش کے لیے بہت بڑی نشانی ہے۔

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ﴿۱۴﴾ قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ بِالْعِبَادِ ﴿۱۵﴾ اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۶﴾ اَلصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْمُنْفِقِيْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ ﴿۱۷﴾ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۸﴾ اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًاۢ بَيْنَهُمْ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۱۹﴾ فَاِنْ حَآجُّوْكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْاُمِّيّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ بِالْعِبَادِ ﴿۲۰﴾ ع

لوگوں کو اُنکی خواہشوں کی چیزیں یعنی عورتیں اور بیٹے اور سونے اور چاندی کے بڑے بڑے ڈھیر اور نشان لگے ہوئے گھوڑے اور مویشی اور کھیتی بڑی زینت دار معلوم ہوتی ہیں (مگر) یہ سب دُنیا ہی کی زندگی کے سامان ہیں۔ اور خدا کے پاس بہت اچھا ٹھکانا ہے (۱۴)۔ (اے پیغمبران سے) کہو کہ بھلا میں تم کو ایسی چیز بتاؤں جو ان چیزوں سے کہیں اچھی ہو (سنو) جو لوگ پرہیزگار ہیں ان کے لیے خدا کے ہاں باغات (بہشت) ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اور پاکیزہ عورتیں ہیں اور (سب سے بڑھ کر) خدا کی خوشنودی۔ اور خدا (اپنے نیک) بندوں کو دیکھ رہا ہے (۱۵)۔ جو خدا سے التجا کرتے ہیں کہ اے پروردگار ہم ایمان لے آئے سو ہم کو ہمارے گناہ معاف فرما اور دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھ (۱۶)۔ یہ وہ لوگ ہیں جو (مُشکلات میں) صبر کرتے اور سچ بولتے اور عبادت میں لگے رہتے اور (راہ خدا میں) میں خرچ کرتے اور اوقاتِ سحر میں گناہوں کی معافی مانگا کرتے ہیں (۱۷)۔ خدا تو اِس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اُس کے سوا کوئی معبود نہیں اور فرشتے اور علم والے لوگ جو انصاف پر قائم ہیں وہ بھی (گواہی دیتے ہیں کہ) اُس غالب حکمت والے کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں (۱۸)۔ دِین تو خدا کے نزدیک اسلام ہے۔ اور اہلِ کتاب نے جو (اِس

دین سے) اختلاف کیا تو علم حاصل ہوتے کے بعد آپس کی ضد سے کیا۔ اور جو شخص خدا کی آیتوں کو نہ مانے تو خدا جلد حساب لینے والا (اور سزا دینے والا) ہے (۱۹)۔ (اے پیغمبر) اگر یہ لوگ تم سے جھگڑنے لگیں تو کہنا کہ میں اور میرے پیرو تو خدا کے فرماں بردار ہو چکے۔ اور اہلِ کتاب اور ان پڑھ لوگوں سے کہو کہ کیا تم بھی خدا (کے فرمانبردار بنتے اور) اسلام لاتے ہو؟ اگر یہ لوگ اسلام لے آئیں تو بے شک ہدایت پالیں گے اور اگر (تمہارا کہا) نہ مانیں تو تمہارا کام صرف خدا کا پیغام پہنچا دینا ہے۔ اور خدا (اپنے) بندوں کو دیکھ رہا ہے (۲۰)

تفسیر سورة آل عمران آیات (۱٤) تا (۲۰)

(۱۴) اس کے بعد اللہ تعالیٰ ان دنیاوی نعمتوں کو بیان فرماتے ہیں جو کفار کو بھلی معلوم ہوتی ہیں، ان لوگوں کی محبت مرغوب چیزوں کے ساتھ تھی مثلاً باندیاں اور عورتیں غلام اور لڑکے اور مالوں کے انبار سونے اور چاندی کے سکّے۔

اور قناطیر تین اور مقنطرہ نو کو بولتے ہیں اور نشان لگائے ہوئے خوبصورت گھوڑے اور اونٹ گائے بکریاں اور کھیتیاں یہ سب چیزیں ان کو خوشنما معلوم ہوتی ہیں۔

مگر یہ تمام چیزیں محض دنیاوی زندگی میں فائدہ مند ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے دنیاوی نعمتیں بیان کی ہیں۔ پھر بالآخر ان کا خاتمہ ہو جائے گا اور یہ بھی معنی بیان کیے گئے ہیں کہ ان مذکورہ چیزوں کی بقا اور زندگی کی مثال گھر کے سامان رکابی اور پیالہ وغیرہ کی طرح ہے اور جو ان تمام چیزوں میں دل لگانا چھوڑ دے اس کے لیے حقیقی خوبی آخرت یعنی جنت ہے۔

(۱۵) اب اسی طرح آخرت کی نعمتیں ان کا بقا اور ان کی افضلیت بیان فرماتے ہیں، اے محمد ﷺ آپ ان کفار سے فرما دیجیے کہ تمہیں ایسی چیز بتلاؤں جو ان مذکورہ دنیاوی چیزوں سے بہت بہتر ہو؟ تو سنو ایسے لوگوں کے لیے جو کفر و شرک اور تمام بے حیائی کی باتوں سے ڈرتے ہیں جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ اور ان کے ساتھی ان کے لیے جنت میں ایسے باغات ہیں، جن میں درختوں اور مکانوں کے نیچے سے شراب طہور شہد دودھ اور پانی کی نہریں ہیں، یہ لوگ ان بہشتوں میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے کہ جس میں نہ موت آئے گی اور نہ یہ لوگ وہاں سے نکالے جائیں گے، ان کے لیے ایسی بیویاں ہوں گی جو حیض وغیرہ سے ہر طرح صاف ستھری ہوں گی اور ان کے لیے اللہ تعالیٰ کی جو خوشنودی و رضا ہوگی وہ جنت اور ان تمام چیزوں سے بڑھ کر ہے۔

(۱۶۔۱۷) اور اللہ تعالیٰ مسلمانوں اور ان کے جنت میں مراتب اور ان کے تمام اعمال دنیوی سے بخوبی واقف ہیں، اب آگے اللہ تبارک و تعالیٰ ایسے حضرات کی بعض تفصیلی صفات بیان فرماتے ہیں۔

ایسے اہل ایمان دنیا میں بارگاہ خداوندی میں یہ عرض کرتے ہیں کہ ہم آپ پر اور آپ کے رسول پر ایمان لائے ہیں تو ہمارے زمانہ جاہلیت والے اور جاہلیت کے بعد والے تمام گناہوں کو معاف فرما دیجیے اور ہم سے دوزخ

کے عذاب کو دور کر دیجیے یہ ایسے حضرات ہیں جو فرائض خداوندی کی بجا آوری اور گناہوں سے بچنے میں ثابت قدم رہنے والے ہیں اور ایمان میں سچے ہیں اور اللّٰہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی تابعداری کرنے والے ہیں اور اللہ کی راہ میں اپنے اموال کو خرچ کرنے والے ہیں اور اخیر شب میں نماز تہجد وغیرہ پڑھنے والے ہیں۔

(۱۸) اب اللّٰہ تعالیٰ اپنی توحید کو خود بیان فرماتے ہیں اگر چہ اس کی ذات کے علاوہ اور کوئی بھی اس کی توحید کے متعلق گواہی نہ دے تب بھی اس ذاتِ الٰہی کو کوئی فرق نہیں پڑتا تاہم فرشتے اور انبیاء کرام اور مومنین بھی اس کی توحید کی قولی و عملی گواہی دیتے ہیں۔

اور معبود حقیقی ہر ایک چیز کا اعتدال کے ساتھ انتظام رکھنے والے ہیں اور جو اس پر ایمان نہ لائے اس سے انتقام لینے میں غالب اور حکمت والے ہیں اور اس نے بات کا حکم دیا کہ اس اللہ کے علاوہ اور کسی کی عبادت نہ کی جائے۔

(۱۹) بیشک اللہ کا پسندیدہ دین اسلام ہے اور یہ معنی بھی بیان کیے گئے ہیں کہ اس مقام پر تقدیم وتاخیر ہے اور مطلب یہ ہے کہ اللّٰہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ دین اسلام ہے اور اس حقیقت کی اللّٰہ تعالیٰ اور تمام فرشتوں اور انبیاء کرام اور مومنین نے گواہی دی ہے یہ آیت شام کے دو آدمیوں کے بارے میں نازل ہوئی تھی جنھوں نے رسول اللّٰہ ﷺ سے دریافت کیا تھا کہ کون سی گواہی کتاب اللّٰہ میں سب سے بڑی ہے چنانچہ آپ نے یہ آیت بیان کی اور وہ مشرف با اسلام ہو گئے، یہود و نصاریٰ نے اسلام اور رسول اکرم ﷺ کے بارے میں باوجود اس کے کہ ان کی کتابوں میں اس چیز کے متعلق دلیل پہنچ چکی تھی جو اختلاف کیا ہے اس کا مقصد محض حسد ہے اور جو شخص محمد ﷺ اور قرآن کریم کا انکار کرے تو اللّٰہ تعالیٰ ایسے بدبختوں کو سخت عذاب دینے والے ہیں۔

(۲۰) ان لوگوں کو دین اسلام کے بارے میں جو رسول اکرم ﷺ کے ساتھ دشمنی تھی اب اللّٰہ تعالیٰ اس کو بیان فرماتے ہیں کہ اگر یہود و نصاریٰ نے اس کے بعد بھی آپ سے دین میں جھگڑا کیا تو آپ فرما دیجیے کہ میں تو اپنے دین اور عمل کو خالص اللّٰہ تعالیٰ کے لیے کر چکا ہوں اور میرے صحابہ کرامؓ بھی ایسا ہی کر چکے ہیں اور اے نبی آپ یہود و نصاریٰ اور اہل عرب سے فرما دیجیے کہ جیسا کہ ہم اسلام لائے ہیں کیا تم بھی اس طرح اسلام لاتے ہو؟ اللّٰہ تعالیٰ فرماتے ہیں اگر وہ اسلام لے آئیں تو راہ راست پر آ گئے اور اگر انہوں نے اس سے روگردانی کی تو آپ پر تو احکام کا پہنچا دینا فرض ہے باقی ان منکرین حق سے اللّٰہ تعالیٰ خود سمجھ لیں گے کہ حقیقت میں کون ایمان لایا اور کون ایمان نہیں لایا۔



إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَيَقْتُلُونَ الَّذِينَ يَأْمُرُونَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿٢١﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمَا لَهُمْ مِنْ نَاصِرِينَ ﴿٢٢﴾ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِنَ الْكِتَابِ يُدْعَوْنَ إِلَىٰ كِتَابِ اللَّهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلَّىٰ فَرِيقٌ مِنْهُمْ وَهُمْ مُعْرِضُونَ ﴿٢٣﴾ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ إِلَّا أَيَّامًا مَعْدُودَاتٍ وَغَرَّهُمْ فِي دِينِهِمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿٢٤﴾ فَكَيْفَ إِذَا جَمَعْنَاهُمْ لِيَوْمٍ لَا رَيْبَ فِيهِ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿٢٥﴾ قُلِ اللَّهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٢٦﴾

جولوگ خدا کی آیتوں کو نہیں مانتے اور انبیا کو ناحق قتل کرتے رہے ہیں اور جو انصاف (کرنے) کا حکم دیتے ہیں اُنہیں بھی مار ڈالتے ہیں اُن کو دُکھ دینے والے عذاب کی خوشخبری سُنا دو (۲۱)۔ یہ ایسے لوگ ہیں جن کے اعمال دُنیا اور آخرت دونوں میں برباد ہیں اور ان کا کوئی مددگار نہیں ہوگا (۲۲)۔ بھلا تم نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کتابِ خدا (یعنی تورات) سے بہرہ دیا گیا اور وہ (اس) کتاب اللہ کی طرف بُلائے جاتے ہیں تاکہ وہ (ان کے تنازعات کا) اُن میں فیصلہ کردے تو ایک فریق اُن میں کج ادائی کیساتھ مُنہ پھیر لیتا ہے (۲۳)۔ یہ اس لئے کہ یہ اس بات کے قائل ہیں کہ (دوزخ کی) آگ ہمیں چندروز کے سوا چھو ہی نہیں سکے گی۔ اور جو کچھ یہ دین کے بارے میں بُہتان باندھتے رہے ہیں اُس نے ان کو دھوکے میں ڈال رکھا ہے (۲۴)۔ تو اُس وقت کیا حال ہوگا جب ہم ان کو جمع کریں گے (یعنی) اُس روز جس (کے آنے) میں کچھ شک نہیں اور ہر نفس اپنے اعمال کا پُورا پُورا بدلہ پائیگا اور اُن پر ظلم نہیں کیا جائے گا (۲۵)۔ کہو کہ اے خدا (اے) بادشاہی کے مالک تو جس کو چاہے بادشاہی بخشے اور جس سے چاہے بادشاہی چھین لے اور جس کو چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلیل کرے۔ ہر طرح کی بھلائی تیرے ہی ہاتھ میں ہے اور بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے (۲۶)

تفسیر سورة آل عمران آيات (۲۱) تا (۲۶)

(۲۱) بیشک جو لوگ انکار کرتے ہیں محمد ﷺ کے نبی برحق ہونے کا اور قرآن کریم کے کتاب الٰہی ہونے کا اور انبیاء کرام کو قتل کرتے ہیں حالاں کہ یہ قتل کرنا خود ان کے نزدیک بھی بُرا ہے نیز ایسے مومنین کو بھی قتل کرتے ہیں جو انبیاء کرام پر ایمان لائے اور توحید کا حکم دیتے ہیں تو ایسے مومنین کے قاتلین کو ایک دردناک سزا کی خبر سنا دیجیے کہ جس کی شدت ان کے جسموں سے گزر کر دلوں تک سرایت کر جائے گی۔

(۲۲) ایسے لوگوں کی سب نیکیاں ضائع ہوگئیں اور ان کو آخرت میں بھی اس پر کوئی ثواب نہیں ملے گا۔

خیبر والوں میں سے بنی قریضہ اور بنی نظیر نے زانی کے سنگسار کرنے سے انکار کیا تھا، اس کا اللہ تعالیٰ ذکر فرماتے ہیں۔

(۲۳) اے محمد ﷺ کیا آپ نے ایسے لوگوں کو نہیں دیکھا جنھیں علم توریت کا ایک کافی حصہ دیا گیا ہے (جس میں رجم وغیرہ کا بھی بیان ہے)۔

اور اسی غرض سے قرآن کریم کی طرف ان کو بلایا بھی جاتا ہے تاکہ ان شادی شدہ مرد و عورت کے درمیان حق کے مطابق فیصلہ کریں کہ جنھوں نے خیبر میں زنا کیا ہے، ایسے مجرموں کے سنگسار کرنے کا اپنی کتاب کے مطابق فیصلہ کریں۔ اس میں سے بنو قریظہ اور اہل خیبر توریت کے اس واضح حکم سے دور بھاگتے ہیں اور اس کو جھٹلاتے ہیں اور یہ اعراض و تکذیب محض اس وجہ سے ہے کہ ان کا اعتقاد یہ ہے کہ ہمیں آخرت میں دوزخ کی آگ صرف چالیس دن کے لیے چھوئے گی۔

شان نزول: اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا (الخ)

ابن ابی حاتمؒ اور ابن منذرؒ نے عکرمہؓ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہودیوں کی ایک جماعت کے پاس تشریف لے گئے اور ان کو توحید خداوندی کی دعوت دی تو ان میں سے نعیم بن عمرو اور حارث بن زید بولے، محمد ﷺ تم کون سے دین پر ہو؟ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا حضرت ابراہیم کے دین اور ان کی ملت پر، تو وہ بولے ابراہیم تو یہودی تھے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا، چلو توریت دیکھ لیں، وہ ہمارے اور تمہارے درمیان فیصلہ کرنے والی ہے، اس چیز سے انھوں نے انکار کیا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کیا آپ ایسے لوگوں کو نہیں دیکھتے جن کو آسمانی کتاب کا ایک کافی حصہ دیا گیا ہے۔ (لیکن اس کے باوجود وہ حق سے اعراض کرتے ہیں) (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۲۴) اور ان یہودیوں کی ایک جماعت یہ کہتی ہے کہ آخرت کے دنوں میں سے رات دن ہم دوزخ میں جائیں گے کہ ان میں ایک دن ایک ہزار سال کے برابر ہوگا اور یہ سزا کے وہ چالیس دن ہوں گے جن میں ہمارے آباؤ اجداد نے بچھڑے کی پوجا کی تھی اور ان کی اس تراشی ہوئی باتوں نے یہودیت پر قائم رہنے کے لیے ان کو دھوکا میں ڈال رکھا ہے یا یہ کہ اللہ کی طرف سے حکمت کے سبب عذاب کی تاخیر نے انہیں مبتلائے غفلت کر رکھا ہے۔

(۲۵) اے محمد ﷺ مرنے کے بعد اس دن جس کے آنے میں بالکل شک نہیں، ان لوگوں کا کیا حال ہوگا اور یہ کیا کریں گے اور اس دن یہ عالم ہوگا کہ ہر ایک نیک و بد کو اس کی نیکی اور بدی کا پورا پورا بدلا مل جائے گا درحقیقت نہ ان کی نیکیوں میں کسی قسم کی کمی کی جائے گی اور نہ ان کی برائیوں میں کوئی اضافہ کیا جائے گا۔ بلکہ عدل کے جملہ تقاضوں کو پورا کیا جائے گا۔

(۲۶) اے محمد ﷺ آپ اللہ تعالیٰ سے اس طرح عرض کیجیے، اے اللہ ہمیں نیکی کے راستے پر چلا، اے تمام ملک کے مالک آپ ملک کا جتنا حصہ جس کو چاہیں دے دیتے ہیں یعنی رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام کو اور جس سے چاہیں مثلاً فارس و ملک روم لے لیتے ہیں اور جسے چاہیں یعنی رسول اکرم ﷺ کو عزت دیتے ہیں اور عبداللہ بن اُبی بن سلول اور اس کے ساتھیوں اور اہل فارس اور روم کو رسوا کرتے ہیں، عزت و ذلت، بادشاہت اور مال غنیمت، نصرت و دولت یہ آپ کے قبضہ قدرت میں ہے اور آپ ہر شے پر قدرت رکھتے ہیں۔

یہ آیت عبداللہ بن ابی بن سلول منافق کے بارے میں نازل ہوئی ہے، جس وقت مکہ مکرمہ فتح ہوا تھا تو اس نے کہا کہ فارس وروم کی بادشاہت ان کو کیسے حاصل ہو سکتی ہے اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یہ آیت قریش کے بارے میں نازل ہوئی ہے کیوں وہ کہتے تھے کہ کسریٰ بادشاہ دیباج کے بستروں پر سوتا ہے، اگر آپ نبی ہیں تو پھر آپ کی بادشاہت کہاں گئی۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

شان نزول: قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے قتادہؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے پروردگار سے دعا فرمائی کہ روم اور فارس کی بادشاہت آپ کی امت کو دے دی جائے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً ۚ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ۚ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ۝ قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ اَوْ تُبْدُوْهُ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا ۚ وَّمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ ۚ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهٗٓ اَمَدًۢا بَعِيْدًا ۚ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ۚ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ۝

تو ہی رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور تو ہی دن کو رات میں داخل کرتا ہے تو ہی بے جان سے جاندار پیدا کرتا اور تو ہی جاندار سے بے جان پیدا کرتا ہے اور تو ہی جس کو چاہتا ہے بے شمار رزق بخشتا ہے (۲۷)۔ مومنوں کو چاہیے کہ مومنوں کے سوا کافروں کو دوست نہ بنائیں۔ اور جو ایسا کرے گا اُس سے خدا کا کچھ (عہد) نہیں ہاں اگر اس طریق سے تم ان (کے شر) سے بچاؤ کی صورت پیدا کرو (تو مضائقہ نہیں) اور خدا تم کو اپنے (غضب) سے ڈراتا ہے۔ اور خدا ہی کی طرف (تم کو) لوٹ کر جانا ہے (۲۸)۔ (اے پیغمبر لوگوں سے) کہہ دو کہ کوئی بات تم اپنے دلوں میں مخفی رکھو یا اُسے ظاہر کرو خدا اُس کو جانتا ہے اور جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے اُس کو سب کی خبر ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے (۲۹)۔ جس دن ہر شخص اپنے اعمال کی نیکی کو موجود پا لے گا اور ان کی بُرائی کو بھی (دیکھ لے گا) تو آرزو کرے گا کہ اے کاش اس میں اور اس بُرائی میں دُور کی مسافت ہو جاتی۔ اور خدا تم کو اپنے (غضب) سے ڈراتا ہے اور خدا اپنے بندوں پر نہایت مہربان ہے (۳۰)

تفسیر سورۃ آل عمران آیات (۲۷) تا (۳۰)

(۲۷) اس کے بعد اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کا نظارہ کراتے ہیں کہ وہ کبھی دن کو رات سے زیادہ بڑا اور کبھی رات کو دن سے بڑا کر دیتے ہیں اور اس طرح اس رب علیم کا ایک کمال یہ ہے کہ وہ ذات نطفہ سے بچہ کو پیدا کر دیتی ہے اور نطفہ کو

انسان سے نکالتی ہے اور یہ معنی بھی بیان کیے گئے ہیں کہ وہ ذات انڈے سے مرغی کو اور مرغی سے انڈے کو نکال دیتی ہے (یاد رہے کہ مرغی سے مراد محض مرغی نہیں بلکہ تمام انڈہ دینے والے جانور اس میں شامل ہیں) اور گیہوں کے دانے سے بالی کو اور بالی سے دانوں کو نکال دیتی ہے اور جس کو چاہتا ہے، بغیر محنت ومشقت کے (بطور وراثت وغیرہ) رزق دیتا ہے یا یہ کہ جس پر چاہتا ہے بغیر کسی تنگی اور سختی کے مال کی فراوانی کر دیتا ہے۔

(۲۸) مسلمانوں کے لیے یہ چیز مناسب نہیں کہ وہ عبداللّٰہ بن اُبی یہودی اور اس کے ساتھیوں کو خالص ایمان والوں سے تجاوز کر کے دوست بنائیں۔ (کیونکہ حقیقی دوستی نظریات کی ہم آہنگی سے جنم لیتی ہے)

اور جو کفار سے ایسی دوستی رکھے گا تو وہ اللّٰہ تعالیٰ کی رحمتوں اور دوستی کے کسی درجے میں شمار نہیں ہوگا مگر یہ کہ کوئی مومن صرف زبانی دوستی کر کے ان کے شر سے نجات حاصل کرنا چاہے اور اللّٰہ تعالیٰ تمہیں ناحق قتل کرنے اور حرام کاری اور مال حرام اور شراب پینے اور جھوٹی گواہی دینے اور اللّٰہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے سے ڈراتا ہے اور تمہیں بالآخر مرنے کے بعد اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

شانِ نزول: لَا یَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ (الخ)

ابن جریرؒ نے سعیدؒ یا عکرمہؒ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حجاج بن عمرو اور ابن الحقیق اور قیس بن زید نے انصار کی ایک جماعت سے دوستی کی تا کہ ان کے دین میں فتنہ ڈالیں تو رفاعہ بن منذر اور عبداللّٰہ بن جبیر اور سعد بن خثمہ ان حضرات نے انصار سے کہا، یہودیوں کی اس جماعت سے بچو اور ان سے دوستی کرنے میں احتیاط کرو کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ تمہارے دین میں کوئی فتنہ پردازی کریں مگر ان انصاریوں نے ان کی بات ماننے سے انکار کیا اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ کفار کو اپنا ہمراز اور دوست نہ بنائیں۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۲۹) اے محمد ﷺ آپ ان سے فرما دیجیے کہ اگر تم رسول اللّٰہ ﷺ سے عداوت ودشمنی دل ہی میں پوشیدہ رکھو یا آپ کی شان میں گستاخیاں کر کے زبان سے ظاہر کرو، وہ رب سب کچھ جانتا ہے اور سب پر بدلا دے گا اور صرف اتنا نہیں وہ تو تمام خیر وشر اور ہر ایک ظاہر وچھپی ہوئی باتوں کو جانتے ہیں، وہ تمام آسمانوں اور زمینوں کے رازوں سے آگاہ اور آدمیوں کو جزا اور سزا دینے پر قادر ہیں، یہ آیت منافقین اور یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

(۳۰) اور قیامت کا دن تو ایسا ہوگا جس دن ہر ایک انسان اپنے اچھے اور برے کاموں کو اپنے نامہ اعمال میں لکھا ہوا پائے گا اور یہ تمنا کرے گا کہ کیا اچھا ہوتا اس نفس اور اس برے عمل کے درمیان ایک بہت لمبی مسافت حائل ہو جائے اور اسی سبب اے مسلمانو! تمہیں اللّٰہ تعالیٰ گناہ کرنے سے ڈراتے ہیں کیوں کہ وہ مسلمانوں پر بہت ہی مہربان ہیں۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ۝ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓي اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَي الْعٰلَمِيْنَ ۝ ذُرِّيَّةًۢ بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝

(اے پیغمبرلوگوں سے) کہہ دو کہ اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہوتو میری پیروی کرو ۔ خدا بھی تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ معاف کردے گا اور خدا بخشنے والا مہربان ہے (۳۱)۔ کہہ دو کہ خدا اور اُس کے رسول کا حکم مانو ۔اگر نہ مانیں تو خدا بھی کافروں کو دوست نہیں رکھتا (۳۲)۔ خدا نے آدم اور نوح اور خاندانِ ابراہیم اور خاندان عمران کو تمام جہان کے لوگوں میں منتخب فرمایا تھا (۳۳)۔اُن میں سے بعض بعض کی اولاد تھے اور خدا سُننے والا (اور) جاننے والا ہے (۳۴)۔

تفسیر سورۃ آل عمران آیات (۳۱) تا (۳۵)

(۳۱) محمد ﷺ آپ ان لوگوں سے فرما دیجیے کہ اگر تم اللّٰہ تعالیٰ اور اس کے دین سے محبت رکھتے ہوتو میرے دین یعنی اسلام و پیغمبر اسلام کی اتباع کرو اس طرح اللّٰہ تعالیٰ تمہاری محبت میں اضافہ فرمائیں گے اور تمہاری یہودیت کے گناہوں کو بھی معاف فرمائیں گے۔

کیوں کہ جو توبہ کرے اللّٰہ تعالیٰ اسے بخشنے والے ہیں اور جو توبہ نہ کرے تو اللّٰہ تعالیٰ اس پر رحم فرما کر اسے مہلتِ معافی دیتے ہیں، یہ آیت کریمہ یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے کیوں کہ وہ اس بات کے قائل تھے کہ ہم اللّٰہ تعالیٰ کے بیٹے اور اس کے محبوب ہیں۔

جب یہ آیت میارکہ نازل ہوئی تو عبداللّٰہ ابن ابی بولا کہ محمد ﷺ ہمیں اس بات کا حکم دیتے ہیں کہ ہم ان سے اس طرح محبت کریں، جیسا کہ عیسائیوں نے حضرت عیسیٰؑ سے محبت کی اور بقیہ یہودی بولے ان کا منشا یہ ہے کہ ہم ان کو رب حنان بنالیں، جیسا کہ عیسائیوں نے حضرت عیسیٰؑ کو حنان بنایا۔

(۳۲۔۳۳۔۳۴) تو اللّٰہ تعالیٰ نے اگلی آیت نازل فرمائی کہ تم فرائض و واجبات میں اطاعت کرو اور اگر اللّٰہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت سے روگردانی کرتے ہو تو یاد رکھو! اللّٰہ تعالیٰ یہودیوں اور کافروں سے محبت نہیں فرماتے، جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو یہودی بولے کہ ہم تو آدم علیہ السلام کے دین پر ہیں اور مسلمان ہیں، اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ اللّٰہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ اور اولاد ابراہیم موسیٰ و ہارون علیہما السلام کو اسلام کی وجہ سے تمام جہان والوں پر فضیلت عطا کی ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ عمران سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے والد مراد نہیں۔

یہ ایک دوسرے کے دین پر ہیں اور بعض ان میں سے بعض کی اولاد ہیں اور اللّٰہ تعالیٰ یہود کے اس دعوے کو خوب سننے والے اور ان کے انجام کو اور جو ان کے دین پر ہو، اس کے انجام و سزا کو اچھی طرح جاننے والے ہیں۔

اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ وَضَعْتُهَاۤ اُنْثٰی وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ وَلَیْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰی وَاِنِّیْ سَمَّیْتُهَا مَرْیَمَ وَاِنِّیْۤ اُعِیْذُهَا بِكَ وَذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَّاَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا وَّكَفَّلَهَا زَكَرِیَّا كُلَّمَا دَخَلَ عَلَیْهَا زَكَرِیَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ یٰمَرْیَمُ اَنّٰی لَكِ هٰذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ

(وہ وقت یاد کرنے کے لائق ہے) جب عمران کی بیوی نے کہا کہ اے پروردگار جو (بچہ) میرے پیٹ میں ہے میں اس کو تیری نذر کرتی ہوں اُسے دُنیا کے کاموں سے آزاد رکھوں گی تو (اُسے) میری طرف سے قبول فرما تو سُننے والا (اور) جاننے والا ہے (۳۵)۔ جب ان کے ہاں بچہ پیدا ہوا اور جو کچھ ان کے ہاں پیدا ہوا تھا خدا کو خوب معلوم تھا تو کہنے لگیں کہ اے پروردگار! میرے تو لڑکی پیدا ہوئی ہے اور (نذر) کے لئے لڑکا (موزوں تھا کہ وہ) لڑکی کی طرح (ناتواں) نہیں ہوتا اور میں نے اس کا نام مریم رکھا ہے اور میں اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتی ہوں (۳۶)۔ تو پروردگار نے اس کو پسندیدگی کے ساتھ قبول فرمایا اور اُسے اچھی طرح پرورش کیا اور زکریا کو اس کا متکفل بنایا۔ زکریا جب کبھی عبادت گاہ میں اس کے پاس جاتے تو اس کے پاس کھانا پاتے (یہ کیفیت دیکھ کر ایک دن مریم سے) پوچھنے لگے کہ مریم یہ کھانا تمہارے پاس کہاں سے آتا ہے۔ وہ بولیں خدا کے ہاں سے (آتا ہے) بیشک خدا جسے چاہتا ہے بےشمار رزق دیتا ہے (۳۷)

تفسیر سورة ال عمران آیات (۳۵) تا (۳۷)

(۳۵-۳۶) اور اے محمد ﷺ وہ وقت بھی یاد کیجیے کہ جب حضرت مریمؑ کی والدہ نے کہا کہ جو میرے پیٹ میں ہے میں نے اس کو بیت المقدس کی خدمت کے لیے وقف کر دیا ہے، اور اے رب! آپ دعاؤں کو سننے والے اور اس کی قبولیت اور جو کچھ میرے پیٹ میں ہے اس کو بخوبی جاننے والے ہیں۔ چنانچہ جب انھوں نے لڑکی جنی تو حضرت مریم کی والدہ حسرت سے عرض کرنے لگیں پروردگار میں نے تو لڑکی جنی ہے، حالاں کہ جو انھوں نے جنا اللّٰہ تعالیٰ اسے زیادہ جانتے تھے اور لڑکا خدمت وغیرہ میں کسی طرح اس لڑکی کے برابر نہیں ہوسکتا اور میں اس لڑکی کو اور اگر اس کی اولاد ہو تو شیطان مردود سے آپ کی پناہ اور حفاظت میں دیتی ہوں۔

(۳۷) غرض کہ اللّٰہ تعالیٰ نے ان پر احسان فرمایا اور لڑکے کی جگہ مریم علیہ السلام کو قبول فرمالیا اور عبادات کے سالوں، مہینوں، دنوں اور گھڑیوں میں عمدہ طور پر غذاؤں سے ان کی نشوونما فرمائی اور ان کو زکریا علیہ السلام کی تربیت کے لیے سپرد فرمایا۔

اور اس عمدہ مکان میں جب مریم علیہ السلام عبادت خداوندی میں مصروف تھیں تو حضرت زکریا تشریف لاتے تو سردیوں کے میوے گرمیوں میں جیسا کہ گنا وغیرہ دیکھے اور گرمیوں کے میوے سردیوں میں جیسا کہ انگور وغیرہ ان کے پاس پاتے، وہ یہ دیکھ کر فرماتے کہ بغیر مشکل کے یہ چیزیں تمہارے پاس کہاں سے آتی ہیں وہ فرماتیں کہ اللّٰہ

کی جانب سے بواسطہ جبریل امین آئی ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں وقت بے وقت کے بغیر استحقاق اور اندازہ کے عطا فرماتے ہیں۔

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ ۝ فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَامْرَاَتِيْ عَاقِرٌ قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ۝ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ۝ وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ ۝ يٰمَرْيَمُ اقْنُتِيْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِيْ وَارْكَعِيْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ۝ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ۝

اُس وقت زکریا نے اپنے پروردگار سے دُعا کی (اور) کہا کہ پروردگار مجھے اپنی جناب سے اولاد صالح عطا فرما تو بے شک دُعا سننے (اور قبول کرنے) والا ہے (۳۸)۔ وہ ابھی عبادت گاہ میں کھڑے نماز ہی پڑھ رہے تھے کہ فرشتوں نے آواز دی کہ (زکریا) تمہیں خدا یحییٰ کی بشارت دیتا ہے جو خدا کے فیض (یعنی عیسیٰ) کی تصدیق کریں گے اور سردار ہوں گے اور عورتوں سے رغبت نہ رکھنے والے اور (خدا کے) پیغمبر (یعنی) نیکوکاروں میں ہوں گے (۳۹)۔ زکریا نے کہا اے پروردگار میرے ہاں لڑکا کیونکر پیدا ہوگا کہ میں تو بڈھا ہوگیا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے۔ خدا نے فرمایا اسی طرح خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے (۴۰)۔ زکریا نے کہا کہ پروردگار میرے لئے کوئی نشانی مقرر فرما۔ خدا نے فرمایا نشانی یہ ہے کہ تم لوگوں سے تین دن اشارے کے سوا بات نہ کرسکو گے تو (ان دنوں میں) اپنے پروردگار کی کثرت سے یاد اور صبح و شام اس کی تسبیح کرنا (۴۱)۔ اور جب فرشتوں نے (مریم) سے کہا کہ مریم! خدا نے تم کو برگزیدہ کیا ہے اور پاک بنایا ہے اور جہان کی عورتوں میں منتخب کیا ہے (۴۲)۔ مریم اپنے پروردگار کی فرمانبرداری کرنا اور سجدہ کرنا اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرنا (۴۳)۔ (اے محمد ﷺ) یہ باتیں اخبار غیب میں سے ہیں جو ہم تمہارے پاس بھیجتے ہیں۔ اور جب وہ لوگ اپنے قلم (بطور قرعہ) ڈال رہے تھے کہ مریم کا متکفل کون بنے تو تم اُن کے پاس نہیں تھے۔ اور نہ اس وقت ہی اُن کے پاس تھے جب وہ آپس میں جھگڑ رہے تھے (۴۴)

تفسیر سورة آل عمران آیات (۳۸) تا (٤٤)

(۳۸۔۳۹) اسی موقع پر حضرت زکریا نے دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ انہیں خاص اپنے پاس سے کوئی نیک اولاد عطا فرمائے، بے شک آپ (اللہ ہی) دعا کے قبول فرمانے والے ہیں، سو ان (حضرت زکریا) سے پکار کر جبرائیل نے کہا اور جبکہ وہ بحالت نماز مسجد میں تھے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ایسے لڑکے کی بشارت دیتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہوگا جن کی شان یہ ہوگی کہ وہ کلمۃ اللہ (اللہ کی نشانی ہوں گے اور) یعنی عیسیٰ بن مریم کی جو کہ بغیر باپ کے پیدا کیے گئے ہیں تصدیق کرنے والے ہوں گے، دوسرے بردبار ہوں گے، تیسرے اپنے آپ کو دنیاوی لذات سے روکنے والے ہوں گے

اور چوتھے اعلیٰ درجہ کے نبی ہوں گے۔

(۴۰) تب جواباً حضرت زکریاؑ نے بواسطہ جبرائیلؑ جناب باری تعالیٰ میں عرض کیا کہ میرے لڑکا کس طرح ہوگا حالاں کہ میں بوڑھا ہو چکا ہوں ور میری بیوی بھی بڑھاپے کی وجہ سے بچہ جننے کے قابل نہیں، تب اللہ کی طرف سے غائبانہ آواز آئی کہ اے زکریاؑ جیسا تم سے کہا گیا ہے اسی طرح ہوگا۔

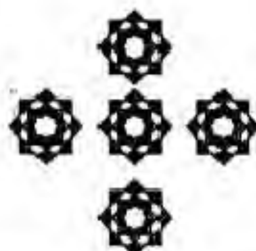
(۴۱) حضرت زکریاؑ نے عرض کیا کہ اے میرے رب! میری بیوی کے حمل ٹھہر جانے پر کوئی ظاہری نشانی مقرر فرما دیجیے، ارشاد باری ہوا کہ تمہاری بیوی کے حاملہ ہونے پر تمہارے لیے نشانی یہ ہے کہ تم لوگوں سے کچھ عرصہ تک بات نہ کر سکو گے اور اس میں گونگے ہونے کا کوئی عیب نہ ہوگا، سوائے ہونٹوں، آنکھوں اور ہاتھوں سے اشارہ کرنے کے یا یہ کہ زمین وغیرہ پر لکھ کر وضاحت کرنے کے۔

سو اپنے رب کو دل اور زبان سے بکثرت یاد کیجیے اور صبح و شام نماز پڑھتے رہنا جیسا کہ پڑھتے ہو۔

(۴۲) جس وقت جبریل امین علیہ السلام (اور فرشتوں نے) فرمایا، اے مریم اللّٰہ تعالیٰ نے تمہیں اسلام اور عبادت کے لیے منتخب فرمالیا اور کفر و شرک اور تمام بری باتوں سے اور قتل وغیرہ سے پاک صاف فرمالیا اور تمام جہان بھر کی عورتوں کے مقابلہ میں تمہیں منتخب کرلیا۔

(۴۳) لہٰذا اس چیز کے شکرادا کرنے کے لیے اپنے پروردگار کی اطاعت کرتی رہو، یہ بھی معنی بیان کیے گئے ہیں کہ اس چیز کے شکریہ میں نمازیں خوب لمبی پڑھو اور خشوع و خضوع والی اور نماز والوں کے ساتھ نماز میں رکوع و سجدہ میں یعنی اٹھتے بیٹھتے بھی عبادت میں مصروف رہو۔

(۴۴) اور حضرت مریمؑ اور زکریاؑ کے جو واقعات بیان کیے ہیں۔ یہ غیب کی ان خبروں میں سے ہیں کہ جن کو اے نبی کریم ﷺ ہم آپ پر بواسطہ جبرائیل امین وحی بھیجتے رہتے ہیں ورنہ آپ ان لوگوں کے پاس نہ اس وقت موجود تھے جب کہ وہ حضرت مریمؑ کی تربیت کے بارے میں قرعہ اندازی کے لیے پانی میں اپنے قلموں کو ڈال رہے تھے اور نہ آپ اس وقت ہی ان لوگوں کے پاس موجود تھے، جب کہ وہ قرعہ اندازی سے پہلے وہ حضرت مریمؑ کی تربیت کے بارے میں جھگڑا کر رہے تھے۔ (یعنی کہ یہ سینکڑوں برس پہلے کے واقعات کی یہ وہ غیب کی خبریں ہیں جو آپ کی صداقت نبوت کی واضح علامت ہیں)۔



اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ ۖ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِى الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۴۶﴾ قَالَتْ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِىْ وَلَدٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِىْ بَشَرٌ ۖ قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۚ اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۴۷﴾ وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ﴿۴۸﴾ وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ اَنِّىْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۙ اَنِّىْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْىِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ ۙ فِىْ بُيُوْتِكُمْ ۭ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۴۹﴾

(وہ وقت بھی یاد کرنے کے لائق ہے) جب فرشتوں نے (مریم سے کہا) کہ مریم خدا تم کو اپنی طرف سے ایک فیض کی بشارت دیتا ہے جس کا نام مسیح (اور مشہور) عیسیٰ ابن مریم ہوگا (اور جو) دُنیا اور آخرت میں با آبرو اور (خدا) کے خاصوں میں سے ہوگا (۴۵)۔ اور ماں کی گود میں اور بڑی عمر کا ہو کر (دونوں حالتوں میں) لوگوں سے (یکساں) گفتگو کرے گا اور نیکو کاروں میں سے ہوگا (۴۶)۔ مریم نے کہا۔ پروردگار میرے بچہ کیونکر ہوگا کہ کسی انسان نے مجھے ہاتھ تک تو لگایا نہیں ۔فرمایا کہ خدا اسی طرح جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ جب وہ کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو ارشاد فرما دیتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتا ہے (۴۷)۔ اور وہ انہیں لکھنا (پڑھنا) اور دانائی اور تورات اور انجیل سکھائے گا (۴۸)۔ اور (عیسیٰ) بنی اسرائیل کی طرف پیغمبر (ہو کر جائیں گے اور کہیں گے) کہ میں تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے نشانی لیکر آیا ہوں وہ یہ کہ تمہارے سامنے مٹی کی مُورت بشکل پرند بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ خدا کے حکم سے (سچ مُچ) جانور ہو جاتا ہے۔ اور اندھے اور ابرص کو تندرست کر دیتا ہوں۔ اور خدا کے حکم سے مُردے میں جان ڈال دیتا ہوں۔ اور جو کچھ تم کھا کر آتے ہو اور جو اپنے گھروں میں جمع رکھتے ہو سب تم کو بتا دیتا ہوں۔ اگر تم صاحب ایمان ہو تو ان باتوں میں تمہارے لئے (قدرت خدا کی) نشانی ہے۔ (۴۹)

تفسیر سورة ال عمران آیات (۴۵) تا (۴۹)

(۴۵) وہ وقت یاد کرو جب کہ فرشتوں نے مریم علیہا السلام سے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو بشارت دیتے ہیں، ایک کلمہ کی جو منجانب اللہ ہوگا اس کا نام مسیح عیسیٰ بن مریم ہوگا کیوں کہ وہ تمام شہروں میں سیاحت کریں گے یا یہ کہ بادشاہت والے ہوں گے اس واسطے ان کا مسیح لقب ہوگا اور دنیا میں بھی لوگوں میں ان کی قدر و منزلت ہوگی اور آخرت میں بھی وہ باآبرو ہوں گے اور جنت عدن میں وہ منجانب اللہ مقربین میں سے ہوں گے۔

(۴۶) اور وہ گہوارہ (ماں کی گود) میں بھی جب کہ وہ چالیس دن کے ہوں گے تب بھی اور پھر نبوت ملنے کے بعد ایک ہی جیسا کلام کریں گے۔

(۴۷) حضرت مریم علیہا السلام نے عرض کیا اے میرے پروردگار میرا لڑکا کیسے ہوگا جب کہ کسی بشر نے جائز یا ناجائز طریقہ پر مجھے ہاتھ تک نہیں لگایا تب اللہ تعالیٰ نے جبرائیل امین کے واسطہ سے کہا جیسا تم سے کہا گیا، تم اسی طرح یقین رکھو اسی طرح ہوگا۔ (جیسے وہ مصورِ حقیقی چاہے گا)

جب اللّٰہ تعالیٰ تم سے بغیر باپ کے لڑکا پیدا کرنا چاہے گا تو کُن کہتے ہی وہ پیدا ہو جائے گا۔

(۴۸) اور اللّٰہ تعالیٰ ان مولود (یعنی حضرت عیسیٰؑ) کو انبیاء کرام کی کتابوں کی تعلیم فرمائے گا اور حلال و حرام کی یا انبیاء سابقین کی حکمت اور ماں کے پیٹ میں توریت کی اور پیدا ہونے کے بعد انجیل کی نعمت سے نوازے گا۔

(۴۹) اور پھر تیس سال کے بعد اللہ تعالیٰ انہیں تمام بنی اسرائیل کی طرف رسول بنا کر بھیجیں گے، آپ عیسیٰ ان سے جا کر کہیں گے کہ میں تم لوگوں کے پاس اپنی نبوت پر کھلی اور روشن دلیل لے کر آیا ہوں وہ یہ کہ پرندے کی شکل کی طرح مٹی کی مصنوعی صورت تمہارے سامنے بنا کر اس میں پھونک مارتا ہوں اور وہ پرندہ بن کر بحکم الٰہی آسمان و زمین کے درمیان اڑنے لگے گا، چنانچہ ان کے سامنے چمگادڑ بنا دی وہ لوگ بولے یہ تو جادو ہے، اسے ہم نہیں مانتے اس کے علاوہ اور کوئی دلیل لاؤ، حضرت عیسیٰ بولے کہ میں پیدائشی نابینا اور کوڑھی کو اللہ کے حکم سے اچھا کر دیتا ہوں تو اس پر بھی وہ ہٹ دھرم لوگ کہنے لگے کہ یہ جادو ہے تب حضرت عیسیٰ نے فرمایا میں تمہیں وہ بھی بتا دیتا ہوں جو تم صبح و شام کھا کر آتے ہو اور جو صبح و شام کے لیے گھروں میں ذخیرہ کر کے آتے ہو اگر تم تصدیق کرنے والے ہو تو ان باتوں میں میری نبوت کے لیے کھلے دلائل موجود ہیں۔ (کہ جن سے ایک عقل مند کے لیے انکار کی گنجائش نہیں)

وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَلِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ وَجِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝ اِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝ فَلَمَّآ اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۝ رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ۝

اور مجھ سے پہلے جو تورات (نازل ہوئی) تھی اسکی تصدیق بھی کرتا ہوں اور (میں) اس لئے بھی (آیا ہوں) کہ بعض چیزیں جو تم پر حرام تھیں ان کو تمہارے لئے حلال کر دوں اور میں تو تمہارے پروردگار کی طرف سے نشانی لیکر آیا ہوں تو خدا سے ڈرو اور میرا کہا مانو (۵۰)۔ کچھ شک نہیں کہ خدا ہی میرا اور تمہارا پروردگار ہے تو اُسی کی عبادت کرو یہی سیدھا رستہ ہے (۵۱)۔ جب عیسیٰ علیہ السلام نے ان کی طرف سے نافرمانی (اور نیت قتل) دیکھی تو کہنے لگے کہ کوئی ہے جو خدا کا طرفدار اور میرا مددگار ہو۔ حواری بولے کہ ہم خدا کے (طرفدار اور آپ کے) مددگار ہیں۔ ہم خدا پر ایمان لائے اور آپ گواہ رہیں کہ ہم فرمانبردار ہیں (۵۲) اے پروردگار جو (کتاب) تُو نے نازل فرمائی ہے ہم اُس پر ایمان لے آئے اور (تیرے) پیغمبر کے متبع ہو چکے تو ہم کو ماننے والوں میں لکھ رکھ (۵۳)

تفسیر سورۃ آل عمران آیات (۵۰) تا (۵۳)

(۵۰) میں تمہارے پاس ایک ایسا دین اور توحید لے کر آیا ہوں جو توریت اور مجھ سے پہلی ساری کتابوں کے مطابق ہے، اور یہ شریعت اس لیے لے کر آیا ہوں کہ تم لوگوں کے لیے بعض ایسی چیزیں حلال کر دوں جو تم پر پہلے حرام کر دی گئی تھیں مثلاً اونٹ کا گوشت اور گائے، بکری کی چربی اور ہفتہ کو شکار کھیلنا وغیرہ لہٰذا جن باتوں کا میں تمہیں حکم دیتا ہوں اس کی نافرمانی کرنے میں اللّٰہ رب العزت سے ڈرو اور کفر و شرک سے توبہ کرو اور میرے دین اور میرے حکم کی اتباع کرو۔

(۵۱) بے شک اللّٰہ تعالیٰ میرے بھی اور تمہارے بھی رب ہیں تم سب اسی کی توحید بیان کرو، کہ یہی سیدھے راستے پر چلانے والا اور اس رب کو خوش کرنے والا دین اسلام ہے۔

(۵۲۔۵۳) سو جب حضرت عیسیٰؑ نے ان منکرین کی طرف سے اپنے قتل کی سازش محسوس کی یا یہ کہ ان کے انکارِ حق کو دیکھا تو بولے کچھ آدمی ایسے بھی ہیں جو دینِ حق اور کفر کے ابطال میں میرے رفیق و مددگار ہوں؟ تب بارہ مخلص آدمی بول اٹھے کہ اللّٰہ تعالیٰ کے دین کے دشمنوں کے مقابلے میں ہم آپ کے مددگار ہیں اور آپ اے عیسیٰ علیہ السلام ہمارے اقرارِ عبادت اور توحید پر گواہ رہیے، اے ہمارے پروردگار ہم (دیگر تمام آسمانی کتابوں اور) خصوصاً انجیل پر ایمان لائے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سچے دین کی پیروی کی۔

سو ہمیں ان سابقین اولین کے ساتھ لکھ دیجیے جنھوں نے ہم سے پہلے گواہی دی یا ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ تمہیں حق کی گواہی دینے میں سچے رسول اللّٰہ ﷺ کی امت کے ساتھ شریک کر دے۔

وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ﴿۵۴﴾ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۵۵﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَاُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۡ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۵۶﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۷﴾ ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَيْكَ مِنَ الْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ﴿۵۸﴾ اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ۭ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۵۹﴾ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۶۰﴾

اور وہ (یعنی یہود قتلِ عیسیٰ کے بارے میں ایک) چال چلے اور خدا بھی (عیسیٰ کو بچانے کے لئے) چال چلا اور خدا خوب چال چلنے والا ہے (۵۴)۔ اس وقت خدا نے فرمایا کہ عیسیٰ! میں تمہاری دُنیا میں رہنے کی مدت پُوری کر کے تم کو اپنی طرف اُٹھا لوں گا اور تمہیں کافروں (کی صحبت) سے پاک کر دوں گا۔ اور جو لوگ تمہاری پیروی کریں گے اُن کو کافروں پر قیامت تک فائق (و غالب) رکھوں گا پھر تم سب میرے پاس لوٹ کر آؤ گے تو جن باتوں میں تم اختلاف کرتے تھے اس دن تم میں ان کا فیصلہ کر دوں گا (۵۵)۔ یعنی جو کافر ہوئے ان کو دُنیا اور آخرت (دونوں) میں سخت عذاب دوں گا اور اُن کا کوئی مددگار نہ ہوگا (۵۶)۔ اور جو ایمان لائے اور عمل نیک کرتے رہے اُن کو خدا پورا پورا صلہ دے گا۔ اور خدا ظالموں کو دوست نہیں رکھتا (۵۷)۔ (اے محمد ﷺ) یہ ہم تم کو (خدا کی) آیتیں اور حکمت بھری نصیحتیں پڑھ پڑھ کر سُناتے ہیں (۵۸)۔ عیسیٰ کا حال خدا کے نزدیک آدم کا سا ہے کہ اُس نے (پہلے) مٹی سے اُن کا قالب بنایا پھر فرمایا کہ (انسان) ہو جا تو وہ (انسان) ہو گئے (۵۹)۔ (یہ بات) تمہارے پروردگار کی طرف سے حق ہے سو تم ہرگز شک کرنے والوں میں نہ ہونا (۶۰)

تفسیر سورۃ اٰل عمران آیات (۵٤) تا (٦٠)

(۵۴) یہودیوں نے حضرت عیسیٰؑ کو قتل کرنے اور ان کو سولی پر چڑھانے کی تدبیر کی اور اللّٰہ تعالیٰ نے ان ہی کے

لوگوں میں سے طیطانوس نامی ایک شخص کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شکل میں تبدیل کر کے سولی پر چڑھوا دیا اور اللہ تعالیٰ جل شانہ سب تدبیریں کرنے والوں میں سے بہترین تدبیر فرمانے والے ہیں۔

(۵۵) اللہ تعالیٰ نے اس وقت جب کہ حضرت عیسیٰ گرفتاری کے وقت پریشان ہوئے، فرمایا کچھ فکر نہ کرو میں تمہیں عالم بالا کی طرف اٹھانے والا ہوں اور تمہارے منکرین سے تمہیں پاک کرنے والا ہوں اور تمہارے پیروکاروں کو منکرین پر مدد اور حجت کے ساتھ غلبہ دینے والا ہوں اور پھر قیامت کے قریب آسمان سے اترنے کے بعد تمہیں فطری طریقہ کے مطابق موت دوں گا اور مرنے کے بعد سب کی واپسی میرے سامنے ہوگی، اس وقت میں سب کے درمیان ان امور دین میں جس میں تم باہم جھگڑتے تھے فیصلہ کر دوں گا۔

(۵۶) چنانچہ جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں بالخصوص حضور ﷺ اور حضرت عیسیٰ کے منکر تھے ان پر دنیا میں تلوار اور جزیہ مسلّط کر دیا (یعنی یا تو وہ مفتوح ہو گئے اور یا زیر تسلّط آ گئے) اور آخرت میں نار جہنم کی سخت ترین سزا دوں گا اور وہ دنیا و آخرت میں کوئی تدبیر کر کے بھی عذاب الٰہی کو ٹال نہیں سکیں گے۔

(۵۷) اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول، کتابوں پر ایمان رکھنے والے حضرات کو درآں حالیکہ انھوں نے خلوص کے ساتھ نیک کام بھی کیے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جنت میں ان کو پورا پورا ثواب دیں گے اور اللہ تعالیٰ ظلم کرنے والوں سے ان کے ظلم اور شرک کی وجہ سے محبت نہیں رکھتے۔

(۵۸) ہم یہ اوامر و نواہی اور آیات قرآنیہ، بواسطہ جبریل امین آپ ﷺ پر نازل کرتے ہیں، اور یہ محکم (واضح) حلال و حرام جو کہ توریت و انجیل یا یہ کہ لوح محفوظ کے موافق ہیں، آپ ﷺ کو سناتے ہیں۔

شان نزول: ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَيْكَ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے حضرت حسنؓ سے روایت کیا ہے کہ نجران کے دو (عیسائی) راہب رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، ایک ان میں سے بولا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے والد کون ہیں؟ اور رسول اکرم ﷺ جواب دینے میں جلدی نہیں فرماتے تھے تاوقتیکہ وحی الٰہی نہ آ جاتی، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ذٰلِکَ نَتْلُوْهُ سے مُمْتَرِیْنَ تک یہ آیات آپ ﷺ پر نازل فرمائیں اور عوفی کے واسطہ سے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس طرح روایت نقل کی گئی ہے کہ نجران سے ایک جماعت رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، اس میں ان کے سردار اور پیرو بھی تھے اور بولے کہ آپ ہمارے صاحب کا کیا تذکرہ کرتے ہیں، آپ نے فرمایا کون ہیں، وہ بولے عیسیٰ علیہ السلام آپ کا خیال ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں، آپؐ نے فرمایا جی ہاں وہ بولے کیا عیسیٰ علیہ السلام کو تم نے کوئی دیکھا ہے یا ان کے متعلق تمہیں کوئی اطلاع دی گئی ہے پھر اس کے بعد وہ لوگ آپؐ کے پاس سے چلے گئے، اس کے بعد جبرئیل امین آپؐ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ جب وہ تمہارے پاس آئیں تو ان سے کہہ دو کہ بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک حضرت عیسیٰؑ کی منفرد معجزاتی

حالت کوئی نئی نہیں بلکہ ان کا معاملہ اس سے پہلے حضرت آدم سے ملتا جلتا ہے کہ وہ ماں اور باپ دونوں کے بغیر پیدا ہوئے تھے۔

اور بیہقیؒ نے دلائل میں بواسطہ سلمہؒ، عبد یشوعؒ اوران کے والد سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر یہ آیت نازل ہونے سے قبل آپ نے اہل نجران کے پاس یہ لکھ کرروانہ کیا کہ ابراہیم، اسحاق، یعقوب علیہم السلام کے اللہ کے نام سے یہ شروع کرتا ہوں اور نبی کریم محمد ﷺ کی جانب سے ہے الخ اورآپ نے ان کی طرف شرجیل بن دواعہ ہمدانی اورعبداللہ بن شرجیل جبار حرثی کوبھی روانہ کیا چنانچہ ان حضرات نے ان سے جاکر گفت وشنید کی اوران لوگوں نے ان سے گفتگو کی، یہاں تک کہ آپس میں لمبی گفتگو جاری رہی، پھر وہ لوگ حضور ﷺ کومخاطب کرکے بولے کہ آپ حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ابھی تک میرے اوپر کوئی سورت/ وحی نازل نہیں ہوئی، اور میں بلاہدایت ربانی کچھ کہتا نہیں، جس کی یہ لوگ اقتدا کریں لہٰذا یہ لوگ قیام کریں تاکہ میں ان کو وحی الٰہی سے آگاہ کردوں، چنانچہ اگلے دن صبح ہوگئی تب اللہ تعالیٰ نے اِنَّ مَثَلَ عِیسٰی سے کٰذِبِیْنَ تک یہ آیات نازل فرمائیں۔

اور ابن سعد نے طبقات میں ارزق بن قیس سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے پاس نجران کا ایک راہب اوراس کے پیرو آئے، آپ نے ان پر اسلام کوپیش کیا وہ بولے ہم تو آپ سے پہلے ہی سے مسلمان ہیں، آپ نے فرمایا جھوٹ بولتے ہو تمہیں اسلام قبول کرنے سے تین چیزوں نے روک رکھا ہے، تمہارا یہ کہنا کہ العیاذ باللہ اللہ تعالیٰ نے لڑکا بنالیا ہے، تمہارا سؤر کا گوشت کھانا تیسرے بتوں کوسجدہ کرنا، وہ لاجواب ہوگئے اورآپ کوزچ کرنے کے لیے وہ بولے کہ پھر حضرت عیسیٰؑ کے والد کون ہیں، آپ نے فی الحال بغیر وحی الٰہی کے ان کوکوئی جواب دینا مناسب نہ سمجھا تاآنکہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر یہ آیت نازل فرمائی اس کے بعد آپ نے ان کو مباہلہ کے لیے بلایا تو انھوں نے آنے سے انکار کردیا تو آپ نے اس طرح ان پر جزیہ لاگو کردیا اور وہ واپس ہوگئے۔

(لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۵۹۔۶۰) اب اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بغیر باپ کے پیدائش کو بیان فرماتے ہیں کیوں کہ وفد بنی نجران نے رسول اکرم ﷺ سے کہا تھا کہ تم جو یہ کہتے ہو کہ حضرت عیسیٰؑ اللہ کے بیٹے نہیں ہیں، اس پر کچھ ثبوتِ قرآنی لے کر آؤ تو اللہ تعالیٰ ان کے جواب میں فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کی منفرد حالت اللہ تعالیٰ کی تجویز ازلی میں حضرت آدمؑ کی حالت عجیبہ کے طریقہ پر ہے کہ ان کو بغیر ماں باپ کے پیدا کیا اور پھر ان کے قالب کو کہا کہ پیدا ہوجا، سو وہ ہوگئے، اسی طرح کا معاملہ حضرت عیسیٰؑ کا ہے کہ ان کو بغیر باپ کے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پیدا ہوجا، سو وہ پیدا ہوگئے یہ کہنا کہ حضرت عیسیٰ العیاذ باللہ خدا تھے بالکل غلط ہے اور وہ عیسیٰؑ نہ اس اللہ کے بیٹے اور نہ اس کے شریک تھے۔ یہ بیانِ حقیقت آپ کے پروردگار کی طرف سے ہے، سو آپ عیسیٰؑ کی پیدائش میں شبہ کرنے والوں میں سے نہ ہوجائیے۔ (یہ کہنا امت کی تعلیم کے لیے ہے ورنہ پیغمبر، صاحبِ یقین ہوتا ہے۔ وہاں شک کی گنجائش کہاں۔ مترجم)

فَمَنْ حَآجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ﴿۶۱﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۶۲﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِالْمُفْسِدِيْنَ ﴿۶۳﴾ قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ﴿۶۴﴾

پھر اگر یہ لوگ عیسٰی کے بارے میں تم سے جھگڑا کریں اور تم کو حقیقت الحال تو معلوم ہو ہی چلی ہے۔تو اُن سے کہنا کہ آؤ ہم اپنے بیٹوں اور عورتوں کو بلائیں تم اپنے بیٹوں اور عورتوں کو بلاؤ اور ہم خود بھی آئیں اور تم خود بھی آؤ۔ پھر دونوں فریق (خدا سے) دعا والتجا کریں اور جھوٹوں پر خدا کی لعنت بھیجیں (۶۱)۔ یہ تمام بیانات صحیح ہیں۔اور خدا کے سوا کوئی معبود نہیں۔اور بے شک خدا غالب (اور) صاحبِ حکمت ہے (۶۲)۔تو اگر یہ لوگ پھر جائیں تو خدا مُفسدوں کو خوب جانتا ہے (۶۳)۔ کہہ دو کہ اے اہلِ کتاب جو بات ہمارے اور تمہارے دونوں کے درمیان یکساں (تسلیم کی گئی) ہے اُس کی طرف آؤ وہ یہ کہ خدا کے سوا ہم کسی کی عبادت نہ کریں۔اور اُس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بنائیں۔اور ہم میں سے کوئی کسی کو خدا کے سوا اپنا کارساز نہ سمجھے۔اگر یہ لوگ (اس بات کو) نہ مانیں تو (اُن سے) کہہ دو کہ تم گواہ رہو کہ ہم (خدا کے) فرمانبردار ہیں (۶۴)۔

تفسیر سورۃ آل عمران آیات (٦١) تا (٦٤)

(۶۱) وفد بنی نجران نے جو رسول اللّٰہ ﷺ کے ساتھ اس چیز کے بیان کر دینے کے بعد کہ اللّٰہ تعالٰی کے ہاں حضرت عیسٰیؑ کی مثال حضرت آدمؑ کے طریقہ پر ہے جو مخاصمہ کیا اس کا اللّٰہ تعالٰی ذکر فرماتے ہیں۔

وہ لوگ بولے کہ حضرت عیسٰیؑ کے بارے میں جیسا کہ آپ کہتے ہیں کہ وہ نہ خدا ہیں اور نہ اس کے بیٹے اور نہ اس کے شریک ہیں ایسا نہیں تو اللّٰہ تعالٰی فرماتے ہیں کہ جو شخص حضرت عیسٰیؑ کے بارے میں آپ سے حجت کرے جب کہ آپ کے پاس علم واقعی آ چکا کہ حضرت عیسٰیؑ نہ خدا ہیں اور نہ اس کے بیٹے اور نہ اس کے شریک ہیں تو اگر یہ دلیل سے نہیں جاننا چاہتے تو آپ فرما دیجیے کہ ہم بھی اپنے بیٹوں کو باہر نکالتے ہیں تم بھی نکال لو اور ہم بھی اپنی عورتوں کو باہر لاتے ہیں، تم بھی لے آؤ اور ہم خود بھی آتے ہیں تم بھی آجاؤ پھر سب مل کر خوب کوشش اور آہ وزاری کے ساتھ دعا کریں کہ حضرت عیسٰیؑ کے بارے میں جو ہم میں سے جھوٹا ہو، اس پر اللّٰہ تعالٰی کی لعنت ہو۔

(۶۲-۶۳) اے محمد ﷺ جو کچھ آپ کے سامنے حضرت عیسٰیؑ اور وفد نجران کے بارے میں بیان کیا گیا ہے، وہ ہی سچی بات ہے کہ حضرت عیسٰیؑ نہ خدا ہیں اور نہ خدا کے بیٹے اور نہ اس کے شریک ہیں اور وحدہٗ لاشریک کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور جو ایمان نہ لائے اس پر اللّٰہ تعالٰی غلبہ والے ہیں حکمت والے ہیں کہ اس کے علاوہ اور کسی کی عبادت نہ کی جائے اور حکیم کے یہ معنی بھی بیان کیے گئے ہیں کہ ان پر لعنت پختہ ہوگئی، اس لیے انھوں نے اس ہدایت سے انحراف کیا اور رسول اکرم ﷺ کے ساتھ مباہلہ کے لیے نہیں آئے کیوں کہ یہ جانتے تھے کہ ہم جھوٹے ہیں اور حضور ﷺ سچے ہیں اور آپ کے اوصاف اور تعریف خود ان کی کتابوں میں موجود ہیں، پھر اگر یہ آپ کے مباہلہ کے لیے بلانے کے باوجود بھی

آپ کے ساتھ نہ نکلیں اور حق کو قبول نہ کریں تو اللہ تعالیٰ بنی نجران کے ان مفسد عیسائیوں کو خوب جاننے والے ہیں۔

(٦٤) اب ان کو توحید کی دعوت دی جاتی ہے کہ کلمہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان تسلیم شدہ ہے اور یہ کہ ہم اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ان میں سے کوئی کسی دوسرے کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں اپنا رب نہ بنائے، چنانچہ انھوں نے اس کو تسلیم کرنے سے انکار کیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اگر وہ اعراض اور توحید کے اقرار سے انکار کریں تو تم کہہ دو کہ تم لوگ اس بات پر گواہ رہو کہ ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کی توحید کا اقرار کرنے والے ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ ان نصاریٰ کے مباحثہ کا ذکر فرماتے ہیں کہ یہ لوگ رسول اکرم ﷺ سے آکر مباحثہ کرنے لگے اور کہنے لگے کہ ہم دین ابراہیم پر مسلمان ہیں اور توریت کو ثبوت میں پیش کرنے لگے۔

يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تُحَآجُّوْنَ فِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ وَمَاۤ اُنْزِلَتِ التَّوْرٰىةُ وَالْاِنْجِیْلُ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِهٖ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿٦٥﴾ هٰۤاَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ حَاجَجْتُمْ فِیْمَا لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَآجُّوْنَ فِیْمَا لَیْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٦٦﴾ مَا كَانَ اِبْرٰهِیْمُ یَهُوْدِیًّا وَّلَا نَصْرَانِیًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِیْفًا مُّسْلِمًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ﴿٦٧﴾ اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِیْمَ لَلَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِیُّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ؕ وَاللّٰهُ وَلِیُّ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿٦٨﴾ وَدَّتْ طَّآىِٕفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ یُضِلُّوْنَكُمْ ؕ وَمَا یُضِلُّوْنَ اِلَّاۤ اَنْفُسَهُمْ وَمَا یَشْعُرُوْنَ ﴿٦٩﴾ یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ﴿٧٠﴾

اے اہلِ کتاب تم ابراہیم کے بارے میں کیوں جھگڑتے ہو حالانکہ تورات اور انجیل ان کے بعد اتری ہیں (اور وہ پہلے ہو چکے ہیں) تو کیا تم عقل نہیں رکھتے (٦٥)۔ دیکھو ایسی بات میں تو تم نے جھگڑا کیا ہی تھا جس کا تمہیں کچھ علم تھا بھی۔ مگر ایسی بات میں کیوں جھگڑتے ہو جس کا تمہیں کچھ بھی علم نہیں اور خدا جانتا ہے اور تم نہیں جانتے (٦٦)۔ ابراہیم نہ تو یہودی تھے اور نہ عیسائی بلکہ سب سے بےتعلق ہو کر ایک (خدا) کے ہو رہے تھے اور اسی کے فرمانبردار تھے اور مشرکوں میں نہ تھے (٦٧)۔ ابراہیم سے قرب رکھنے والے تو وہ لوگ ہیں جو اُن کی پیروی کرتے ہیں اور یہ پیغمبر (آخرالزماں) اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اور خدا مومنوں کا کارساز ہے (٦٨)۔ (اے اہلِ اسلام) بعضے اہلِ کتاب اس بات کی خواہش رکھتے ہیں کہ تم کو گمراہ کر دیں۔ مگر یہ (تم کو کیا گمراہ کریں گے) اپنے آپ کو ہی گمراہ کر رہے ہیں اور نہیں جانتے (٦٩)۔ اے اہلِ کتاب تم خدا کی آیتوں سے کیوں انکار کرتے ہو اور تم (تورات کو) مانتے ہو (٧٠)

تفسیر سورۃ آل عمران آیات (٦٥) تا (٧٠)

(٦٥-٦٦-٦٧) چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کیوں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین کے بارے میں حجت کرتے ہو، یہ کتابیں تو حضرت ابراہیمؑ کے بہت بعد نازل ہوئی ہیں، توریت وانجیل میں کسی مقام پر یہ نہیں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام یہودی یا نصرانی تھے، اے گروہ یہود اور نصاریٰ! تم اپنی کتاب میں تو حجت کر چکے ہو جس میں یہ واضح طور پر موجود

ہے کہ رسول اکرم ﷺ نبی مرسل ہیں اور حضرت ابراہیمؑ نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی اور پھر تم اس بات کا انکار کرتے ہو تو پھر ایسے امور میں کیوں حجت کرتے ہو جو تمہاری کتابوں میں موجود نہیں اور پھر جھوٹ بولتے ہو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام یہودی یا نصرانی تھے اللہ تعالیٰ خوب جانتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی اور تم نہیں جانتے کہ وہ یہودی تھے یا نصرانی، اب اللہ تعالیٰ صاف طور پر ان کے اقوال کی تکذیب فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نہ دین یہود پر تھے اور نہ دین نصاریٰ پر البتہ طریق مستقیم والے صاحب اسلام تھے۔

شان نزول: یَا اَھْلَ الْکِتَابِ لِمَ تُحَاجُّوْنَ (الخ)

ابن اسحاقؒ نے اپنی سند متصل کے ساتھ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نجران کے عیسائی اور یہود کے عالم رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آکر جھگڑنے لگے، یہود کے عالم بولے کہ حضرت ابراہیم یہودی تھے اور نجران کے عیسائی بولے حضرت ابراہیم عیسائی تھے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں کیوں جھگڑتے ہو توریت، انجیل تو ان کے بہت بعد نازل ہوئیں اس روایت کو بیہقی نے بھی دلائل میں روایت کیا ہے۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۶۸) اب اللہ تعالیٰ ان حضرات کے معاملے کو بیان فرماتے ہیں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین پر تھے، البتہ سب سے زیادہ دین ابراہیمی کے وہ حق دار ہیں، جنھوں نے ان کے زمانہ میں ان کا اتباع کیا اور اس طرح وہ اہل ایمان جو رسول اکرم ﷺ کے دین پر ہیں اور جو حضرات رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لائے وہ دین ابراہیمی پر ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی ایمان والوں کا محافظ و مددگار ہے۔

(۶۹) اصحاب رسول اکرم ﷺ میں سے حضرت معاذ حذیفہ اور عمار کو غزوہ احد کے دن کعب بن اشرف اور اس کے ساتھیوں نے اپنے دین یہودیت کی دعوت دی کہ اسلام کو چھوڑ دیں اور اس کو قبول کر لیں، اللہ تعالیٰ اس کا ذکر فرماتے ہیں، اہل کتاب کی جماعت اس بات کی آرزو کرتی ہے کہ تمہیں تمہارے دین اسلام سے گمراہ کر دیں، مگر درحقیقت وہ خود دین الٰہی سے دور ہو چکے ہیں اور وہ یہ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو اس چیز کی اطلاع کر دے گا جن باتوں کا تم اپنی کتابوں میں قرار کرتے ہو۔

(۷۰) رسول اکرم ﷺ نبی مرسل ہیں، پھر کیوں انکار کرتے ہو اور کیوں اپنی کتابوں میں حق بات کے ساتھ باطل کو ملاتے ہو۔



يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۷۱﴾ وَقَالَتْ طَّآىِٕفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِیْۤ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوْۤا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَلَا تُؤْمِنُوْۤا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِیْنَكُمْ قُلْ اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ اَنْ یُّؤْتٰۤى اَحَدٌ مِّثْلَ مَاۤ اُوْتِیْتُمْ اَوْ یُحَآجُّوْكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ﴿۷۳﴾ یَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ﴿۷۴﴾

اے اہلِ کتاب تم سچ کو جھوٹ کے ساتھ خلط ملط کیوں کرتے ہو اور حق کو کیوں چھپاتے ہو اور تم جانتے بھی ہو (۷۱)۔ اور اہلِ کتاب ایک دوسرے سے کہتے ہیں کہ جو (کتاب) مومنوں پر نازل ہوئی ہے اُس پر دن کے شروع میں تو ایمان لے آیا کرو اور اُس کے آخر میں انکار کر دیا کرو تا کہ وہ (اسلام سے) برگشتہ ہو جائیں (۷۲)۔ اور اپنے دین کے پیرو کے سوا کسی اور کے قائل نہ ہونا۔ (اے پیغمبر) کہہ دو کہ ہدایت تو خدا ہی کی ہدایت ہے (وہ یہ بھی کہتے ہیں) یہ بھی (نہ ماننا) کہ جو چیز تم کو ملی ہے ویسی کسی اور کو ملے گی یا وہ تمہیں خدا کے رُوبرو قائل و معقول کر سکیں گے یہ بھی کہہ دو کہ بزرگی خدا ہی کے ہاتھ میں ہے وہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور خدا کشائش والا (اور) علم والا ہے (۷۳)۔ وہ اپنی رحمت سے جس کو چاہتا ہے خاص کر لیتا ہے اور خدا بڑے فضل کا مالک ہے (۷۴)

تفسیر سورۃ آل عمران آیات (۷۱) تا (۷٤)

(۷۱،۷۲) اور رسول اکرم ﷺ کی نعت وصفت میں تبدیلی کرتے ہو اور کیوں آپ کی نعت وصفت کو چھپاتے ہو حالاں کہ تم اپنی کتابوں میں اس اصل حقیقت کو جانتے ہو، تحویلِ قبلہ کے بعد کعب بن اشرف اور اس کے ساتھیوں نے جو مشورہ کیا اللّٰہ تعالیٰ اس کا ذکر فرماتے ہیں، یعنی کعب وغیرہ سرداران یہود نے اپنے لوگوں سے کہا کہ محمد ﷺ اور قرآن کریم پر دن کے شروع میں یعنی صبح کی نماز کے وقت ایمان لے آؤ اور ظہر کی نماز کے وقت انکار کر بیٹھو، تو لوگ یہ دیکھ کر کہیں گے کہ اہل کتاب اس قبلہ پر ایمان لے آئے جس کی طرف منہ کر کے رسول اکرم ﷺ اور آپ کے ساتھیوں نے صبح کی نماز پڑھی اور اس قبلہ سے انکار کیا جن کی طرف منہ کر کے ان لوگوں نے ظہر کی نماز پڑھی۔ شاید اس طرح دوسروں کو شک وشبہ میں ڈالنے سے عوام الناس تمہارے قبلہ اور تمہارے دین کی طرف پلٹ آئیں۔

شانِ نزول: وَقَالَتْ طَّآىِٕفَةٌ (الخ)

ابن اسحاق ؒ نے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ عبداللّٰہ بن صیف، عدی بن زید اور حارث بن عوف ان لوگوں میں سے بعض نے بعض سے کہا کہ رسول اکرم ﷺ اور ان کے اصحاب جو احکام بیان کرتے ہیں ہم ان پر صبح کو ایمان لائیں اور شام کو ان کا انکار کر دیں، تا کہ ان کے اصحاب بھی اسی طرح کرنے لگیں اور پھر ممکن ہے کہ ہماری اس تدبیر کے سبب یہ مسلمان ہمارے دین کی طرف لوٹ آئیں، اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ سے وَاسِعٌ عَلِیْمٌ تک آیات نازل فرمائیں۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۷۳۔۷۴) اور نبوت میں کسی کی بھی تصدیق مت کرو مگر یہ کہ جو افراد یہودیت اور تمہارے قبلہ بیت المقدس کی

پیروی کریں۔اب اللہ تعالیٰ ان کی اس دلیل کے فضول ہونے کا اظہار فرماتے ہیں کہ محمد ﷺ آپ ان یہودیوں سے فرما دیجیے کہ دینِ الٰہی وہ تو اسلام ہے اور قبلہ خداوندی بیت اللّٰہ ہے اور تم اے اہل کتاب ایسی باتیں اس لیے کرتے ہو کہ کسی اور کو ایسا دین اور ایسا قبلہ ملا ہے جیسا کہ اصحاب رسول اکرم ﷺ کو یہ بطور نعمت ملا ہے۔ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ یہود قیامت کے دن اس دین اور اس قبلہ میں تم سے دشمنی کر سکیں گے، آپ فرما دیجیے کہ بے شک نبوت و اسلام اور قبلہ ابراہیمی کی عطا اللّٰہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے اور وہ جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے، اس نے رسول اکرم ﷺ اور آپ کے اصحاب کو اس نعمت عظمیٰ کے ساتھ خاص فرمایا ہے۔

اور اللّٰہ تعالیٰ بخششوں میں وسعت والا اور جس کو دے رہا ہے اس کو پوری طرح جاننے والا ہے اس نے اپنے دین کے لیے رسول اکرم ﷺ اور آپ کے اصحاب کو منتخب فرمایا اور اللّٰہ تعالیٰ بڑے فضل والے ہیں کہ نبوت و اسلام رسول اللّٰہ ﷺ کو عطا فرمائی۔

شانِ نزول: قُلْ اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے بواسطہ سدی ابو مالک ؓ سے روایت کیا ہے کہ یہود کے علماء اپنے پیروکاروں سے کہتے تھے کہ جو تمہارے دین کی پیروی کرے اس پر ایمان لاؤ، اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

وَمِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَآئِمًا ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ بَلٰى مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰى فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَـمَنًا قَلِيْلًا اُولٰۗىِٕكَ لَا خَلَاقَ لَھُمْ فِي الْاٰخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُھُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ ۠ وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ وَاِنَّ مِنْھُمْ لَفَرِيْقًا يَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَھُمْ بِالْكِتٰبِ لِتَحْسَبُوْهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَمَا ھُوَ مِنَ الْكِتٰبِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ ھُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَمَا ھُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَي اللّٰهِ الْكَذِبَ وَھُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝

اور اہلِ کتاب میں سے کوئی تو ایسا ہے کہ اگر تم اس کے پاس (روپوں کا) ڈھیر امانت رکھ دو تو تم کو (فوراً) واپس دیدے اور کوئی اس طرح کا ہے کہ اگر اس کے پاس ایک دینار بھی امانت رکھو تو جب تک اس کے سر پر ہر وقت کھڑے نہ رہو تمہیں دے ہی نہیں یہ اس لئے کہ وہ کہتے ہیں کہ اُمیوں کے بارے میں ہم سے مواخذہ نہیں ہوگا یہ خدا پر محض جھوٹ بولتے ہیں اور (اس بات کو) جانتے بھی ہیں (۷۵)۔ ہاں جو شخص اپنے اقرار کو پورا کرے اور (خدا سے) ڈرے تو خدا ڈرنے والوں کو دوست رکھتا ہے (۷۶)۔ جو لوگ خدا کے اقراروں اور اپنی قسموں (کو بیچ ڈالتے ہیں اور اُن) کے عوض تھوڑی سی قیمت حاصل کرتے ہیں اُن کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں۔ اُن سے خدا نہ تو کلام کرے گا اور نہ قیامت کے روز اُن کی طرف دیکھے گا اور نہ اُن کو پاک کرے گا اور اُن کو دُکھ دینے والا عذاب ہوگا (۷۷)۔ اور (ان اہلِ کتاب) میں بعض ایسے ہیں کہ کتاب (تورات) کو زبان مروڑ مروڑ کر پڑھتے

ہیں تاکہ تم سمجھو کہ جو کچھ وہ پڑھتے ہیں کتاب میں سے ہے حالانکہ وہ کتاب میں سے نہیں ہوتا اور کہتے ہیں کہ وہ خدا کی طرف سے (نازل ہوا) ہے حالانکہ وہ خدا کی طرف سے نہیں ہوتا اور خدا پر جھوٹ بولتے ہیں اور (یہ بات) جانتے بھی ہیں (۷۸)

تفسیر سورة اٰل عمران آیات (۷۵) تا (۷۸)

(۷۵۔۷۶) اب اہل کتاب کی امانت اور خیانت کو اللّٰہ تعالیٰ واضح فرماتے ہیں، یہود میں سے حضرت عبداللّٰہ بن سلام اور ان کے ساتھی ایسے ہیں کہ اگر سونے کی تھیلیاں اور انبار ان کے پاس بطور امانت رکھ دو تو وہ مانگتے ہی اسی طرح تمہیں لوٹا دیں اور ان ہی میں سے کوئی فرد ایسا بھی ہے کہ اگر ایک دینار بھی تم اس کو دو گے تو وہ بھی واپس نہیں دے گا مگر یہ کہ تم اس سے مسلسل تقاضہ کرتے رہو اور یہ مثال کعب اور اس کے ساتھیوں کی ہے۔

اور یہ دوسرے کے مالوں کا کھا جانا اور خیانت کرنا اس بنا پر ہے کہ وہ اس بات کے مدعی ہیں کہ اہل کتاب کے علاوہ عربوں کا مال کھا جانے میں کوئی گناہ نہیں اور وہ خود جانتے ہیں کہ وہ اس چیز میں جھوٹے ہیں، خائن پر الزام ضرور ہوگا کیوں کہ جو شخص عہد خداوندی اور لوگوں کے وعدوں کو پورا کرے اور خیانت اور عہد توڑنے سے ڈرے تو یقیناً اللّٰہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو محبوب رکھتے ہیں اور وہ عبداللّٰہ بن سلام اور ان کے ساتھی ہیں۔ (جو ایسے اعلیٰ کردار کے مالک ہیں)

(۷۷) اب اس قسم کے یہودیوں کا انجام بیان فرماتے ہیں کہ جو لوگ اس عہد کو جو انھوں نے اللّٰہ سے کیا اور اپنی ان قسموں کو جو انبیاء کرام کے ساتھ کھائیں حقیر سے کچھ دنیاوی نفع کے بدلے میں توڑتے ہیں تو ایسے لوگوں کے لیے جنت میں کوئی حصہ نہیں اور نہ ان عہد شکن لوگوں سے اللّٰہ تعالیٰ کلام فرمائے گا اور نہ ان پر کسی بھی درجے میں رحمت فرمائے گا اور نہ یہودیت سے ان کو پاک صاف کرے گا اور ان کے لیے ایسا دردناک عذاب ہوگا کہ اس کی شدت ان کے دلوں تک سرایت کر جائے گی اور کہا گیا کہ یہ آیت کریمہ عبدان بن اشوع اور امرأ القیس کے بارے میں نازل ہوئی ہے کیوں کہ ان دونوں میں باہمی خصومت (دشمنی) تھی۔

شان نزول: اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ (الخ)

امام بخاریؒ و مسلمؒ نے اشعث ﷺ سے روایت کیا ہے کہ میری اور ایک یہودی کی مشترک زمین تھی، اس نے میرا حصہ دینے سے انکار کیا میں رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے مجھ سے فرمایا کیا تیرے پاس گواہ موجود ہیں، میں نے کہا نہیں پھر آپ نے اس یہودی سے کہا کہ قسم کھا، اس پر میں نے عرض کیا یا رسول اللّٰہ یہ تو جھوٹی قسم کھا کر میرا بھی حصہ لے جائے گا تب اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

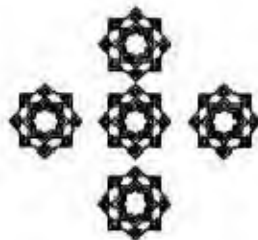
(لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

اورامام بخاریؒ نے عبداللّٰہ بن ابی اوفی ﷺ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص بازار میں سامان لایا اوراللّٰہ کی قسم کھائی کہ وہ جس قیمت پر فروخت کررہاہے اس پر دوسرا انہیں دے گا تا کہ مسلمانوں میں سے کوئی اس کی باتوں کے جال میں آجائے اس پراللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

حافظ ابن حجر عسقلانی ؒ فتح الباری میں فرماتے ہیں کہ دونوں حدیثوں میں کسی قسم کا کوئی تضاد نہیں، کیوں کہ ممکن ہے کہ دونوں واقعے ایک ساتھ آیت کریمہ کے نزول کا سبب ہوں۔

اور ابن جریر نے عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ یہود میں سے حیی بن اخطب اور کعب بن اشرف وغیرہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، اللّٰہ تعالیٰ نے توریت میں جو رسول اکرم ﷺ کی تعریف اور صفت بیان فرمائی تھی، ان لوگوں نے اس کو چھپالیا تھا اور اس میں تبدیلی کر کے قسمیں کھاتے تھے کہ یہی منجانب اللّٰہ ہے، حافظ ابن حجر عسقلانی ؒ فرماتے ہیں کہ اس آیت مبارکہ میں اس معنی کا بھی امکان ہے مگر زیادہ صحیح وہی شان نزول ہے جو بخاری میں مروی ہے۔(لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۷۸) اور ان میں کعب بن اشرف اور اس کے ساتھیوں کی جماعت ہے جو توریت میں تبدیلی کر کے اپنی زبانوں کو کج (ٹیڑھی) کر لیتے ہیں تا کہ بیوقوف اس کو توریت سمجھیں حالاں کہ یہ خود جانتے ہیں کہ یہ تحریف اصل توریت میں نہیں ہے اور کہا گیا ہے کہ یہ آیت یہود کے دو عالموں کے بارے میں نازل ہوئی کیونکہ انہوں نے توریت میں جو رسول اکرم ﷺ کی صفت موجود تھی، اس میں انہوں نے تبدیلی کر دی تھی۔



مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ﴿٧٩﴾ وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا ؕ اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿٨٠﴾ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿٨١﴾

کسی آدمی کو شایاں نہیں کہ خدا تو اُسے کتاب اور حکومت اور نبوّت عطا فرمائے اور وہ لوگوں سے کہے کہ خدا کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ۔ بلکہ (اُسکو یہ کہنا سزاوار ہے کہ اے اہلِ کتاب تم (علمائے) ربّانی ہو جاؤ کیونکہ تم کتابِ (خدا) پڑھتے پڑھاتے رہتے ہو (۷۹)۔ اور اس کو یہ بھی نہیں کہنا چاہیے کہ تم فرشتوں اور پیغمبروں کو خدا بنالو۔ بھلا جب تم مسلمان ہو چکے تو کیا اُسے زیبا ہے کہ تمہیں کافر ہونے کو کہے (۸۰)۔ اور جب خدا نے پیغمبروں سے عہد لیا کہ جب میں تم کو کتاب اور دانائی عطا کروں پھر تمہارے پاس کوئی پیغمبر آئے جو تمہاری کتاب کی تصدیق کرے تو تمہیں ضرور اُس پر ایمان لانا ہوگا اور ضرور اُس کی مدد کرنی ہوگی۔ اور (عہد لینے کے بعد) پوچھا کہ بھلا تم نے اقرار کیا اور اس اقرار پر میرا ذمّہ لیا (یعنی مجھے ضامن ٹھرایا) اُنہوں نے کہا (ہاں) ہم نے اقرار کیا۔ (خدا نے) فرمایا کہ تم (اس عہد و پیماں کے) گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں (۸۱)

تفسیر سورة آل عمران آیات (۷۹) تا (۸۱)

(۷۹۔۸۰) انبیاء کرام میں سے کسی سے یہ نہیں ہوسکتا کہ دین کی فہم عطا ہونے کے بعد وہ کہے تم لوگ اللہ کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ۔

وہ تو یہی کہے گا کہ تم علماء، فقہاء اللّٰہ تعالیٰ کے تابعدار بندے ہو جاؤ کیوں کہ تم خود بھی کتاب الٰہی کو جانتے ہو اور دوسروں کو بھی اس کی تعلیم دیتے ہو۔ اے گروہِ قریش! یاد رکھو وہ اللہ کا بندہ (ربانی) یہود و نصاریٰ کو ہرگز نہیں کہے گا کہ تم فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں بناؤ، اور یہی معاملہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بھی رہا کہ وہ ہر طرح کے شرک سے بیزار رہے اور وہ ابراہیم علیہ السلام جب تمہیں اسلام کا حکم دے چکے کہ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ (اور تمہاری موت اللہ کی توحید پر ہی آئے) پھر العیاذ باللّٰہ وہ کفر کے بارے میں کیسے حکم دیں گے۔

اللّٰہ تعالیٰ نے جس رسول کو بھی بھیجا، اسے دعوت اسلام پر مامور کر کے بھیجا ہے، یہودیت نصرانیت اور بت پرستی کے لیے نہیں بھیجا، جیسا کہ یہ کفار بکتے ہیں اور کہا گیا ہے کہ یہ آیت کریمہ یہودیوں کے مقولہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، وہ حضور ﷺ سے کہتے تھے کہ آپ ان باتوں کا اس لیے ہمیں حکم دیتے ہیں کہ ہم آپ سے محبت کریں اور جیسا کہ نصاریٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو معبود بنایا، اسی طرح آپ کو بھی معبود بنائیں، اسی طرح نصاری اور مشرکین کہتے تھے۔

شانِ نزول: مَا کَانَ لِبَشَرٍ (الخ)

ابن اسحاقؒ اور بیہقیؒ نے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ جس وقت اہل نجران میں سے یہود اور نصاریٰ کے عالم رسول اکرم ﷺ کے پاس جمع ہوئے اور آپ نے سب کو اسلام کی دعوت دی تو رافع قرقلی بولا کہ محمد ﷺ آپ یہ چاہتے ہیں کہ ہم آپ کو معبود بنالیں، جیسا کہ نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ کو معبود بنایا آپ نے یہ سن کر فرمایا معاذ اللہ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی اور عبدالرزاق نے اپنی تفسیر میں حسن ؓ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ ایک شخص نے رسول اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ ہم آپ کو اس طرح سلام کرتے ہیں، جیسا کہ آپس میں کرتے ہیں تو کیا پھر آپ کو سجدہ کریں، آپ نے فرمایا نہیں، بلکہ اپنے نبی کی عزت کرو اور جو حق بات (اسلام) کہتا ہے اسے سمجھو۔

کسی کے لیے ہرگز یہ جائز نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کے سامنے سر جھکائے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ ما کان البشر نازل فرمائی۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۸۱) اب اللہ تعالیٰ اس عہد و میثاق کا ذکر فرماتے ہیں جو اس نے تمام انبیاء کرام (اور ان کی قوموں سے) لیا کہ وہ رسول اکرم ﷺ پر ایمان لائیں گے اور آپ کی مدد فرمائیں گے، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہر ایک نبی سے یہ عہد لیا گیا کہ وہ رسول اکرم ﷺ کی نعت وصفت اور آپ کے فضائل کو بیان کرے گا جب کہ میں اللہ تعالیٰ تمہیں ایسی کتاب دوں گا، جس میں حلال و حرام تمام چیزوں کا بیان ہوگا اور پھر تم اس بات کا اپنی امت سے بھی عہد لوگے کہ اگر تمہارے پاس ایسا رسول آئے جو تمہاری کتابوں کی توحید کے بیان میں تصدیق کرنے والا ہو تو ضرور تم لوگ اس پر اور اس کے فضائل پر ایمان لاؤ گے اور اس کے دشمنوں کے خلاف جہاد میں اس کی مدد کرو گے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، آیا تم نے اقرار کیا اور میرا یہ عہد قبول کیا؟ تمام انبیاء کرام نے عرض کیا، بے شک ہم نے اس چیز کو قبول کیا ارشاد ہوا، اس اقرار نامہ پر گواہ رہنا اور میں بھی اس پر گواہ ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام سے اس چیز کا عہد لیا اور خود بھی اس چیز پر گواہ بنے چنانچہ ہر ایک نبی نے اپنی امت کے سامنے اس چیز کو بیان کیا اور ہر ایک نے اپنی امت سے اس چیز پر عہد لیا اور خود انبیاء کرام بھی اس کے گواہ بنے۔



فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ۝ قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِىَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝ وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِى الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ كَيْفَ يَهْدِى اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَشَهِدُوْٓا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّجَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝

تو جو اس کے بعد پھر جائیں وہ بد کردار ہیں (۸۲)۔ کیا یہ (کافر) خدا کے دین کے سوا کسی اور دین کے طالب ہیں۔ حالانکہ سب اہلِ آسمان و زمین خوشی یا زبردستی سے خدا کے فرمانبردار ہیں اور اُسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں (۸۳)۔ کہو کہ ہم خدا پر ایمان لائے اور جو کتاب ہم پر نازل ہوئی اور جو صحیفے ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ اور اسحٰقؑ اور یعقوبؑ اور اُن کی اولاد پر اُترے اور جو کتابیں موسیٰؑ اور عیسیٰؑ اور دوسرے انبیاؑ کو پروردگار کی طرف سے ملیں سب پر ایمان لائے۔ ہم ان پیغمبروں میں سے کسی میں کچھ فرق نہیں کرتے اور ہم اُسی (خدائے واحد) کے فرمانبردار ہیں (۸۴)۔ اور جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کا طالب ہوگا وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور ایسا شخص آخرت میں نقصان اُٹھانے والوں میں ہوگا (۸۵)۔ خدا ایسے لوگوں کو کیونکر ہدایت دے جو ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے اور (پہلے) اس بات کی گواہی دے چکے کہ یہ پیغمبر برحق ہے اور اُن کے پاس دلائل بھی آ گئے اور خدا بے انصافوں کو ہدایت نہیں دیتا (۸۶)

تفسیر سورة آل عمران آیات (۸۲) تا (۸٦)

(۸۲) اب امتوں میں سے اس عہد میثاق سے روگردانی کریں گے تو ایسے ہی لوگ بے حکمی کرنے والے کافر ہیں۔

(۸۳) اب اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ کی دشمنی اور ان کے رسول اکرم ﷺ سے سوال کرنے کا ذکر فرماتے ہیں، انھوں نے آپ ﷺ سے دریافت کیا کہ ہم میں سے کون حضرت ابراہیمؑ کے دین پر ہے، آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم دونوں جماعتوں میں سے کوئی بھی ملت ابراہیمی پر نہیں ہے، وہ بولے ہم آپ کی اس بات سے راضی نہیں ہیں اس پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ کیا اس دین اسلام کے علاوہ اور کسی طریقہ کو چاہتے ہو حالاں کہ توحید اور اسلام کے سامنے تمام فرشتے اور مومنین سر جھکائے ہوئے ہیں، تمام آسمانوں والے بخوشی اور زمین والے زبردستی اور یہ معنی بھی کیے گئے ہیں کہ اخلاص والے لوگ خوشی خوشی اور منافق بے اختیاری سے اسلام میں داخل ہوئے ہیں، وہ بے اختیاری کے ساتھ سر جھکائے ہوئے ہیں۔

اور مرنے کے بعد سب اسی کی طرف لوٹائے جائیں گے، اب اللہ تعالیٰ اسلام کی حقیقت کو واضح فرماتے ہیں، تاکہ ان لوگوں کو اس کی طرف رہنمائی ہو۔

(۸۴) اے محمد ﷺ آپ خاص دینِ اسلام کے لیے فرما دیجیے کہ ہم اس ذات وحدہٗ لاشریک پر اور قرآن کریم اور

حضرت ابراہیمؑ اوران کی کتاب پر حضرت اسماعیلؑ اوران کی کتاب پر حضرت اسحاقؑ اوران کی کتاب پر حضرت یعقوبؑ اوران کی کتاب پر، اور حضرت یعقوبؑ کی اولاد میں جوانبیاء گزرے ہیں ان پر اوران کی کتابوں پر حضرت موسیٰ علیہ السلام اوران کی کتاب پر اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اُن کی کتاب پر اور کلی طور پر تمام انبیاء کرام اوران کی کتابوں پر ایمان رکھتے ہیں، ہم ان انبیاء کرام میں سے کسی کا بھی انکار نہیں کرتے یا یہ کہ نبوت واسلام میں کسی میں بھی باہمی تفریق نہیں کرتے اور ہم اس ذات الٰہی کی عبادت کرنے والے اوراس کی توحیداوردین کا اقرار کرنے والے ہیں۔

(۸۵) اور جوشخص اسلام کے علاوہ کسی دوسرے دین کو طلب کرے گا تو وہ جنت اوراس کی نعمتوں سے محروم ہونے والوں اوردوزخ میں جانے والوں اورآخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔

شان نزول: وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ (الخ)

سعید بن منصور نے عکرمہؒ سے روایت کیا ہے کہ جب وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی تو یہودی بولے کہ وہ مسلمان ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ نے حج بیت اللہ فرض کیا ہے، وہ بولے ان پر فرض نہیں ہے اور حج کرنے سے انکار کیا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ (الخ) کہ جو منکر ہو تو اللہ تعالیٰ تمام جہان والوں سے غنی ہیں۔

(۸۶) اور اللہ تعالیٰ اپنے دین کی ایسے لوگوں کو کیسے ہدایت فرمائیں گے جو اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ پر ایمان لانے کے بعد کافر ہوگئے باوجود یہ کہ ان کو حقانیت اسلام کے واضح دلائل پہنچ چکے تھے اور اللہ تعالیٰ ایسے مشرکوں کو جو اس چیز کے اہل نہ ہوں ہدایت نہیں کیا کرتے۔

شان نزول: كَيْفَ يَهْدِى اللّٰهُ قَوْمًا (الخ)

حضرت امام نسائیؒ حاکمؒ اور ابن حبانؒ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انصار میں سے ایک شخص نے اسلام قبول کیا پھر وہ مرتد ہوگیا، اس کے بعد اس کو اپنے فعل پر شرمندگی ہوئی تو اس نے اپنی قوم کے پاس قاصد بھیجا کہ رسول اکرم ﷺ سے معلوم کرو کہ میرے لیے کچھ توبہ کا امکان ہے، اس پر كَيْفَ يَهْدِى اللّٰهُ سے اخیر تک یہ آیات نازل ہوئیں، چنانچہ اس کی قوم نے اس کو اس چیز سے مطلع کردیا اور وہ مشرف با اسلام ہوگیا اور عبدالرزاق نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ حارث بن سوید رسول اکرم ﷺ پر ایمان لے آیا اس کے بعد وہ مرتد ہوکر پھر اپنی قوم سے جا کر مل گیا تو اسکے بارے میں قرآن کریم کی یہ آیات نازل ہوئیں تو اس کی قوم میں سے ایک شخص نے ان آیات کو یاد کرکے اس کو جا کر سنایا تو حارث سن کر بولے اللہ کی قسم یقیناً تو سچا ہے اور رسول اکرم ﷺ تجھ سے زیادہ سچے ہیں اور اللہ تعالیٰ تم سے زیادہ سچا ہے، چنانچہ اس نے کفر سے توبہ کی اور مشرف با اسلام ہوگئے اور پھر ان کا اسلام بھی بہت اچھا ہوا۔

اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ اَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿٨٧﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿٨٨﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٨٩﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الضَّآلُّوْنَ ﴿٩٠﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّلَوِ افْتَدٰى بِهٖ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ وَّمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿٩١﴾

ان لوگوں کی سزا یہ ہے کہ اُن پر خدا کی اور فرشتوں کی اور انسانوں کی سب کی لعنت ہو (۸۷)۔ ہمیشہ اس لعنت میں (گرفتار) رہیں گے اُن سے نہ تو عذاب ہلکا کیا جائے گا اور نہ اُنہیں مہلت دی جائے گی (۸۸)۔ ہاں جنہوں نے اس کے بعد توبہ کی اور اپنی حالت درست کر لی تو خدا بخشنے والا مہربان ہے (۸۹)۔ جو لوگ ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے پھر کفر میں بڑھتے گئے ایسوں کی توبہ ہرگز قبول نہیں ہوگی اور یہ لوگ گمراہ ہیں (۹۰)۔ جو لوگ کافر ہوئے اور کفر ہی کی حالت میں مر گئے وہ اگر (نجات حاصل کرنی چاہیں اور) بدلے میں زمین بھر کا سونا دیں تو ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔ ان لوگوں کو دُکھ دینے والا عذاب ہوگا۔ اور ان کی کوئی مدد نہیں کرے گا (۹۱)

تفسیر سورۃ اٰل عمران آیات (۸۷) تا (۹۱)

(۸۷۔۸۸) ایسے لوگوں کی سزا یہی ہے کہ ان پر عذاب الٰہی اور فرشتوں اور تمام مسلمانوں کی لعنت نازل ہوتی ہے، اس لعنت میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے کسی قسم کی ان کو مہلت نہیں دی جائے گی۔

(۸۹۔۹۰) البتہ جو لوگ مرتد ہونے کے بعد اس کفر و شرک سے توبہ کر لیں اور خلوص کے ساتھ توحید خداوندی کے قائل ہو جائیں گے تو اللّٰہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کی مغفرت فرمانے والے اور جو توبہ کرے اس پر رحمت فرمانے والے ہیں او رجو لوگ ایمان باللّٰہ کے بعد مرتد ہو کر اسی پر جمے رہے تو جب تک اس پر قائم رہیں گے ہرگز ان کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی اور یقیناً ایسے لوگ ہدایت اور دین اسلام سے بے راہ ہیں۔

(۹۱) اور جو اسی حالتِ کفر میں مر گئے تو اگر وہ اپنی جان بچانے کے لیے جتنے وزن کا سونا بھی لے آئیں تو وہ بھی قبول نہیں کیا جائے گا اور ان کے لیے ایسا دردناک عذاب ہوگا کہ اس کی شدت ان کے دلوں تک سرایت کر جائے گی اور کوئی بھی ان سے اس عذاب خداوندی کو ٹالنے والا نہ ہوگا، وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ سے لے کر یہاں تک یہ آیات منافقین میں سے دس آدمیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہیں جو دین اسلام سے مرتد ہو کر مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ چلے آئے تھے، چنانچہ ان میں بعض مرتد ہونے کی حالت میں مر گئے تھے اور بعض اسی حالت میں مارے گئے تھے اور بعض نے ان میں سے پھر اسلام کو قبول کر لیا تھا۔

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۬ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ ۝ كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآءِیْلُ عَلٰى نَفْسِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَاۤ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝ فَمَنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ ۫ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۝ اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝ فِیْهِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِیْمَ ۚ۬ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ؕ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْهِ سَبِیْلًا ؕ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ ۝

(مومنو!) جب تک تم اُن چیزوں میں سے جوتمہیں عزیز ہیں (راہِ خدا میں) صرف نہ کرو گے کبھی نیکی حاصل نہ کرسکو گے اور جو چیز تم صرف کرو گے خدا اُس کو جانتا ہے (۹۲)۔ بنی اسرائیل کے لئے (تورات کے نازل ہونے سے) پہلے کھانے کی تمام چیزیں حلال تھیں بجز اُن کے جو یعقوبؑ نے خود اپنے اُوپر حرام کرلی تھیں کہہ دو کہ اگر سچے ہو تو تورات لاؤ اور اُسے پڑھو (یعنی دلیل پیش کرو) (۹۳)۔ جو اس کے بعد بھی خدا پر جھوٹ افترا کریں تو ایسے لوگ ہی بے انصاف ہیں (۹۴)۔ کہہ دو کہ خدا نے سچ فرمادیا پس دینِ ابراہیم کی پیروی کرو جو سب سے بے تعلق ہوکر ایک (خدا) کے ہو رہے تھے اور مشرکوں سے نہ تھے (۹۵)۔ پہلا گھر جو لوگوں (کے عبادت کرنے) کے لئے مقرر کیا گیا تھا وہی ہے جو مکے میں ہے بابرکت اور جہاں کے لئے موجب ہدایت (۹۶)۔ اس میں کھلی ہوئی نشانیاں ہیں جن میں سے ایک ابراہیمؑ کے کھڑے ہونے کی جگہ ہے۔ جو شخص اس (مبارک) گھر میں داخل ہوا اس نے امن پالیا۔ اور لوگوں پر خدا کا حق (یعنی فرض) ہے کہ جو اس گھر تک جانے کا مقدور رکھے وہ اس کا حج کرے۔ اور جو اس حکم کی تعمیل نہ کرے گا تو خدا بھی اہلِ عالم سے بے نیاز ہے (۹۷)

تفسیر سورۃ آل عمران آیات (۹۲) تا (۹۷)

(۹۲) اللّٰہ تعالیٰ مسلمانوں کو راہ اللّٰہ میں اپنے اموال خرچ کرنے کی ترغیب دلا رہے ہیں کہ اللّٰہ تعالیٰ کے یہاں ثواب وبزرگی اور جنت نہیں حاصل کرسکو گے جب تک کہ اپنی بہت پیاری چیز کو راہ اللّٰہ میں نہ خرچ کرو اور ایک معنی یہ بھی بیان کیے گئے کہ توکل اور تقویٰ اس کے بغیر ہرگز نہیں حاصل ہوسکتا اور جو بھی اموال خرچ کرتے ہو وہ ذات اس میں تمہاری نیتوں سے بخوبی واقف ہے کہ حق تعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے خرچ کیا ہے یا لوگوں کی تعریف کے لیے۔

(۹۳۔۹۴) سب کھانے کی چیزیں نزول توریت سے پہلے سوائے اس کے جس کو حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے اوپر حرام کرلیا تھا، بنی اسرائیل پر حلال تھیں وہ سب کھانے کی چیزیں آج رسول اکرم ﷺ اور آپ کی امت پر حلال ہیں۔

توریت کے نازل ہونے سے پہلے حضرت یعقوب علیہ السلام نے نذر مانی تھی جس کی بنا پر انھوں نے اپنے اوپر اونٹ کا گوشت اور اس کا دودھ حرام کرلیا تھا۔

جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی تو رسول اکرم ﷺ نے یہود سے دریافت کیا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے

اپنے اوپر کون سے کھانوں کو حرام کیا تھا وہ بولے حضرت یعقوبؑ نے اپنے اوپر کھانے کی کسی بھی چیز کو حرام نہیں کیا تھا اور جو چیزیں آج ہم پر حرام ہیں، جیسا کہ اونٹ کا گوشت اور اس کا دودھ اور گائے، بکری کی چربی وغیرہ وہ حضرت آدم سے لے کر حضرت موسیٰؑ تک ہر ایک نبی پر حرام رہی ہیں اور تم ان چیزوں کو حلال سمجھتے ہو پھر یہودی بولے کہ ان چیزوں کی حرمت توریت میں موجود ہے، اس پر اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ سے فرمایا کہ آپ ان لوگوں سے فرمادیجیے کہ اگر تم لوگ اپنے دعوے میں سچے ہو تو توریت لاکر دکھادو مگر وہ لے کر نہ آئے اور بخوبی سمجھ گئے کہ وہی جھوٹے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس واضح بیان کے بعد بھی جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھے وہ پکا کافر ہے۔

(۹۵) اے محمد ﷺ آپ فرمادیجیے کہ اللہ تعالیٰ نے سچ کہا کہ حضرت ابراہیمؑ نہ یہودی تھے اور نہ عیسائی یا یہ کہ حلال و حرام جو بیان کی گئی ہے، اس میں اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا لہٰذا دین ابراہیمی کی پیروی کرو جس میں ذرہ برابر کجی نہیں (اور وہ توحید خالص کے علم بردار تھے)۔

(۹۶-۹۷) سب سے پہلی مسجد جو مسلمانوں کے لیے بنائی گئی یعنی خانہ کعبہ اور مکہ کو ''بکہ'' اس لیے کہا گیا کیوں کہ طواف میں ہجوم کی بنا پر ایک دوسرے پر گرتے ہیں اور بڑے بڑے سرکش و نافرمان آکر وہاں آہ وزاری کرتے ہیں۔

اور وہ مقام مغفرت و رحمت والا ہے اور وہ ہر ایک نبی رسول صدیق اور مومن کا قبلہ ہے اور اس میں کھلی نشانیاں موجود ہیں اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کا پتھر اور حجر اسود موجود ہے اور اس میں جو داخل ہو وہ حملہ سے امن والا ہو جاتا ہے اور مسلمانوں میں سے اس شخص پر جو وہاں تک جانے آنے کھانے پینے اور اپنی واپسی تک اپنے اہل و عیال کو خرچہ دینے کی طاقت رکھتا ہو اس پر حج بیت اللہ فرض ہے۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ رسول اکرم ﷺ قرآن کریم اور حج کا منکر ہو تو اللہ تعالیٰ کو ایسے لوگوں کے ایمان اور حج کی کوئی ضرورت نہیں۔

قُلْ يَٰٓأَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰى مَا تَعْمَلُوْنَ ﴿٩٨﴾ قُلْ يَٰٓأَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا وَّاَنْتُمْ شُهَدَآءُ ۗ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿٩٩﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوْا فَرِيْقًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ يَرُدُّوْكُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ كٰفِرِيْنَ ﴿١٠٠﴾ وَكَيْفَ تَكْفُرُوْنَ وَاَنْتُمْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ وَفِيْكُمْ رَسُوْلُهٗ ۗ وَمَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿١٠١﴾

کہو کہ اے اہلِ کتاب! تم خدا کی آیتوں سے کیوں کفر کرتے ہو اور خدا تمہارے سب اعمال سے باخبر ہے (۹۸)۔ کہو کہ اے اہلِ کتاب تم مومنوں کو خدا کے رستے سے کیوں روکتے ہو اور باوجود یکہ تم اس سے واقف ہو اُس میں کجی نکالتے ہو اور خدا تمہارے کاموں سے بے خبر نہیں (۹۹)۔ مومنو! اگر تم اہلِ کتاب کے کسی فریق کا کہا مان لو گے تو وہ تمہیں ایمان لانے کے بعد کافر بنادیں گے (۱۰۰)۔ اور تم کیونکر کفر کرو گے جبکہ تم کو خدا کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سنائی جاتی ہیں اور تم میں اُس کے پیغمبر موجود ہیں۔ اور جس نے خدا (کی ہدایت کی رسی) کو مظبوط پکڑ لیا وہ سیدھے رستے لگ گیا (۱۰۱)

تفسیر سورۃ اٰل عمران آیات (۹۸) تا (۱۰۱)

(۹۸۔۹۹) اے اہل کتاب رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کا کس لیے انکار کرتے ہو حالاں کہ اللہ تعالیٰ تمہارے کفر وگناہ کے چھپانے کو جانتا ہے اور کیوں ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اس کے دین سے ہٹانے کی کوشش میں لگے رہتے ہو جو کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لا چکا ہے، اور اب اسے تم کجی اور گمراہی کے تلاش کرنے کی وجہ سے ہٹاتے ہو؟ اللہ کے سامنے یہ راز نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہاری کفر وگناہ کی پوشیدہ کارروائیوں تک کو جانتا ہے۔

(۱۰۰۔۱۰۱) یہ آیت مبارکہ حضرت عمارؓ اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جب کہ یہودیوں نے ان کو اپنے دین کی دعوت دی تھی، اہل کتاب کی ایک جماعت تمہارے ایمان لانے کے بعد یہ چاہتی ہے کہ تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے منکر ہو جاؤ اور تم کیسے اللہ تعالیٰ کے منکر ہو سکتے ہو حالاں کہ تم پر قرآن کریم کے اوامر ونواہی پڑھے جاتے ہیں اور تمہارے پاس رسول اکرم ﷺ موجود ہیں لہٰذا جو شخص دین الٰہی اور اس کی کتاب پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہا تو ایسا شخص ضرور راہ راست پر آتا ہے اور اس پر استقامت حاصل ہوتی ہے، یہ آیت حضرت معاذ اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی اور پھر اس کے بعد دوبارہ قبیلہ اوس اور خزرج کے بارے میں نازل ہوئی ہے کیوں کہ ان میں سے ثعلبہؓ بن غنم اور سعدؓ بن ابی زیادہ نے اپنے زمانہ جاہلیت کی قتل وغارت گری پر فخر کیا تھا۔

شان نزول: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا (الخ)

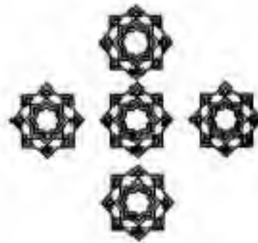
فریابیؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے ابن عباس ﷺ سے روایت کیا ہے کہ قبیلہ اوس اور خزرج کے درمیان زمانہ جاہلیت سے لڑائی تھی ایک دن وہ سب مل کر بیٹھے اور آپس کے جھگڑے کا ذکر کرنے لگے یہاں تک کہ غصہ میں بھر گئے اور ایک دوسرے پر ہتھیار لے کر کھڑے ہو گئے اس پر وَکَیْفَ تَکْفُرُوْنَ اور اس کے بعد والی دو آیات نازل ہوئیں۔

ابن اسحاقؒ اور ابوالشیخؒ نے زید بن اسلمؒ سے روایت نقل کی ہے کہ شاس بن قیس یہودی اوس اور خزرج کے پاس سے گزرا اور ان کو آپس میں باتیں کرتا ہوا دیکھ کر حسد کیا کہ زمانہ جاہلیت میں ان میں کس قدر دشمنی تھی اور اب آپس میں کس قدر محبت ہے، چنانچہ اس سے برداشت نہ ہوا اس نے آ کر ایک یہودی نوجوان کو حکم دیا کہ اوس وخزرج کے مسلمانوں کی مجلس میں جا کر بیٹھے اور جنگ ''بعاث'' کا ذکر چھیڑے اور ان کو وہ وقت یاد دلائے چنانچہ اس نے آ کر ایسا ہی کیا اس کی یہ باتیں سن کر انھوں نے آپس میں لڑائی اور ایک دوسرے پر فخر کرنا شروع کیا۔ قبیلہ اوس سے اوس بن قیظی اور خزرج سے جبار بن جعفر یہ دونوں آدمی کھڑے ہو گئے اور آپس میں گفتگو کی جس سے دونوں قبائل غصہ میں تیار ہو گئے

اس چیز کی اطلاع رسول اکرم ﷺ کو پہنچی، آپ ﷺ وہاں تشریف لائے اور ان کو نصیحت کر کے آپس میں صلح کرادی۔ ان سب حضرات نے آپ کی بات کو بسروچشم سنا اور اطاعت و فرمانبرداری کے لیے اپنی گردنیں جھکا دیں، اللہ تعالیٰ نے قبیلہ اوس و خزرج اور جو اُن کے ساتھ تھے اُن کے بارے میں یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (الخ) یہ آیت کریمہ نازل فرمائی اور شاس بن قیس کے بارے میں یَا اَهْلَ الْکِتَابِ لِمَ تَصُدُّوْنَ والی آیت نازل فرمائی۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰیٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ یَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَیْرِ وَیَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۴﴾

مومنو! خدا سے ڈرو جیسا کہ اُس سے ڈرنے کا حق ہے اور مرنا تو مسلمان ہی مرنا (۱۰۲)۔ اور سب مل کر خدا کی (ہدایت کی) رسّی کو مضبوط پکڑے رہنا اور متفرق نہ ہونا۔ اور خدا کی اُس مہربانی کو یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دُشمن تھے تو اُس نے تمہارے دلوں میں اُلفت ڈال دی اور تم اُسکی مہربانی سے بھائی بھائی ہو گئے اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے تک پہنچ چکے تھے تو خدا نے اُس سے تم کو بچا لیا۔ اس طرح خدا تم کو اپنی آیتیں کھول کھول کر سُناتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ (۱۰۳)۔ اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہئے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بُلائے اور اچھے کام کرنے کا حکم دے اور بُرے کاموں سے منع کرے۔ یہی لوگ ہیں جو نجات پانے والے ہیں (۱۰۴)



تفسیر سورة ال عمران آیات (۱۰۲) تا (۱۰٤)

(۱۰۲) اللہ تعالیٰ کی اس طرح اطاعت کرو کہ پھر اس کی نافرمانی نہ ہو اور ایسا شکر کرو کہ پھر کبھی اس کی ناشکری نہ ہو اور اس طرح یاد کرو کہ کبھی اس سے غافل نہ ہو، عبادت اور توحید کے اقرار کے بعد اسی پر خلوص کے ساتھ جمے رہو۔

(۱۰۳) اور دینِ الٰہی اور کتاب خداوندی (قرآن) کو مضبوطی کے ساتھ تھامے رکھو اور اسلام کی اس نعمت کو یاد کرو کہ جاہلیت میں تم کس طرح باہم دشمن تھے پھر دین اسلام سے آپس میں بھائی بھائی ہو گئے۔

اور بوجہ کفر کے تم لوگ دوزخ کے کنارے پر کھڑے تھے، اس دوزخ سے تمہیں بذریعہ ایمان نجات عطا کی، اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنے اوامر ونواہی اور اپنے احسانات کا تذکرہ کرتا رہتا ہے تاکہ تمہیں ہدایت حاصل ہو۔

(۱۰۴) اب اللہ تعالیٰ امر بالمعروف اور آپس میں صلح کرانے کا حکم دیتا ہے کہ تم لوگوں میں ہمیشہ ایک ایسی جماعت رہنی چاہیے۔ جو نیکی، صلح، توحید اور رسول اکرم ﷺ کی اطاعت کا حکم اور کفر و شرک سے روکتی اور منع کرتی رہے۔

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ۚ وَأُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿۱۰۵﴾ يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ ۚ فَأَمَّا الَّذِينَ اسْوَدَّتْ وُجُوهُهُمْ أَكَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ﴿۱۰۶﴾ وَأَمَّا الَّذِينَ ابْيَضَّتْ وُجُوهُهُمْ فَفِي رَحْمَةِ اللّٰهِ ۖ هُمْ فِيهَا خٰلِدُونَ ﴿۱۰۷﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۗ وَمَا اللّٰهُ يُرِيدُ ظُلْمًا لِلْعٰلَمِينَ ﴿۱۰۸﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ وَإِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ﴿۱۰۹﴾ كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ ۗ وَلَوْ اٰمَنَ أَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ ۚ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُونَ وَأَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُونَ ﴿۱۱۰﴾

اور اُن کی طرح نہ ہونا جو متفرق ہو گئے اور احکام بیّن کے آنے کے بعد ایک دوسرے سے (خلاف و) اختلاف کرنے لگے یہ وہ لوگ ہیں جن کو (قیامت کے دن) بڑا عذاب ہوگا ۱۰۵۔ جس دن بہت سے مُنہ سفید ہوں گے اور بہت سے منہ سیاہ۔ تو جن لوگوں کے مُنہ سیاہ ہوں گے (اُن سے خدا فرمائے گا) کیا تم ایمان لا کر کافر ہو گئے تھے؟ سو (اب) اُس کفر کے بدلے عذاب (کے مزے) چکھو (۱۰۶)۔ اور جن لوگوں کے مُنہ سفید ہونگے وہ خدا کی رحمت (کے باغوں) میں ہوں گے اور اُن میں ہمیشہ رہیں گے (۱۰۷)۔ یہ خدا کی آیتیں ہیں جو ہم تم کو صحت کے ساتھ پڑھ کر سُناتے ہیں۔ اور خدا اہلِ عالم پر ظلم نہیں کرنا چاہتا (۱۰۸)۔ اور جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب خدا ہی کا ہے اور سب کاموں کا رجوع (اور انجام) خدا ہی کی طرف ہے (۱۰۹)۔ (مومنو!) جتنی اُمتیں (یعنی قومیں) لوگوں میں پیدا ہوئیں تم ان سب سے بہتر ہو کہ نیک کام کرنے کو کہتے ہو اور بُرے کاموں سے منع کرتے ہو اور خدا پر ایمان رکھتے ہو اور اگر اہلِ کتاب بھی ایمان لے آتے تو اُن کے لئے بہت اچھا ہوتا۔ ان میں ایمان لانے والے بھی ہیں (لیکن تھوڑے) اور اکثر نافرمان ہیں۔ (۱۱۰)

تفسیر سورۃ آل عمران آیات (۱۰۵) تا (۱۱۰)

(۱۰۵) ایسے ہی یہ حضرات مومنین اللّٰہ کے غصہ اور عذاب سے نجات پانے والے ہیں اور یہود و نصاریٰ نے جس طرح دین میں اختلاف کیا تم اس طرح اپنی کتاب میں اسلام کے واضح اور روشن دلائل آجانے کے بعد اختلاف مت کرنا ان یہود و نصاریٰ کے لیے بہت بڑی سزا ہے۔

(۱۰۶۔۱۰۷) قیامت کا دن ایسا ہوگا کہ جس دن بعض لوگوں کے چہرے سفید ہوں گے اور بعض کے سیاہ تو ان سیاہ چہرے والوں سے فرشتے کہیں گے کہ کیا تم نے ہی ایمان لانے کے بعد کفر کیا تھا اور سفید چہرے والے جنت میں رہیں گے، نہ وہاں موت آئے گی اور نہ وہ اس سے بے دخل کیے جائیں گے۔

(۱۰۸،۱۰۹) یہ اللّٰہ تعالیٰ کی قرآنی آیات ہیں جن کو جبریل امینؑ کے ذریعے حق اور باطل کے واضح کر دینے کے لیے ہم آپ ﷺ پر نازل کرتے ہیں، اللّٰہ تعالیٰ کی جانب سے جن و انس میں سے کسی سے بھی زیادتی نہیں ہوگی تمام مخلوقات اور یہ عجائبات اسی کی مِلک ہیں اور آخرت میں تم سب کو اسیؐ کی طرف لوٹنا ہے، (۱۱۰) تم لوگوں کے لیے بہترین جماعت ہو، اب اسی بہتری کو بیان فرماتے ہیں کہ تم توحید اور رسول اکرم ﷺ کی پیروی کا حکم کفر و شرک اور رسول اللّٰہ ﷺ مخالفت سے روکتے ہو اور اللّٰہ تعالیٰ اور تمام رسولوں اور تمام کتابوں پر ایمان رکھتے ہو۔

اور اگر یہود و نصاریٰ ایمان لے آئیں تو ان کے لیے اچھا ہے، ان میں سے بعض مثلاً عبداللّٰہ بن سلام اور ان کے ساتھی مومن اور اکثر کافر ہیں۔

لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّآ اَذًى ۭ وَاِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ يُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ ۣ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ اَيْنَ مَا ثُقِفُوْٓا اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَاۗءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّھُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ الْاَنْۢبِيَاۗءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۭ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ لَيْسُوْا سَوَاۗءً ۭ مِنْ اَھْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَاۗىِٕمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَاۗءَ الَّيْلِ وَھُمْ يَسْجُدُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَمَا يَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۱۵﴾

اور یہ تمہیں خفیف سی تکلیف کے سوا کچھ نقصان نہیں پہنچا سکیں گے اور اگر تم سے لڑیں گے تو پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے۔ پھر ان کو مدد بھی (کہیں سے) نہیں ملے گی (۱۱۱)۔ یہ جہاں نظر آئیں گے ذلت (کو دیکھو گے کہ) ان سے چمٹ رہی ہے۔ بجز اس کے کہ یہ خدا اور (مسلمان) لوگوں کی پناہ میں آجائیں اور یہ لوگ خدا کے غضب میں گرفتار ہیں اور ناداری ان سے لپٹ رہی ہے۔ یہ اس لئے کہ خدا کی آیتوں کا انکار کرتے تھے اور (اس کے) پیغمبروں کو ناحق قتل کر دیتے تھے۔ یہ اس لئے کہ یہ نافرمانی کئے جاتے اور حد سے بڑھے جاتے تھے (۱۱۲)۔ یہ بھی سب ایک جیسے نہیں ہیں۔ ان اہلِ کتاب میں کچھ لوگ (حکم خدا پر) قائم بھی ہیں۔ جو رات کے وقت خدا کی آیتیں پڑھتے ہیں اور (اس کے آگے) سجدے کرتے ہیں (۱۱۳)۔ (اور) خدا پر اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے اور اچھے کام کرنے کو کہتے

اور بُری باتوں سے منع کرتے اور نیکیوں پر لپکتے ہیں۔ اور یہی لوگ نیکوکار ہیں (۱۱۴)۔ اور یہ جس طرح کی نیکی کرینگے اس کی ناقدری نہیں کی جائیگی اور خدا پرہیز گاروں کو خوب جانتا ہے (۱۱۵)

تفسیر سورۃ اٰل عمران آیات (۱۱۱) تا (۱۱۵)

(۱۱۱) یہود تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکیں گے مگر زبانی گالی گلوچ دیں گے اور اگر وہ دین کے اندر لڑائی کی جرأت کریں گے تو بھی انھیں شکست ہوگی اور وہ، نہ تمہاری تلواروں کے واروں کو روک سکیں گے اور نہ وہ قید سے بچ سکیں گے۔

(۱۱۲) یہ مغضوب قوم یہود جہاں کہیں بھی موجود ہوگی جزیہ کی ذلت ان پر جما دی گئی ہے مومنین کے مقابلہ میں یہ ایمان باللّٰہ (یعنی قبول حق) یا جزیہ کے عہد و پیمان کے بغیر یہ ہرگز نہیں ٹھہر سکیں گے، یہ لعنت کے مستحق ہوگئے اور ان پر پستی جما دی گئی، یہ ذلت و مفلسی اسی بنا پر ہے کہ یہ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کا انکار کرتے تھے اور یہ غصہ اور ذلت ہفتہ کے دن میں نافرمانی کرنے انبیاء کرام کے قتل کرنے اور حرام چیزوں کو حلال سمجھنے کی وجہ سے بھی ہے۔

(۱۱۳۔۱۱۴) ہاں اہل کتاب میں سے جو حضرات اسلام قبول کر چکے، وہ ان کی طرح نہیں ہیں جو ایمان نہیں لائے ان میں سے انصاف والی ایک جماعت وہ بھی ہے جو ہدایت اور توحید خداوندی پر قائم ہے جیسا کہ یہ عبداللّٰہ بن سلام رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی یہ حضرات راتوں کو نماز میں قرآن کریم پڑھتے ہیں اور پابندی سے نمازوں کا اہتمام رکھتے ہیں اور تمام کتب سماویہ اور تمام رسولوں اور مرنے کے بعد زندہ ہوتے اور جنت کی نعمتوں پر ایمان رکھتے ہیں۔

اور اس کے ساتھ ساتھ توحید اور رسول اکرم ﷺ کی پیروی کا حکم اور کفر و شرک اور شیطان کی پیروی سے روکتے اور نیکیوں میں سبقت کرتے ہیں یہی لوگ رسول اکرم ﷺ کی امت میں سے نیکوکار ہیں یا یہ کہ رسول اکرم ﷺ کی امت میں جو حضرات سب سے بڑھ کر نیکوکار ہیں، جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی یہ لوگ جنت میں ان حضرات کے ساتھ ہوں گے۔

شان نزول: لَيْسُوْا سَوَآءً مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ، طبرانیؒ اور ابن مندہؒ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جس وقت حضرت عبداللّٰہ بن سلام رضی اللہ عنہ، ثعلبہ بن سعید رضی اللہ عنہ، اسید بن عبد رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھ یہودیوں میں سے اور حضرات مشرف با اسلام ہوگئے اور انھوں نے سچائی کے ساتھ ایمان قبول کیا اور اسلام میں جوش اور رغبت پیدا کی تو یہود کے علماء اور کافر بولے کہ ہم میں جو برے ہیں وہ رسول اکرم ﷺ پر ایمان لائے ہیں اور جو ہم میں پسندیدہ ہیں انھوں نے اپنے آباؤ اجداد کے دین کو نہیں چھوڑا اور نہ دوسرے دین کو اختیار کیا اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ اہل کتاب میں سے یہ سب برابر نہیں۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

اور امام احمد وغیرہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک مرتبہ رسول اکرم ﷺ نماز عشاء میں کچھ دیر سے تشریف لائے تو صحابہ کرام کو دیکھا کہ وہ نماز کے انتظار میں بیٹھے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا تم لوگوں کے علاوہ کوئی دین والا بھی ایسا نہیں جو اس وقت اللّٰہ تعالیٰ کو یاد کرے، اس وقت یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

(۱۱۵) عبداللّٰہ بن سلام رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی مذکورہ باتوں میں سے جو بھی نیکیاں یا رسول اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کے ساتھ جو بھی احسان کریں گے اس کے ثواب سے محروم نہیں کیے جائیں گے، بلکہ ان حضرات کو اس کا ثواب ضرور ملے گا اور جو حضرات کفر و شرک اور تمام فواحش سے بچتے ہیں جیسے حضرت عبداللّٰہ بن سلام رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی، تو اللّٰہ تعالیٰ ان کو خوب جانتا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ ھُمْ فِيْھَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ مَثَلُ مَا يُنْفِقُوْنَ فِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَثَلِ رِيْحٍ فِيْهَا صِرٌّ اَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ فَاَھْلَكَتْهُ ۭ وَمَا ظَلَمَھُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ اَنْفُسَھُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ يٰٓاَيُّھَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ۭ وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ ۚ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاۗءُ مِنْ اَفْوَاهِھِمْ ښ وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُھُمْ اَكْبَرُ ۭ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۱۸﴾

جو لوگ کافر ہیں اُن کے مال اور اولاد خدا کے غضب کو ہرگز نہیں ٹال سکیں گے۔ اور یہ لوگ اہلِ دوزخ ہیں کہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے (۱۱۶)۔ یہ جو مال دُنیا کی زندگی میں خرچ کرتے ہیں اُسکی مثال ہوا کی سی ہے جس میں سخت سردی ہو اور وہ ایسے لوگوں کی کھیتی پر جو اپنے آپ پر ظلم کرتے تھے چلے اور اُسے تباہ کر دے اور خدا نے اُن پر کچھ ظلم نہیں کیا بلکہ یہ خود اپنے اُوپر ظلم کر رہے ہیں (۱۱۷)۔ مومنو! کسی غیر (مذہب کے آدمی) کو اپنا رازداں نہ بنانا یہ لوگ تمہاری خرابی (اور فتنہ انگیزی کرنے) میں کسی طرح کی کوتاہی نہیں کرتے اور چاہتے ہیں کہ (جس طرح ہو) تمہیں تکلیف پہنچے۔ اُن کی زبانوں سے تو دُشمنی ظاہر ہو ہی چکی ہے۔ اور جو (کینے) ان کے سینوں میں مخفی ہیں وہ کہیں زیادہ ہیں۔ اگر تم عقل رکھتے ہو تو ہم نے تم کو اپنی آیتیں کھول کھول کر سُنا دی ہیں (۱۱۸)

تفسیر سورۃ ال عمران آیات (۱۱۶) تا (۱۱۸)

(۱۱۶) اور جن لوگوں نے رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کا انکار کیا جیسا کہ کعب اور اس کے ساتھی تو ان کے اموال و اولاد کی زیادتی انھیں خداوند کے عذاب سے نہیں بچا سکے گی یہ جہنمی ہیں اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

(۱۱۷) یہود یہودیت کے زمانہ میں جو خرچ کرتے ہیں اسکی مثال سخت ٹھنڈی یا بہت گرم ہوا کی طرح ہے جو ایسے لوگوں کی کھیتی کو لگے جو اللّٰہ تعالیٰ کے حقوق کی ادائیگی سے غافل ہیں، پھر وہ اس کو جلا کر راکھ کر دے جیسے اس طرح کی آندھی کھیتی کو برباد کر دیتی ہے، اسی طرح شرک تمام خرچ کیے ہوئے مال کو ہلاک کر دیتا ہے۔ (یعنی ایسا مال بارگاہ الٰہی میں قبول نہیں ہوتا)

اپنی کھیتیوں اور ظاہری صدقہ خیرات کے منافع کفر کی وجہ سے اور کھیتی میں سے اللّٰہ کے حق کی ادائیگی نہ

کرنے کی بنا پر اور مال برباد ہونے کی وجہ سے یہ لوگ اپنا ہی نقصان کر رہے ہیں۔

(۱۱۸) یعنی مومنین کے سوا یہود کو دوست مت بناؤ کیوں کہ وہ تم لوگوں میں فساد برپا کرنے کی کوشش میں رہتے ہیں اور اس بات کے آرزومند رہتے ہیں کہ جیسے وہ لوگ شرک کرتے ہیں، تم بھی شرک کرو اور گناہ گار بنو۔

اس چیز کا اظہار ان کی زبانی گالی گلوچ سے تو ہو ہی رہا ہے اور جو دشمنی اور کینہ غصہ وہ اپنے دلوں میں چھپائے ہوئے ہیں وہ اس سے بہت بڑھ کر ہے یہ ان کے حسد کی نشانی تمہارے سامنے ہم نے واضح کر دی۔

اور یہ بھی معنی بیان کیے گئے ہیں کہ ہم نے اوامر ونواہی تمہارے سامنے بیان کر دیے ہیں، تاکہ جس کا تمہیں حکم دیا جا رہا ہے تم اس کو سمجھو۔

شانِ نزول: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا (الخ)

ابن جریرؒ اور ابن اسحاقؒ نے حضرت ابن عباس ﷺ سے روایت کیا ہے کہ جاہلیت کی دوستی کی بنا پر مسلمانوں میں سے کچھ حضرات یہودیوں کے ساتھ دوستی رکھا کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے اس سے آگاہ فرمایا اور فتنہ کی بنا پر ان سے تعلقات رکھنے کی ممانعت فرما دی اور یہ آیت نازل فرمائی کہ اپنے علاوہ کسی کو صاحب خصوصیت نہ بناؤ۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

هٰٓاَنْتُمْ اُولَآءِ تُحِبُّوْنَهُمْ وَلَا يُحِبُّوْنَكُمْ وَتُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ كُلِّهٖ ۚ وَاِذَا لَقُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ وَاِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ ۭ قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۱۱۹﴾ اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْھُمْ ۡ وَاِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِھَا ۭ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُھُمْ شَيْـــًٔا ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴿۱۲۰﴾ۧ وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَھْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۲۱﴾ اِذْ ھَمَّتْ طَّاۗىِٕفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا ۙ وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا ۭ وَعَلَي اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾

دیکھو تم ایسے (صاف دل) لوگ ہو کہ اُن لوگوں سے دوستی رکھتے ہو حالانکہ وہ تم سے دوستی نہیں رکھتے اور تم سب کتابوں پر ایمان رکھتے ہو (اور وہ تمہاری کتاب کو نہیں مانتے) اور جب تم سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لے آئے اور جب الگ ہوتے ہیں تو تم پر غصے کے سبب انگلیاں کاٹ کاٹ کھاتے ہیں (اُن سے) کہہ دو کہ (بدبختو) غصے میں مر جاؤ۔ خدا تمہارے دلوں کی باتوں سے خوب واقف ہے (۱۱۹)۔ اگر تمہیں آسودگی حاصل ہو تو اُن کو بُری لگتی ہے اور اگر رنج پہنچے تو خوش ہوتے ہیں اور اگر تم تکلیفوں کی برداشت اور (ان سے) کنارہ کشی کرتے رہو گے تو اُن کا فریب تمہیں کچھ بھی نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ یہ جو کچھ کرتے ہیں خدا اُس پر احاطہ کئے ہوئے ہے (۱۲۰)۔ اور (اُس وقت کو یاد کرو) جب تم صبح کو اپنے گھر سے روانہ ہو کر ایمان والوں کو لڑائی کے لئے مورچوں پر (موقع بہ موقع) متعین کرنے لگے اور خدا سب کچھ سُنتا (اور) جانتا ہے (۱۲۱)۔ اُس وقت تم میں سے دو جماعتوں نے جی چھوڑ دینا چاہا۔ مگر خدا اُن کا مددگار تھا۔ اور مومنوں کو خدا ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیے (۱۲۲)۔ اور خدا نے جنگ بدر میں بھی تمہاری مدد کی تھی اور اُس وقت بھی تم بے سروسامان تھے۔ پس خدا سے ڈرو (اور ان احسانوں کو یاد کرو) تاکہ شکر کرو (۱۲۳)

تفسیر سورۃ آل عمران آیات (۱۱۹ تا (۱۳۳)

(۱۱۹) مسلمانو! اگر چہ تم حرمت اور رشتہ داری کی وجہ سے یہود سے محبت رکھتے ہو لیکن وہ دین کی وجہ سے تم سے محبت نہیں رکھتے اور تم تمام کتابوں اور رسولوں کا اقرار کرتے ہو اور وہ ایسا نہیں کرتے اور منافقین یہود جب تم سے ملتے ہیں تو کہہ دیتے ہیں کہ ہم رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لائے اور آپ ﷺ کی نعت وصفت ہماری کتابوں میں موجود ہیں لیکن جب یہ اپنے ساتھیوں میں جاتے ہیں تو غیظ وغضب میں انگلیاں چباتے ہیں (اے منافقین و یہود)، تمہارے دلوں میں جو بغض اور کینہ ہے اللہ تعالیٰ اس سے بخوبی واقف ہیں۔

(۱۲۰) اور اگر تم لوگوں کو فتح وغنیمت حاصل ہو جاتی ہے تو یہود اور منافقوں کو بہت ہی ناگوار گزرتا ہے اور اگر قحط سالی قتل وغارت گری اور شکست کا سامنا ہو تو اس سے یہودی خوش ہوتے ہیں اور اگر ان کی تکالیف پر تم استقلال سے کام لو اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرو تو پھر ان کی دشمنی اور کینہ کچھ نہیں کر سکتا، اللہ تعالیٰ ان کی اس مخالفت اور ان کی دشمنی سے آگاہ ہے۔

(۱۲۱) (اور وہ وقت یاد کرو) کہ غزوۂ احد کے دن جب آپ ﷺ مدینہ منورہ سے چلے اور احد پہنچ کر دشمنوں کے مقابلہ کے لیے مومنین کے مقامات جمارہے تھے۔

اللہ تعالیٰ تمہاری باتوں کو سننے والا اور جو تمہیں مورچہ چھوڑنے کی وجہ سے پریشانی ہوئی اس کا جاننے والا ہے۔

شان نزول: وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ (الخ)

ابی حاتمؒ اور ابویعلیٰؒ نے مسعور بن مخرمہ ؓ سے روایت کیا ہے بیان کرتے ہیں کہ میں نے عبدالرحمن بن عوف سے کہا کہ غزوۂ احد کے اپنے واقعہ کی مجھے تفصیل بتاؤ۔

انھوں نے فرمایا کہ سورۂ آل عمران میں ایک سو بیس آیات کے بعد پڑھو ہمارا واقعہ مل جائے گا وَاِذْ غَدَوْتَ سے طَآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا تک. (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۱۲۲) اسی وقت یہ واقعہ بھی ہوا کہ مسلمانوں میں سے دو جماعتوں بنوسلمہ اور بنوحارث نے اپنے دلوں میں یہ سوچا کہ دشمن تو شکست کھا چکا ہے اسلئے اب ہم بھی احد کے دن (اس مرحلے پر) دشمنوں سے مقابلہ نہ کریں اللہ تعالیٰ اس خیال سے ان دونوں کی حفاظت فرمانے والا تھا (یعنی مجاہدین صحابہ کی ان دونوں جماعتوں نے دشمن کا ڈٹ کر مقابلہ کیا) اور مومنین پر تو یہ چیز لازم ہے کہ فتح ونصرت ہر ایک حالت میں اللہ تعالیٰ ہی پر انحصار کریں۔

شان نزول: اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ (الخ)

بخاری ومسلم نے جابر ؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے قبائل میں سے بنوسلمہ اور بنی حارث کے بارے میں اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ الخ یہ آیت نازل ہوئی ہے اور ابن ابی شیبہؒ نے مصنف میں اور ابن ابی حاتمؒ نے

شعبیؒ سے روایت کیا ہے کہ غزوہ بدر کے دن مسلمانوں کو یہ اطلاع ہوئی کہ کرز بن جابر محاربی مشرکین کو کمک روانہ کر رہا ہے اس پر مسلمان پریشان ہوئے اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے اَلَنْ یَّکْفِیَکُمْ سے مُسَوِّمِیْنَ تک یہ آیات نازل فرمائیں، پھر کرز کو شکست کی اطلاع پہنچ گئی تو نہ مشرکین کے لیے کمک آئی اور نہ مسلمانوں کی امداد کے لیے پانچ ہزار فرشتے نازل ہوئے۔

جب تم مومنوں سے یہ کہہ (کران کے دل بڑھا) رہے تھے کہ کیا یہ کافی نہیں کہ پروردگار تین ہزار فرشتے نازل کر کے مدد دے۔

(۱۲۳) اور بدر میں بھی جب کہ تمہاری تعداد صرف تین سو تیرہ (یا کم وبیش) تھی تمہاری مدد کی لہٰذا لڑائی میں بھی اللّٰہ تعالیٰ سے ڈرو اور اس ذات کی مخالفت نہ کرو جو تمہارے ساتھ ہے تا کہ تم اللّٰہ تعالیٰ کی نصرت اور اس کے انعام پر شکر کر سکو۔

اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ ﴿۱۲۴﴾ بَلٰٓى ۙ اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ ﴿۱۲۵﴾ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ ۚ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ﴿۱۲۶﴾ لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوْا خَآئِبِيْنَ ﴿۱۲۷﴾ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۲۸﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲۹﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ۠ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۳۰﴾ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْٓ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۳۱﴾ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾

جب تم مومنوں سے یہ کہہ (کراُنکے دل بڑھا) رہے تھے کہ کیا یہ کافی نہیں کہ پروردگار تین ہزار فرشتے نازل کر کے مدد دے (۱۲۴)۔ ہاں اگر تم دل کو مضبوط رکھو۔ اور (خدا سے) ڈرتے رہو اور کافر تم پر جوش کے ساتھ دفعتہً حملہ کر دیں تو پروردگار پانچ ہزار فرشتے جن پر نشان ہوں گے تمہاری مدد کو بھیجے گا (۱۲۵)۔ اور اس مدد کو تو خدا نے تمہارے لئے (ذریعۂ) بشارت بنایا یعنی اس لئے کہ تمہارے دلوں کو اس سے تسلی حاصل ہو ورنہ مدد تو خدا ہی کی ہے جو غالب (اور) حکمت والا ہے (۱۲۶)۔ (یہ خدا نے) اس لئے (کیا) کہ کافروں کی ایک جماعت کو ہلاک یا اُنہیں ذلیل و مغلوب کر دے کہ (جیسے آئے تھے ویسے ہی) ناکام واپس جائیں (۱۲۷)۔ (اے پیغمبر) اس کام میں تمہارا کچھ اختیار نہیں (اب دو صورتیں ہیں) یا خدا اُن کے حال پر مہربانی کرے یا اُنہے عذاب دے کہ یہ ظالم لوگ ہیں (۱۲۸)۔ اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب خدا ہی کا ہے۔ وہ جسے چاہے بخش دے اور جسے چاہے عذاب کرے۔ اور خدا بخشنے والا مہربان ہے (۱۲۹)۔ اے ایمان والو! دُگنا چوگنا سود نہ کھاؤ اور خدا سے ڈرو تا کہ نجات حاصل کرو (۱۳۰) اور (دوزخ کی) آگ سے بچو جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے (۱۳۱)۔ اور خدا اور اُس کے رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحمت کی جائے (۱۳۲)

تفسیر سورة آل عمران آیات (۱۲٤) تا (۱۳۲)

(۱۲۴-۱۲۵) غزوہ احد کے دن جب آپ فرما رہے تھے کہ تمہارا پروردگار تین ہزار فرشتوں سے تمہاری اعانت فرمائے گا، جو تمہاری مدد کے لیے آسمان سے اتریں گے یہ تعداد تمہاری کفایت کر جائے گی اپنے نبی کے ساتھ لڑائی میں

ثابت قدم رہو اور ان کی نافرمانی اور مخالفت سے ڈرتے رہو اور مکہ والے مکہ کی جانب سے تم پر اچانک حملہ کریں گے، اس وقت تمہارا رب پانچ ہزار فرشتے بھیجے گا جو خاص وضع بنائے ہوئے ہوں گے یا یہ کہ وہ عمامے باندھے ہوئے ہوں گے۔

(۱۲۶۔۱۲۷) اور اللہ تعالیٰ نے اس کمک کا وعدہ محض تمہاری مدد اور سکینت کے لیے کیا ہے اور فرشتوں سے امداد بھی منجانب اللہ ہے اور جو اس ذات پر ایمان نہ لائے، اسے سزا دینے میں غالب اور حکیم ہے جس کی چاہے مدد فرمائے یا یہ کہ احد کے دن جو واقعہ تمہیں پیش آیا، اس میں بہت سے حکمت والے پہلو ہیں اور یہ مدد اسی لیے نازل کی گئی ہے تا کہ اللہ تعالیٰ کفار مکہ میں سے ایک جماعت کا بالکل خاتمہ کر دے اور ایک جماعت کو شکست دے دے، پھر وہ کفار (فتح) دولت اور غنیمت سے مایوس ہو کر واپس ہو جائیں۔

(۱۲۸۔۱۲۹) اے نبی کریم ﷺ آپ کے قبضۂ قدرت میں خود تو یہ اور عذاب نہیں کہ آپ غزوہ احد کے شکست خوردہ یا ان کے تیراندازوں کے لیے بد دعا کریں، اللہ تعالیٰ اگر چاہے گا تو ان پر اپنی مہربانی سے توجہ فرمائے گا اور ان کے گناہوں کو اسلام (مکمل اطاعت) کی توفیق دے کر معاف کر دے گا اور جو اللہ کے ہاں مغفرت کا اہل ہوتا ہے اس کی مغفرت اور جو عذاب کا مستحق ہوتا ہے اسے عذاب دیتا ہے، کہا گیا ہے کہ یہ آیت دو قبیلوں عصیہ اور ذکوان کے بارے میں نازل ہوئی ہے، انھوں نے کچھ صحابہ کرام کو شہید کر دیا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے بد دعا فرمائی تھی۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

شان نزول: لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ (الخ)

حضرت امام احمدؒ اور امام مسلمؒ نے حضرت انس ؓ سے روایت کیا ہے کہ غزوہ احد کے دن رسول اکرم ﷺ کے سامنے کے چار دندان مبارک میں سے ایک دانت شہید ہو گیا اور آپ کا چہرہ مبارک بھی زخمی ہو گیا، چہرہ مبارک سے خون بہنے لگا، اس وقت آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''ایسی قوم کس طرح فلاح پا سکتی ہے جنھوں نے اپنے نبی کے ساتھ ایسا کیا حالاں کہ وہ نبی ان کو اللہ کی طرف بلا رہا ہے'' تو اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی یعنی آپ کو کسی کے مسلمان ہونے یا کافر ہونے کے متعلق خود کوئی دخل نہیں، اور امام احمدؒ اور بخاریؒ نے ابن عمر ؓ سے روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے، الہ العالمین فلاں پر لعنت نازل فرما، اے اللہ حارث بن ہشام پر لعنت فرما، اے اللہ سہیل بن عمرو پر لعنت فرما، اے اللہ صفوان بن اُمیہ پر لعنت فرما، اس پر اخیر تک یہ آیت نازل ہوئی اور پھر بعد میں ان سب کو اسلام کی توفیق ہو گئی نیز امام بخاریؒ نے ابو ہریرہ ؓ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

حافظ ابنِ حجر عسقلانی ؒ فرماتے ہیں، دونوں روایتوں میں مطابقت اس طرح ہے کہ ان مذکورہ لوگوں کے لیے آپ نے اپنی نماز میں جب کہ غزوہ احد میں آپ کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا، اس کے بعد بد دعا فرمائی تو آیت ایک ساتھ ان دونوں واقعوں کے بارے میں نازل ہوئی، جو آپ کے ساتھ پیش آیا اور جو ان لوگوں نے صحابہ کے ساتھ کیا، فرماتے ہیں لیکن اس توجیہ پر صحیح مسلم کی اس حدیث سے اشکال پیدا ہوتا ہے جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز میں فرماتے تھے الٰہ العالمین رعل، ذکوان، عصیہ پر لعنت نازل فرما تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اور اشکال کی وجہ یہ ہے کہ آیت احد کے واقعہ میں نازل ہوئی اور رعل و ذکوان کا واقعہ بعد کا ہے مگر حدیث کی علت پھر بعد میں میری سمجھ میں آئی وہ یہ کہ اس روایت میں ادراج (اضافہ) ہے وہ یہ کہ **حتی انزل اللّٰہ علیہ** کا جو مسلم میں **متصلا** لفظ مروی ہے، وہ امام زہری کی روایت میں موجود نہیں اور یہ بھی احتمال ہے کہ رعل و ذکوان کا واقعہ اس واقعہ کے بعد ہوا اور نزول آیت میں اپنے سبب سے کچھ تاخیر ہوگئی ہو، پھر آیت کریمہ تمام واقعات کے بارے میں نازل ہوئی ہو، امام سیوطی ؒ فرماتے ہیں کہ آیت کے سبب نزول کے بارے میں ایک روایت اور بھی ہے جو بخاری ؒ نے اپنی تاریخ میں اور ابن اسحاق نے سالم بن عبداللّٰہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

روایت یہ ہے کہ قریش میں سے ایک شخص رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ آپ گالی گلوچ سے منع کرتے ہین اس کے بعد اس نے اپنا منہ آپ کی طرف سے پھیر لیا اور اپنی گدی آپ کی طرف کردی، تا آنکہ اس کی سرین کھل گئی تو اس پر رسول اللّٰہ ﷺ نے لعنت فرمائی اور اس کے لیے بددعا کی تب یہ آیت **لَیْسَ لَکَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ** نازل ہوئی پھر اس کے بعد اس شخص کو اسلام کی توفیق ہوئی اور اس کا اسلام بھی اچھا ہوگیا، یہ روایت مرسل غریب ہے۔

(۱۳۰۔۱۳۱) ثقیف والو! روپیہ پر مدت میں سود مت لو اور اللّٰہ سے اس بارے میں ڈرتے رہو تا کہ تمہیں غصہ اور عذاب سے نجات حاصل ہو اور سود کھانے میں جہنم کی آگ سے ڈرو جو اللّٰہ تعالیٰ نے حرمت سود کے منکرین کے لیے پیدا کی ہے۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطی ؒ)

شانِ نزول: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰۤوا (الخ)

فریابی ؒ نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ لوگ وقت مقرر پر ادھار چیزوں کو فروخت کیا کرتے تھے یہ مدت پوری ہونے کے بعد قرض میں اضافہ کردیتے تھے، اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ ''اے ایمان والو کئی حصے کر کے، سود مت کھاؤ''۔

اور فریابی ؒ نے عطا سے روایت کیا ہے کہ قبیلہ ثقیف، بنو نضیر سے زمانہ جاہلیت میں قرض کے طریقہ پر لین دین کیا کرتے تھے، جب قرض کی مدت آجاتی تو یہ لوگ کہتے کہ ہم تمہیں کو سود دیں گے، مدت میں اضافہ کردو، اس پر

اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

(۱۳۲) حرمت سود اور سود کے چھوڑ دینے میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی تابعداری کرو تاکہ تم پر اللہ کی رحمت ہو اور عذاب خداوندی سے تمہیں نجات ملے۔

وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِھِمْ ۠ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ڞ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰي مَا فَعَلُوْا وَھُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ اُولٰۗىِٕكَ جَزَاۗؤُھُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّھِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۝

اور اپنے پروردگار کی بخشش اور بہشت کی طرف لپکو جس کا عرض آسمان اور زمین کے برابر ہے اور جو (خدا سے) ڈرتے والوں کے لئے تیار کی گئی ہے (۱۳۳)۔ جو آسودگی اور تنگی میں (اپنا مال خدا کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں اور غصے کو روکتے اور لوگوں کے قصور معاف کرتے ہیں اور خدا نیکوکاروں کو دوست رکھتا ہے (۱۳۴)۔ اور وہ کہ جب کوئی کھلا گناہ یا اپنے حق میں کوئی اور بُرائی کر بیٹھتے ہیں تو خدا کو یاد کرتے اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگتے ہیں اور خدا کے سوا گناہ بخش بھی کون سکتا ہے؟ اور جان بُوجھ کر اپنے افعال پر اڑے نہیں رہتے (۱۳۵)۔ ایسے ہی لوگوں کا صلہ پروردگار کی طرف سے بخشش اور باغ ہیں۔ جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں (اور) وہ اُن میں ہمیشہ بستے رہیں گے۔ اور (اچھے) کام کرنے والوں کا بدلہ بہت اچھا ہے (۱۳۶)

تفسیر سورة آل عمران آیات (۱۳۳) تا (۱۳۶)

(۱۳۳) سود اور تمام گناہوں سے توبہ کرنے میں اپنے پروردگار کی طرف پہل کرو اور نیک اعمال کر کے اور سود کو چھوڑ کر جنت کی تیاری کرو جس کی وسعت تمام آسمانوں اور زمینوں کے برابر ہے، جو کہ کفر و شرک فواحش اور سود کے ترک کرنے والوں کے لیے بنائی گئی ہے۔

(۱۳۴) اب اللہ تعالیٰ ایسے حضرات کی صفات بیان فرماتے ہیں کہ جو حضرات تنگی اور خوشحالی میں اپنے اموال کو راہ اللہ میں خرچ کرتے ہیں۔ اور غصہ کے جوش و ہیجان کو ضبط کرتے ہیں اور غلاموں کی خطاؤں سے درگزر کرتے ہیں۔

(۱۳۵) یہ آیت انصار میں سے ایک شخص کے بارے میں نازل ہوئی ہے جس نے قبیلہ ثقیف کی ایک عورت کی طرف دیکھا تھا اور ہاتھ وغیرہ لگایا تھا، (اس کے بعد ندامت اور سر پر مٹی ڈال کر توبہ واستغفار کرنے کے لیے دور نکل گیا)۔

اور ایسے لوگ جب کوئی دیکھنے، چھونے کا کام جذبات میں آ کر کر جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور فوراً اپنے گناہوں کی معافی طلب کرتے ہیں اور اللہ کے علاوہ کون توبہ قبول کرنے والا ہے اور یہ سمجھتے ہوئے کہ یہ کام

اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا باعث ہے، اس پر قائم نہیں رہتے۔

(۱۳۶) ان حضرات کے لیے بطور باغات ایسے باغات ہیں جہاں گھروں اور درختوں کے نیچے سے شہد، دودھ، شراب اور پانی کی نہریں ہیں، یہ لوگ جنت میں ہمیشہ رہیں گے توبہ کرنے والوں کا نعم البدل جنت ہی ہے۔

قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝ هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ اِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ ۚ وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ ۚ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَ ۚ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ ۝

تم لوگوں سے پہلے بھی بہت سے واقعات گذر چکے ہیں۔ تو تم زمین میں سیر کر کے دیکھ لو کہ جھٹلانے والوں کا کیسا انجام ہوا (۱۳۷)۔ یہ (قرآن) لوگوں کے لئے بیان صریح اور اہل تقویٰ کے لئے ہدایت اور نصیحت ہے (۱۳۸)۔ اور (دیکھو) بے دل نہ ہونا اور نہ کسی طرح کا غم کرنا۔ اگر تم مومن (صادق) ہو تو تم ہی غالب رہو گے (۱۳۹)۔ اگر تمہیں زخم (شکست) لگا ہے تو اُن لوگوں کو بھی ایسا زخم لگ چکا ہے۔ اور یہ دن ہیں کہ ہم ان کو لوگوں میں بدلتے رہتے ہیں۔ اور اس سے یہ بھی مقصود تھا کہ خدا ایمان والوں کو متمیز کر دے اور تم میں سے گواہ بنائے اور خدا بے انصافوں کو پسند نہیں کرتا ۱۴۰۔ اور یہ بھی مقصود تھا کہ خدا ایمان والوں کو خالص (مومن) بنا دے اور کافروں کو نابود کر دے (۱۴۱)

تفسیر سورة آل عمران آیات (۱۳۷) تا (۱۴۱)

(۱۳۷) پہلی امتوں سے یہ طریقہ چلا آرہا ہے کہ توبہ کرنے والے کے لیے مغفرت و ثواب ہے اور جو توبہ نہ کرے اس کے لیے ہلاکت و بربادی ہے، غور کرو جن لوگوں نے رسولوں کو جھٹلایا اور اپنی اس تکذیب سے توبہ نہیں کی، ان کا آخری انجام کیا ہوا۔

(۱۳۸) یہ قرآن کریم ان حضرات کے لیے جو کفر و شرک سے بچنے والے ہیں، حلال و حرام کو بیان کرنے والا اور نصیحت والا ہے۔

(۱۳۹) غزوۂ احد میں مسلمانوں کو جو پریشانی لاحق ہوئی اللہ تعالیٰ اس کی تسلی فرماتے ہیں کہ دشمنوں کے مقابلہ میں کمزوری مت دکھاؤ، احد کے دن جو مال غنیمت وغیرہ تم سے چھوٹ گیا اور جو تمہیں پریشانی لاحق ہوئی اس پر دل چھوٹا مت کرو اللہ تعالیٰ آخرت میں اس پر تمہیں ثواب دے گا اور دنیا میں تمہیں غلبہ حاصل ہوگا بشرطیکہ اس بات پر یقین ہو کہ غلبہ اور غنیمت سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

(۱۴۰۔۱۴۱) اگر غزوۂ احد کے دن تمہیں کوئی صدمہ پہنچ جائے تو اسی طرح کا صدمہ و غم مکہ والوں کو بدر کے دن پہنچ چکا ہے کیوں کہ ہمارا دستور ہے کہ دنیا کے حالات کو ہم اسی طرح بدلتے رہتے ہیں، کبھی مسلمانوں کو کافروں پر غلبہ دے دیا اور کبھی

کفار کو غلبہ دے دیا تا کہ میدان جہاد میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو دیکھ لیں، پھر جس کو وہ چاہیں شہادت کی وجہ سے عزت و شرافت عطا فرما دیں اور حق تعالیٰ مشرکین اور ان کے دین اور ان کی دولت کو پسند نہیں کرتے، اور تا کہ اللہ تعالیٰ جہاد میں جو باتیں پیش آئیں ان پر اللہ، اہل ایمان کی مغفرت فرمائے اور لڑائی میں کفار کو ملیا میٹ کر دے۔

شان نزول: وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے عکرمہؒ سے روایت نقل کی ہے، فرماتے ہیں کہ جب عورتوں پر اُحد کے دن (غلط بات مشہور ہونے کے بعد) صورت حال کی تحقیق میں دیر ہوئی تو وہ معلومات کرنے کے لیے نکلیں دیکھا کہ دو آدمی اونٹ پر آ رہے ہیں تو ایک عورت نے ان سے پوچھا کہ رسول اکرم ﷺ کے بارے میں کیا اطلاع ہے، ان سواروں نے کہا کہ آپ زندہ ہیں، تو وہ عورت بولی اگر حضور ﷺ سلامت ہیں تو) اب کسی بات کا فکر نہیں اللّٰہ تعالیٰ جس قدر چاہے اپنے بندوں کو شہید کر دے تو اسی عورت کے الفاظ کے مطابق قرآن کریم کی یہ آیت وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَ نازل ہوگئی۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصَّابِرِينَ ﴿١٤٢﴾ وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَلْقَوْهُ فَقَدْ رَأَيْتُمُوهُ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ ﴿١٤٣﴾ وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَضُرَّ اللَّهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ ﴿١٤٤﴾ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَنْ تَمُوتَ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ كِتَابًا مُؤَجَّلًا وَمَنْ يُرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَنْ يُرِدْ ثَوَابَ الْآخِرَةِ نُؤْتِهِ مِنْهَا وَسَنَجْزِي الشَّاكِرِينَ ﴿١٤٥﴾

کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ (بے آزمائش) بہشت میں جا داخل ہو گے (حالانکہ) ابھی خدا نے تم میں سے جہاد کرنے والوں کو تو اچھی طرح معلوم کیا ہی نہیں اور (یہ بھی مقصود ہے کہ) وہ ثابت قدم رہنے والوں کو معلوم کرے (۱۴۲)۔ اور تم موت (شہادت) کے آنے سے پہلے اس کی تمنا کیا کرتے تھے سو تم نے اُس کو آنکھوں سے دیکھ لیا (۱۴۳)۔ اور محمد (ﷺ) تو صرف (خدا کے) پیغمبر ہیں ان سے پہلے بھی بہت سے پیغمبر ہو گذرے ہیں۔ بھلا اگر یہ مر جائیں یا مارے جائیں تو تم اُلٹے پاؤں پھر جاؤ؟ (یعنی مُرتد ہو جاؤ؟) اور جو اُلٹے پاؤں پھر جائے گا تو خدا کا کچھ نقصان نہ کر سکے گا اور خدا شکر گزاروں کو (بڑا) ثواب دے گا (۱۴۴)۔ اور کسی شخص میں طاقت نہیں کہ خدا کے حکم کے بغیر مر جائے (اُس نے موت کا) وقت مقرر کر کے لکھ رکھا ہے اور جو شخص دنیا میں (اپنے اعمال کا) بدلا چاہے اُس کو ہم یہیں بدلا دے دینگے اور جو آخرت میں طالبِ ثواب ہو اُس کو وہاں اجر عطا کرینگے اور ہم شکر گزاروں کو عنقریب (بہت اچھا) صلہ دینگے (۱۴۵)

تفسیر سورة آل عمران آیات (۱۴۲) تا (۱۴۵)

(۱۴۲) کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ جنت میں بغیر جہاد ہی کے داخل ہو جاؤ گے، ابھی اللّٰہ تعالیٰ نے ظاہری طور پر تو ان لوگوں

کو دیکھا (آزمایا) ہی نہیں، جنھوں نے احد کے دن خوب خوب جہاد کیا اور نہ ان لوگوں کو جو اپنے نبی کے ساتھ مل کر کفار کے مقابلہ میں ڈٹے رہے۔

(۱۴۳) تم (میں سے چند جوشیلے مسلمان) احد کے واقعہ سے پہلے (جذبۂ جہاد کے سبب) لڑائی میں مرجانے (شہید ہوجانے) کی تمنا کررہے تھے اور پھر احد کے دن کفار کی تلواریں دیکھ کر ان سے خوب لڑے بھی اور پھر بالآخر ان سے ظاہراً عارضی) شکست کھا گئے اور (باوجود کوشش کے) نبی کریم ﷺ کے ساتھ (پوری طرح) ثابت قدم نہ رہ سکے۔

شانِ نزول: وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے عوفی کے واسطہ سے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ صحابہ کرام میں سے کچھ حضرات کہتے تھے کاش ہم کفار کو پھر اس طرح قتل کریں جیسا کہ بدر کے دن قتل کیا تھا اور کاش بدر جیسا دن پھر پیش آئے اور اس میں ہم کفار کو تہہ تیغ کریں اور بہت زیادہ ثواب کمائیں یا شہادت اور جنت حاصل کریں یا زندگی اور مال غنیمت حاصل کریں چنانچہ اللّٰہ تعالیٰ نے احد کے دن کا مشاہدہ کرا دیا اور اس میں ان حضرات کے سوا جن کو اللّٰہ تعالیٰ نے ثابت قدم رکھا کوئی نہ جم سکا اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ تم تو مرنے (یعنی شہید ہونے) کی تمنا کررہے تھے۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۱۴۴) صحابہ کرام نے رسول اللّٰہ ﷺ سے عرض کیا یارسول اللّٰہ ﷺ احد کے دن ہمیں یہ اطلاع ملی کہ خدانخواستہ آپ شہید کردیے گئے آپ کی جدائی کے عظیم صدمہ و پریشانی سے وقتی طور پر ہم حوصلہ چھوڑ گئے اور ظاہراً ہمیں شکست ہوگئی، اللّٰہ تعالیٰ اس چیز کا تذکرہ فرمارہے ہیں کہ آپ ﷺ سے پہلے بہت سے رسول گزر چکے ہیں، اسی طرح اگر آپ انتقال فرماجائیں یا شہید کردیے جائیں تو کیا تم اپنے پہلے والے دین کی طرف لوٹ جاؤ گے اور جو شخص اپنے سابقہ دین کی طرف پھر جائے گا تو اس کا یہ لوٹنا اللّٰہ تعالیٰ کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا، اللّٰہ تعالیٰ مومنین کو ان کے ایمان اور جہاد کے عوض جلد ہی نیک بدلہ دے گا۔

شانِ نزول: وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ (الخ)

ابن منذرؒ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ احد کے دن ہم رسول اللّٰہ ﷺ سے علیحدہ ہوگئے میں اچانک پہاڑ پر چڑھا، ایک یہودی سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اکرم ﷺ شہید کردیے گئے، میں نے یہ عزم کیا کہ جس کسی کو بھی یہ کہتے ہوئے سنوں گا کہ محمد ﷺ شہید کردیے گئے تو اس کی گردن اڑا دوں گا، اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام تشریف لارہے ہیں اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی، وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ (الخ)۔

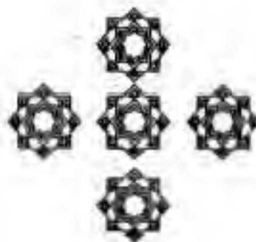
اور ابن ابی حاتمؒ نے ربیع سے روایت کیا ہے کہ غزوۂ احد میں جب مسلمان شہید اور زخمی ہوئے تو انھوں نے رسول اکرم ﷺ کی تلاش شروع کی تو کچھ بدبخت بولے کہ آپ ﷺ شہید کردیے گئے، اس پر کچھ لوگوں نے کہا کہ اگر آپ ﷺ نبی ہیں تو آپ ﷺ کو کوئی شہید نہیں کرسکتا اور بعض لوگوں نے کہا کہ جس چیز پر تمہارے نبی نے جہاد کیا، اسی پر تم جہاد کرو یہاں تک کہ تمہیں فتح حاصل ہو یا یہ کہ تم شہید ہوجاؤ، اسی کے بارے میں اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

اور بیہقیؒ نے دلائل میں ابو نجیح سے روایت کیا ہے کہ مہاجرین میں سے ایک شخص ایک انصاری کے پاس سے گزرا اور وہ اپنے بدن سے خون صاف کررہے تھے، مہاجر کہنے لگا کہ تمہیں معلوم ہے کہ رسول اکرم ﷺ شہید کردیے گئے، انصاری نے کہا کہ اگر ایسا ہی ہے تو آپ ﷺ تو اپنے مقام اصلی پر پہنچ گئے بس تم اپنے دین کی حمایت میں لڑتے رہو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اور ابن راہویہ نے مسند میں زہری سے روایت کیا کہ شیطان نے احد کے دن بلند آواز سے چیخ ماری کہ رسول اکرم ﷺ شہید کردیے گئے، کعب بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں پہلا شخص ہوں جس نے میدان جنگ میں رسول اکرم ﷺ کو دور سے پہچانا، میں نے آپ کی آنکھوں کو خود کے نیچے سے دیکھا، دیکھتے ہی خوشی و مسرت میں بلند آواز کے ساتھ میں نے پکارا کہ اے صحابہ کرام! رسول اللّٰہ ﷺ یہ ہیں، اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۱۴۵) کسی بھی شخص کو بغیر حکم خداوندی اور مشیت الٰہی کے موت آنا ممکن نہیں اس کی زندگی اور روزی کی میعاد لکھی ہوئی ہے، جس میں ایک کو دوسرے پر تقدیم و تاخیر نہیں ہوسکتی اور جو شخص اپنے عمل اور جہاد سے دنیاوی فائدہ حاصل کرنا چاہتا ہے تو ہم دنیا ہی میں اس کی نیت کے مطابق دے دیتے ہیں، البتہ آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں رہتا۔

اور جو اپنے عمل اور جہاد سے آخرت میں ثواب چاہتا ہے تو ہم اسے اس کی نیت کے موافق آخرت میں دیتے ہیں اور مومنین کو ہم ان کے ایمان اور جہاد کا جلد ہی نیک بدلا دیں گے۔



وَكَاَيِّنۡ مِّنۡ نَّبِيٍّ قٰتَلَ ۙ مَعَهٗ رِبِّيُّوۡنَ كَثِيۡرٌ ۚ فَمَا وَهَنُوۡا لِمَاۤ اَصَابَهُمۡ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوۡا وَمَا اسۡتَكَانُوۡا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيۡنَ ﴿۱۴۶﴾ وَمَا كَانَ قَوۡلَهُمۡ اِلَّاۤ اَنۡ قَالُوۡا رَبَّنَا اغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوۡبَنَا وَاِسۡرَافَنَا فِىۡۤ اَمۡرِنَا وَثَبِّتۡ اَقۡدَامَنَا وَانۡصُرۡنَا عَلَى الۡقَوۡمِ الۡكٰفِرِيۡنَ ﴿۱۴۷﴾ فَاٰتٰٮهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنۡيَا وَحُسۡنَ ثَوَابِ الۡاٰخِرَةِ ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الۡمُحۡسِنِيۡنَ ﴿۱۴۸﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنۡ تُطِيۡعُوا الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا يَرُدُّوۡكُمۡ عَلٰٓى اَعۡقَابِكُمۡ فَتَنۡقَلِبُوۡا خٰسِرِيۡنَ ﴿۱۴۹﴾ بَلِ اللّٰهُ مَوۡلٰٮكُمۡ ۚ وَهُوَ خَيۡرُ النّٰصِرِيۡنَ ﴿۱۵۰﴾ سَنُلۡقِىۡ فِىۡ قُلُوۡبِ الَّذِيۡنَ كَفَرُوا الرُّعۡبَ بِمَاۤ اَشۡرَكُوۡا بِاللّٰهِ مَا لَمۡ يُنَزِّلۡ بِهٖ سُلۡطٰنًا ۚ وَمَاۡوٰٮهُمُ النَّارُ ؕ وَبِئۡسَ مَثۡوَى الظّٰلِمِيۡنَ ﴿۱۵۱﴾

اور بہت سے نبی ہوئے ہیں جن کے ساتھ ہو کر اکثر اہل اللہ (خدا کے دشمنوں سے) لڑے ہیں۔ تو جو مصیبتیں اُن پر راہِ خدا میں واقع ہوئیں اُن کے سبب انہوں نے نہ تو ہمّت ہاری اور نہ بُزدلی کی نہ (کافروں سے) دبے اور خدا استقلال رکھنے والوں کو دوست رکھتا ہے (۱۴۶)۔ اور (اس حالت میں) اُن کے منہ سے کوئی بات نکلتی تو یہی کہ اے پروردگار ہمارے گناہ اور زیادتیاں جو ہم اپنے کاموں میں کرتے رہے ہیں معاف فرما۔ اور ہم کو ثابت قدم رکھ اور کافروں پر فتح عنایت فرما (۱۴۷)۔ تو خدا نے ان کو دنیا میں بھی بدلہ دیا اور آخرت میں بھی بہت اچھا بدلہ (دے گا) اور خدا نیکوکاروں کو دوست رکھتا ہے (۱۴۸)۔ مومنو! اگر تم کافروں کا کہا مان لو گے تو وہ تم کو اُلٹے پاؤں پھیر (کر مُرتد کر) دینگے پھر تم بڑے خسارے میں پڑ جاؤ گے (۱۴۹)۔ (یہ تمہارے مددگار نہیں ہیں) بلکہ خدا تمہارا مددگار ہے اور وہ سب سے بہتر مددگار ہے (۱۵۰)۔ ہم عنقریب کافروں کے دلوں میں تمہارا رُعب بٹھا دینگے کیونکہ یہ خدا کے ساتھ شرک کرتے ہیں جس کی اُس نے کوئی بھی دلیل نازل نہیں کی۔ اور اُن کا ٹھکانا دوزخ ہے وہ ظالموں کا بہت بُرا ٹھکانا ہے (۱۵۱)

تفسیر سورة ال عمران آیات (١٤٦) تا (١٥١)

(۱۴۶) اور آپ ﷺ سے پہلے بھی بہت سے نبی ہو چکے ہیں جن کے ساتھ اہل ایمان کی بڑی بڑی جماعتوں نے مل کر کفار کے ساتھ مقابلہ کیا ہے تو اس مقابلے میں قتل و زخم کی وجہ سے نہ انھوں نے کام سے ہمت ہاری اور نہ دشمنوں کے مقابلہ سے ان میں کسی قسم کی کوئی کمزوری آئی اور ایک یہ بھی معنی بیان کیے گئے ہیں کہ بہت سے نبی شہید کر دیے گئے۔

حالانکہ ان کے ساتھ مسلمانوں کی بڑی بڑی جماعتیں بھی تھیں مگر جہاد فی سبیل اللّٰہ میں جو ان کو پریشانیاں ہوئیں، آزمائشیں آئیں اور ان کے نبی شہید کر دیے گئے ان باتوں نے ان کو اطاعت خداوندی سے کمزور نہیں کیا۔

اور جو اہلِ ایمان انبیاء کرام کے ساتھ دشمنوں کے مقابلہ میں ثابت قدم رہتے ہیں اللّٰہ تعالیٰ ایسے ہی لوگوں کو پسند فرماتے ہیں۔

(۱۴۷۔۱۴۸۔۱۴۹) اور ان مومنین کی تو اپنے نبی کے شہید ہو جانے کے بعد بارگاہ الٰہی میں یہ دعا تھی کہ اے ہمارے پروردگار! ہمارے صغیرہ اور کبیرہ گناہوں کو معاف فرما نتیجہ یہ ہوا کہ اللّٰہ تعالیٰ نے ان کو دنیا میں بھی فتح و غنیمت دی اور آخرت میں بھی جنت عطا کی اور اللّٰہ تعالیٰ ایسے مومنین کو جو جہاد میں ثابت قدم رہتے ہیں پسند فرماتے ہیں، ایک معنیٰ

یہ بھی بیان کئے گئے ہیں کہ حذیفہ ؓ اور عمار ؓ اگر تم کعب اور اس کے ساتھیوں کا کہا مانو گے تو وہ تمہیں تمہارے سابقہ دین کفر کی طرف واپس پھیر دیں گے اور اس لوٹنے کے بعد تم دنیا و آخرت کی بربادی اور اللّٰہ تعالیٰ کی ناراضگی کی وجہ سے خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہو جاؤ گے بلکہ اللّٰہ تعالیٰ تمہارا محافظ ہے۔

(۱۵۰۔۱۵۱) وہ ان کے مقابلہ میں تمہاری مدد فرمائے گا اور وہ بہت زیادہ مدد فرمانے والے ہیں، غزوۂ اُحد کے انجام پر کفار کو پھر واپسی کے ارادہ پر جو راستہ میں شکست ہوئی اللّٰہ تعالیٰ اس کا تذکرہ فرماتے ہیں کہ ہم نے کفار مکہ کے دلوں میں تمہارا ڈر بٹھا دیا یہاں تک کہ وہ شکست کھا گئے باوجود یکہ اس شرک پر بطور دلیل اُن کے لیے نہ کوئی کتاب ہے اور نہ کوئی رسول اور ان کا اصلی ٹھکانا جہنم ہے۔

وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗۤ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ ۚ حَتّٰۤى اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِى الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ ؕ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۚ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ ۚ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ؕ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ۞ اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوٗنَ عَلٰۤى اَحَدٍ وَّالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ فِىْۤ اُخْرٰىكُمْ فَاَثَابَكُمْ غَمًّۢا بِغَمٍّ لِّكَيْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَاۤ اَصَابَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۞

اور خدا نے اپنا وعدہ سچا کر دیا (یعنی) اُس وقت جب کہ تم کافروں کو اس کے حکم سے قتل کر رہے تھے یہاں تک کہ جو تم چاہتے تھے خدا نے تم کو دکھا دیا۔ اس کے بعد تم نے ہمت ہار دی اور حکم (پیغمبر) میں جھگڑا کرنے لگے اور اُس کی نافرمانی کی۔ بعض تو تم میں سے دنیا کے خواستگار تھے اور بعض آخرت کے طالب۔ اُس وقت خدا نے تم کو اُن (کے مقابلے) سے پھیر (کر بھگا) دیا تاکہ تمہاری آزمائش کرے اور اُس نے تمہارا قصور معاف کر دیا۔ اور خدا مومنوں پر بڑا فضل کرنے والا ہے (۱۵۲)۔ (وہ وقت بھی یاد کرنے کے لائق ہے) جب تم لوگ دُور بھاگے جاتے تھے اور کسی کو پیچھے پھر کر نہیں دیکھتے تھے اور رسول اللہ تم کو تمہارے پیچھے کھڑے بُلا رہے تھے تو خدا نے تم کو غم پر غم پہنچایا تاکہ جو چیز تمہارے ہاتھ سے جاتی رہی یا جو مصیبت تم پر واقع ہوئی ہے اس سے تم اندوہناک نہ ہو اور خدا تمہارے سب اعمال سے خبردار ہے (۱۵۳)

تفسیر سورۃ اٰل عمران آیات (۱۵۲) تا (۱۵۳)

(۱۵۲) غزوۂ اُحد کے بارے میں جو مسلمانوں سے وعدہ فرمایا تھا۔ اب اللّٰہ تعالیٰ اس کا ذکر فرماتے ہیں کہ جب احد کے دن ابتدائے قتال میں تم کفار کو اللّٰہ تعالیٰ کی مدد اور اس کے حکم سے قتل کر رہے تھے لیکن لڑائی کے آخری مرحلہ میں جب تم خود ہی اختلاف رائے کے سبب کمزور ہو گئے اور لڑائی کے مسئلہ میں اور رسول اللّٰہ ﷺ کے حکم میں مورچہ چھوڑنے کے اندر مختلف ہو گئے اس کے باوجود کہ فتح اور غنیمت تمہیں مل گئی تھی، بعض تیر انداز اس مرحلے پر مورچہ چھوڑ کر جہاد سے صرف مال غنیمت ہی حاصل کرنا چاہتے تھے اور بعض جہاد اور مورچہ پر کھڑے رہنے میں آخرت کے طلب گار تھے جیسا کہ حضرت عبداللّٰہ بن جبیرؓ اور ان کے ساتھی اسی مورچہ پر جمے رہے (جس پر رسول اللّٰہ ﷺ نے

ان کو متعین کیا تھا یہاں تک کہ) شہید ہو گئے۔

پھر اس نے اپنی ایک خاص تدبیر وحکمت کے سبب تمہیں ان کفار پر غلبہ دینے سے اللّٰہ تعالیٰ نے روک دیا، تا کہ تمہارے ایمان کی آزمائش فرمائے مگر اس ظاہری حکم عدولی کے باوجود تمہارے اخلاص کے سبب اس نے تمہیں معاف کر دیا اور ان تیر اندازوں سے بھی کوئی مواخذہ نہیں کیا کیونکہ انکی نیت بھی غلط نہ تھی۔

(۱۵۳) دشمنوں کے ڈر سے غزوۂ اُحد میں صحابہ رسول اکرم ﷺ سے جنگ کی افراتفری میں اچانک جو علیحدہ ہوئے تو اللّٰہ تعالیٰ اس کا تذکرہ فرماتے ہیں کہ جب تم ظاہری شکست سے پہاڑ کی طرف بھاگ رہے تھے اور رسول اکرم ﷺ کی طرف بوجوہ توجہ نہیں کر رہے تھے اور نہ آپ کے پاس کھڑے ہو رہے تھے اور رسول اللّٰہ ﷺ تمہارے پیچھے کی طرف سے جنگ کے اس شور وشغب میں بھی کمال حوصلہ سے تمہیں آوازیں دے رہے تھے کہ مسلمانو! ادھر آؤ میں رسول اللّٰہ ﷺ ہوں مگر تم نے اپنی اس شدید پریشانی کے عالم میں، اس آوازِ رسول کو سنا ہی نہیں تو اس پاداش میں اللّٰہ تعالیٰ نے تمہیں غم پر غم دیا ایک غم خالد بن ولید کے دستہ کا اور دوسرا غم شکست کھا جانے اور زخمی ہو جانے کا (یعنی اپنے ساتھی صحابہ کرام کے شہید ہو جانے کا غم نہ کرو جیسے سید الشہداء حضرت حمزہؓ اور علم بردار اسلام حضرت معصب بن عمیر وغیرہ اور دیگر ستر کے قریب شہدائے اسلام کا اور اسطرح بہت سے زخمی مجاہدین کا بھی غم نہ کرو فتح ونصرت اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے) زخمی اور قتل ہونے پر تم مغموم نہ ہوا کرو کیوں کہ اللّٰہ تعالیٰ فتح وہزیمت سب کو جانتا ہے۔

ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا يَّغْشٰى طَآئِفَةً مِّنْكُمْ وَطَآئِفَةٌ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ يَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَيْءٍ قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ يُخْفُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ مَّا لَا يُبْدُوْنَ لَكَ يَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ وَلِيَبْتَلِيَ اللّٰهُ مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۱۵۴﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۵۵﴾ ع

پھر خدا نے غم ورنج کے بعد تم پر تسلّی نازل فرمائی۔ (یعنی) نیند کہ تم میں سے ایک جماعت پر طاری ہوگئی اور کچھ لوگ جن کو جان کے لالے پڑ رہے تھے خدا کے بارے میں ناحق (ایام) کفر کے سے گمان کرتے تھے اور کہتے تھے بھلا ہمارے اختیار کچھ بات ہے؟ تم کہہ دو کہ بے شک سب باتیں خدا ہی کے اختیار میں ہیں۔ یہ لوگ (بہت سی باتیں) دلوں میں مخفی رکھتے تھے جو تم پر ظاہر نہیں کرتے تھے۔ کہتے تھے کہ ہمارے بس کی بات ہوتی تو ہم یہاں قتل ہی نہ کئے جاتے۔ کہہ دو کہ اگر تم اپنے گھروں میں بھی ہوتے تو جن کی تقدیر میں مارا جانا لکھا تھا وہ اپنی اپنی قتل گاہوں کی طرف ضرور نکل آتے۔ اس سے غرض یہ تھی کہ خدا تمہارے سینوں کی باتوں کو آزمائے اور جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اُس کو خالص اور صاف کر دے اور خدا دلوں کی باتوں سے خوب واقف ہے (۱۵۴)۔ جو لوگ تم میں سے (اُحد کے دن) جبکہ (مومنوں اور کافروں کی) دو جماعتیں ایک دوسرے سے گتھ گئیں (جنگ سے) بھاگ گئے تو ان کے بعض افعال کے سبب شیطان نے اُن کو پھسلا دیا۔ مگر خدا نے اُنکا قصور معاف کر دیا۔ بے شک خدا بخشنے والا اور بردبار ہے (۱۵۵)

تفسیر سورۃ آل عمران آیات (١٥٤) تا (١٥٥)

(۱۵۴) اس غم کے بعد اللہ تعالیٰ نے تم پر احسان فرمایا کہ اہل صدق و یقین کو کفار سے بھاگنے کے بعد ایک اونگھ جیسے سکینت آگئی ☆ جس سے انکا سارا غم دور ہو گیا اور دوسری معتب بن قشیر منافق کی جماعت کو اپنی جان کی فکر ہو رہی تھی ان پر اونگھ طاری نہیں ہوئی یہ لوگ جاہلیت کے عقیدہ کے مطابق یہ سمجھے ہوئے تھے کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول ﷺ اور صحابہ کرام کی مدد نہیں فرمائے گا اور یہ کہہ رہے تھے کہ ہمارا ہی سب کچھ اختیار چلتا ہے، محمد ﷺ آپ فرما دیجیے کہ دولت و نصرت سب اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے۔

یہ منافق اپنے دلوں میں ایسی خطرناک سازش پوشیدہ رکھتے ہیں، جو آپ کے سامنے قتل ہونے کے ڈر سے ظاہر نہیں کرتے۔

اے محمد ﷺ آپ ان منافقین سے فرما دیجیے کہ اگر تم مدینہ منورہ میں بھی ہوتے تو جن کے مقدر میں قتل ہونا لکھا جا چکا تھا وہ ضرور احد کے میدان میں آتے یہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ منافقین کے دلوں کی آزمائش کرتا اور ان کے نفاق کو سامنے لاتا ہے اور ان کے دلوں میں جو خیر و شر ہے، اللہ تعالیٰ اسے خوب جانتا ہے۔

شان نزول: ثُمَّ اَنۡزَلَ عَلَيۡكُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ (الخ)

ابن راہویہ نے حضرت زبیرؓ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ احد کے دن جب ہم پر دشمنوں کا خوف ہوا، سمجھے دیکھتے کہ ہم میں سے ہر ایک پر ایک قسم کی اونگھ طاری ہوگئی اور میں خواب دیکھنے کی طرح معتب بن قشیر کا یہ قول سن رہا تھا کہ اگر ہمارا کچھ اور اختیار چلتا تو ہم یہاں مقتول نہ ہوتے، میں نے اس کے اس قول کو یاد کر لیا، اسی حوالے سے اللہ تعالیٰ نے ثُمَّ اَنۡزَلَ سے عَلِيۡمٌ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ تک یہ آیات نازل فرمائیں۔

(۱۵۵) غزوہ احد میں صحابہ کرام ؓ ظاہری شکست کھا کر متفرق ہو رہے تھے ان میں حضرت عثمان بن عفان ؓ بھی تھے جب کہ رسول اکرم ﷺ اور ابوسفیان کی جماعت کا مقابلہ ہو رہا تھا اور اس طرح متفرق ہونے کی وجہ یہ تھی کہ شیطان نے آواز بنا کر کہہ دیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ قتل کر دیے گئے تو اس غم میں کئی صحابہ بوجہ حُبِ رسول، آپ ﷺ کو نہ پا کر حوصلہ ہار بیٹھے اس غم فراقِ رسول میں چھ ہاتھ کے برابر پیچھے ہٹ گئے اور یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی اس ظاہری لغزش کو کہ ان لوگوں نے مورچہ کو چھوڑ دیا تھا اپنے فضل اور صحابہ کرام کی حسنِ نیت کے سبب معاف کر دیا۔

(لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

☆ جنگ کی اس شدید افراتفری میں جب جسم و ذہن پر شدید بوجھ ہوتا ہے اور جنگ کے مہیب شعلے اور تڑپتی لاشیں، زخمیوں کی چیخ و پکار کے اس سخت ترین ماحول میں کہ جب نیند اڑ جاتی ہے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو بطور سکینت نیند کے جھونکے دے کر تروتازہ کر دیا۔ ابوطلحہ کا بیان ہے کہ میں بھی ان لوگوں میں تھا، جن پر اُحد کے روز نیند چھا رہی تھی۔ یہاں تک کہ میرے ہاتھ سے کئی بار تلوار گر گئی، حالت یہ تھی کہ وہ گرتی تھی اور میں پکڑتا تھا، پھر گرتی تھی اور میں پھر پکڑتا تھا۔ (صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۵۲)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَكُوۡنُوۡا كَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا وَقَالُوۡا لِاِخۡوَانِهِمۡ اِذَا ضَرَبُوۡا فِى الۡاَرۡضِ اَوۡ كَانُوۡا غُزًّى لَّوۡ كَانُوۡا عِنۡدَنَا مَا مَاتُوۡا وَمَا قُتِلُوۡا ۚ لِيَجۡعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ حَسۡرَةً فِىۡ قُلُوۡبِهِمۡ‌ؕ وَاللّٰهُ يُحۡىٖ وَيُمِيۡتُ‌ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِيۡرٌ ﴿۱۵۶﴾ وَلَٮِٕنۡ قُتِلۡتُمۡ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ اَوۡ مُتُّمۡ لَمَغۡفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَحۡمَةٌ خَيۡرٌ مِّمَّا يَجۡمَعُوۡنَ ﴿۱۵۷﴾ وَلَٮِٕنۡ مُّتُّمۡ اَوۡ قُتِلۡتُمۡ لَاِالَى اللّٰهِ تُحۡشَرُوۡنَ ﴿۱۵۸﴾

مومنو! اُن لوگوں جیسے نہ ہونا جو کفر کرتے ہیں اور اُن کے (مسلمان) بھائی جب (خدا کی راہ میں) سفر کریں (اور مر جائیں) یا جہاد کو نکلیں (اور مارے جائیں) تو اُن کی نسبت کہتے ہیں کہ اگر وہ ہمارے پاس رہتے تو نہ مرتے نہ مارے جاتے۔ان باتوں سے مقصود یہ ہے کہ خدا اُن لوگوں کے دلوں میں افسوس پیدا کر دے۔اور زندگی اور موت تو خدا ہی دیتا ہے اور خدا تمہارے سب کاموں کو دیکھ رہا ہے (۱۵۶) اور اگر تم خدا کے رستے میں مارے جاؤ یا مر جاؤ تو جو (مال ومتاع) لوگ جمع کرتے ہیں اس سے خدا کی بخشش اور رحمت کہیں بہتر ہے (۱۵۷) اور اگر تم مر جاؤ یا مارے جاؤ خدا کے حضور میں ضرور اکٹھے کیے جاؤ گے (۱۵۸)

تفسیر سورة اٰل عمران آیات (۱۵٦) تا (۱۵۸)

(۱۵٦) رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان رکھنے والو! لڑائی میں عبداللّٰہ بن ابی منافق اور اس کے ساتھیوں کی طرح مت ہو جاؤ کہ وہ راستہ ہی میں سے مدینہ منورہ لوٹ گئے اور پھر اپنے منافق ساتھیوں سے آکر کہتے ہیں کہ اگر یہ لوگ (صحابہ کرام) محمد ﷺ کے ساتھ کسی سفر یا جہاد میں نہ جاتے اور مدینہ میں ہمارے ساتھ رہتے تو سفر اور جہاد میں نہ مرتے اور نہ مارے جاتے۔

ان کا یہ خیال اللّٰہ تعالٰی نے ان ہی کے لیے افسوس و حسرت کا باعث کر دیا، سفر میں بھی اللّٰہ تعالٰی زندہ رکھتا ہے اور اقامت میں بھی موت دے دیتا ہے۔

(۱۵۷) اے گروہ منافقین اگر تم اپنے گھروں ہی میں ایمان قبول کر کے مرتے تو یہ چیز تمہارے گناہوں کی مغفرت اور رحمت خداوندی کا باعث ہو جاتی؟ اور تمہارے دنیاوی اموال سے بہتر ہوتی۔

(۱۵۸) یاد رکھو موت خواہ سفر یا اقامت یا جہاد کہیں بھی آئے مرنے کے بعد آخر کار تم سب اللّٰہ تعالٰی کے سامنے جمع کیے جاؤ گے۔

فَبِمَا رَحۡمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنۡتَ لَهُمۡ‌ۚ وَلَوۡ كُنۡتَ فَظًّا غَلِيۡظَ الۡقَلۡبِ لَانْفَضُّوۡا مِنۡ حَوۡلِكَ‌ فَاعۡفُ عَنۡهُمۡ وَاسۡتَغۡفِرۡ لَهُمۡ وَشَاوِرۡهُمۡ فِى الۡاَمۡرِ‌ۚ فَاِذَا عَزَمۡتَ فَتَوَكَّلۡ عَلَى اللّٰهِ‌ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الۡمُتَوَكِّلِيۡنَ ﴿۱۵۹﴾ اِنۡ يَّنۡصُرۡكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَـكُمۡ‌ۚ وَاِنۡ يَّخۡذُلۡكُمۡ فَمَنۡ ذَا الَّذِىۡ يَنۡصُرُكُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِهٖ‌ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلۡيَتَوَكَّلِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۱۶۰﴾ وَمَا كَانَ لِنَبِىٍّ اَنۡ يَّغُلَّ‌ؕ وَمَنۡ يَّغۡلُلۡ يَاۡتِ بِمَا غَلَّ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ‌

(اے محمد ﷺ) خدا کی مہربانی سے تمہاری اُفتادِ مزاج اُن لوگوں کے لئے نرم واقع ہوئی ہے اور اگر تم بدخو اور سخت دل ہوتے تو یہ تمہارے پاس سے بھاگ کھڑے ہوتے۔تو اُنکو معاف کر دو اور اُن کے لئے (خدا سے) مغفرت مانگو اور اپنے کاموں میں اُن سے مشورت لیا کرو۔اور جب (کسی کام کا) عزم مصمم کر لو تو خدا پر بھروسہ رکھو۔بے شک خدا بھروسہ رکھنے والوں کو دوست رکھتا ہے (۱۵۹)۔اگر خدا تمہارا مددگار ہے تو تم پر کوئی غالب نہیں آ سکتا اور اگر وہ تمہیں چھوڑ دے تو پھر کون ہے جو تمہاری مدد کرے اور مومنوں کو چاہیے کہ خدا ہی پر بھروسہ رکھیں (۱۶۰)۔اور کبھی نہیں ہو سکتا کہ پیغمبر (خدا)

ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۶۱﴾ اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ كَمَنْۢ بَآءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۶۲﴾ هُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶۳﴾ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۶۴﴾

خیانت کریں۔اور خیانت کرنے والوں کو قیامت کے دن خیانت کی ہوئی چیز (خدا کے رُوبرو) لا حاضر کرنی ہوگی۔پھر ہر شخص کو اُس کے اعمال کا پُورا پُورا بدلہ دیا جائے گا اور بے انصافی نہیں کی جائے گی (۱۶۱)۔بھلا جو شخص خدا کی خوشنودی کا تابع ہو وہ اس شخص کی طرح (مرتکب خیانت) ہوسکتا ہے جو خدا کی ناخوشی میں گرفتار ہوا اور جس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بُرا ٹھکانا ہے (۱۶۲)۔ان لوگوں کے خدا ہاں (مختلف اور متفاوت) درجے ہیں اور خدا اُن کے سب اعمال کو دیکھ رہا ہے (۱۶۳)۔خدا نے مومنوں پر بڑا احسان کیا ہے کہ ان میں سے ایک پیغمبر بھیجا جو اُن کو خدا کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سُناتے اور اور اُن کو پاک کرتے اور (خدا کی) کتاب اور دانائی سکھاتے ہیں۔اور پہلے تو یہ لوگ صریح گمراہی میں تھے (۱۶۴)

تفسیر سورة آل عمران آیات (۱۵۹) تا (۱٦٤)

(۱۵۹) اللہ ہی کی رحمت کی بنا پر آپ ان پر نرم دل رہے اور اگر آپ تندخو یا سخت مزاج ہوتے تو یہ سب آپ ﷺ کے پاس سے منتشر ہو جاتے، لہٰذا آپ کے اصحاب سے حسنِ نیت کے باوجود ظاہراً جو لغزش ہوگئی آپ اس سے درگزر فرمایئے اور ان کے لیے استغفار کیجیے اور لڑائی میں ان سے مشورہ لیجیے جب آپ ایک جانب اپنی رائے پختہ کرلیں تو دولت و نصرت میں اللہ پر بھروسہ کیجیے۔

(۱۶۰) غزوہ بدر کے طریقہ پر اللہ تعالیٰ تمہارا ساتھ دیں تو پھر تمہارا کوئی بھی دشمن تم پر غلبہ نہیں پا سکتا اور اگر احد کے طریقہ پر مغلوب کر دیں تو کون ہے جو اس مغلوبیت کے بعد تمہارا ساتھ دے، مومنوں پر تو یہ چیز لازم ہے کہ فتح و نصرت میں اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کریں۔

(۱۶۱) مجاہدین نے احد کے دن غنیمت کے حاصل کرنے میں جو مورچہ چھوڑ دیا تھا اور بعض منافقوں کا گمان تھا کہ رسول اللہ ﷺ مال غنیمت میں کچھ تقسیم نہیں کرتے، اس کی تردید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کسی بھی نبی کے لیے یہ چیز ہرگز جائز نہیں کہ وہ مال غنیمت میں اپنی امت کے ساتھ خیانت کرے اور اگر کوئی بھی غنیمت میں سے کسی چیز کو رکھ لے گا تو وہ قیامت کے دن اپنی گردن پر لاد کر لائے گا اور وہاں اس کی سزا ملے گی، جہاں نہ کسی کی نیکیاں کم کی جائیں گی اور نہ گناہوں میں اضافہ کیا جائے گا۔

شانِ نزول: وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ (الخ)

ابوداؤد اور ترمذی نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ غزوہ بدر میں ایک سرخ چادر گم ہوگئی تو بعض لوگ کہنے لگے کہ شاید رسول اللہ ﷺ نے لے لی ہو اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

کہ نبی کہ یہ شان نہیں کہ وہ خیانت کرے اور طبرانی نے کبیر میں سند صحیح کے ساتھ حضرات ابن عباس رضی اللہ عنہ

سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر روانہ کیا، اس کا جھنڈا لوٹا دیا گیا پھر دوبارہ روانہ کیا پھر لوٹا دیا گیا، تیسری مرتبہ روانہ کیا تو ہرنی کے سر کے برابر سونے کی خیانت کی بنا پر جھنڈا قائم نہ ہوسکا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

(۱۶۴) اللہ تعالیٰ مسلمانوں سے پھر اپنے خصوصی انعام کا تذکرہ فرماتے ہیں کہ اس نے ان ہی میں سے ان جیسا ایک قریشی عرب معروف النسب ذات کو رسول بنا کر بھیجا جو مسلمانوں کو قرآنی احکام پڑھ کر سناتے ہیں اور ان کو توحید کے ذریعہ شرک سے اور زکوٰۃ لے کر گناہوں سے پاک صاف کرتے ہیں اور قرآن اور حلال وحرام کی تعلیم دیتے ہیں اور یقیناً رسول اکرم ﷺ کی بعثت سے پہلے اور قرآن کریم کے نزول سے قبل یہ لوگ کھلی گمراہی میں گرفتار تھے۔

(۱۶۲-۱۶۳) جو ذات اقدس خمس لینے اور خیانت کے چھوڑنے میں رضائے حق میں تابع ہو وہ کیا اس شخص کی طرح ہو جائے گا جس پر خیانت کی بنا پر اللہ کا غصہ نازل ہوا۔ جو خیانت چھوڑے گا اس کے لیے جنت میں بلند درجات ہوں گے اور جو خیانت کا ایسا کام کرے گا اس کی اللہ کے ہاں سخت گرفت ہوگی۔

اَوَلَمَّاۤ اَصَابَتۡكُمۡ مُّصِيۡبَةٌ قَدۡ اَصَبۡتُمۡ مِّثۡلَيۡهَا ۙ قُلۡتُمۡ اَنّٰى هٰذَا ؕ قُلۡ هُوَ مِنۡ عِنۡدِ اَنۡفُسِكُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ﴿۱۶۵﴾ وَمَاۤ اَصَابَكُمۡ يَوۡمَ الۡتَقَى الۡجَمۡعٰنِ فَبِاِذۡنِ اللّٰهِ وَلِيَعۡلَمَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۱۶۶﴾ وَلِيَعۡلَمَ الَّذِيۡنَ نَافَقُوۡا ۖۚ وَقِيۡلَ لَهُمۡ تَعَالَوۡا قَاتِلُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ اَوِ ادۡفَعُوۡا ؕ قَالُوۡا لَوۡ نَعۡلَمُ قِتَالًا لَّا تَّبَعۡنٰكُمۡ ؕ هُمۡ لِلۡكُفۡرِ يَوۡمَئِذٍ اَقۡرَبُ مِنۡهُمۡ لِلۡاِيۡمَانِ ۚ يَقُوۡلُوۡنَ بِاَفۡوَاهِهِمۡ مَّا لَيۡسَ فِىۡ قُلُوۡبِهِمۡ ؕ وَاللّٰهُ اَعۡلَمُ بِمَا يَكۡتُمُوۡنَ ﴿۱۶۷﴾ اَلَّذِيۡنَ قَالُوۡا لِاِخۡوَانِهِمۡ وَقَعَدُوۡا لَوۡ اَطَاعُوۡنَا مَا قُتِلُوۡا ؕ قُلۡ فَادۡرَءُوۡا عَنۡ اَنۡفُسِكُمُ الۡمَوۡتَ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ﴿۱۶۸﴾

(بھلا یہ) کیا (بات ہے کہ) جب (اُحد کے دن کفار کے ہاتھ سے) تم پر مصیبت واقع ہوئی حالانکہ (جنگ بدر میں) اس سے دو چند مصیبت تمہارے ہاتھ سے اُن پر پڑ چکی ہے تو تم چلا اُٹھے کہ (ہائے) آفت (ہم پر) کہاں سے آپڑی کہہ دو کہ یہ تمہاری ہی شامتِ اعمال ہے (کہ تم نے پیغمبر کے حکم کے خلاف کیا) بے شک خدا ہر چیز پر قادر ہے (۱۶۵)۔ اور جو مصیبت تم پر دونوں جماعتوں کے مقابلے کے دن واقع ہوئی سو خدا کے حکم سے (واقع ہوئی) اور (اس سے) یہ مقصود تھا کہ خدا مومنوں کو اچھی طرح معلوم کرلے (۱۶۶)۔ اور منافقوں کو بھی معلوم کرلے اور (جب) اُن سے کہا گیا کہ آؤ خدا کے رستے میں جنگ کرو یا (کافروں کے) حملوں کو روکو۔ تو کہنے لگے کہ اگر ہم کو لڑائی کی خبر ہوتی تو ہم ضرور تمہارے ساتھ رہتے۔ یہ اُس دن ایمان کی نسبت کفر سے زیادہ قریب تھے۔ مُنہ سے وہ باتیں کہتے ہیں جو اُن کے دل میں نہیں ہیں۔ اور جو کچھ یہ چھپاتے ہیں خدا اُن سے خوب واقف ہے (۱۶۷)۔ یہ خود تو (جنگ سے بچ کر) بیٹھ ہی رہے تھے مگر (جنہوں نے راہ خدا میں جانیں قربان کردیں) اپنے (اُن) بھائیوں کے بارے میں بھی کہتے ہیں کہ اگر ہمارا کہا مانتے تو قتل نہ ہوتے کہہ دو کہ اگر سچے ہو تو اپنے اوپر سے موت کو ٹال دینا (۱۶۸)

تفسیر سورة آل عمران آیات (۱۶۵) تا (۱۶۸)

(۱۶۵) اور اب پھر احد کے دن کی پریشانی کا اللہ تعالیٰ تذکرہ فرماتے ہیں تمہیں احد میں ایسی شکست ہوئی جس سے دو چند مکہ والوں کو بدر میں ہوئی تھی اور پھر حیرانی سے کہتے ہیں کہ ہم تو مسلمان ہیں، پھر اس قدر پریشانی کہاں سے ہوئی اے محمد ﷺ آپ فرما دیجیے کہ مورچہ چھوڑ کر جو تم سے لغزش ہوئی اس بنا پر عارضی شکست ہوئی، اللہ تعالیٰ سزا

وغیرہ سب پر قادر ہے۔

شانِ نزول: اَوَلَمَّآ اَصَابَتۡکُمۡ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے حضرت عمر فاروقؓ سے روایت نقل کی ہے انھوں نے فرمایا کہ بدر کے قیدیوں کو فدیہ لے کر جو چھوڑ دیا تھا اس کی گرفت احد میں ہوئی کہ ستر صحابہ کرام شہید ہوئے رسول اکرم ﷺ کے سامنے کے دندان مبارک شہید ہوئے کہ آپ کے سر مبارک پر خود ٹوٹ گیا جس سے آپ کے چہرۂ انور پر سے خون بہنے لگا، اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۱۶۶۔۱۶۷) رسول اکرم ﷺ اور ابوسفیان کی باہم جنگ میں جو تمہیں زخم اور شہادت وغیرہ ہوئی وہ سب اللّٰہ تعالیٰ کے حکم اور ارادہ سے ہوئی تا کہ مومنین کی جہاد پر بہادری اور منافقین کے راستہ ہی سے مدینہ لوٹ جانے کا اللّٰہ تعالیٰ مظاہرہ کرادے اور ان منافقوں سے عبداللّٰہ بن جبیرؓ نے کہا تھا کہ میدان جہاد میں آؤ اور دشمنوں کو اپنے گھروں اور بال بچوں سے دور کرو اور منافق ایمان اور مسلمانوں سے قریب تر ہونے کی بجائے کفر سے زیادہ قریب ہو گئے اور کافر ان منافقین سے ان دنوں بہت زیادہ قریب تھے۔ یہ منافقین صرف اپنی زبانوں سے اسلام کی حمایت کی باتیں کرتے ہیں اور اللّٰہ تعالیٰ اہل کفر اور منافقین کو اچھی طرح جانتے ہیں۔

(۱۶۸) اور یہ منافقین مدینہ منورہ میں بیٹھے ہوئے بطور بزدلی اور سازش کے یہ باتیں بنا رہے تھے کہ اگر محمد ﷺ اور آپ کے ساتھی بھی مدینہ ہی میں بیٹھے رہتے تو جہاد میں مارے نہ جاتے، محمد ﷺ آپ ان منافقین سے فرما دیجیے اگر تم اپنے قول میں سچے ہو تو جہاد سے بھاگنے کے باوجود اپنے سے موت کو دور کرو۔

وَلَا تَحۡسَبَنَّ الَّذِیۡنَ قُتِلُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ اَمۡوَاتًا ؕ بَلۡ اَحۡیَآءٌ عِنۡدَ رَبِّہِمۡ یُرۡزَقُوۡنَ ﴿۱۶۹﴾ فَرِحِیۡنَ بِمَاۤ اٰتٰىہُمُ اللّٰہُ مِنۡ فَضۡلِہٖ ۙ وَ یَسۡتَبۡشِرُوۡنَ بِالَّذِیۡنَ لَمۡ یَلۡحَقُوۡا بِہِمۡ مِّنۡ خَلۡفِہِمۡ ۙ اَلَّا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا ہُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ ﴿۱۷۰﴾ یَسۡتَبۡشِرُوۡنَ بِنِعۡمَۃٍ مِّنَ اللّٰہِ وَ فَضۡلٍ ۙ وَّ اَنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیۡعُ اَجۡرَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۱۷۱﴾ اَلَّذِیۡنَ اسۡتَجَابُوۡا لِلّٰہِ وَ الرَّسُوۡلِ مِنۡۢ بَعۡدِ مَاۤ اَصَابَہُمُ الۡقَرۡحُ ؕ لِلَّذِیۡنَ اَحۡسَنُوۡا مِنۡہُمۡ وَ اتَّقَوۡا اَجۡرٌ عَظِیۡمٌ ﴿۱۷۲﴾ اَلَّذِیۡنَ قَالَ لَہُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدۡ جَمَعُوۡا لَکُمۡ فَاخۡشَوۡہُمۡ فَزَادَہُمۡ اِیۡمَانًا ٭ۖ وَّ قَالُوۡا حَسۡبُنَا اللّٰہُ وَ نِعۡمَ الۡوَکِیۡلُ ﴿۱۷۳﴾

جو لوگ خدا کی راہ میں مارے گئے اُن کو مرے ہوئے نہ سمجھنا (وہ مرے ہوئے نہیں ہیں) بلکہ خدا کے نزدیک زندہ ہیں اور اُن کو رزق مل رہا ہے (۱۶۹)۔ جو کچھ خدا نے اُن کو اپنے فضل سے بخش رکھا ہے اُس میں خوش ہیں اور جو لوگ اُن کے پیچھے رہ گئے اور (شہید ہو کر) ان میں شامل نہیں ہو سکے اُن کی نسبت خوشیاں منا رہے ہیں کہ (قیامت کے دن) اُن کو بھی نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمناک ہوں گے (۱۷۰)۔ اور خدا کے انعامات اور فضل سے خوش ہو رہے ہیں اور اس سے کہ خدا مومنوں کا اجر ضائع نہیں کرتا (۱۷۱)۔ جنہوں نے باوجود زخم کھانے کے خدا اور رسول (کے حکم) کو قبول کیا۔ جو لوگ ان میں نیکوکار اور پرہیزگار ہیں اُن کے لئے بڑا ثواب ہے (۱۷۲)۔ (جب) اُن سے لوگوں نے آکر بیان کیا کہ کفار نے تمہارے

(مقابلے کے) لئے (لشکر کثیر) جمع کیا ہے تو اُن سے ڈرو۔ تو اُن کا ایمان اور زیادہ ہو گیا۔ اور کہنے لگے ہم کو خدا کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے (۱۷۳)

تفسیر سورة آل عمران آیات (۱٦۹) تا (۱۷۳)

(۱٦۹) بدر اور اُحد میں جو حضرات شہید کر دیئے گئے ان کو دیگر تمام مردوں کے طریقہ پر مت سمجھو، بلکہ وہ شہداء ایک ممتاز حیات کے ساتھ ہیں۔

شان نزول: قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا (الخ)

ابوداؤدؒ اور حاکمؒ نے حضرت ابن عباس ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ جب غزوۂ اُحد میں صحابہ کرام شہید ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرات کی روحوں کو سبز پرندوں کے پوٹوں میں کر دیا ہے، وہ جنت کی نہروں سے پانی پیتے اور اس کے پھل کھاتے اور سونے کے قنادیل میں عرش الٰہی کے سایہ میں رہتے ہیں۔

جب وہاں جا کر ان حضرات نے اپنے کھانے پینے اور کلام کی پاکیزگی کو دیکھا تو کہنے لگے کاش ہمارے بھائی بھی ان انعامات کو جان لیتے جو اللہ تعالیٰ نے ہم پر نازل فرمائے ہیں تا کہ وہ جہاد فی سبیل اللہ سے کبھی بھی دریغ نہ کرتے اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تمہارا پیغام ان کو پہنچا دیتا ہوں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔

حدیث کا اخیر کا حصہ امام ترمذی نے حضرت جابرؓ سے روایت کیا ہے۔

(۱۷۰۔۱۷۱) اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے جو انعامات ان کو عطا فرماتا ہے وہ اس سے خوش ہیں اور جو ان کے بھائی دنیا میں رہ گئے اور ان تک نہیں پہنچے وہ ان کی بھی اس حالت پر خوش ہیں کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس کی خوشخبری دی ہے نیز وہ انعامات خداوندی اور بلند درجات کی وجہ سے بھی خوش ہیں، جہاد میں جو تکالیف لاحق ہوتی ہیں انکو اللہ تعالیٰ ضائع نہیں کرتا۔

(۱۷۲) بدر صغریٰ لڑائی کے لیے تمام صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ کے فرمانے پر فوراً کمربستہ ہو گئے تھے، اللہ تعالیٰ اسی کا تذکرہ فرماتے ہین کہ جن حضرات نے باوجود یکہ ان کو احد میں زخم لگا ہوا تھا، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے فرمانے پر بدر صغریٰ کے لیے فوراً تیار ہو گئے، ایسے حضرات جو رسول اللہ ﷺ کا ساتھ دیں اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور اس کے رسول کی مخالفت سے بچیں ان کے لیے جنت میں بڑا ثواب ہے۔

شان نزول: اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ (الخ)

ابن جریرؒ نے عوفی کے ذریعہ سے حضرت ابن عباس ﷺ سے روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ احد کے واقعہ

کے بعد اللّٰہ تعالیٰ نے ابوسفیان کے دل میں رعب ڈال دیا وہ مکہ مکرمہ لوٹا۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ابوسفیان تم لوگوں سے گھبرا گیا ہے اور مکہ وہ جس وقت لوٹا اللّٰہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا اور احد کا واقعہ شوال میں پیش آیا تھا اور تاجر ذی قعدہ میں مدینہ منورہ آتے تھے اور راستہ میں بدر صغریٰ میں قیام کرتے تھے، چنانچہ وہ احد کے واقعہ کے بعد آئے اور مسلمان زخمی اور تھکے ہوئے تھے۔

رسول اکرم ﷺ نے لوگوں میں اعلان کیا کہ آپ ﷺ کے ساتھ چلیں، شیطان نے آکر اپنے دوستوں کو ڈرایا کہ کفار نے بہت بڑا لشکر تیار کر رکھا ہے اور کچھ لوگوں نے حضور اکرم ﷺ کے ساتھ چلنے سے انکار کروا دیا آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں جہاد کے لیے ضرور جاؤں گا اگرچہ میرے ساتھ کوئی بھی نہ جائے۔

اس پر حضرت ابوبکر صدیق ؓ، حضرت عمر فاروق ؓ، حضرت عثمان غنیؓ، حضرت علی مرتضیٰ ؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت سعدؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، حضرت عبداللّٰہ بن مسعود ؓ، حضرت حذیفہ بن یمانؓ، حضرت ابوعبیدہ بن الجراح ؓ غرض کہ ستر صحابہ کرام نے آپ ﷺ کے ساتھ چلنے پر لبیک کہی، چنانچہ یہ حضرات رسول اکرم ﷺ کے ساتھ ابوسفیان کی تلاش میں نکلے تا آنکہ مقام صغریٰ پر پہنچے تب اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

نیز امام طبرانیؒ نے سند صحیح کے ساتھ حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ جب مشرکین احد سے واپس ہوئے تو آپس میں کہنے لگے کہ نہ محمد ﷺ کو تم نے قتل کیا اور نہ لڑکیوں کو تم نے قید کیا تم تو بہت ہی ناکامی کے ساتھ واپس آرہے ہو پھر لوٹو، رسول اکرم ﷺ کو ان کی اس گفتگو کی اطلاع ہوئی آپ ﷺ نے صحابہ کرام ؓ میں جہاد کا اعلان کیا، سب نے آپ ﷺ کے اعلان پر لبیک کہا، چنانچہ سب روانہ ہو کر حمراء الاسد یا ابوعتبہ کے کنوئیں پر پہنچے، اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، ''کہ جن حضرات نے اللّٰہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے فرمان پر لبیک کہی اور ابوسفیان رسول اکرم ﷺ سے کہہ گیا تھا کہ آئندہ سال میدان بدر میں جدھر تم نے ہمارے ساتھیوں کو مارا تھا مقابلہ ہوگا، چنانچہ بزدل تو ڈر کر بھاگ گئے اور بہادر لڑائی اور تجارت کی تیاری کی وجہ سے چلے گئے۔

غرض یہ کہ جب آپ ﷺ صحابہ کرامؓ کے ساتھ اس مقام پر پہنچے تو وہاں کوئی بھی نہ ملا، صحابہ نے اس مقام پر بازار لگایا اسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ (الخ)

اور ابن مردویہ نے ابورافع سے روایت کیا ہے کہ رسول اللّٰہ ﷺ نے حضرت علی ؓ کی قیادت میں ایک جماعت ابوسفیان کے تعاقب کے لیے روانہ فرمائی راستہ میں ان کو ایک اعرابی ملا اور کہنے لگا مکہ والوں نے تم لوگوں کے لیے بہت بڑا لشکر تیار کیا ہے، انھوں نے کہا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ، اللّٰہ تعالیٰ نے اسی طرح ان حضرات کے بارے میں یہ کلمات نازل فرمائے۔

(۱۷۳) اگلی آیت بھی ان حضرات کے بارے میں نازل ہوئی ہے، نعیم بن مسعود اشجعی نے ان حضرات سے کہہ دیا تھا کہ ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں نے مکہ مکرمہ کے قریب لطیمہ نامی بازار میں ایک لشکر تمہارے مقابلے کے لیے

تیار کیا ہے مگر صحابہ کرامؓ میں یہ خبر سن کر اور جرأت پیدا ہوگئی اور انہوں نے یہ کہہ کر بات ختم کردی کہ اللہ تعالیٰ سب مہمات میں ہمارے لیے کافی ہیں اور جو کچھ کفار نے بازار میں اسباب جمع رکھے تھے، ان کو اور مال غنیمت اور اللہ تعالیٰ کی طرف ثواب لے کر لوٹ آئے۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۷۴﴾ اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُ اَوْلِيَاۗءَهٗ ۠ فَلَا تَخَافُوْھُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷۵﴾ وَلَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ ۚ اِنَّھُمْ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا ۭ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَلَّا يَجْعَلَ لَھُمْ حَظًّا فِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَھُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۷۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا ۚ وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۷۷﴾ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّمَا نُمْلِيْ لَھُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِھِمْ ۭ اِنَّمَا نُمْلِيْ لَھُمْ لِيَزْدَادُوْٓا اِثْمًا ۚ وَلَھُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۱۷۸﴾

پھر وہ خدا کی نعمتوں اور اُس کے فضل کے ساتھ (خوش وخرم) واپس آئے اُن کو کسی طرح کا ضرر نہ پہنچا اور وہ خدا کی خوشنودی کے تابع رہے اور خدا بڑے فضل کا مالک ہے (۱۷۴)۔ یہ (خوف دلانے والا) تو شیطان ہے جو اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے۔ تو اگر تم مومن ہو تو اُن سے مت ڈرنا اور مجھی سے ڈرتے رہنا (۱۷۵)۔ اور جو لوگ کفر میں جلدی کرتے ہیں اُن (کی وجہ) سے غمگین نہ ہونا۔ یہ خدا کا کچھ نقصان نہیں کر سکتے خدا چاہتا ہے کہ آخرت میں اُن کو کچھ حصہ نہ دے اور اُن کے لئے بڑا عذاب (تیار) ہے (۱۷۶)۔ جن لوگوں نے ایمان کے بدلے کفر خریدا وہ خدا کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے اور اُن کو دُکھ دینے والا عذاب ہوگا (۱۷۷)۔ اور کافر لوگ یہ خیال نہ کریں کہ ہم جو اُن کو مہلت دیئے جاتے ہیں تو یہ اُن کے حق میں اچھا ہے۔ (نہیں بلکہ) ہم ان کو اس لئے مہلت دیتے ہیں کہ اور گناہ کرلیں آخر اُن کو ذلیل کرنے والا عذاب ہوگا (۱۷۸)

تفسیر سورة ال عمران آیات (۱۷٤) تا (۱۷۸)

(۱۷۴) اور اس جانے آنے میں ان حضرات کو نہ لڑائی کا سامنا ہوا اور نہ کسی قسم کی کوئی شکست ہوئی ان حضرات نے بدر صغریٰ میں رسول اکرم ﷺ کی اطاعت و پیروی کی اور اللہ تعالیٰ بڑے انعام و احسان والا ہے، ان سے دشمنوں کو دور کردیا۔

(۱۷۵) بات یہ ہے کہ تم لوگوں کو نعیم بن مسعود اشجعی نے (اللہ تعالیٰ نے اس کو شیطان فرمایا) اپنے کافر دوستوں سے آکر ڈرانا چاہا، لہٰذا باہر نکلنے میں ان سے مت ڈرو اور گھروں میں بیٹھے رہنے میں مجھ سے ڈرو، اگر تم میری تصدیق کرنے والے ہو۔

(۱۷٦) منافقین نے یہود کا ساتھ دے کر جو بے وفائی کی، اللہ تعالیٰ اس معاملہ میں رسول اکرم ﷺ کی تسلی فرمار ہے ہیں کہ منافقین کا یہودیوں کے ساتھ ملنے میں سبقت کرنا آپ کے لیے غم کا باعث نہ ہونا چاہیے۔
یقیناً ان منافقین کا یہودیوں کے ساتھ مل جانے میں سبقت کرنا دین خداوندی کو ذرہ برابر نقصان نہیں پہنچا سکتا۔
کیونکہ اللہ تعالیٰ کو منظور ہے کہ یہود اور منافقوں کو جنت میں قطعاً کوئی حصہ نہ دے اور ان کی سختی سے زیادہ اللہ

کیونکہ اللہ تعالیٰ کو منظور ہے کہ یہود اور منافقوں کو جنت میں قطعاً کوئی حصہ نہ دے اور ان کی سختی سے زیادہ اللہ کہ ہاں ان کو سخت سزا ملے گی۔

(۱۷۷) اسی طرح جن لوگوں نے ایمان کو چھوڑ کر کفر کو اختیار کرلیا ہے اور وہ منافق ہیں، ان کے کفر اختیار کر لینے میں اللہ تعالیٰ کا کچھ نقصان نہیں ہوگا اور ان لوگوں کے لیے آخرت میں ایسا دردناک عذاب ہوگا کہ اس کی شدت ان کے دلوں تک سرایت کر جائے گی۔

(۱۷۸) منافقین کو ان کے کفر میں جو اللہ تعالیٰ عذاب کے نازل کرنے سے کچھ مہلت دے رہے ہیں۔ اس کا تذکرہ فرماتے ہیں کہ منافقین و یہود اس سے یہ نہ سمجھیں کہ ہم انھیں مہلت دے رہے ہیں اور اموال اولاد دے رہے ہیں یہ تمام چیزیں اس لیے دے رہے ہیں تاکہ جرم اور گناہ میں اور ترقی ہوجائے اور ایک بار پوری پوری سزا مل جائے اور روزانہ اور ایک ایک گھڑی کے بعد آخرت میں ان کو ذلیل و خوار کیا جائے گا۔ اور ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ احد کے دن یہ آیات مشرکین مکہ کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ ۭ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَي الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِىْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۠ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۷۹﴾ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىھُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ھُوَ خَيْرًا لَّھُمْ ۭ بَلْ ھُوَ شَرٌّ لَّھُمْ ۭ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۱۸۰﴾ لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَاۗءُ ۘ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَقَتْلَھُمُ الْاَنْۢبِيَاۗءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّنَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۱۸۱﴾ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۱۸۲﴾

(لوگو) جب تک خدا ناپاک کو پاک سے الگ نہ کردے گا مومنوں کو اس حال میں جس میں تم ہو ہرگز نہیں رہنے دے گا۔ اور اللہ تم کو غیب کی باتوں سے بھی مطلع نہیں کرے گا۔ البتہ خدا اپنے پیغمبروں میں سے جسے چاہتا ہے انتخاب کر لیتا ہے تو تم خدا پر اور اُسکے رسُولوں پر ایمان لاؤ۔ اور اگر ایمان لاؤ گے اور پرہیز گاری کرو گے تو تم کو اجر عظیم ملے گا (۱۷۹)۔ جو لوگ مال میں جو خدا نے اپنے فضل سے اُن کو عطا فرمایا ہے بخل کرتے ہیں وہ اس بخل کو اپنے حق میں اچھا نہ سمجھیں (وہ اچھا نہیں) بلکہ اُن کے لئے بُرا ہے وہ جس مال میں بخل کرتے ہیں قیامت کے دن اس کا طوق بنا کر ان کی گردنوں میں ڈالا جائے گا اور آسمانوں اور زمین کا وارث خدا ہی ہے اور جو عمل تم کرتے ہو خدا کو معلوم ہے (۱۸۰)۔ خدا نے اُن لوگوں کا قول سُن لیا ہے جو کہتے ہیں کہ خدا فقیر ہے اور ہم امیر ہیں۔ یہ جو کہتے ہیں ہم اس کو لکھ لیں گے اور پیغمبروں کو جو یہ ناحق قتل کرتے رہے ہیں اس کو بھی (قلمبند کر رکھیں گے) اور (قیامت کے روز) کہیں گے کہ عذاب (آتش) سوزاں کے مزے چکھتے رہو (۱۸۱)۔ یہ اُن کاموں کی سزا ہے جو تمہارے ہاتھ آگے بھیجتے رہے ہیں اور خدا تو بندوں پر مطلق ظلم نہیں کرتا (۱۸۲)

تفسیر سورة آل عمران آیات (۱۷۹) تا (۱۸۲)

(۱۷۹) مشرکین نے رسول اکرم ﷺ سے کہا کہ آپ ہم سے یہ کہتے ہیں کہ تم میں کافر بھی ہیں اور مومن بھی تو بتائیے کہ ہم میں سے کون مومن ہے اور کون کافر، اللہ تعالیٰ جواب میں فرماتے ہیں اے گروہ منافقین اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس حالت عدم امتیاز پر جس پر تم سب ہو نہیں رکھنا چاہتا کہ مومن کافر اور کافر مومن معلوم ہو بلکہ مشیت الٰہی میں یہ ہے کہ شقی سعید (نیک بخت، بد بخت) سے اور کافر مومن سے اور منافق مخلص سے ممتاز اور نمایاں ہو جائے، کفار مکہ کو اللہ تعالیٰ حکمت کے تحت ایسے امور پر مطلع نہیں کرتا کہ کون ایمان لائے گا اور کون انکار کرے گا لیکن اس ذاتِ الٰہی نے اپنی مشیت سے رسول اکرم ﷺ کو اس چیز کے لیے منتخب فرمایا ہے کہ بذریعہ وحی آپ کو بعض امور سے اللہ تعالیٰ آگاہ فرما دیتے ہیں لہٰذا (اے مشرکین ! تم اپنی ضد اور شرک چھوڑ کر) تمام رسولوں اور تمام کتابوں پر ایمان لاؤ اور اگر تم تمام کتابوں اور تمام رسولوں پر ایمان لے آؤ گے اور اس کے ساتھ کفر وشرک سے بھی بچو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں جنت میں عظیم الشان ثواب عطا فرمائے گا۔

(۱۸۰) کفار و منافقین کو اللہ تعالیٰ نے جو مال و دولت عطا فرمایا تھا اس میں وہ بخل کرتے تھے اللہ تعالیٰ اس کی مذمت فرماتے ہیں کہ یہ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ عطا خداوندی پر یہ بخل ان کے لیے اچھا ہوگا ہر گز نہیں، بلکہ اللہ کی جانب سے انکے اس بخل کے سبب یہ خالص سزا ہوگی کہ جہنم میں ان کی گردنوں میں قیامت کے دن ان کے سونے اور چاندی کے طوق ڈالے جائیں گے۔

آسمانوں اور زمینوں کے تمام خزانے اللہ تعالیٰ ہی کے ہیں یا یہ کہ اس دن تمام آسمان و زمین والے فنا ہو جائیں گے اور صرف واحد قہار کی بادشاہت باقی رہ جائے گی وہ ان کے بخل اور سخاوت کو بخوبی جانتا ہے۔

(۱۸۱) فخاص بن عازوراء اور اس کے ساتھیوں نے کہا تھا کہ العیاذ باللہ اللہ تعالیٰ مفلس ہے، ہم سے قرض چاہتا ہے اور ہم اس کے قرض کے محتاج نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہم ان کے اس قول کو نامۂ اعمال میں محفوظ کر کے رہیں گے اور اسی طرح ان کا حضرات انبیاء کو ناحق قتل کرنا اور زمانہ یہودیت میں جو کچھ انھوں نے کیا ہے اس کے عوض سخت ترین عذاب چکھائیں گے۔

شان نزول: لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ (الخ)

ابن اسحاقؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہودیوں کو فخاص نامی ایک شخص کے پاس جمع پایا وہ شخص کہنے لگا اے ابوبکر رضی اللہ عنہ ہمیں اللہ کی طرف کسی قسم کی احتیاج نہیں وہ ہمارا محتاج ہے اور اگر وہ غنی ہوتا تو وہ ہم سے کیوں قرض لیتا، جیسا کہ تمہارا صاحب (نبی کریم) کہتا ہے یہ سن کر

حضرت ابوبکر صدیق ؓ غصہ میں آگئے اور اس یہودی کے مونہہ پر ایک چانٹا مارا، فخاص رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں آیا، کہنے لگا دیکھیے آپ ﷺ کے ساتھی نے میرے ساتھ کیا معاملہ کیا، رسول اکرم ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا کہ تم نے ایسا کیوں کیا، حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اس نے بہت بری بات کہی یہ کہتا ہے کہ العیاذ باللہ اللہ تعالیٰ مفلس ہے اور یہ لوگ مال دار ہیں، فخاص اپنے قول سے پھر گیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی بے شک اللہ تعالیٰ نے ان گستاخ لوگوں کا قول سن لیا ہے، نیز ابن ابی حاتم نے ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی مَنْ ذَالَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهُ (الخ) تو یہود حضور ﷺ کی خدمت میں آئے اور کہنے لگے کہ اے محمد ﷺ تمہارا رب العیاذ باللہ محتاج ہے اپنے بندوں سے مانگتا ہے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۱۸۲) اور ہم بغیر جرم کے پکڑ نہیں کرتے۔

اَلَّذِیْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَیْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰی یَاْتِیَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ ؕ قُلْ قَدْ جَآءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِیْ بِالْبَیِّنٰتِ وَ بِالَّذِیْ قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝ فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ جَآءُوْ بِالْبَیِّنٰتِ وَ الزُّبُرِ وَ الْكِتٰبِ الْمُنِیْرِ ۝ كُلُّ نَفْسٍ ذَآىِٕقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَ اِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ؕ وَ مَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ۝

جو لوگ کہتے ہیں کہ خدا نے ہمیں حکم بھیجا ہے کہ جب تک کوئی پیغمبر ہمارے پاس ایسی نیاز لیکر نہ آئے جس کو آگ آ کر کھا جائے تب تک ہم اس پر ایمان نہ لائیں گے۔ (اے پیغمبرؐ) ان سے کہہ دو کہ مجھ سے پہلے کئی پیغمبر کھلی ہوئی نشانیاں لے کر آئے۔ اور وہ (معجزہ) بھی لائے جو تم کہتے ہو تو اگر سچے ہو تو تم نے انہیں قتل کیوں کیا؟ (۱۸۳) پھر اگر یہ لوگ تم کو سچا نہ سمجھیں تو تم سے پہلے بہت سے پیغمبر کھلی ہوئی نشانیاں اور صحیفے اور روشن کتابیں لے کر آ چکے ہیں اور لوگوں نے اُن کو بھی سچا نہیں سمجھا (۱۸۴) ہر متنفس کو موت کا مزا چکھنا ہے اور تم کو قیامت کے دن تمہارے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا تو جو شخص آتش جہنم سے دور رکھا گیا اور بہشت میں داخل کیا گیا وہ مراد کو پہنچ گیا اور دنیا کی زندگی تو دھوکے کا سامان ہے (۱۸۵)

تفسیر سورة ال عمران آیات (۱۸۳) تا (۱۸۵)

(۱۸۳۔۱۸۴) اور یہود جھوٹ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں کتاب میں اس بات کا حکم دیا ہے کہ ہم کسی رسول کی تصدیق نہ کریں جب تک کہ جیسا کہ انبیاء کرام کے زمانہ میں غیب سے آگ آ کر نذر و نیاز خداوندی کو کھا جایا کرتی تھی اسی طرح اب بھی یہ بات ظاہر نہ کرو۔

اے نبی کریم آپ ان یہودیوں سے فرما دیجیے کہ بہت سے انبیاء کرام مثلاً زکریا اور یحییٰ علیہم السلام

اوامر ونواہی، اور بہت سے دلائل اور خصوصیات کے ساتھ یہ قربانی والا معجزہ بھی لے کر آئے پھر کیوں تم نے حضرت یحییٰ علیہ السلام اور زکریا علیہ السلام کو قتل کیا۔

یہود بولے ہمارے آباؤ اجداد نے تو انبیاء کو ظلماً قتل نہیں کیا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، اے نبی کریم ان کی تکذیب سے غم نہ کیجیے کیوں کہ بہت سے انبیاء جو ان کے پاس اوامر ونواہی، دلائل نبوت اور پہلے لوگوں کے واقعات اور حلال وحرام کو ظاہر کر دینے والی کتاب لے کر آئے تھے مگر ان کی قوم نے واضح اور کھلی نشانیاں دیکھنے کے بعد پھر بھی انھیں جھٹلایا۔

(۱۸۵) سنیے کہ مرنے کے وقت اور اس کے بعد ان کا کیا انجام ہوگا یقیناً ہر جاندار کو موت کا مزہ چکھنا ہوگا اور پھر تمہارے اعمال کی پوری جزا ملے گی سو جو شخص توحید اور عمل صالح کی وجہ سے دوزخ سے بچا لیا گیا، سو وہ جنت اور اس کی نعمتیں اور دوزخ اور اس کے عذاب سے نجات ملنے کی بنا پر حقیقتاً کامیاب ہو گیا۔

دنیا میں کسی قسم کی کوئی نعمت نہیں دنیا کی مثال، صرف گھر کے سامان اور اس کے سنگریزوں کی طرح ہے۔

لَتُبْلَوُنَّ فِيْٓ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۫ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا ۭ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ ۡ فَنَبَذُوْهُ وَرَاۗءَ ظُهُوْرِھِمْ وَاشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۭ فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ ۝ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّيُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّھُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ ۚ وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ۝

(اے اہل ایمان) تمہارے مال وجان میں تمہاری آزمائش کی جائے گی اور تم اہلِ کتاب سے اور اُن لوگوں سے جو مشرک ہیں بہت سی ایذا کی باتیں سنو گے اور تو اگر صبر اور پرہیزگاری کرتے رہو گے تو یہ بڑی ہمت کے کام ہیں (۱۸۶) اور جب خدا نے اُن لوگوں سے جن کو کتاب عنایت کی گئی تھی اقرار لیا کہ (اس میں جو کچھ لکھا ہے) اُسے صاف صاف بیان کرتے رہنا اور اس (کی کسی بات) کو نہ چھپانا تو انہوں نے اس کو پسِ پشت پھینک دیا اور اُس کے بدلے تھوڑی سی قیمت حاصل کی یہ جو کچھ حاصل کرتے ہیں بُرا ہے (۱۸۷) اور جو لوگ اپنے (ناپسند) کاموں سے خوش ہوتے ہیں اور (پسندیدہ کام) جو کرتے نہیں ان کے لیے چاہتے ہیں کہ ان کی تعریف کی جائے ان کی نسبت خیال نہ کرنا کہ وہ عذاب سے رستگار ہو جائیں گے اور انہیں درد دینے والا عذاب ہوگا (۱۸۸) اور آسمانوں اور زمین کی بادشاہی خدا ہی کو ہے اور خدا ہر چیز پر قادر ہے (۱۸۹) بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کے بدل بدل کر آنے

جانے میں عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں (۱۹۰)

تفسیر سورۃ آل عمران آیات (۱۸۶) تا (۱۹۰)

(۱۸۶) کفار رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام کو جو تکالیف پہنچاتے تھے اللہ تعالیٰ اس کا ذکر فرماتے ہیں۔

اپنے اموال کے ختم ہو جانے بیماریوں اور قتل ہر قسم کی تکالیف سے آزمائے جاؤ گے اور یہود و نصاری اور مشرکین عرب سے گالی گلوچ طعن و تشنیع اور اللہ تعالیٰ پر الزامات سنو گے، اگر ان الزامات اور اسطرح کی دیگر تکالیف میں صبر کر کے اللہ کی نافرمانی سے بچو گے تو یہ صبر بہترین کاموں اور بہت تاکیدی امور سے ہے۔

شان نزول: وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ اور ابن منذرؒ نے سند حسن کے ساتھ حضرت ابن عباس ؓ سے روایت نقل کی ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌا سے یہاں تک حضرت ابوبکر صدیق ؓ اور فنحاص کے مابین جو معاملہ پیش آیا اس کے بارے میں یہ آیتیں نازل ہوئی ہیں۔

اور عبدالرزاق نے بواسطہ معمر، زہری، کعب بن مالک ؓ سے روایت کیا کہ کعب بن اشرف یہودی رسول اکرم ﷺ اور حضرات صحابہ کی شان میں ہجو (توہین و گستاخی) کے اشعار کہا کرتا تھا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۱۸۷) اہل کتاب سے اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کی نعت وصفت بیان کرنے کا جو عہد لیا تھا اس کا تذکرہ فرماتے ہیں جن لوگوں کو توریت و انجیل دی گئی تھی، ان سے عہد و پیمان لیا گیا تھا کہ اپنی کتابوں میں رسول اکرم ﷺ کی نعت و صفت کو نہیں چھپائیں گے مگر انھوں نے کتاب اور اس عہد کو بھی فراموش کر دیا اور اس کی قدر نہ کی بلکہ رسول اکرم ﷺ کی نعت و اوصاف چھپا کر اس کے مقابلہ کم حقیقت کھانے پینے کی معمولی سی چیز لی، ان لوگوں کا ایسا کرنا اور یہودیت کو اپنے لیے پسند کرنا بہت ہی بری اختیار کردہ چیز ہے۔

(۱۸۸) یہود جو نیک کام نہیں کرتے تھے اس پر خواہ مخواہ تعریف اور ستائش کے طلب گار ہوتے تھے۔

اے محمد ﷺ آپ ان لوگوں کا ہرگز نہ خیال کیجیے جنھوں نے کتاب میں آپ کی نعت وصفت میں تبدیلی کر دی اور وہ اب اس بات کے متمنی ہیں کہ ان کی تعریف کی جائے اور ملت ابراہیمی اور فقرا کے ساتھ احسان کرنے کے بھی دعویدار ہیں، حالاں کہ ذرہ برابر بھی ان میں کوئی ایسی نیکی نہیں کہ جس کے سبب وہ عذاب الٰہی سے چھٹکارا حاصل کر سکیں گے۔

شانِ نزول: لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ (الخ)

بخاریؒ و مسلمؒ نے حمید بن عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے ذریعہ سے روایت کیا ہے کہ مروان نے اپنے دربان سے کہا کہ رافع، ابن عباس ﷺ کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ ہم میں سے ہر ایک شخص جو چیز اس کو دی گئی ہے اس پر خوش ہے اور یہ چاہتا ہے کہ جو کام وہ نہیں کرسکتا، اس پر بھی اس کی تعریف کی جائے، ایسے شخص کو اگر عذاب ہوگا تو پھر سب عذاب میں گرفتار ہو جائیں گے، حضرت ابن عباس ﷺ نے فرمایا تم لوگوں کو اس آیت سے کیا واسطہ یہ آیت تو اہل کتاب کے بارے میں نازل ہوئی ہے ان لوگوں سے رسول اکرم ﷺ نے کسی چیز کے متعلق دریافت کیا تھا انھوں نے اس بات کو تو چھپا لیا اور دوسری بات بتلا دی اور پھر آپ کے پاس سے آکر یہ ظاہر کیا جو آپ ﷺ نے پوچھا تھا وہ ہی آپ ﷺ کو بتلایا ہے اور بڑی ڈھٹائی سے اس پر اپنی تعریف بھی چاہی اور آپ ﷺ کے سوال کے جواب کو جو چھپا لیا تھا اس پر آپس میں خوش ہوئے۔

اور بخاری و مسلم نے ابوسعید خدری ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ جب رسول اکرم ﷺ جہاد پر تشریف لے جاتے تو منافقین میں سے کچھ لوگ آپ کے ساتھ نہ جاتے اور حضور ﷺ کی عدم موجودگی میں نہ جانے پر خوش ہوتے اور جب آپ واپس تشریف لاتے تو معذرت کرتے اور قسمیں کھاتے اور یہ چاہتے کہ جو کام انھوں نے نہیں کیا، اس پر ان کی تعریف کی جائے تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

عبد ابن حمیدؒ نے اپنی تفسیر میں زید بن اسلمؒ سے روایت نقل کی ہے کہ رافع بن خدیجؓ اور زید بن ثابتؓ دونوں مروان کے پاس تھے۔

مروان کہنے لگا رافع لَاتَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ (الخ) یہ آیت کس چیز کے بارے میں نازل ہوئی ہے، رافع بولے یہ منافقین میں سے کچھ لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے کیوں کہ رسول اکرم ﷺ جب باہر تشریف لے جاتے تو یہ عذر کرتے اور کہتے کہ ہمیں کام ہے اور حقیقت میں ہماری خواہش یہ ہے کہ ہم آپ کے ساتھ جائیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی، مروان نے اس واقعہ کو روایت کیا، اس پر رافع ناراض ہو کر زید بن ثابت ﷺ سے بولے کہ میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کیا تم جانتے ہو جو میں کہہ رہا ہوں زید بن ثابت نے کہا جی ہاں، حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ اس روایت اور ابن عباس ﷺ کے فرمان میں مطابقت اس طرح ہے کہ ہوسکتا ہے یہ آیت دونوں قسم کے لوگوں کے بار ے میں نازل ہوئی ہو۔

اور فراء نے روایت کیا ہے کہ یہ آیت یہود کے قول کے بارے میں نازل ہوئی ہے وہ اس بات کے مدعی تھے کہ ہم پہلے ہی سے کتاب والے نماز والے اور اہل طاعت ہیں اور اس کے باوجود رسول اکرم ﷺ پر ایمان نہیں لاتے تھے۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۱۸۹) آسمان و زمین کے تمام خزانے اس کی ملکیت میں داخل ہیں اور تمام آسمان و زمین والے اس کے مملوک ہیں۔

(۱۹۰) کفار مکہ رسول اکرم ﷺ سے کہتے تھے جس چیز کے تم دعویدار ہو اس کے ثبوت کے لیے کوئی واضح دلیل لے کر آؤ اللہ تعالیٰ ان کے جواب میں اپنے دلائل قدرت بیان فرماتے ہیں کہ جو کچھ آسمانوں میں فرشتے، چاند، سورج، ستارے اور بادل پیدا کیے گئے اور زمین کے پیدا کرنے اور اس میں جو کچھ پہاڑ، دریا، سمندر، درخت و جانور ہیں اور رات دن کے آنے میں عقل سلیم والوں کے لیے اس کی توحید کے بے پناہ دلائل موجود ہیں۔

شان نزول: اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (الخ)

طبرانیؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ قریش یہود کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ موسیٰ علیہ السلام تمہارے پاس کیا معجزات لے کر آئے، انہوں نے کہا عصا اور ید بیضاء اور اس کے بعد نصاریٰ کے پاس آئے، ان سے بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں سوال کیا، انہوں نے کہا کہ آپ مادرزاد اندھے کو اور برص کے بیمار کو اچھا کر دیتے تھے اور مردوں کو زندہ کر دیا کرتے تھے۔

پھر یہ لوگ رسول اکرم ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اپنے پروردگار سے دعا کرو کہ وہ ہمارے لیے صفا پہاڑی کو سونے کا کر دے۔ آپ نے دعا فرمائی، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔
(لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۹۱﴾ رَبَّنَآ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَیْتَهٗ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿۱۹۲﴾ رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیْ لِلْاِیْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ۖ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَکَفِّرْ عَنَّا سَیِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ﴿۱۹۳﴾ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ﴿۱۹۴﴾

جو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے (ہر حال میں) خدا کو یاد کرتے اور آسمان اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے (اور کہتے ہیں) کہ اے پروردگار تو نے اس (مخلوق) کو بے فائدہ نہیں پیدا کیا تو پاک ہے تو (قیامت کے دن) ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچائیو (۱۹۱) اے پروردگار جس کو تو نے دوزخ میں ڈالا اُسے رُسوا کیا اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں (۱۹۲) اے پروردگار ہم نے ایک ندا کرنے والے کو سُنا کہ ایمان کے لئے پکار رہا تھا (یعنی) اپنے پروردگار پر ایمان لاؤ تو ہم ایمان لے آئے۔ اے پروردگار ہمارے گناہ معاف فرما اور ہماری بُرائیوں کو ہم سے محو کر اور ہم کو دنیا سے نیک بندوں کے ساتھ اُٹھا (۱۹۳) اے پروردگار تو نے جن جن چیزوں کے ہم سے اپنے پیغمبروں کے ذریعے سے وعدے کئے ہیں وہ ہمیں عطا فرما اور قیامت کے دن ہمیں رُسوا نہ کیجیو کچھ شک نہیں کہ تو خلاف وعدہ نہیں کرتا (۱۹۴)

تفسیر سورۃ آل عمران آیات (۱۹۱) تا (۱۹٤)

(۱۹۱-۱۹۲) جن کی حالت یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو جب کھڑے ہونے کی طاقت رکھتے ہیں کھڑے ہو کر اور جب اس

کی طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر اور اگر اتنی بھی طاقت نہ ہو تو لیٹ کر یاد کرتے یعنی کسی حالت میں اس کی یاد سے غافل نہیں ہوتے اور نمازیں پڑھتے ہیں۔

اور کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! ان چیزوں کو تو نے بے کار نہیں پیدا کیا، ہم اس کے ہر طرح کے شرک سے تجھ کو پاک و منزہ سمجھتے ہیں، اے ہمارے رب! ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچائے رکھ اور خدا پر ایمان رکھنے والے ان مومنین کے بالمقابل ان مشرکوں کا دنیا و آخرت میں کوئی بھی مددگار نہیں۔

(۱۹۳) اور اہل ایمان کہتے ہیں کہ ہمارے پروردگار ہم نے حضرت محمد ﷺ کو سنا وہ توحید کی طرف بلاتے ہیں ہم آپ پر اور آپ کی کتاب اور آپ کے رسول پر ایمان لے آئے۔ لہٰذا ہمارے بڑے گناہوں کو معاف فرمائیے اور اسکے ساتھ ساتھ چھوٹے گناہوں سے بھی درگزر فرمائیے، ہماری روحوں کو حالت ایمان پر قبض فرمائیے اور انبیاء کرام اور صالحین کے ساتھ ہمارا حشر فرمائیے۔

(۱۹۴) اور وہ حضرات یہ بھی کہتے ہیں کہ ہمارے پروردگار آپ نے جس چیز کا رسول اکرم ﷺ کی زبان پر وعدہ فرمایا ہے اس سے ہمیں بہرہ ور فرمائیے اور کفار کی طرح ہمیں عذاب نہ دیجیے، یقیناً آپ بعث بعد الموت (موت کے بعد دوبارہ جی اٹھنے) اور مومنین سے وعدہ فرمانے میں ہرگز خلاف نہیں کریں گے۔

فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّیْ لَاۤ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى ۚ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ فَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا وَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَ اُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ وَ قٰتَلُوْا وَ قُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ وَ لَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ ﴿۱۹۵﴾	تو اُن کے پروردگار نے اُن کی یہ دعا قبول کر لی (اور فرمایا) کہ میرا دستور یہ ہے کہ میں کسی عمل کرنے والے کے عمل کو خواہ وہ مرد ہو یا عورت ضائع نہیں کرتا۔ تم ایک دوسرے کی جنس ہو۔ تو جو لوگ میرے لئے وطن چھوڑ گئے اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور ستائے گئے اور لڑے اور قتل کئے گئے میں اُن کے گناہ دُور کر دوں گا اور اُن کو بہشتوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں۔ (یہ) خدا کے ہاں سے بدلہ ہے اور خدا کے ہاں اچھا بدلہ ہے (۱۹۵)

تفسیر سورۃ آل عمران آیت (۱۹۵)

(۱۹۵) ان کی درخواست کو منظور کیا کیوں کہ عادت مستمرہ میری یہی ہے کہ میں کسی کے نیک کام کے ثواب کو ضائع نہیں کرتا، جب کہ ایک دوسرے کے دین کی مدد و نصرت میں حامی ہوں، اب مہاجرین کے اعلیٰ درجات کو اللہ تعالیٰ بیان فرماتے ہیں کہ جن حضرات نے رسول اکرم ﷺ کے ساتھ اور آپ کے بعد مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کی اور کفار مکہ نے ان کو ان کے مکانات سے نکال دیا اور جہاد فی سبیل اللہ میں دشمنوں کو قتل کیا اور خود بھی شہید ہوئے تو میں ان کی تمام خطاؤں کو معاف کر دوں گا اور ایسے باغات میں داخل کروں گا جہاں محلات اور درختوں کے نیچے سے شہد

دودھ، پانی اور شراب طہور کی نہریں بہتی ہوں گی اللّٰہ تعالٰی کے ہاں ان کے لیے بہترین انعام اور بدلہ ہے۔

شانِ نزول: فاستجاب لھم (الخ)

عبدالرزاقؒ ،سعید بن منصورؒ ،ترمذیؒ، حاکمؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے ام سلمہ ؓ سے روایت نقل کی ہے کہ انھوں نے رسول اللّٰہ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللّٰہ ، اللّٰہ تعالٰی نے ہجرت کے بیان میں عورتوں کا کوئی ذکر نہیں فرمایا اس پر اللّٰہ تعالٰی نے یہ آیت نازل فرمائی کہ اللّٰہ تعالٰی نے ان کی درخواست کو منظور کرلیا خواہ وہ مرد ہوں یا عورت۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا فِى الۡبِلَادِؕ ﴿۱۹۶﴾ مَتَاعٌ قَلِيۡلٌ ثُمَّ مَاۡوٰٮهُمۡ جَهَنَّمُ‌ؕ وَبِئۡسَ الۡمِهَادُ ﴿۱۹۷﴾ لٰكِنِ الَّذِيۡنَ اتَّقَوۡا رَبَّهُمۡ لَهُمۡ جَنّٰتٌ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا نُزُلًا مِّنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ‌ؕ وَمَا عِنۡدَ اللّٰهِ خَيۡرٌ لِّلۡاَبۡرَارِ ﴿۱۹۸﴾ وَاِنَّ مِنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ لَمَنۡ يُّؤۡمِنُ بِاللّٰهِ وَمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡكُمۡ وَمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡهِمۡ خٰشِعِيۡنَ لِلّٰهِ ۙ لَا يَشۡتَرُوۡنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيۡلًا ‌ؕ اُولٰۤـئِكَ لَهُمۡ اَجۡرُهُمۡ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ‌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيۡعُ الۡحِسَابِ ﴿۱۹۹﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اصۡبِرُوۡا وَصَابِرُوۡا وَرَابِطُوۡا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ ﴿۲۰۰﴾

(اے پیغمبر) کافروں کا شہروں میں چلنا پھرنا تمہیں دھوکا نہ دے (۱۹۶) (یہ دنیا کا) تھوڑا سا فائدہ ہے پھر (آخرت میں) تو اُن کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بُری جگہ ہے (۱۹۷) لیکن جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے رہے اُن کے لئے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں (اور) اُن میں ہمیشہ رہیں گے (یہ) خدا کے ہاں سے (اُن کی) مہمانی ہے اور جو کچھ خدا کے ہاں ہے وہ نیکوکاروں کیلئے بہت اچھا ہے (۱۹۸) اور بعض اہلِ کتاب ایسے بھی ہیں جو خدا پر اور اُس (کتاب) پر جو تم پر نازل ہوئی اور اُس پر جو اُن پر نازل ہوئی ایمان رکھتے ہیں اور خدا کے آگے عاجزی کرتے ہیں اور خدا کی آیتوں کے بدلے تھوڑی سی قیمت نہیں لیتے۔ یہی لوگ ہیں جن کا صلہ اُن کے پروردگار کے ہاں (تیار) ہے اور خدا جلد حساب لینے والا ہے (۱۹۹) اے اہلِ ایمان (کفار کے مقابلے میں) ثابت قدم رہو اور استقامت رکھو اور (مورچوں پر) جمے رہو اور خدا سے ڈرو تاکہ مُراد حاصل کرو (۲۰۰)

سورۃ اٰل عمران آیات (۱۹۶) تا (۲۰۰)

(۱۹۶۔۱۹۷) اور دنیا فانی ہے اس سے اعراض کرنا چاہیے (دل نہیں لگانا چاہیے) اور آخرت کی طلب و جستجو میں کوشاں رہنا چاہیے اور اے مخاطب ان مشرکین اور یہود کے تجارتی سفر تجھ کو مغالطہ میں نہ ڈال دیں یہ دنیا کے چکا چوند اور چہل پہل یہ چند روزہ بہار ہے، اس کے بعد ان کا بدترین ٹھکانا جہنم ہے۔

(۱۹۸) لیکن جو حضرات کفر سے تائب ہو کر توحید خداوندی کے قائل ہو گئے ان کو اللہ کی طرف بطور انعام ایسے باغات ملیں گے جہاں محلات اور درختوں کے نیچے سے دودھ، شہد، پانی اور شراب طہور کی نہریں بہتی ہوں گی اور ان کا جنت میں قیام بھی ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ہوگا نہ وہاں ان کو موت آئے گی اور نہ وہاں سے کبھی نکالے جائیں گے اور اسکے

مقابلے میں کفار کو جو کچھ دنیا میں دیا گیا وہ بہت معمولی ہے نیک بندوں کا یہ ثواب اس سے کئی گنا بہتر ہے۔

(۱۹۹) یعنی قرآن کریم اور توریت پر بھی اعتقاد رکھتے ہیں، اللّٰہ تعالیٰ کی اطاعت میں پوری طرح مستعد ہیں اور اس کے حضور عجز کرتے ہیں، کم حقیقت معاوضہ کے بدلہ توریت میں رسول اکرم ﷺ کی نعت وصفت کو نہیں چھپاتے جیسا کہ عبداللّٰہ بن سلام اور ان کے دیگر ساتھی ہیں۔

ان حضرات کو جنت میں ثواب ملے گا اور اللّٰہ تعالیٰ جب حساب لیں گے تو بہت جلدی یعنی آسانی کے ساتھ حساب کردیں گے، آگے اللہ تعالیٰ جہاد اور تکالیف پر ثابت قدم رہنے کی ترغیب فرماتے ہیں کہ قرآن کریم اور رسول اکرم ﷺ پر ایمان رکھنے والو! اپنے نبی کے ساتھ جہاد میں اس قدر ثابت قدم رہو کہ دشمنوں کو مغلوب کردو۔

شان نزول: وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ (الخ)

امام نسائی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب شاہ حبش اصحمہ نجاشی رضی اللہ عنہ کے انتقال کی خبر آئی تو رسول اکرم ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا ان پر نماز پڑھو، صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللّٰہ ﷺ کیا ایک عبد حبشی کی نماز پڑھیں، اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ابن جریر نے جابر رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

اور مستدرک میں عبداللّٰہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ آیت شاہ نجاشی رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۲۰۰) اور اپنے نفسوں کو دشمنوں کے مقابلہ کے لیے مستعد و تیار رکھو اور ایک یہ بھی معنی بیان کیے گئے ہیں کہ فرائض کی ادائیگی اور گناہوں سے بچنے پر جمے رہو اور خواہشات نفس کی پیروی کرنے والوں اور بدنیتوں کا خاتمہ کردو اور اپنے گھوڑوں کو جہاد فی سبیل اللّٰہ کے لیے تیار رکھو۔

اور جن باتوں کا اللّٰہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے ان کو بجالاؤ اور ہرگز ان سے اعراض (بے توجہی) مت کرو تاکہ عذاب الٰہی اور غصہ خداوندی سے نجات حاصل کرو۔



سُوۡرَةُ النِّسَاءِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ مِائَةٌ وَّسِتٌّ وَّسَبۡعُوۡنَ اٰيَةً وَّاَرۡبَعٌ وَّعِشۡرُوۡنَ رُكُوۡعًا

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوۡا رَبَّكُمُ الَّذِىۡ خَلَقَكُمۡ مِّنۡ نَّفۡسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنۡهَا زَوۡجَهَا وَبَثَّ مِنۡهُمَا رِجَالًا كَثِيۡرًا وَّنِسَآءً‌ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِىۡ تَسَآءَلُوۡنَ بِهٖ وَالۡاَرۡحَامَ‌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيۡكُمۡ رَقِيۡبًا‏ ۝ وَاٰتُوا الۡيَتٰمٰۤى اَمۡوَالَهُمۡ‌ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الۡخَبِيۡثَ بِالطَّيِّبِ‌ ۖ وَلَا تَاۡكُلُوۡۤا اَمۡوَالَهُمۡ اِلٰٓى اَمۡوَالِكُمۡ‌ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حُوۡبًا كَبِيۡرًا‏ ۝

سُوۡرَةُ النِّسَاءِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ مِائَةٌ وَّسِتٌّ وَّسَبۡعُوۡنَ اٰيَةً وَّاَرۡبَعٌ وَّعِشۡرُوۡنَ رُكُوۡعًا

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

لوگو اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تم کو ایک شخص سے پیدا کیا (یعنی اوّل) اُس سے اُس کا جوڑا بنایا پھر ان دونوں سے کثرت سے مرد و عورت (پیدا کر کے رُوئے زمین پر) پھیلا دیئے۔ اور خدا سے جس کے نام کو تم اپنی حاجت براری کا ذریعہ بناتے ہو ڈرو اور (قطع مودت) ارحام سے (بچو) کچھ شک نہیں کہ خدا تمہیں دیکھ رہا ہے (۱) اور یتیموں کا مال (جو تمہاری تحویل میں ہو) اُن کے حوالے کر دو اور اُن کے پاکیزہ (اور عمدہ) مال کو اپنے ناقص اور) بُرے مال سے نہ بدلو۔ اور نہ اُن کا مال اپنے مال میں ملا کر کھاؤ۔ کہ یہ بڑا سخت گناہ ہے (۲)

تفسیر سورة النساء آیات (۱) تا (۲)

یہ پوری سورت مدنی ہے، اس میں ایک سو چھہتر آیات اور تین ہزار نو سو چالیس کلمات اور سولہ ہزار تیس حروف ہیں۔

(۱) اس مقام پر حکم عام ہے اور کبھی خاص بھی ہوتا ہے، اپنے اس رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں صرف نفس آدم علیہ السلام سے توالد و تناسل کے ذریعہ پیدا کیا اور حضرت حوا کو بھی ان سے پیدا کیا پھر ان دونوں سے بذریعہ توالد بہت سے مرد اور بہت سی عورتیں پیدا کیں۔

اسی کی اطاعت کرو جس کا نام لے کر ایک دوسرے سے اپنے حقوق کا مطالبہ کیا کرتے ہو، اور حقوق قرابت کے ضائع کرنے سے بھی ڈرو، اللہ تعالیٰ ہی کی اطاعت و فرمانبرداری کرو اور جن باتوں کا تمہیں کو حکم دیا گیا جیسا کہ اطاعت خداوندی اور صلہ رحمی وغیرہ ان سب کے متعلق تم سے پوچھ گچھ ہوگی۔

(۲) نیز یتیموں کے جو اموال تمہارے پاس ہیں ان کے عاقل و بالغ ہونے کے بعد وہ ان کو دے دو اور اپنے مال بچا کر ان کے مالوں کو مت کھاؤ اور نہ اپنے مالوں کے ساتھ ملا کر کھاؤ۔

بلا جواز یتیم کا مال کھانا اللہ تعالیٰ کے یہاں سزا کے اعتبار سے بہت بڑا جرم ہے۔



وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِى الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ذٰلِكَ اَدْنٰى اَلَّا تَعُوْلُوْا ۝ وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَىْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْٓـًٔا مَّرِيْٓـًٔا ۝ وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِىْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيٰمًا وَّارْزُقُوْهُمْ فِيْهَا وَاكْسُوْهُمْ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝

اور اگر تم کو اس بات کا خوف ہو کہ یتیم لڑکیوں کے بارے میں انصاف نہ کر سکو گے تو اُن کے سوا جو عورتیں تم کو پسند ہوں دو دو یا تین تین یا چار چار اُن سے نکاح کر لو اور اگر اس بات کا اندیشہ ہو کہ (سب عورتوں سے) یکساں سلوک نہ کر سکو گے تو ایک عورت (کافی ہے) یا لونڈی جس کے تم مالک ہو اس سے تم بے انصافی سے بچ جاؤ گے (۳) اور عورتوں کو اُن کے مہر خوشی سے دے دیا کرو ہاں اگر وہ اپنی خوشی سے اس میں سے کچھ تم کو چھوڑ دیں۔ تو اسے ذوق شوق سے کھالو (۴) اور بے عقلوں کو اُن کا مال جسے خدا نے تم لوگوں کے لئے سبب معیشت بنایا ہے مت دو (ہاں) اس میں سے اُن کو کھلاتے اور پہناتے رہو اور اُن سے معقول باتیں کہتے رہو (۵)

تفسیر سورۃ النساء آیات (۳) تا (۵)

(۳) یہ آیت ایک غطفانی شخص کے بارے میں نازل ہوئی ہے اس کے پاس اپنے یتیم بھتیجے کا بہت مال تھا، جب یہ آیت نازل ہوئی تو گناہ کے ڈر کی وجہ سے صحابہ کرام بولے ہم یتیموں کو اپنے معاملات و معاشرت سے علیحدہ کر دیتے ہیں، اس پر اللہ تعالیٰ نے اگلی آیت نازل فرمائی، یعنی جیسا کہ اموال یتیم کی حفاظت اور اس میں انصاف نہ کرنے سے ڈرتے ہو، اسی طرح تم عورتوں کے درمیان خرچ اور ان کے حقوق میں پوری طرح انصاف نہ کر سکو گے اور لوگ اس حکم کے نازل ہونے سے پہلے تک جتنی مرضی ہوتی تھی شادیاں کر لیتے تھے، حتیٰ کہ نو اور دس تک بھی یہ تعداد پہنچ جاتی تھی چنانچہ قیس بن حارث کے نکاح میں آٹھ عورتیں تھیں، اللہ تعالیٰ نے اس کی ممانعت فرما دی اور چار سے زیادہ شادیاں کرنے کو قطعی طور پر حرام کر دیا۔

چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جس قدر شادیاں کرنا تمہارے لیے حلال کی گئی ہیں، اس قدر نکاح کرو خواہ ایک نکاح کرو یا دو یا تین یا آخری حد چار شادیاں کر لو، اس سے زیادہ کرنے کی ہرگز اجازت نہیں اور اگر چار عورتوں کے درمیان نفقہ (خرچہ) اور تقسیم میں عدل و انصاف نہیں کر سکتے تو پھر ایک آزاد عورت سے شادی کرو اور اگر ایک کے بھی حقوق ادا نہ کر سکو۔ تو جو حسب قاعدہ شرعیہ باندی تمہاری ملکیت میں ہے☆۔ وہ ہی کافی ہے کیوں کہ اس میں

☆ یاد رہے کہ نزول قرآن کے وقت پوری دنیا میں غلامی کا چلن تھا۔ اسلام نے اس برائی کو معاشرے سے بتدریج ختم کیا۔ غلاموں و باندیوں کو حقوق دیے انہیں آزاد کرنے کی تلقین کی اور متعدد گناہوں یا لغزشوں کا عوض غلاموں و باندیوں کو آزاد کرنا قرار دیا۔ آج چونکہ یہ قبیح رواج ختم ہو چکا ہے جو عین منشائے اسلام ہے اور دنیا کی تمام اقوام نے ۱۹۴۸ء میں غلامی کی تنسیخ کر دی، اب کسی فرد کو کوئی غلام، باندی رکھنے کا حق نہیں ہے اور نہ ہی ان آیات سے غلامی کے استمرار و دوام کا ثبوت میسر آ سکتا ہے۔ اب افراد کی محنت کو خریدا جا سکتا ہے کسی کو غلام، باندی نہیں بنایا جا سکتا، اور نہ ہی کوئی اپنے کو غلام یا باندی قرار دے سکتا ہے۔ (مترجم)

نہ تقسیم ہے اور نہ عدت اس پر واجب ہے۔

(۴) ایک عورت سے شادی کرنے میں زیادتی اور بے انصافی نہ ہونے کی زیادہ امید ہے اور تم عورتوں کو مہر دے دیا کرو یہ منجانب اللہ ان کے لیے تحفہ اور تم پر فرض ہے۔

اور اگر وہ عورتیں خوش دلی سے تم کو مہر میں سے کچھ چھوڑ دیں تو بغیر کسی گناہ اور ملامت کے اسے استعمال کرو۔

(۵) اور تم ان کم عقل یتیم عورتوں اور لڑکوں کو وہ مال جو تمہارے لیے مایہ زندگی ہے، مت دو باقی اس میں سے ان کو کھلاتے اور پہناتے رہو اور تم ہی اس چیز کے نگران ومحافظ رہو کیوں کہ تم صحیح مصارف کو زیادہ جانتے ہو اور ان کی تسلی کے لیے معقول بات کہتے رہو کہ ابھی دوں گا وغیرہ۔

وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰىٓ اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْٓا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَاْكُلُوْهَآ اِسْرَافًا وَّبِدَارًا اَنْ يَّكْبَرُوْا وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ﴿۶﴾ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ﴿۷﴾ وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنُ فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ﴿۸﴾ وَلْيَخْشَ الَّذِيْنَ لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا خَافُوْا عَلَيْهِمْ فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ وَلْيَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ﴿۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ﴿۱۰﴾ ع

اور یتیموں کو بالغ ہونے تک کام کاج میں مصروف رکھو پھر (بالغ ہونے پر) اگر اُن میں عقل کی پختگی دیکھو تو ان کا مال ان کے حوالے کر دو اور اس خوف سے کہ وہ بڑے ہو جائیں گے (یعنی بڑے ہو کر تم سے اپنا مال واپس لے لیں گے) اس کو فضول خرچی اور جلدی میں نہ اُڑا دینا۔ جو شخص آسودہ حال ہو اُس کو (ایسے مال سے قطعی طور پر) پرہیز رکھنا چاہئے اور جو بے مقدور ہو وہ مناسب طور پر (یعنی بقدر خدمت) کچھ لے لے اور جب اُن کا مال اُن کے حوالے کرنے لگو تو گواہ کر لیا کرو اور حقیقت میں تو خدا ہی (گواہ اور) حساب لینے والا کافی ہے (۶) جو مال ماں باپ اور رشتہ دار چھوڑ مریں تھوڑا ہو یا بہت اُس میں مردوں کا بھی حصہ ہے اور عورتوں کا بھی۔ یہ حصے (خدا کے) مقرر کئے ہوئے ہیں (۷) اور جب میراث کی تقسیم کے وقت (غیر وارث) رشتہ دار اور یتیم اور محتاج آ جائیں تو اُن کو بھی اس میں سے کچھ دے دیا کرو۔ اور شیریں کلامی سے پیش آیا کرو (۸) اور ایسے لوگوں کو ڈرنا چاہئے جو (ایسی حالت میں ہوں کہ) اپنے بعد ننھے ننھے بچے چھوڑ جائیں اور اُن کو اُن کی نسبت خوف ہو (کہ اُن کے مرنے کے بعد ان بیچاروں کا کیا حال ہوگا) پس چاہئے کہ یہ لوگ خدا سے ڈریں اور معقول بات کہیں (۹) جو لوگ یتیموں کا مال ناجائز طور پر کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہیں۔ اور دوزخ میں ڈالے جائیں گے (۱۰)

تفسیر سورۃ النساء آیات (٦) تا (١٠)

(٦) اور یتیموں کی عقلوں وصلاحیتوں کو آزمالیا کرو جب ان میں تم کو صلاحیت دین اور حفاظت مال کا ملکہ نظر آجائے تو ان کے وہ اموال جو تمہارے پاس ہیں وہ ان کو دے دو اور حرام طریقہ پر گنا ہوں اور اس خیال سے کہ یہ بالغ ہو جائیں گے پھر ان کے اموال ان کو دینے پڑیں گے جلدی جلدی اڑا کر ضائع مت کرو۔

اور جو یتیم کے مال سے مستغنی (بے نیاز) ہو تو وہ اس سے بالکل ہی بچتا رہے اور اس کے مال میں کسی قسم کی کوئی کمی نہ کرے اور جو محتاج ہو تو وہ کفایت کے ساتھ اس اندازہ سے اپنی ضروریات پوری کرے کہ یتیم کے مال کی ضرورت ہی نہ پیش آئے۔

اور یہ بھی معنی بیان کیے گئے ہیں کہ جس قدر یتیم کے مال کی حفاظت میں محنت کرے اس اندازے یا مقدار کے مطابق اس سے کھائے یا یہ کہ بطور قرض اس میں سے لے۔

اور یتیموں کے عاقل و بالغ ہونے کے بعد جب ان کے مال انہیں واپس دو تو ان پر گواہ بھی کرلیا کرو، یاد رہے کہ یہ آیت ثابت رفاعہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

(٧۔٨) زمانۂ جاہلیت میں لوگ لڑکیوں اور عورتوں کو میراث میں سے کچھ نہیں دیتے تھے۔ اس لیے اللہ تعالی مردوں اور عورتوں کے اصول (حصوں) کو بیان فرماتے ہیں کہ میراث خواہ کم ہو یا زیادہ ان کے لیے ایک متعین حصہ میراث میں مقرر ہے اور ان کی لڑکیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے، ان کا چچا تھا جس نے انھیں میراث میں سے کچھ نہیں دیا تھا اور تقسیم میراث کے وقت جب میت کے ایسے رشتہ دار جن کا میراث میں کوئی حصہ نہ ہو اور اگر کوئی مسلمان یتیم اور مسلمان فقرا بھی اس وقت آجائیں تو ان کو بھی تقسیم سے قبل بطور استحباب (نیکی) کچھ دے دیا کرو اور اگر نابالغوں کا مال ہو تو ان لوگوں کو تسلی دے کر نرمی کے ساتھ ٹال دیا کرو۔

شان نزول : لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ (الخ)

ابوالشیخؒ اور ابن حبانؒ نے "کتاب الفرائض" میں بواسطہ کلبیؒ، ابوصالحؒ، ابن عباس ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ دور جاہلیت میں لوگ نابالغ لڑکوں اور لڑکیوں کو میراث میں سے کچھ نہیں دیتے تھے، انصار میں سے اوس بن ثابت نامی ایک شخص کا انتقال ہوا اور اس نے دو چھوٹے لڑکے اور دو چھوٹی لڑکیاں چھوڑیں، اس کے دو چچازاد بھائی خالد اور عرفطہ آئے اور فرمایا میں کیا جواب دوں، اس پر اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی کہ مردوں کے لیے بھی حصہ ہے۔

(٩۔١٠) اور ان لوگوں کو جو قریب المرض مریض کے پاس ہوتے ہیں اور تہائی مال سے زیادہ وصیت کرنے کا حکم دیتے ہیں، ان کو ان یتیم بچوں کے بارے میں ڈرنا چاہیے کیوں کہ اگر وہ اپنے چھوٹے بچوں کو چھوڑ کر مر جائیں تو ان کو اپنی

اولاد کی فکر ہو، اسی طرح ان لوگوں کو مرنے والے کی اولاد کی فکر ہونی چاہیے۔

اور یہ لوگ مریض کے پاس آتے تھے اور اس سے کہتے تھے کہ اپنا مال فلاں کو دے دو اور فلاں کو دے دو اس طریقہ سے اس کا سارا مال خوامخواہ تقسیم کرا دیتے تھے اور اس کے چھوٹے بچوں کے لیے کچھ نہیں رہتا تھا، اللہ تعالیٰ نے اس چیز کی ممانعت فرما دی لہٰذا یہ لوگ جو تہائی مال سے زیادہ مرنے والے کو وصیت کا حکم کرتے ہیں، ان کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے اور بیمار سے انصاف کی بات کرنی چاہیے اور جو بلا استحقاق (بلا ضرورت شرعی) یتیم کا مال کھاتے ہیں ان کا حال یہ ہوگا کہ وہ قیامت کے دن اپنے پیٹوں میں دوزخ کے انگارے بھریں گے اور اس کی جلتی آگ کا ایندھن ہوں گے یہ آیت حنظلہ بن شمرو کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗٓ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ فَاِنْ كَانَ لَهٗٓ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا۝

خدا تمہاری اولاد کے بارے میں تم کو ارشاد فرماتا ہے کہ ایک لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے حصے کے برابر ہے اور اگر اولاد میت صرف لڑکیاں ہی ہوں (یعنی دو یا) دو سے زیادہ تو کُل ترکے میں ان کا دو تہائی اور اگر صرف ایک لڑکی ہو تو اُس کا حصہ نصف اور میت کے ماں باپ کا یعنی دونوں میں سے ہر ایک کا ترکے میں چھٹا حصہ بشرطیکہ میت کے اولاد ہو۔ اور اگر اولاد نہ ہو تو صرف ماں باپ ہی اس کے وارث ہوں تو ایک تہائی ماں کا حصہ اور اگر میت کے بھائی ہوں تو ماں کا چھٹا حصہ اور (یہ تقسیم ترکہ میت کی) وصیت (کی تعمیل) کے بعد جو اس نے کی ہو یا قرض کے (ادا ہونے کے بعد اُس کے ذمے ہو عمل میں آئے گی) تم کو معلوم نہیں کہ تمہارے باپ دادوں اور بیٹوں پوتوں میں سے فائدے کے لحاظ سے کون تم سے زیادہ قریب ہے یہ حصے خدا کے مقرر کئے ہوئے ہیں اور خدا سب کچھ جاننے والا (اور) حکمت والا ہے (۱۱)

تفسیر سورة النساء آیت (۱۱)

(۱۱) میراث میں مرد و عورت کے کیا کیا حصے ہیں اب اللہ تعالیٰ ان کو بیان فرماتے ہیں کہ تمہارے مرنے کے بعد تمہاری اولاد میں میراث کی اس طرح تقسیم ہے کہ لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے برابر ہے۔

اور اگر دو یا دو سے زیادہ اولاد میں صرف لڑکیاں ہی ہوں تو ان کو مال کا دو تہائی ملے گا اور اگر ایک ہی لڑکی چھوڑی تو ترکہ کا آدھا ملے گا اور اگر میت کے لڑکا ہو یا لڑکی کوئی اولاد ہو تو ترکہ میں والدین کا چھٹا حصہ مقرر ہے اور اگر کوئی اولاد ہی نہ ہو تو ایک تہائی ماں کا اور بقیہ ترکہ باپ کا ہے۔

اور اگر میت کے ایک سے زائد بھائی یا بہن ہوں عینی کی طرف سے شریک ہوں یا علاتی۔ تو اس کی ماں کو چھٹا

حصہ اور باقی باپ کو ملے گا۔

اور واضح رہے یہ تمام حصے میت کا قرض ادا کر دینے اور تہائی مال کے اندر اندر جو اس نے وصیت کر رکھی ہے، اس کے نفاذ کے بعد نکالے جائیں گے۔

تم اپنے اصول وفروع کے بارے میں یہ نہیں جان سکتے کہ کون تم کو دینی یا دنیاوی زیادہ نفع پہنچا سکتا ہے اور میراث کی تقسیم اللہ کی جانب سے فرض کر دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ تقسیم میراث کو جاننے والا بعد ہر ایک کے حصے متعین کر دینے میں بڑی حکمت والا ہے۔

شان نزول: يُوصِيكُمُ اللّٰهُ (الخ)

صحاح ستہ نے حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق ؓ دونوں پیادہ (پیدل) بنی سلمہ میں میری عیادت کے لیے تشریف لائے، رسول اللہ ﷺ نے تشریف لا کر مجھے ایسی حالت میں پایا کہ میں شدتِ ہوش میں نہیں تھا آپ نے پانی منگوا کر وضو فرمایا اور مجھ پر اس پانی کا چھینٹا دیا، جس سے مجھے افاقہ ہوا، میں نے عرض کیا کہ میرے حال کے متعلق آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اور امام احمد ابوداؤد، ترمذی اور حاکم جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ سعد بن ربیع کے گھر میں سے ان کی اہلیہ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ یہ دونوں سعد بن ربیع کی دولڑکیاں ہیں، ان کے والد آپ کے ساتھ غزوہ احد میں شہید ہو گئے اور ان کا چچا ان کا مال لے گیا اور ان کے لیے کچھ نہیں چھوڑا اور اب مال کے بغیر ان کی شادی بھی نہیں ہو سکتی آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں ضرور کوئی فیصلہ فرمائیں گے، چنانچہ میراث کی آیت نازل ہوئی، حافظ ابن حجر فرماتے ہیں اس روایت سے ان حضرات نے استدلال کیا ہے جو اس کے قائل ہیں کہ میراث کی آیت سعد بن ربیع کی لڑکیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقعہ میں نازل نہیں ہوئی، بالخصوص اس وقت تک حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیدائش بھی نہیں ہوئی تھی۔

باقی اس کا جواب یہ ہے کہ یہ آیت دونوں واقعات کے بارے میں نازل ہوئی اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس آیت میراث کا ابتدائی حصہ سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دونوں لڑکیوں کے بارے میں نازل ہوا ہے اور وَاِنۡ كَانَ رَجُلٌ يُّوۡرَثُ كَلٰلَةً والا آخری حصہ حضرت جابر ؓ کے واقعہ میں نازل ہوا ہو اور حضرت جابر ؓ عنہ کا يُوۡصِيۡكُمُ اللّٰهُ کے تذکرہ سے یہی مطلب ہو کیوں کہ یہ حصہ اسی حصہ سے متصل ہے۔

ایک تیسرا سبب اور مروی ہے، ابن جریر نے سدی سے روایت نقل کی ہے کہ زمانہ جاہلیت والے لڑکیوں اور

کمزور لڑکوں کو میراث نہیں دیتے تھے اور صرف وہی شخص میراث حاصل کر سکتا تھا، جس میں لڑائی کی طاقت ہو، چنانچہ جب حضرت حسان بن ثابت ﷺ کے بھائی عبدالرحمٰن کا انتقال ہوا، انھوں نے ام کمہ نامی ایک بیوی اور پانچ لڑکیاں چھوڑ دیں، ورثاء ان کا سارا مال لینے کے لیے آئے، یہ معاملہ دیکھ کر ام کمہ شکایت لے کر رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی فَاِنْ كُنَّ نِسَاءً (الخ) اور پھر ام کمہ کے بارے میں فرمایا وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ (الخ)۔

نیز سعد بن ربیع کا واقعہ ایک اور طریقہ پر بھی مروی ہے، چنانچہ قاضی اسماعیل نے احکام القرآن میں عبدالملک بن محمد بن حزم سے نقل کیا ہے کہ عمرۃ بنت حزم سعد بن ربیع کے نکاح میں تھیں۔

حضرت سعدؓ غزوہ احد میں شہید ہو گئے اور حضرت سعدؓ کی ان سے ایک لڑکی تھی، یہ رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنی لڑکی کی میراث طلب کرنے کے لیے آئیں ان ہی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

(لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ فَاِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْنَ بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِّنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ وَاِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ وَّلَهٗۤ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ فَاِنْ كَانُوْۤا اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِى الثُّلُثِ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَآرٍّ وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۲﴾

اور جو مال تمہاری عورتیں چھوڑ مریں۔ اگر اُن کے اولاد نہ ہو تو اس میں نصف حصہ تمہارا اور اگر اولاد ہو تو ترکے میں تمہارا حصہ چوتھائی (لیکن یہ تقسیم) وصیت (کی تعمیل) کے بعد جو اُنہوں نے کی ہو یا قرض کے (ادا ہونے کے بعد جو اُن کے ذمے ہو، کی جائیگی) اور جو مال تم (مرد) چھوڑ مرو اگر تمہارے اولاد نہ ہو تو تمہاری عورتوں کا اس میں چوتھا حصہ اور اگر اولاد ہو تو اُن کا آٹھواں حصہ (یہ حصے) تمہاری وصیت کی (تعمیل) کے بعد جو تم نے کی ہو اور (ادائے) قرض کے (بعد تقسیم کئے جائیں گے) اور اگر ایسے مرد یا عورت کی میراث ہو جس کے نہ باپ ہو نہ بیٹا مگر اس کے بھائی یا بہن ہوں تو اُن میں سے ہر ایک کا چھٹا حصہ اور اگر ایک سے زیادہ ہوں تو سب ایک تہائی میں شریک ہوں گے (یہ حصے بھی) بعد ادائے وصیت و قرض بشرطیکہ ان سے میت نے کسی کا نقصان نہ کیا ہو (تقسیم کئے جائیں گے) یہ خدا کا فرمان ہے اور خدا نہایت علم والا (اور) نہایت حلم والا ہے (۱۲)

تفسیر سورۃ النساء آیت (۱۲)

(۱۲) اور اگر تمہاری بیبیوں کے کسی قسم کی کوئی اولاد نہ ہو تو ان کے ترکہ میں سے تم کو آدھا ملے گا۔

اور اگر ان کے کچھ اولاد ہو خواہ تم میں سے ہو یا کسی اور سے لڑکا ہو یا لڑکی تو پھر ترکہ میں سے تم کو چوتھائی ملے گا اور یہ تقسیم بھی میت کے قرض ادائیگی اور تہائی مال وصیت کے نافذ کر دینے کے بعد ہوگی۔

اوران کو وراثت میں سے چوتھائی ملے گا اگر تمہارے کوئی اولاد نہیں ہوگی اور اگر تمہارے کچھ اولاد ہو خواہ ان ہی سے ہو یا کسی اور سے لڑکے ہوں یا لڑکی تو ان کو ترکہ میں سے تمہارے قرض کی ادائیگی اور وصیت کے نافذ کرنے کے بعد آٹھواں حصہ ملے گا۔

اور اگر کوئی میت خواہ وہ مرد ہو یا عورت ایسی ہو کہ جس کے نہ اصول ہوں اور نہ فروع جس کی میراث دوسروں کو ملے گی اور اس میت کے ایک بھائی یا ایک بہن اخیافی ہو تو ان میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا۔

اور اگر ایک سے زیادہ ہوں تو سب تہائی میں شریک ہوں گے جس میں مذکر و مونث سب برابر ہیں اور یہ میراث ثلث مال میں وصیت کے نافذ کرنے اور میت کے فرض ادا کرنے کے بعد ہوگی، بشرطیکہ تہائی حصہ مال سے زیادہ وصیت کر کے کسی وارث کو نقصان نہ پہنچائے۔

اور میراث کا تقسیم کرنا اللہ تعالیٰ نے تم پر فرض کیا ہے اور تقسیم میراث کو وہ بخوبی جاننے والا ہے کہ کس طریقہ سے لوگوں کی جانب اس میں خیانت کی جائے گی مگر وہ اپنی خاص حکمت کے سبب مہلت دیتا ہے اس پر جلدی انتقام نہیں لیتا۔

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا ۠ وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ وَالّٰتِيْ يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَاۗىِٕكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَيْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْھُنَّ فِي الْبُيُوْتِ حَتّٰى يَتَوَفّٰىھُنَّ الْمَوْتُ اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَھُنَّ سَبِيْلًا ۝

(یہ تمام احکام) خدا کی حدیں ہیں اور جو شخص خدا اور اُس کے پیغمبر کی فرمانبرداری کرے گا خدا اس کو بہشتوں میں داخل کرے گا جن میں نہریں بہ رہی ہیں۔ وہ اُن میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ بڑی کامیابی ہے (۱۳) اور جو خدا اور اُس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اور اُس کی حدوں سے نکل جائے گا اُس کو خدا دوزخ میں ڈالے گا جہاں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس کو ذلّت کا عذاب ہوگا (۱۴) مسلمانو! تمہاری عورتوں میں جو بدکاری کا ارتکاب کر بیٹھیں اُن پر اپنے لوگوں میں سے چار شخصوں کی شہادت لو اگر وہ (اُن کی بدکاری کی) گواہی دیں تو اُن عورتوں کو گھروں میں بند رکھو یہاں تک کہ موت اُن کا کام تمام کر دے یا خدا اُن کیلئے کوئی اور سبیل (پیدا) کرے (۱۵)

تفسیر سورۃ النساء (۱۳) تا (۱۵)

(۱۳) یہ اللہ تعالیٰ کے احکام اور اس کے فرائض ہیں اب جو شخص ان ضابطوں کی پابندی کرے گا اس کے لیے اللہ کے ہاں جنت میں ایسے باغات ہیں جہاں درختوں اور مکانات کے نیچے سے دودھ شہد پانی اور شراب طہور کی نہریں ہوں گی وہ جنت میں ہمیشہ رہیں گے نہ موت آئے گی اور نہ اس سے نکالے جائیں گے یہ بہت بڑی کامیابی ہوگی۔

(۱۴) اور جو خیانت اور ظلم کر کے احکام خداوندی کی نافرمانی و راس کے حدود سے تجاوز کرے گا تو جب تک اللہ

تعالیٰ چاہے اس کو جہنم میں رکھے گا اور وہاں عذاب کے ساتھ ساتھ ذلت بھی ہوگی۔

(۱۵) جو آزاد عورتیں زنا کا ارتکاب کر دیں، ان پر چار آزاد آدمیوں کو گواہ کر لو اور مرنے تک ان کو جیل میں ڈالے رکھو یا اللہ تعالیٰ رجم کا حکم نازل فرمادے، چنانچہ پھر رجم کے حکم سے شادی شدہ کا یہ حکم منسوخ ہوگیا۔

وَالَّذٰنِ يَاْتِيٰنِهَا مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا ۚ فَاِنْ تَابَا وَاَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝ اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَاُولٰٓئِكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ۚ حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّىْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝

اور جو دو مرد تم میں سے بدکاری کریں تو اُن کو ایذا دو پھر اگر وہ توبہ کر لیں اور نیکوکار ہو جائیں تو اُن کا پیچھا چھوڑ دو۔ بے شک خدا توبہ قبول کرنے والا (اور) مہربان ہے (۱۶) خدا اُن ہی لوگوں کی توبہ قبول فرماتا ہے جو نادانی سے بُری حرکت کر بیٹھتے ہیں پھر جلد توبہ کر لیتے ہیں پس ایسے لوگوں پر خدا مہربانی کرتا ہے اور وہ سب کچھ جانتا (اور) حکمت والا ہے (۱۷) اور ایسے لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہوتی جو (ساری عمر) بُرے کام کرتے ہیں یہاں تک کہ جب اُن میں سے کسی کی موت آموجود ہو تو اُس وقت کہنے لگے کہ اب میں توبہ کرتا ہوں اور نہ اُن کی (توبہ قبول ہوتی ہے) جو کفر کی حالت میں مریں ایسے لوگوں کیلئے ہم نے عذاب الیم تیار کر رکھا ہے (۱۸)

تفسیر سورة النساء آيات (۱٦) تا (۱۸)

(۱۶) اور اگر نوجوان کنوارے مرد یا عورت زنا کریں تو ان کو عار دلاؤ اور تعزیری سزا دو، اس کے بعد اگر وہ اپنے آپ کو درست کرلیں تو پھر انھیں معاف کرو مگر کنوارے مرد اور لڑکیوں کی یہ سزا سو کوڑوں کے حکم کے نزول سے منسوخ ہوگئی۔

(۱۷۔۱۸) اللہ کی جانب سے توبہ تو ان ہی کی قبول ہے جو سزا سے واقف نہ ہونے کے سبب کوئی جرم کر لیتے ہیں اور پھر موت سے پہلے توبہ کر لیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نزع کی حالت سے قبل توبہ قبول فرمانے والے ہیں البتہ اس کے بعد توبہ قبول نہیں کرتے اور ایسے لوگوں کی جو موت کے سر پر آنے کے وقت توبہ کریں، قبول نہیں فرماتا، ان کفار کے لیے تو دردناک عذاب ہے یہ آیت طعمہ اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو مرتد ہو گئے تھے۔



يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا ۭ وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۚ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا ۝ وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ ۙ وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْئًا ۭ اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ۝ وَكَيْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ وَقَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ وَّاَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۝ وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ۭ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا ۭ وَسَآءَ سَبِيْلًا ۝

مومنو! تم کو جائز نہیں کہ زبردستی عورتوں کے وارث بن جاؤ۔ اور (دیکھنا) اس نیت سے کہ جو کچھ تم نے اُن کو دیا ہے اُس میں سے کچھ لے لو انہیں (گھروں میں) مت روک رکھنا ہاں اگر وہ کھلے طور پر بدکاری کی مرتکب ہوں (تو روکنا نامناسب نہیں) اور اُن کے ساتھ اچھی طرح سے رہو سہوا اگر وہ تم کو ناپسند ہوں تو عجب نہیں کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور خدا اس میں بہت سی بھلائی پیدا کردے (۱۹) اور اگر تم ایک عورت کو چھوڑ کر دوسری عورت کرنی چاہو اور پہلی عورت کو بہت سا مال دے چکے ہو تو اس میں سے کچھ مت لینا۔ بھلا تم ناجائز طور پر اور صریح ظلم سے اپنا مال اس سے واپس لو گے؟ (۲۰) اور تم دیا ہوا مال کیوں کر واپس لے سکتے ہو جبکہ تم ایک دوسرے کے ساتھ صحبت کر چکے ہو اور وہ تم سے عہدِ واثق بھی لے چکی ہے (۲۱) اور جن عورتوں سے تمہارے باپ نے نکاح کیا ہو اُن سے نکاح مت کرنا مگر (جاہلیت میں) جو ہو چکا (سو ہو چکا) یہ نہایت بے حیائی اور (خدا کی) ناخوشی کی بات تھی اور بہت بُرا دستور تھا (۲۲)

تفسیر سورۃ النساء آیات (۱۹) تا (۲۲)

(۱۹) اپنے آباء کی عورتوں کے مال کا زبردستی مالک ہونا حلال نہیں اور ان کو شادی کرنے سے مت روکو تاکہ تمہارے آباء نے جو مال دیا ہے، وہ بھی وصول کرلو، یہ آیت کبشہ بنت معن انصاریہ اور محض بن ابی قیس انصاری کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور یہ لوگ اس سے قبل اس مال کے وارث ہو جایا کرتے تھے۔

مگر یہ کہ ان کے زنا پر گواہ قائم ہو جائیں تو پھر ان کو جیل میں بند رکھو اور جیل کا حکم آیت رجم سے منسوخ ہو گیا اور جس طریقہ سے وہ اپنے آباء کے اموال کے وارث ہوتے تھے، اسی طرح ان کی عورتوں کے بھی وارث ہو جایا کرتے تھے۔

سب سے بڑا لڑکا وارث بنتا تھا اگر وہ عورت خوبصورت اور مالدار ہوتی تو بغیر مہر کے اس سے تعلق قائم کر لیتا تھا اور اگر وہ مالدار نہ ہوتی بلکہ نوجوان اور خوبصورت ہوتی تو اس کو اسی طرح چھوڑ دیتا تھا یہاں تک کہ وہ اپنی جان کا اپنے مال سے فدیہ نہ ادا کر دے، اللہ تعالیٰ نے جہالت کی ان تمام چیزوں کی ممانعت فرما دی پھر حسن معاملہ کا حکم فرماتے ہیں کہ ان بیویوں کے ساتھ خوبی سے پیش آیا کرو ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اولاد صالحہ عطا فرما دے۔

شانِ نزول: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَحِلُّ (الخ)

امام بخاریؒ ابوداؤدؒ اور نسائیؒ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ جس وقت کوئی مر جاتا تھا تو اس کے اولیاء اس کی عورت کے زیادہ حق دار ہوتے تھے اگر ان میں سے کوئی چاہتا تو خود شادی کر لیتا اور اگر چاہتے تو کہیں اور شادی کرا دیتے غرض یہ کہ اس کے گھر والوں سے زیادہ وہ اس کے حق دار بن جاتے تھے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اور ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے سند حسن کے ساتھ ابوامامۃ بن سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ جب ابوقیس کا انتقال ہوگیا تو ان کے لڑکے نے ان کی عورت سے شادی کرنا چاہی اور یہ چیز زمانہ جاہلیت میں جائز تھی، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ ایمان والو تمہارے لیے یہ حلال نہیں الخ اور ابن جریر نے عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی یہی روایت نقل کی ہے اور ابن ابی حاتم، فریابی اور طبرانی نے بواسطہ عدی بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک انصاری شخص سے روایت نقل کی ہے کہ ابوقیس بن اسلت کا انتقال ہوا اور وہ انصار کے شرفا میں سے تھے، تو ان کے لڑکے قیس نے ان کی بیوی کو نکاح کا پیغام دیا وہ بولیں میں تم کو اپنا بیٹا سمجھتی ہوں اور تم اپنی قوم کے شرفا میں سے ہو، اس کے بعد وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں، آپ نے فرمایا اپنے گھر چلی جاؤ، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

(۲۰۔۲۱) اور اگر تم ایک کو طلاق دے کر دوسری سے شادی کرنا چاہتے ہو یا اس ایک کے ہوتے ہوئے ایک اور سے شادی کا ارادہ ہے اور تم نے اس پہلے والی کو مہر بھی دے دیا تو تم اس مہر میں سے ناجائز طور سے کچھ بھی مت لو اور یہ ناجائز طریقہ پر مہر وصول کرنا صریح ظلم ہے اور تم اس مہر کو کیوں جائز سمجھتے ہو جب ایک لحاف میں مہر اور نکاح کے ساتھ خلوت کر چکے ہو اور اللہ تعالیٰ عورتوں کے بارے میں تم سے ایک پختہ وعدہ لے چکا ہے کہ رکھو تو خوبی اور حسن معاشرت کے ساتھ رکھو ورنہ خوبی کے ساتھ چھوڑ دو۔

۲۲۔ اور اب اللہ تعالیٰ ان پر ان کے آباء کی عورتوں سے شادی کرنے کی حرمت کو بیان فرماتے ہیں، زمانہ جاہلیت میں لوگ اپنے آباء کی عورتوں سے شادی کر لیا کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے اس چیز کی ممانعت فرمادی۔ یعنی اپنے آباء کی عورتوں سے شادی مت کرو، البتہ زمانہ جاہلیت میں جو ہوگیا وہ معاف ہے یہ چیز بے حیائی اور نفرت والی اور بدترین طریقہ ہے، یہ آیت محسن بن ابی قیس انصاری کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

شانِ نزول: وَلَا تَنْكِحُوْا (الخ)

یعنی جن سے تمہارے آباء نے نکاح کیا ہے ان سے نکاح مت کرو اور ابن سعد نے محمد بن کعب قرظی سے نقل کیا ہے کہ جب کوئی شخص اپنی عورت کو چھوڑ کر مر جاتا تھا تو اس کا لڑکا اگر وہ اس کی ماں نہ ہوتی تھی اگر وہ چاہتا اس سے خود شادی کرنے یا جس سے چاہے شادی کرانے کا زیادہ حق دار ہوتا جب ابوقیس بن اسلت انتقال کر گئے تو ان کے بعض لڑکے ان کی عورت سے شادی کرنے کے دعویدار ہوئے اور ان کو مال میں سے کچھ نہیں ملا تھا چنانچہ وہ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور آپ سے سارا واقعہ بیان کیا، آپ نے فرمایا جاؤ ممکن ہے اللہ تعالیٰ تمہارے بارے میں کوئی حکم نازل فرمائے چنانچہ وَلَا تَنكِحُوا اور وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ یہ دونوں آیتیں نازل ہوئیں۔

نیز ابن سعد ہی نے زہری سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت کچھ انصاریوںؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے کیوں کہ ان میں جب کوئی مر جاتا تو اس کا ولی اس کی عورت کا زیادہ حق دار ہوتا تھا تو وہ اس کی عورت کو اس کے مرنے تک اپنے

پاس رکھ لیتا تھا۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ الْاَخِ وَبَنٰتُ الْاُخْتِ وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَاُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۲۳﴾

تم پر تمہاری مائیں اور بیٹیاں اور بہنیں اور پھوپھیاں اور خالائیں اور بھتیجیاں اور بھانجیاں اور وہ مائیں جنہوں نے تم کو دودھ پلایا ہو اور رضاعی بہنیں اور ساسیں حرام کر دی گئی ہیں اور جن عورتوں سے تم مباشرت کر چکے ہو اُن کی لڑکیاں جنہیں تم پرورش کرتے ہو (وہ بھی تم پر حرام ہیں) ہاں اگر اُن کے ساتھ تم نے مباشرت نہ کی ہو تو (اُنکی لڑکیوں کے ساتھ نکاح کر لینے میں) تم پر کچھ گناہ نہیں۔ اور تمہارے صُلبی بیٹوں کی عورتیں بھی اور دو بہنوں کا اکٹھا کرنا بھی (حرام ہے) مگر جو ہو چکا (سو ہو چکا) بے شک خدا بخشنے والا (اور) رحم والا ہے (۲۳)

تفسیر سورۃ النساء آیت (۲۳)

۲۳۔ یہ تمام نسبتی رشتے تم پر حرام ہیں خواہ کسی بھی طریقہ سے ہوں اور اسی طرح جب کہ مدت رضاعت میں دودھ پیا ہو تو یہ رشتہ حرام ہے۔ اور تمہاری بیبیوں کی مائیں بھی تم پر حرام ہیں، خواہ تم نے ان بیبیوں کے ساتھ صحبت کی ہو یا صحبت نہ کی ہو اور تمہاری عورتوں کی وہ لڑکیاں جو تمہاری پرورش میں ہیں اور تم نے ان کی ماں کے ساتھ صحبت بھی کی ہو تو وہ بھی حرام ہیں اور اگر تم نے ان کے ساتھ صحبت نہیں کی تو ان کی ماں کو طلاق دے کر ان کی لڑکیوں کی شادی کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں اور تمہارے نسبی بیٹوں کی بیبیاں بھی تم پر حرام ہیں اور اسی طرح دو بہنوں کا خواہ وہ آزاد ہوں یا باندیاں ایک ساتھ رکھنا حرام ہے مگر زمانہ جاہلیت میں جو کچھ ہو گیا اور اسلام میں داخل ہو کر اس سے توبہ کر لی تو اللہ تعالیٰ معاف فرمانے والے ہیں۔

شان نزول: وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمْ (الخ)

ابن جریرؒ نے ابن جریجؒ سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں کہ میں نے اس آیت کے بارے عطا سے دریافت کیا وہ بولے ہم آپس میں گفتگو کرتے تھے کہ یہ آیت رسول اکرم ﷺ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، جس وقت آپ نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی بیوی سے شادی کی اور مشرکین میں اس پر چہ مگوئیاں ہوئیں تو یہ آیت نازل ہوئی۔

(لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۲۴﴾ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ وَاَنْ تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۵﴾ يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَيَتُوْبَ عَلَيْكُمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۶﴾ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْكُمْ وَيُرِيْدُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ اَنْ تَمِيْلُوْا مَيْلًا عَظِيْمًا ﴿۲۷﴾ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا ﴿۲۸﴾

اور شوہر والی عورتیں بھی (تم پر حرام ہیں) مگر وہ جو اسیر ہو کر لونڈیوں کے طور پر) تمہارے قبضے میں آجائیں (یہ حکم) خدا نے تم کو لکھ دیا ہے اور ان (محرمات) کے سوا اور عورتیں تم کو حلال ہیں اس طرح سے کہ مال خرچ کر کے اُن سے نکاح کر لو بشرطیکہ (نکاح سے) مقصود عفت قائم رکھنا ہو نہ شہوت رانی۔ تو جن عورتوں سے تم فائدہ حاصل کرو اُن کا مہر جو مقرر کیا ہو ادا کر دو اور اگر مقرر کرنے کے بعد آپس کی رضامندی سے مہر میں کمی بیشی کر لو تو تم پر کچھ گناہ نہیں۔ بے شک خدا سب کچھ جاننے والا (اور) حکمت والا ہے (۲۴) اور جو شخص تم میں سے مومن آزاد عورتوں (یعنی بیبیوں) سے نکاح کرنے کا مقدور نہ رکھے تو مومن لونڈیوں میں ہی جو تمہارے قبضے میں آگئی ہوں (نکاح کر لے) اور خدا تمہارے ایمان کو اچھی طرح جانتا ہے تم آپس میں ایک دوسرے کے ہم جنس ہو تو ان لونڈیوں کیساتھ اُن کے مالکوں سے اجازت حاصل کر کے نکاح کر لو اور دستور کے مطابق ان کا مہر بھی ادا کر دو بشرطیکہ عفیفہ ہوں نہ ایسی کہ کھلم کھلا بدکاری کریں اور نہ درپردہ دوستی کرنا چاہیں۔ پھر اگر نکاح میں آ کر بدکاری کا ارتکاب کر بیٹھیں تو جو سزا آزاد عورتوں (یعنی بیبیوں) کیلئے ہے اس کی آدھی اُن کو (دی جائے) یہ (لونڈی کے ساتھ نکاح کرنے کی) اجازت اس شخص کو ہے جسے گناہ کر بیٹھنے کا اندیشہ ہو اور اگر صبر کرو تو تمہارے لئے بہت اچھا ہے اور خدا بخشنے والا مہربان ہے (۲۵) خدا چاہتا ہے کہ (اپنی آیتیں) تم سے کھول کھول کر بیان فرمائے اور تم کو اگلے لوگوں کے طریقے بتائے۔ اور تم پر مہربانی کرے اور خدا جاننے والا (اور) حکمت والا ہے (۲۶) اور خدا تو چاہتا ہے کہ تم پر مہربانی کرے اور جو لوگ اپنی خواہشوں کے پیچھے چلتے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ تم سیدھے رستے سے بھٹک کر دُور جا پڑو (۲۷) خدا چاہتا ہے کہ تم پر سے بوجھ ہلکا کرے اور انسان (طبعاً) کمزور پیدا ہوا ہے (۲۸)

تفسیر سورۃ النساء آیات (۲٤) تا (۲۸)

(۲۴) شوہر والی عورتیں بھی تم پر حرام ہیں مگر اس حکم میں وہ مستثنیٰ ہیں جو شرعی طور پر تمہاری مملوک ہو جائیں اور ان کے حربی شوہر "دارالحرب" میں موجود ہوں وہ ایک حیض آجانے (یا وضع حمل کے بعد) مشروط طور پر حلال ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کتاب اللہ میں جن کو حرام کر دیا ہے وہ تم پر حرام ہیں۔

جن رشتوں کی حرمت بیان کر دی گئی ان کے علاوہ چار تک شادی کرنا حلال ہے یا یہ کہ اپنے مالوں سے

باندیاں خرید ویا اپنے اموال دے کر عورتوں سے شادی کرو مگر متع کا حکم منسوخ ہو گیا (وہ اب ہرگز کسی بھی نوعیت کے ساتھ کسی کے لیے بھی جائز نہیں) اس طریقہ پر تم ان کو بیوی بنالو، مال دے کر نکاح کے علاوہ اور کوئی مستی کی صورت مت کرو اور نکاح کے بعد جب تم ان سے متمتع ہو جاؤ تو ان کو پورا مہر دو، اس صورت میں اللّٰہ تعالیٰ نے تم پر پورا مہر دینا فرض کر دیا ہے۔

مہر متعین ہونے کے بعد باہم رضامندی سے مقدار مہر میں کچھ کمی بیشی کرنے میں کسی قسم کا کوئی گناہ نہیں اور اللّٰہ تعالیٰ نے اولاً تمہارے متع کو حلال کیا اور پھر حرام کر دیا یا یہ کہ متع کی طرف تمہاری اضطراری حالت کو جاننے کے بعد اس کے حرام کر دینے میں وہ حکمت والا ہے۔

شان نزول: وَالْمُحْصَنٰتُ (الخ)

امام مسلم" ابوداؤد" ترمذی" اور نسائی" ، ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اوطاس کے قیدیوں میں باندیاں ہمارے ہاتھ آئیں اور ان کے خاوند موجود تھے تو ہمیں یہ بات اچھی نہیں معلوم ہوئی کہ ان کے خاوندوں کے موجود ہوتے ہوئے ہم ان سے متمتع ہوں۔

چنانچہ ہم نے رسول اللّٰہ ﷺ سے اس بابت دریافت کیا اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی اس حکم سے وہ باندیاں مستثنیٰ ہیں جو اللّٰہ تعالیٰ نے مال غنیمت میں تمہیں دی ہوں اگر ان کے کافر شوہر دارالحرب میں موجود ہوں۔

سو اس حکم کے بعد ہم ان سے متمتع ہوئے اور طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت غزوہ حنین میں نازل ہوئی کیوں کہ جب اللّٰہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو غزوۂ حنین میں مسلمانوں کو فتح عطا کی تو مسلمانوں کو مال غنیمت میں اہل کتاب کی ایسی عورتیں ملیں جن کے شوہر موجود تھے، چنانچہ ہم میں سے جب کوئی شخص اپنی باندی کے پاس جاتا تو وہ کہتی کہ میرا شوہر ہے، رسول اللّٰہ ﷺ سے اس چیز کے بارے میں دریافت کیا گیا، اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

شان نزول: وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ (الخ)

ابن جریرؒ نے بواسطہ معمر بن سلیمان ان کے والد سے روایت نقل کی ہے۔ کہ حضرمی کو خیال ہوا کہ کچھ لوگ مہر (زیادہ) متعین کر لیتے ہیں پھر بعد میں تنگی ہو جاتی ہے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ مقرر کرنے کے بعد باہم رضامندی سے کمی بیشی میں کوئی گناہ نہیں۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۲۵) اور جس میں آزاد مسلمان سے شادی کرنے کی پوری قدرت نہ ہو تو پھر ان مسلمان باندیوں سے جو کہ شرعی طریقہ پر مسلمانوں کے قبضہ میں ہیں، ان سے شادی کرو۔ تمہارے ایمان کی پوری حالت سے اللّٰہ تعالیٰ ہی واقف ہے، تم سب آدم علیہ السلام کی اولاد ہو سب کا دین ایک ہے۔

لہٰذا ان باندیوں سے ان کے مالکوں کی اجازت کے ساتھ قاعدہ کے مطابق مہر دے کر شادی کرلیا کرو، اگر وہ پاک دامن ہوں نہ علانیہ طور پر کسی بدکاری میں مبتلا ہوں اور نہ خفیہ طریقہ پر ان کا کوئی آشنا ہو، شادی کے بعد اگر یہ باندیاں کسی بڑی بے حیائی کا ارتکاب کریں تو آزاد غیر منکوحہ کی جو سزا ہے ان کو اس کی آدھی ملے گی یعنی پچاس کوڑے لگائے جائیں گے۔

اور ان باندیوں سے شادی کرنا اس کے لیے مناسب ہے جو بوجہ غلبہ شہوت اور آزاد عورت میسر نہ ہونے کی وجہ سے گناہ میں مبتلا ہو جانے کا خدشہ رکھتا ہو اور اگر ان سے اپنے نفسوں کو قابو میں رکھو تو پھر تمہاری اولاد بغیر کسی شبہ کے آزاد ہوگی اور اگر کسی غلطی کا ارتکاب ہو جائے تو ہم مغفرت فرمانے والے ہیں اور مہربان بھی ہیں کہ ضرورت کے وقت باندیوں سے شادی کی اجازت دی۔

(۲۶۔۲۷) یعنی جو چیزیں تمہارے لیے حلال کردی ہیں اور یہ کہ باندیوں سے نکاح نہ کرنا تمہارے لیے بہتر ہے، اور اس کے ساتھ زمانہ جاہلیت میں جو چیزیں مروج ہو گئیں تھیں ان کو معاف فرمانے والا ہے اور تمہاری بے قراری سے وہ بخوبی واقف ہے، اس لیے اس نے خاص شرائط کے تحت تمہیں ضرورت کے وقت باندیوں سے شادی کرنے کی اجازت دے دی۔

اور جس وقت اس نے تم پر زنا کو اور باپ شریک بہنوں سے شادی کرنے کو حرام کیا وہ پچھلی غلطیوں کو معاف فرمانے والا ہے۔

اور یہود جو کہ باپ شریک بہنوں اور زنا کو اپنی کتاب میں حلال بنا کر اس گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں تو تم خدانخواستہ ان کی اتباع میں مبتلا ہو گے تو بہت بڑی غلطی میں پڑ جاؤ گے۔

(۲۸) اللہ تعالیٰ نے تم پر ضرورت کے وقت باندیوں سے شادی کو حلال کردیا اور انسان عورتوں سے نہیں رک سکتا۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ ۚ وَلَا تَقْتُلُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ﴿۲۹﴾ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۳۰﴾ اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبٰۤىِٕرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا ﴿۳۱﴾ وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ؕ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ؕ وَسْئَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۳۲﴾ وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ ؕ وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ﴿۳۳﴾

مومنو! ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ ہاں اگر آپس کی رضامندی سے تجارت کا لین دین ہو (اور اس سے مالی فائدہ حاصل ہو جائے تو وہ جائز ہے) اور اپنے آپ کو ہلاک نہ کرو۔ کچھ شک نہیں کہ خدا تم پر مہربان ہے (۲۹) اور جو تعدّی اور ظلم سے ایسا کرے گا ہم اُس کو عنقریب جہنم میں داخل کریں گے۔ اور یہ خدا کو آسان ہے (۳۰) اگر تم بڑے بڑے گناہوں سے جن سے تم کو منع کیا جاتا ہے اجتناب رکھو گے تو ہم تمہارے (چھوٹے چھوٹے) گناہ معاف کر دیں گے اور تمہیں عزت کے مکانوں میں داخل کریں گے (۳۱) اور جس چیز میں خدا نے تم میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اس کی ہوس مت کرو مردوں کو اُن کاموں کا ثواب ہے جو اُنہوں نے کیے اور عورتوں کو اُن کاموں کا ثواب ہے جو اُنہوں نے کیے اور خدا سے اس کا فضل (و کرم) مانگتے رہو کچھ شک نہیں کہ خدا ہر چیز سے واقف ہے (۳۲) اور

جو ماں باپ اور رشتہ دار چھوڑ مریں تو (حق داروں میں تقسیم کر دو کہ) ہم نے ہر ایک کے حقدار مقرر کر دیئے ہیں اور جن لوگوں سے تم عہد کر چکے ہو اُن کو بھی اُن کا حصّہ دو بے شک خدا ہر چیز کے سامنے ہے (۳۳)

تفسیر سورۃ النساء آیات (۲۹) تا (۳۳)

(۲۹۔۳۰) یعنی ظلم وغصب جھوٹی گواہی قسمیں کھا کر ایسا مت کرو، البتہ باہم رضامندی کے ساتھ کوئی تجارتی معاملہ ہو اس میں بائع یا مشتری کوئی اعانت دے تو یہ اور بات ہے۔

اور ایک دوسرے کو ناحق مت قتل کرو اللہ تعالیٰ بڑا مہربان ہے کہ اس نے اس کام کو حرام کر دیا اور جو شخص کسی کو ظلماً قتل کرے یا اس کے مال کو حلال سمجھے تو ہم اسے آخرت میں جہنم میں داخل کریں گے اور یہ عذاب میں مبتلا کرنا اور جہنم میں داخل کرنا ہمارے لیے بہت آسان ہے۔

(۳۱) اور اگر ان غیر شرعی باتوں کو بالکل چھوڑ دو گے، تو چھوٹے گناہوں کو جو ایک نماز سے دوسری نماز تک اور ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کے اور ایک رمضان سے دوسرے رمضان تک ہوں گے ہم انہیں بالکل معاف کر دیں گے اور آخرت میں جنت میں داخل کریں گے۔

(۳۲) یعنی کوئی شخص اپنے کسی بھائی کے پاس اس کا مال وسواری اور اس کی عورت یا اس طرح کی کوئی اور نعمت دیکھ کر اسی چیز کی تمنا نہ کرے بلکہ براہ راست اللہ تعالیٰ سے مانگے، کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ایسی چیزیں یا اس سے بہتر چیزیں عطا فرمائے یہ آیت حضرت ام سلمہ زوجہ نبی اکرم ﷺ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا تھا کہ کاش جن چیزوں کی اللہ تعالیٰ نے مردوں کو اجازت دی ہے، عورتوں کو بھی مل جائے تو ہم بھی ان کی طرح جہاد وغیرہ کریں، اللہ تعالیٰ نے اس چیز سے منع فرمایا کہ مردوں کو اللہ تعالیٰ نے جمعہ جماعت، جہاد امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی وجہ سے عورتوں پر فضیلت دی ہے، اس کی تمنا نہ کریں، عورتیں جو اپنے گھروں میں نیکیاں کریں گی انھیں اس کا ثواب مل جائے گا، اے طبقہ خواتین! تم اس سے ہدایت اور عصمت کی درخواست کرو اور اللہ تعالیٰ نیکی، برائی، ثواب وبدلہ، ہدایت وگمراہی ہر ایک چیز کو پوری طرح جاننے والے ہیں۔

شان نزول: وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ (الخ)

ترمذیؒ اور حاکمؒ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے انھوں نے فرمایا مرد جہاد کرتے ہیں اور ہم جہاد نہیں کر سکتے اور ہمیں وراثت بھی آدھی ملتی ہے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ یعنی تم ایسی چیزوں کی تمنا مت کیا کرو جس میں اللہ تعالیٰ نے بعضوں کو بعضوں پر فوقیت بخشی ہے اور ان ہی کے بارے میں ان المسلمین والمسلمات کی آیت بھی نازل ہوئی ہے۔

اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ ایک عورت رسول اکرم ﷺ کے پاس آئی اور عرض

کیا یا رسول اللّٰہ مرد کو عورت سے دوگنا حصہ ملتا ہے اور دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کی گواہی کے برابر ہے تو ہمارے عمل بھی کیا اسی طرح ہیں کہ اگر عورت کوئی نیکی کرے تو اسے آدھا ثواب ہے؟ اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۳۳) یعنی ہم نے ہر ایک کے لیے وارث بنا دیے اور جن لوگوں سے مولیٰ موالات کا سلسلہ قائم ہے تو ان کو ان کی شرطوں کے مطابق دے دو اور اب یہ حکم منسوخ ہو گیا ہے اور عرب آدمیوں اور لڑکوں کو متبنیٰ (لے پالک) بنا لیا کرتے تھے اور اپنی اولاد کی طرح اپنے مال میں ان کا بھی حصہ مقرر کر دیتے تھے مگر اس کو اللّٰہ تعالیٰ نے منسوخ کر دیا اللّٰہ تعالیٰ تمہارے سب اعمال سے باخبر ہے۔

شانِ نزول: وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ (الخ)

ابوداؤد نے اپنی سنن میں ابن اسحاق کے واسطہ سے داؤد بن الحصین سے روایت نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں ام سعد کے پاس قرآن پاک پڑھتا تھا چنانچہ میں نے وَالَّذِيْنَ عَاقَدَتْ پڑھا تو انھوں نے فرمایا وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ ہے اور یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے لڑکے حسین کے بارے میں نازل ہوئی ہے جس وقت ان کے لڑکے نے اسلام لانے سے انکار کر دیا تھا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی تھی کہ اسے بوجہ کفر میراث میں سے کچھ نہیں دیں گے جب انھوں نے اسلام قبول کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کا حصہ دینے کا حکم دے دیا۔
(لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ۚ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ۚ وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ۗ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ﴿۳۴﴾ وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا ۗ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا ﴿۳۵﴾ وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۗ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ﴿۳۶﴾

مرد عورتوں پر مسلّط و حاکم ہیں اس لئے بھی کہ مرد اپنا مال خرچ کرتے ہیں تو جو نیک بیبیاں ہیں وہ مردوں کے حکم پر چلتی ہیں۔ اور اُن کے پیٹھ پیچھے خدا کی حفاظت میں (مال و آبرو کی) خبرداری کرتی ہیں اور جن عورتوں کی نسبت تمہیں معلوم ہو کہ (سرکشی اور بدخوئی) کرنے لگی ہیں تو (پہلے) اُن کو (زبانی) سمجھاؤ (اگر نہ سمجھیں تو) پھر اُن کے ساتھ سونا ترک کر دو اگر اس پر بھی باز نہ آئیں تو زدوکوب کرو اور اگر فرمانبردار ہو جائیں تو پھر اُن کو ایذا دینے کا کوئی بہانہ مت ڈھونڈو۔ بے شک خدا سب سے اعلیٰ (اور) جلیل القدر ہے (۳۴) اور اگر تم کو معلوم ہو کہ میاں بیوی میں اَن بن ہے تو ایک منصف مرد کے خاندان میں سے اور ایک منصف عورت کے خاندان میں سے مقرر کرو۔ وہ اگر صلح کرا دینی چاہیں گے تو خدا اُن میں موافقت پیدا کر دے گا کچھ شک نہیں کہ خدا سب کچھ جانتا اور سب باتوں سے خبردار ہے (۳۵) اور خدا ہی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک

نہ بناؤ اور ماں باپ اور قرابت والوں اور یتیموں اور محتاجوں اور رشتہ دار ہمسایوں اور اجنبی ہمسایوں اور رفقائے پہلو (یعنی پاس بیٹھنے والوں) اور مسافروں اور جو لوگ تمہارے قبضے میں ہوں سب کے ساتھ احسان کرو کہ خدا (احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور) تکبر کرنے والے بڑائی مارنے والے کو دوست نہیں رکھتا (۳۶)

تفسیر سورة النساء آیات (٣٤) تا (٣٦)

(۳۴) یعنی مرد عقل، مال غنیمت، میراث اور عورتوں کو مہر اور نفقہ وغیرہ دینے کی وجہ سے عورتوں پر حاکم ہیں۔

سو جو عورتیں نیک ہیں وہ خاوندوں کے حقوق میں اللّٰہ تعالیٰ کی اطاعت کرتی ہیں اور خاوندوں کی غیر موجودگی میں اپنی عصمتوں اور ان کے اموال کی بحفاظت خداوندی حفاظت کرتی ہیں۔

اور جن عورتوں کی نافرمانیوں سے تم باخبر ہو پہلے تو قرآن وحدیث سے ان کو سمجھاؤ اور پھر بستر پر اپنے چہروں کو ان سے پھیر لو اور پھر بھی نہ مانیں تو حد اعتدال میں ان کو مناسب سزا دو کرو اگر وہ سنبھل جائیں تو نباہ کرو ورنہ جیسا کہ اللّٰہ تعالیٰ نے تمہیں ان امور کا مکلّف نہیں کیا جن کی تم میں طاقت نہیں، تم بھی ان امور پر ان کو مجبور مت کرو۔ (یعنی شرعی طریقہ کے مطابق ان کو طلاق دے دو)

شان نزول: اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ (الخ)

ابن ابی حاتم نے انس ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک عورت رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں اپنے خاوند کی شکایت کرنے کے لیے آئی کہ اس نے اس کے تھپڑ مارا ہے، رسول اللّٰہ ﷺ نے فرمایا اس پر قصاص (بدلہ) ہے، اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی مرد عورتوں پر حاکم ہیں، چنانچہ وہ بغیر قصاص لیے ہوئے واپس ہوگئیں اور اپنے دعویٰ قصاص سے دستبردار ہوگئیں۔

اور ابن جریرؒ نے حسن کے واسطہ سے اس طرح روایت نقل کی ہے کہ ایک انصاری شخص نے اپنی بیوی کے چانٹا مارا وہ قصاص کے مطالبہ کے لیے آئے، رسول اللّٰہ ﷺ نے دونوں کے درمیان قصاص کا فیصلہ کر دیا تو اس پر وَلَاتَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ (الخ) اور یہ آیت نازل ہوئی اور اسی طرح ابن جریجؒ اور سدیؒ سے بھی روایت کی گئی ہے۔

اور ابن مردویہؒ نے حضرت علی ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کی خدمت میں ایک انصاری شخص اپنی بیوی کو لے کر آیا ان کی بیوی بولی یا رسول اللّٰہ ﷺ انھوں نے میرے منہ پر زور سے چانٹا مارا ہے کہ نشان پڑ گیا، رسول اللّٰہ ﷺ نے فرمایا ان کو یہ حق نہیں ہے، اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

اس روایت کے بہت سے شواہد ہیں جن سے یہ روایت مضبوط وثقہ ہو جاتی ہے۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۳۵) اور اگر میاں بیوی میں رنجش محسوس ہو اور یہ معلوم نہ ہو کہ ابتدا کس کی طرف سے ہے تو مرد کے گھر والوں میں

سے ایک معاملہ فہم آدمی مرد کے پاس اور اسی طرح عورت کے گھر والوں میں سے ایک پختہ عمر شخص عورت کے پاس بھیجو تا کہ ہر ایک کے پاس جا کر وہ دونوں کی صحیح صورت حال معلوم کرے اور دیکھے کہ کون ظالم ہے اور کون مظلوم۔ اگر یہ، دونوں میاں بیوی میں سچے دل سے اصلاح کرائیں گے تو اللہ تعالیٰ ان میاں بیوی کے درمیان اتفاق فرما دیں گے۔ بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والے اور خبردار ہیں۔

الرجال قوامون سے یہاں تک یہ آیت محمد بن سلمہ کی لڑکی کے بارے میں نازل ہوئی، ان کی جانب سے اپنے خاوند اسعد بن ربیع کی نافرمانی ہوئی، ان کے خاوند نے ان کے ایک چپت مار دیا یہ اپنے خاوند سے قصاص کا مطالبہ کرنے کے لیے رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی ممانعت فرما دی۔

(۳۶) اللہ تعالیٰ کی توحید بیان کرو اور بتوں کو اس کا شریک مت ٹھہراؤ یہ حقوق اللہ ہیں اور حقوق العباد میں سب سے پہلا حق والدین کا ہے اس لئے اپنے والدین کے ساتھ نیکی کا معاملہ کرو، اسی طرح اہل قرابت اور یتیموں کے ساتھ حسن سلوک کرو نیز یتیموں کے اموال کی حفاظت کرو اور غریبوں کو صدقہ خیرات دو اور ایسا پڑوسی جس کے ساتھ رشتہ داری ہو اس کے تین حق ہیں۔ (۱) قرابت کا حق (۲) اسلام کا حق (۳) پڑوسی ہونے کا حق۔ اور جس پڑوسی سے کوئی رشتہ داری نہ ہو اس کے دو حق ہیں، پڑوسی ہونیکا اور دوسرا اسلام کا اور اسی طرح ہم سفر کے بھی دو حق ہیں، اسلام کا اور دوسرے صحبت کا حق تم یہ تمام حقوق ادا کرو اور مہمان کے ساتھ بھی حسن سلوک کرو اور مہمان نوازی تین دن ہے، باقی احسان ہے اور خادموں کے ساتھ بھی حسن سلوک کرو خواہ وہ غلام ہوں یا باندیاں۔ جو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر اترا کر اس کے بندوں پر شیخی مارتا ہوا چلتا ہے، ایسے متکبر انسان کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتے۔

الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۚ۝ وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا فَسَآءَ قَرِيْنًا ۝ وَمَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِهِمْ عَلِيْمًا ۝ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا ۝

جو خود بھی بُخل کریں اور لوگوں کو بھی بُخل سکھائیں اور جو (مال) خدا نے اُن کو اپنے فضل سے عطا فرمایا ہے اُسے چھپا چھپا کے رکھیں اور ہم نے ناشکروں کے لئے ذلّت کا عذاب تیار کر رکھا ہے (۳۷) اور خرچ بھی کریں تو (خدا کے لئے نہیں بلکہ) لوگوں کے دکھانے کو۔ اور ایمان نہ خدا پر لائیں نہ روزِ آخرت پر (ایسے لوگوں کا ساتھی شیطان ہے) اور جس کا ساتھی شیطان ہوا تو (کچھ شک نہیں کہ) وہ بُرا ساتھی ہے (۳۸) اور اگر یہ لوگ خدا پر اور روزِ قیامت پر ایمان لاتے اور جو کچھ خدا نے اُن کو دیا تھا اُس میں سے خرچ کرتے تو اُن کا کیا نقصان ہوتا اور خدا اُن کو خوب جانتا ہے (۳۹) خدا کسی کی ذرا بھی حق تلفی نہیں کرتا اور اگر نیکی (کی) ہوگی تو اُس کو دو چند کر دے گا۔ اور اپنے ہاں سے اجرِ عظیم بخشے گا (۴۰) بھلا اُس دن کیا حال ہوگا جب ہم ہر اُمت میں سے احوال بتانے والے کو بُلائیں گے اور تم کو اُن لوگوں کا حال (بتانے کو) گواہ طلب کریں گے (۴۱)

تفسیر سورة النساء آیات (۳۷) تا (۴۱)

(۳۷) اور جولوگ رسول اللہ ﷺ کی نعت وصفت کو چھپاتے ہیں جیسا کہ کعب اور اس کے ساتھی اور دوسروں کو بھی اس کے چھپانے کا حکم دیتے ہیں، اس کے باوجود کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی نعت وصفت ان کی کتاب توریت میں بیان کر دی ہے، ایسے یہودیوں کے لیے رسوا کن عذاب ہے۔

شان نزول: وَالَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے سعید بن جبیر ؓ سے روایت نقل کی ہے کہ علماء یہود اپنے علم میں بخل کرتے تھے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ جولوگ بخل کرتے ہیں الخ۔

اور ابن جریرؒ نے بواسطہ ابن اسحاقؒ، محمد بن ابی محمدؒ، عکرمہؒ یا سعید ابن عباس ؓ سے روایت نقل کی ہے کہ کروم زید کعبؒ بن اشرف کا دوست، اسامہ بن حبیب، نافع بن ابی نافع، بحری بن عمرو، حیی بن اخطب، رفاعۃ بن زید بن تابوت، یہ لوگ کچھ انصاری حضرات کو نصیحت کرنے کے لیے آیا کرتے تھے اور ان سے کہتے کہ اپنے اموال کو حضور ﷺ کے کہنے پر اللہ کے راستے میں خرچ مت کرو، کیوں کہ ہمیں تم پر فاقہ اور تمہارے مالوں کے ختم ہو جانے کا ڈر ہے اور صدقہ وخیرات میں جلدی بھی مت کرو کیوں کہ کل کی کیا خبر، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

(۳۸) اور رؤسا یہود جو دکھاوے کے لیے اپنے مال خرچ کرتے ہیں ان کی اصل غرض یہ ہے کہ ان کو ملت ابراہیمی کا پیرو کہا جائے اور رسول اللہ ﷺ اور قرآن کریم موت کے بعد دوبارہ زندگی کے عقیدے اور اہل بہشت کی نعمتوں پر ایمان نہیں رکھتے تو شیطان جس کا دنیا میں مددگار رہو وہ دوزخ میں اس کا برا ساتھی ہے۔

(۳۹) ان یہود پر حالاں کہ ان کا کوئی نقصان نہیں، رسول اللہ ﷺ قرآن کریم بعث بعد الموت اور جنت کی نعمتوں پر اگر یہ ایمان لے آئیں اور جو مال اللہ تعالیٰ نے ان کو دیا ہے وہ اللہ کی راہ میں خرچ کر دیں تو ان کے لئے بہتر ہے لیکن اللہ تعالیٰ یہودیوں کو اچھی طرح جانتا ہے کہ ان میں سے کون ایمان لائے گا اور کون نہیں۔

(۴۰) اور وہ کافر کے اعمال میں سے ایک ذرہ کے برابر بھی نہیں چھوڑیں گے تاکہ آخرت میں وہ کام آئے یا اس کے دشمن خوش ہوں۔

اور مومن مخلص کو اس کے دشمنوں کا منہ بھر دینے کے بعد ایک نیکی پر دس گنا ثواب ملے گا اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے پاس سے جنت میں اجر عظیم عطا فرمائے گا۔

(۴۱) کفار اس وقت کیا کریں گے جب کہ ہر قوم پر ان کا نبی احکام خداوندی پہنچانے کی گواہی دے گا اور یہ معنی بھی بیان کیے گئے ہیں اور رسول اللہ ﷺ اپنی امت کی گواہی دیں گے اور تصدیق کریں گے کیوں کہ دیگر انبیاء کرام کی قومیں جب ان کو جھٹلائیں گی تو حضور ﷺ کی امت حضور ﷺ کی نبوت کی تصدیق کرنے کے ساتھ ساتھ ان انبیاء کی نبوت کی بھی تصدیق کرے گی۔

يَوْمَىِٕذٍ يَّوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ ؕ وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا ﴿۴۲﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِيْ سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا ؕ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآىِٕطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿۴۳﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يَشْتَرُوْنَ الضَّلٰلَةَ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ تَضِلُّوا السَّبِيْلَ ﴿۴۴﴾ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَآىِٕكُمْ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا ۙ وَّكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا ﴿۴۵﴾

اُس روز کافر اور پیغمبر کے نافرمان آرزو کریں گے کہ کاش اُن کو زمین میں مدفون کر کے مٹی برابر کردی جاتی اور خدا سے کوئی بات چھپا نہیں سکیں گے (۴۲) مومنو! جب تم نشے کی حالت میں ہو تو جب تک (اُن الفاظ کو) جو منہ سے کہو سمجھنے (نہ) لگو نماز کے پاس نہ جاؤ اور جنابت کی حالت میں بھی (نماز کے پاس نہ جاؤ) جب تک کہ غسل (نہ) کرلو ہاں اگر بحالت سفر رستے چلے جارہے ہو (اور پانی نہ ملنے کے سبب غسل نہ کرسکو تو تیمم کر کے نماز پڑھ لو) اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی بیت الخلاء ہو کر آیا ہو یا تم عورتوں سے ہم بستر ہوئے ہو اور تمہیں پانی نہ ملے تو پاک مٹی لو اور منہ اور ہاتھوں کا مسح (کر کے تیمم) کرلو۔ بے شک خدا معاف کرنے والا (اور) بخشنے والا ہے (۴۳) بھلا تم نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کتاب سے حصہ دیا گیا تھا کہ وہ گمراہی کو خریدتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ تم بھی رستے سے بھٹک جاؤ (۴۴) اور خدا تمہارے دشمنوں سے خوب واقف ہے۔ اور خدا ہی کافی کارساز اور کافی مددگار ہے (۴۵)

تفسیر سورة النساء آیات (۴۲) تا (۴۵)

(۴۲) اور قیامت کے دن کفار اس بات کی تمنا کریں گے، کہ کاش ہم بھی جانوروں کی طرح خاک ہو جائیں اور ہمارا حساب کتاب بالکل نہ ہو۔

(۴۳) شراب کی حرمت سے پہلے یہ حکم نازل ہوا ہے کہ مسجد نبوی میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایسی حالت میں مت آؤ بغیر غسل کے بھی جنابت کی حالت میں مسجد میں نہ آؤ کہ ماسوا تمہارے راہ گزر یا مسافر ہونے کی حالت کے یا جس نے اپنی بیوی کے ساتھ قربت کی ہو اور مذکورہ صورتوں میں اگر پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمم کرو۔ ایک مرتبہ مٹی پر ہاتھ مار کر اپنے چہروں پر پھیر لیا کرو اور دوسری مرتبہ ہاتھ مار کر اپنے ہاتھوں پر پھیر لیا کرو۔ اللہ تعالیٰ دینی امور میں تمہیں اس طرح سہولت دیتا ہے اور اس میں جو تم سے کوتاہی ہو جائے اس کو معاف فرمانے والا ہے۔

شان نزول: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ (الخ)

ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور حاکم نے حضرت علی ؓ سے روایت نقل کی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف نے ہمارا کھانا پکایا اور ہمیں کھانے کی دعوت دی اور شراب بھی پلائی جس کی وجہ سے ہمیں نشہ آ گیا اور پھر نماز کا وقت آ گیا، حضرت علی ؓ فرماتے ہیں کہ سب نے مجھے آگے کر دیا، میں نے سورۂ کافرون پڑھی اور لَاۤ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ کی بجائے وَنَحْنُ نَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ پڑھ دیا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اے ایمان والو تم نماز کے پاس

بھی ایسی حالت میں مت جاؤ۔ فریابی ابن ابی حاتم اور ابن منذر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت ولا جنبا، مسافر کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ اگر اسے جنابت کی حالت لاحق ہو جائے تو وہ تیمّم کر کے نماز پڑھ لے اور ابن مردویہ نے اسلم بن شریک سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی پر کجاوہ کسا کرتا تھا ایک بہت ٹھنڈی رات میں مجھے جنابت کی حالت پیش آ گئی تو مجھے خوف ہوا کہ اگر اس قدر ٹھنڈے پانی سے غسل کروں گا تو مر جاؤں گا یا سخت بیمار پڑ جاؤں گا، غرض کہ اس چیز کا میں نے رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور طبرانی نے اسلع سے اس طرح روایت نقل کی ہے کہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا اور آپ کی اونٹنی پر کجاوہ کسا کرتا تھا۔

ایک دن آپ نے فرمایا اسلع کجاوہ کس دے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے تو جنابت لاحق ہو گئی ہے۔

آپ یہ سن کر خاموش ہو گئے، ایسے میں آسمان سے حضرت جبریل امین تیمّم کا حکم لے کر نازل ہوئے، تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسلع تیمّم کر لو اور آپ نے مجھے تیمّم کرنا سکھلایا کہ ایک مرتبہ مٹی پر ہاتھ مار کر چہرے پر ملو اور دوسری مرتبہ ہاتھ مار کر دونوں ہاتھوں پر کہنیوں سمیت ملو چنانچہ میں نے کھڑے ہو کر تیمّم کیا اور پھر آپ کے لیے کجاوہ کسا۔

ابن جریرؒ نے یزید بن ابی حبیب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ کچھ انصاری لوگوں کے مکانوں کے دروازے مسجد میں تھے۔ چنانچہ ان کو جنابت پیش آئی اور پانی ان کے پاس نہ ہوتا تھا اور پانی کے لیے وہ اپنے مکانوں سے نکلنا چاہتے تھے مگر مسجد کے علاوہ اور کوئی راستہ ان کو نہیں ملتا تھا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی **اِلَّا عَابِرِ سَبِيْلٍ** کہ بجز راہ گزر کے اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت ایک انصاری شخص کے بارے میں نازل ہوئی ہے وہ سخت بیمار تھے، کھڑے ہو کر وضو کرنے کی ان میں ہمت نہیں تھی اور نہ ان کے پاس کوئی خادم تھا جو ان کو وضو کرا دیتا، انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس چیز کا ذکر کیا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی **وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى** اور اگر تم بیمار ہو الخ۔

اور ابن جریر نے ابراہیم نخعی سے روایت نقل کی ہے کہ ایک غزوہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم زخمی ہو گئے اور پھر ایسے میں جنابت کی حالت پیش آ گئی انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو اس چیز کی اطلاع کی، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

(۴۴، ۴۵) کیا کتاب میں ان لوگوں سے آگاہی نہیں ہوئی جن کو توریت کا کچھ علم دیا گیا اور انھوں نے یہودیت کو اختیار کیا اور کیا دین اسلام چھوڑنا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ منافقین اور یہودیوں سے بخوبی آگاہ ہے۔

شانِ نزول: اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا (الخ)

ابن اسحاق نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ علماء یہود میں سے رفاعہ بن زید جب رسول اللہ ﷺ سے گفتگو کرتا تو کہتا اَرْعِنَا سَمْعَكَ حَتّٰى (ادھر متوجہ ہوں تا کہ میں آپ کی بات سنوں) لیکن

وہ یہ بات توہین وتحقیر آمیز انداز میں کہتا۔ پھر اسلام میں طعن وتشنیع کرتا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کتاب کا ایک بڑا حصہ ملا ہے۔

(لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا لَيًّا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِي الدِّيْنِ وَلَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَقْوَمَ وَلٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا فَنَرُدَّهَا عَلٰٓى اَدْبَارِهَآ اَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّآ اَصْحٰبَ السَّبْتِ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ۝ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا ۝

اور یہ جو یہودی ہیں ان میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ کلمات کو اُن کے مقامات سے بدل دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے سُن لیا اور نہیں مانا اور سُنیے نہ سنوائے جاؤ اور زبان کو مروڑ کر اور دین میں طعن کی راہ سے (تم سے گفتگو کے وقت) راعنا کہتے ہیں اور اگر (یوں) کہتے کہ ہم نے سُن لیا اور مان لیا اور (صرف) اِسمع اور (راعنا کی جگہ) اُنظرنا (کہتے) تو اُن کے حق میں بہتر ہوتا اور بات بھی بہت درست ہوتی لیکن خدا نے اُن کے کفر کے سبب اُن پر لعنت کر رکھی ہے تو یہ کچھ تھوڑے ہی ایمان لاتے ہیں (۴۶) اے کتاب والو! قبل اس کے کہ ہم لوگوں کے مونہوں کو بگاڑ کر اُن کی پیٹھ کی طرف پھیر دیں یا اُن پر اس طرح لعنت کریں جس طرح ہفتے والوں پر کی تھی، ہماری نازل کی ہوئی کتاب پر جو تمہاری کتاب کی بھی تصدیق کرتی ہے ایمان لے آؤ۔ اور خدا نے جو حکم فرمایا سو (سمجھ لو کہ) ہو چکا (۴۷) خدا اس گناہ کو نہیں بخشے گا کہ کسی کو اس کا شریک بنایا جائے اور اُس کے سوا اور گناہ جس کو چاہے معاف کردے اور جس نے خدا کا شریک مقرر کیا اُس نے بڑا بہتان باندھا (۴۸)

تفسیر سورة النساء آیات (٤٦) تا (٤٨)

(۴۶) یہودیوں کے دو عالموں یسیع اور رافع بن حرملہ کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی، انھوں نے عبداللہ بن ابی اور ان کے ساتھیوں کو اپنے دین کی دعوت دی تھی، مالک بن صیف یہودی اور اس کے ساتھی باوجود یہ کہ رسول اکرم ﷺ کی نعت وصفت توریت میں موجود ہے۔ مگر پھر بھی اس میں ترمیم کرتے اور چھپاتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آکر اپنی زبانوں کو توہین کے لہجہ میں تبدیل کرکے اور دین میں عیب جوئی کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ظاہراً تو آپ کی بات کو سنتے ہیں مگر حقیقت میں ہم اس کی نافرمانی کرتے ہیں اور اگر یہ یہودی سمعنا وغیرہ کہتے ہیں تو اگر یہ اس طرح کے تحقیری جملوں سے گریز کرتے تو یہ بات ان کے لیے بہتر ہوتی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے کفر کی سزا میں ان پر جزیہ مسلط کردیا ہے۔

(۴۷) ان لوگوں میں سے تو عبداللّٰہ بن سلام اوران کے ساتھی ہی ایمان قبول کریں گے جن کو توریت کا علم رسول اللّٰہ ﷺ کی نعت وصفت کے ساتھ دیا گیا ان کو اس قرآن پر جوان کی کتاب کے مضامین توحید اور حضور کی نعت وصفت میں بالکل موافق ہے، اس کا علم دیا گیا ہے اس سے پہلے کہ ان کے دل تبدیل ہو کر گمراہ ہو جائیں اور ہدایت کی روشنیوں سے پھر جائیں اوران کی صورتیں پچھلی طرف ہو جائیں یا ان کی شکلیں ہم تبدیل کر کے ان کو بندر بنا دیں، ان کو ایمان لے آنا چاہیے، چنانچہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد عبداللّٰہ بن سلام اوران کے ساتھی مشرف با اسلام ہوئے۔

شان نزول: یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا (الخ)

ابن اسحاق نے ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللّٰہ ﷺ نے علماء یہود عبداللّٰہ بن صوریا اور کعب بن اسید سے گفتگو کی اور فرمایا اے گروہ یہود اللّٰہ تعالیٰ سے ڈرو اور ایمان لے آؤ، اللّٰہ کی قسم تم اچھی طرح جانتے ہو کہ میں تمہارے پاس جو چیز لے کر آیا ہوں، وہی سچ ہے وہ بولے اے محمد ﷺ ہم نہیں جانتے چنانچہ ان لوگوں کے بارے میں اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، اے وہ لوگ جن کو کتاب دی گئی ہے تم اس کتاب قرآن پر ایمان لاؤ جس کو ہم نے نازل کیا ہے۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۴۸) اگر تمہیں کفر پر موت آجائے تو تمہاری ہرگز مغفرت نہیں ہوگی، یہ آیت حضرت حمزہ ؓ رسول اکرم ﷺ کے چچا کے قاتل وحشی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

شان نزول: اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ اور طبرانیؒ نے ابوایوب انصاری ؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللّٰہ ﷺ کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ میرا بھتیجا حرام کاموں سے باز نہیں آتا آپ نے فرمایا اس کا دین کیا ہے اس شخص نے کہا کہ وہ توحید خداوندی کا قائل ہے اور نماز پڑھتا ہے، حضورؐ نے فرمایا اس سے اس کا دین مفت مانگو اور اگر مفت دینے سے وہ انکار کرے تو اس سے خرید لو (مفت سے مراد یہ ہے کہ اگر دین اس کے نزدیک بے قدر و بے وقعت ہو تو وہ دین بمنزلہ مفت ہے اور خریدنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے ہاں دین کی قدر و اہمیت پیسے کے مقابلے میں کتنی ہے) چنانچہ اس شخص نے اپنے بھتیجے سے اس چیز کا مطالبہ کیا، اس نے انکار کر دیا، اس شخص نے حضور سے آکر عرض کیا کہ میں نے اس کو اس دین پر پختہ پایا۔

تب یہ آیت نازل ہوئی، یعنی اللہ تعالیٰ شرک کے علاوہ اور گناہ جس کو چاہیں گے معاف کر دیں گے مشرک کو معاف نہیں کریں گے۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ ۭ بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَاۗءُ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ۝ اُنْظُرْ كَيْفَ يَفْتَرُوْنَ عَلَي اللّٰهِ الْكَذِبَ ۭ وَكَفٰى بِهٖٓ اِثْمًا مُّبِيْنًا ۝ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰٓؤُلَاۗءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ۝ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۭ وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا ۝ اَمْ لَھُمْ نَصِيْبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَاِذًا لَّا يُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِيْرًا ۝ اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰي مَآ اٰتٰىھُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰھُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا ۝

کیا تم نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جو اپنے تئیں پاکیزہ کہتے ہیں (نہیں) بلکہ خدا ہی جس کو چاہتا ہے پاکیزہ کرتا ہے اور اُن پر دھاگے برابر بھی ظلم نہیں ہوگا (۴۹) دیکھو یہ خدا پر کیسا جھوٹ (طوفان) باندھتے ہیں اور یہی گناہ صریح کافی ہے (۵۰) بھلا تم نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کتاب سے حصّہ دیا گیا ہے کہ بتوں اور شیطان کو مانتے ہیں اور کفار کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ لوگ مومنوں کی نسبت سیدھے رستے پر ہیں (۵۱) یہی لوگ ہیں جن پر خدا نے لعنت کی ہے اور جس پر خدا لعنت کرے تو تم اُس کا کسی کو مددگار نہ پاؤ گے (۵۲) کیا اُن کے پاس بادشاہی کا کچھ حصّہ ہے کہ تم لوگوں کو تل برابر بھی نہ دیں گے (۵۳) یا جو خدا نے لوگوں کو اپنے فضل سے دے رکھا ہے اُس کا حسد کرتے ہیں تو ہم نے خاندان ابراہیم کو کتاب اور دانائی عنایت فرمائی تھی اور سلطنت عظیم بھی بخشی تھی (۵۴)

تفسير سورة النساء آيات (٤٩) تا (٥٤)

(۴۹۔۵۰) یعنی بحیرا ابن عمرو اور مرحب بن زید اپنے آپ کو مقدس بتاتے ہیں حالانکہ جو شخص اس کا اہل ہوگا اللّٰہ تعالیٰ اس کو گناہوں سے پاک کردے گا، اور کھجور کی گٹھلی میں جو لکیر ہے یا انگلی کے درمیان جو میل کی دھاری سے پڑ جاتی ہے، اس کے برابر بھی ان کے گناہوں میں کمی نہیں کی جائے گی۔

محمد ﷺ ذرا ان کا جھوٹ تو دیکھیے کہ کہتے ہیں کہ ہم دن میں جو گناہ کرتے ہیں، اللّٰہ تعالیٰ رات کو ان کی مغفرت فرما دیتے ہیں اور جو رات کو کرتے ہیں تو دن میں ان کو معاف کر دیتا ہے ان کا اللہ پر یہ غلط گمان ان کے مجرم ہونے کے لیے کافی ہے۔

شان نزول: اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ (الخ)

ابن ابی حاتم نے ابن عباس ؓ سے روایت کیا کہ کچھ یہود اپنے بچوں کو لائے کہ وہ ان کی طرف سے نمازیں پڑھیں اور قربانی دیں اور یہ سمجھتے تھے کہ ان پر چھوٹے اور بڑے گناہ میں سے کوئی گناہ نہیں، اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ ان لوگوں کو بھی دیکھو جو اپنے کو مقدس سمجھتے ہیں اور پھر یہ خلاف دین کام بھی کرتے ہیں۔

(لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۵۱۔۵۲) محمد ﷺ آپ نے مالک بن صیف اور اس کے ساتھیوں کو (جن کی تعداد تقریباً ستر ہے) نہیں دیکھا کہ یہ لوگ حیی بن اخطب اور کعب بن اشرف کی باتوں کو مانتے ہیں اور اس بات کے دعویدار ہیں کہ کفار مکہ حضور ﷺ کے

پیروکاروں کی نسبت کے زیادہ صحیح راستہ پر ہیں (نعوذ باللہ) ان کی اس گستاخانہ روش کے سبب ان لوگوں پر جزیہ نافذ کر دیا گیا اور جن پر اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں عذاب نازل فرمائے تو اللہ کے مقابلے میں ان کی عذاب الٰہی سے کون حفاظت کر سکتا ہے۔

شان نزول: اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا (الخ)

احمد اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب کعب بن اشرف یہودی مکہ آیا تو قریش نے اس سے کہا کہ اس شخص کو نہیں دیکھا جو اپنی قوم میں نبوت کا دعوی کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ ہم سے بہتر ہے حالاں کہ ہم حجاج ہیں سدانیہ اور سقایہ والے ہیں، کعب بولا کہ نہیں وہ نہیں بلکہ تم لوگ بہتر ہو، چنانچہ ان کے بارے میں یہ آیتیں نازل ہوئیں۔

ابن اسحاق نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ قریش کے پاس جن قبیلوں نے جماعتیں روانہ کیں وہ غطفان اور بنی قریظہ تھے۔ چنانچہ انھوں نے حیی بن اخطب، سلام بن ابی الحقیق، ابورافع اور ربیع بن ابوالحقیق اور ابوعمارہ کو روانہ کیا اور بنی نضیر نے اپنے خطیب جوزۃ بن قیس کو روانہ کیا جب یہ لوگ قریش کے پاس پہنچے تو وہ بولے کہ یہ یہود کے علماء ہیں پہلی کتابوں کے جاننے والے ہیں، ان سے اپنے دین کے بارے میں پوچھو کہ ہمارا دین بہتر ہے یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا، چنانچہ قریش نے ان لوگوں سے دریافت کیا یہ کہنے لگے کہ تمہارا دین ان کے دین سے بہتر ہے اور تم ان سے اور ان کے متبعین سے زیادہ صحیح راستے پر قائم ہو۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔
(لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۵۳۔۵۴) اگر یہود کے پاس سلطنت کا کچھ حصہ ہوتا تو یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام کو گٹھلی کے چھلکے کے برابر بھی اس میں سے نہ دیتے بلکہ آپ کو جو اللہ تعالیٰ نے کتاب و نبوت اور حرم نبوی کو جو بہترین عورتیں عطا کی ہیں، اس پر یہ حسد کرتے ہیں، ہم نے حضرت داؤد و سلیمان کو علم و فہم اور نبوت عطا کی اور نبوت و اسلام کے ذریعے عزت عطا کی اور بنی اسرائیل کی بادشاہت دی چنانچہ حضرت داؤدؑ کی سو بیبیاں تھیں اور حضرت سلیمانؑ کے ہاں سات سو باندیاں اور سو بیبیاں تھیں۔

شان نزول: اَمْ يَحْسُدُوْنَ (الخ)

ابن ابی حاتم نے بواسطہ عوفی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اہل کتاب بولے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سمجھتے ہیں کہ ان کو بڑی بادشاہت مل گئی اور ان کی نو ازواج مطہرات ہیں ان کا کام صرف شادی کرنا ہے تو اس سے افضل کون سی بادشاہت ہوگی اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور ابن سعد نے عمر مولیٰ عفرہ سے اسی طرح اس سے مفصل روایت نقل کی ہے۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْهُ ؕ وَكَفٰى بِجَهَنَّمَ سَعِيْرًا ﴿۵۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ نَارًا ؕ كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۵۶﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ لَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ؗ وَّنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيْلًا ﴿۵۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤى اَهْلِهَا ۙ وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًۢا بَصِيْرًا ﴿۵۸﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِى الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴿۵۹﴾

پھر لوگوں میں سے کسی نے تو اُس کتاب کو مانا اور کوئی اُس سے رُکا (اور ہٹا) رہا تو اُن نہ ماننے والوں (کے جلانے) کو دوزخ کی جلتی ہوئی آگ کافی ہے (۵۵) جن لوگوں نے ہماری آیتوں سے کفر کیا اُن کو ہم عنقریب آگ میں داخل کریں گے۔ جب اُن کی کھالیں گل (اور جل) جائیں گی تو ہم اور کھالیں بدل دیں گے تاکہ (ہمیشہ) عذاب (کا مزہ) چکھتے رہیں بے شک خدا غالب حکمت والا ہے۔ (۵٦) اور جو ایمان لائے اور عمل نیک کرتے رہے اُن کو ہم بہشتوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں وہ اُن میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے وہاں اُن کے لئے پاک بیبیاں ہیں اور اُن کو ہم گھنے سائے میں داخل کریں گے (۵۷) خدا تم کو حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں اُن کے حوالے کر دیا کرو۔ اور جب لوگوں میں فیصلہ کرنے لگو تو انصاف سے فیصلہ کیا کرو خدا تمہیں بہت خوب نصیحت کرتا ہے۔ بے شک خدا سنتا (اور) دیکھتا ہے (۵۸) مومنو! خدا اور اُس کے رسول کی فرمانبرداری کرو اور جو تم میں سے صاحبِ حکومت ہیں اُن کی بھی۔ اور اگر کسی بات میں تم میں اختلاف واقع ہو تو اگر خدا اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو اُس میں خدا اور اُس کے رسول (کے حکم) کی طرف رجوع کرو یہ بہت اچھی بات ہے اور اس کا مآل بھی اچھا ہے (۵۹)

تفسیر سورة النساء آیات (۵۵) تا (٦۰)

(۵۵) یعنی داؤد وسلیمان علیہما السلام کی کتاب پر ایمان لائے ہیں، مگر کعب اور اس کے ساتھیوں کے لیے تو جہنم کی دہکتی ہوئی آگ ہے۔

(۵٦) اور جو لوگ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کا انکار کرتے ہیں، ہم آخرت میں ان کو دوزخ میں داخل کریں گے، جب ان کے بدن جل جائیں گے تو ہم انہیں دوسری کھالیں دیں گے تاکہ درد کی شدت معلوم ہو، اللہ تعالٰی ان کھالوں کی تبدیلی کرنے میں بڑی حکمت والے ہیں۔

(۵۷) اگلی آیت مومنین کے بارے میں نازل فرمائی کہ رسول اللہ ﷺ قرآن کریم اور تمام کتابوں اور رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں اور خلوص کے ساتھ تمام احکام خداوندی کی بجا آوری کرتے ہیں، ایسے حضرات کو آخرت میں ایسے باغات ملیں گے، جن میں درختوں کے نیچے سے شہد، دودھ، پانی پاکیزہ اور شراب کی نہریں جاری ہوں گی وہ جنت میں رہیں گے نہ ان کو موت آئے گی اور نہ وہ اس سے نکالے جائیں گے۔ حیض اور ہر قسم کی باتوں سے پاک عورتیں ہوں گی

اور عزت کے ساتھ گھنے سایہ میں ہم ان کو داخل کریں گے۔

(۵۸) رسول اکرم ﷺ نے فتح مکہ کے دن حضرت عثمان ؓ بن ابی طلحہ کلید بردار خانہ کعبہ سے کلید (چابی) کعبہ لی تھی تو اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کو اس آیت میں کلید خانہ کعبہ عثمان بن ابی طلحہ ؓ کو واپس کردینے کا حکم دیا ہے کہ ان کی امانت ان ہی کو واپس کردو۔

اور جب عثمان بن ابی طلحہ اور عباس بن عبدالمطلب کے درمیان فیصلہ کرو تو کلید (چابی) حضرت عثمان ؓ کو دو اور سقایہ (زمزم شریف پلانے کی خدمت) حضرت عباس ؓ کے سپرد کردو۔

اللّٰہ تعالیٰ امانتوں کی واپسی اور عدل کرنے کا حکم دیتا ہے اور وہ حضرت عباس ؓ کی اس درخواست کو کہ یارسول اللّٰہ سقایہ کے ساتھ کلید (چابی) بھی مجھے مرحمت فرما دیجیے، سن رہا ہے اور حضرت عثمانؓ کے اس فعل کو بھی دیکھ رہا ہے جب کہ انھوں نے حضرت عباسؓ کی درخواست پر بیت اللّٰہ کی چابی دیتے ہوئے ہاتھ روک لیا تھا، پھر عرض کیا یارسول اللّٰہ ﷺ اس چابی کو اللّٰہ تعالیٰ کی امانت میں لے لیجیے۔

شان نزول: اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ (الخ)

ابن مردویہؒ نے بواسطہ کلبیؒ، ابوصالحؒ، ابن عباس ؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جب رسول اللّٰہ ﷺ نے مکہ مکرمہ فتح فرمایا تو عثمان بن طلحہ کو بلایا جب وہ آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا خانہ کعبہ کی کلید (چابی) دو، چنانچہ وہ کلید (چابی) لے کر آئے جب انھوں نے دینے کے لیے ہاتھ بڑھایا، تو حضرت عباس ؓ نے کھڑے ہو کر عرض کیا یارسول اللّٰہ ﷺ سقایہ کے ساتھ کلید (چابی) بھی مجھے مرحمت فرما دیجیے یہ سن کر حضرت عثمانؓ نے ہاتھ روک لیا، رسول اللّٰہ ﷺ نے فرمایا، عثمان کلید (چابی) لاؤ عثمان نے عرض کیا، اللّٰہ تعالیٰ کی امانت مجھ سے لے لیجیے۔

چنانچہ آپ نے کلید (چابی) لے کر بیت اللّٰہ کا دروازہ کھولا، پھر باہر تشریف لا کر بیت اللّٰہ کا طواف کیا اس کے بعد آپ کے پاس جبریل امین کلید واپس کردینے کا حکم لے کر تشریف لائے، آپ نے عثمان بن طلحہ کو بلا کر کلید (چابی) واپس کردی، اس کے بعد آپ نے اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ سے پوری آیت تلاوت فرمائی۔

اور شعبیؒ نے اپنی تفسیر میں بواسطہ حجاج ابن جریج سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت عثمان بن طلحہ ؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

فتح مکہ کے دن رسول اللّٰہ ﷺ ان سے کلید خانہ کعبہ (خانہ کعبہ کی چابی) لے کر بیت اللّٰہ میں تشریف لے گئے تھے۔ جب خانہ کعبہ سے باہر تشریف لائے تو اس آیت کو تلاوت کرتے ہوئے تشریف لائے پھر آپ نے عثمانؓ کو بلا کر کلید خانہ کعبہ ان کو لوٹا دی۔

راوی بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ خانہ کعبہ سے اس آیت کو تلاوت کرتے ہوئے باہر تشریف لائے۔

اس حدیث کا ظاہر اس بات پر دلالت کررہا ہے کہ یہ آیت خانہ کعبہ کے درمیان میں نازل ہوئی ہے۔(لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۵۹) عثمان بن طلحہؓ اوران کے ساتھیوں، احکام خداوندی میں اس کا اور نیز حکام اور علماء کا کہنا مانو اور اگر کسی بات میں اختلاف ہو جائے تو اگر بعث بعد الموت پر ایمان رکھتے ہو تو اس چیز کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کے حوالہ کردیا کرو۔اس کا انجام اچھا ہوتا ہے۔

شان نزول: يَاۤاَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ (الخ)

حضرت امام بخاریؒ وغیرہ نے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت عبداللہ بن حذافہ بن قیس کے بارے میں نازل ہوئی جب رسول اللہ ﷺ نے ان کو ایک لشکر کا امیر بنا کر بھیجا تھا۔

داؤدی کہتے ہیں کہ یہ ابن عباس ؓ پر جھوٹ ہے کیوں کہ عبداللہ بن حذافہ ایک لشکر کے امیر بن کر روانہ ہوئے، انھوں نے ناراض ہو کر آگ روشن کی اور لشکر کو بھی آگ روشن کرنے کا حکم دیا، چنانچہ بعض نے اس سے کنارہ کش رہنے اور بعض نے حکم کی اطاعت کرنے کا ارادہ کیا اگر آیت اس واقعہ سے قبل نازل ہوئی ہے تو یہ عبداللہ بن حذیفہ کے ساتھ کیسے خاص ہو سکتی ہے۔

اور اگر آیت بعد میں نازل ہوئی ہے تو لوگوں کو تو امر بالمعروف میں اطاعت کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور اس موقع پر عدم اطاعت کی بنا پر ان سے کسی قسم کی باز پرس نہیں کی گئی۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ مقصود یہ ہے کہ اس واقعہ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی ہے (ان کی اطاعت کے بارے میں نازل نہیں ہوئی) کیوں کہ لشکر والے آگ سے بچنے کی وجہ سے حکم کی بجا آوری میں رائے میں اختلاف ہوا تو اس وقت اس حکم کا نازل ہونا مناسب ہوا کہ اس قسم کے اختلاف کے وقت لوگوں کو کس قسم کا طریقہ کار اختیار کرنا چاہیے، اس کی جانب رہنمائی ہو جائے۔

اور وہ رہنمائی کا طریقہ کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کی طرف کا معاملہ کا حوالہ کردیتا ہے اور ابن جریر نے روایت کیا ہے کہ عمار بن یاسرؓ کا خالد بن ولیدؓ کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا، اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے، خالد امیر تھے، عمار بن یاسرؓ نے بغیر ان کی اجازت کے ایک شخص کو پناہ دے دی اس پر دونوں میں اختلاف ہوا، تب یہ آیت نازل ہوئی۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَاۤ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْۤا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْۤا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ ؕ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا ﴿۶۰﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ﴿۶۱﴾ فَكَيْفَ اِذَاۤ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ثُمَّ جَآءُوْكَ يَحْلِفُوْنَ ۖ بِاللّٰهِ اِنْ اَرَدْنَاۤ اِلَّاۤ اِحْسَانًا وَّتَوْفِيْقًا ﴿۶۲﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَعْلَمُ اللّٰهُ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۗ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُلْ لَّهُمْ فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ قَوْلًاۢ بَلِيْغًا ﴿۶۳﴾

کیا تم نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جو دعوٰی تو یہ کرتے ہیں کہ جو (کتاب) تم پر نازل ہوئی اور جو (کتابیں) تم سے پہلے نازل ہوئیں اُن سب پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ اپنا مقدمہ ایک سرکش کے پاس لیجا کر فیصل کرائیں۔ حالانکہ اُن کو حکم دیا گیا تھا کہ اُس سے اعتقاد نہ رکھیں۔ اور شیطان (تو یہ) چاہتا ہے کہ اُن کو بہکا کر رستے سے دُور ڈال دے (۶۰) اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ جو حکم خدا نے نازل فرمایا ہے اُس کی طرف (رجوع کرو) اور پیغمبر کی طرف آؤ تو تم منافقوں کو دیکھتے ہو کہ تم سے اعراض کرتے اور رُکے جاتے ہیں (۶۱) تو کیسی (ندامت کی) بات ہے کہ جب اُن کے اعمال (کی شامت) سے اُن پر کوئی مصیبت واقع ہوتی ہے تو تمہارے پاس بھاگے آتے ہیں اور قسمیں کھاتے ہیں کہ واللہ ہمارا مقصود تو بھلائی اور موافقت تھا (۶۲) ان لوگوں کے دلوں میں جو جو کچھ ہے خدا اُس کو (خوب) جانتا ہے تم ان (کی باتوں) کا کچھ خیال نہ کرو اور انہیں نصیحت کرو اور اُن سے ایسی باتیں کہو جو اُن کے دلوں میں اثر کر جائیں (۶۳)

تفسير سورة النساء آيات (٦٠) تا (٦٣)

(۶۰) اے محمد ﷺ کیا آپ کو ان لوگوں کی اطلاع نہیں جو قرآن کریم اور توریت کی پیروی کے دعویدار ہو کر بھی اپنے فیصلے کعب بن اشرف کے پاس لے جانا چاہتے ہیں۔ حالاں کہ قرآن کریم میں ان کو اس سے کنارہ کشی کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔

شان نزول: اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ اور طبرانیؒ نے سند صحیح کے ساتھ ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ابو برزہ اسلمی کاہن تھے، یہودیوں کے جھگڑوں میں ان کے درمیان فیصلہ کیا کرتے تھے۔

مسلمانوں میں سے کچھ لوگ بھی ان کے پاس گئے اس پر اللہ تعالیٰ نے اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ سے اِحْسَانًا وَّ تَوْفِيْقًا تک یہ آیات نازل فرمائیں۔

اور ابن ابی حاتمؒ نے عکرمہؒ یا سعیدؒ کے واسطہ سے ابن عباس ؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جلاس بن صامت، معتب بن قشیر اور رافع بن زید اور بشر، یہ لوگ اسلام کے دعویدار تھے۔ ان کی قوم کے کچھ مسلمانوں نے ایک

جھگڑے میں ان لوگوں کو رسول اللہ ﷺ سے فیصلہ کرانے کی دعوت دی، مگر ان لوگوں نے زمانہ جاہلیت میں جو کاہن فیصلہ کیا کرتے تھے ان کی طرف مسلمانوں کو بلایا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی۔

اور ابن جریرؒ نے شعبیؒ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک یہودی اور ایک منافق میں جھگڑا ہوا، یہودی نے کہا آؤ تمہارے نبی سے فیصلہ کراتے ہیں، کیوں کہ وہ فیصلہ کرنے میں رشوت نہیں لیتے مگر دونوں میں اس پر جھگڑا ہوا، آخر کار قبیلہ جہینہ کے ایک کاہن سے فیصلہ کرانے پر رضامند ہوئے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

(لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۶۱) یہ آیت بشر نامی منافق شخص کے بارے میں نازل ہوئی۔ اس کا ایک یہودی سے جھگڑا تھا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو قتل کر دیا تھا۔

(۶۲) اور جس وقت منافقین سے جن کی حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کے ساتھ لڑائی تھی حکم خداوندی اور حکم رسول کی طرف آنے کو کہا جاتا تھا، تو آپ کے حکم سے اعراض کرتے اور منہ بنانے لگتے ہیں، سو ان کا اس وقت کیا حشر ہوگا، جب اس کی پاداش میں گرفتار ہوں گے اور پھر یہ لوگ آپ کے پاس قسمیں کھاتے ہوئے آتے ہیں کہ ہمارا مقصد صرف بھلائی تھا۔

ان کے دلوں میں جو نفاق ہے اللہ تعالیٰ اس کو اچھی طرح جانتے ہیں اور یہ بھی معنی بیان کیے گئے کہ جب منافقین نے مسجد ضرار بنائی اور پھر ان کو اس کی سزا بھگتنی پڑی تو ان میں سے بعض قسمیں کھاتے ہوئے آئے کہ ہمارا مقصود تو صرف مسلمانوں کی مدد اور آپ کے دین کی موافقت تھی اس کے علاوہ کچھ نہیں تھا۔

(۶۳) آپ ان لوگوں کو معاف فرمایئے اور اس مرتبہ ان پر گرفت نہ فرمایئے اور نصیحت فرما دیجیے کہ دوسری مرتبہ ایسا نہ کریں ورنہ سخت قسم کی گرفت کروں گا۔

وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿۶۴﴾ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۶۵﴾ وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْۤا اَنْفُسَكُمْ اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ مَّا فَعَلُوْهُ اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ ۚ وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَشَدَّ تَثْبِيْتًا ﴿۶۶﴾ وَّاِذًا لَّاٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ لَّدُنَّاۤ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۶۷﴾ وَّلَهَدَيْنٰهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿۶۸﴾ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ﴿۶۹﴾ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ۚ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ﴿۷۰﴾

اور ہم نے جو پیغمبر بھیجا ہے اس لئے بھیجا ہے کہ خدا کے فرمان کے مطابق اُس کا حکم مانا جائے اور یہ لوگ جب اپنے حق میں ظلم کر بیٹھے تھے اگر تمہارے پاس آتے اور خدا سے بخشش مانگتے اور رسول (خدا) بھی اُن کیلئے بخشش طلب کرتے تو خدا کو معاف کرتے والا (اور) مہربان پاتے (۶۴) تمہارے پروردگار کی قسم یہ لوگ جب تک اپنے تنازعات میں تمہیں منصف نہ بنائیں اور جو فیصلہ تم کردو اُس سے اپنے دل میں تنگ نہ ہوں بلکہ اُس کو خوشی سے مان لیں تب تک مومن نہیں ہوں گے (۶۵) اور اگر ہم اُنہیں حکم دیتے کہ اپنے آپ کو قتل کر ڈالو یا اپنے گھر چھوڑ کر نکل جاؤ تو اُن میں سے تھوڑے ہی ایسا کرتے۔ اور اگر یہ اس نصیحت پر کاربند ہوتے جو اُن کو کی جاتی ہے تو اُن کے حق میں بہتر اور (دین میں) زیادہ ثابت قدمی کا موجب ہوتا (۶۶) اور ہم اُن کو اپنے ہاں سے اجرِ عظیم بھی عطا فرماتے (۶۷) اور سیدھا رستہ بھی دکھاتے (۶۸) اور جو لوگ خدا اور اُس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں وہ (قیامت کے روز) اُن لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر خدا نے بڑا فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ اور اُن لوگوں کی رفاقت بہت ہی خوب ہے (۶۹) یہ خدا کا فضل ہے اور خدا جاننے والا کافی ہے (۷۰)

تفسیر سورة النساء آیات (٦٤) تا (٧٠)

(۶۴) یعنی بحکم خداوندی اس رسول کی اطاعت کی جائے اور اس کے حکم پر ناراضگی کا اظہار نہ ہو۔

مسجد ضرار والے جنھوں نے مسجد ضرار بنائی اور آپ کے حکم پر منہ بنایا اگر یہ توبہ کے لیے حاضر ہو کر اپنے کاموں سے توبہ کرتے اور رسول اللہ ﷺ بھی ان کے لیے معافی کی دعا کرتے تو اللہ تعالیٰ توبہ کے بعد ان کے گناہوں کو معاف فرما دیتا۔

(۶۵) آپ ﷺ کے پروردگار کی قسم ہے یہ لوگ عنداللہ ہرگز ایمان والے نہیں ہو سکتے جب تک کہ یہ لوگ اپنے باہمی جھگڑوں میں آپ ﷺ سے فیصلہ نہ کروائیں اور آپ کے فیصلہ کے بعد ان کے دلوں میں کسی قسم کا کوئی شک وشبہ باقی نہ رہے اور اس فیصلے کو پوری طرح دل سے تسلیم کرلیں۔

شانِ نزول: فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى (الخ)

آئمہ ستہ نے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے روایت کیا ہے کہ حضرت زبیر ﷜ کا ایک شخص سے حرہ کی زمین کی سیرابی کے بارے میں کچھ جھگڑا ہوا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے زبیر اپنی زمین کو اولاً خوب پانی دو اور پھر پانی اپنے پڑوسی کے لیے چھوڑ دو، وہ شخص کہنے لگا یہ فیصلہ اس لیے ہے کہ زبیر ﷜ آپ کے پھوپھی زاد بھائی ہیں۔

یہ سن کر حیرت اور غصہ کے مارے آپ ﷺ کے چہرۂ انور کا رنگ تبدیل ہوگیا، آپ نے فرمایا زبیر! پانی دینے کے بعد روکے رکھو یہاں تک کہ پانی ڈولوں پر سے نکلنے لگے، اس کے بعد اپنے پڑوسی کے لیے چھوڑو۔

اس وقت رسول اللہ ﷺ نے صاف طور پر حضرت زبیر ﷜ کو اسکا پورا حق دے دیا اور اس سے پہلے ایسی چیز کی طرف اشارہ فرمایا تھا جس میں دونوں کے لیے سہولت تھی، زبیر ﷜ فرماتے ہیں یہ آیتیں اسی واقعہ کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔

طبرانیؒ نے کبیر میں اور حمیدیؒ نے اپنی مسند میں اُمّ سلمہ ﷞ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ حضرت زبیر ﷜ کا ایک شخص سے جھگڑا ہوا، وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے، آپ ﷺ نے حضرت زبیر ﷜ کے حق میں فیصلہ فرمادیا وہ شخص کہنے لگا یہ فیصلہ آپ ﷺ نے اس لیے کیا ہے کہ حضرت زبیر ﷜ آپ ﷺ کے پھوپھی زاد بھائی ہیں، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ قسم ہے آپ کے پروردگار کی یہ لوگ ایمان دار نہ ہوں گے الخ۔

نیز ابن ابی حاتم نے سعید بن مسیب ﷜ سے فرمان خداوندی فَلَا وَرَبِّكَ کے بارے میں روایت کیا ہے کہ یہ آیت حضرت زبیر بن عوام ﷜ اور ایک دوسرے شخص کے بارے میں نازل ہوئی ہے، دونوں میں پانی کے بارے میں تنازع تھا، رسول اللہ ﷺ نے یہ فیصلہ فرمادیا کہ پہلے بلندی والی زمین کو پانی دیا جائے، اس کے بعد نچلی زمین کو۔

اور ابن ابی حاتمؒ اور ابن مردویہؒ نے اسود سے روایت کیا ہے کہ دو شخص رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں جھگڑتے ہوئے آئے، آپ نے دونوں کے درمیان فیصلہ فرمادیا جس کے خلاف فیصلہ ہوا تھا، وہ کہنے لگا کہ ہم حضرت عمر بن خطاب ﷜ کے پاس فیصلہ لے کر جائیں چنانچہ دونوں حضرت عمر ﷜ کے پاس گئے۔ تو اس کا ساتھی کہنے لگا کہ میرے حق میں رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمادیا تھا مگر یہ کہنے لگا کہ عمر ﷜ کے پاس ہم فیصلہ لے جائیں حضرت عمر ﷜ نے اس دوسرے شخص سے پوچھا کیا ایسا ہی ہے اس نے کہا جی ہاں، حضرت عمر ﷜ نے فرمایا اسی جگہ ٹھہرو، میں ابھی آکر تمہارا فیصلہ کردوں گا۔

چنانچہ حضرت عمر ﷜ ان دونوں کے پاس اپنی تلوار سونت کر تشریف لائے، اور اس شخص کو جس نے یہ کہا کہ

حضرت عمر ؓ سے فیصلہ کروائیں گے، قتل کردیا، اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یہ روایت مرسل غریب ہے۔

اور اس کی سند میں ابن لھیعہ ہے مگر اس روایت کے دیگر شواہد موجود ہیں، اسی روایت کو رحیم نے اپنی تفسیر میں عتبہ بن ضمرہ عن ابیہ کے حوالے سے روایت کیا ہے۔

(۶۶۔۶۷۔۶۸) جیسا کہ ہم نے بنی اسرائیل پر فرض کیا تھا اگر اسی طرح ان لوگوں پر بھی ہم یہ بات فرض کردیتے تو مخلص لوگوں کے علاوہ جن کے رئیس ثابت بن قیس بن شماس انصاری ہیں اور کوئی بھی اس کو خوشی سے بجانہ لاتا۔

اور اگر یہ منافقین توبہ اور اخلاص پر عمل کرتے تو یہ چیز آخرت میں بھی ان کے لیے بہتر ہوتی اور دنیا میں بھی ان کے ایمان کو اور پختہ کرتی اور جس چیز کا ان لوگوں کو حکم دیا گیا تھا، اگر یہ اس کی بجا آوری کرتے تو جنت میں ہم ان کو اپنے پاس سے اجر عظیم عطا کرتے اور دنیا میں بھی ایسے دین پر جو اللّٰہ تعالیٰ کے یہاں پسندیدہ ہے یعنی دین اسلام پر ان کو پختگی عطا کرتے۔

شان نزول: وَلَوۡ اَنَّا كَتَبۡنَا عَلَيۡهِمۡ اَنِ اقۡتُلُوۡٓا (الخ)

ابن جریرؒ نے سدیؒ سے روایت کیا ہے کہ جس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ تو ثابت بن قیس بن شماس انصاری اور ایک یہودی نے آپس میں فخر کیا۔ یہودی کہنے لگا اللّٰہ کی قسم جب اللّٰہ تعالیٰ نے ہم پر خودکشی فرض کی تو ہم نے خودکشی کرلی، ثابت بولے اللّٰہ کی قسم اگر ہم پر بھی خودکشی فرض کی جاتی تو ہم ایسا کرلیتے اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

(۶۹۔۷۰) یہ آیت کریمہ حضرت ثوبان ؓ مولی رسول اکرم ﷺ کی فضیلت و بزرگی کے بیان میں نازل ہوئی کیوں کہ ان کو رسول اکرم ﷺ سے حد درجہ محبت تھی، آپ کا دیدار کیے بغیر ان کو صبر نہیں آسکتا تھا، ایک مرتبہ یہ حاضر ہوئے اور رسول اکرم ﷺ نے ان کے چہرے کا رنگ فق دیکھا، عرض کرنے لگے یا رسول اللّٰہ مجھے اس بات کا ڈر ہے کہیں آخرت میں آپ کے دیدار سے محروم نہ ہو جاؤں، اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ جو فرائض میں اللّٰہ تعالیٰ کی اور سنت میں رسول اکرم ﷺ کی اطاعت کرے گا وہ جنت میں رسول اکرم ﷺ اور دیگر انبیاء کرام اور افضل اصحاب نبی اکرم ﷺ اور شہداء و صالحین امت محمدیہ ﷺ کے ساتھ ہوگا اور جنت میں حضرات انبیاء کرام صدیقین اور شہداء اور صالحین کی معیت میں ہوگا۔ یہ اللّٰہ کی جانب سے انعام ہے اور اللّٰہ تعالیٰ حضرت ثوبان کی حضور ﷺ سے گہری محبت اور جنت میں ان کے مقام کو کافی جاننے والا ہے۔

شانِ نزول: وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ (الخ)

طبرانیؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت عائشہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں کہ ایک شخص نے آکر عرض کیا یا رسول اللّٰہ ﷺ آپ مجھے اپنی جان سے زیادہ محبوب ہیں اور آپ ﷺ مجھے اپنی اولاد سے بھی زیادہ پیارے ہیں اور میں جس وقت گھر میں ہوتا ہوں اور پھر آپ کی یاد آتی ہے تو آپ کا دیدار کیے بغیر ہرگز صبر نہیں آتا اور جس وقت اپنی موت اور آپ کے انتقال فرمانے کے بارے میں خیال کرتا ہوں تو سمجھتا ہوں کہ آپ جس وقت جنت میں تشریف لے جائیں گے تو آپ انبیاء کرام کے ساتھ درجات عالیہ میں تشریف فرما ہوں گے اور میں اس سے کہیں خاصی کم درجہ کی جنت میں جاؤں گا تو اس بات کا ڈر ہے کہ کہیں آپ کے دیدار سے محروم نہ رہوں، (حضور ﷺ سے کس قدر والہانہ محبت و وابستگی کا اظہار ہے) رسول اکرم ﷺ نے اس بات کا فوراً کوئی جواب نہیں دیا پھر جبریل امین اس آیت کریمہ کو لے کر آپ پر نازل ہوئے۔

اور ابن ابی حاتمؒ نے مسروق سے روایت کیا ہے کہ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللّٰہ ایک لمحہ کے لیے بھی ہمیں آپ سے علیحدہ ہونا گوارہ نہیں، اگر آپ کا وصال ہم سے پہلے ہوگیا تو آپ درجات عالیہ کی طرف بلائے جائیں گے اور ہم آپ کا دیدار نہیں کرسکیں گے اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی نیز عکرمہ ؓ سے روایت کیا ہے کہ ایک نوجوان رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللّٰہ دنیا میں تو ہم آپ کے دیدار سے بہرہ ور ہوجاتے ہیں اور آخرت میں آپ کا دیدار نہ کرسکیں گے کیوں کہ آپ جنت میں درجات عالیہ میں ہوں گے، اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، تب رسول اکرم ﷺ نے اس نوجوان سے فرمایا کہ انشاء اللّٰہ تعالیٰ تم جنت میں میرے ساتھ ہوگے۔

اور ابن جریرؒ نے اسی طرح سعید بن حبیب ؓ، مسروق ؓ، ربیع ؓ، قتادہ ؓ، سدی ؓ سے مرسل روایات روایت کی ہیں۔



يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا ۝ وَاِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالَ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ اِذْ لَمْ اَكُنْ مَّعَهُمْ شَهِيْدًا ۝ وَلَئِنْ اَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ لَيَقُوْلَنَّ كَاَنْ لَّمْ تَكُنْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ يّٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ فَاَفُوْزَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝ فَلْيُقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ۭ وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝

مومنو (جہاد کے لئے) ہتھیار لے لیا کرو پھر یا تو جماعت جماعت ہو کر نکلا کرو یا سب اکٹھے کُوچ کیا کرو (۷۱) اور تم میں کوئی ایسا بھی ہے کہ (عمداً) دیر لگاتا ہے۔ پھر اگر تم پر کوئی مصیبت پڑ جائے تو کہتا ہے کہ خدا نے مجھ پر بڑی مہربانی کی کہ میں اُن میں موجود نہ تھا (۷۲) اور اگر خدا تم پر فضل کرے تو اس طرح سے کہ گویا تم میں اس میں دوستی تھی ہی نہیں (افسوس کرتا اور) کہتا ہے کہ کاش میں بھی اُن کے ساتھ ہوتا تو مقصد عظیم حاصل کرتا (۷۳) تو جو لوگ آخرت (کو خریدتے اور اس) کے بدلے دنیا کی زندگی کو بیچنا چاہتے ہیں اُن کو چاہئیے کہ خدا کی راہ میں جنگ کریں۔ اور جو شخص خدا کی راہ میں جنگ کرے پھر شہید ہو جائے یا غلبہ پائے ہم عنقریب اُس کو بڑا ثواب دیں گے (۷۴)

تفسیر سورة النساء آيات (٧١) تا (٧٤)

(۷۱) ان آیات میں اللّٰہ تعالیٰ مسلمانوں کو جہاد فی سبیل اللّٰہ کی تعلیم دیتے ہیں کہ اپنے دشمن سے پوری طرح احتیاط رکھو، علیحدہ علیحدہ مت نکلو۔ بلکہ اکٹھے ہو کر جماعتوں کی شکل میں نکلو یا سب کے سب رسول اللّٰہ ﷺ کے ساتھ نکلو۔

(۷۲) نیز اہل ایمان کے اندر عبداللّٰہ بن اُبی منافق جیسا شخص بھی ہے، جس کو جہاد فی سبیل اللّٰہ کے لیے نکلنا بہت مشکل ہے اور وہ تمہاری پریشانیوں کا ہر وقت منتظر رہتا ہے، اگر مسلمانوں کے لشکر کو کوئی حادثہ اور شکست وغیرہ پیش آتی ہے تو وہ کہتا ہے کہ اللّٰہ کی طرف سے مجھ پر بڑا احسان ہوا کہ میں اس لشکر میں شریک نہیں تھا۔

(۷۳۔۷۴) اور اگر تمہیں کہیں فتح وغنیمت مل جاتی ہے تو ابن ابی منافق مال کے فوت ہونے پر افسوس کر کے کہتا تھا کہ میں ساتھ ہوتا تو مجھے بہت مال وغنیمت مل جاتی، اگر اُسے غنیمت وغیرہ کی چیز کا شوق ہے تو اطاعت خداوندی میں ان لوگوں یعنی مومنین مخلصین سے، جنہوں نے اس کو آخرت کے عوض خرید رکھا ہے مل کر جہاد کرے، نیز یہ معنی بیان کیے گئے ہیں کہ اس آیت میں مومنین ہی کو کفار سے جہاد کرنے کی مزید تاکید کی گئی ہے، چنانچہ اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ ایسے حضرات کے ثواب کو بیان فرماتے ہیں کہ جو شخص اللّٰہ کی راہ میں شہید ہو جائے یا وہ غالب آ جائے دونوں صورتوں میں ہم جنت میں اسے اجر عظیم دیں گے۔

وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْیَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِیًّا ۚ وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِیْرًا ۝ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِیَآءَ الشَّیْطٰنِ ۚ اِنَّ كَیْدَ الشَّیْطٰنِ كَانَ ضَعِیْفًا ۝ اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ قِیْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَیْدِیَكُمْ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۚ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَیْهِمُ الْقِتَالُ اِذَا فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ یَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْیَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْیَةً ۚ وَقَالُوْا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَیْنَا الْقِتَالَ ۚ لَوْ لَآ اَخَّرْتَنَآ اِلٰٓی اَجَلٍ قَرِیْبٍ ؕ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْیَا قَلِیْلٌ ۚ وَالْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰی ۫ وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِیْلًا ۝

اور تم کو کیا ہوا ہے کہ خدا کی راہ میں اور اُن بے بس مردوں اور عورتوں اور بچوں کی خاطر نہیں لڑتے جو دُعائیں کیا کرتے ہیں کہ اے پروردگار ہم کو اس شہر سے جس کے رہنے والے ظالم ہیں نکال کر کہیں اور لے جا۔ اور اپنی طرف سے کسی کو ہمارا حامی بنا۔ اور اپنی ہی طرف سے کسی کو ہمارا مددگار مقرر فرما (۷۵) جو مومن ہیں وہ تو خدا کے لئے لڑتے ہیں اور جو کافر ہیں وہ بتوں کے لئے لڑتے ہیں سو تم شیطان کے مددگاروں سے لڑو (اور ڈرو مت) کیونکہ شیطان کا داؤ بودا ہوتا ہے (۷۶) بھلا تم نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو (پہلے یہ) حکم دیا گیا تھا کہ اپنے ہاتھوں کو (جنگ سے) روکے رہو اور نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے رہو۔ پھر جب اُن پر جہاد فرض کر دیا گیا تو بعض لوگ اُن میں سے لوگوں سے یُوں ڈرنے لگے جیسے خدا سے ڈرا کرتے ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ اور بڑبڑانے لگے کہ اے خدا تُو نے ہم پر جہاد (جلد) کیوں فرض کر دیا۔ تھوڑی مدّت اور ہمیں کیوں مہلت نہ دی (اے پیغمبر ان سے) کہہ دو کہ دنیا کا فائدہ بہت تھوڑا ہے اور بہت اچھی چیز تو پرہیزگار کیلئے (نجات) آخرت ہے اور تم پر دھاگے برابر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا (۷۷)

تفسیر سورة النساء آیات (۷۵) تا (۷۷)

(۷۵) اب جہاد فی سبیل اللّٰہ سے ان لوگوں کے اعراض کا اللّٰہ تعالیٰ ذکر فرماتے ہیں کہ اطاعت خداوندی میں کفار مکہ کے ساتھ کیوں جہاد نہیں کرتے، مکہ مکرمہ میں کمزور لوگ ہیں جو یہ دعا کرتے ہیں کہ مکہ والے مشرک و ظالم ہیں اے اللہ! یہاں سے ہمیں باہر نکال دے اور ہمارے لیے غیب سے کوئی مددگار اور کوئی حامی بھیج دے چنانچہ اللّٰہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کی اور رسول اکرم ﷺ نے ان کے لیے عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کو معین و محافظ بنا دیا۔

(۷۶) صحابہ کرام راہ اللّٰہ میں جہاد کرتے ہیں اور ابوسفیان اور اس کے ساتھی شیطان کی اطاعت و پیروی میں لڑتے ہیں، لہٰذا شیطانی لشکر سے خوب خوب جہاد کرو، کیوں کہ شیطانی تدابیر ذلت و رسوائی کی وجہ سے بیہودہ اور ناکام ہوتی ہیں، چنانچہ بدر کے دن وہ ذلیل و رسوا ہوئے۔

(۷۷) یہاں سے اللّٰہ تعالیٰ جہاد کے مشکل گزرنے اور بدر صغریٰ میں رسول اکرم ﷺ کے ساتھ نکلنے کو گراں گزرنے کا ذکر فرماتے ہیں، چنانچہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ، سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، زبیر رضی اللہ عنہ، قدامہ بن مظعون رضی اللہ عنہ، مقداد بن اسود کندی رضی اللہ عنہ، طلحہ بن عبیداللّٰہ رضی اللہ عنہ وغیرہ جب یہ حضرات مکہ مکرمہ میں کفار کی تکالیف سے پریشان ہو رہے تھے تو ان

سے کہا گیا تھا کہ ابھی لڑنے سے رکے رہو، کیوں کہ مجھے (حضور اکرم ﷺ) کو ابھی اللہ کی طرف سے جہاد کا حکم نہیں ہوا اور ایسے حالات میں مکہ مکرمہ کے ان مظلوم مسلمانوں کو یہ تلقین کی جارہی ہے کہ وہ پانچوں نمازوں کو اوقات کی پابندی کے ساتھ رکوع وسجود کے ساتھ ادا کرتے رہیں، نیز زکوۃ بھی دیتے رہیں۔

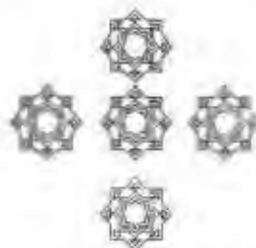
اور جب مدینہ منورہ میں ہجرت کے بعد اللہ کی طرف ان پر جہاد فرض ہوگیا تو طلحہ بن عبیداللہ والی جماعت اہل مکہ سے ایسی ڈرنے لگی جیسے کوئی اللہ تعالی سے ڈرتا ہے، بلکہ اس سے بھی زیادہ اور دل میں کہنے لگے اے اللہ ابھی جہاد فرض کردیا (یعنی ہم کمزور اور کم تعداد میں ہیں) موت تک ذرا عافیت واطمینان کے ساتھ رہ لیتے۔

اے محمد ﷺ آپ ان سے فرما دیجیے کہ دنیاوی منافع آخرت کے بے پایاں اجر اعتبار سے بہت کم ہے اور آخرت کے منافع اس شخص کے لیے ہیں جو کفر وشرک اور فحش چیزوں سے بچے ایسی چیزوں سے گریز و بچاؤ ہر اعتبار سے بہتر ہے۔

اور وہاں اللہ کے پاس تمہاری نیکیوں میں دھاگے کے برابر بھی کمی نہیں کی جائے گی، فتیل گٹھلی کے بیچ میں جو لکیر ہوتی ہے یا یہ کہ انگلیوں کے جوڑوں میں جو میل کی لکیر سی ہوجاتی ہے کو کہتے ہیں۔

شان نزول: اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ (الخ)

امام نسائی اور حاکم نے ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف اور ان کے ساتھی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ ہم جب شرک کرتے تھے تو ظاہراً عزت دار تھے اور جب ہم ایمان لے آئے تو مختلف دینی پابندیوں کے سبب کفار کے ہاتھوں ذلیل ہوگئے (لہذا جہاد کا حکم دیجیے) آپ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اللہ کی طرف سے ابھی معاف اور درگزر کرنے کا حکم دیا گیا ہے لہذا اپنی قوم سے مت لڑو، چنانچہ جب اللہ تعالیٰ نے ان کو مدینہ منورہ منتقل کردیا، تب جہاد کا حکم دیا تو بعض کو دشوار محسوس ہوا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا کہ ان کو یہ کہا گیا تھا الخ۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)



اَیْنَ مَا تَکُوْنُوْا یُدْرِکْکُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ کُنْتُمْ فِیْ بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَۃٍ ؕ وَاِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَۃٌ یَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَیِّئَۃٌ یَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ ؕ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ فَمَالِ هٰۤؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا یَكَادُوْنَ یَفْقَهُوْنَ حَدِیْثًا ﴿۷۸﴾ مَاۤ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَۃٍ فَمِنَ اللّٰهِ ۫ وَمَاۤ اَصَابَكَ مِنْ سَیِّئَۃٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ؕ وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِیْدًا ﴿۷۹﴾ مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ عَلَیْهِمْ حَفِیْظًا ﴿۸۰﴾ وَیَقُوْلُوْنَ طَاعَۃٌ ۫ فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ بَیَّتَ طَآئِفَۃٌ مِّنْهُمْ غَیْرَ الَّذِیْ تَقُوْلُ ؕ وَاللّٰهُ یَكْتُبُ مَا یُبَیِّتُوْنَ ۚ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِیْلًا ﴿۸۱﴾

(اے جہاد سے ڈرنے والو) تم کہیں رہو موت تو تمہیں آ کر رہے گی خواہ بڑے بڑے محلوں میں رہو۔ اور ان لوگوں کو اگر کوئی فائدہ پہنچتا ہے تو کہتے ہیں یہ خدا کی طرف سے ہے اور اگر کوئی گزند پہنچتا ہے تو (اے محمد ﷺ تم سے) کہتے ہیں کہ یہ (گزند) آپکی وجہ سے (ہمیں پہنچا) ہے کہہ دو کہ (رنج و راحت) سب اللہ ہی کی طرف سے ہے ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ بات بھی نہیں سمجھ سکتے (۷۸) (اے آدم زاد) تجھکو جو فائدہ پہنچے وہ خدا کی طرف سے ہے اور جو نقصان پہنچے وہ تیری ہی (شامتِ اعمال کی) وجہ سے ہے اور (اے محمد) ہم نے تم کو لوگوں (کی ہدایت) کیلئے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے اور (اس بات کا) خدا ہی گواہ کافی ہے (۷۹) جو شخص رسول کی فرمانبرداری کرے گا تو بیشک اُس نے خدا کی فرمانبرداری کی اور جو نافرمانی کرے تو اے پیغمبر تمہیں ہم نے اُن کا نگہبان بنا کر نہیں بھیجا (۸۰) اور یہ لوگ منہ سے تو کہتے ہیں کہ (آپ کی) فرمانبرداری (دل سے منظور) ہے لیکن جب تمہارے پاس سے چلے جاتے ہیں تو اُن میں سے بعض لوگ رات کو تمہاری باتوں کے خلاف مشورے کرتے ہیں۔ اور جو مشورے یہ کرتے ہیں خدا اُن کو لکھ لیتا ہے تو اُن کا کچھ خیال نہ کرو اور خدا پر بھروسہ رکھو اور خدا ہی کافی کارساز ہے (۸۱)

تفسیر سورۃ النساء آیات (۷۸) تا (۸۱)

(۷۸) اے گروہ مومنین اور اے منافقین خواہ تم خشکی میں ہو یا تری میں، سفر میں ہو یا حضر میں خواہ مضبوط قلعوں میں ہی کیوں نہ ہوں، موت سے بچاؤ کی کوئی صورت نہیں موت ضرور آئے گی۔

یہود اور منافقین کہتے تھے کہ جب سے رسول اکرم ﷺ اور ان کے اصحاب مدینہ منورہ آئے ہیں ہمارے پھلوں اور کھیتوں میں کمی ہو رہی ہے، اللّٰہ تعالیٰ ان کا قول نقل کر کے ان کی تردید فرماتے ہیں۔

یعنی اگر منافقین اور یہودیوں کو پیداوار اور بارش کی بہتات نظر آتی ہے تو بزعم خود کہتے ہیں کہ یہ اللّٰہ کی طرف سے ہے کیوں کہ اللّٰہ تعالیٰ ہمارے اندر نیکی دیکھتا ہے اور اگر قحط اور تنگی اور نرخ وغیرہ میں گرانی ہوتی ہے تو العیاذ باللّٰہ رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام سے شگون لیتے ہوئے ان کی طرف منسوب کرتے ہیں۔

اے محمد ﷺ آپ ان یہودیوں اور منافقین سے فرما دیجیے کہ فراخی اور تنگی یہ سب اللّٰہ کے خاص قانون اور اس کی حکمت ہے ان کو کیا ہوا کہ یہ بات بھی نہیں سمجھتے محمد ﷺ آپ کو جو کچھ فراخی پیداوار کی کثرت اور نرخ میں کمی آتی ہے، یہ سب اللّٰہ تعالیٰ کے انعامات ہیں۔

اس مقام پر مخاطب رسول اکرم ﷺ ہیں مگر مراد تمام انسان ہیں اور جب آپ کو قحط سالی اور تنگی اور نرخ کی گرانی کا سامنا ہوتا ہے، یہ آپ کے نفس کی پاکیزگی کی وجہ سے ہے کہ اس آزمائش کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی جانب سے اہل ایمان کے نفس کو پاک کیا جاتا ہے۔

(۷۹) اور یہ بھی معنی بیان کیے گئے کہ فتح وغنیمت اللّٰہ تعالیٰ کا انعام ہے اور ہزیمت اور قتل وغیرہ یہ اپنی غلطیوں اور مورچہ کو چھوڑنے کی وجہ سے ہوتی ہے جیسا کہ احد کے دن صحابہ کرام ﷺ نے ایک غلط فہمی کی بنا پر مورچہ چھوڑ دیا تھا۔

اور یہ بھی معنی بیان کیے گئے ہیں کہ نیکی کا جو کام ہوتا ہے وہ اللّٰہ تعالیٰ کی مدد کی وجہ سے ہوتا ہے اور برائی نفس کی ترغیبات اور اس کی اطاعت کی وجہ سے ہوتی ہے اور آپ صرف ان مخاطبین کی جانب ہی نہیں بلکہ اللہ کی طرف سے تمام جن وانس کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں۔

اور اللّٰہ تعالیٰ ان منافقین کی بات پر کہ خیر منجانب اللّٰہ اور العیاذ باللّٰہ برائی رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام کی طرف سے ہے، گواہ کافی ہے یعنی روز قیامت اس کا فیصلہ فرمائیں گے اور ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ یہ یہودی کہتے تھے کہ اپنے رسول ہونے پر کوئی گواہ لاؤ، اس کے بارے میں اللّٰہ تعالیٰ یہ فرماتے ہیں۔

(۸۰) اور جس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ (الخ) یعنی ہم نے ہر ایک رسول کو اسی لیے بھیجا ہے کہ بحکم الٰہی اس کی اطاعت کی جائے تو عبداللّٰہ بن اُبی منافق نے اپنے دیرینہ بغض کی بنا پر کہا کہ محمد ﷺ ہمیں اس بات کا حکم دیتے ہیں کہ ہم اللّٰہ کے بجائے ان کی اطاعت کریں تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ جس نے احکام میں رسول کی اطاعت کی تو اس نے اللّٰہ تعالیٰ ہی کی اطاعت کی کیوں کہ رسول بغیر اللّٰہ تعالیٰ کے حکم کے کسی چیز کا حکم نہیں دیتے ☆۔

(۸۱) اور یہ منافقین کا گروہ وہ گروہ ہے جو ظاہراً یہ کہتے ہیں کہ ہمارا کام آپ ﷺ کی اطاعت کرنا ہے، لہٰذا جو چاہو ہمیں حکم کرو اور جب یہ منافق آپ ﷺ کے پاس سے چلے جاتے ہیں تو ان کی جماعت جو کہتی ہے یہ اس کے مشورے کے مطابق اس میں تبدیلی کر لیتے ہیں۔

لہٰذا آپ ﷺ ان سے دور رہیے اور ان کے مشوروں کے مقابلے میں اللّٰہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھیے، اللّٰہ تعالیٰ آپ کی مدد فرمائے گا اور ان منافقین وان کی تمام تر سازشوں کا مناسب طریقہ پر خاتمہ کر دے گا۔

☆ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى (النجم آیت ۳، ۴)

(اور حضور ﷺ جو کام بھی فرماتے ہیں وہ اپنی مرضی سے نہیں بلکہ اللہ کی وحی کے مطابق فرماتے ہیں) (مترجم)

اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ۝ وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ ۚ وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِى الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ ۗ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ فَقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّكُفَّ بَاْسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ وَاللّٰهُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّاَشَدُّ تَنْكِيْلًا ۝ مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا ۚ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيْتًا ۝

بھلا یہ قرآن میں غور کیوں نہیں کرتے اگر یہ خدا کے سوا کسی اور کا (کلام) ہوتا تو اس میں (بہت سا) اختلاف پاتے (۸۲) اور جب اُن کے پاس امن یا خوف کی کوئی خبر پہنچتی ہے تو اُسے مشہور کر دیتے ہیں اور اگر اس کو پیغمبر اور اپنے سرداروں کے پاس پہنچاتے تو تحقیق کرنے والے اُس کی تحقیق کر لیتے۔ اور اگر تم پر خدا کا فضل اور اُس کی مہربانی نہ ہوتی تو چند اشخاص کے سوا سب شیطان کے پیرو ہو جاتے (۸۳) تو (اے محمد ﷺ) تم خدا کی راہ میں لڑو۔ تم اپنے سوا کسی کے ذمہ دار نہیں ہو۔ اور مومنوں کو بھی ترغیب دو۔ قریب ہے کہ خدا کافروں کی لڑائی کو بند کر دے اور خدا لڑائی کے اعتبار سے بہت سخت ہے اور سزا کے لحاظ سے بھی بہت سخت ہے (۸۴) جو شخص نیک بات کی سفارش کرے تو اُس کو اُس (کے ثواب) میں سے حصہ ملے گا۔ اور جو بُری بات کی سفارش کرے اُس کو اُس (کے عذاب) میں سے حصہ ملے گا۔ اور خدا ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے (۸۵)

تفسیر سورۃ النساء آیات (۸۲) تا (۸۵)

(۸۲) کیا یہ لوگ قرآن کریم میں غور نہیں کرتے کہ بعض احکام بعض کے مشابہ ہیں اور بعض بعض کی تصدیق کرتے ہیں اور جن باتوں کا رسول اکرم ﷺ حکم دیتے ہیں وہ قرآن کریم میں موجود ہیں۔

اور اگر یہ قرآن کریم اللّٰہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اس میں بہت تضاد اور ٹکراؤ ہوتا اور بعض احکام کا بعض کے ساتھ کوئی تناسب نہ ہوتا۔

(۸۳) اور ان منافقین کی خیانت اور بددیانتی کا یہ حال ہے کہ جب کسی لشکر کی کامیابی اور غنیمت ملنے کی ان کو اطلاع ملتی ہے تو حسد میں اسے چھپا لیتے ہیں اور اگر مجاہدین کے لشکر کے بارے میں کسی پریشانی مثلاً شکست کھا جانے وغیرہ کی خبر ان کو پہنچتی ہے تو سب جگہ اس کی تشہیر کرتے پھرتے ہیں۔

اور اگر یہ اس لشکر کی خبر کو رسول اکرم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وغیرہ کے حوالے کر دیتے، جو ایسی باتوں کو پوری گہرائی کے ساتھ سمجھتے ہیں تو اس خبر کے غلط و صحیح ہونے کو وہ حضرات پہچان ہی لیتے جو ان اہل ایمان میں ان امور کی تحقیق کر لیا کرتے ہیں تو پھر صحیح خبر ان لوگوں کو بھی معلوم ہو جاتی اور اگر اللّٰہ کی طرف سے یہ توفیق خاص نہ ملی ہوتی تو چند لوگوں کے سوا سب ہی اس فتنہ میں گرفتار ہو جاتے۔

شانِ نزول: وَاِذَا جَآءَ هُمْ (الخ)

امام مسلمؒ نے حضرت عمر فاروق ﷺ سے روایت کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات سے علیحدگی اختیار فرمائی تو میں مسجد نبوی میں گیا، وہاں صحابہ کرام ﷺ کو دیکھا کہ وہ کنکریوں سے کھیل رہے ہیں (یہ اضطراب اور پریشانی کے اظہار کا ایک اضطراری طریقہ ہے) اور یہ کہہ رہے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ازواج مطہرات کو طلاق دے دی، چنانچہ میں نے مسجد کے دروازہ پر کھڑے ہوکر بہت باآواز بلند کہا کہ آپ نے اپنی ازواج کو طلاق نہیں دی اور تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور جب ان لوگوں کو کسی امر کی خبر پہنچتی ہو، خواہ امن ہو یا خوف تو اسے مشہور کردیتے ہیں، عمر فاروق ﷺ فرماتے ہیں اہل ایمان کو میں پہلا وہ شخص ہوں جس نے اس راز کو پہچانا۔

(۸۴) اے نبی کریم ﷺ آپ تو بدر صغریٰ کی طرف اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کے لیے روانہ ہوجائیے اور آپ کو اپنے ذاتی فعل کے سوا کسی دوسرے پر زبردستی فعل کا کوئی حکم نہیں اور آپ ﷺ اہل ایمان کو جہاد پر روانہ ہونے کی ترغیب بھی دیجیے اللہ تعالیٰ کی جانب سے بہت امید ہے کہ وہ کفار مکہ زور جنگ کو اپنی تدبیر خاص سے روک دیں گے اور اللہ تعالیٰ بہت سخت سزا دیتے ہیں۔

(۸۵) چنانچہ جو شخص توحید کا قائل ہو اور خیر خواہی وعدل کے ساتھ دو آدمیوں میں صلح کرائے تو اسے اس نیکی کا ثواب ملے گا اور جو شخص شرک کرے اور اس کا مقصد بھی غلط ہو اسے اس کا گناہ ملے گا اور اللہ تعالیٰ ہر ایک نیکی و برائی کا بدلہ دینے پر یا یہ کہ ہر ایک چیز کو روزی دینے پر قادر ہے۔

وَاِذَا حُيِّيْتُمْ

بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ حَسِيْبًا ﴿۸۶﴾ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ؕ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا ﴿۸۷﴾ فَمَا لَكُمْ فِى الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا ؕ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَهْدُوْا مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ﴿۸۸﴾ وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ سَوَآءً فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَآءَ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ ۪ وَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۸۹﴾

اور جب تم کو کوئی دعا دے تو (جواب میں) تم اُس سے بہتر (کلمے) سے (اُسے) دُعا دو یا اُن ہی لفظوں سے دُعا دو۔ بے شک خدا ہر چیز کا حساب لینے والا ہے (۸۶) خدا (وہ معبود برحق ہے کہ) اُس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ قیامت کے دن تم سب کو ضرور جمع کرے گا اور خدا سے بڑھ کر بات کا سچا کون ہے؟ (۸۷) تو کیا سبب ہے کہ تم منافقوں کے بارے میں دو گروہ ہو رہے ہو حالانکہ خدا نے اُن کو اُن کے کرتُوتوں کے سبب اوندھا کردیا ہے۔ کیا تم چاہتے ہو کہ جس شخص کو خدا نے گمراہ کردیا ہے اُس کو رستے پر لے آؤ۔ اور جس شخص کو خدا گمراہ کردے تم اُس کے لیے کبھی بھی رستہ نہیں پاؤ گے (۸۸) وہ تو یہی چاہتے ہیں کہ جس طرح وہ خود کافر ہیں (اسی طرح) تم بھی کافر ہوکر (سب) برابر ہوجاؤ تو جب تک وہ خدا کی راہ میں وطن نہ چھوڑ جائیں اُن میں سے کسی کو دوست نہ بنانا۔ اگر (ترکِ وطن کو) قبول نہ کریں تو اُن کو پکڑ لو اور جہاں پاؤ قتل کردو اور ان میں سے کسی کو اپنا رفیق اور مددگار نہ بناؤ (۸۹)

تفسیر سورۃ النساء آیات (۸۶) تا (۸۹)

(۸۶) اور جس وقت تمہارے مذہب والا تمہیں سنت کے مطابق سلام کرے تو اس سے بہترین اور اچھے الفاظ میں اس کو سلام کا جواب دو اور جب کوئی غیر مذہب والا سلام کرے تو ان ہی الفاظ میں اس کو سلام کا جواب دے دو۔

اللہ کی جانب سے سلام اور اس کے جواب پر جزا دی جائے گی، یہ آیت کریمہ ایسے لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جو سلام کرنے میں بخل کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ قیامت کے روز (جس کے واقع ہونے میں کسی قسم کا کوئی شک نہیں) میدان حشر میں سب کو جمع کریں گے۔

(۸۷) منافقین میں سے دس آدمیوں کی جماعت دین اسلام سے مرتد ہو کر مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ چلی گئی، اس کے بارے جو اختلاف رائے ہوا اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔

(۸۸۔۸۹) مسلمانو! تم ان مرتدین کے باب میں دو گروہ کیوں ہو گئے، ایک گروہ تو ان کے اموال اور خون کو حلال سمجھتا ہے اور دوسرا گروہ اس کو حرام کہتا ہے، حالاں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کے نفاق اور نیت کے فتور کی وجہ سے کفر کی طرف واپس پھیر دیا ہے۔

کیا تم ایسے گمراہوں کو دین الٰہی کی طرف ہدایت کرنا چاہتے ہو جس کو اللہ تعالیٰ اس کے اعمال بد کے سبب گمراہ کر دے اس کو نہ پھر کوئی دین ملتا ہے اور نہ کوئی دلیل ☆۔ وہ منافق تو اس تمنا میں ہیں کہ تم بھی ان کے ساتھ شرک میں شریک ہو جاؤ۔ ان سے دین اور مدد میں کوئی دوستی مت کرنا تاوقتیکہ دوبارہ ایمان نہ لے آئیں اور راہ اللہ میں ہجرت نہ کریں۔

شان نزول: فَمَالَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ (الخ)

امام بخاریؒ و مسلمؒ وغیرہ نے زید بن ثابت سے روایت کیا ہے کہ رسول ﷺ احد کے لیے تشریف لے گئے کچھ لوگ جو آپ کے ساتھ روانہ ہوئے تھے، وہ واپس لوٹ گئے تو ان لوٹنے والوں کے بارے میں صحابہ کرام کی دو جماعتیں ہو گئیں۔ ایک جماعت کہتی تھی کہ ہم ان کو قتل کریں گے اور دوسری جماعت ان کے قتل کی منکر تھی، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی پھر تمہیں کیا ہوا، کہ ان منافقین کے بارے میں تم میں اختلاف رائے ہوا۔

سعید بن منصور اور ابن ابی حاتم نے سعد بن معاذ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام ؓ کے

☆ اللہ تعالیٰ جسے گمراہ کر دے، یعنی اللہ گمراہ اسے ہی کرتا ہے جو ہدایت کے باب میں اللہ کی دی ہوئی صلاحیتوں کو اپنی بدکرداری و بداعمالی کے سبب ضائع کر دے۔ فرمایا: (سو جب ان کے دل ٹیڑھے ہو گئے تو اللہ نے بھی ان کے دلوں کو ٹیڑھا کر دیا) (مترجم)

درمیان خطبہ دیا اور ارشاد فرمایا کہ جو شخص مجھے تکلیف دیتا ہے اس کی کون سرکوبی کرے گا، یہ سن کر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ اگر وہ قبیلہ اوس سے ہوگا تو ہم اس کی گردن اڑا دیں گے اور اگر ہمارے بھائیوں خزرج سے ہوگا تو آپ حکم دیں ہم آپ کی اطاعت کریں گے، یہ سن کر سعد بن عبادہ کھڑے ہوئے اور بولے ابن معاذ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت میں کیا باتیں کررہے ہو، میں تمہارا مقصد جان چکا ہوں، پھر اسید بن حضیر کھڑے ہوئے اور فرط جذبات میں بولے ابن عبادہ رضی اللہ عنہ تم منافق ہو اور منافقین سے محبت رکھتے ہو۔

اس کے بعد محمد بن سلمہ نے کھڑے ہو کر کہا، لوگو! خاموش ہو جاؤ، ہمارے درمیان رسول اکرم ﷺ موجود ہیں، آپ جیسا حکم دیں گے، ہم وہ کریں گے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی۔

اور امام احمد نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ مدینہ منورہ میں عرب کی ایک جماعت رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اسلام قبول کیا ان کو مدینہ منورہ کی آب و ہوا سے بخار چڑھ گیا، وہ بیعت توڑ کر مدینہ منورہ سے چلے گئے، صحابہ کرام کی ایک جماعت نے ان کا تعاقب کیا اور ان سے لوٹنے کا سبب دریافت کیا، وہ بولے ہمیں مدینہ منورہ کی وباء لگ گئی ہے، صحابہ کرام نے فرمایا کیا تمہارے لیے رسول اکرم ﷺ کی ذات بابرکت میں بہترین نمونہ موجود نہیں، غرض کہ ان لوگوں کے بارے میں حضرات کا اختلاف ہو گیا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی کہ تم لوگ دو گروہ کیوں ہو گئے۔

اس روایت کی سند میں تدلیس اور انقطاع ہے۔

اِلَّا الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ اِلٰى قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ اَوْ جَآءُوْكُمْ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ اَنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ اَوْ يُقَاتِلُوْا قَوْمَهُمْ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ فَلَقٰتَلُوْكُمْ ۚ فَاِنِ اعْتَزَلُوْكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ وَاَلْقَوْا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ ۙ فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيْلًا ۝ سَتَجِدُوْنَ اٰخَرِيْنَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّاْمَنُوْكُمْ وَيَاْمَنُوْا قَوْمَهُمْ ؕ كُلَّمَا رُدُّوْٓا اِلَى الْفِتْنَةِ اُرْكِسُوْا فِيْهَا ۚ فَاِنْ لَّمْ يَعْتَزِلُوْكُمْ وَيُلْقُوْٓا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ ؕ وَاُولٰٓئِكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ۝

مگر جو لوگ ایسے لوگوں سے جا ملے ہوں جن میں اور تم میں (صلح کا) عہد ہو یا اس حال میں کہ اُن کے دل تمہارے ساتھ یا اپنی قوم کیساتھ لڑنے سے رُک گئے ہوں تمہارے پاس آجائیں (تو احتراز ضرور نہیں) اور اگر خدا چاہتا تو اُن کو تم پر غالب کر دیتا تو وہ تم سے ضرور لڑتے۔ پھر اگر وہ تم سے (جنگ کرنے سے) کنارہ کشی کریں اور لڑیں نہیں اور تمہاری طرف صلح (کا پیغام) بھیجیں تو خدا نے تمہارے لیے اُن پر (زبردستی کرنے کی) کوئی سبیل مقرر نہیں کی (۹۰) تم کچھ اور لوگ ایسے بھی پاؤ گے جو یہ چاہتے ہیں کہ تم سے بھی امن میں رہیں اور اپنی قوم سے بھی امن میں رہیں لیکن جب فتنہ انگیزی کو بلائے جائیں تو اُس میں اوندھے منہ گر پڑیں تو ایسے لوگ اگر تم سے (لڑنے سے) کنارہ کشی نہ کریں اور نہ تمہاری طرف (پیغام) صلح بھیجیں اور نہ اپنے ہاتھوں کو

روکیں تو اُن کو پکڑ لو اور جہاں پاؤ قتل کردو۔ اُن لوگوں کے مقابلے میں ہم نے تمہارے لئے سند صحیح مقرر کردی ہے (۹۱)

تفسیر سورۃ النساء آیات (۹۰) تا (۹۱)

(۹۰) اور اگر وہ ایمان اور ہجرت سے اعراض کریں تو ہر حالت میں ان کو پکڑ و اور قتل کرو اور ان کو کسی سطح پر بھی اپنا ساتھی اور مددگار مت بناؤ۔

مگر ان دس منافقین میں سے جو ہلال بن عویمر اسلمی کی قوم کے ساتھ جا ملے ہیں کہ جن سے تمہارا عہد و صلح ہے یا ہلال بن عویمر کی قوم تمہارے پاس ایسی حالت میں آئے کہ ان کا دل عہد کی بنا پر تم سے اور اپنی قوم سے قرابت کی وجہ سے لڑنے پر آمادہ نہ ہو تو انکا معاملہ جدا ہے۔

اور اگر اللّٰہ تعالیٰ چاہتا تو فتح مکہ کے دن ہلال بن عویمر کی قوم کو تم پر مسلط کر دیتا اور وہ اپنی قوم کے ساتھ تم سے لڑتے اور اگر وہ تم سے دور رہیں اور فتح مکہ کے دن اپنی قوم کے ساتھ ہو کر تم سے نہ لڑیں اور تم سے صلح اور سلامتی رکھیں، تو پھر ایسی حالت میں ان کو قتل و قید کرنے کی کوئی اجازت نہیں۔

شان نزول: اِلَّا الَّذِیْنَ یَصِلُوْنَ اِلٰی قَوْمٍ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ اور ابن مردویہؒ نے حسن ؓ سے روایت کیا ہے کہ سراقہ بن مالک مدلجی نے ان سے بیان کیا ہے کہ جب رسول اللّٰہ ﷺ کو بدر و اُحد کے کفار پر غلبہ حاصل ہو گیا اور اطراف کے لوگوں نے اسلام قبول کرلیا، (سراقہ بیان کرتے ہیں) تو مجھے یہ اطلاع ملی کہ رسول اللّٰہ ﷺ میری قوم بنی مدلج کی طرف حضرت خالد بن ولید کو بھیج رہے ہیں اور میں اس حوالے سے بات کرنے کیلئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں آپ کو رب کی قسم دیتا ہوں مجھے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ آپ میری قوم کی طرف خالد ؓ کو روانہ کر رہے ہیں اور میری مرضی یہ ہے کہ ابھی آپ ان کو رہنے دیں کیوں کہ اگر آپ کی قوم اسلام لے آئے گی تو وہ سب اسلام لے آئیں گے اور اسلام میں داخل ہو جائیں گے اور اگر انھوں نے اسلام قبول نہ کیا تو آپ کی قوم کا غلبہ ان کے اوپر سود مند نہ ہوگا، یہ سن کر رسول اکرم ﷺ نے حضرت خالد ؓ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ سراقہ کے ساتھ جاؤ اور جو ان کی مرضی ہو ویسا کرو۔

چنانچہ حضرت خالد ؓ نے ان لوگوں سے اس شرط پر صلح کر لی کہ یہ لوگ رسول اکرم ﷺ کے خلاف کسی کی مدد نہ کریں گے اور اگر قریش نے اسلام قبول کرلیا تو یہ لوگ بھی مشرف با اسلام ہو جائیں گے۔

چنانچہ اسی صلح نامہ کے بارے میں اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی، اِلَّا الَّذِیْنَ یَصِلُوْنَ الخ ۔مگر جو لوگ ایسے ہیں جو کہ ایسے لوگوں سے جا ملتے ہیں الخ چنانچہ جو شخص ان کے پاس چلا جاتا تھا وہ بھی ان کے عہد میں شریک ہو جاتا تھا۔

اور ابن ابی حاتمؒ نے ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت ہلال بن عویمر اسلمیؒ، سراقہ بن مالک

مدلجیؓ اور بنی جذیمہ بن عامر بن عبد مناف کے بارے میں نازل ہوئی ہے نیز مجاہد سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت ہلال بن عویمر اسلمی کے بارے میں نازل ہوئی ہے کیوں کہ ان کے اور مسلمانوں کے درمیان عہد و صلح تھی اور ان کی قوم کے کچھ لوگوں نے اس عہد و صلح کے خلاف کرنا چاہا تھا تو انھوں نے اس بات کو اچھا نہیں سمجھا کہ اپنا عہد و پیمان توڑ کر مسلمانوں کے ساتھ قتال کیا جائے اور پھر جواباً اسی طرح ان کی قوم کے ساتھ بھی قتال ہو۔

(۹۱)　اور قوم ہلال، غطفان اور اسد کے علاوہ ایسے بھی لوگ ہیں کہ وہ تم سے بھی تمہارے حامی بن کر جان و مال کو محفوظ رکھنا چاہتے ہیں اور اپنی قوم سے بھی کفر کا اظہار کرتے ہیں مگر جب ان لوگوں کو شرک اور کسی شرارت کی طرف بلایا جاتا ہے تو فوراً اس میں شریک ہو جاتے ہیں۔

سو اگر یہ لوگ فتح مکہ کے دن تم سے نہ کنارہ کش ہوں اور نہ صلح کو باقی رکھیں اور نہ تمہارے قتال سے اپنے ہاتھوں کو روکیں۔ تو ان کو حل و حرم ہر جگہ قید کرو اور قتل کر دو اور ایسے لوگوں کے قتل کے لیے ہم نے تمہیں واضح حجت دی ہے۔ ☆

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا ۚ وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـًٔا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا ۚ فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۚ وَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖ وَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ ۡ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۹۲﴾ وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاۗؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ﴿۹۳﴾

اور کسی مومن کو شایاں نہیں کہ مومن کو مار ڈالے مگر بھول کر۔ اور جو بھول کر بھی مومن کو مار ڈالے تو (ایک تو) ایک مسلمان غلام آزاد کر دے اور (دوسرے) مقتول کے وارثوں کو خون بہا دے ہاں اگر وہ معاف کر دیں (تو اُن کو اختیار ہے) اگر مقتول تمہارے دشمنوں کی جماعت میں سے ہو اور وہ خود مومن ہو تو صرف ایک مسلمان غلام آزاد کرنا چاہئے اور اگر مقتول ایسے لوگوں میں سے ہو جن میں اور تم میں صلح کا عہد ہو تو وارثانِ مقتول کو خون بہا دینا اور ایک مسلمان غلام آزاد کرنا چاہئے اور جس کو یہ میسر نہ ہو وہ متواتر دو مہینے کے روزے رکھے یہ (کفارہ) خدا کی طرف سے (قبول) توبہ (کے لیے) ہے اور خدا سب کچھ جانتا (اور) بڑی حکمت والا ہے (۹۲) اور جو شخص مسلمان کو قصداً مار ڈالے گا تو اُس کی سزا دوزخ ہے جس میں وہ ہمیشہ (جلتا) رہے گا اور خدا اس پر غضبناک ہوگا اور اُس پر لعنت کرے گا اور ایسے شخص کے لیے اُس نے بڑا (سخت) عذاب تیار کر رکھا ہے (۹۳)

تفسیر سورة النساء آیات (۹۲) تا (۹۳)

(۹۲)　عیاش بن ربیعہ مومن کو حارث بن زید مومن کا قتل کرنا جائز نہیں اور اگر غلطی سے ایسا ہو جائے تو قاتل پر ایک مسلمان غلام یا باندی کا آزاد کرنا واجب ہے اور مقتول کے وارثوں کو پورا خون بہا دینا بھی واجب ہے مگر یہ کہ اولیاء

☆ حدود حرم کے اندر کی جگہ کو بھی حرم کہتے ہیں۔ یہاں بہت سے جائز و حلال امور بھی حرام ہو جاتے ہیں جو باہر حلال ہیں۔ سو مراد ہے کہ یہ فتنہ گر لوگ حدود حرم کے اندر ہوں یا باہر ان کے ساتھ سختی کا معاملہ روا رکھو۔ (مترجم)

مقتول (مقتول کے وارث) معاف کردیں۔

اور اگر مقتول تمہاری دشمن قوم سے ہوتو قاتل پر صرف غلام کا آزاد کرنا واجب اور حارث بن یزید ﷜ کی قوم رسول اللہ ﷺ کی دشمن تھی اور اگر مقتول کی قوم معاہدہ وصلح والی ہوتو مقتول کے وارثوں کو پوری دیت دینا بھی اور ایک مومنہ باندی یا غلام کا آزاد کرنا بھی واجب ہے اور جسے آزاد کرنے کو نہ ملے تو وہ لگا تار دو ماہ کے روزے اسطرح رکھے کہ ایک دن کا روزہ بھی درمیان میں نہ چھوڑے۔ یہ غلطی سے قتل کرنیوالے کی منجانب اللہ توبہ ہے، اللہ قتل کی یہ سزا متعین کرنے میں حکمت والا ہے۔

شانِ نزول: وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ (الخ)

ابن جریرؒ نے عکرمہؓ سے روایت کیا ہے کہ حارث بن یزید بنی عامر بن لوی سے تھے، یہ ابوجہل کے ساتھ عیاش بن ابی ربیعہ کو سخت تکالیف دیا کرتے تھے، پھر حارث بن یزید ہجرت کر کے رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں آگئے مقام حرہ میں ان کو عیاش ملے، انھوں نے یہ سمجھتے ہوئے کہ یہ کافر ہیں قتل کر دیا، اسکے بعد رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر واقعہ بیان کیا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور کسی مومن کی شان نہیں کہ وہ کسی مومن کو بلاتحقیق قتل کرے لیکن غلطی سے۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۹۳) یہ آیت مقیس بن صبابہ کے بارے میں نازل ہوئی، اس نے اپنے بھائی ہشام بن صبابہ کی دیت وصول کرنے کے بعد رسول اکرم ﷺ کے قاصد فہری شخص کو قتل کر دیا تھا اور اس کے بعد دین اسلام سے مرتد ہو کر مکہ مکرمہ چلا گیا، اس پر دیت وصول کرنے کے بعد اپنے بھائی کے قاتل کے علاوہ کسی اور کو قتل کرنے پر اللہ تعالیٰ کا غصہ اور لعنت ہے اور اس دلیری اور شرک پر اللہ کی جانب سے زبردست عذاب ہے۔

شانِ نزول: وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا (الخ)

ابن جریرؒ نے بواسطہ ابن جریج عکرمہؓ سے روایت کیا ہے کہ ایک انصاری شخص نے مقیس بن صبابہ کے بھائی کو قتل کر دیا، نبی اکرم ﷺ نے اس کو دیت دے دی، اس کے بعد اس نے اپنے بھائی کے قاتل (کی بجائے کسی اور) کو قتل کر دیا۔

اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں اس شخص کو حل وحرم میں سے کسی مقام پر بھی امن نہیں دوں گا چنانچہ ☆ فتح مکہ کے دن اس کو قتل کر دیا گیا، ابن جریج ﷜ فرماتے ہیں کہ اسی کے بارے میں آیت کریمہ نازل ہوئی ہے۔

(لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

☆ کیونکہ یہ شخص، قاتل، بدعہد اور فتنہ گر ہے اسے مہلت دینا دیگر انسانوں کو معرض ہلاکت میں ڈالنے کے مترادف ہے اور فتنہ کے متعلق فرمایا وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ. (فتنہ قتل سے بھی بڑھ کر جرم ہے) (مترجم)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا ۚ تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۡ فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ ۭ كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝ لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۭ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَي الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ۭ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰي ۭ وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَي الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ ع

مومنو! جب تم خدا کی راہ میں باہر نکلا کرو تو تحقیق سے کام لیا کرو اور جو شخص تم سے سلام علیک کرے اُس سے یہ نہ کہو کہ تم مومن نہیں ہو۔ اور اس سے تمہاری غرض یہ ہو کہ دنیا کی زندگی کا فائدہ حاصل کرو۔ سو خدا کے پاس بہت سی غنیمتیں ہیں تم بھی تو پہلے ایسے ہی تھے۔ پھر خدا نے تم پر احسان کیا تو (آئندہ) تحقیق کرلیا کرو۔ اور جو عمل تم کرتے ہو خدا کو سب کی خبر ہے (۹۴) جو مسلمان (گھروں میں) بیٹھ رہتے (اور لڑنے سے جی چراتے) ہیں اور کوئی عذر نہیں رکھتے وہ اور جو خُدا کی راہ میں اپنے مال اور جان سے لڑتے ہیں وہ دونوں برابر نہیں ہوسکتے۔ خدا نے مال اور جان سے جہاد کرنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں پر درجے میں فضیلت بخشی ہے۔ اور (گو) نیک وعدہ سب سے ہے لیکن اجر عظیم کے لحاظ سے خدا نے جہاد کرنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں پر کہیں فضیلت بخشی ہے (۹۵) (یعنی) خدا کی طرف سے درجات میں اور بخشش میں۔ اور رحمت میں اور خدا بخشنے والا (اور) مہربان ہے (۹۶)

تفسیر سورۃ النساء آیات (۹۴) تا (۹۶)

(۹۴) یہ آیت اسامہ بن زید ؓ کے بارے میں نازل ہوئی جب کہ انھوں نے لڑائی میں مرداس بن نھیک فراری کو (غلط فہمی کی بنا پر) کافر سمجھ کر مار دیا تھا اور یہ مومن تھے، چنانچہ اللّٰہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جہاد میں کسی کے اسطرح مل جانے پر تحقیق کرلیا کرو تاکہ معلوم ہوجائے کہ کون مومن ہے اور کون کافر اور جو تمہارے سامنے کلمہ طیبہ پڑھ لیا کرے یا جہاد میں مسلمانوں کے طریقہ پر سلام کرلیا کرے تو اسے مال غنیمت کی امید میں کافر سمجھ کر قتل مت کرو۔

اللہ کے ہاں ایسے شخص کے لیے جو کسی مسلمان کے قتل سے کنارہ کش ہو، بہت بڑا ثواب ہے۔

ہجرت سے پہلے تم بھی ایک زمانہ میں اپنی قوم میں مسلمانوں اور رسول اکرم ﷺ سے کلمہ طیبہ پڑھ کر امن حاصل کیا کرتے تھے۔ پھر ہجرت کے ذریعے اللّٰہ تعالیٰ نے تم پر احسان کیا، لہٰذا مسلمانوں کے قتل نہ کرنے پر جمے رہو اور اپنی پچھلی حالت پر غور کرو۔

شان نزول: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ (الخ)

امام بخاریؒ، ترمذیؒ اور حاکم وغیرہ نے ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے بنی سلیم کے ایک آدمی کا گزر صحابہ کرام کی جماعت پر سے ہوا۔ وہ اپنی بکریاں لے کر جا رہا تھا، اس نے صحابہ کرام کو سلام کیا، صحابہ ؓ میں سے چند ایک

نے کہا کہ اس نے اس لیے سلام کیا ہے ☆ تا کہ ہم اس سے کسی قسم کا کوئی تعرض نہ کریں، چنانچہ صحابہ کرام ﷺ نے اس کو پکڑ کر کفر کے شبہہ میں قتل کر دیا اور اس کی بکریاں رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں لے کر آئے، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ ایمان والو جب تم جہاد کے لیے روانہ ہو الخ۔

اور بزّاز نے ابن عباس ﷺ سے دوسرے طریقہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ایک چھوٹا سا لشکر روانہ کیا۔ اس میں مقداد بھی تھے، جب یہ لوگ کافروں کی قوم کے پاس آئے تو وہ سب متفرق ہو گئے اور ایک آدمی باقی رہ گیا جس کے پاس بہت مال تھا وہ صحابہ کرام ﷺ کو دیکھ کر کہنے لگا اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ، اسکی ظاہری حالت زبانِ حال اسلام سے مناسبت نہ رکھتی تھی اسلئے اسے کافر ہی سمجھتے ہوئے مقداد نے قتل کر دیا، رسول اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا کہ قیامت کے دن کلمہ لا الٰـــہ الا اللّٰـــہ کے مقابلے میں کیا جواب دو گے اور اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

اور امام احمد اور طبرانی وغیرہ نے عبداللّٰہ بن ابی الدرداء اسلمی ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ انھیں رسول اللّٰہ ﷺ نے مسلمانوں کی ایک جماعت میں بھیجا جس میں ابوقتادہ اور محکم بن جثامہ بھی تھے، ہمارے پاس سے عامر بن اضبط اشجعی گزرے، انھوں نے ہمیں سلام کیا، محکم نے اس سلام کو ان کا حیلہ سمجھا اور اسے کافر گردانتے ہوئے ان پر حملہ کیا اور ان کو قتل کر دیا۔

جب ہم رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کو واقعہ کی اطلاع دی تو ہمارے بارے میں قرآن کریم کی یہ آیت نازل ہوئی۔

ابن جریر نے ابن عمر ﷺ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے اور ثعلبی نے بواسطہ کلبی، ابوصالح، ابن عباس ﷺ سے روایت کیا ہے، کہ مقتول کا نام مرداس بن لہیک تھا اور یہ اہل فدک سے تھے اور قاتل کا نام اسامتہ بن زید ﷺ تھا اور اس لشکر کے امیر غالب بن فضالتہ تھے کیوں کہ مرداس ﷺ کی قوم جب شکست کھا گئی تو صرف مرداس باقی رہ گئے اور یہ اپنی بکریوں کو ایک پہاڑ پر سے لے جا رہے تھے جب صحابہ کرام ﷺ ان کے پاس پہنچے تو انھوں نے کلمہ طیبہ پڑھا اور کہا السلام علیکم مگر اسامتہ بن زید نے غلط فہمی سے ان کو قتل کر دیا، جب صحابہ کرام ﷺ مدینہ منورہ آئے، تب یہ آیت نازل ہوئی۔

نیز ابن جریرؒ نے سدیؒ اور عبد نے قتادہؒ کے واسطہ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے اور ابن ابی حاتمؒ نے

☆ یعنی کوئی مسلمان تمہارے ہاتھوں غلط فہمی سے بھی نہ مارا جائے۔ تم صرف بر سر مقابلہ یا فتنہ گر کافروں کو ہی قتل کرو۔ جو ظاہراً بھی کسی وجہ سے کلمہ پڑھ لے تو بنا تحقیق و تفتیش اس پر ہاتھ نہ اٹھاؤ (مترجم)

بواسطہ ابن بعیعہ، ابوزبیر، جابر ﷛ سے روایت نقل کی ہے کہ جو اطاعت ظاہر کرے اسے یہ نہ کہہ دیا کرو کہ تو مومن نہیں، مرداس ﷛ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، یہ روایت حسن ہے، ابن مندہ نے جزء بن حدرجان ﷛ سے روایت کیا ہے کہ میرے بھائی قداد ﷛ یمن سے رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں آئے، راستہ میں انھیں رسول اکرم ﷺ کے ایک لشکر کا سامنا ہوا، انھوں نے لشکر سے کہا کہ میں مسلمان ہوں، مگر لشکر نے کچھ ظاہری قرائن کے سبب اس بات کو درست خیال نہ کیا اور ان کو قتل کر دیا۔

مجھے اس چیز کی اطلاع ملی میں رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں فوراً روانہ ہوا، تب اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ نبی اکرم ﷺ نے مجھے میرے بھائی کی دیت دی۔

(۹۵۔۹۶) یہاں سے اللّٰہ تعالیٰ مجاہدین کے ثواب کو بیان کر رہے ہیں یعنی معذورین جن کو تنگی اور ضعف بدن اور ضعف بصر کی شکایت ہو، جیسا کہ حضرت عبداللّٰہ بن ام مکتوم اور حضرت عبداللّٰہ بن بخش اسدی ان کے علاوہ اور حضرات ان لوگوں کے برابر نہیں جو اپنی جان و مال سے جہاد کرتے ہیں۔

اور مجاہدین اور قاعدین (کی وجہ سے جہاد میں نہ جانے والے ہر ایک کو ایمان پر جنت ملے گی، مگر مجاہدین کو، بغیر عذر کے جہاد نہ کرنے والوں پر جنت میں بہت بلند مقام ملے گا اور ان کو ثواب و مغفرت کے عظیم درجات ملیں گے ا ور جو جہاد کے لیے روانہ ہو اور نہ روانہ ہونے پر اللّٰہ تعالیٰ سے استغفار کرے اور اسی حالت ندامت و استغفار میں انتقال کر جائے تو اللّٰہ تعالیٰ معاف فرمانے والے اور رحم کرنے والے ہیں۔

شان نزول: لَا یَسْتَوِی الْقَاعِدُوْنَ (الخ)

بشارت خداوندی! امام بخاری نے براء بن عازب ﷛ سے روایت نقل کی ہے کہ جس وقت لَا یَسْتَوِی الْقَاعِدُوْنَ (الخ) یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا، فلاں کو بلاؤ، چنانچہ وہ آئے اور ان کے ساتھ دوات، تختی اور قلم تھا، آپ نے ارشاد فرمایا کہ آیت لکھو لَا یَسْتَوِی الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ (الخ)۔ رسول اکرم ﷺ کے پیچھے ابن اُمِ مکتوم موجود تھے، انھوں نے عرض کیا یارسول اللّٰہ میں نابینا ہوں تو پھر اللہ کی جانب سے ''غَیْرُ اُوْلِی الضَّرَرِ'' لفظ بھی نازل ہو گیا۔

نیز امام بخاری رحمۃ اللّٰہ علیہ نے زید بن ثابت ﷛ سے اور طبرانی نے زید بن ارقم سے اور ابن حبان نے فلتان بن عاصم سے اسی طرح روایت نقل کی ہے اور امام ترمذی نے ابن عباس ﷛ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے مگر اس میں اتنا اضافہ ہے کہ عبداللّٰہ بن جحش ﷛ اور ابن ام مکتوم نے عرض کیا کہ ہم دونوں نابینا ہیں۔

اور ابن جریر نے بہت سے طریقوں سے اسی طرح مرسل روایتیں نقل کی ہیں۔

یہاں سے اللّٰہ تعالیٰ مجاہدین کے ثواب کو بیان کر رہے ہیں یعنی معذورین جن کو تنگی اور ضعف بدن اور ضعف بصر کی

شکایت ہو، جیسا کہ حضرت عبداللّٰہ بن ام مکتوم اور حضرت عبداللّٰہ بن جحش اسدی ان کے علاوہ اور حضرات ان لوگوں کے برابر نہیں جو اپنی جان و مال سے جہاد کرتے ہیں۔

اور مجاہدین اور قاعدین (کی وجہ سے جہاد میں نہ جانے والے ہر ایک کو ایمان پر جنت ملے گی، مگر مجاہدین کو، بغیر عذر کے جہاد نہ کرنے والوں پر جنت میں بہت بلند مقام ملے گا اور ان کو ثواب و مغفرت کے عظیم درجات ملیں گے اور جو جہاد کے لیے روانہ ہو اور نہ روانہ ہونے پر اللّٰہ تعالیٰ سے استغفار کرے اور اسی حالت ندامت و استغفار میں انتقال کر جائے تو اللّٰہ تعالیٰ معاف فرمانے والے اور رحم کرنے والے ہیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ ۭ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۭ قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا ۭ فَاُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا ﴿۹۷﴾ اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاۗءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَّلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا ﴿۹۸﴾ فَاُولٰٓئِكَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّعْفُوَ عَنْهُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿۹۹﴾ وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً ۭ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَي اللّٰهِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۰۰﴾ ع ۱۴

جو لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں جب فرشتے اُن کی جان قبض کرنے لگتے ہیں تو اُن سے پوچھتے ہیں کہ تم کس حال میں تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم ملک میں عاجز و ناتواں تھے۔ فرشتے کہتے ہیں کیا خدا کا ملک فراخ نہیں تھا کہ تم اُس میں ہجرت کر جاتے۔ ایسے لوگوں کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بُری جگہ ہے (۹۷) ہاں جو مرد اور عورتیں اور بچّے بے بس ہیں کہ نہ تو کوئی چارہ کر سکتے ہیں اور نہ رستہ جانتے ہیں (۹۸) قریب ہے کہ خدا ایسوں کو معاف کر دے اور خدا معاف کرنے والا (اور) بخشنے والا ہے (۹۹) اور جو شخص خدا کی راہ میں گھر بار چھوڑ جائے وہ زمین میں بہت سی جگہ اور کشائش پائے گا۔ اور جو شخص خدا اور اُس کے رسول کی طرف ہجرت کر کے گھر سے نکل جائے پھر اُس کو موت آ پکڑے۔ تو اس کا ثواب کے خدا کے ذمّے ہو چکا۔ اور خدا بخشنے والا مہربان ہے (۱۰۰)

تفسیر سورۃ النساء آیات (۹۷) تا (۱۰۰)

(۹۷) پچاس آدمی مکہ مکرمہ میں اسلام لانے کے بعد مرتد ہو گئے تھے، وہ غزوہ بدر میں کفار کے ساتھ انکے حلیف بن کر آئے اور سب کے سب مارے گئے، ان کے بارے میں اللّٰہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایسے لوگوں کی بدر کے دن جب فرشتے جان قبض کرتے ہیں، تو فرشتے اس قبض کے وقت ان سے کہتے ہیں کہ تم مکہ مکرمہ کیا کرتے تھے وہ جواباً کہتے ہیں کہ ہم مکہ مکرمہ میں کفار کے ہاتھوں ذلیل اور پریشاں تھے فرشتے ان سے کہتے ہیں تو کیا مدینہ منورہ کی سرزمین امن والی نہیں تھی کہ تم اس سرزمین میں ہجرت کر کے چلے جاتے، ان لوگوں کا ٹھکانا دوزخ ہے۔

شانِ نزول: اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَفّٰھُمُ (الخ)

امام بخاری نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ کچھ منافق لوگ مسلمانوں کے روپ میں مشرکین کے ساتھ مل کر رسول اکرم ﷺ کے مقابلے میں مشرکین کی جماعت بڑھاتے تھے۔

چنانچہ (غزوہ بدر میں) جب ان بدترین لوگوں میں سے کوئی تیر مارتا تو وہ بطور مسلمانوں کی تائید الٰہی کے سبب ان ہی کے لگ جاتا، جس کی وجہ سے وہ مر جاتا یا اور کوئی تیر لگ جاتا جس کی بنا پر وہ ختم ہو جاتا تھا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی، بے شک جب ایسے مرتد لوگوں کی جان فرشتے قبض کرتے ہیں الخ اور ابن مردویہ نے اپنی روایت میں ان لوگوں کے نام بھی روایت کیے ہیں کہ یہ لوگ قیس بن ولید بن مغیرہ، ابوقیس بن فاکہہ، ولید بن عتبہ، عمرو بن امیہ، علی بن امیہ تھے اور ان لوگوں کے متعلق یہ روایت کیا ہے کہ جب یہ لوگ غزوہ بدر کی طرف روانہ ہوئے اور مسلمانوں کی کمی کو دیکھا تو ان کے دلوں میں شک پیدا ہو گیا اور کہنے لگے کہ ان لوگوں کو اپنے دین کے بارے میں (نعوذ باللہ) دھوکہ ہو گیا ہے چنانچہ یہ سب بدر کے دن مارے گئے۔

اور ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حارث بن زمعہ اور عاص بن منبہ کا نام روایت کیا ہے اور طبرانی رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ مکہ کے کچھ لوگ اسلام لے آئے تھے، جب رسول اکرم ﷺ نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی تو ان لوگوں کو ہجرت کرنا شاق ہوئی اور یہ لوگ ڈر رہے، ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور ابن منذر اور ابن جریر نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ مکہ والوں میں سے کچھ لوگ اسلام لے آئے تھے مگر وہ اسلام کو آسان سمجھتے تھے، غزوہ بدر میں مشرکین ان کو اپنے ساتھ لے آئے۔ ☆

چنانچہ ان لوگوں میں سے بعض مارے گئے، صحابہ کرام نے دیکھ کر کہا یہ لوگ تو مسلمان تھے اور ان کو ایک گرانی ہوئی، چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان کے لیے دعائے مغفرت کی، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی مکہ مکرمہ میں ایسے لوگوں میں سے جو باقی رہ گئے تھے ان کے پاس یہ آیت لکھ کر روانہ کر دی گئی۔

اور یہ کہ اب ان کا کوئی عذر قابل قبول نہیں، چنانچہ یہ لوگ وہاں سے نکلے، پھر ان کو مشرکین نے پکڑ لیا اور ان کو فتنہ میں ڈال دیا، یہ پھر لوٹ گئے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ فَاِذَآ اُوْذِيَ فِي اللّٰهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللّٰهِ۔

مسلمانوں نے یہ آیت بھی ان کے پاس لکھ کر روانہ کر دی جس سے وہ غمگین ہوئے۔ اس کے بعد

☆ ان میں سے اکثر مومنین مخلصین نہ تھے بلکہ ان کی حالت کچھ اس طرح سے تھی جیسا کہ قرآن میں ہے قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۔ (یہ چند دیہاتی یعنی غیر سنجیدہ لوگ کہتے ہیں ہم ایمان لے آئے اے نبی مکرم آپ ان سے کہہ دیں تم حقیقتاً ایمان نہیں لائے۔ بلکہ تم نے (کسی وجہ سے) محض ظاہراً اسلام قبول کیا ہے اور ایمان کی حقیقت ابھی تمہارے دلوں میں اتری ہی نہیں ورنہ مومنین مخلصین کے "ایمان" لانے کے بعد واپس کفر کی طرف پلٹنے کی مثالیں انتہائی کم ہیں اور الشاذ کلمعدوم کے درجے میں ہیں (اتنی کم کہ گویا ہیں ہی نہیں) (مترجم)

ثُمَّ اِنَّ رَبَّکَ لِلَّذِیْنَ هَاجَرُوْ مِنْ بَعْدِ مَافُتِنُوْ (الخ) یہ آیت نازل ہوئی، یہ بھی مسلمانوں نے ان کے پاس لکھ کر روانہ کردی، چنانچہ وہ مکہ سے نکلے، پھر ان کو پکڑ لیا تو جو بچا اس نے نجات حاصل کی اور جس کو قتل ہونا تھا وہ قتل ہوگیا، ابن جریر نے بہت سے طریقوں سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۹۸۔۹۹) البتہ کمزور بچے، بوڑھے اور عورتیں جو کہ ہجرت کرنے پر قادر نہ ہوں نہ کوئی تدبیر کر سکتے ہوں اور نہ راستہ ہی سے واقف ہوں، امید ہے کہ اللّٰہ تعالیٰ جوان سے غلطی ہوئی اور اس پر انھوں نے توبہ کی تو اپنے کرم سے اس کو معاف فرمادیں۔

(۱۰۰) اطاعت خداوندی میں ہجرت کرنے پر مدینہ منورہ کی زمین میں اظہار دین اور معیشت کے لیے بہت گنجایش ملے گی۔

یہ آیت کریمہ اکثم بن صیفی کے بارے میں نازل ہوئی، جندع بن ضمرہ رضی اللہ عنہ بہت بوڑھے تھے، یہ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کے لیے روانہ ہوئے، راستہ میں مقام تنعیم پر انتقال فرما گئے، ان کو ثواب مہاجرین کے برابر ملا اور ان کے بارے میں اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

جو مکہ مکرمہ سے اطاعت خدواندی میں مدینہ منورہ رسول اللّٰہ کی طرف ہجرت کرتا ہے اور راستے میں موت آجاتی ہے، انھیں ہجرت کا ثواب ہوگیا، ان سے زمانہ شرک میں جو گناہ سرزد ہوئے اور زمانہ اسلام میں جن امور کی تکمیل نہیں ہوئی، اللّٰہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔

شان نزول: وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْ ۢ بَيْتِهٖ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ اور ابویعلیٰؒ نے عمدہ سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ اپنے گھر سے ہجرت کے ارادہ سے روانہ ہوئے اور اپنے گھر والوں سے کہا کہ مجھے سوار کرادو اور مشرکین کی زمین سے رسول اکرم ﷺ کی طرف روانہ کردو مگر رسول اکرم ﷺ کے پاس پہنچنے سے پیشتر ہی راستہ میں انتقال فرما گئے ان کی شان میں بذریعہ وحی آپ پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ جو اپنے گھر سے اس نیت سے نکل کھڑا ہو کہ اللّٰہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کروں گا الخ۔

نیز ابن ابی حاتمؒ نے بواسطہ سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ ابن ضمرۃ زرقی سے روایت کیا ہے کہ وہ مکہ مکرمہ میں تھے جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی لیکن جو مرد اور عورتیں اور بچے قادر نہ ہوں کہ نہ کوئی تدبیر کر سکتے ہوں اور نہ راستہ سے واقف ہوں الخ تو ابن ضمرۃ فرماتے ہیں کہ مالدار بھی تھا اور صاحب تدبیر بھی، چنانچہ ابن ضمرۃ نے رسول اکرم ﷺ کی طرف ہجرت کی تیاری کی مگر مقام تنعیم میں انتقال کرگیا ان کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اور ابن جریرؒ نے یہ روایت اسی طرح سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ عکرمہؒ، قتادہؒ اور سدی سے روایت کی ہے۔

بعض روایتوں میں ان کا نام ضمرۃ بن العیص یا عیص ابن ضمرہ اور بعض میں جندب بن ضمرہ الجدعی اور بعض میں ضمری اور بعض میں بنی ضمرہ کے ایک شخص اور بعض میں بنی خزاعہ کے ایک شخص اور بعض میں بنی لیث کے ایک شخص اور بعض روایتوں میں بنی بکر کے ایک شخص نے بیان کیا ہے۔

اور ابن سعد نے طبقات میں یزید بن عبداللہ بن قسط رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جندع بن ضمرہ ضمری مکہ مکرمہ میں تھے، اچانک بیمار ہوئے تو اپنی اولاد سے فرمایا کہ مجھے مکہ مکرمہ سے نکال دو، مجھے اس چیز کے غم نے ہلاک کردیا ہے، اولاد نے پوچھا کہ کس مقام پر جانا چاہتے ہیں۔ حضرت جندع بن ضمرہ نے اپنے ہاتھ سے ہجرت کے ارادہ سے مدینہ منورہ کی جانب اشارہ کیا، چنانچہ ان کی اولاد ان کو لے کر روانہ ہوئی، جب بنی غفار کے پڑاؤ کے پاس پہنچے تو انتقال فرما گئے، اللہ تعالیٰ نے ان کی فضیلت میں یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی۔

نیز ابن ابی حاتمؒ، ابن مندہؒ اور دیگر نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بیان میں ہشام بن مروہ بواسطہ والد روایت نقل کی ہے۔

کہ زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ خالد بن حرام نے سرزمین حبشہ کی طرف ہجرت کی، ان کو راستے میں اچانک ایک سانپ نے ڈس لیا، جس کی وجہ سے وہ انتقال فرما گئے ان کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ ۖ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ اِنَّ الْكٰفِرِيْنَ كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ﴿١٠١﴾ وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَاۗىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلْيَاْخُذُوْٓا اَسْلِحَتَھُمْ ۣ فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَاۗىِٕكُمْ ۠ وَلْتَاْتِ طَاۗىِٕفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ وَلْيَاْخُذُوْا حِذْرَھُمْ وَاَسْلِحَتَھُمْ ۚ وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَاَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً ۭ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَنْ تَضَعُوْٓا اَسْلِحَتَكُمْ ۚ وَخُذُوْا حِذْرَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿١٠٢﴾ فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰي جُنُوْبِكُمْ ۚ فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۚ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَي الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ﴿١٠٣﴾ وَلَا تَهِنُوْا فِي ابْتِغَاۗءِ الْقَوْمِ ۭ اِنْ تَكُوْنُوْا تَاْلَمُوْنَ فَاِنَّھُمْ يَاْلَمُوْنَ كَمَا تَاْلَمُوْنَ ۚ وَتَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَرْجُوْنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿١٠٤﴾ ع

اور جب تم سفر کو جاؤ تو تم پر کچھ گناہ نہیں کہ نماز کو کم کر کے پڑھو۔ بشرطیکہ تم کو خوف ہو کہ کافر لوگ تم کو ایذا دیں گے۔ بے شک کافر تمہارے کھلے دشمن ہیں (۱۰۱) اور (اے پیغمبر) جب تم اُن (مجاہدین کے لشکر) میں ہو اور اُن کو نماز پڑھانے لگو تو چاہئے کہ اُن کی ایک جماعت تمہارے ساتھ مسلح ہو کر کھڑی رہے جب وہ سجدہ کر چکیں تو پرے ہو جائیں پھر دوسری جماعت جس نے نماز نہیں پڑھی (اُن کی جگہ) آئے اور ہوشیار اور مسلح ہو کر تمہارے ساتھ نماز ادا کرے۔ کافر اس گھات میں ہیں کہ تم ذرا اپنے ہتھیاروں اور سامان سے غافل ہو جاؤ تو تم پر یکبارگی حملہ کر دیں۔ اگر تم بارش کے سبب تکلیف میں ہو یا بیمار ہو تو تم پر کچھ گناہ نہیں کہ ہتھیار اُتار رکھو مگر ہوشیار ضرور رہنا خدا نے کافروں کے لئے ذلّت کا عذاب تیار کر رکھا ہے (۱۰۲) پھر جب تم نماز تمام کر چکو تو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے (ہر حالت میں) خدا کو یاد کرو۔ پھر جب خوف جاتا رہے تو (اس طرح سے) نماز پڑھو (جس طرح امن کی حالت میں پڑھتے ہو) بے شک نماز کا مومنوں پر اوقات (مقررہ) میں ادا کرنا فرض ہے (۱۰۳) اور کفار کے پیچھا کرنے میں سُستی نہ کرنا۔ اگر تم بے آرام ہوتے ہو تو جس طرح تم بے آرام ہوتے ہو اسی طرح وہ بھی بے آرام ہوتے ہیں اور تم خدا سے ایسی ایسی اُمیدیں رکھتے ہو جو وہ نہیں رکھ سکتے اور خدا سب کچھ جانتا (اور) بڑی حکمت والا ہے (۱۰۴)

تفسیر سورة النساء آیات (۱۰۱) تا (۱۰۴)

(۱۰۱) سفر کی حالت میں رباعی (چار رکعتوں والی) نماز میں قصر کر دینے میں کوئی گناہ نہ سمجھو اور اگر تمہیں یہ خوف ہو کہ نماز کی حالت میں کفار تمہیں قتل کر دیں گے کیوں کہ وہ کھلے دشمن ہیں تو اس طرح نماز خوف ادا کرو جسطرح کہ اللہ نے بتلائی ہے۔

شان نزول: وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَلَیْسَ عَلَیْکُمْ (الخ)

ابن جریرؒ نے حضرت علی ؓ سے روایت کیا ہے کہ بنی نجار نے رسول اکرم ﷺ سے دریافت کیا یارسول اللہ ﷺ ہم سفر میں کس طرح نماز پڑھیں، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا یعنی جب تم سفر کرو سو تمہیں اس میں کوئی گناہ نہیں ہوگا کہ تم نماز کو کم کردو۔

اس کے بعد وحی بند ہوگئی پھر جب ایک سال کے بعد رسول اکرم ﷺ نے جہاد کیا اور ظہر کی نماز پڑھی تو مشرکین نے کہا کہ اس وقت محمد ﷺ اور ان کے ساتھیوں پر پیچھے کی جانب سے حملہ کرنے کا یہ مناسب موقع ہے تو پھر کیوں نہ زبردست قسم کا حملہ کر دیں تو ان میں سے کسی نے کہا ان لوگوں کے مجاہدین کی اتنی جماعت ان کی حفاظت میں بھی کھڑی ہے۔

اس پر دونوں نمازوں کے درمیان اللہ تعالیٰ نے اِنْ خِفْتُمْ سے لے کر عَذَابًا مُّهِيْنًا تک یہ آیات نازل فرمائیں، چنانچہ اس وقت نماز خوف کا حکم نازل ہوگیا۔

(۱۰۲) لہٰذا جب آپ تشریف فرما ہوں تو پھر آپ ہی ان کی امامت فرمائیں اور نماز شروع کرنے کے لیے تکبیر فرمائیں اور یہ آپ کے ساتھ تکبیر کہیں گے، لہٰذا اس وقت ایک جماعت تو آپ کے ساتھ ایک رکعت پڑھ لے اور دوسرا گروہ دشمن کی نگرانی کے لیے کھڑا ہو جائے اور اب یہ جماعت نگرانی کے لیے چلی جائے اور جو جماعت دشمن کے مقابلہ پر کھڑی ہے جس نے آپ کے ساتھ پہلی رکعت نہیں پڑھی، وہ اب آکر دوسری رکعت پڑھ لے اور دشمن سے بچاؤ کے لیے اپنے ہتھیار بھی رکھیں۔

بنی انمار تو یہ چاہتے ہیں کہ ذرا تم اپنے ہتھیار وغیرہ سے غافل ہو تو تم پر نماز کی حالت میں ایک دم حملہ کر دیں اور اگر تم بارش کی شدت اور زخموں وغیرہ کی حالت میں ہتھیار اتار کر رکھنا چاہا تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں، باقی اپنے دشمن سے اپنی اچھی طرح حفاظت کرو اور بنی انمار جیسے مخالفین اسلام کے لیے سخت ترین عذاب ہے۔

شان نزول: وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ (الخ)

اور امام احمد اور حاکم نے صحت کے ساتھ اور بیہقی نے دلائل میں ابن عیاش زرقی سے روایت کیا ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عسفان میں تھے۔ سامنے سے مشرک آئے جن کے خالد بن ولید امیر تھے اور جو مشرک ہمارے اور قبلہ کے درمیان تھے، رسول اکرم ﷺ نے ہمیں ظہر کی نماز ادا پڑھائی تو مشرک کہنے لگے کہ اس وقت یہ ایسی

حالت پر ہیں کہ ہم ان پر حملہ کر کے ان سب کو ختم کر سکتے ہیں، پھر وہ خود بولے کہ اب ان کی ایسی نماز کا وقت آئے گا جو انھیں اپنی جانوں اور اپنی اولاد سے بھی زیادہ عزیز ہے، چنانچہ جبریل علیہ السلام ظہر اور عصر کے درمیان یہ آیتیں لے کر نازل ہو گئے اور امام ترمذی نے بھی اسی طرح ابوہریرہ ﷜ سے اور ابن جریرؒ نے بھی اسی طرح جابر بن عبداللہ اور ابن عباس ﷜ سے روایت نقل کی ہے اور امام بخاری نے ابن عباس ﷜ سے روایت کیا ہے کہ آیت کریمہ اِنۡ كَانَ بِكُمۡ اَذًى (الخ) عبدالرحمٰن بن عوف کے بارے میں نازل ہوئی ہے جب یہ زخمی تھے۔

(۱۰۳) اہل ایمان تم جب نماز خوف سے فارغ ہو جاؤ تو اللہ تعالیٰ کی یاد میں اگر تندرست ہو تو کھڑے ہو کر، بیمار ہو تو بیٹھ کر اور زخمی ہو تو جس کی حالت نازک ہو وہ لیٹ کر نماز کی ادائیگی میں لگ جائے اس کے بعد سفر ختم کر کے اپنی منزل پر پہنچ جاؤ تو حسب سابق پوری نماز پڑھو، یقیناً نماز فرض ہے، مسافر پر دو رکعتیں اور مقیم پر چار۔

(۱۰۴) غزوہ احد کے بعد ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کے تعاقب کا رسول اکرم ﷺ نے جو حکم دیا تھا اللہ تعالیٰ اس کی ترغیب فرما رہا ہے۔ کہ ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کے تعاقب میں ہمت مت ہارو اگر تم الم رسیدہ اور غمگین ہو تو وہ بھی الم رسیدہ ہیں اور تمہیں اللہ کی طرف سے ثواب کی امید ہے اور ان کو تو عذاب الٰہی کا ڈر ہے، اللہ تعالیٰ تمہارے زخموں سے واقف ہے اس نے تمہیں حکمت کے تحت دشمنوں کے تعاقب کا حکم دیا ہے۔ یہاں سے اللہ تعالیٰ طعمہ بن ابیرق زرہ کے چرانے والے اور زید بن سمین یہودی کا جس نے اس چیز کو شہرت دی کا تذکرہ فرماتا ہے۔

اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنَاۤ اِلَیۡكَ الۡكِتٰبَ بِالۡحَقِّ لِتَحۡكُمَ بَیۡنَ النَّاسِ بِمَاۤ اَرٰىكَ اللّٰهُ ؕ وَلَا تَكُنۡ لِّلۡخَآئِنِیۡنَ خَصِیۡمًا ۙ﴿۱۰۵﴾ وَّاسۡتَغۡفِرِ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوۡرًا رَّحِیۡمًا ۚ﴿۱۰۶﴾ وَلَا تُجَادِلۡ عَنِ الَّذِیۡنَ یَخۡتَانُوۡنَ اَنۡفُسَهُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ مَنۡ كَانَ خَوَّانًا اَثِیۡمًا ۚ﴿۱۰۷﴾ یَّسۡتَخۡفُوۡنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا یَسۡتَخۡفُوۡنَ مِنَ اللّٰهِ وَهُوَ مَعَهُمۡ اِذۡ یُبَیِّتُوۡنَ مَا لَا یَرۡضٰى مِنَ الۡقَوۡلِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا یَعۡمَلُوۡنَ مُحِیۡطًا ﴿۱۰۸﴾ هٰۤاَنۡتُمۡ هٰۤؤُلَآءِ جٰدَلۡتُمۡ عَنۡهُمۡ فِی الۡحَیٰوةِ الدُّنۡیَا ۟ فَمَنۡ یُّجَادِلُ اللّٰهَ عَنۡهُمۡ یَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ اَمۡ مَّنۡ یَّكُوۡنُ عَلَیۡهِمۡ وَكِیۡلًا ﴿۱۰۹﴾ وَمَنۡ یَّعۡمَلۡ سُوۡٓءًا اَوۡ یَظۡلِمۡ نَفۡسَهٗ ثُمَّ یَسۡتَغۡفِرِ اللّٰهَ یَجِدِ اللّٰهَ غَفُوۡرًا رَّحِیۡمًا ﴿۱۱۰﴾ وَمَنۡ یَّكۡسِبۡ اِثۡمًا فَاِنَّمَا یَكۡسِبُهٗ عَلٰى نَفۡسِهٖ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِیۡمًا حَكِیۡمًا ﴿۱۱۱﴾

(اے پیغمبر) ہم نے تم پر سچی کتاب نازل کی ہے تاکہ خدا کی ہدایات کے مطابق لوگوں کے مقدمات فیصل کرو اور (دیکھو) دغا بازوں کی حمایت میں کبھی بحث نہ کرنا (۱۰۵) اور خدا سے بخشش مانگنا۔ بے شک خدا بخشنے والا مہربان ہے (۱۰۶) اور جو لوگ اپنے ہم جنسوں کی خیانت کرتے ہیں اُن کی طرف سے بحث نہ کرنا کیونکہ خدا خائن اور مرتکب جرائم کو دوست نہیں رکھتا (۱۰۷) یہ لوگوں سے تو چھپتے ہیں اور خدا سے نہیں چھپتے حالانکہ جب وہ راتوں کو ایسی باتوں کے مشورے کیا کرتے ہیں جن کو وہ پسند نہیں کرتا تو اُن کے ساتھ ہوا کرتا ہے اور خدا اُن کے (تمام) کاموں پر احاطہ کیے ہوئے ہے (۱۰۸) بھلا تم لوگ دنیا کی زندگی میں تو اُن کی طرف سے بحث کر لیتے ہو۔ قیامت کو اُن کی طرف سے خدا کے ساتھ کون جھگڑے گا اور کون اُن کا وکیل بنے گا (۱۰۹) اور جو شخص کوئی بُرا کام کر بیٹھے یا اپنے حق میں ظلم کر لے پھر خدا سے بخشش مانگے تو خدا کو بخشنے والا مہربان پائے گا (۱۱۰) اور جو کوئی گناہ کرتا ہے تو اُس کا وبال اُسی پر ہے اور خدا جاننے والا (اور) حکمت والا ہے (۱۱۱)

تفسیر سورة النساء آیات (۱۰۵) تا (۱۱۱)

(۱۰۵) اللہ تعالیٰ نے بذریعہ جبریل امینؑ حق اور باطل کو واضح کردینے کے لیے قرآن کریم نازل کیا ہے تاکہ آپ ﷺ طعمہ اور زید بن سمین کے درمیان اس چیز کے مطابق جو اللّٰہ تعالیٰ نے آپ کو قرآن کریم میں بتلایا ہے فیصلہ کردیں اور آپ طعمہ کی طرفداری نہ کیجیے۔

شان نزول: اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ (الخ)

امام ترمذیؒ اور حاکم وغیرہ نے قتادہ بن نعمان سے روایت نقل کی ہے، فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں میں سے ایک گھرانے کو بنوابیرق کہا جاتا تھا، یعنی بشر، بشیر، مبشر، مگر بشیر منافق آدمی تھا، رسول اکرم ﷺ کی ہجو میں خود اشعار کہتا اور پھر اہل عرب میں سے کسی اور کی طرف منسوب کردیتا تھا اور پھر کہتا کہ فلاں نے ایسا کہا ہے۔

صحابہ کرام ؓ جب اس کے شعر کو سنتے تو فرماتے اللّٰہ کی قسم اس خبیث کے سوا یہ شعر کسی اور کا نہیں ہوسکتا او ریہ گھرانہ زمانہ جاہلیت اور اسلام میں غربت اور فاقہ مستی والا تھا اور لوگوں کی اس تنگی کے زمانہ میں خوراک جو اور کھجوریں تھیں، چنانچہ میرے چچا رفاعہ بن زید نے ایک آٹے کی بوری خریدی اور اس کو ایک کمرہ میں رکھ دیا، جہاں ہتھیار، زرہ اور تلوار وغیرہ بھی رکھی ہوئی تھی تو کسی نے نیچے کی جانب سے اس کمرہ میں نقب لگائی، اور وہ کھانا اور ہتھیار چرا کر لے گیا۔ جب صبح ہوئی تو میرے چچا رفاعہ پریشانی کے عالم میں میرے پاس آئے اور بولے بھتیجے اس رات تو ہم پر کسی نے بہت ظلم کیا ہے کوئی ہمارے کمرے میں نقب لگا کر ہمارا کھانا اور ہتھیار لے گیا ہے، ہم نے گھر والوں سے اس کی تحقیق اور تلاش شروع کی، ہم سے کہا گیا کہ ہم نے بنوالبیرق کو اس رات آگ روشن کرتے ہوئے دیکھا ہے اور ہم نے اس کے علاوہ اور کچھ نہیں دیکھا یعنی کہ وہ چور ہے اور اب ہم نے اس کو تمہارے کھانے پر دیکھا ہے۔

ہم گھر میں اس چیز کی تحقیق کرہی رہے تھے کہ اتنے میں بنوالبیرق کہنے لگے کہ واللّٰہ ہم لبید بن سہل کے اوپر چور ہونے کا گمان رکھتے ہیں اور لبید بن سہلؓ ہم لوگوں سے بہت نیک مسلمان شخص تھے، لبید ؓ نے جب یہ بات سنی تو انھوں نے اپنی تلوار سونت لی اور فرمایا اگر میں چوری کروں گا تو اللّٰہ کی قسم میں اس تلوار سے اپنی گردن اڑادوں گا، ورنہ اس چوری کے مسئلے کو میرے سامنے واضح بیان کردیں تو وہ لوگ کہنے لگے آپ کو ہم نہیں کہہ رہے آپ ایسے شخص نہیں، چنانچہ ہم نے گھر میں اس چیز کی تحقیق کی، ہمیں اس قسم کا کوئی شک باقی نہیں رہا کہ وہ ایسے لوگ ہیں، میرے چچا نے مجھ سے کہا، بھتیجے اگر تم رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر اس چیز کا تذکرہ کردو تو اچھا ہو، چنانچہ میں حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا کہ ہمارے پڑوسی ظالم ہیں، انھوں نے میرے چچا کے کمرہ میں نقب لگائی اور ہتھیار اور کھانا لے

گئے، بہتر ہے کہ وہ ہمارے ہتھیار واپس کر دیں، کھانے کی تو کوئی بات نہیں، رسول اکرم ﷺ نے فرمایا، اچھا میں اس کی تحقیق کرتا ہوں، بنو ابیرق نے جب یہ سنا تو ان میں سے ایک شخص اسیر بن عروہ نامی حضور ﷺ کی خدمت میں آیا اور آپ سے اس چیز کے بارے میں گفتگو کی، اس بارے میں گھر والوں میں سے بہت سے لوگ جمع ہو گئے اور بولے یارسول اللہ قتادہ اور اس کے چچا نے ہمارے گھر والوں کو جو کہ مسلمان اور نیک آدمی ہیں، بغیر گواہ اور ثبوت کے چوری کا الزام لگانے کا ارادہ کیا ہے؟

قتادہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا مسلمان اور نیک گھرانے پر بغیر گواہ اور ثبوت کے تم نے چوری کی تہمت لگانے کا ارادہ کیا ہے؟

یہ سن کر میں واپس آیا اور اپنے چچا کو آ کر اس چیز سے مطلع کیا، چچا نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ہی مددگار ہے ہمیں اس پر تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ اتنے میں قرآن کریم کی انا انزلنا سے اخیر تک یہ آیات نازل ہو گئیں یعنی آپ بنو ابیرق کے حمایتی نہ بنیے اور قتادہ سے جو کچھ آپ نے فرمایا اس پر استغفار کیجیے۔

(۱۰۶) اور آپ نے یہودی کو سزا دینے کا جو ارادہ کیا ہے اس سے استغفار کیجیے جو آپ کے دل میں خیال آیا، اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمانے والا ہے۔

(۱۰۷۔۱۰۸۔۱۰۹) اللہ تعالیٰ ایسے فاجر، کذاب اور بے قصور لوگوں پر بہتان لگانے والوں کو نہیں چاہتے جن کی حالت یہ ہے کہ چوری کی بنا پر لوگوں سے تو شرماتے ہیں، مگر اللہ تعالیٰ سے نہیں شرماتے، حالاں کہ اللہ تعالیٰ ان کی تمام باتوں سے باخبر ہے، جس وقت پر یہ لوگ ایسی باتیں کہہ رہے تھے کہ جن کو نہ اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے اور نہ یہ خود پسند کرتے ہیں اور جو یہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کا جاننے والا ہے، قوم طعمہ یعنی بنی ظفر دنیاوی زندگی میں تو تم نے طعمہ کی طرف سے جھگڑا کر لیا لیکن اللہ تعالیٰ کو طعمہ کی جانب سے کون جواب دے گا یا طعمہ پر عذاب خداوندی کا کون ذمہ دار ہوگا۔

(۱۱۰) اور جو چوری کرے اور جھوٹی قسم کھا کر بہتان باندھ کر اپنے آپ کو نقصان پہنچائے، پھر گناہوں سے اللہ تعالیٰ سے توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول فرمائے گا۔

(۱۱۱) اور جو شخص چوری کر کے پھر اس پر جھوٹی قسم کھاتا ہے تو اس کی سزا وہ خود بھگتتا ہے اور اللہ تعالیٰ زرہ کے چوری کرنے والے کو اچھی طرح جاننے والا ہے اور وہ حکیم ہے کہ اس چور پر ہاتھ کاٹے جانے کا فیصلہ کیا ہے۔



وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْٓــَٔةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْٓـــًٔا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۱۱۲﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ طَّآىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ ؕ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ ؕ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ﴿۱۱۳﴾ لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ ؕ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۱۴﴾

اور جو شخص کوئی قصور یا گناہ تو خود کرے لیکن اُس سے کسی بے گناہ کو متہم کرے تو اُس نے بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اپنے سر پر رکھا (۱۱۲) اور اگر تم پر خدا کا فضل اور مہربانی نہ ہوتی تو اُن میں سے ایک جماعت تم کو بہکانے کا قصد کر ہی چکی ہوتی۔ اور یہ اپنے سوا (کسی کو) بہکا نہیں سکتے اور نہ تمہارا کچھ بگاڑ سکتے ہیں۔ اور خدا نے تم پر کتاب اور دانائی نازل فرمائی ہے اور تمہیں وہ باتیں سکھائی ہیں جو تم جانتے نہیں تھے اور تم پر خدا کا بڑا فضل ہے (۱۱۳) ان لوگوں کی بہت سی مشورتیں اچھی نہیں۔ ہاں (اُس شخص کی مشورت اچھی ہو سکتی ہے) جو خیرات یا نیک بات یا لوگوں میں صلح کرنے کو کہے۔ اور جو ایسے کام خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے کرے گا تو ہم اُس کو بڑا ثواب دیں گے (۱۱۴)

تفسیر سورة النساء آيات (۱۱۲) تا (۱۱٤)

(۱۱۲) اور جو شخص چوری کرے یا اس پر جھوٹی قسم کھائے اور لبید بن سہل ایسے نیک اور بے گناہ پر ایسا الزام لگائے تو اس نے خود اپنے اوپر ایک بہتان عظیم اور اس گناہ کی سزا لا دلی ہے

(۱۱۳) اور اگر آپ ﷺ پر نبوت اور جبریل امین ؑ کو آپ کے پاس بھیج کر اللّٰہ کی طرف سے فضل اور رحمت نہ ہوتی تو طعمہ کی قوم نے تو آپ کو صحیح حکم سے غلطی میں ڈالنے کا ارادہ کر لیا تھا۔

لیکن اس کا نقصان اسی پر ہے جو جھوٹی گواہی دے اور ہم نے آپ ﷺ پر بذریعہ جبریل امین ؑ قرآن کریم نازل کیا، جس میں حلال وحرام اور تمام فیصلوں کو بیان کر دیا ہے اور آپ کو بذریعہ قرآن حکیم ان احکام وحدود سے آگاہ کیا جن سے آپ نزول قرآن سے پہلے آگاہ نہ تھے اور نبوت کی وجہ سے آپ پر بڑا فضل ربی ہے۔

(۱۱۴) قوم طعمہ کی سرگوشیوں میں کوئی خیر اور برکت نہیں، البتہ جو مساکین کو صدقہ وخیرات دینے یا کسی شخص کو قرض دینے یا طعمہ اور زید بن سمین کے درمیان باہم اصلاح کرنے کی ترغیب کرے تو ایسی صلاح پر مبنی سرگوشیوں کی بھی گنجائش ہے سو جو شخص محض اللّٰہ تعالٰی کی خوشنودی کے لیے یہ باتیں کرے تو ہم اس کو جنت میں پورا ثواب دیں گے۔



وَمَنۡ يُّشَاقِقِ الرَّسُوۡلَ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الۡهُدٰى وَيَتَّبِعۡ غَيۡرَ سَبِيۡلِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصۡلِهٖ جَهَنَّمَ‌ؕ وَسَآءَتۡ مَصِيۡرًا ۝ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغۡفِرُ اَنۡ يُّشۡرَكَ بِهٖ وَيَغۡفِرُ مَا دُوۡنَ ذٰ لِكَ لِمَنۡ يَّشَآءُ‌ؕ وَمَنۡ يُّشۡرِكۡ بِاللّٰهِ فَقَدۡ ضَلَّ ضَلٰلًاۢ بَعِيۡدًا ۝ اِنۡ يَّدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِهٖۤ اِلَّاۤ اِنٰـثًا‌ ۚ وَاِنۡ يَّدۡعُوۡنَ اِلَّا شَيۡـطٰنًا مَّرِيۡدًا ۝ لَّعَنَهُ اللّٰهُ‌ ۘ وَقَالَ لَاَ تَّخِذَنَّ مِنۡ عِبَادِكَ نَصِيۡبًا مَّفۡرُوۡضًا ۝ وَّلَاُضِلَّـنَّهُمۡ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمۡ وَلَاٰمُرَنَّهُمۡ فَلَيُبَـتِّكُنَّ اٰذَانَ الۡاَنۡعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمۡ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلۡقَ اللّٰهِ‌ ؕ وَمَنۡ يَّتَّخِذِ الشَّيۡـطٰنَ وَلِيًّا مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ فَقَدۡ خَسِرَ خُسۡرَانًا مُّبِيۡنًا ۝ يَعِدُهُمۡ وَيُمَنِّيۡهِمۡ‌ ؕ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيۡـطٰنُ اِلَّا غُرُوۡرًا ۝ اُولٰۤـئِكَ مَاۡوٰٮهُمۡ جَهَـنَّمُ وَلَا يَجِدُوۡنَ عَنۡهَا مَحِيۡصًا ۝ وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدۡخِلُهُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَاۤ اَبَدًا‌ ؕ وَعۡدَ اللّٰهِ حَقًّا‌ ؕ وَمَنۡ اَصۡدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيۡلًا ۝ لَيۡسَ بِاَمَانِيِّكُمۡ وَلَاۤ اَمَانِىِّ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ‌ ؕ مَنۡ يَّعۡمَلۡ سُوۡۤءًا يُّجۡزَ بِهٖ ۙ وَلَا يَجِدۡ لَهٗ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيۡرًا ۝

اور جو شخص سیدھا رستہ معلوم ہونے کے بعد پیغمبر کی مخالفت کرے اور مومنوں کے رستے کے سوا اور رستے پر چلے تو جدھر وہ چلتا ہے ہم اُسے اُدھر ہی چلنے دیں گے اور (قیامت کے دن) جہنم میں داخل کریں گے۔ اور وہ بُری جگہ ہے (۱۱۵) خدا اس گناہ کو نہیں بخشے گا کہ کسی کو اُس کا شریک بنایا جائے اور اس کے سوا (اور گناہ) جس کو چاہے گا بخش دے گا۔ اور جس نے خدا کے ساتھ شریک بنایا وہ رستے سے دور جا پڑا (۱۱۶) یہ جو خدا کے سوا پرستش کرتے ہیں تو عورتوں ہی کی۔ اور پُکارتے ہیں تو شیطان سرکش ہی کو (۱۱۷) جس پر خدا نے لعنت کی ہے (وہ خدا سے) کہنے لگا میں تیرے بندوں سے (غیر خدا کی نذر دلوا کر مال کا) ایک مقرر حصّہ لے لیا کروں گا (۱۱۸) اور اُن کو گمراہ کرتا اور اُمیدیں دلاتا رہوں گا اور یہ سکھاتا رہوں گا کہ جانوروں کے کان چیرتے رہیں اور (یہ بھی) کہتا رہوں گا کہ وہ خدا کی بنی ہوئی صُورتوں کو بدلتے رہیں۔ اور جس شخص نے خدا کو چھوڑ کر شیطان کو دوست بنایا وہ صریح نقصان میں پڑ گیا (۱۱۹) وہ ان کو وعدے دیتا ہے اور اُمیدیں دلاتا ہے اور جو کچھ شیطان اُنہیں وعدے دیتا ہے وہ دھوکا ہی دھوکا ہے (۱۲۰) ایسے لوگوں کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ وہاں سے مخلصی نہیں پاسکیں گے (۱۲۱) اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے اُن کو ہم بہشتوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ ابدالآباد اُن میں رہیں گے۔ یہ خدا کا سچا وعدہ ہے اور خدا سے زیادہ بات کا سچا کون ہوسکتا ہے (۱۲۲) (نجات) نہ تو تمہاری آرزوؤں پر ہے اور نہ اہلِ کتاب کی آرزوؤں پر۔ جو شخص بُرے عمل کرے گا اُسے اُسی (طرح) کا بدلہ دیا جائے گا اور وہ خدا کے سوا نہ کسی کو حمایتی پائے گا اور نہ مددگار (۱۲۳)

تفسیر سورة النساء آیات (۱۱۵) تا (۱۲۳)

(۱۱۵) اور جو شخص توحید اور امرِ حق کے ظاہر ہونے کے بعد رسول اکرم ﷺ کی ان باتوں میں مخالفت کرے یعنی طعمہ اور مسلمانوں کے دین پر مشرکین مکہ کے دین کو ترجیح دے اور اس راستہ کو اختیار کرے، سو دنیا میں جو طریقہ اس نے اختیار کیا ہے یعنی کفر، اسی پر ہم اسے چھوڑ دیتے ہیں اور آخرت میں دوزخ میں داخل کریں گے۔

شانِ نزول: وَمَنۡ يُّشَاقِقِ الرَّسُوۡلَ (الخ)

جب قرآن کریم کا یہ حکم نازل ہوا تو رسول اکرم ﷺ ہتھیار لے کر آئے اور رفاعہ رضی اللہ عنہ کو دے دیے اور بشیر منافق مشرکوں کے ساتھ جا کر مل گیا اور سلافہ بنت سعد کے پاس جا کر اترا، اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیات

نازل فرمائیں۔امام حاکمؒ فرماتے ہیں امام مسلم کی شرط کے مطابق یہ حدیث صحیح ہے۔

اور ابن سعدؒ نے طبقات میں اپنی سند کے ساتھ محمود بن لبید سے روایت نقل کی ہے کہ بشیر بن حارث نے قتادہ بن نعمان ﷜ کے چچا علیہ رفاعۃ بن زید پر زیادتی کی اور ان کے گھر میں نقب لگا کر ان کا کھانا اور دو زرہیں چرالیں، قتادہ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو واقعہ بتایا، آپ نے بشیر کو بلایا اور اس سے اس کی تحقیق کی، اس نے اسی گھرانے میں سے لبید بن سہل کو جو حسب ونسب والے تھے متہم کیا، چنانچہ آیات قرآنیہ بشیر کی تکذیب اور لبید ﷜ کی برأت میں نازل ہوگئیں جب آیات قرآنیہ بشیر کی تکذیب میں نازل ہوئیں تو وہ مرتد ہو کر مکہ مکرمہ سے بھاگ گیا اور سلافہ بنت سعد کے پاس پڑاؤ کیا اور وہاں رسول اکرم ﷺ اور مسلمانوں کی ہجو میں اشعار کہنا شروع کیے۔ ☆

تب اس کے بارے میں وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ (الخ) یہ آیت نازل ہوئی اور حضرت حسان بن ثابت ﷜ نے اس کی ہجو کی یہاں تک کہ وہ وہاں سے لوٹ آیا۔

اور یہ واقعہ ماہ ربیع ۴ھ میں پیش آیا۔

(۱۱۶) طعمہ کے طریقہ پر جو حالت شرک پر مرجائے گا، اس کی مغفرت نہ ہوگی اور شرک سے کم جو گناہ ہوں گے جو اس کا اہل ہوگا تو اس کی مغفرت فرمادیں گے۔

(۱۱۷) اہل مکہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ لات، عزیٰ، مناۃ ایسے بتوں کو پوجتے ہیں کہ جن میں کچھ بھی جان نہیں گویا یہ صرف شیطان کی پوجا کرتے ہیں جو کہ سخت قسم کا سرکش ہے اور جس کو اللہ تعالیٰ نے ہر ایک خیر سے دور کردیا ہے۔

(۱۱۸۔۱۱۹۔۱۲۰) اس ابلیس ملعون نے کہا تھا کہ ضرور ایک بڑے حصے کو تیری اطاعت سے بے راہ کر کے اپنا حصہ اس سے لوں گا یا یہ کہ ہزار میں سے نوسوننانوے کو دوزخ میں داخل کراؤں گا اور ہدایت سے گمراہی پر لاؤں گا اور جو شخص شیطان کی پوجا کرتا ہے وہ دنیا وآخرت کے برباد ہونے کی وجہ سے کھلے نقصان میں ہے۔

شیطان ان سے یہ وعدے کرتا ہے کہ جنت اور دوزخ کچھ نہیں اور یہ جھوٹی امید دلاتا ہے کہ دنیا کا خاتمہ نہیں ہوگا۔

(۱۲۱) ان کفار کا ٹھکانا دوزخ ہے کہ جس سے انھیں نجات نہیں ملے گی۔

(۱۲۲) جو حضرات رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان رکھتے اور حقوق اللہ کی بجا آوری کرتے ہیں ہم ان کو ایسے باغات میں داخل کریں گے جہاں محلات کے نیچے سے دودھ، شہد، پاکیزہ شراب اور پانی کی نہریں جاری ہوں گی، یہ حضرات ہمیشہ جنت میں رہیں گے، نہ وہاں ان کو موت آئے گی اور نہ یہ وہاں سے نکالے جائیں گے، جنت اور دوزخ کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ فرمایا ہے، وہ یقیناً ہو کر رہے گا۔

(۱۲۳) اے گروہ مسلمین نہ تمہاری خواہشوں سے کام چلتا ہے کہ ایمان لانے کے بعد کسی گناہ پر مواخذہ ہوگا اور نہ

☆ سازش کے طور پر مسلمان ہوا تھا اب ظاہری اسلام کا پردہ اتار کر اپنے اصل روپ میں سامنے آ گیا جو ارتداد و کفر کا تھا و گرنہ حضور ﷺ کی تربیت پایا ہوا کوئی شخص اسلام سے نہیں پھرا، یہ شخص حضور ﷺ کا گستاخ تھا اس کا اسلام تھا ہی نہیں (مترجم)

اہل کتاب کی خواہشوں سے کہ ہم دن میں جو گناہ کرتے ہیں وہ رات کو معاف ہو جاتے ہیں اور رات کو جو گناہ کرتے ہیں وہ دن میں معاف کر دیے جاتے ہیں۔

بلکہ مسلمانوں میں سے جو برائی کا کام کرے گا، اسے دنیا میں یا مرنے کے بعد جنت میں داخل ہونے سے پہلے اس کا بدلا دیا جائے گا اور کافر کو آخرت میں دوزخ میں داخل ہونے سے پہلے یا دوزخ میں داخل ہونے کے بعد اس کا بدلا مل جائے گا اور اسے عذاب الٰہی سے کوئی یار و مددگار نجات دلانے والا نہیں ملے گا۔

شان نزول: لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے ابن عباس ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ یہود و نصاریٰ نے کہا جنت میں ہمارے علاوہ اور کوئی نہیں جائے گا اور قریش نے کہا کہ ہم دوبارہ زندہ نہیں کیے جائیں گے، اس پر اللہ تعالیٰ نے بیانِ حقیقت کے طور پر یہ آیت نازل فرمائی کہ نہ تمہاری آرزوئیں اور نہ اہل کتاب کی آرزوئیں کارگر ہوں گی۔

اور ابن جریرؒ نے مسروق سے روایت کیا ہے کہ نصاریٰ اور مسلمانوں نے باہم فخر کیا مسلمانوں نے کہا کہ ہم تم سے افضل ہیں اور نصاریٰ نے کہا کہ ہم تم سے افضل ہیں، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

(لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا ۝ وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۭ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ۝ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطًا ۝ وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَاۗءِ ۭ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ ۙ وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ فِيْ يَتٰمَى النِّسَاۗءِ الّٰتِيْ لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ ۙ وَاَنْ تَقُوْمُوْا لِلْيَتٰمٰى بِالْقِسْطِ ۭ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِهٖ عَلِـيْمًا ۝

اور جو نیک کام کرے گا مرد ہو یا عورت اور وہ صاحب ایمان بھی ہوگا تو ایسے لوگ بہشت میں داخل ہوں گے اور اُن کی تل برابر بھی حق تلفی نہ کی جائے گی (۱۲۴) اور اس شخص سے کس کا دین اچھا ہو سکتا ہے جس نے حکم خدا کو قبول کیا اور وہ نیکو کار بھی ہے اور ابراہیم کے دین کا پیرو ہے جو یکسو (مسلمان) تھے اور خدا نے ابراہیم کو اپنا دوست بنایا تھا (۱۲۵) اور آسمان اور زمین میں جو کچھ ہے سب خدا ہی کا ہے اور خدا ہر چیز پر احاطہ کیے ہوئے ہے (۱۲۶) (اے پیغمبر) لوگ تم سے (یتیم) عورتوں کے بارے میں فتویٰ طلب کرتے ہیں۔ کہہ دو کہ خدا تم کو ان کے (ساتھ نکاح کرنے کے) معاملے میں اجازت دیتا ہے اور جو حکم اس کتاب میں پہلے دیا گیا ہے۔ وہ ان یتیم عورتوں کے بارے میں ہے جن کو تم اُن کا حق تو دیتے نہیں اور خواہش رکھتے ہو کہ اُن کے ساتھ نکاح کر لو اور (نیز) بیچارے بے کس بچوں کے بارے میں۔ اور یہ (بھی حکم دیتا ہے) کہ یتیموں کے بارے میں انصاف پر قائم رہو۔ اور جو بھلائی تم کرو گے خدا اُس کو جانتا ہے (۱۲۷)

تفسیر سورة النساء آیات (١٢٤) تا (١٢٧)

(۱۲۴) اور مرد اور عورتوں میں سے جو اطاعت خداوندی کرے گا، بشرطیکہ وہ صدق دل کے ساتھ اللّٰہ پر ایمان رکھنے والا ہوگا تو گٹھلی کے چھلکے برابر بھی اس کی نیکیوں میں سے کچھ کم نہیں کیا جائے گا۔

شان نزول: وَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ (الخ)

نیز اسی طرح قتادہؒ، ضحاکؒ، سدیؒ اور ابوصالحؒ سے بھی روایت نقل کی ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ سب دین والوں نے باہم فخر کیا اور ایک روایت میں یوں ہے کہ کچھ لوگ یہودیوں کے اور کچھ عیسائیوں کے اور کچھ مسلمانوں کے بیٹھے یہ لوگ کہنے لگے کہ ہم افضل ہیں اور انھوں نے کہا کہ ہم افضل ہیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور نیز مسروق سے اس طرح روایت نقل کی ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی تو اہل کتاب نے کہا کہ ہم اور تم سب برابر ہیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی یعنی جو شخص کوئی نیک کام کرے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ مومن ہو الخ۔

(۱۲۵۔۱۲۶) اور ایسے شخص سے زیادہ مضبوط اور اچھا کس کا دین ہوگا جو اپنے دین اور عمل کو صرف اللّٰہ تعالیٰ کے لیے خالص ہو کر کرے گا اور توحید پر کاربند ہو کر قول و عمل میں نیکی کرے گا۔ تمام مخلوقات اور ہر ہر چیز بشمول غلام اور باندیاں سب اللّٰہ تعالیٰ کی ملک میں داخل ہیں اور وہ تمام آسمانوں و زمین والوں کی ہر ایک بات کا کامل طریقہ پر علم رکھنے والا ہے۔

(۱۲۷) آپ سے عورتوں کی میراث کے بارے میں دریافت کرتے ہیں، یہ سوال حینیہ نے کیا تھا، اللّٰہ تعالیٰ اسے بیان فرماتے ہیں اور ام کمة کی لڑکیوں کے بارے میں جو لوگ ان کی میراث کا واجب حصہ نہیں دیتے تھے، وہ بھی اس سورت کے ابتدا میں تمہارے سامنے بیان کرتا ہے (تاکہ تم آئندہ اس طرح کی بے اعتدالیوں سے رک جاؤ)۔

چنانچہ اللّٰہ تعالیٰ نے یہ حکم اس سورت کے شروع میں بیان فرما دیا ہے اور تم ان یتیموں کی عورتوں سے ان کی غربت کی وجہ سے نکاح کرنے سے نفرت کرتے ہو، لہٰذا ان عورتوں کو ان کا مال دے دو، تاکہ ان کے مال کی وجہ سے دوسرے لوگوں کو ان سے شادی کرنے کی ترغیب ہو اور اللّٰہ تعالیٰ بچوں کی میراث کا بھی حکم بیان کرتے ہیں اور یہ چیز بھی بیان کرتے ہیں کہ یتیموں کے اموال کی عدل و انصاف کے ساتھ نگرانی کرو اور جو بھی تم ان لوگوں کے ساتھ احسان کرتے ہو، اللّٰہ تعالیٰ اس میں تمہاری نیتوں سے آگاہ ہیں۔

شان نزول: وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ (الخ)

امام بخاری نے اس آیت کی تفسیر میں حضرت عائشہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص کے پاس ایک یتیم لڑکی ہو جس کی وہ پرورش کر رہا ہو اور اس کا ولی اور وارث بھی وہی ہو اور یہ لڑکی اس کے مال میں حتیٰ کہ کھجور کے درخت میں بھی شرکت رکھتی ہو۔ اب وہ شخص اس لڑکی سے خود نکاح کرنا چاہتا ہو اور دوسرے کسی سے اس کا

نکاح پسند نہ کرے کہ کہیں وہ اس کے مال میں شریک ہوجائے گا تو ایسے شخص کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے اور ابن ابی حاتم نے سدی سے روایت نقل کی ہے کہ جابر ؓ کی ایک چچازاد بہن تھیں اور وہ بہت مالدار تھیں جوان کوان کے باپ سے وراثت میں ملا تھا، جابر ؓ خود ان سے نکاح کرنا نہیں چاہتے اور کسی دوسرے شخص سے اس ڈر کی وجہ سے ان کی شادی نہ کرتے تھے کہ خاوند اس کا مال لے جائے گا، چنانچہ انھوں نے رسول اکرم ﷺ سے اس کے متعلق دریافت کیا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ۭ وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ۭ وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ ۭ وَاِنْ تُحْسِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝ وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَاۗءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْھَا كَالْمُعَلَّقَةِ ۭ وَاِنْ تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ وَاِنْ يَّتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِيْمًا ۝ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَاِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ ۭ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَنِيًّا حَمِيْدًا ۝ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝

اور اگر کسی عورت کو اپنے خاوند کی طرف سے زیادتی یا بے رغبتی کا اندیشہ ہو تو میاں بیوی پر کچھ گناہ نہیں کہ آپس میں کسی قرارداد پر صلح کر لیں اور صلح خوب (چیز) ہے اور طبیعتیں تو بخل کی طرف مائل ہوتی ہیں۔ اور اگر تم نیکوکاری اور پرہیزگاری کرو گے تو خدا تمہارے سب کاموں سے واقف ہے (۱۲۸) اور تم خواہ کتنا ہی چاہو عورتوں میں ہر گز برابری نہیں کر سکو گے تو ایسا بھی نہ کرنا کہ ایک ہی کی طرف ڈھل جاؤ اور دوسری کو (ایسی حالت میں) چھوڑ دو کہ گویا ادھر میں لٹک رہی ہے۔ اور اگر آپس میں موافقت کر لو اور پرہیزگاری کرو تو خدا بخشنے والا مہربان ہے (۱۲۹) اور اگر میاں بیوی (میں موافقت نہ ہو سکے) اور ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں تو خدا ہر ایک کو اپنی دولت سے غنی کر دے گا اور خدا بڑی کشائش والا اور حکمت والا ہے (۱۳۰) اور جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب خدا ہی کا ہے اور جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی ان کو بھی اور (اے محمد ﷺ) تم کو بھی ہم نے حکم تاکیدی کیا ہے کہ خدا سے ڈرتے رہو۔ اور اگر کفر کرو گے تو (سمجھ رکھو کہ) جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب خدا ہی کا ہے اور خدا بے پروا اور سزاوار حمد وثنا ہے (۱۳۱) اور (پھر سن رکھو کہ) جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے سب خدا ہی کا ہے۔ اور خدا ہی کارساز کافی ہے (۱۳۲)

تفسیر سورة النساء آیات (۱۲۸) تا (۱۳۲)

(۱۲۸) عمیرہ کو اپنے خاوند اسعد بن ربیع کے بارے میں یہ خوف ہوا کہ وہ ان سے ہمبستری اور گفتگو اور ساتھ اٹھنا بیٹھنا چھوڑ دیں گے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ایسی صورت میں میاں بیوی کو باہم اس طریقہ پر صلح کر لینی چاہیے کہ جس سے عورت راضی ہو جائے اور ظلم وزیادتی سے باز آ کر عورت کی خوشنودی کو ملحوظ رکھتے ہوئے صلح کر لینا بہتر ہے۔
کیونکہ نفس میں طبعاً بخل وحرص ہوتا ہے، عورت خاوند کے حقوق کی ادائیگی میں بخل کرتی ہے، اور یا یہ کہ بعض

عورت کی حرص وطمع اس وقت تک رہتی ہے جب تک کہ وہ راضی نہ ہو جائے۔

اور اگر تم جوان اور بوڑھی کے درمیان تقسیم اور خرچہ میں برابری کرو اور غلط برتاؤ اور بے رخی سے احتیاط رکھو تو یہ بڑے ثواب کا کام ہے۔

شان نزول: وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ (الخ)

ابوداؤد ؒ اور حاکم ؒ نے حضرت عائشہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت سودہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہا بوڑھی ہوگئیں تو ان کو یہ فکر لاحق ہوئی کہ رسول اللّٰہ ﷺ ان کو علیحدہ کردیں گے، انھوں نے اس چیز کا حضرت عائشہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہا سے ذکر کیا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اور امام ترمذی نے اسی طرح ابن عباس ؓ سے روایت نقل کی ہے۔

اور سعید بن منصور ؒ نے سعید بن مسیب ؓ سے روایت نقل کی ہے کہ محمد بن مسلمہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی رافع بن خدیج ؓ کے نکاح میں تھیں، رافع کو ان سے کچھ لاپروائی ہوئی بڑھاپے یا کسی اور وجہ سے تو انھوں نے ان کو طلاق دینا چاہی تو یہ بولیں کہ مجھے طلاق مت دو اور جو تم چاہو وہ حصہ میرے لیے متعین کردو، اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

اس روایت کا موصول طریقہ پر ایک شاہد پر ایک شاہد موجود ہے، جس کو امام حاکم نے بواسطہ سعید بن میتب ؓ رافع ابن خدیج سے روایت کیا ہے۔

نیز امام حاکم ؒ نے حضرت عائشہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت اور یہ وَالصُّلْحُ خَيْرٌ (الخ) ایک شخص کے بارے میں نازل ہوئی ہے جس کے نکاح میں ایک عورت تھی اور اس سے اولاد بھی کافی تھی، اس شخص نے اس عورت کو طلاق دینا چاہی مگر یہ اس بات پر راضی ہوگئیں کہ مجھے اپنے پاس ہی رکھو اور میرے لیے اپنی جائیداد میں سے کوئی حصہ متعین نہ کرو۔

ابن جریر نے سعید بن جبیر ؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی تو ایک عورت آئی اور کہنے لگی اپنے خرچہ میں سے میرے لیے کچھ حصہ متعین کردو اگر چہ وہ پہلے اس بات پر راضی ہوگئی تھی، کہ اس کا خاوند نہ اس کو طلاق دے اور نہ اس کے پاس آئے۔

اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ جملہ نازل فرمایا وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ، یعنی انسان حرص کی طرف زیادہ مائل ہوتا ہے۔

(۱۲۹) اور تم دلی محبت میں اگر چہ پوری کوشش کرو کبھی بھی اپنی سب بیبیوں میں برابری نہیں کرسکتے، لہٰذا تم بالکل جوان کی طرف مت جھک جاؤ (بلکہ ظاہراً عدل کی پوری کوشش کرتے رہو)۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطی ؒ)

اور دوسری بوڑھی کو قیدی کی طرح مت کردو کہ نہ اس کا خاوند والیوں میں شمار ہو اور نہ وہ بیوہ ہی سمجھی جائے

اسے یہ اذیت مت دو اور اگر تم سب میں برابری کرو اور ایک طرف بالکل جھک جانے سے ڈرو اور تقاضائے عدل کی تکمیل میں جو کمی رہ جائے اس پر توبہ کرو اور ایسی توبہ پر تمہیں موت آ جائے تو اللّٰہ تعالیٰ معاف کرنے والے اور رحم فرمانے والے ہیں۔

(۱۳۰) اور اگر دونوں میاں بیوی طلاق وغیرہ کی بنا پر علیحدہ ہو جائیں تو اللّٰہ تعالیٰ خاوند کو دوسری بیوی دے کر اور بیوی کو دوسرا خاوند عطا کر کے غنی کر دے گا اور اللّٰہ تعالیٰ نے دونوں کے لیے عدل و انصاف والا راستہ نکال دیا ہے۔ اسعد بن ربیع ؓ کی ایک بیوی جوان تھیں وہ ان کی طرف زیادہ مائل تھے، اللّٰہ تعالیٰ نے ان کو اس سے منع فرمایا اور جوان اور بوڑھی کے درمیان برابری کرنے کا حکم دیا۔

(۱۳۱۔۱۳۲) تمام آسمانوں اور زمینوں کے خزانے اور ہر ایک چیز اللّٰہ تعالیٰ کی ملکیت میں داخل ہے۔

اور ہم نے اہل توریت کو توریت میں اور اہل انجیل کو انجیل میں اور ہر ایک کتاب والے کو اس کی کتاب میں اور امت محمدیہ ﷺ کو ان کی کتاب میں اطاعت خداوندی کا حکم دیا تھا اور اگر تم اللّٰہ تعالیٰ کی ناشکری کرو تو تمام فرشتے اور جن و انس سب اس کی غلامی میں داخل ہیں اور وہ تمہارے ایمان سے بے نیاز ہے وہ تمہارا محتاج نہیں لیکن اس کی بندہ نوازی ہے کہ وہ تمہاری معمولی سی نیکی قبول کرتا ہے اور بہت زیادہ ثواب دیتا ہے۔

اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ

اَيُّهَا النَّاسُ وَيَاْتِ بِاٰخَرِيْنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى ذٰلِكَ قَدِيْرًا ۝ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًۢا بَصِيْرًا ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ ۚ اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا ۫ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰۤى اَنْ تَعْدِلُوْا ۚ وَاِنْ تَلْوٗۤا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝

لوگو اگر وہ چاہے تو تم کو فنا کر دے اور (تمہاری جگہ) اور لوگوں کو پیدا کر دے۔ (اور خدا اس بات پر قادر ہے) (۱۳۳) جو شخص دنیا (میں عملوں) کی جزا کا طالب ہو تو خدا کے پاس دنیا اور آخرت (دونوں) کے لیے اجر (موجود) ہیں۔ اور خدا سنتا دیکھتا ہے (۱۳۴) اے ایمان والو! انصاف پر قائم رہو اور خدا کے لیے سچی گواہی دو خواہ (اس میں) تمہارا یا تمہارے ماں باپ اور رشتہ داروں کا نقصان ہی ہو۔ اگر کوئی امیر ہے یا فقیر تو خدا ان کا خیر خواہ ہے۔ تو تم خواہش نفس کے پیچھے چل کر عدل کو نہ چھوڑ دینا۔ اگر تم پیچدار شہادت دو گے یا (شہادت سے) بچنا چاہو گے تو (جان رکھو) خدا تمہارے سب کاموں سے واقف ہے (۱۳۵)

تفسیر سورة النساء آیات (۱۳۳) تا (۱۳۵)

(۱۳۳) اے لوگو اگر وہ چاہے تو تمہیں ختم کر کے تم سے بہترین جو تم سے زیادہ اللّٰہ تعالیٰ کی فرمانبردار ہو دوسری مخلوق کو پیدا کر دے۔

(۱۳۴) جوان کے اعمال سے جو کہ اللّٰہ تعالیٰ نے اس پر فرض کیے ہیں، صرف دنیاوی منافع چاہتا ہے تو وہ اپنی نیت کو درست کر کے صرف اللّٰہ تعالیٰ کے لیے عمل کرے کیوں کہ اس کی قدرت میں دنیا و آخرت کے تمام منافع ہیں اور وہ تمہاری باتوں کو سننے والا اور تمہارے اعمال سے آگاہ ہے۔

(۱۳۵) گواہی دینے میں عدل و انصاف پر خوب قائم رہو اور تم شہادت میں حق سے مت ہٹنا اور اگر تم کج روی اور حکام کے سامنے گواہی دینے سے احتراز کرو گے تو اللّٰہ تعالیٰ شہادت کے چھپانے کے گناہ اور اس کے اظہار کی نیکی سے باخبر ہے۔ ☆

یہ آیت معتیس بن حبابہ ﷺ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، ان کے پاس ان کے والد کے خلاف گواہی تھی۔ یعنی جو عہد میثاق میں ایمان لائے تھے اور اس کے بعد کفر اختیار کر لیا، آج کے دن ایمان لے آؤ یا یہ کہ ان کے آباء کے نام لے کر کہا گیا ہے کہ اے ایمان والوں کی اولاد۔ حضرت عبداللّٰہ بن سلام، اسد بن کعب، اسید بن کعب، ثعلبۃ بن قیس، سلام بن اخت، مسلمہ، یامین بن یامین، یہ سب اہل توریت میں سے ایمان دار لوگ تھے۔

شان نزول: یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے سدیؒ سے روایت کیا ہے کہ جس وقت یہ آیت رسول اکرم ﷺ پر نازل ہوئی تو اس وقت دو آدمی غنی اور فقیر رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں جھگڑتے ہوئے آئے۔

اور رسول اکرم ﷺ اس خیال سے کہ فقیر مالدار آدمی پر ظلم نہیں کر سکتا، فقیر کی حمایت میں تھے مگر اللّٰہ تعالیٰ نے اس کی ممانعت فرمائی اور مالدار اور فقیر کے درمیان انصاف کرنے کا حکم دیا۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِیْ نَزَّلَ عَلٰی رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ؕ وَمَنْ یَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِیْدًا ۝ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّمْ یَكُنِ اللّٰهُ لِیَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِیَهْدِیَهُمْ سَبِیْلًا ۝ بَشِّرِ الْمُنٰفِقِیْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِیْمَا ۝ الَّذِیْنَ یَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ ؕ اَیَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِیْعًا ۝

مومنو! خدا پر اور اس کے رسول پر اور جو کتاب اس نے اپنے پیغمبر (آخر الزماں) پر نازل کی ہے اور جو کتابیں اس سے پہلے نازل کی تھیں سب پر ایمان لاؤ۔ اور جو شخص خدا اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے پیغمبروں اور روز قیامت سے انکار کرے وہ رستے سے بھٹک کر دور جا پڑا۔ (۱۳۶) جو لوگ ایمان لائے پھر کافر ہو گئے۔ پھر ایمان لائے پھر کافر ہو گئے پھر کفر میں بڑھتے گئے ان کو خدا نہ بخشے گا اور نہ سیدھا رستہ دکھائے گا (۱۳۷) (اے پیغمبر) منافقوں (یعنی دو رخے لوگوں) کو بشارت سنا دو کہ ان کے لیے دکھ دینے والا عذاب (تیار) ہے (۱۳۸) جو مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بناتے ہیں۔ کیا یہ ان کے ہاں عزت حاصل کرنا چاہتے ہیں تو عزت تو سب خدا ہی کی ہے (۱۳۹)

☆ گواہی کو چھپانا اسلام میں غیر پسندیدہ ہے" وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ وَمَنْ یَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗٓ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ "
(اور تم گواہی کو مت چھپاؤ جو گواہی چھپاتا ہے اسکا دل گناہگار ہے۔ (البقرۃ) (مترجم)

تفسیر سورۃ النساء آیات (۱۳۶) تا (۱۳۹)

(۱۳۶) ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی یعنی وہ حضرات جو موسیٰ علیہ السلام اور توریت پر ایمان لائے ہیں وہ اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم اور قرآن کریم سے پہلے سابقہ انبیاء پر جو کتابیں نازل کی گئی ہیں، ان پر ایمان لے آئیں اور جو اللہ تعالیٰ یا اس کے فرشتوں یا اس کی کتابوں یا اس کے رسولوں یا بعث بعد الموت کا انکار کرے تو وہ شخص گمراہی میں بڑا دور جا پڑا، جب یہ آیت نازل ہوئی تو یہ سب حضرات فی الفور اسلام میں داخل ہو گئے۔

(۱۳۶۔۱۳۷) اب اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی حالت کو بیان فرماتے ہیں جو رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان نہیں لائے یعنی جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے اور پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد ان کا انکار کیا اور حضرت عزیر علیہ السلام پر ایمان لائے اور پھر حضرت عزیر علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا انکار کیا۔

اب رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کے انکار پر تلے ہوئے ہیں، سو جب تک یہ لوگ اس پر قائم رہیں گے نہ ان کو دین حق کی رہنمائی ہوگی اور نہ صحیح راستہ ملے گا۔

(۱۳۸۔۱۳۹) اس کے بعد والی آیات منافقین کے بارے میں نازل ہوئی ہیں کہ عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کو اور جو قیامت تک ان میں اس حالت پر قائم رہے گا ایسے دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجیے کہ جس کی تکلیف ان کے دلوں تک سرایت کر جائے گی، اب منافقین کی علامات بیان فرماتے ہیں کہ یہ یہودی خالص مومنین کو چھوڑ کر کفار کو مددگار بناتے ہیں کیا یہ ان یہودیوں کے پاس جا کر طاقتور اور باعزت رہنا چاہتے ہیں۔

وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ ۖ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ ۗ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعًا ۝ الَّذِيْنَ يَتَرَبَّصُوْنَ بِكُمْ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ قَالُوْٓا اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ۖ وَاِنْ كَانَ لِلْكٰفِرِيْنَ نَصِيْبٌ ۙ قَالُوْٓا اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَنَمْنَعْكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا ۝

اور خدا نے تم (مومنوں) پر اپنی کتاب میں (یہ حکم) نازل فرمایا ہے کہ جب تم (کہیں) سنو کہ خدا کی آیتوں سے انکار ہو رہا ہے اور ان کی ہنسی اڑائی جاتی ہے تو جب تک وہ لوگ اور باتیں (نہ) کرنے لگیں ان کے پاس مت بیٹھو ورنہ تم بھی ان ہی جیسے ہو جاؤ گے۔ کچھ شک نہیں کہ خدا منافقوں اور کافروں سب کو دوزخ میں اکٹھا کرنے والا ہے (۱۴۰) جو تم کو دیکھتے رہتے ہیں اگر خدا کی طرف سے تم کو فتح ملے تو کہتے ہیں کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے۔ اور اگر کافروں کو (فتح) نصیب ہو۔ تو (ان سے) کہتے ہیں کہ کیا ہم تم پر غالب نہیں تھے اور تم کو مسلمانوں (کے ہاتھ) سے بچایا نہیں۔ تو خدا تم میں قیامت کے دن فیصلہ کر دے گا اور خدا کافروں کو مومنوں پر ہرگز غلبہ نہیں دے گا (۱۴۱)

تفسیر سورة النساء آيات (۱٤٠) تا (۱٤۱)

(۱۴۰) مسلمانو! جس وقت تم مکہ مکرمہ میں تھے تو قرآن کریم میں تمہارے پاس یہ فرمان بھیجا گیا تھا کہ جب تم رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کے ساتھ کفر اور تضحیک سنو تو ان کے پاس مت بیٹھو یہاں تک کہ وہ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کے علاوہ دوسری گفتگو نہ شروع کردیں اور اگر بغیر کراہت کے تم ان کے ساتھ بیٹھو گے تو کفر اور دین کا مذاق اڑانے میں تم بھی ان کے ساتھ شریک سمجھے جاؤ گے۔

اللہ تعالیٰ مدینہ منورہ کے منافقین عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کو اور کفار مکہ ابوجہل اور اس کے ساتھیوں اور کفار مدینہ منورہ کعب اور اس کے ساتھیوں کو جہنم میں جمع کرے گا۔

(۱۴۱) اور یہ منافق ایسے سازشی و مفاد پرست ہیں کہ تم پر پریشانیاں اور تکالیف پڑنے کے منتظر رہتے ہیں، پھر اگر اللہ کی طرف سے تمہیں فتح غنیمت حاصل ہوجاتی ہے تو یہ منافقین مسلمانوں سے باتیں کرتے ہیں کہ کیا ہم تمہارے دین پر نہیں، ہمیں بھی مال غنیمت دو اور اگر اتفاق سے کفار کو دولت مل گئی تو یہ منافق ان سے جا کر باتیں ملاتے ہیں کہ کیا ہم نے تم سے رسول اکرم ﷺ کا راز فاش نہیں کیا تھا اور تمہیں آپ ﷺ کے ارادوں سے خبردار نہیں کیا تھا اور کیا ہم نے مسلمانوں سے تمہاری حفاظت نہیں کرائی تھی۔

اے گروہ منافقین اور یہود اللہ تعالیٰ تمہیں مسلمانوں پر دائمی غلبہ کبھی بھی نہیں دے گا۔

إِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَإِذَا قَامُوْٓا إِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ إِلَّا قَلِيْلًا ۙ﴿۱۴۲﴾ مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ ۖ لَآ إِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ إِلٰى هٰٓؤُلَآءِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ﴿۱۴۳﴾ يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ أَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ أَتُرِيْدُوْنَ أَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿۱۴۴﴾ إِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ﴿۱۴۵﴾ إِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَأَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَأَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ فَأُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۖ وَسَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ أَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۴۶﴾ مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ إِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ﴿۱۴۷﴾

منافقین (ان چالوں سے اپنے نزدیک) خدا کو دھوکا دیتے ہیں۔ (یہ اس کو کیا دھوکا دیں گے) وہ انہیں کو دھوکے میں ڈالنے والا ہے اور جب یہ نماز کو کھڑے ہوتے ہیں تو سست اور کاہل ہو کر (صرف) لوگوں کے دکھانے کو اور خدا کی یاد ہی نہیں کرتے مگر بہت کم (۱۴۲) بیچ میں پڑے لٹک رہے ہیں نہ ان کی طرف (ہوتے ہیں) نہ ان کی طرف۔ اور جس کو خدا بھٹکائے تو تم اس کے لیے کبھی بھی رستہ نہ پاؤ گے (۱۴۳) اے اہل ایمان! مومنوں کے سوا کافروں کو دوست نہ بناؤ۔ کیا تم چاہتے ہو کہ اپنے اوپر خدا کا صریح الزام لو۔ (۱۴۴) کچھ شک نہیں کہ منافق لوگ دوزخ کے سب سے نیچے کے درجے میں ہوں گے اور تم ان کا کسی کو مددگار نہ پاؤ گے (۱۴۵) ہاں جنہوں نے توبہ کی اور اپنی حالت کو درست کیا اور خدا (کی رسی) کو مضبوط پکڑا اور خاص خدا کے حکم بردار ہو گئے تو ایسے لوگ مومنوں کے زمرے میں ہوں گے اور خدا عنقریب مومنوں کو بڑا ثواب دے گا (۱۴۶) اگر تم (خدا

کے) شکر گزار رہو اور (اس پر) ایمان لے آؤ تو خدا تم کو عذاب دے کر کیا کرے گا۔ اور خدا تو قدر شناس (اور) دانا ہے (۱۴۷)

تفسير سورة النساء آيات (١٤٢) تا (١٤٧)

(۱۴۲۔۱۴۳) عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھی خفیہ طریقہ پر اللہ تعالیٰ کی تکذیب اور اس کے دین کی مخالفت کرتے ہیں اور اپنے زعم میں یہ سمجھتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ مکر اور دھوکہ کر رہے ہیں، اس کی سزا قیامت کے دن ان کو مل جائے گی کہ پل صراط پر گزرنے کے وقت ان سے مومنین کہیں گے کہ اپنے پیچھے لوٹ جاؤ اور روشنی تلاش کرو اور یہ لوگ بخوبی جانتے ہوں گے کہ ان کے پاس وہاں روشنی بجھ جائے گی اور لوٹنے کی ان میں طاقت نہ ہوگی۔

اور جب یہ نماز کے لیے آتے ہیں تو بہت سستی کے ساتھ آتے ہیں، جب دوسرے لوگ انھیں دیکھیں تو نماز پڑھ لیتے ہیں ورنہ چھوڑ دیتے ہیں، ریاء اور دکھاوے کے لیے پڑھتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے لیے مخلص ہو کر نماز نہیں پڑھتے۔

یہ کفر وایمان کے بیچ ہیں، دل میں کفر ہے اور منہ سے ایمان کا اظہار کرتے ہیں، نہ ظاہر و باطن میں مسلمانوں کے ساتھ ہیں کہ ان کے لیے وہ چیزیں واجب نہ ہوں جو مسلمانوں کے لیے واجب ہوتی ہیں۔

اور نہ پورے طریقہ سے یہودیوں کے ساتھ ہیں کہ ان پر بھی کہیں وہ احکام نافذ نہ ہوں جو یہودیوں پر ہوتے ہیں جو دین حق سے خفیہ طریقہ پر بے راہ ہوتا ہے تو اسے پھر دین حق کے لیے کوئی راستہ نہیں ملتا۔

(۱۴۴) خواہ منافق ہوں جیسے عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھی اور خواہ دوسرے یہودی ہوں کیا تم ان منافقین سے دوستی کر کے یہ چاہتے ہو کہ اپنے اوپر رسول اللہ ﷺ کی صریح حجت اور قتل کی معقول وجہ قائم کرلو۔

(۱۴۵) عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھی اپنی برائیوں اور مکر و فریب اور رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام ؓ کے ساتھ خیانت کرنے کی وجہ سے جہنم میں ہیں۔

(۱۴۶) البتہ جو لوگ نفاق سے سچی توبہ کرلیں اور مکر و فریب کو چھوڑ کر حقوق اللہ کی بجا آوری کریں اور توحید خداوندی پر باطنی طور پر بھی مضبوطی سے قائم ہو جائیں اور توحید کو خالص کرلیں تو وہ باطنی طور پر یا وعدہ خداوندی یا ظاہر و باطن کے اعتبار سے یا جنت میں مومنوں کے ساتھ ہیں۔ عنقریب اللہ تعالیٰ مومنوں کو جنت میں کامل ثواب عطا فرمائے گا۔

(۱۴۷) اور اللہ تعالیٰ تمہیں سزا دے کر کیا کریں گے اگر تم توحید خداوندی کے قائل ہو جاؤ اور ظاہری اور باطنی اعتبار سے ایمان لے آؤ وہ ذات تو معمولی سی نیکی کو قبول کرتی اور بہت زیادہ ثواب دیتی ہے وہ رب کریم شکر گزاروں اور ناشکری کرنے والے کو بخوبی جانتے ہیں۔

لَایُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا ﴿۱۴۸﴾ اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا ﴿۱۴۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ﴿۱۵۰﴾ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۱۵۱﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰۗىِٕكَ سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۵۲﴾ ع

خدا اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ کوئی کسی کو علانیہ برا کہے مگر وہ جو مظلوم ہو۔ اور خدا (سب کچھ) سنتا (اور) جانتا ہے (۱۴۸) اگر تم لوگ بھلائی کھلم کھلا کرو گے یا چھپا کر یا برائی سے درگزر کرو گے تو خدا بھی معاف کرنے والا (اور) صاحب قدرت ہے (۱۴۹) جو لوگ خدا سے اور اس کے پیغمبروں سے کفر کرتے ہیں اور خدا اور اس کے پیغمبروں میں فرق کرنا چاہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم بعض کو مانتے ہیں اور بعض کو نہیں مانتے۔ اور ایمان اور کفر کے بیچ میں ایک راہ نکالنی چاہتے ہیں (۱۵۰) وہ بلا اشتباہ کافر ہیں۔ اور کافروں کے لئے ہم نے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے (۱۵۱) اور جو لوگ خدا اور اس کے پیغمبروں پر ایمان لائے اور ان میں سے کسی میں فرق نہ کیا (یعنی سب کو مانا) ایسے لوگوں کو وہ عنقریب ان (کی نیکیوں) کے صلے عطا فرمائے گا۔ اور خدا بخشنے والا مہربان ہے (۱۵۲)

تفسیر سورة النساء آیات (۱٤۸) تا (۱٥۲)

(۱۴۸) البتہ جس کو اس کی اجازت دی گئی جو مظلوم ہو، وہ مظلوم کی پکار کو سننے والا اور ظالم کی سزا کا جاننے والا ہے، یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق ﷺ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، انھوں نے ایک شخص کی زبان درازی پر اسے برا کہا تھا۔

شان نزول: لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ (الخ)

ہناد بن سری نے کتاب الزہد میں مجاہد سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت یعنی اللّٰہ تعالیٰ بری بات زبان پر لانے کو پسند نہیں کرتے، ماسوائے مظلوم کے۔ ایک شخص نے دوسرے شخص کو اپنے ہاں مہمان رکھا لیکن صحیح طور پر اس کی مہمان نوازی کا حق ادا نہ کیا۔ اس نے وہاں سے آنے کے بعد لوگوں سے کہنا شروع کیا کہ میں فلاں صاحب کا مہمان ہوا لیکن اس نے مہمان داری کا حق ادا نہیں کیا اس طرح اس شخص نے برائی کا اظہار کیا لیکن یہ شخص مظلوم تھا اس لیے اِلَّا مَنْ ظُلِمَ سے اس کے اظہار کی اجازت دی گئی۔

(۱۴۹) اگر تم خوبی اور بھلائی کے ساتھ جواب دو اور اس کو گھٹیا نہ سمجھو یا ظلم پر درگزر کرو تو اللّٰہ تعالیٰ مظلوم کو معاف کرنے والا اور ظالم کو اس کے ظلم کی سزا دینے والا ہے۔

(۱۵۰۔۱۵۱) یعنی کعب اور اس کے ساتھی نبوت اور اسلام میں فرق چاہتے ہیں اور بعض کتابوں اور بعض رسولوں پر

ایمان لاتے اور بعض کا انکار کرتے ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ کفر وایمان کے بیچ ایک نیا مفاد پرستانہ راستہ نکال لیں، ہم نے ان یہود وغیرہ کے لیے آخرت میں سخت ترین عذاب تیار کر رکھا ہے۔

(۱۵۲) اور عبداللّٰہ بن سلام اور ان کے ساتھی جو انبیاء کرام اور اللّٰہ تعالیٰ کی عطا کردہ نبوت اور اسلام میں کوئی فرق نہیں کرتے ہم ان کو جنت میں ثواب اور درجہ دیں گے اور جو ان میں سے توبہ کی حالت میں انتقال کر گئے تو اللّٰہ تعالیٰ غفور الرحیم ہیں۔

يَسْـَٔلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰٓى اَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالُوْٓا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِكَ وَاٰتَيْنَا مُوْسٰى سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ۝ وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ بِمِيْثَاقِهِمْ وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوْا فِي السَّبْتِ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۝

(اے محمد ﷺ) اہل کتاب تم سے درخواست کرتے ہیں کہ تم ان پر ایک (لکھی ہوئی) کتاب آسمان سے اتار لاؤ۔ تو یہ موسیٰ سے اس سے بھی بڑی بڑی درخواستیں کر چکے ہیں (ان سے) کہتے تھے ہمیں خدا کو ظاہر (یعنی آنکھوں سے) دکھا دو سو ان کے گناہ کی وجہ سے ان کو بجلی نے آ پکڑا پھر کھلی نشانیاں آئے پیچھے بچھڑے کو (معبود) بنا بیٹھے تو اس سے بھی ہم نے درگزر کی۔ اور موسیٰ کو صریح غلبہ دیا (۱۵۳) اور ان سے عہد لینے کو ہم نے ان پر کوہ طور اٹھا کھڑا کیا اور انہیں حکم دیا کہ (شہر کے) دروازے میں (داخل ہونا تو) سجدہ کرتے ہوئے داخل ہونا اور یہ بھی حکم دیا کہ ہفتے کے دن (مچھلیاں پکڑنے) میں تجاوز (یعنی حکم کے خلاف) نہ کرنا غرض ہم نے ان سے مضبوط عہد لیا (۱۵۴)

تفسیر سورۃ النساء آیات (۱۵۳) تا (۱۵٤)

(۱۵۳) کعب اور اس کے ساتھی توریت کی طرح ایک نوشتہ کی درخواست کرتے ہیں یا چاہتے ہیں کہ ان پر ایسی کتاب نازل کر دی جائے جس میں ان کی خیر و شر ثواب و عذاب و دیگر اعمال سب کچھ ہو، آپ سے جو سوال کرتے ہیں، اس سے بڑھ کر انھوں نے حضرت موسیٰ سے سوال کیا تھا، مگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تکذیب کی اور اللّٰہ تعالیٰ کے سامنے ڈھٹائی اور جرأت کرنے کی وجہ سے ان کو آگ نے جلا دیا۔

مگر ان اوامر و نواہی کے آجانے کے باوجود انھوں نے بچھڑے کی پوجا شروع کر دی، مگر اس زیادتی کے باوجود ہم نے معاف کیا اور ان کا خاتمہ نہیں کیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تائید حق کیلئے ہم نے ید بیضاء اور عصا کا معجزہ دیا تھا۔

شان نزول: يَسْـَٔلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ (الخ)

ابن جریرؒ نے محمد بن کعب قرظیؒ سے روایت کیا ہے کہ یہودیوں کی ایک جماعت رسول اکرم ﷺ کی خدمت

میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی کہ موسیٰ علیہ السلام ہمارے پاس اللّٰہ کی طرف سے الواح لے کر آئے، آپ بھی ہمارے پاس الواح لائیں تا کہ ہم آپ کی تصدیق کریں، اس پر یَسْئَلُکَ سے لے کر بُھْتَانًا عَظِیْمًا تک یہ آیات نازل ہوئیں تو ان یہودیوں میں سے ایک شخص گھٹنوں کے بل گر پڑا اور کہنے لگا کہ اللّٰہ تعالیٰ نے آپ پر موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام پر اور کسی پر کوئی چیز نازل نہیں کی اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَمَاقَدَرُو اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ۔

(۱۵۴) ان لوگوں سے پختہ میثاق لینے کے لیے کوہ طور کو اکھاڑ کر ہم نے ان کے سروں پر اٹھالیا تھا اور انہیں یہ بھی حکم دیا تھا کہ باب ادیحاء سے جھک کر عاجزی کے ساتھ داخل ہونا اور دیکھنا ہفتہ کے روز مچھلیاں مت پکڑنا اور رسول اکرم ﷺ پر ایمان لانے کے لیے بھی ان سے پختہ وعدہ لیا تھا۔

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَقَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۪ وَّبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا ۙ وَّقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ؕ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ؕ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۙ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ۚ فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا ۙ وَّاَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ وَاَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ؕ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝

(لیکن انہوں نے عہد توڑ ڈالا) تو ان کے عہد توڑ دینے اور خدا کی آیتوں سے کفر کرنے اور انبیاء کو ناحق مار ڈالنے اور یہ کہنے کے سبب کہ ہمارے دلوں پر پردے (پڑے ہوئے) ہیں (خدا نے ان کو مردود کر دیا۔ اور ان کے دلوں پر پردے نہیں ہیں) بلکہ ان کے کفر کے سبب خدا نے ان پر مہر کر دی ہے تو یہ کم ہی ایمان لاتے ہیں (۱۵۵) اور ان کے کفر کے سبب اور مریم پر ایک بہتان عظیم باندھنے کے سبب (۱۵۶) اور یہ کہنے کے سبب کہ ہم نے مریم کے بیٹے عیسیٰ مسیح کو جو خدا کے پیغمبر (کہلاتے) تھے قتل کر دیا ہے (خدا نے ان کو ملعون کر دیا) اور انہوں نے عیسیٰ کو قتل نہیں کیا اور نہ انہیں سولی پر چڑھایا بلکہ ان کو ان کی سی صورت معلوم ہوئی۔ اور جو لوگ ان کے بارے میں اختلاف کرتے ہیں وہ ان کے حال سے شک میں پڑے ہوئے ہیں۔ اور پیروی ظن کے سوا انکو اس کا مطلق علم نہیں۔ اور انہوں نے عیسیٰ کو یقیناً قتل نہیں کیا (۱۵۷) بلکہ خدا نے ان کو اپنی طرف اٹھالیا۔ اور خدا غالب (اور) حکمت والا ہے (۱۵۸) اور کوئی اہل کتاب نہیں ہوگا مگر ان کی موت سے پہلے ان پر ایمان لے آئے گا اور وہ قیامت کے دن ان پر گواہ ہوں گے (۱۵۹) تو ہم نے یہودیوں کے ظلموں کے سبب (بہت سی) پاکیزہ چیزیں جو ان کو حلال تھیں حرام کر دیں۔ اور اس سبب سے بھی کہ وہ اکثر خدا کے رستے سے (لوگوں کو) روکتے تھے (۱۶۰) اور اس سبب سے بھی کہ باوجود منع کیے جانے کے سود لیتے تھے اور اس سبب بھی کہ لوگوں کا مال ناحق کھاتے تھے۔ اور ان میں سے جو کافر ہیں ان کیلئے ہم نے درد دینے والا عذاب تیار رکھا ہے (۱۶۱)

تفسیر سورة النساء آیات (۱۵۵) تا (۱۶۱)

(۱۵۵) چنانچہ معاہدہ کی عہد شکنی کی بنا پر جو ہم نے سزا دینی تھی وہ ان کو سزا دی اور رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کے انکار کی وجہ سے ان پر جزیہ مسلط کر دیا اور کیوں کہ انھوں نے انبیاء کرام کو ناحق قتل کیا، اس وجہ سے ہم نے ان کا خاتمہ کر دیا۔

اور وہ جو یہ کہتے ہیں کہ ''ہمارے دل ہر ایک علم کے محفوظ برتن ہیں'' (یہ انکی خود فریبی ہے)، وہ آپ کے علم اور آپ کے کلام کو محفوظ نہیں کر سکتے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اللّٰہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کی تکذیب کی وجہ سے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے اس لیے عبداللّٰہ بن سلام اور ان کے ساتھیوں کے علاوہ اور کوئی ان میں سے اسلام قبول نہیں کرے گا۔

(۱۵۶۔۱۵۷۔۱۵۸) اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور انجیل کے انکار اور ان پر جھوٹے الزام کی وجہ سے ہم نے ان کو سؤر بنا دیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کے دعوے پر ان کے ساتھی قطیانوس کو ہلاک کر دیا، قطیانوس کے سامنے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مشابہ ایک شخص ہو گیا، اس نے اس کو قتل کر دیا، ان کے پاس تو ان کے قتل کا شبہ بھی نہیں یقیناً انھوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل نہیں کیا، اللّٰہ تعالیٰ اپنے دشمنوں سے انتقام لینے میں بڑے زبردست ہیں اور ساتھ ہی حکیم بھی ہیں کس طرح اپنے نبی کو حفاظت کے ساتھ آسمان پر اٹھا لیا اور ان کے دشمن کو ہلاک کر دیا۔

(۱۵۹) نیز جب حضرت عیسیٰؑ دوبارہ اتریں گے، اس وقت بھی جو یہودی موجود ہوں گے وہ اس بات کی تصدیق کریں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے دن ان پر گواہی دیں گے۔

(۱۶۰۔۱۶۱) اور ان یہودیوں کے ظلم کرنے اور دین خداوندی سے روکنے اور سود کو حلال سمجھنے کی وجہ سے اللہ ان پر ناراض ہے حالاں کہ توریت میں ان تمام امور کی صراحتاً ممانعت کردی گئی تھی اور پھر مزید یہ کہ ظلم اور رشوت کے ذریعے لوگوں کا مال کھانے کی وجہ سے وہ پاکیزہ چیزیں جو تمہارے لیے حلال تھیں اللہ کی طرف سے حرام کر دی گئیں جیسا کہ چربیاں، اونٹ کا گوشت اور اس کا دودھ وغیرہ۔

اور ان یہودیوں کے لیے ایسا عذاب ہے کہ اس کی شدت ان کے دلوں تک سرایت کر جائے گی۔



لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِى الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيْهِمْ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۶۲﴾ اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَعِيْسٰى وَاَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ وَهٰرُوْنَ وَسُلَيْمٰنَ وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ﴿۱۶۳﴾ وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا ﴿۱۶۴﴾

مگر جو لوگ ان میں سے علم میں پکے ہیں اور جو مومن ہیں وہ اس (کتاب) پر جو تم پر نازل ہوئی اور جو (کتابیں) تم سے پہلے نازل ہوئیں (سب پر) ایمان رکھتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور خدا اور روز آخرت کو مانتے ہیں۔ ان کو ہم عنقریب اجر عظیم دیں گے (۱۶۲) (اے محمد ﷺ) ہم نے تمہاری طرف اسی طرح وحی بھیجی ہے جس طرح نوحؑ اور ان سے پچھلے پیغمبروں کی طرف بھیجی تھی۔ اور ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ اور اسحٰقؑ اور یعقوبؑ اور اولادِ یعقوبؑ اور عیسیٰؑ اور ایوبؑ اور یونسؑ اور ہارونؑ اور سلیمانؑ کی طرف بھی ہم نے وحی بھیجی تھی اور داؤد کو ہم نے زبور بھی عنایت کی تھی (۱۶۳) اور بہت سے پیغمبر ہیں کہ جن کے حالات ہم تم سے پیشتر بیان کر چکے ہیں اور بہت سے پیغمبر ہیں جن کے حالات تم سے بیان نہیں کیے۔ اور موسیٰ سے تو خدا نے باتیں بھی کیں (۱۶۴)

تفسير سورة النساء آيات (١٦٢) تا (١٦٤)

(۱۶۲) لیکن جو اہل علم توریت کا صحیح علم رکھتے ہیں جیسا کہ عبداللّٰہ بن سلام اور ان کے ساتھی وہ قرآن کریم اور تمام کتب سماویہ پر ایمان لاتے ہیں اور ان کا اقرار کرتے ہیں، اگرچہ دوسرے یہودی اس کا اقرار نہ کریں۔

اور تمام مومن قرآن کریم اور تمام آسمانی کتب کا اقرار کرتے ہیں اور پانچوں نمازوں کو ادا کرتے اور اپنے مالوں کی زکوٰۃ دیتے ہیں، نیز تمام آسمانی کتب اور قرآن کریم پر ایمان کے ساتھ ساتھ اللّٰہ تعالیٰ اور بعث بعد الموت پر بھی ایمان رکھتے ہیں اگرچہ یہود اس کا اقرار نہ کریں اور ہم ایسے اہل ایمان کو جنت میں اجرِ عظیم عطا فرمائیں گے۔

(۱۶۳) ہم نے آپ کے پاس بذریعہ جبریل امین قرآن کریم بھیجا ہے جیسا کہ نوح علیہ السلام کے بعد اور انبیاء کے پاس اور ابراہیم علیہ السلام کے پاس بھی جبریل امین کو اور اسی طرح اولاد یعقوب کے پاس بھی وحی بھیجی ہے۔

شانِ نزول: اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ (الخ)

ابن اسحاقؒ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ عدی بن زید نے کہا ہمیں نہیں معلوم کہ اللّٰہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد کسی اور شخص پر کوئی چیز نازل کی ہے، اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

(۱۶۴) اور ان انبیاء کرام علیہم السلام کے پاس بھی جن کا اس سورت سے پہلے ہم آپ کو نام بتا چکے ہیں اور ان تمام رسولوں کو ہم نے اس لیے بھیجا ہے تاکہ مومنوں کو جنت کی خوشخبری سنا دیں اور کافروں کو دوزخ کے عذاب سے ڈرا دیں۔

رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝ لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَدْ ضَلُّوْا ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَظَلَمُوْا لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيْقًا ۝ اِلَّا طَرِيْقَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ؕ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝

(سب) پیغمبروں کو (خدا نے) خوشخبری سنانے والے اور ڈرانے والے (بنا کر بھیجا تھا) تاکہ پیغمبروں کے آنے کے بعد لوگوں کو خدا پر الزام کا موقع نہ رہے۔ اور خدا غالب حکمت والا ہے (۱۶۵) لیکن خدا نے جو (کتاب) تم پر نازل کی ہے اس کی نسبت خدا گواہی دیتا ہے کہ اس نے اپنے علم سے نازل کی ہے۔ اور فرشتے بھی گواہی دیتے ہیں اور گواہ تو خدا ہی کافی ہے (۱۶۶) جن لوگوں نے کفر کیا اور (لوگوں کو) خدا کے رستے سے روکا وہ رستے سے بھٹک کر دور جا پڑے (۱۶۷) جو لوگ کافر ہوئے اور ظلم کرتے رہے خدا ان کے بخشنے والا نہیں اور نہ انہیں رستہ ہی دکھائے گا (۱۶۸) ہاں دوزخ کا رستہ جس میں وہ ہمیشہ (جلتے) رہیں گے اور یہ (بات) خدا کو آسان ہے (۱۶۹) لوگو! خدا کے پیغمبر تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے حق بات لے کر آئے ہیں تو (ان پر) ایمان لاؤ (یہی) تمہارے حق میں بہتر ہے۔ اور اگر کفر کرو گے تو (جان رکھو کہ) جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب خدا ہی کا ہے اور خدا (سب کچھ) جاننے والا (اور) حکمت والا ہے (۱۷۰)

تفسیر سورۃ النساء آیات (۱۶۵) تا (۱۷۰)

(۱۶۵) رسولوں کو لوگوں کی طرف اس لیے بھیجا ہے تاکہ وہ قیامت کے دن یہ عذر پیش نہ کریں کہ رسولوں کو ہمارے پاس کیوں نہیں بھیجا جو انبیاء کرام کی تبلیغ پر لبیک نہ کہے، حالانکہ اللہ نے لوگوں کو انبیاء کی دعوت کو قبول کرنے کا حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس انکار رسل پر نافرمانوں سے انتقام لینے میں بہت زبردست اور حکیم ہیں۔

(۱۶۶) اہل مکہ نے کہا کہ ہم نے اہل کتاب سے آپ ﷺ کے متعلق دریافت کیا تھا تو کسی نے بھی آپ کے نبی مرسل ہونے کی شہادت نہیں دی۔ اللہ تعالیٰ ان یہود و نصاریٰ کی تردید میں فرماتے ہیں کہ اگرچہ جبریل امین کے ذریعے سے نزول قرآن کی کوئی گواہی ہی کیوں نہ دے مگر اللہ تعالیٰ کی حضور ﷺ کے رسول برحق ہونے کی گواہی اس سے بھی بڑھ کر اور کافی ہے۔

شان نزول: لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ (الخ)

ابن اسحاقؒ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ یہودیوں کی ایک جماعت رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں گئی، آپ نے ان سے فرمایا اللہ کی قسم تم یہ اچھی طرح جانتے ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں وہ بولے ہم نہیں جانتے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، یعنی اللہ تعالیٰ اس بات کی گواہی دے رہے ہیں۔

(١٦٧۔١٦٨۔١٦٩) جو لوگ اس کے بعد بھی رسول اکرم ﷺ اور قرآن حکیم کا انکار کرتے ہیں اور لوگوں کو دین الٰہی اور اطاعت خداوندی سے روکتے ہیں تو وہ ہدایت سے بہت دور ہیں اور جو لوگ کفر اور شرک میں مبتلا ہیں تو جب تک وہ اپنی ان باتوں پر قائم رہیں گے تو اللّٰہ تعالیٰ نہ ان کی مغفرت فرمائے گا اور نہ ہدایت کے راستہ کی جانب ان کی رہنمائی فرمائے گا وہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے نہ تو وہاں ان کو موت آئے گی اور نہ وہ اس جہنم سے نکالے جائیں گے اور یہ عذاب دینا اللّٰہ تعالیٰ پر بہت آسان ہے۔

(١٧٠) خصوصاً مکہ والو! رسول اکرم ﷺ تمہارے لئے توحید اور قرآن پاک لے کر آئے ہیں، تمہاری پچھلی حالت جاہلیت کی گمراہی کے مقابلے میں سے آپ کی اور قرآن ہدایت کی تصدیق کرنا تمہارے لیے بہتر ہے اور اگر تم حضور اکرم ﷺ اور قرآن کریم کا انکار کر بھی دو تو یاد رکھو! یہ سب رسول اللہ ﷺ اور اہل ایمان اللّٰہ تعالیٰ کے حکم کے غلام ہیں، وہ رب کریم ایماندار اور غیر ایماندار سے بخوبی واقف ہیں اور اس بات کا حکم دینے میں کہ اس کے علاوہ کسی اور کی عبادت نہ کی جائے وہ از حد حکیم ہیں۔

يَاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ اَلْقٰهَا اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ سُبْحٰنَهٗ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝ لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا ۝

اے اہل کتاب اپنے دین (کی بات) میں حد سے نہ بڑھو اور خدا کے بارے میں حق کے سوا کچھ نہ کہو۔ مسیح (یعنی) مریم کے بیٹے عیسیٰ (نہ خدا تھے نہ خدا کے بیٹے بلکہ) خدا کے رسول اور اس کا کلمہ (بشارت) تھے جو اس نے مریم کی طرف بھیجا تھا اور اس کی طرف سے ایک روح تھے۔ تو خدا اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ۔ اور (یہ) نہ کہو (کہ خدا) تین ہیں (اس اعتقاد سے) باز آؤ کہ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔ خدا ہی معبود واحد ہے۔ اور اس سے پاک ہے کہ اس کے اولاد ہو۔ جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب اسی کا ہے۔ اور خدا ہی کارساز کافی ہے (١٧١) مسیح اس بات سے عار نہیں رکھتے کہ خدا کے بندے ہوں اور نہ مقرب فرشتے (عار رکھتے ہیں) اور جو شخص خدا کا بندہ ہونے کو موجب عار سمجھے اور سرکشی کرے تو خدا سب کو اپنے پاس جمع کر لے گا (١٧٢)

تفسیر سورة النساء آیات (١٧١) تا (١٧٣)

(١٧١) یہ آیات نجران کے عیسائیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہیں، ان میں سے نسطوریہ فرقہ اس بات کا دعویدار تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابن اللّٰہ ہیں اور یعقوبیہ فرقہ کہتا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللّٰہ ہیں اور مرقوسیہ کا عقیدہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام ثالث ثلاثہ ہیں اور ملکانیہ گروہ یہ کہتا تھا یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور خدا دونوں آپس میں شریک ہیں۔

چنانچہ اللّٰہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حد سے باہر مت نکلو یہ چیزیں صحیح نہیں، کیوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو صرف

اللہ تعالیٰ کے ایک کلمہ کی پیدایش ہیں اور اسکے حکم سے معجزاتی طور پر بغیر باپ کے پیدا ہوئے ہیں۔

اے اہل کتاب! تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور تمام رسولوں پر ایمان لاؤ ولد، والد اور زوجہ تینوں کو خدا مت کہو، اپنی مشرکانہ باتوں سے باز رہو اور اللہ کے حضور سچی توبہ کرو۔ یہی چیز تمہارے لیے بہتر ہے، حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تو حدہٗ لاشریک ہیں، نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ اس کی خدائی میں کوئی شریک ہے۔

اس کی ذات ان تمام چیزوں سے پاک ہے، وہ تمام مخلوق کا اللہ ہے اور ان مشرکانہ خرافات سے نمٹنے کے لئے کافی ہے۔

(۱۷۲) حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی عبودیت کا اقرار کرنے میں ہرگز عار نہیں کریں گے، عیسائیوں نے کہا تھا محمد ﷺ آپ جو بیان کرتے ہیں یہ ہم لوگوں کے لیے عار ہے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ اس چیز میں کوئی عار نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں اور فرشتے بھی اللہ تعالیٰ کی عبودیت کا اقرار کرنے میں عار نہیں کرتے۔

اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی عبودیت کا اقرار کرنے سے عار اور ایمان لانے سے تکبر کرے تو ہم قیامت کے روز مومن و کافر سب کو جمع کریں گے۔ (اور مومنوں کو کافروں کا انجام دکھا دیں گے)

فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَیُوَفِّیْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَیَزِیْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۚ وَاَمَّا الَّذِیْنَ اسْتَنْكَفُوْا وَاسْتَكْبَرُوْا فَیُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ۙ وَّلَا یَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیْرًا ۝ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا ۝ فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَیُدْخِلُهُمْ فِیْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ ۙ وَّیَهْدِیْهِمْ اِلَیْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِیْمًا ۝

تو جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے وہ ان کو ان کا پورا بدلہ دے گا اور اپنے فضل سے (کچھ) زیادہ بھی عنائیت کرے گا۔ اور جنہوں نے (بندہ ہونے سے) عار و انکار اور تکبر کیا ان کو وہ تکلیف دینے والا عذاب دے گا اور وہ خدا کے سوا اپنا حامی اور مددگار نہ پائیں گے (۱۷۳) لوگو! تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس دلیل (روشن) آ چکی ہے اور ہم نے (کفر اور ضلالت کا اندھیرا دور کرنے کو) تمہاری طرف چمکتا ہوا نور بھیج دیا ہے (۱۷۴) پس جو لوگ خدا پر ایمان لائے اور اس (کے دین کی رسی) کو مضبوط پکڑے رہے انکو وہ اپنی رحمت اور فضل کے بہشتوں میں داخل کرے گا۔ اور اپنی طرف (پہنچنے کا) سیدھا رستہ دکھائے گا (۱۷۵)

تفسیر سورۃ النساء آیات (۱۷۳) تا (۱۷۵)

(۱۷۳۔۱۷۴) سو جنھوں نے ایمان کے ساتھ حقوق اللہ کی پوری بجا آوری کی ہوگی تو ہم ان کو جنت میں کامل ثواب عطا کریں گے اور اپنے فضل سے اور بھی زیادہ عطا کریں گے اور جن لوگوں نے رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان

لانے میں عار اور تکبر کیا تو ہم ان کو ایسی دردناک سزا دیں گے کہ نہ کوئی رشتہ دار اس وقت انکے کام آئے گا اور نہ کوئی یار وتعلق دار ہی عذاب الٰہی سے بچائے گا۔

(۱۷۵) اے اہل مکہ تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی جانب سے رسول اکرم ﷺ تشریف لا چکے ہیں اور ان پر ہم نے ایسی کتاب بھیجی ہے جو حلال وحرام کو واضح طور پر بیان کرنے والی ہے۔

لہٰذا جو حضرات ان پر ایمان لائے اور توحید خداوندی کے سختی سے قائل ہوئے، ہم ان کو اپنے فضل سے جنت میں داخل کریں گے۔ اور دنیا میں ان کو سیدھی راہ پر قائم رکھیں گے یا یہ کہ دنیا میں ان کو ایمان پر ثابت قدم رکھیں گے اور آخرت میں جنت میں داخل کریں گے۔

يَسْتَفْتُوْنَكَ ؕ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِى الْكَلٰلَةِ ؕ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗۤ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ وَهُوَ يَرِثُهَاۤ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ ؕ فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ؕ وَاِنْ كَانُوْۤا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۷۶﴾ ع ۲۴

(اے پیغمبر) لوگ تم سے (کلالہ کے بارے میں) حکم (خدا) دریافت کرتے ہیں۔ کہہ دو کہ خدا کلالہ کے بارے میں یہ حکم دیتا ہے کہ اگر کوئی ایسا مرد مر جائے جس کے اولاد نہ ہو (اور نہ ماں باپ) اور اس کے بہن ہو تو اس کو بھائی کے ترکے میں سے آدھا حصہ ملے گا اور اگر بہن مر جائے اور اس کے اولاد نہ ہو تو اس کے تمام مال کا وارث بھائی ہوگا۔ اور اگر (مرنے والے بھائی کی) دو بہنیں ہوں تو دونوں کو بھائی کے ترکے میں سے دو تہائی۔ اور اگر بھائی اور بہن یعنی مرد اور عورتیں ملے جلے وارث ہوں تو مرد کا حصہ دو عورتوں کے حصے کے برابر ہے (یہ احکام) خدا تم سے اس لئے بیان فرماتا ہے کہ بھٹکتے نہ پھرو اور خدا ہر چیز سے واقف ہے (۱۷۶)

تفسیر سورة النساء آيت (۱۷۶)

(۱۷۶) یہ آیت جابر بن عبداللّٰہ ؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے انھوں نے رسول اکرم ﷺ سے دریافت کیا تھا یا رسول اللّٰہ میری ایک بہن ہے اس کے مرنے پر مجھے کیا حصہ ملے گا، اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیتِ میراث نازل فرمائی کہ محمد ﷺ آپ سے کلالہ کی میراث کے بارے میں دریافت کرتے ہیں۔

اللّٰہ تعالیٰ تمہارے سامنے کلالہ کی میراث بیان فرماتا ہے، کلالہ وہ ہے۔ جس کے نہ اولاد ہو اور نہ ماں باپ ہوں۔ اگر کوئی شخص مر جائے جس کے نہ اولاد ہو اور نہ ماں باپ ہو اور ایک عینی یا علاتی بہن ہو تو اس بہن کو مرنے والے کے کل ترکہ میں سے آدھا ملے گا اور اگر یہ کلالہ بہن مر جائے تو وہ شخص اس بہن کے تمام ترکہ کا وارث ہوگا۔

اور اگر علاتی یا عینی دو بہنیں ہوں تو ان کو مرنے والے کے کل ترکہ میں سے دو تہائی ملیں گے اور اگر اس کلالہ کے چند عینی یا علاتی بھائی بہن ہوں تو پھر میراث کی تقسیم اس طرح ہوگی کہ بھائی کو دہرا اور بہن کو اکہرا حصہ ملے گا (مگر عینی بھائی سے علاتی بہن بھائی سب ساقط ہو جاتے ہیں اور عینی بہن سے کبھی وہ ساقط ہو جاتے ہیں اور کبھی حصہ گھٹ

جاتا ہے)اور اللّٰہ تعالیٰ یہ چیزیں اس لیے بیان فرماتے ہیں تاکہ تم میراث وغیرہ کی تقسیم میں غلطی نہ کرو اور وہ ان تمام باتوں کو جاننے والا ہے۔

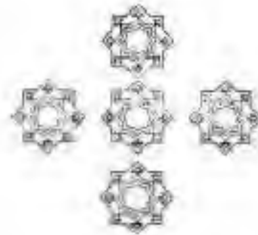
شانِ نزول: یَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ (الخ)

امام نسائی نے ابوالزبیر رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ میں بیمار ہوا تو رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللّٰہ ﷺ اپنی بہنوں کے لیے تہائی مال کی وصیت کرنا چاہتا ہوں، آپ نے فرمایا بہت اچھا ہے، پھر میں نے عرض کیا کہ آدھے مال کی وصیت کرنا چاہتا ہوں، آپ نے فرمایا بہت ہی اچھا ہے، اس کے بعد آپ باہر تشریف لے گئے پھر میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ میرا خیال ہے کہ تمہیں اس بیماری میں موت نہیں آئے گی اور تمہاری بہنوں کو جو حصہ ملنا چاہیے اس کے بارے میں اللّٰہ تعالیٰ نے حکم نازل فرمادیا اور وہ دوثلث ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ آیت ان کے بارے میں نازل ہوئی ہے یعنی لوگ آپ سے حکم دریافت کرتے ہیں، آپ فرمادیجیے کہ اللّٰہ تعالیٰ تمہیں کلالہ کے بارے میں حکم دیتا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں، اس سورت کے شروع میں جو حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا واقعہ بیان کیا گیا ہے، یہ اس کے علاوہ دوسرا واقعہ ہے۔ اور ابن مردویہؒ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے رسول اللّٰہ ﷺ سے دریافت کیا کہ کلالہ کی میراث کا کیا ہوگا، اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ لوگ آپ سے حکم دریافت کرتے ہیں الخ۔

جب تم اس سورت کی تمام آیات کے ان اسبابِ نزول پر غور کرو گے جو ہم نے بیان کیے ہیں تو اس قول کی تردید سے اچھی طرح واقف ہو جاؤ گے جو سورۂ نساء کو مکی سورت کہتا ہے۔ (یعنی یہ مدنی سورۃ ہے نہ کہ مکی)



سُوْرَۃُ الْمَآئِدَۃِ مَدَنِیَّۃٌ وَّهِیَ مِائَۃٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰیَۃً وَّسِتَّۃَ عَشَرَ رُکُوْعًا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ۬ؕ اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِیْمَةُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا یُتْلٰى عَلَیْكُمْ غَیْرَ مُحِلِّی الصَّیْدِ وَ اَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَحْكُمُ مَا یُرِیْدُ ۝ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآىِٕرَ اللّٰهِ وَ لَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَ لَا الْهَدْیَ وَ لَا الْقَلَآىِٕدَ وَ لَاۤ آٰمِّیْنَ الْبَیْتَ الْحَرَامَ یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رِضْوَانًا ؕ وَ اِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا ؕ وَ لَا یَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا ۘ وَ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَ التَّقْوٰى ۪ وَ لَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ ۪ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ۝

سُوْرَۃُ الْمَآئِدَۃِ مَدَنِیَّۃٌ وَّهِیَ مِائَۃٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰیَۃً وَّسِتَّۃَ عَشَرَ رُکُوْعًا

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اے ایمان والو اپنے اقراروں کو پورا کرو۔ تمہارے لئے چار پائے جانور (جو چرنے والے ہیں) حلال کر دیئے گئے ہیں۔ بجز ان کے جو تمہیں پڑھ کر سنائے جاتے ہیں۔ مگر احرام (حج) میں شکار کو حلال نہ جاننا۔ خدا جیسا چاہتا ہے حکم دیتا ہے (۱) مومنو! خدا کے نام کی چیزوں کی بےحرمتی نہ کرنا اور نہ ادب کے مہینے کی اور نہ قربانی کے جانوروں کی اور نہ ان جانوروں کی (جو خدا کی نذر کر دیئے گئے ہوں اور) جن کے گلوں میں پٹے بندھے ہوں اور نہ ان لوگوں کی جو عزت کے گھر (یعنی بیت اللہ) کو جا رہے ہوں (اور) اپنے پروردگار کے فضل اور اس کی خوشنودی کے طلبگار ہوں۔ اور جب احرام اتار دو تو (پھر اختیار ہے کہ) شکار کرو۔ اور لوگوں کی دشمنی اس وجہ سے کہ انہوں نے تم کو عزت والی مسجد سے روکا تھا تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم ان پر زیادتی کرنے لگو (دیکھو) نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو۔ اور گناہ اور ظلم کی باتوں میں مدد نہ کیا کرو اور خدا سے ڈرتے رہو۔ کچھ شک نہیں کہ خدا کا عذاب سخت ہے (۲)

تفسیر سورة المائدة آیات (۱) تا (۲)

یہ سورۃ مدنی ہے اس میں ایک سو بیس آیات اور سولہ رکوع ہیں۔

(۱) ان عہدوں کو پورا کرو جو تمہارے اور اللہ تعالیٰ کے یا لوگوں کے درمیان ہیں۔

تمہارے لیے خشکی کے شکار مثلاً نیل گائے، جنگلی گدھا اور ہرن وغیرہ حلال کیے گئے ہیں، ماسوا ان جانوروں کے جو کہ تم پر اس سورت میں حرام کیے گئے ہیں مگر اس شکار کو احرام یا حرم میں حلال مت سمجھنا جس کو اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں، حل و حرم میں حلال اور حرام کرتے ہیں۔

(۲) تمام آداب اور مناسک حج کو اپنے لئے حلال مت کرو اور نہ بے ادبی کرو حرمت والے مہینے کی اور نہ اس قربانی کے جانور کو پکڑو جو بیت اللہ روانہ کیا جا رہا ہے اور حرمت والے مہینے آنے کے لیے جن جانوروں کے گلے میں پٹے پڑے ہوئے ہیں ان کو بھی مت پکڑو اور نہ ان لوگوں کو تنگ کرو جو بیت اللہ کے ارادہ سے جا رہے ہوں اور وہ یمامہ کے حاجی بکر بن وائل کی قوم اور شریع بن ضبیعہ کے تاجر ہیں اور وہ تجارت کے ذریعے روزی اور حج کی وجہ سے اپنے رب کی رضا کے طالب ہوں یا یہ کہ وہ تجارت کے ذریعے اپنے رب کے فضل اور رضا کے طالب ہوں اور جس وقت تم ایام تشریق کے بعد حرم سے باہر آ جاؤ تو اگر چاہو تو خشکی کے شکار کر لو اور ایسا نہ ہو کہ تمہیں مکہ والوں سے اس وجہ

سے بغض ہو کہ تمہیں انھوں نے حدیبیہ کے سال روک دیا تھا اگر اسطرح ہوا تو تمہارا یہ رویہ بکر بن وائل کے حاجیوں پر ظلم وزیادتی کا باعث نہ بن جائے۔

اطاعت خداوندی اور گناہ چھوڑنے پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور حد سے تجاوز کرنے پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو اور بکر بن وائل کے حاجیوں پر ظلم کرنے میں بھی کسی کا ساتھ نہ دو اور جن باتوں کا اللّٰہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے اور جن باتوں سے منع فرمایا ہے اس میں اللّٰہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔

جو اوامر خداوندی کو نظر انداز کرے، اللّٰہ تعالیٰ اس کو سخت سزا دیتے ہیں۔

شان نزول: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا (الخ)

ابن جریرؒ نے عکرمہؒ سے روایت کیا ہے کہ حاطم بن بکر ہندی مدینہ منورہ میں ایک قافلہ کے ساتھ غلہ لے کر آئے، اسے بیچ کر رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے بیعت کی اور اسلام قبول کیا جب وہ وہاں سے چلے تو آپ نے اس کی طرف دیکھا اور آپ کے پاس جو حضرات بیٹھے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ یہ میرے پاس اس فاجر کی صورت لے کر آیا اور عہد شکن کی پشت کے ساتھ واپس گیا، چنانچہ جب وہ یمامہ پہنچا تو مرتد ہو گیا اس کے بعد ماہ ذی قعدہ میں ایک قافلہ کے ساتھ غلہ لے کر مکہ مکرمہ کے ارادہ سے نکلا، جب صحابۂ کرام کو اس کی آمد کی اطلاع ملی تو مہاجرین اور انصار کی ایک جماعت نے اس کے قافلہ پر چھاپہ مارنے کا ارادہ کیا، اس کے متعلق اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی اے مومنو اللّٰہ کی نشانیوں کی بے حرمتی مت کرو تو اس ہدایت کے آنے پر صحابہ کرام رک گئے کیونکہ صحابہ حکم الٰہی کے پابند تھے۔ نیز سدی سے بھی اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

(لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

شان نزول: وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے زید بن اسلم ؓ سے روایت کیا ہے کہ جب رسول اللّٰہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ کو مشرکین مکہ نے بیت اللّٰہ آنے سے روکا تھا، آپ مقام حدیبیہ میں تھے، سب پر یہ چیز بہت گراں گزری تھی۔

اتنے میں مشرق والوں کے مشرکین کا ایک گروہ عمرہ کے ارادہ سے ان کے پاس سے گزرا، اس پر صحابہ کرام ؓ بولے کہ ہم بھی ان لوگوں کو روکتے ہیں، جیسا کہ ہمیں روک دیا گیا، تب اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

(لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)



حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۞ يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ فَكُلُوْا مِمَّآ اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۞

تم پر مرا ہوا جانور اور (بہتا) لہو اور سؤر کا گوشت اور جس چیز پر خدا کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے اور جو جانور گلا گھٹ کر مر جائے اور جو چوٹ لگ کر مر جائے اور جو گر کر مر جائے اور جو سینگ لگ کر مر جائے یہ سب حرام ہیں اور وہ جانور بھی جس کو درندے پھاڑ کھائیں۔ مگر جس کو تم (مرنے سے پہلے) ذبح کر لو اور وہ جانور بھی جو تھان پر ذبح کیا جائے اور یہ بھی کہ پاسوں سے قسمت معلوم کرو یہ سب گناہ (کے کام) ہیں۔ آج کافر تمہارے دین سے ناامید ہو گئے ہیں تو ان سے مت ڈرو اور مجھی سے ڈرتے رہو۔ (اور) آج ہم نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کر دیں اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا ہاں جو شخص بھوک میں ناچار ہو جائے (بشرطیکہ) گناہ کی طرف مائل نہ ہو تو خدا بخشنے والا مہربان ہے (۳) تم سے پوچھتے ہیں کہ کون کون سی چیزیں ان کے لئے حلال ہیں (ان سے) کہہ دو کہ سب پاکیزہ چیزیں تم کو حلال ہیں اور وہ (شکار) بھی حلال ہے جو تمہارے لئے ان شکاری جانوروں نے پکڑا ہو جن کو تم نے سدھار کھا ہو اور جس (طریق) سے خدا نے تمہیں (شکار کرنا) سکھایا ہے (اس طریق سے) تم نے ان کو سکھایا ہو تو جو شکار وہ تمہارے لئے پکڑ رکھیں اس کو کھا لیا کرو اور (شکاری جانوروں کو چھوڑتے وقت) خدا کا نام لے لیا کرو اور خدا سے ڈرتے رہو۔ بے شک خدا جلد حساب لینے والا ہے (۴)

تفسیر سورۃ المائدۃ آیات (۳) تا (٤)

(۳) اللہ کی طرف سے جو جانور حلال کیے گئے ہیں، ان میں سے مردار جانوروں کا گوشت کھانا تم پر حرام کر دیا گیا ہے اور بہتا ہوا خون بھی اور جو جانور دانستہ (ارادے سے) غیر اللّٰہ کے نام پر ذبح کیا گیا ہو اور وہ جانور جو گلا گھٹنے سے مر جائے اور وہ جانور جو لکڑی کی زد سے مر جائے اور وہ جانور جو پہاڑ سے گر کر یا کنوئیں میں گر کر مر جائے اور وہ جانور جو کسی کی ٹکر سے مر جائے اور جو کسی جانور کے پکڑنے سے مر جائے البتہ جن کو دم نکلنے سے پہلے شریعت کے مطابق ذبح کر ڈالو اور جو جانور غیر اللّٰہ کے مقامات پر ذبح کیا جائے اور وہ گوشت بھی حرام ہے جو بذریعہ قرعہ کے تیروں کے تقسیم کیا جائے اور یہ معنی بھی بیان کیے گئے ہیں کہ ان تیروں سے فال نکالنا حرام کر دیا گیا ہے، کیوں کہ ان کی ایک طرف لکھا ہوا تھا، کہ میرے پروردگار نے اس چیز کا حکم دیا اور دوسری طرف اس کی ممانعت تھی، یہ کفار اپنے کاموں میں ان تیروں سے فال نکالا کرتے تھے، اللّٰہ تعالیٰ نے اس سے منع فرما دیا کہ ان گناہ کے کاموں اور حرام چیزوں کا ارتکاب اللہ کی نافرمانی ہے اور ان امور شرک کو حلال سمجھنا کفر ہے۔

حج اکبر یعنی حجۃ الوداع کے دن کفار مکہ تمہارے دین (اسلام) کے مغلوب ہوکر ان کے دین (کفر وشرک) کی طرف لوٹ آنے سے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے مایوس اور ناامید ہو گئے۔

لہٰذا رسول اکرم ﷺ کی اطاعت اور کفار کی مخالفت میں ان سے مت ڈرو بلکہ رسول اکرم ﷺ کے دین اور آپ کی اتباع کے ترک کرنے اور کفار کی موافقت کرنے میں مجھ (اللہ ہی) سے ڈرو۔

حج اکبر کے دن میں نے تمہارے دین کے تمام احکامات حلال وحرام اوامر ونواہی کو ہر ایک طریقہ سے کامل کر دیا، آج کے بعد تمہارے ساتھ میدان عرفات، منیٰ اور طواف اور صفا ومروہ کی سعی میں کوئی مشرک نہیں ہوگا اور اسلام کو تمہارے لیے منتخب کر لیا۔

(اب اس حوالے سے ضمناً حلال وحرام کا بیان ہو رہا ہے) البتہ جو بھوک کی شدت میں ضرورت کی وجہ سے مردار کھانے پر مجبور ہو جائے اس حال میں کہ گناہ کی طرف یا بغیر مجبوری کے کھانے کی طرف اس کا ارادہ نہ ہو اور وہ اس حالت اضطراب میں کچھ کھالے تو اللہ تعالیٰ معاف فرمانے والے ہیں اور رحیم ہیں کہ اس نے ضرورت کے مطابق کھانے کی اجازت دی ہے۔

شانِ نزول: حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ (الخ)

ابن مندہؒ نے ''کتاب الصحابہ'' میں بواسطہ عبداللہ، جبلہ، حان بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور میں ایک ہانڈی کے نیچے آگ جلا رہا تھا جس میں مردار کا گوشت تھا، اللہ تعالیٰ نے مردار کے گوشت کی حرمت نازل فرمائی تو، میں نے فوراً ہانڈی پھینک دی۔ (یہ تھا صحابہ کرام کا اطاعتِ الٰہی کا والہانہ جذبہ)۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۴) اے محمد ﷺ زید بن مہلل طائی اور عدی بن حاتم طائی یہ دونوں شکاری تھے، شکار کے بارے میں آپ سے دریافت کرتے ہیں، آپ فرما دیجیے کہ کل حلال جانور ذبح شدہ اور جن شکاری جانوروں کی تم اس طرح سکھلائی کرو جیسا کہ تمہیں اللہ تعالیٰ نے تعلیم دی ہے کہ جب کتا شکار کو پکڑے تو اس کو نہ کھائے۔

تو ایسے سکھلائے ہوئے کتے جو تمہارے لیے شکار پکڑ لائیں تو ان کو کھالو اور شکار کے ذبح کرنے یا کتے کے چھوڑنے پر اللہ کا نام بھی لیا کرو اور مردار کے کھانے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو، کیوں کہ وہ سخت عذاب دینے والے ہیں۔ یا یہ کہ جس وقت وہ حساب لیتے ہیں تو پھر بہت جلدی کر لیتے ہیں۔

شانِ نزول: يَسْـَٔلُوْنَكَ مَا ذَا اُحِلَّ لَهُمْ (الخ)

طبرانیؒ، حاکمؒ اور بیہقیؒ نے ابورافع سے روایت کیا ہے کہ جبریل امینؑ رسول اکرم ﷺ کے پاس تشریف لائے اور آپ ﷺ سے آنے کی اجازت طلب کی، آپ ﷺ نے اجازت دے دی مگر انھوں نے آنے میں کچھ تاخیر کی، اس کے بعد جبرائیل امینؑ نے آپ کی چادر مبارک پکڑی، آپ ﷺ باہر تشریف لائے، جبریل علیہ السلام دروازے پر کھڑے ہوئے تھے، آپ نے فرمایا ہم نے تو تمہیں اجازت دے دی تھی، انھوں نے فرمایا ٹھیک ہے، مگر ہم ایسے مکان میں داخل نہیں ہوتے، جس میں تصویر یا کتا ہو، آپ نے نظر دوڑائی تو حجرہ کے کونے میں کتے کا پلا تھا، آپ نے ابورافع کو حکم دیا کہ مدینہ منورہ میں کوئی کتا نہ چھوڑو، سب کو مار ڈالو۔

تو کچھ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ اس امت میں سے جس کے مار ڈالنے کا آپ نے حکم دیا ہے، کون سے کتے رکھنا ہمارے لیے حلال ہیں، اس پر آیت نازل ہوئی کہ لوگ آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ کون سے جانور ان کے لیے حلال ہیں۔

اور ابن جریرؒ نے عکرمہؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابورافع کو کتوں کے مار ڈالنے کے لیے بھیجا، وہ مارتے مارتے مدینہ کے نواح میں پہنچے، تو آپ کے پاس عاصم بن عدی اور سعد بن خثمہ اور عویمر بن ساعدہ آئے اور عرض کیا یارسول اللہ ان جانوروں میں سے کون سے ہمارے لیے حلال ہیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

نیز محمد بن کعب قرظی سے روایت کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے کتوں کے مار ڈالنے کا حکم دیا تو صحابہ ؓ نے دریافت کیا یارسول اللہ اس امت میں سے کون سی قسم کے جانور ہمارے لیے حلال ہیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

نیز شعبی کے طریق سے عدی بن حاتم سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص رسول اکرم ﷺ سے شکاری کتوں کا حکم دریافت کرنے کے لیے حاضر ہوا، آپ نے اس کو کچھ جواب نہ دیا یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی۔

اور ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے کہ عدی ابن حاتم طائی اور زید بن مہلل طائی نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا یارسول اللہ ﷺ ہم کتوں اور باز کے ذریعے سے شکار کرتے ہیں اور آل ذریح کے کتے، نیل گائے، جنگلی گدھے اور ہرنیوں کا شکار کر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے مردار کو حرام کر دیا ہے۔ اب ہمارے لیے ان میں سے کون سی چیزیں حلال ہیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)



اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ؕ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ ۪ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ ۫ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَاۤ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ وَلَا مُتَّخِذِيْۤ اَخْدَانٍ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ ۫ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۟ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ؕ وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ؕ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ؕ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۟ وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖۤ ۙ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ؗ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۟

آج تمہارے لئے سب پاکیزہ چیزیں حلال کر دیں گئیں اور اہل کتاب کا کھانا بھی تم کو حلال ہے اور تمہارا کھانا ان کو حلال ہے۔ اور پاک دامن مومن عورتیں اور پاک دامن اہل کتاب عورتیں بھی (حلال ہیں) جب کہ ان کا مہر دے دو۔ اور ان سے عفت قائم رکھنی مقصود ہو نہ کھلی بدکاری کرنی اور نہ چھپی دوستی کرنی۔ اور جو شخص ایمان کا منکر ہوا اس کے عمل ضائع ہو گئے۔ اور وہ آخرت میں نقصان پانے والوں میں ہو گا (۵) مومنو! جب تم نماز پڑھنے کا قصد کیا کرو تو منہ اور کہنیوں تک ہاتھ دھولیا کرو اور سر کا مسح کر لیا کرو اور ٹخنوں تک پاؤں (دھولیا کرو) اور اگر نہانے کی حاجت ہو تو (نہا کر) پاک ہو جایا کرو۔ اور اگر بیمار ہو یا سفر میں ہو یا کوئی تم میں سے بیت الخلا سے ہو کر آیا ہو یا تم عورتوں سے ہم بستر ہوئے ہو اور تمہیں پانی نہ مل سکے تو پاک مٹی لو اور اس سے منہ اور ہاتھوں کا مسح (یعنی تیمم) کر لو۔ خدا تم پر کسی طرح کی تنگی نہیں کرنا چاہتا بلکہ یہ چاہتا ہے کہ تمہیں پاک کرے اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کرے تاکہ تم شکر کرو (۶) اور خدا نے تم پر جو احسان کیے ہیں ان کو یاد کرو اور اس عہد کو بھی جس کا تم سے قول لیا تھا (یعنی) جب تم نے کہا تھا کہ ہم نے (خدا کا حکم) سن لیا اور قبول کیا۔ اور اللہ سے ڈرو۔ کچھ شک نہیں کہ خدا دلوں کی باتوں (تک) سے واقف ہے (۷)

تفسیر سورة المائدة آيات (۵) تا (۷)

(۵) حج اکبر کے دن تمام حلال جانور ذبح شدہ تمہارے لیے حلال کر دیے گئے اور اہل کتاب کا ذبیحہ بھی بشرطیکہ حلال جانور ہو تمہارے لیے حلال ہے، جیسا کہ تمہارے ذبح کیے ہوئے جانور ان کے لیے حلال ہیں، چنانچہ یہود و نصاریٰ مسلمانوں کا ذبیحہ کھاتے ہیں۔

اور آزاد مسلمان نیک عورتیں تمہارے لیے حلال اور اسی طرح اہل کتاب کی آزاد نیک عورتوں سے بھی تمہارے لیے شادی کرنا حلال ہے۔ جب کہ تم ان کے لیے رواج کے مطابق مہر مقرر کر دو اور دیکھو اس طریقہ سے کہ تم ان اہل کتاب کی عورتوں کو بیوی بناؤ یہ درست طریقہ ہے اسکے علاوہ نہ تو ان عورتوں کے ساتھ علانیہ زنا کرو اور نہ خفیہ تعلق قائم کرو۔

اگلی آیت اہل مکہ کی عورتوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے، انھوں نے مسلمان عورتوں پر فخر کیا تھا تو اللّٰہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ توحید کا منکر جنت کے ہاتھ سے نکل جانے اور دوزخ میں داخل ہونے کی وجہ سے سخت گھاٹے میں رہے گا۔

(۶) جب نماز کے وقت تم بے وضو ہو تو اللّٰہ تعالیٰ نے وضو کرنے کا طریقہ سکھلا دیا نیز اپنے پیروں کو بھی ٹخنوں سمیت دھوؤ اور غسل کی حاجت پر غسل کرلو۔

یہ آیت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی یعنی پانی کا استعمال نقصان دہ ہو یا زخم وغیرہ یا اس کے علاوہ پیشاب یا پاخانہ کی حاجت سے فارغ ہوا ہو یا ہم بستری کی ہو۔ اور پھر پانی میسر نہ ہو سکے تو دوضربوں کے ساتھ پاک مٹی سے تیمّم کرلو وہ اللّٰہ تمہیں تیمّم کے ذریعے حدث اصغر* اور حدثِ اکبر# سے پاک کرتا ہے اور تم پر اپنا انعام اس تیمّم اور اجازت کے ذریعے تام کرتا ہے تاکہ تم اللّٰہ تعالیٰ کے انعام اور اس کی سہولت عطا کرنے کا شکر ادا کرو۔

شانِ نزول: یٰٓاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا قُمۡتُمۡ اِلَی الصَّلٰوۃِ (الخ)

امام بخاریؒ نے بواسطہ عمرو بن حارث، عبدالرحمٰن بن قاسم رضی اللہ عنہ، حضرت عائشہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہا سے روایت نقل کی ہے، فرماتی ہیں کہ میرا ایک ہار گر گیا اور اس وقت ہم مدینہ منورہ آرہے تھے، رسول اکرم ﷺ نے اپنا اونٹ بٹھایا اور اونٹ سے اتر کر اپنا سر مبارک میری گود میں رکھ کر سو گئے۔

اتنے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور انھوں نے زور سے میرے ایک مکا مارا اور بولے تو نے ایک کی وجہ سے سب لوگوں کو روک دیا، اس کے بعد رسول اکرم ﷺ بیدار ہوگئے اور صبح کی نماز کا وقت آیا تو پانی کی تلاش ہوئی مگر پانی نہ ملا۔

اس پر یہ آیت اِذَا قُمۡتُمۡ سے تَشۡکُرُوۡنَ تک نازل ہوئی، اسید ان حضیر بولے، ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر والو! تمہاری وجہ سے اللّٰہ تعالیٰ نے لوگوں کو اتنی بڑی آسانی دی۔ (سبحان اللہ)

اور طبرانیؒ نے بواسطہ عباد بن عبداللّٰہ بن زبیر رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہا سے روایت نقل کی ہے، فرماتی ہیں کہ جب میرے ہار کا جو کچھ معاملہ ہونا تھا سو ہوا اور اصحاب افک نے جو کچھ موشگافیاں کرنی تھیں، سو انھوں نے کیں، میں رسول اکرم ﷺ کے ساتھ دوسرے جہاد کے لیے روانہ ہوئی، وہاں بھی میرا ہار گر گیا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

* چھوٹی ناپاکی جس سے وضو ٹوٹ جائے جیسے پاخانہ، پیشاب کا آنا، خون اور ہوا کا نکلنا وغیرہ

بڑی ناپاکی جس کے بعد غسل کرنا واجب اور ضروری ہو جاتا ہے جیسے جنابت، احتلام، حیض وغیرہ (مترجم)

اس کی تلاش میں رک گئے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے فرمایا اے لڑکی تو ہر ایک سفر میں لوگوں کے لیے پریشانی کا باعث بن جاتی ہے، تب اللّٰہ تعالیٰ نے تیمّم کی اجازت نازل فرمائی، پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو تو برکت والی ہے۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(دو ضروری فوائد)

1- امام بخاریؒ نے اس حدیث کو عمرو بن حارث کی روایت سے نقل کیا اور اس میں اس بات کی تصریح ہے کہ تیمّم کی آیت جو اس روایت میں مذکور ہے، وہ سورۂ مائدہ کی آیت ہے اور اکثر راویوں نے صرف اتنا بیان کیا ہے کہ تیمّم کی آیت نازل ہوئی اور یہ نہیں بیان کیا کہ کون سی آیت نازل ہوئی، حافظ ابن عبدالبر فرماتے ہیں کہ یہ بہت مشکل چیز ہے میرے پاس اس کا کوئی علاج نہیں کیوں کہ ہم نہیں سمجھ سکتے کہ حضرت عائشہؓ کا مقصد ان دونوں آیتوں میں سے کون سی آیت ہے اور ابن بطال فرماتے ہیں کہ یہ سورۂ نساء کی آیت ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ سورۂ مائدہ کی آیت، آیت وضو کے ساتھ مشہور ہے اور سورۂ نساء کی آیت میں وضو کا کوئی تذکرہ نہیں، اس بنا پر آیت تیمّم کے ساتھ یہی آیت خاص ہے اور واحدی نے اسباب النزول میں اس حدیث کو سورۂ نساء کی آیت کے ماتحت بھی روایت کیا ہے اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ امام بخاری جس طرف مائل ہوئے ہیں کہ یہ سورۂ مائدہ کی آیت ہے، وہ ہی چیز صحیح ہے کیوں کہ روایت مذکور میں اس کی تصریح ہے۔

2- حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ وضو اس آیت کے نازل ہونے سے قبل ہی فرض تھا اسی وجہ سے پانی کی عدم موجودگی میں صحابہ کرام نے اس آیت کے نزول کو زیادہ اہمیت دی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہؓ کو جو کچھ فرمایا سو ٹھیک ہے، ابن عبدالبر فرماتے ہیں، تمام اہل مغازی کے نزدیک یہ بات مسلم ہے کہ جس وقت سے نماز فرض ہوئی ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے کوئی بھی نماز بغیر وضو کے نہیں پڑھی اور اس چیز کا کوئی بیوقوف ہی انکار کرسکتا ہے۔

اور اس کے باوجود کہ وضو پر پہلے ہی سے عمل تھا مگر آیت وضو کے نازل کرنے میں یہ حکمت ہے کہ وضو کی فرضیت بھی قرآن کریم میں تلاوت کی جائے۔

اور دیگر حضرات نے فرمایا کہ یہ بھی احتمال ہے کہ وضو کی فرضیت کے ساتھ آیت وضو پہلے نازل ہو چکی ہو پھر بقیہ آیت جس میں تیمّم کا ذکر ہے وہ اس واقعہ میں نازل ہوئی ہو کہ پہلا ہی قول زیادہ صحیح ہے کیوں کہ وضو کی فرضیت نماز کی فرضیت کے ساتھ مکہ مکرمہ ہی میں فرض ہو چکی تھی اور یہ آیت مدنی ہے۔

(۷) اللّٰہ تعالیٰ اس احسان کو جو ایمان کے ذریعے تم پر ہوا ہے اور عہد کو جو میثاق کے دن تم سے لیا ہے محفوظ رکھو اور جن کاموں کا اللّٰہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا اور جن باتوں سے منع کیا ہے اس کی بجا آوری میں اللّٰہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ دلوں میں جو کچھ ہے، اس سے وہ بخوبی واقف ہیں۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ۫ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤى اَلَّا تَعْدِلُوْا ؕ اِعْدِلُوْا ۫ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۫ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَاۤ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْۤا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝

اے ایمان والو! خدا کے لیے انصاف کی گواہی دینے کے لئے کھڑے ہو جایا کرو۔ اور لوگوں کی دشمنی تم کو اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ انصاف چھوڑ دو۔ انصاف کیا کرو کہ یہی پرہیز گاری کی بات ہے اور خدا سے ڈرتے رہو۔ کچھ شک نہیں کہ خدا تمہارے سب اعمال سے خبردار ہے (۸) جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے ان سے خدا نے وعدہ فرمایا ہے کہ ان کیلئے بخشش اور اجر عظیم ہے (۹) اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہ جہنمی ہیں (۱۰) اے ایمان والو! خدا نے جو تم پر احسان کیا ہے اس کو یاد کرو۔ جب ایک جماعت نے ارادہ کیا کہ تم پر دست درازی کریں تو اس نے ان کے ہاتھ روک دیے اور خدا سے ڈرتے رہو۔ اور مومنوں کو خدا ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیے (۱۱)

تفسیر سورۃ المائدۃ آیات (۸) تا (۱۱)

(۸) اور عدل وانصاف پر جمے رہو اور شریح بن شرحبیل کا بغض تمہیں بکر بن وائل کے حاجیوں کے ساتھ ناانصافی پر آمادہ نہ کرے عدل وانصاف کرنا پرہیز گاروں کے لیے تقوی سے زیادہ قریب ہے اور عدل وظلم میں اللّٰہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو کیوں کہ وہ ان باتوں سے پوری طرح آگاہ ہیں۔

(۹۔۱۰) مومنین اور اہل اطاعت کے گناہوں کو اللّٰہ تعالیٰ دنیا میں معاف فرمائے گا اور جنت میں ان کو کامل ثواب عطا فرمائے گا اور رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کا انکار کرنے والے جہنمی ہیں۔

(۱۱) نیز رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان رکھنے والو! اللّٰہ تعالیٰ کے اس احسان کو جو اس نے تمہارے دشمنوں کو تم سے دور کر کے تم پر کیا ہے، یاد کرو جب کہ بنی قریظہ نے تم پر دست درازی کا ارادہ کیا تھا اور اوامر خداوندی سے ڈرتے رہو اور اہل ایمان پر یہ لازم ہے کہ وہ اللّٰہ تعالیٰ ہی پر توکل اور بھروسہ کریں۔

شان نزول: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ (الخ)

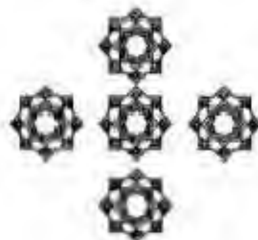
ابن جریر نے عکرمہ اور یزید بن ابی زیاد سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نکلے اور آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق ؓ، حضرت عثمان ؓ، حضرت علی ؓ، حضرت طلحہ ؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ تھے، حتیٰ کہ کعب بن اشرف اور بنی نضیر کے یہودیوں کے پاس پہنچے اور ان لوگوں سے ایک دیت کے بارے میں کچھ مدد کی

ضرورت تھی، یہ بد بخت یہودی بولے کہ آپ بیٹھو، ہم آپ کو کھانا کھلاتے ہیں اور جس ضرورت کے لیے آپ آئے ہیں، اسے بھی پورا کرتے ہیں، چنانچہ آپ بیٹھ گئے تو حیی بن اخطب نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اس موقع سے زیادہ اچھا موقع تمھیں کوئی نہیں ملے گا، العیاذ باللّٰہ آپ رسول ﷺ پر پتھر پھینک کر قتل کردو اور پھر ہمیشہ کی تکلیف ختم ہو جائے گی، چنانچہ وہ بہت بڑا پتھر آپ پر پھینکنے کے لیے لے کر آئے مگر اللّٰہ تعالیٰ نے اس پتھر کو ان کے ہاتھوں میں روکے رکھا یہاں تک کہ جبریل امینؑ آپ ﷺ کے پاس تشریف لائے اور آپ ﷺ کو اس جگہ سے اٹھالیا، اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ یعنی اس انعام کو بھی یاد کرو جو تم پر ہوا ہے جب کہ ایک قوم تم پر دست درازی کی فکر میں تھی الخ۔ نیز عبداللّٰہ بن ابی بکر ؓ، عاصم بن عمیر بن قتادہ، مجاہد، عبداللّٰہ بن کثیر، ابو مالک سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

اور قتادہ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ ہم سے بیان کیا گیا کہ یہ آیت رسول اللّٰہ ﷺ پر اس وقت نازل کی گئی کہ جب آپ کھجوروں کے ایک باغ میں بسلسلہء ایک جہاد تشریف فرما تھے تو بنوثعلبہ اور بنومحارب نے آپ پر حملہ کا ارادہ کیا، چنانچہ انھوں نے آپ ﷺ کی طرف ایک اعرابی کو روانہ کیا، آپ آرام گاہ پر سو رہے تھے، اعرابی نے تلوار نکال کر نبی علیہ السلام سے کہا کہ اب آپ ﷺ کو میرے ہاتھ سے کون بچا سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا اللّٰہ، تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی اور وہ آپ کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکا۔

اور ابونعیم نے دلائل نبوت میں بواسطہ حسن حضرت جابر بن عبداللّٰہ ؓ سے روایت نقل کی ہے کہ بنی محارب میں سے غورث بن حارث نامی ایک شخص نے کہا کہ تمہارے لیے العیاذ باللّٰہ رسول اکرم ﷺ کو قتل کرتا ہوں، چنانچہ وہ رسول اکرم ﷺ کے پاس آیا اور آپ کی تلوار آپ کی گود میں تھی، وہ کہنے لگا محمد ﷺ اپنی تلوار تو دکھایئے، آپ ﷺ نے فرمایا لو، چنانچہ اس نے تلوار لے کر سونت لی اور اس کو ہلا کر اپنے مکروہ ارادے کی تکمیل کرنا چاہی، اچانک اللّٰہ تعالیٰ نے اس کو منہ کے بل گرا دیا اس نے کہا کہ اے محمد ﷺ آپ مجھ سے نہیں ڈرتے، آپ نے فرمایا نہیں، اس نے پھر کہا کہ آپ مجھ سے نہیں ڈرتے حالاں کہ تلوار میرے ہاتھ میں ہے، آپ نے فرمایا نہیں، اللّٰہ تعالیٰ میری حفاظت فرمائے گا، اس کے بعد اس نے رسول اکرم ﷺ کو تلوار واپس کردی، تب یہ آیت نازل ہوئی۔

(لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)



وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۚ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا ۭ وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّىْ مَعَكُمْ ۭ لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿١٢﴾ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً ۚ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ ۙ وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۚ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰى خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿١٣﴾ وَمِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۠ فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۭ وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿١٤﴾

اور خدا نے بنی اسرائیل سے اقرار لیا اور ان میں ہم نے بارہ سردار مقرر کیے۔ پھر خدا نے فرمایا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ اگر تم نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے رہو گے اور میرے پیغمبروں پر ایمان لاؤ گے اور ان کی مدد کرو گے اور خدا کو قرض حسنہ دو گے تو میں تم سے تمہارے گناہ دور کردوں گا اور تم کو بہشتوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ پھر جس نے اس کے بعد تم میں سے کفر کیا وہ سیدھے رستے سے بھٹک گیا (۱۲) تو ان لوگوں کے عہد توڑ دینے کے سبب ہم نے ان پر لعنت کی اور ان کے دلوں کو سخت کر دیا۔ یہ لوگ کلمات (کتاب) کو اپنے مقامات سے بدل دیتے ہیں۔ اور جن باتوں کی ان کو نصیحت کی گئی تھی ان کا بھی ایک حصہ فراموش کر بیٹھے اور تھوڑے آدمیوں کے سوا ہمیشہ تم ان کی (ایک نہ ایک) خیانت کی خبر پاتے رہتے ہو۔ تو ان کی خطائیں معاف کردو اور (ان سے) درگزر کرو کہ خدا احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے (۱۳) اور جو لوگ (اپنے تئیں) کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ ہیں ہم نے ان سے بھی عہد لیا تھا مگر انہوں نے بھی اس نصیحت کا جو ان کو کی گئی تھی ایک حصہ فراموش کر دیا تو ہم نے ان کے باہم قیامت تک کے لیے دشمنی اور کینہ ڈال دیا۔ اور جو کچھ وہ کرتے رہے خدا عنقریب ان کو اس سے آگاہ کرے گا (۱۴)

تفسیر سورة المائدة آيات (١٢) تا (١٤)

(۱۲) بنی اسرائیل سے رسول اکرم ﷺ کی رسالت کے بارے میں توریت میں اقرار لیا گیا تھا کہ وہ اللّٰہ تعالیٰ ہی کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور بارہ قاصد یا بارہ سردار مقرر کیے تھے، ہر ایک قبیلہ کے لیے ایک سردار اور ان سرداروں سے اللّٰہ تعالیٰ نے یہ فرمادیا تھا کہ میری مدد تمہارے ساتھ ہے۔

اگر تم ان نمازوں کو جو میں نے تم پر فرض کی ہیں ادا کرتے رہو اور اپنے اموال کی زکوٰۃ دیتے رہو اور جو رسول تمہارے پاس آئیں، ان کی تصدیق کرتے رہو اور بذریعہ تلوار ان کے دشمنوں کے خلاف ان کی مدد کرتے رہو تو میں کبیرہ کے علاوہ صغیرہ گناہوں کو بھی معاف کردوں گا اور ایسے باغات میں داخل کروں گا، جہاں درختوں اور محلات کے

نیچے سے دودھ، شہد، پانی اور پاکیزہ شراب کی نہریں جاری ہوں گی جو اس اقرار اور عہد و پیمان کے بعد سرتابی کرے گا میں اس سے ناراض رہوں گا، چنانچہ پانچ سرداروں کے علاوہ سب راہ راست سے ہٹ گئے۔

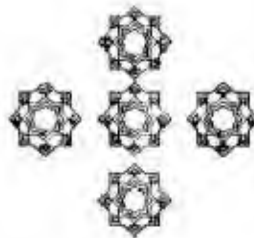
(۱۳) عہد شکنی کرنے والوں کی سزا کا ذکر فرماتے ہیں کہ ہم نے اس عہد شکنی کی بنا پر ان پر جزیہ کی سزا مسلط کر دی اور ان کے دلوں کو اتنا سخت کر دیا کہ ان میں نور ایمان ہی نہ رہا۔

چنانچہ رسول اکرم ﷺ کی نعت و صفت اور آیت رجم کا توریت میں ذکر ہونے کے باوجود وہ اس میں تبدیلی کرنے لگے اور توریت میں رسول اکرم ﷺ کی پیروی اور نعت و صفت کے اظہار کا جو حکم دیا گیا تھا اس حصہ کو بالکل بھلا دیا گیا۔

اے نبی کریم ﷺ یہ بنی قریظہ والے آپ ﷺ کے ساتھ جو خیانت کرتے اور آپ کی نافرمانی کرتے رہتے ہیں عماس کی آپ ﷺ کو اطلاع ہوتی رہتی ہے، ماسوا عبداللّٰہ بن سلام ؓ اور ان کے ساتھیوں کے آپ ﷺ ان سے درگزر کیجیے اور کسی قسم کی کوئی سختی نہ فرمائیے۔ (اللہ تعالیٰ ان سے خود ہی نمٹ لے گا)۔

(۱۴) نصاریٰ نجران یہ دعوے کرتے رہتے ہیں ہم نے ان سے بھی انجیل میں عہد لیا تھا کہ رسول اکرم ﷺ کی پیروی کریں گے اور آپ کی نعت و صفت کو بیان کریں گے اور اللّٰہ تعالیٰ ہی کی عبادت کریں گے، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے لیکن انھوں نے بھی جس چیز کا انھیں حکم دیا تھا، اس میں سے ایک بڑے حصے کو فراموش کر دیا۔

چنانچہ ہم نے یہود اور نصاریٰ کے درمیان یا اہل نجران کے نصاریٰ یعنی نسطوریہ، یعقوبیہ، سرقومیہ اور ملکانیہ کے درمیان قتل و ہلاکت اور دشمنی ڈال دی اور ان کی یہ مخالفت، خیانت اور عداوت و دشمنی اللّٰہ تعالیٰ ان کو روز قیامت جتلا دیں گے۔



يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ؕ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۙ يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۞ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ؕ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗ وَمَنْ فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا ؕ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ۞ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ ؕ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوْبِكُمْ ؕ بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ ؕ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ؗ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۞

اے اہل کتاب تمہارے پاس ہمارے پیغمبر (آخرالزماں) آ گئے ہیں کہ جو کچھ تم کتاب (الٰہی) میں سے چھپاتے تھے وہ اس میں سے بہت کچھ تمہیں کھول کھول کر بتا دیتے ہیں۔ اور تمہارے بہت سے قصور معاف کر دیتے ہیں۔ بے شک تمہارے پاس خدا کی طرف سے نور اور روشن کتاب آ چکی ہے (۱۵) جس سے خدا اپنی رضا پر چلنے والوں کو نجات کے رستے دکھاتا ہے اور اپنے حکم سے اندھیرے میں سے نکال کر روشنی کی طرف لے جاتا ہے اور ان کو سیدھے رستے پر چلاتا ہے (۱۶) جو لوگ اس بات سے قائل ہیں کہ عیسیٰ ابن مریم خدا ہیں وہ بے شک کافر ہیں۔ (ان سے) کہہ دو کہ اگر خدا عیسیٰ ابن مریم کو اور انکی والدہ کو اور جتنے لوگ زمین میں ہیں سب کو ہلاک کرنا چاہے تو اس کے آگے کس کی پیش چل سکتی ہے؟ اور آسمان اور زمین اور جو کچھ ان دونوں میں ہے سب پر خدا ہی کی بادشاہی ہے وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور خدا ہر چیز پر قادر ہے (۱۷) اور یہود اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ ہم خدا کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں۔ کہو کہ پھر وہ تمہاری بداعمالیوں کے سبب تمہیں عذاب کیوں دیتا ہے (نہیں) بلکہ تم اس کی مخلوقات میں (دوسروں کی طرح کے) انسان ہو۔ وہ جسے چاہے بخشے اور جسے چاہے عذاب دے۔ اور آسمان اور زمین اور جو کچھ ان دونوں میں ہے سب پر خدا ہی کی حکومت ہے اور (سب کو) اس کی طرف لوٹ کر جانا ہے (۱۸)

تفسیر سورۃ المائدۃ آیات (۱۵) تا (۱۸)

(۱۵) اے اہل کتاب تم ہمارے رسول اکرم ﷺ کی نعت وصفت اور آیت رجم وغیرہ کو چھپاتے ہو حالاں کہ ہم تمہارے بہت سے گناہ معاف کر دیتے ہیں جو تم سے بیان نہیں کرتے۔

شان نزول: یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا (الخ)

ابن جریرؒ نے عکرمہؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہود کے پاس رجم کے بارے میں دریافت کرنے کے لیے آئے اور ان سے پوچھا کہ تم میں سب سے بڑا عالم کون ہے سب نے ابن صوریا کی طرف اشارہ کیا، آپ نے اس کو اس ذات کی قسم دے کر جس نے توریت کو موسیٰ علیہ السلام پر نازل کیا اور کوہ طور کو ان پر اٹھایا اور ان سے تمام عہد

لیے، (آپ ﷺ نے زنا کی سزا کے حوالے سے) پوچھا تو کہنے لگا جب زنا ہم میں زیادہ ہوتا ہے تو سو کوڑے مارتے ہیں اور سر مونڈ دیتے ہیں چنانچہ آپ نے ان پر رجم کا فیصلہ کیا، تب اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی اے اہل کتاب تمہارے پاس ہمارے یہ رسول ﷺ آئے ہیں الخ۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۱۶)　اور اللّٰہ تعالیٰ روشن چیز یعنی رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کے ذریعے جو حلال وحرام کو بیان کرتے ہیں اور سلامتی کا راستہ یعنی دین اسلام بتلاتے ہیں اور سلام اللّٰہ تعالیٰ کا نام بھی ہے اور ان کو اپنے حکم اور توفیق اور کرامت سے کفر سے ایمان کی طرف لاتے ہیں اور پھر دین اسلام کے قبول کرنے کے بعد ان کو ثابت قدمی عطا کرتے ہیں۔

(۱۷)　یہ یعقوبیہ فرقہ کا عقیدہ ہے، محمد ﷺ آپ نصاریٰ سے پوچھیے کہ اگر اللّٰہ تعالیٰ حضرت عیسیٰؑ اور ان کی والدہ اور بندوں کو ہلاک کرے تو اس کے عذاب کے روکنے پر کون قادر ہے؟ زمین وآسمان کے خزانے تمام مخلوقات اور یہ عجائبات اسی کی ملکیت ہیں جس طرح چاہے خواہ بغیر باپ کے یا باپ کے ساتھ پیدا کردے۔

وہ مخلوقات کے پیدا کرنے اور اولیاء کو ثواب اور دشمنوں کو عذاب دینے پر قدرت رکھتا ہے۔

(۱۸)　مدینہ منورہ کے یہودی اور نجران کے عیسائی کہتے ہیں کہ ہم اللّٰہ تعالیٰ کے دین پر ایسے قائم ہیں جیسا کہ اس کے بیٹے اور محبوب یا ہم مثل اولاد اور معشوقوں کے مقبول ہیں اور اسکی وجہ یہ ہے کہ ہم اولاد انبیاء ہیں۔

اے محمد ﷺ آپ ان یہودیوں سے دریافت کیجیے کہ تم نے چالیس دن تک جو بچھڑے کی پوجا کر کے خدا کی نافرمانی کی جسکی خدا نے تمہیں سزا دی، اگر تم خدا کے بیٹے ہو تو پھر خدا نے کیوں تمہیں یہ سزا دی، کیا باپ اپنے بیٹے کو آگ میں جلا سکتا ہے، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ تم خدا کی مخلوق اور اس کے بندے ہو، یہودیت اور نصرانیت سے جو توبہ کرتا ہے، اللّٰہ تعالیٰ اسے معاف فرمانے والے ہیں اور جو اسی پر مرتا ہے، اسے عذاب دیتا ہے۔ مومن ہو یا کافر سب کو اسی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

شانِ نزول: وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصٰرٰى (الخ)

ابن اسحاق نے ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللّٰہ ﷺ کی خدمت میں نعمان بن قصی، بحر بن عمر اور شاس بن عدی آئے، سب نے آپ ﷺ سے گفتگو کی اور آپ ﷺ نے ان سے گفتگو کی اور ان کو اللّٰہ تعالیٰ کی طرف بلایا اور اس کے عذاب سے ڈرایا۔

تو وہ کہنے لگے ہم نہیں ڈرتے اور نصاریٰ کی طرح کہنے لگے اے محمد ﷺ خدا کی قسم ہم اللّٰہ تعالیٰ کے بیٹے اور اس کے محبوب ہیں، تب اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی یہود اور نصاریٰ دعوے کرتے ہیں الخ۔

نیز ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللّٰہ ﷺ نے یہود کو اسلام کی دعوت دی اور اس کی طرف رغبت دلائی تو انھوں نے انکار کیا، اس پر حضرت معاذ بن جبل ؓ اور سعد بن عبادہ ؓ بولے، اے گروہ یہود، اللّٰہ

تعالیٰ سے ڈرو، اللہ کی قسم تم یہ حقیقت اچھی طرح جانتے ہو کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، آپ کی بعثت سے قبل تم ہی لوگ ہم سے آپ کا ذکر کیا کرتے تھے اور آپ کے اوصاف بیان کرتے تھے۔

اس پر رافع بن حریملہ اور وہب بن یہود بولے کہ ہم نے تم سے یہ بیان نہیں کیا اور موسیٰ علیہ السلام کے بعد اللہ تعالیٰ نے نہ کوئی کتاب نازل کی اور نہ کسی بشیر اور نذیر کو بھیجا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

یَااَھْلَ الْکِتَابِ (الخ) اے اہل کتاب تمہارے پاس ہمارے یہ رسول الخ۔

(لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا جَآءَنَا مِنْۢ بَشِيْرٍ وَّلَا نَذِيْرٍ ؕ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِيْرٌ وَّنَذِيْرٌ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۹﴾ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا ۖۗ وَّاٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۰﴾ يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰۤى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۲۱﴾ قَالُوْا يٰمُوْسٰۤى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ ۖۗ وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا ۚ فَاِنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ ﴿۲۲﴾ قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا ادْخُلُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ ۚ فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ ۚ۬ وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْۤا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۳﴾

اے اہل کتاب پیغمبروں کے آنے کا سلسلہ جو (ایک عرصے تک) منقطع رہا تو (اب) تمہارے پاس ہمارے پیغمبر آ گئے ہیں جو تم سے (ہمارے احکام) بیان کرتے ہیں تاکہ تم یہ نہ کہو کہ ہمارے پاس کوئی خوشخبری یا ڈر سنانے والا نہیں آیا۔ سو (اب) تمہارے پاس خوشخبری اور ڈر سنانے والے آ گئے ہیں۔ اور خدا ہر چیز پر قادر ہے (۱۹) اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ بھائیو تم پر خدا تے جو احسان کئے ہیں ان کو یاد کرو کہ اس نے تم میں پیغمبر پیدا کیے اور تمہیں بادشاہ بنایا اور تم کو اتنا کچھ عنایت کیا کہ اہل عالم میں سے کسی کو نہیں دیا (۲۰) تو بھائیو تم ارض مقدس (یعنی ملک شام) میں جسے خدا نے تمہارے لئے لکھ رکھا ہے چل داخل ہو اور (دیکھنا مقابلے کے وقت) پیٹھ نہ پھیر دینا ورنہ نقصان میں پڑ جاؤ گے (۲۱) وہ کہنے لگے کہ موسیٰ وہاں تو بڑے زبردست لوگ (رہتے) ہیں۔ اور جب تک وہ اس سرزمین سے نکل نہ جائیں ہم وہاں جا نہیں سکتے ہاں اگر وہ وہاں سے نکل جائیں تو ہم جا داخل ہوں گے (۲۲) جو لوگ (خدا سے) ڈرتے تھے ان میں سے دو شخص جن پر خدا کی عنایت تھی کہنے لگے کہ ان لوگوں پر دروازے کے رستے سے حملہ کر دو۔ جب تم دروازے میں داخل ہو گئے تو فتح تمہاری ہے۔ اور خدا ہی پر بھروسہ رکھو بشرطیکہ صاحب ایمان ہو (۲۳)

تفسیر سورۃ المائدۃ آیات (۱۹) تا (۲۳)

(۱۹) جب رسولوں کا سلسلہ کچھ عرصہ کیلئے بند ہو گیا تو خاتم النبیین محمد ﷺ اوامر و نواہی خداوندی تمہارے پاس لے کر آئے تاکہ قیامت کے دن تم بہانے بناتے ہوئے یوں نہ کہو کہ جنت کی بشارت اور دوزخ سے ڈرانے والا کوئی نبی و رسول ہمارے پاس نہیں آیا۔

یقیناً رسول اکرم ﷺ تمہارے پاس آئے اور اللّٰہ تعالیٰ رسولوں کے بھیجنے پر اور جو رسولوں کی دعوت قبول کرے اس کو ثواب دینے پر اور انکار کرنے والے کو سخت سزا دینے پر قادر ہیں۔

(۲۰) اس وقت کو یاد کرو جب تم لوگ فرعون کے غلام تھے۔ اس اللہ نے فرعون سے نجات دے کر تمھیں صاحب ملک بنایا اور وادی تیہ میں تمہیں ''من وسلویٰ'' جیسی آسمانی نعمت دی، جو دنیا میں کسی اور نبی کی امت کو نہیں دی۔

(۲۲،۲۱) اور سرزمین دمشق، فلسطین اور اردن کے بعض حصوں میں داخل ہو، جو سرزمین اللّٰہ تعالیٰ نے تمہیں عطا کی ہے اور اسے تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی میراث بنایا ہے اور پیچھے واپس مت چلو کیوں کہ عذاب خداوندی کی بنا پر جس کی وجہ سے تم سے من وسلویٰ چھین لیا جائے گا اور تم بہت بڑے نقصان میں پڑ جاؤ گے، بنی اسرائیل نے کہا وہاں تو بہت زبردست قوی لوگ ہیں، ہم ایسے علاقے میں نہیں جائیں گے اور زبردست لوگوں سے ڈرنے والے بارہ آدمی تھے۔

(۲۳) مگر یوشع بن نون اور کالب بن یوقنا جو اللّٰہ تعالیٰ سے خوف رکھنے والے تھے، انھوں نے حضرت موسیٰ کی تائید میں فرمایا، ان لوگوں سے نہ ڈرو اللہ کی مدد تمہارے ساتھ ہے اللّٰہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے اس علاقے میں داخل ہو جاؤ۔

اس کے معنی بھی بیان کیے گئے ہیں کہ یہ دونوں حضرات حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ڈرتے تھے اور ان کے زبردست لوگوں میں سے تھے، مگر اللّٰہ تعالیٰ نے ان پر انعام فرما کر انھیں دولت توحید سے بہرہ مند فرمایا۔

قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِيْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ۝ قَالَ رَبِّ اِنِّىْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِىْ وَاَخِىْ فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ۝ قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۚ يَتِيْهُوْنَ فِى الْاَرْضِ ۚ فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ۝

وہ بولے کہ موسیٰ جب تک وہ لوگ وہاں ہیں ہم کبھی وہاں نہیں جا سکتے (اگر لڑنا ہی ضرور ہے) تو تم اور تمہارا خدا جاؤ اور لڑو۔ ہم یہیں بیٹھے رہیں گے (۲۴) موسیٰ نے (خدا سے) التجا کی کہ پروردگار میں اپنے اور اپنے بھائی کے سوا اور کسی پر اختیار نہیں رکھتا تو ہم میں اور ان نافرمان لوگوں میں جدائی کر دے (۲۵) خدا نے فرمایا کہ وہ ملک ان پر چالیس برس تک کے لئے حرام کر دیا گیا (کہ وہاں جانے نہ پائیں گے اور جنگل کی) زمین میں سرگرداں پھرتے رہیں گے تو ان نافرمان لوگوں کے حال پر افسوس نہ کرو (۲۶)

تفسیر سورۃ المائدۃ آیات (۲٤) تا (۲٦)

(۲۴) مگر قوم بولی آپ اور آپ کا اللّٰہ یا ہارون اور تم چلے جاؤ، اللّٰہ تمہاری مدد کرے گا جیسا کہ تم دونوں کی فرعون اور اس کی قوم کے مقابلہ کے وقت مدد کی ہے، ہم نہیں جا سکتے تاہم انتظار میں ہم یہیں بیٹھے رہیں گے۔

(۲۵۔۲۶) حضرت موسیٰ نے عرض کیا اے میرے پروردگار میں تو محض اپنے اوپر اور اپنے بھائی پر اختیار رکھتا ہوں، ان کی سرکشی کی حد ہو گئی اب ہمارے اور اس نافرمان قوم کے درمیان فیصلہ فرما دیجیے، اللّٰہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ

اب ان پر اس جگہ داخل ہونا حرام ہوگیا، یہ وادی تیہ ہی میں بطور سزا جس کی مسافت سات فرسخ کے برابر ہے، چکر کھاتے رہیں گے نہ یہ وہاں سے نکل سکیں گے اور نہ ان کو کوئی راستہ ہی ملے گا، اب آپ فکر مت کیجیے۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۲۷﴾ لَئِنْۢ بَسَطْتَّ اِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِيْ مَاۤ اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ اِنِّيْۤ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۸﴾ اِنِّيْۤ اُرِيْدُ اَنْ تَبُوْٓاَ بِاِثْمِيْ وَاِثْمِكَ فَتَكُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۹﴾ فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِيْهِ فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۳۰﴾ فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِي الْاَرْضِ لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِيْ سَوْءَةَ اَخِيْهِ قَالَ يٰوَيْلَتٰۤى اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِيَ سَوْءَةَ اَخِيْ فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ ﴿۳۱﴾

اور (اے محمد ﷺ) ان کو آدم کے دو بیٹوں (ہابیل اور قابیل) کے حالات (جو بالکل) سچے (ہیں) پڑھ کر سنا دو کہ جب ان دونوں نے (خدا کی جناب میں) کچھ نیازیں چڑھائیں تو ایک کی نیاز تو قبول ہوگئی اور دوسرے کی قبول نہ ہوئی (تب قابیل ہابیل سے) کہنے لگا کہ میں تجھے قتل کر دوں گا اس نے کہا کہ خدا پرہیز گاروں ہی کی (نیاز) قبول فرمایا کرتا ہے (۲۷) اور اگر تو مجھے قتل کرنے کیلئے مجھ پر ہاتھ چلائے گا تو میں تجھ کو قتل کرنے کیلئے تجھ پر ہاتھ نہیں چلاؤں گا۔ مجھے تو خدائے رب العالمین سے ڈر لگتا ہے (۲۸) میں چاہتا ہوں کہ تو میرے گناہ میں بھی ماخوذ ہو اور اپنے گناہ میں بھی پھر (زمرۂ) اہل دوزخ میں ہو۔ اور ظالموں کی یہی سزا ہے (۲۹) مگر اس کے نفس نے اس کو بھائی کے قتل ہی کی ترغیب دی تو اس نے قتل کر دیا اور خسارہ اٹھانے والوں میں ہوگیا (۳۰) اب خدا نے ایک کوا بھیجا جو زمین کریدنے لگا تاکہ اسے دکھائے کہ اپنے بھائی کی لاش کو کیونکر چھپائے۔ کہنے لگا اے ہے مجھ سے اتنا بھی نہ ہو سکا کہ اس کوے کے برابر ہوتا کہ اپنے بھائی کی لاش کو چھپا دیتا۔ پھر وہ پشیمان ہوا (۳۱)

تفسير سورة المائدة آيات (۲۷) تا (۳۱)

(۲۷ تا ۳۱) اے محمد ﷺ آپ بذریعہ قرآن کریم ان لوگوں کو یہ قصہ بھی سنائیے کہ ہابیل کی قربانی قبول ہوئی اور قابیل کی قربانی نہ ہوئی تو قابیل نے ہابیل سے کہا میں تجھے قتل کر دوں گا، ہابیل نے کہا کیوں قابیل نے کہا، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے تیری قربانی تو قبول کر لی اور میری قربانی قبول نہیں کی، ہابیل نے کہا جو قول و عمل میں سچے ہوتے ہیں اور ان کے دل پاکیزہ ہوتے ہیں ان کا عمل قبول ہوتا ہے اور تو پاکیزہ قلب والا نہیں اسلئے اللہ نے تیری قربانی قبول نہیں کی اور اگر تو ظلم سے مجھ پر دست درازی کرے گا تو میں جواباً ایسا نہیں کروں گا تاکہ میرے خون سے پہلے جو تیرے اور گناہ ہیں اور میرے جو گناہ ہیں تو سب اپنے اوپر لے تاکہ تو جہنمی ہو جائے۔ کیوں کہ ظلم کر کے جو بھی بے حد حسد کرتے ہیں، ان کی سزا جہنم ہی ہے۔

تو اس کے دل نے اسے اپنے بھائی کے قتل پر آمادہ کر دیا، جس سے سزا کی بنا پر بڑا نقصان اٹھانے والا ہوگیا۔

بحکم الٰہی ایک کوا دوسرے مرے ہوئے کوے کو چھپانے کے لیے زمین کھود رہا تھا تاکہ قابیل بھی دیکھ لے کہ وہ کس طرح اپنے بھائی کی لاش کو مٹی میں چھپائے۔ تو یہ دیکھ کر وہ کہنے لگا، افسوس! میں تدبیر سے بھی گیا گزرا ہوں کہ اپنے بھائی کی لاش کو مٹی ہی میں چھپا دینے کی تدبیر تک نہ آئی؟ چنانچہ وہ اپنے بھائی کی لاش نہ چھپا سکنے پر شرمندہ ہوا اور اس کے قتل کرنے پر اسے کوئی شرمندگی نہیں ہوئی۔

مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۚ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ۭ وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا ۭ وَلَقَدْ جَاۗءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنٰتِ ۡ ثُمَّ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِي الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ ۝ اِنَّمَا جَزٰۗؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُـقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ۭ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهِمْ ۚ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

اس (قتل) کی وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل پر یہ حکم نازل کیا کہ جو شخص کسی کو (ناحق) قتل کرے گا (یعنی) بغیر اس کے کہ جان کا بدلہ لیا جائے یا ملک میں خرابی کرنے کی سزا دی جائے اس نے گویا تمام لوگوں کو قتل کیا۔ اور جو اس کی زندگانی کا موجب ہوا تو گویا تمام لوگوں کی زندگانی کا باعث ہوا اور ان لوگوں کے پاس ہمارے پیغمبر روشن دلیلیں لا چکے ہیں پھر اس کے بعد بھی ان میں بہت سے لوگ ملک میں حد اعتدال سے نکل جاتے ہیں (۳۲) جو لوگ خدا اور اس کے رسول سے لڑائی کریں اور ملک میں فساد کرنے کو دوڑتے پھریں ان کی یہی سزا ہے کہ قتل کر دیئے جائیں یا سولی چڑھا دیے جائیں یا ان کے ایک ایک طرف کے ہاتھ اور ایک ایک طرف کے پاؤں کاٹ دیئے جائیں یا ملک سے نکال دیے جائیں۔ یہ تو دنیا میں ان کی رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لئے بڑا (بھاری) عذاب (تیار) ہے (۳۳) ہاں جن لوگوں نے اس سے پیشتر کہ تمہارے قابو آ جائیں توبہ کر لی تو جان رکھو کہ خدا بخشنے والا مہربان ہے (۳۴)

تفسیر سورۃ المائدۃ آیات (۳۲) تا (۳٤)

(۳۲) قابیل کے ہابیل کو ظلماً قتل کرنے کی وجہ سے توریت میں بنی اسرائیل پر یہ مقرر کر دیا ہے کہ جو کسی شخص کو دانستہ قتل کرے تو ایک شخص کے قتل کی وجہ سے اس پر دوزخ لازم ہوگئی یہ ایسا ہی ہے کہ وہ تمام انسانوں کو مار ڈالے۔

اور جو قتل سے اپنا ہاتھ روکے تو ایک شخص سے ہاتھ روکنے کی وجہ سے اس کے لیے جنت ثابت ہوگئی یہ ایسا ہی ہے کہ، جیسا کہ اس نے تمام لوگوں کو بچالیا۔

اور بنی اسرائیل کی طرف اوامر و نواہی اور دلائل کے ساتھ سے بہت سے رسول آئے مگر وہ زیادتی کرنے والے ہی رہے۔

(۳۳-۳۴) بنی کنانہ کی قوم نے رسول اکرم ﷺ کی طرف ہجرت کا ارادہ کیا تھا تا کہ اسلام قبول کرلیں مگر ہلال بن عویمر کی قوم نے جو مشرک تھے ان کو قتل کر ڈالا اور ان کا ساز وسامان سب چھین لیا تو اب اللّٰہ تعالیٰ ان کی سزا بیان فرماتے ہیں۔

کہ ان لوگوں کی جو اللّٰہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا انکار کرتے ہیں اور زمین میں گناہ اور قتل اور لوٹ مار جیسے گھناؤنے جرائم کرتے ہیں یہ سزا ہے کہ جس حالت میں انھوں نے صرف قتل کیا ہو اور مال نہ لیا ہو تو ان کو قصاصاً قتل کردیا جائے اور اگر مال بھی لیا ہو تو ان کو سولی پر چڑھا دیا جائے اور اگر صرف ظلماً مال ہی لیا ہو اور کسی کو قتل نہ کیا ہو تو دایاں ہاتھ اور بایاں پیر کاٹ دیا جائے۔ اور اگر راستہ میں صرف لوگوں کو ڈرایا ہو اور کسی کا مال نہ چھینا ہو اور نہ قتل کیا ہو اور پھر فوراً ہی پکڑے گئے تو ان کی سزا یہ ہے کہ ان کو جیل میں بند کردیا جائے یہاں تک کہ نیکی اور توبہ کے آثار کمال کے ساتھ ظاہر ہو جائیں اور جو شخص توبہ نہیں کرے گا اسے آخرت میں دنیا سے سخت عذاب دیا جائے گا۔ تاہم جو پکڑے جانے سے پہلے کفر وشرک سے توبہ کرلیں تو اللّٰہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو معاف فرمانے والے ہیں۔

شانِ نزول: اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ (الخ)

ابن جریرؒ نے یزید بن ابی حبیبؒ سے روایت کیا ہے کہ عبدالملک بن مروانؒ نے حضرت انس ؓ کے پاس اس آیت کریمہ اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ (الخ) کے بارے میں دریافت کرنے کے متعلق لکھا، انھوں نے جواب میں لکھا کہ یہ آیت اصحاب عرینہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، وہ مرتد ہوگئے تھے اور رسول اکرم ﷺ کے چرواہے کو قتل کردیا تھا اور آپ کے اونٹوں کو ہانک لے گئے تھے پھر جریر سے بھی اسی طرح روایت نقل کی ہے اور عبدالرزاق نے ابوہریرہ ؓ سے بھی اسی طرح روایت نقل کی ہے۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۳۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لِيَفْتَدُوْا بِهٖ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۳۶﴾ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنْهَا ۡ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿۳۷﴾

اے ایمان والو! خدا سے ڈرتے رہو اور اس کا قرب حاصل کرنے کا ذریعہ تلاش کرتے رہو اور اس کے رستے میں جہاد کرو تا کہ رستگاری پاؤ (۳۵) جو لوگ کافر ہیں اگر ان کے پاس روئے زمین (کے تمام خزانے اور اس) کا سب مال ومتاع اور اس کے ساتھ اسی قدر اور بھی ہو تا کہ قیامت کے روز عذاب (سے رستگاری حاصل کرنے) کا بدلہ دیں تو ان سے قبول نہیں کیا جائے گا۔ اور انکو درد دینے والا عذاب ہوگا (۳۶) (ہر چند) چاہیں گے کہ آگ سے نکل جائیں مگر اس سے نہیں نکل سکیں گے اور ان کے لیے ہمیشہ کا عذاب ہے (۳۷)

تفسیر سورۃ المائدۃ آیات (۳۵) تا (۳۷)

(۳۵) رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان رکھنے والو اوامر خداوندی میں اس سے ڈرو اور اعلیٰ درجات کو طلب کرو یا یہ کہ اعمال صالحہ کے ذریعے قرب خداوندی طلب کرو تا کہ اللہ تعالیٰ کے غصہ اور عذاب سے نجات حاصل پاؤ اور مطمئن ہو۔

(۳۶۔۳۷) اگر کفار کے پاس پوری دنیا کا مال بلکہ اس سے دوگنا بھی ہو اور پھر اسے اپنی جانوں کے فدیہ کے طور پر ادا کریں، پھر بھی یہ فدیہ کسی صورت قبول نہیں کیا جائے گا اور یہ دوزخ سے کسی طرح بھی نہیں نکلیں گے اور ہمیشہ عذاب میں رہیں گے جس میں کبھی کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۞ فَمَنْ تَابَ مِنْۢ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَاَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ ۗ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۞ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۗ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۞ يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ ۛ وَمِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا ۛ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ۙ لَمْ يَاْتُوْكَ ۗ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ ۚ يَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِيْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ وَاِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا ۗ وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ۗ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ ۗ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ ۚ وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۞

اور جو چوری کرے مرد ہو یا عورت ان کے ہاتھ کاٹ ڈالو یہ ان کے فعلوں کی سزا اور خدا کی طرف سے عبرت ہے۔ اور خدا زبردست (اور) صاحب حکمت ہے (۳۸) اور جو شخص گناہ کے بعد توبہ کرلے اور نیکوکار ہو جائے تو خدا اس کو معاف کر دے گا۔ کچھ شک نہیں کہ خدا بخشنے والا مہربان ہے (۳۹) کیا تم کو معلوم نہیں کہ آسمانوں اور زمین میں خدا ہی کی سلطنت ہے؟ جس کو چاہے عذاب کرے اور جسے چاہے بخش دے۔ اور خدا ہر چیز پر قادر ہے (۴۰) اے پیغمبر! جو لوگ کفر میں جلدی کرتے ہیں (کچھ تو) ان میں سے (ہیں) جو منہ سے کہتے ہیں کہ ہم مومن ہیں لیکن ان کے دل مومن نہیں ہیں اور (کچھ) ان میں سے جو یہودی ہیں ان کی وجہ سے غمناک نہ ہونا۔ یہ غلط باتیں بنانے کیلئے جاسوسی کرتے پھرتے ہیں اور ایسے لوگوں (کے بہکانے) کے لیے جاسوس بنے ہیں جو ابھی تمہارے پاس نہیں آئے (صحیح) باتوں کو ان کے مقامات (میں ثابت ہونے) کے بعد بدل دیتے ہیں اور (لوگوں سے) کہتے ہیں کہ اگر تم کو یہی (حکم) ملے تو اسے قبول کر لینا اور اگر یہ نہ ملے تو اس سے احتراز کرنا اور اگر کسی کو خدا گمراہ کرنا چاہے تو اس کے لیے تم کچھ بھی خدا سے (ہدایت کا) اختیار نہیں رکھتے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو خدا نے پاک کرنا نہیں چاہا۔ ان کے لیے دنیا میں بھی ذلت ہے اور آخرت میں بھی بڑا عذاب ہے (۴۱)

تفسیر سورة المائدة آیات (۳۸) تا (۴۱)

(۳۸) چور مرد اور چور عورت کا دایاں ہاتھ کاٹا جائے یہ ان کی چوری کی سزا ہے اور یہ ان کے لیے اللّٰہ تعالیٰ کی طرف سے گرفت ہے وہ چور کو سزا دینے میں غالب اور ہاتھ کاٹنے کا فیصلہ کرنے میں حکمت والا ہے۔

شان نزول: وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ (الخ)

امام احمد وغیرہ نے عبداللّٰہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللّٰہ ﷺ کے عہد مبارک میں ایک عورت نے چوری کی تو اس کا دایاں ہاتھ کاٹ دیا گیا، اس نے عرض کیا یا رسول اللّٰہ میری توبہ کی گنجایش ہے، تب اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی پھر جو شخص توبہ کرے اپنی زیادتی کے بعد الخ۔

(۳۹) پھر جو چوری اور قطع ید (ہاتھ کاٹے جانے) کے بعد توبہ کر کے اپنی اصلاح کرے تو توبہ کرنے والے کو اللّٰہ تعالیٰ معاف فرمانے والے ہیں۔

(۴۰) اے محمد ﷺ کیا قرآن کریم میں اس کا علم موجود نہیں کہ آسمان و زمین کے تمام خزانے اسی اللہ کی ملکیت ہیں۔
جو عذاب کا مستحق ہے، وہ اسے عذاب اور جو مغفرت کا اہل ہے، اس کی مغفرت فرماتے ہیں۔

(۴۱) اے محمد ﷺ جو لوگ کفار کے ساتھ دنیوی اور اخروی معاملات میں دوستی کے لیے پہل کرتے ہیں، آپ ان کی وجہ سے دکھی مت ہوں وہ صرف اپنی زبانوں سے کہتے ہیں کہ ہم نے دل سے تصدیق کی مگر ان منافق یعنی عبداللّٰہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کے دلوں نے تصدیق نہیں کی اور خواہ وہ بنو قریظہ کے یہودی کعب اور اس کے ساتھی ہوں وہ سب اہل خیبر کی وجہ سے یہ باتیں سنتے ہیں اور اہل خیبر سے جن باتوں کا ظہور ہوا بنو قریظہ نے ان کے متعلق آپ ﷺ سے دریافت کیا تھا۔

انھوں نے رسول اللّٰہ ﷺ کی نعت و صفت اور رجم کے حکم میں باوجود اس کے کہ توریت میں اس کا ذکر ہے۔ تبدیلی کی ہے اور ان کے سردار کمزوروں سے یا یہ کہ عبداللّٰہ بن ابی منافق اور اس کے ساتھی دوسروں سے کہتے ہیں اگر رسول اللّٰہ ﷺ تمہیں زانی کو کوڑے لگانے کا حکم دیں تو اسے قبول کر لو اور اس پر عمل کرو اور اگر سنگسار کرنے کا حکم دیں یعنی اگر تمہاری خواہشات کے مطابق حکم نہ ہو، تو اس سے احتراز کرو اور اسے قبول مت کرو اور جس کا کفر و شرک اور ذلت و رسوائی خدا ہی کو منظور ہو تو اسے عذاب الٰہی سے کون نجات دے سکتا ہے۔

یہ یہود اور منافقین ایسے ہیں کہ مکر و خیانت اور کفر پر اصرار کی وجہ سے اللہ کو ان کی پاکیزگی ہی منظور نہیں، ان کو قتل اور جلاوطن کرنے کا عذاب دیا جائے گا اور آخرت کا عذاب اس دنیاوی عذاب کی نسبت بہت سخت ہوگا۔

شان نزول: یٰٓاَیُّھَا الرَّسُوْلُ لَا یَحْزُنْكَ الَّذِیْنَ (الخ)

امام احمدؒ اور ابوداؤدؒ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللّٰہ تعالیٰ نے یہودیوں کی دو جماعتوں کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی ہے جن میں سے ایک جماعت دوسری جماعت پر زمانہ جاہلیت میں غالب آ گئی تھی یہاں تک کہ دونوں کا میل جول ہو گیا پھر دونوں نے مل کر یہ طے کر لیا کہ جس مغلوب آدمی کو کوئی معزز یعنی غالب آدمی قتل کر دے تو اس کی دیت پچاس وسق ہے۔

اور جس معزز آدمی کو کوئی مغلوب مار ڈالے تو اس کی دیت سو وسق ہے تو یہ لوگ اسی چیز پر قائم رہے یہاں تک کہ رسول اکرم ﷺ تشریف لے آئے تو ایک مغلوب نے ایک معزز کو مار ڈالا، اس معزز کے خاندان والوں نے قاصد بھیجا کہ سو وسق دیت کے دو تو مغلوب نے کہا کہ یہ چیز دو قبیلوں میں کیسے ہو سکتی ہے۔ جب کہ دونوں کا دین ایک، دونوں کی نسبت ایک اور دونوں کا شہر ایک اور پھر بعض دیت آدھی، ہم تم لوگوں سے ڈر کر خوف کی وجہ سے پوری دیت دے دیا کرتے تھے۔ اب جب کہ رسول اکرم ﷺ تشریف لے آئے تو اب ہم تمہیں اسطرح سابقہ طریقہ سے دیت نہیں دیں گے، امکان تھا کہ ان دو قبیلوں میں جنگ ہو جاتی مگر یہ دونوں قبیلے اس بات پر رضامند ہو گئے کہ رسول اللّٰہ ﷺ کو اپنے درمیان منصف بنالیں، چنانچہ منافقین میں سے کچھ لوگ آپ کے پاس پہنچے تا کہ آپ کی رائے معلوم کریں، اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی اے رسولؐ جو لوگ کفر میں دوڑ دوڑ کر گرتے ہیں الخ۔

اور امام احمد و امام مسلم نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللّٰہ ﷺ کے پاس سے کچھ یہودی گزرے، جن کی صورتیں سیاہ اور ان کے کوڑے لگے ہوئے تھے، آپ نے پوچھا کہ کیا تمہاری کتاب میں زانی کی یہی سزا ہے بولے ہاں۔

آپ نے ان کے عالموں میں سے ایک شخص کو بلایا اور فرمایا کہ میں تجھے اس ذات کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں جس نے توریت حضرت موسیٰؑ پر نازل فرمائی، کیا تمہاری کتاب میں زانی کی یہی سزا ہے، وہ بولا نہیں اور اگر آپ اس طریقہ سے مجھے قسم نہ دیتے تو میں آپ کو نہ بتاتا ہماری کتاب میں زانی کی سزا سنگسار کر دینا ہے۔ مگر ہمارے معزز لوگوں میں یہ بکثرت ہو گیا ہے، لہٰذا ہم میں سے جب کوئی معزز زنا کرتا ہے تو ہم اسے چھوڑ دیتے ہیں اور جس وقت کوئی کمزور زنا کرتا ہے تو اس پر حد نافذ کرتے ہیں۔

اس کے بعد ہم یہودیوں نے آپس میں کہا کہ آؤ کوئی ایسی سزا مقرر کر لیں جو معزز اور کمزور دونوں پر نافذ کر دیا کریں۔

تو منہ کالا کرنے اور کوڑے لگا دینے پر ہمارا اتفاق ہو گیا، تب رسول اکرم ﷺ نے فرمایا الٰہ العالمین میں وہ پہلا شخص ہوں کہ جس نے تیرے حکم کو زندہ کیا جب کہ لوگ اس کو ختم کر چکے تھے۔

چنانچہ آپ ﷺ نے زانی کے بارے میں تورات کے مطابق حکم دیا، اسے سنگسار کیا گیا، تب اللّٰہ تعالیٰ نے فحذوہ تک یہ آیت نازل فرمائی۔

یہودی کہتے تھے کہ محمد ﷺ کے پاس جاؤ اگر وہ منہ کالا کرنے اور کوڑے لگانے کا حکم دیں تو حکم مان لو اگر سنگسار کرنے کا حکم دیں تو اس سے بچو، یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی کہ جو شخص اللّٰہ کے نازل کیے ہوئے حکم کے موافق فیصلہ نہ کرے تو ایسے لوگ بالکل ستم ڈھارہے ہیں۔

اور حمیدی نے اپنی سند میں حضرت جابر بن عبداللّٰہ ؓ سے روایت نقل کی ہے کہ فدک والوں میں سے ایک شخص نے زنا کیا تو فدک والوں نے مدینہ منورہ کے کچھ یہودیوں کے پاس لکھا کہ اس کے متعلق رسول اللّٰہ ﷺ سے دریافت کرو، اگر آپ کوڑے لگانے کا حکم دیں تو یہ آپؐ سے لے لو اور اگر سنگسار کرنے کے بارے میں فرمائیں تو اس سے بچو، چنانچہ یہودیوں نے آپؐ سے دریافت کیا آپؐ نے سنگسار کرنے کا حکم دیا، اس پر آیت کا یہ حصہ نازل ہوا، فَاِنْ جَاۗءُوْكَ فَاحْكُمْ (الخ)۔ اور بیہقی نے دلائل میں ابوہریرہ ؓ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

(لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ ؕ فَاِنْ جَآءُوْكَ فَاحْكُمْ
بَيْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ ۚ وَاِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَّضُرُّوْكَ
شَيْئًا ؕ وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ
الْمُقْسِطِيْنَ ۝ وَكَيْفَ يُحَكِّمُوْنَكَ وَعِنْدَهُمُ التَّوْرٰىةُ فِيْهَا
حُكْمُ اللّٰهِ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ؕ وَمَاۤ اُولٰٓئِكَ
بِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝ اِنَّاۤ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ ۚ
يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا
وَالرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ
اللّٰهِ وَكَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَآءَ ۚ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ
وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِىْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَاۤ
اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ۝

(یہ) جھوٹی باتیں بنانے کیلئے جاسوسی کرنے والے اور رشوت کا حرام مال کھانے والے ہیں۔ اگر یہ تمہارے پاس (کوئی مقدمہ فیصل کرانے کو) آئیں تو تم ان میں فیصلہ کر دینا یا اعراض کرنا۔ اور اگر ان سے اعراض کرو گے تو وہ تمہارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکیں گے۔ اور اگر فیصلہ کرنا چاہو تو انصاف کا فیصلہ کرنا کہ خدا انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے (۴۲) اور یہ تم سے (اپنے مقدمات) کیونکر فیصل کرائیں گے جبکہ خود ان کے پاس تورات (موجود) ہے جس میں خدا کا حکم (لکھا ہوا) ہے (یہ اسے جانتے ہیں) پھر اس کے بعد اس سے پھر جاتے ہیں اور یہ لوگ ایمان ہی نہیں رکھتے (۴۳) بے شک ہم ہی نے تورات نازل فرمائی جس میں ہدایت اور روشنی ہے۔ اسی کے مطابق انبیاء جو (خدا کے) فرماں بردار تھے یہودیوں کو حکم دیتے رہے ہیں۔ اور مشائخ اور علماء بھی کیونکہ وہ کتابِ خدا کے نگہبان مقرر کیے گئے تھے اور اس پر گواہ تھے (یعنی حکم الٰہی کا یقین رکھتے تھے) تو تم لوگوں سے مت ڈرنا اور مجھی سے ڈرتے رہنا اور میری آیتوں کے بدلے تھوڑی سی قیمت نہ لینا۔ اور جو خدا کے نازل فرمائے ہوئے احکام کے مطابق حکم نہ دے تو ایسے ہی لوگ کافر ہیں (۴۴)

تفسير سورة المائدة آيات (٤٢) تا (٤٤)

(۴۲) احکام خداوندی میں تبدیلی کر کے یہ لوگ رشوت اور حرام کھانے والے ہیں، اے محمد ﷺ آپ کے پاس بنوقریظہ اور نضیر یا خیبر والے آئیں اگر آپ ﷺ چاہیں تو ان کے درمیان سنگسار کرنے کا فیصلہ فرما دیجیے یا اعراض کیجیے یہ آپ ﷺ کو کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتے۔اور اگر آپ ﷺ فیصلہ فرمائیں تو رجم کا فیصلہ فرمائیں کیوں کہ اللّٰہ تعالٰی عدل کرنے والوں اور کتاب اللّٰہ (تورات) کے حکم رجم پر عمل کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔

(۴۳) اور حیرت ہے کہ یہ آپ سے کیوں فیصلہ کراتے ہیں، جب کہ توریت میں رجم کا حکم موجود ہے اور پھر توریت اور قرآن کریم کے حکم سے پھر جاتے ہیں۔

(۴۴) ہم نے حضرت موسیٰؑ پر توریت نازل کی تھی، جس میں رجم کا بیان تھا، حضرت موسیٰؑ کے زمانہ سے لے کر حضرت عیسیٰؑ کے زمانہ تک اللّٰہ تعالٰی کے فرمانبردار انبیاء کرام اسی کے مطابق حکم دیا کرتے تھے۔

اور وہ تقریباً ایک ہزار نبی آئے ہیں، اسی طرح اہل اللّٰہ بھی اور علماء بھی توریت کے مطابق حکم دیا کرتے تھے اور وہ پارسا بھی جو گرجاؤں میں رہتے تھے کیوں کہ اس کتاب اللّٰہ پر عمل کرنے اور اس کے مطابق فیصلہ کرنے کا حکم دیا گیا تھا، لہٰذا آیت رجم اور رسول اکرم ﷺ کی نعت وصفت چھپانے میں مجھ سے ڈریں۔اور آپ کی نعت وصفت اور آیت رجم کو چھپا کر کھانے کی معمولی چیز مت لو اور توریت میں حضور کی نعت وصفت اور آیت رجم کو جو اللّٰہ تعالٰی نے بیان فرمایا ہے اسے جو بیان نہیں کرتے، وہ اللّٰہ تعالٰی اور اس کی کتاب اور اس کے رسول کے منکر ہیں۔

وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَآ أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ ۙ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْأَنْفَ بِالْأَنْفِ وَالْأُذُنَ بِالْأُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ ۙ وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ ۚ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهِ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهُ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ أَنْزَلَ اللّٰهُ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُونَ ﴿٤٥﴾ وَقَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ ۖ وَاٰتَيْنٰهُ الْإِنْجِيلَ فِيهِ هُدًى وَّنُورٌ ۙ وَّمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ ﴿٤٦﴾ وَلْيَحْكُمْ أَهْلُ الْإِنْجِيلِ بِمَآ أَنْزَلَ اللّٰهُ فِيهِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ أَنْزَلَ اللّٰهُ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُونَ ﴿٤٧﴾

اور ہم نے ان لوگوں کے لئے تورات میں یہ حکم لکھ دیا تھا کہ جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور سب زخموں کا اسی طرح بدلہ ہے۔لیکن جو شخص بدلہ معاف کردے وہ اس کے لئے کفارہ ہوگا اور جو خدا کے نازل فرمائے ہوئے احکام کے مطابق حکم نہ دے تو ایسے ہی لوگ بے انصاف ہیں (۴۵) اور ان پیغمبروں کے بعد ان ہی کے قدموں پر ہم نے عیسیٰ ابن مریم کو بھیجا جو اپنے سے پہلے کی کتاب تورات کی تصدیق کرتے تھے اور ان کو انجیل عنایت کی جس میں ہدایت اور نور ہے اور تورات کی جو اس سے پہلی (کتاب) ہے تصدیق کرتی ہے اور پرہیزگاروں کو راہ بتاتی اور نصیحت کرتی ہے (۴۶) اور اہل انجیل کو چاہیے کہ جو احکام خدا نے اس میں نازل فرمائے ہیں اس کے مطابق حکم دیا کریں۔اور جو خدا کے نازل کئے ہوئے احکام کے مطابق حکم نہ دے گا تو ایسے لوگ نافرمان ہیں (۴۷)

تفسير سورة المائدة آيات (٤٥) تا (٤٧)

(۴۵) اور ہم نے توریت میں بنی اسرائیل پر یہ چیز فرض کی تھی، اگر کوئی شخص کسی کو دانستاً ناحق قتل کردے یا دانستاً ناحق آنکھ پھوڑ دے یا ناحق دانستاً ناک کاٹ دے یا ناحق دانستاً کان کاٹ دے یا ناحق دانستاً دانت توڑ دے تو سب کا قصاص ہوگا اسی طرح دوسرے زخموں میں حکومت عدل ہے۔

پھر جو شخص زخمی کرنے والے کو معاف کردے تو یہ زخم یا زخمی کرنے والے کا کفارہ ہو جائے گا۔

(۴۶۔۴۷) جو شخص ان کو نہ بیان کرے اور ان پر عمل نہ کرے تو وہ اپنے آپ کو سزا کے مستحق ہونے کی وجہ سے نقصان پہنچانے والے ہیں اور ہم نے ان کے بعد توریت کے احکام کی ترویج اور توحید کی موافقت اور تصدیق کے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھیجا۔ اور ہم نے ان کو انجیل دی جو توحید اور رجم کے بیان میں توریت کے موافق تھی اور کفر و شرک اور دیگر فواحش سے روکنے والی تھی اور اس لیے کہ انجیل میں اللّٰہ تعالیٰ نے جو چیزیں بیان کی ہیں، جیسا کہ رسول اکرم ﷺ کی نعت وصفت اور رجم کا حکم تو انجیل والے ان چیزوں کو بیان کردیں اور جن امور کو اللّٰہ تعالیٰ نے انجیل میں بیان کیا ہے جو لوگ ان کو نہیں بیان کرتے وہی گنہگار اور کافر ہیں۔

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْۢ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ اَنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّصِيْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ ﴿۴۹﴾ اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿۵۰﴾ ع

اور (اے پیغمبر) ہم نے تم پر سچی کتاب نازل کی ہے۔ جو اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور ان (سب) پر شامل ہے تو جو حکم خدا نے نازل فرمایا ہے اس کے مطابق ان کا فیصلہ کرنا اور حق جو تمہارے پاس آچکا ہے اس کو چھوڑ کر ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کرنا۔ ہم نے تم میں سے ہر ایک (فرقے) کیلئے ایک دستور اور طریقہ مقرر کیا ہے۔ اور اگر خدا چاہتا تو تم سب کو ایک ہی شریعت پر کردیتا مگر جو حکم اس نے تم کو دیے ہیں ان میں وہ تمہاری آزمائش کرنی چاہتا ہے سو نیک کاموں میں جلدی کرو تم سب کو خدا کی طرف لوٹ کر جانا ہے پھر جن باتوں میں تم کو اختلاف تھا وہ تم کو بتادے گا (۴۸) اور (ہم پھر تاکید کرتے ہیں کہ) جو (حکم) خدا نے نازل فرمایا ہے اسی کے مطابق ان میں فیصلہ کرنا اور ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کرنا اور ان سے بچتے رہنا کہ کسی حکم سے جو خدا نے تم پر نازل فرمایا ہے یہ کہیں تم کو بہکا نہ دیں۔ اگر یہ نہ مانیں تو جان لو کہ خدا چاہتا ہے کہ ان کے بعض گناہوں کے سبب ان پر مصیبت نازل کرے اور اکثر لوگ تو نافرمان ہیں (۴۹) کیا یہ زمانہ جاہلیت کے حکم کے خواہشمند ہیں۔ اور جو یقین رکھتے ہیں ان کے لیے خدا سے اچھا حکم کس کا ہے (۵۰)

تفسیر سورۃ المائدۃ آیات (٤٨) تا (٥٠)

(۴۸) اب اللہ تعالیٰ نے بذریعہ جبریل امینؑ قرآن حکیم آپ ﷺ پر نازل کیا جو حق اور باطل کو بیان کرنے والا اور سابقہ کتب میں جو توحید اور دیگر مضامین ہیں ان کی تصدیق کرنے والا اور تمام کتابوں کی یا آیت رجم کی گواہی دینے والا یا تمام سابقہ کتب کا محافظ ہے۔

لہٰذا اللّٰہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں جو آپ ﷺ کو حکم دیا ہے، اس کے مطابق بنی قریضہ اور بنی نضیر اور خیبر والوں کے درمیان فیصلہ فرمائیے اور اس حکم کے بعد کوڑے لگانے اور سنگسار نہ کرنے میں ان کی خواہشات کی پیروی مت کیجیے، ہم نے ہر ایک نبی کے لیے خاص شریعت اور خاص فرائض وسنن تجویز کیے ہیں اور اگر اللّٰہ تعالیٰ چاہتا تو تم سب کے لیے ایک ہی شریعت مقرر کر دیتا، مگر حکمت کے سبب اس نے ایسا نہیں کیا کیوں کہ تمہیں جو کتاب طریقت اور فرائض دیے ہیں، اس میں تمہاری آزمایش کریں اور اللّٰہ تعالیٰ ہی نے تم پر یہ تمام چیزیں فرض کی ہیں، لہٰذا تمہارے دلوں میں کسی قسم کا کوئی شک نہ ہونا چاہیے تو اے امت محمدیہ ﷺ فرائض وسنن اور تمام نیکیوں کی بجا آوری میں تم اور امتوں سے سبقت لے جاؤ۔

یا یہ کہ نیکیوں کی طرف دوڑو، تمام امتوں کو اس کے دربار میں پیش ہونا ہے، دین اور شریعتوں میں جو تم اختلاف کرتے تھے وہ سب تمہیں وہاں بتلا دے گا۔

(۴۹) اور قرآن کریم میں جو اللّٰہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اسی کے مطابق آپ بنی قریضہ اور بنو نضیر اور اہل خیبر کے درمیان فیصلہ فرمایئے اور سنگسار کے ترک کرنے میں ان کی خواہشات کی پیروی مت کیجیے۔

اور ان لوگوں سے ہرگز مطمئن نہ ہوئیے کہ کہیں یہ آپ ﷺ کو احکام قرآنیہ اور حکم رجم سے نہ پھیر دیں اور اگر یہ لوگ رجم سے اور قصاص کے فیصلہ سے جو آپ ﷺ نے ان کے درمیان کیا ہے اعراض کریں تو اللّٰہ تعالیٰ ان کے تمام گناہوں کی وجہ سے انھیں عذاب دے گا اور اہل کتاب تو عہد شکن اور کافر ہیں۔

شان نزول: وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ (الخ)

ابن اسحاقؒ نے ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ کعب بن اسید اور عبداللّٰہ بن صوریا اور شاش بن قیس نے کہا کہ محمد ﷺ کے پاس چلو، ممکن ہے کہ ہم ان۔ کے دین میں کوئی فتنہ پیدا کر سکیں، چنانچہ یہ آئے اور کہا کہ محمد ﷺ آپ جانتے ہیں کہ ہم یہودیوں کے عالم اور ان کے سردار ہیں، اگر ہم آپ کی اتباع کر لیں گے تو تمام یہود آپ کی اتباع کر لیں گے اور کوئی بھی ہماری مخالفت نہیں کرے گا، البتہ ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان کچھ اختلافات ہیں، ہم ان میں آپ کو فیصل بناتے ہیں، آپ ہماری حمایت میں ان کے خلاف فیصلہ کر دیں، ہم آپ پر ایمان لے آئیں

گے (جب کہ ان کا ایمان لانے کا ارادہ نہیں تھا)، تب اللّٰہ تعالیٰ نے ان کے متعلق، آیت نازل فرمائی کہ آپ ان کے باہمی معاملات میں اس بھیجی ہوئی کتاب کے مطابق فیصلہ فرمایا کیجیے الخ۔

(۵۰) اے محمد ﷺ کیا قرآن کریم میں یہ آپ سے پھر جاہلیت کا فیصلہ مانگتے ہیں اور ان لوگوں کے لیے جو قرآن حکیم پر یقین رکھتے ہیں، فیصلہ کرنے میں اللّٰہ تعالیٰ سے کون اچھا ہوگا۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓى اَوْلِيَآءَ ۘ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۞ فَتَرَى الَّذِيْنَ فِىْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يُّسَارِعُوْنَ فِيْهِمْ يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰٓى اَنْ تُصِيْبَنَا دَآئِرَةٌ ؕ فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِىَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ فَيُصْبِحُوْا عَلٰى مَاۤ اَسَرُّوْا فِىْۤ اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِيْنَ ۞ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ اِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ ؕ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَاَصْبَحُوْا خٰسِرِيْنَ ۞

اے ایمان والو! یہود اور نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ یہ ایک دوسرے کے دوست ہیں جو شخص تم میں سے ان کو دوست بنائے گا وہ بھی ان ہی میں سے ہوگا۔ بے شک خدا ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا (۵۱) تو جن لوگوں کے دلوں میں (نفاق کا) مرض ہے تم ان کو دیکھو گے کہ ان میں دوڑ دوڑ کے ملے جاتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ہمیں خوف ہے کہ کہیں ہم پر زمانے کی گردش نہ آجائے سو قریب ہے کہ خدا فتح بھیجے یا اپنے ہاں سے کوئی اور امر (نازل فرمائے) پھر یہ اپنے دل کی باتوں پر جو چھپایا کرتے تھے پشیمان ہو کر رہ جائیں گے (۵۲) اور (اس وقت) مسلمان (تعجب سے) کہیں گے کہ کیا یہ وہی ہیں جو خدا کی سخت سخت قسمیں کھایا کرتے تھے۔ کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ ان کے عمل اکارت گئے اور وہ خسارے میں پڑ گئے (۵۳)

تفسیر سورۃ المائدۃ آیات (۵۱) تا (۵۳)

(۵۱) اے اہل ایمان! دوستی اور مدد میں ظاہری اور خفیہ طریقے پر دینی معاملات میں یہود و نصاریٰ کو دوست مت بنانا اور جو مسلمانوں میں سے مدد اور دوستی میں ان (یہود و نصاریٰ) کے ساتھ ہوگا، وہ اللّٰہ تعالیٰ کی امانت اور حفاظت میں نہیں ہوگا۔

اور اللّٰہ تعالیٰ یہود و نصاری کو انکے غلط رویے کے سبب اپنے دین اور جنت کی طرف ہدایت نہیں کرتا۔

شانِ نزول: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓى (الخ)

ابن اسحاقؒ ابن جریرؒ ابن ابی حاتمؒ اور بیہقیؒ نے عبادہ بن صامت ؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جب بنی قینقاع کی لڑائی ہوئی تو عبداللّٰہ بن ابی بن صلول نے اس میں بڑی دلچسپی لی اور ان کی مخالفت پر کمر بستہ ہوا تو حضرت عبادہ بن صامت ؓ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اللّٰہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے سامنے ان کی دوستی سے برأت ظاہر کی اور حضرت عبادہ بنی عوف بن الخزرج سے تھے اور ان لوگوں کی قسموں کی طرف سے ان کو وہ فضیلت جو عبداللّٰہ بن ابی بن سلول کو تھی، چنانچہ ان لوگوں نے رسول اکرم ﷺ کے سامنے قسمیں کھائیں اور کفار کی

قسموں اور ان کی دوستی سے برأت ظاہر کی، سورۃ مائدہ کی یہ آیت حضرت عبادہ اور عبداللّٰہ بن ابی کے بارے میں نازل ہوئی، اے ایمان والو تم یہود و نصاریٰ کو دوست مت بناؤ الخ۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۵۲) اے محمد ﷺ آپ ایسے لوگوں کو، جن کے دل میں مرض اور شک ہے جیسا کہ عبداللّٰہ بن ابی اور اس کے ساتھی، دیکھیں گے کہ وہ ان ہی لوگوں کی دوستی کی طرف بڑھے چلے جاتے ہیں اور ایک دوسرے سے یہ باتیں ملاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں حالات کی سختی کا ڈر ہے، اسی لیے ہم انھیں دوست بناتے ہیں۔

تو یہ چیز بہت ضروری ہے کہ اللّٰہ تعالیٰ مکہ مکرمہ فتح فرمادے اور رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام کی مدد فرمائے یا بنی قریضہ اور بنی نضیر پر قتل اور جلاوطنی کا عذاب نازل فرمادے تو یہ منافقین یہودیوں کی دوستی کی بنا پر ذلیل و رسوا ہو جائیں۔

(۵۳) اور مومن کہیں گے کہ یہ وہی منافقین عبداللّٰہ بن ابی اور اس کے ساتھی ہیں جو بڑے زور لگا کر قسمیں کھایا کرتے تھے کہ ہم منافقین تم خالص ایمان والوں کے ساتھ ہیں، ان کی تو دنیاوی تمام نیکیاں ضائع ہو گئیں اور عذاب کی وجہ سے یہ تو بہت بڑے خسارے والے ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ۝ وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ اَوْلِيَآءَ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ۝

اے ایمان والو اگر کوئی تم میں سے اپنے دین سے پھر جائے گا تو خدا ایسے لوگ پیدا کر دے گا جن کو وہ دوست رکھے اور جسے وہ دوست رکھے اور جو مومنوں کے حق میں نرمی کریں اور کافروں سے سختی سے پیش آئیں، خدا کی راہ میں جہاد کریں اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈریں۔ یہ خدا کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے۔ اور خدا بڑی کشائش والا (اور) جاننے والا ہے (۵۴) تمہارے دوست تو خدا اور اس کے پیغمبر اور مومن لوگ ہی ہیں جو نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے اور (خدا کے آگے) جھکتے ہیں (۵۵) اور جو شخص خدا اور اس کے پیغمبر اور مومنوں سے دوستی کرے گا تو (وہ خدا کی جماعت میں داخل ہوگا اور) خدا کی جماعت ہی غلبہ پانے والی ہے (۵۶) اے ایمان والو! جن لوگوں کو تم سے پہلے کتابیں دی گئی تھیں ان کو اور کافروں کو جنہوں نے تمہارے دین کو ہنسی اور کھیل بنا رکھا ہے دوست نہ بناؤ اور مومن ہو تو خدا سے ڈرتے رہو (۵۷) اور جب تم لوگ نماز کیلئے اذان دیتے ہو تو یہ اُسے بھی ہنسی اور کھیل بناتے ہیں یہ اس لئے کہ سمجھ نہیں رکھتے (۵۸)

تفسیر سورة المائدة آیات (٥٤) تا (٥٨)

(۵۴) اسد و غطفان اور قبیلہ کندہ و مراد کے جو آدمی رسول اکرم ﷺ کی رحلت کے بعد دین سے پھر جائیں تو اللّٰہ تعالیٰ ان لوگوں کو لائے گا جنھیں اللّٰہ تعالیٰ سے محبت ہوگی اور وہ مسلمانوں کے ساتھ بہت نرم دل اور مہربان ہوں گے اور اطاعت خداوندی میں سربسجود ہوں گے کسی ملامت سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہوگا۔

یہ تمام خوبیاں فضل الٰہی ہیں جو اس کا اہل ہوتا ہے، اس کو دیتا ہے، وہ بڑی وسعتوں والا ہے اور جس کو دیتا ہے اس کو جاننے والا ہے۔

(۵۵۔۵۶) حضرت عبداللّٰہ بن سلام اور ان کے ساتھی اسد، اسید اور ثعلبۃ بن قیس وغیرہ کو یہود نے تکالیف پہنچائیں تو اللّٰہ تعالیٰ ان کی تسلی کے لیے فرماتے ہیں کہ تمہارا محافظ و مددگار اور دوست اللّٰہ تعالیٰ اور اس کا رسول اور حضرت ابوبکر صدیق ؓ اور ان کے ساتھی ہیں جو پانچوں نمازوں کو باجماعت رسول اکرم ﷺ کے ساتھ پڑھتے ہیں اور اپنے اموال کی زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور جو ان سے دوستی رکھے تو اللّٰہ تعالیٰ کی جماعت یعنی رسول اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام ؓ اپنے دشمنوں پر یقیناً غلبہ رکھتے ہیں۔

شان نزول: اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ (الخ)

طبرانیؒ نے اوسط میں عمار بن یاسر ؓ سے روایت کیا ہے کہ حضرت علی کرم اللّٰہ وجہہ نفلی نماز میں رکوع میں تھے، ایک سائل نے آپ سے کچھ مانگا، آپ نے اپنی انگوٹھی اتار کر اسے دے دی، اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ تمہارے دوست تو اللّٰہ تعالیٰ اور اس کے رسول الخ۔ اس روایت کا اور بھی شاہد موجود ہے چنانچہ عبدالرزاق نے بواسطہ عبدالوہاب، مجاہد، ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت حضرت علی ؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور ابن مردویہ نے دوسرے طریقہ سے حضرت ابن عباس ؓ سے اور اسی طرح حضرت علی ؓ سے روایت نقل کی ہے۔ نیز ابن جریر نے مجاہد سے اور ابن ابی حاتم نے سلمۃ بن کہیل سے اسی طرح روایت نقل کی ہے، ان شواہد سے ایک روایت کو ایک کے ساتھ تقویت حاصل ہوتی ہے۔

(۵۷) یعنی یہود و نصاریٰ نے تمہارے دین کو کھیل اور مذاق بنا رکھا ہے ان کو اور تمام کافروں کو دوست مت بناؤ اور ان کو دوست رکھنے میں اللّٰہ تعالیٰ سے ڈرو۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

شان نزول: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا (الخ)

ابوالشیخ اور ابن حبان نے ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ رفاعۃ بن زید تابوت اور سوید بن حارث نے اسلام کا اظہار کیا، پھر یہ لوگ منافق ہو گئے اور مسلمانوں میں سے ایک شخص ان دونوں سے دوستی رکھتے تھے تو اللّٰہ تعالیٰ

نے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ سے بِمَا كَانُوْا یَكْتُمُوْنَ تک یہ آیت نازل فرمائی۔

(۵۸) اور جب اذان اور اقامت ہوتی تو یہ اس کی ہنسی اور مذاق اڑاتے ہیں اور یہ اس وجہ سے ہے کہ یہ لوگ احکام خداوندی اور توحید خداوندی اور دین الٰہی سے قطعی بےخبر ہیں، یہ آیت ایک یہودی کے بارے میں نازل ہوئی ہے، وہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اذان کا مذاق اڑایا کرتا تھا، اللّٰہ تعالیٰ نے اسے آگ میں جلا دیا۔

(لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

قُلْ یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّاۤ اِلَّاۤ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَمَاۤ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ وَاَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَیْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِیْرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ عَنْ سَوَآءِ السَّبِیْلِ ۝ وَاِذَا جَآءُوْكُمْ قَالُوْۤا اٰمَنَّا وَقَدْ دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا یَكْتُمُوْنَ ۝ وَتَرٰى كَثِیْرًا مِّنْهُمْ یُسَارِعُوْنَ فِی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝ لَوْلَا یَنْهٰىهُمُ الرَّبّٰنِیُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا یَصْنَعُوْنَ ۝

کہو کہ اے اہل کتاب! تم ہم میں برائی ہی کیا دیکھتے ہو سوا اس کے کہ ہم خدا پر اور جو (کتاب) ہم پر نازل ہوئی اس پر اور جو (کتابیں) پہلے نازل ہوئیں ان پر ایمان لائے ہیں۔ اور تم میں اکثر بدکردار ہیں (۵۹) کہو کہ میں تمہیں بتاؤں کہ خدا کے ہاں اس سے بھی بدتر جزا پانے والے کون ہیں؟ وہ لوگ ہیں جن پر خدا نے لعنت کی اور جن پر وہ غضبناک ہوا اور (جن کو) ان میں سے بندر اور سؤر بنا دیا اور جنہوں نے شیطان کی پرستش کی ایسے لوگوں کا برا ٹھکانہ ہے اور وہ سیدھے رستے سے بہت دور ہیں (۶۰) اور جب یہ لوگ تمہارے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے حالانکہ کفر لے کر آتے ہیں اور اسی کو لے کر جاتے ہیں۔ اور جن باتوں کو یہ مخفی رکھتے ہیں خدا ان کو خوب جانتا ہے (۶۱) اور تم دیکھو گے کہ ان میں اکثر گناہ اور زیادتی اور حرام کھانے میں جلدی کر رہے ہیں۔ بےشک یہ جو کچھ کرتے ہیں برا کرتے ہیں (۶۲) بھلا ان کے مشائخ اور علماء انہیں گناہ کی باتوں اور حرام کھانے سے منع کیوں نہیں کرتے؟ بلاشبہ وہ بھی برا کرتے ہیں (۶۳)

تفسیر سورة المائدة آیات (۵۹) تا (۶۳)

(۵۹) اے محمد ﷺ آپ ان یہودیوں سے فرما دیجیے کہ تم ہماری ہنسی کیوں اڑاتے ہو اور کون سی معیوب بات تم ہم میں پاتے ہو، ماسوا اس کے کہ ہم اللّٰہ وحدہٗ لاشریک پر اور قرآن کریم پر اور رسول اکرم ﷺ سے پہلے جس قدر رسول ہوئے اور جتنی کتابیں نازل کی گئیں ہم سب پر ایمان لاتے ہیں یعنی سب کو ماننے والے حقیقی مومن ہم (مسلمان) ہیں، تم سب اپنے غلط مشرکانہ عقیدہ عمل کی بنا پر سب کافر ہو، پھر یہودی جل کر کہتے تھے کہ تمام دین والوں میں العیاذ باللّٰہ رسول اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام کا رتبہ کم ہے۔

شانِ نزول: قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ (الخ)

حضرت ابن عباس ﷛ ہی نے فرمایا کہ رسول اللّٰہ ﷺ کے پاس یہودیوں کی ایک جماعت آئی، جن میں ابو یاسر بن اخطب اور نافع بن ابی نافع اور غازی بن عمر تھا، انھوں نے رسول اکرم ﷺ سے دریافت کیا کہ آپ رسولوں میں سے کن رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، میں اللّٰہ تعالیٰ پر اور جو کتاب حضرت ابراہیمؑ پر نازل کی گئی ہے اور حضرت اسماعیل، اسحاق، یعقوبؑ پر اور ان کی اولاد میں جو کتابیں نازل کی گئی ہیں، ان پر اور جو حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰؑ کو جو کتاب دی گئی ہے اور ان کے علاوہ اور دوسرے انبیاء کرام کو جو کتابیں دی گئی ہیں سب پر ایمان رکھتا ہوں ہم کسی کے درمیان کوئی فرق نہیں کرتے اور ہم اس کے فرمانبردار ہیں، جب آپ ﷺ نے حضرت عیسیٰؑ کا تذکرہ کیا، تو ان لوگوں نے ان کی نبوت کا انکار کیا اور بولے کہ ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہیں رکھتے اور نہ اس شخص پر ایمان لاتے ہیں جو حضرت عیسیٰؑ پر ایمان رکھتا ہو، اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

(لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۶۰)　اس کے بارے میں اللّٰہ تعالیٰ فرماتے ہیں محمد ﷺ ان کے جواب میں آپ ان یہودیوں سے کہیے کہ ایسا طریقہ میں تمہیں بتلاؤں جو اللّٰہ کے یہاں سزا ملنے میں اس سے بھی زیادہ ہو وہ ان لوگوں کا طریقہ ہے، جن پر اللّٰہ تعالیٰ نے اپنی ناراضگی اور جزیہ کا عذاب مسلط کر دیا ہے۔

اور داؤد کے زمانہ میں ان کو بندر اور حضرت موسیٰؑ کے زمانہ میں اہل مائدہ کو کفران مائدہ (آسمانی دسترخوان کی ناقدری کی وجہ سے) سور اور کاہن اور شیاطین بنا دیا یا انھوں نے شیاطین بتوں اور کاہنوں کی پوجا کی ہو، یہ لوگ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی راہ حق سے دور ہو جانے کی وجہ سے بہت برے ہیں۔

(۶۱)　اور جس وقت یہ ذلیل یہودی یعنی منافق آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم آپ ﷺ کی نعت وصفت پر ایمان لاتے ہیں کیوں کہ وہ ہماری کتاب میں موجود ہے، حالاں کہ وہ خفیہ طور پر کفر ہی کو لے کر آتے ہیں اور اسی کو لے کر مجلس سے نکل جاتے ہیں۔

(۶۲)　اور محمد ﷺ آپ ان یہودیوں کو دیکھتے ہیں، جو دوڑ دوڑ کر کفر وشرک، ظلم، لوٹ مار، حرام اور رشوت اور حکم خداوندی کی تبدیلی پر تبدیلی کرتے ہیں۔

(۶۳)　ان کو گرجے والے اور انکے علماء کفر وشرک اور رشوت وحرام خوری سے کیوں نہیں روکتے، یہ ان کا درگزر کرنا بہت برا ہے۔

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ ؕ غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ وَلُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا ۘ بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ ۙ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَآءُ ؕ وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ؕ وَاَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ؕ كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ ۙ وَيَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ فَسَادًا ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۶۴﴾ وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاَدْخَلْنٰهُمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۶۵﴾ وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ؕ مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ؕ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَآءَ مَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۶۶﴾

اور یہود کہتے ہیں کہ خدا کا ہاتھ (گردن سے) بندھا ہوا ہے (یعنی اللہ بخیل ہے) انہیں کے ہاتھ باندھے جائیں۔ اور ایسا کہنے کے سبب ان پر لعنت ہو اس کا ہاتھ بندھا ہوا نہیں بلکہ اس کے دونوں ہاتھ کھلے ہیں۔ وہ جس طرح (اور جتنا) چاہتا ہے خرچ کرتا ہے اور اے محمد ﷺ یہ (کتاب) جو تمہارے پروردگار کی طرف سے تم پر نازل ہوئی اس سے ان میں سے اکثر کی شرارت اور انکار اور بڑھے گا۔ اور ہم نے ان کے باہم عداوت اور بغض قیامت تک کے لیے ڈال دیا ہے۔ یہ جب لڑائی کیلئے آگ جلاتے ہیں خدا اس کو بجھا دیتا ہے۔ اور یہ ملک میں فساد کیلئے دوڑتے پھرتے ہیں۔ اور خدا فساد کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا (۶۴) اور اگر اہل کتاب ایمان لاتے اور پرہیز گاری کرتے تو ہم ان سے ان کے گناہ محو کر دیتے اور ان کو نعمت کے باغوں میں داخل کرتے (۶۵) اور اگر وہ تورات اور انجیل کو اور جو (اور کتابیں) ان کے پروردگار کی طرف سے ان پر نازل ہوئیں ان کو قائم رکھتے تو (ان پر رزق مینہ کی طرف برستا کہ) اپنے اوپر سے اور پاؤں کے نیچے سے کھاتے۔ ان میں کچھ لوگ میانہ رو ہیں اور بہت سے ایسے ہیں جن کے اعمال برے ہیں (۶۶)

تفسیر سورة المائدة آیات (٦٤) تا (٦٦)

(۶۴) اور فنحاص بن عازوراء یہودی بکتا ہے کہ معاذ اللہ، اللہ تعالیٰ کا ہاتھ خرچ کرنے سے بند ہو گیا، ان ہی کے ہاتھ خیر اور نیک کام میں خرچ کرنے سے بند ہو گئے، اسی بات کی وجہ سے ان پر اللہ کی جانب سے جزیہ کی ذلت مسلط کر دی گئی۔

اللہ تعالیٰ کے تو دونوں ہاتھ نیک و بد کو دینے کے لیے کھلے ہوئے ہیں اگر وہ اپنی حکمت کے تحت چاہتا ہے تو فراخی کے ساتھ دیتا ہے اور اگر چاہتا ہے تو تنگی کے ساتھ دیتا ہے اور آپ پر جو قرآن کریم نازل کیا جاتا ہے حق کا یہ نزول ان کافروں میں سے بہت سے لوگوں کی سرکشی اور کفر پر جمے رہنے کا باعث ہوتا ہے۔

اور ہم نے یہود و نصاریٰ کو قتل و غارت گری اور دشمنی میں مبتلا کر دیا ہے، العیاذ باللہ جب بھی یہ لوگ اپنی سرکشی میں رسول اکرم ﷺ پر دست درازی کا ارادہ کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کا شیرازہ بکھیر دیتا ہے اور یہ زمین میں لوگوں کو رسول اکرم ﷺ اور توحید خداوندی سے دور کرنے کے لیے فساد کرتے پھرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ یہود اور ان کے تحریف شدہ دین کو پسند نہیں فرماتے۔

شان نزول: وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ (الخ)

طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، یہودیوں میں سے بناش بن قیس نامی ایک شخص نے کہا کہ آپ کا پروردگار بخیل ہے، کچھ خرچ نہیں کرتا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور ابوالشیخ نے دوسرے طریقے پر ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ کہ یہ آیت کریمہ یہود بنی قینقاع کے سردار فنحاص کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

(۶۵۔۶۶) اور اگر یہود و نصاریٰ قرآن کریم اور رسول اکرم ﷺ پر ایمان لے آتے اور یہودیت و نصرانیت سے توبہ کر لیتے تو ہم زمانہ یہودیت و نصرانیت کے تمام گناہ معاف کر دیتے اور اگر یہ توریت وانجیل کی پوری پابندی کرتے اور اس میں مذکور رسول اکرم ﷺ کی نعت وصفت کو بیان کرتے اور توریت وانجیل میں جو کچھ ان کے پروردگار نے بیان کیا ہے اس کو بیان کرتے یا یہ کہ تمام آسمانی کتب اور تمام رسولوں کا اقرار کرتے تو آسمان سے پانی بطور نعمت برستا اور پھلوں کی خوب پیداوار ہوتی۔

ان ہی اہل کتاب میں ایک جماعت ایسی بھی ہے جو راہ راست پر چلنے والی ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھی اور بحیراء راہب اور اس کے ساتھی اور حضرت نجاشی اور ان کے ساتھی اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی مگر ایسے بھی لوگ ہیں جن کے کردار بہت برے ہیں جیسا کہ کعب بن اشرف، کعب بن اسد ور مالک بن سیف اور سعید بن عمرو، ابو یاسر اور جدی بن اخطب کہ رسول اللہ ﷺ کی نعت وصفت کو چھپاتے ہیں۔

(لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۭ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ۭ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰي شَيْءٍ حَتّٰي تُقِيْمُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۭ وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۚ فَلَا تَاْسَ عَلَي الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝

اے پیغمبر جو ارشادات خدا کی طرف سے تم پر نازل ہوئے ہیں سب لوگوں کو پہنچا دو۔ اور اگر ایسا نہ کیا تو تم خدا کے پیغام پہنچانے میں قاصر رہے (یعنی پیغمبری کا فرض ادا نہ کیا) اور خدا تم کو لوگوں سے بچائے رکھے گا۔ بے شک خدا منکروں کو ہدایت نہیں دیتا (۶۷) کہو کہ اے اہل کتاب! جب تک تم تورات اور انجیل کو اور جو (اور کتابیں) تمہارے پروردگار کی طرف سے تم لوگوں پر نازل ہوئیں انکو قائم نہ رکھو گے کچھ بھی راہ پر نہیں ہو سکتے اور (یہ قرآن) جو تمہارے پروردگار کی طرف سے تم پر نازل ہوا ہے ان میں سے اکثر کی سرکشی اور کفر اور بڑھے گا۔ تو تم قوم کفار پر افسوس نہ کرو (۶۸)

تفسیر سورة المائدة آیات (۶۷) تا (۶۸)

(۶۷) یعنی محمد ﷺ ان کے بتوں کا انکار کیجیے اور ان کے دین کو دلائل کے ساتھ غلط ثابت کیجیے اور آخری درجہ میں ان

کے ساتھ قتال کیجیے اور جو قبول حق پر آمادہ ہوں انھیں اسلام کی دعوت دیجیے اور اگر آپ حکم الٰہی کی بجا آوری نہیں کریں گے تو آپ نے ایک پیغام بھی نہیں پہنچایا اور یہود وغیرہ سے اللّٰہ تعالیٰ آپ کو محفوظ رکھے گا اور جو دین خداوندی کا اہل نہیں ہوتا، اُسے اللہ وہ راستہ نہیں دکھاتا۔

شان نزول: يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ (الخ)

ابوالشیخ نے حسن ؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللّٰہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب اللّٰہ تعالیٰ نے مجھے رسالت سے مشرف فرمایا تو میرے دل میں پریشانی ہوئی اور میں نے یہ سمجھ لیا کہ لوگ ضرور میری تکذیب کریں گے تو مجھے اس چیز کا ڈر ہوا کہ میں تمام احکام کی تبلیغ کردوں، ورنہ مجھے عذاب دیا جائے گا۔

تو اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی تو آپ نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار، کس طرح تبلیغ کروں میں اکیلا ہوں اور سب مل کر مجھ پر ہجوم کر جائیں گے تو اس وقت آپ ﷺ پر جملہ نازل ہوا، وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسٰلَتَهٗ۔

اور حاکم و ترمذی نے حضرت عائشہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کا پہرہ دیا جاتا تھا یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی، وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ تو آپ نے خیمہ سے سر نکالا اور فرمایا کہ لوگو واپس چلے جاؤ اللّٰہ تعالیٰ نے میری حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے۔

نیز طبرانیؒ نے ابوسعید خدری ؓ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عباس ؓ رسول اکرم ﷺ کے عم محترم ان حضرات میں سے تھے جو آپ کا پہرہ دیا کرتے تھے، جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی، کہ اللّٰہ تعالیٰ آپ کو لوگوں سے محفوظ رکھے گا تو انھوں نے پہرہ دینا چھوڑ دیا۔

نیز عصمۃ بن مالک ؓ سے روایت کیا ہے کہ ہم رات کو رسول اکرم ﷺ کا پہرہ دیا کرتے تھے، جب یہ آیت نازل ہوئی کہ اللّٰہ تعالیٰ آپ ﷺ کو لوگوں سے محفوظ رکھے گا تو پہرہ دینا چھوڑ دیا گیا۔

اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں ابو ہریرہ ؓ سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں کہ جب ہم اور رسول اکرم ﷺ کسی سفر میں ہوتے تو ہم آپ کے لیے سب سے بڑا اور سب سے زیادہ سایہ دار درخت چھوڑ دیتے تھے جس کے نیچے آپ اتر کر آرام فرماتے، چنانچہ ایک دن ایسے ہی ایک درخت کے نیچے آپ نے آرام فرمایا اور اپنی تلوار درخت پر لٹکا دی تو ایک شخص نے آکر وہ تلوار اتار لی اور کہا محمد ﷺ تمہیں مجھ سے کون بچا سکتا ہے، آپ نے فرمایا اللّٰہ تعالیٰ بچا سکتا ہے، تلوار رکھ دے اس نے تلوار رکھ دی، تب یہ آیت نازل ہوئی وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ۔

اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے جابر بن عبداللّٰہ ؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللّٰہ ﷺ نے غزوہ بنی

انمار کیا تو مقام ذات الرقیع میں ایک کھجوروں کے بلند باغ پر پڑاؤ کیا، رسول اکرم ﷺ کنوئیں کی منڈیر پر بیٹھے ہوئے تھے اور پیر کنوئیں میں لٹکا رکھے تھے۔

تو بنی نجار میں سے وارث نامی ایک شخص کہنے لگا کہ العیاذ باللّٰہ میں ضرور محمد ﷺ کو قتل کروں گا، تو اس کے ساتھیوں نے اس سے کہا کہ کس طرح قتل کرے گا وہ کہنے لگا میں آپ سے آپ کی تلوار مانگوں گا، جب آپ اپنی تلوار دے دیں گے تو میں آپ کو قتل کردوں گا، چنانچہ وہ آیا اور کہا محمد ﷺ ذرا اپنی تلوار تو دیجیے، میں سونگھتا ہوں، آپ نے تلوار دے دی تو اس کا ہاتھ کانپنے لگا، رسول اللّٰہ ﷺ نے فرمایا، اللّٰہ تعالیٰ تیرے اور تیرے ارادہ کے درمیان حائل ہوگیا۔

تب اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْ (الخ)۔

اور ابن مردویہؒ اور طبرانیؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی حفاظت کی جاتی تھی اور ابوطالب بنی ہاشم میں سے کچھ لوگ آپ کی حفاظت کے لیے آپؐ کے ساتھ بھیجتے تھے، یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی۔

اس کے بعد ابوطالب نے آپ ﷺ کی حفاظت کے لیے بھیجنے کا ارادہ فرمایا، تو آپ ﷺ نے فرمایا عم محترم اللّٰہ تعالیٰ نے جن وانس سب سے میری حفاظت کا وعدہ فرمالیا ہے۔

نیز ابن مردویہ نے جابر بن عبداللّٰہ ؓ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے اور اس سے اس چیز کا امکان پیدا ہوتا ہے کہ یہ آیت مکی ہے مگر ظاہر اس کا مخالف ہے۔

(٦٨) اے محمد ﷺ آپ یہود ونصاریٰ سے فرمادیجیے کہ تم دین الٰہی میں سے کسی راہ پر نہیں، جب تک کہ توریت انجیل اور تمام کتابوں اور تمام رسولوں کا اقرار نہ کرو۔

اور جو قرآن کریم آپ ﷺ کے پروردگار کی طرف سے نازل کیا گیا ہے، وہ قرآن ان کفار (یہود و نصاریٰ) کی تحریف بالکتاب کا پردہ چاک کرتا ہے جو انکی سرکشی اور کفر پر جمے رہنے کا باعث ہوتا ہے۔ اگر یہ لوگ ایمان نہ لانے کی وجہ سے اپنے کفر کی حالت میں ہلاک ہوجائیں تو آپ ﷺ ان کا فکر مت کیجیے کہ کافروں کا یہی انجام ہے۔
(لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

شانِ نزول: قُلْ یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ (الخ)

ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ رافع اور سلام بن مشکم اور مالک بن صیف آکر کہنے لگے کہ محمد ﷺ کیا آپؐ یہ سمجھتے ہیں کہ آپؐ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت اور اس کے دین پر ہیں اور جو کتاب ہمارے پاس ہے اس پر ایمان رکھتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا ہاں مگر تم نے نئی باتیں پیدا کرلی ہیں اور جو تمہاری کتاب میں ہے، اس کا انکار کرتے ہو اور جس چیز کا اللّٰہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے کہ اسے لوگوں کے سامنے بیان

کردو، اسے چھپاتے ہو تو انھوں نے کہا جو ہمارے پاس ہے، ہم اس پر عمل کرتے ہیں اور ہم ہدایت اور حق پر ہیں، تب اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ اے اہل کتاب تم کسی راہ پر بھی نہیں الخ۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِئُوْنَ وَالنَّصٰرٰى مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۞ لَقَدْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ وَاَرْسَلْنَاۤ اِلَیْهِمْ رُسُلًا ؕ كُلَّمَا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰۤى اَنْفُسُهُمْ ۙ فَرِیْقًا كَذَّبُوْا وَفَرِیْقًا یَّقْتُلُوْنَ ۞ وَحَسِبُوْۤا اَلَّا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ فَعَمُوْا وَصَمُّوْا ثُمَّ تَابَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ ثُمَّ عَمُوْا وَصَمُّوْا كَثِیْرٌ مِّنْهُمْ ؕ وَاللّٰهُ بَصِیْرٌۢ بِمَا یَعْمَلُوْنَ ۞

جو لوگ خدا پر اور روز آخرت پر ایمان لائیں گے اور نیک عمل کریں گے خواہ وہ مسلمان ہوں یا یہودی یا ستارہ پرست یا عیسائی اُن کو (قیامت کے دن) نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمناک ہوں گے۔ ہم نے بنی اسرائیل سے عہد بھی لیا اور اُن کی طرف پیغمبر بھی بھیجے (لیکن) جب کوئی پیغمبر اُن کے پاس ایسی باتیں لے کر آتا جن کو اُن کے دل نہیں چاہتے تھے تو وہ (انبیاء کی) ایک جماعت کو تو جھٹلا دیتے اور ایک جماعت کو قتل کر دیتے تھے (۷۰) اور یہ خیال کرتے تھے کہ (اس سے اُن پر) (کوئی آفت نہیں آئے گی تو وہ اندھے اور بہرے ہو گئے پھر خدا نے اُن پر مہربانی فرمائی (لیکن) پھر اُن میں سے بہت سے اندھے اور بہرے ہو گئے اور خدا اُن کے سب کاموں کو دیکھ رہا ہے (۷۱)

تفسیر سورة المائدة آیات (٦٩) تا (٧١)

(۶۹) جو حضرات حضرت موسیٰؑ اور تمام کتابوں اور تمام رسولوں پر ایمان لائے اور اسی حالت میں مر گئے نہ ان پر خوف ہوگا اور نہ انھیں کوئی غم ہوگا اور یہودی اور فرقہ صابئ یہ نصاری ہی کی ایک شاخ ہے جو قول میں ان سے نرم ہے اور نصاری اہل نجران جو ان میں سے اللّٰہ تعالیٰ اور بعث بعد الموت پر ایمان لائے اور جو یہودی یہودیت سے اور صابئ صابیت اور نصرانی نصرانیت سے توبہ کرے اور اس کے ساتھ اعمال صالحہ کرے تو آئندہ عذاب کا کوئی خوف اور گزشتہ باتوں پر کوئی غم نہیں ہوگا۔

یا یہ کہ جس وقت لوگ خوفزدہ ہوں گے، ان کو خوف نہیں ہوگا اور جس وقت اور لوگ غم زدہ ہوں گے انھیں غم نہیں ہوگا یا یہ کہ جس وقت موت ذبح کی جائے گی، انھیں خوف نہیں ہوگا اور جب دوزخ بھری جائے گی تو انھیں غم نہیں ہوگا۔

(۷۰۔۷۱) توریت میں رسول اکرم ﷺ کی تصدیق اور اطاعت اور اللّٰہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانے کا عہد لیا جب بھی ان کے پاس کوئی رسول ایسا حکم لایا جس کو ان کے دل نہیں چاہتے تھے اور ان کی یہودیت کے موافق نہیں تھا تو حضرت عیسیٰؑ اور رسول اکرم ﷺ کی تو انھوں نے تکذیب کی اور حضرت زکریا اور یحییٰ علیہما السلام کو قتل کر دیا اور یہی گمان کرتے رہے کہ انبیاء کرام کی تکذیب اور ان کے قتل کی وجہ سے یہ ہلاک نہیں ہوں گے اور حق و ہدایت سے

اندھے، بہرے بنے رہے اور انہوں نے اللّٰہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا، مگر پھر ایمان لائے اور کفر سے توبہ کی تو اللّٰہ تعالیٰ نے اپنے فضلِ خاص سے ان کے گناہوں کو معاف کر دیا۔

مگر اس کے بعد پھر بھی یہ ہدایت اور حق سے اندھے، بہرے ہوگئے اور کفر و شرک ہی کی حالت میں مر گئے، کفر کی اس حالت میں کہ جب انھوں نے انبیاء کرام کو جھٹلایا اور ان کو قتل کیا تو اللّٰہ تعالیٰ انکے ایسے افعالِ بد کو بخوبی جانتے ہیں۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ؕ وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ؕ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿۷۲﴾ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّاۤ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۷۳﴾ اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۷۴﴾ مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ؕ كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿۷۵﴾ قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ؕ وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۷۶﴾ قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوْۤا اَهْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ﴿۷۷﴾

وہ لوگ بے شبہ کافر ہیں جو کہتے ہیں کہ مریم کے بیٹے (عیسیٰ) مسیح خدا ہیں حالانکہ مسیح یہود سے یہ کہا کرتے تھے کہ اے بنی اسرائیل خدا ہی کی عبادت کرو جو میرا بھی پروردگار ہے اور تمہارا بھی اور جان رکھو کہ جو شخص خدا کیساتھ شرک کرے گا خدا اس پر بہشت کو حرام کر دیگا۔ اور اُس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں (۷۲) وہ لوگ (بھی) کافر ہیں جو اس بات کے قائل ہیں کہ خدا تین میں کا تیسرا ہے۔ حالانکہ اُس معبود یکتا کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اگر یہ لوگ ایسے اقوال (وعقائد) سے باز نہیں آئیں گے تو اُن میں جو کافر ہوئے ہیں وہ تکلیف دینے والا عذاب پائیں گے (۷۳) تو یہ کیوں خدا کے آگے توبہ نہیں کرتے اور اس سے گناہوں کی معافی نہیں مانگتے اور خدا تو بخشنے والا مہربان ہے (۷۴) مسیح ابن مریم تو صرف (خدا کے) پیغمبر تھے اُن سے پہلے بھی بہت سے رسول گزر چکے تھے اور اُن کی والدہ (مریم) خدا کی ولی (اور سچی فرمانبردار) تھیں۔ دونوں (انسان تھے اور) کھانا کھاتے تھے دیکھو ہم ان لوگوں کے لیے اپنی آیتیں کس طرح کھول کھول کر بیان کرتے ہیں پھر (یہ) دیکھو کہ یہ کدھر اُلٹے جا رہے ہیں (۷۵) کہو کہ تم خدا کے سوا ایسی چیز کی کیوں پرستش کرتے ہو جس کو تمہارے نفع اور نقصان کا کچھ بھی اختیار نہیں اور خدا ہی (سب کچھ) سنتا جانتا ہے (۷۶) کہو کہ اے اہلِ کتاب اپنے دین (کی بات) میں ناحق مبالغہ نہ کرو اور ایسے لوگوں کی خواہشوں کے پیچھے نہ چلو جو (خود بھی) پہلے گمراہ ہوئے اور اکثروں کو بھی گمراہ کر گئے۔ اور سیدھے رستے سے بھٹک گئے (۷۷)

تفسیر سورة المائدة آيات (۷۲) تا (۷۷)

(۷۲) ''اللّٰہ عینِ مسیح ہیں'' یہ نسطوریہ فرقہ کا قول ہے، حضرت عیسیٰؑ نے توحید خداوندی کی طرف بلایا اور فرمایا جو کفر پر مر جائے، اس کا جنت میں داخلہ حرام ہے اور مشرکین کا کوئی حمایتی نہیں ہوگا۔

(۷۳۔۷۴) اور مرقوسیہ فرقہ کہتا ہے کہ خدا تین میں کا ایک ہے، یعنی باپ، بیٹا، روح قدس، حالاں کہ تمام آسمان و زمین والوں کے لیے بجز ایک معبودِ حقیقی کے اور کوئی معبود نہیں، جو وحدہٗ لاشریک ہے اور اگر یہود و نصاریٰ اپنی خرافات سے توبہ

نہیں کریں گے تو ان پر اللہ کی طرف سے ایسا دردناک عذاب مسلط کیا جائے گا کہ اس کی شدت ان کے دلوں تک سرایت کر جائے گی اور جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور توبہ ہی پر مر جائے تو ایسے لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔

(۷۵) ان کی والدہ بھی ایک ولی بی بی ہیں، دونوں اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں، کھانا وغیرہ کھاتے ہیں، محمد ﷺ غور کیجیے کہ ہم کیسے واضح اور شاندار دلائل بیان کر رہے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ اور حضرت مریم دونوں خدا نہیں پھر دیکھیے کہ یہ نصاریٰ جھوٹ میں کس طرف جا رہے ہیں۔

(۷۶) اے محمد ﷺ آپ ان سے فرما دیجیے کہ کیا ان بتوں کو پوجتے ہو جو دنیا و آخرت میں نقصان سے بچانے اور نفع حاصل کرنے کی کچھ بھی طاقت نہیں رکھتے، حضرت عیسیٰؑ اور ان کی والدہ کے بارے میں جو کچھ تم کہتے ہو، اس کو وہ ذات سننے والی اور تمہارے عذاب کو جاننے والی ہے۔

(۷۷) نصاریٰ اہل نجران دین میں ناحق غلو مت کرو اور ایسی قوم کے دین اور ان کی باتوں پر مت چلو جو خود تم سے پہلے ہدایت سے بے راہ ہیں اور وہ قوم کے سردار اور رؤساء ہیں جنھوں نے بہت سے لوگوں کو بے راہ کر دیا۔

لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۭ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۝ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ۭ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝ تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ۝ وَلَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالنَّبِيِّ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِيَاۗءَ وَلٰكِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝

جو لوگ بنی اسرائیل میں کافر ہوئے اُن پر داؤد اور عیسیٰ ابن مریم کی زبان سے لعنت کی گئی یہ اس لئے کہ نافرمانی کرتے تھے اور حد سے تجاوز کرتے تھے (۷۸) (اور) بُرے کاموں سے جو وہ کرتے تھے ایک دوسرے کو روکتے نہیں تھے بلاشبہ وہ بُرا کرتے تھے (۷۹) تم ان میں سے بہتوں کو دیکھو گے کہ کافروں سے دوستی رکھتے ہیں۔ اُنہوں نے جو کچھ آگے بھیجا ہے بُرا ہے (وہ یہ) کہ خدا اُن سے ناخوش ہوا اور وہ ہمیشہ عذاب میں (مبتلا) رہیں گے (۸۰) اور اگر وہ خدا پر اور پیغمبر پر اور جو کتاب اُن پر نازل ہوئی تھی اس پر یقین رکھتے تو اُن کو دوست نہ بناتے لیکن ان میں اکثر بدکردار ہیں (۸۱) (پیغمبر!) تم دیکھو گے کہ مومنوں کیساتھ سب سے زیادہ دشمنی کرنے والے یہودی اور مشرک ہیں۔ اور دوستی کے لحاظ سے مومنوں سے قریب تر اُن لوگوں کو پاؤ گے جو کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ ہیں یہ اس لئے کہ ان میں عالم بھی ہیں اور مشائخ بھی اور وہ تکبر نہیں کرتے (۸۲)

تفسیر سورة المائدة آیات (۷۸) تا (۸۲)

(۷۸۔۷۹) بنی اسرائیل میں جو کافر ہیں وہ حضرت داؤدؑ کی دعا سے بندر اور حضرت عیسیٰؑ کی بددعا سے سور ہو گئے ہیں اور یہ لعنت اس وجہ سے نازل ہوئی کہ وہ ہفتہ کے روز میں اور اکل مائدہ میں اور انبیاء کرام کے قتل کرنے اور معاصی کو حلال سمجھنے میں اللہ کی نافرمانی کرتے تھے اور جو کچھ وہ نافرمانیاں اور حد سے تجاوز کرتے

تھے، اس سے تو یہ بھی نہیں کرتے تھے۔

(۸۰) یعنی بہت سے منافقین کعب اور اس کے ساتھیوں سے دوستی کرتے ہیں یا کعب اور اس کے ساتھی کفار مکہ ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں سے دوستی کرتے ہیں یہ یہودیت اور نفاق کا اتحاد بہت برا ہے، وہ عذاب میں ہمیشہ رہیں گے نہ وہاں موت آئے گی اور نہ اس سے نکالے جائیں گے۔

(۸۱) اور اگر یہ منافقین اللّٰہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ اور قرآن حکیم پر ایمان رکھتے اور یہود کو اپنا مددگار اور دوست نہ بناتے مگر یہ اہل کتاب منافق ہیں یا یہ کہ اگر یہ یہودی توحید خداوندی اور رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لاتے اور ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کو دوست نہ بناتے مگر ان اہل کتاب میں زیادہ کافر ہیں۔

(۸۲) اس کے ساتھ ساتھ ان کو رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام سے جو دشمنی ہے اللّٰہ تعالیٰ اس کو بیان فرماتا ہے کہ محمد ﷺ ان لوگوں میں سب سے زیادہ آپ ﷺ سے اور صحابہ کرام سے دشمنی رکھنے والے آپ بنی قریظہ، بنی نضیر، فدک، خیبر اور مشرکین مکہ کو پائیں گے جو کفر و شرک میں بہت پختہ ہیں۔

اور آپ کے ساتھ اور صحابہ کرام کے ساتھ دوستی رکھنے کے قریب آپ حضرت نجاشی اور ان کے ساتھیوں کو پائیں گے جن کی تعداد بتیس ہے یا چالیس ہے، جن میں سے بتیس تو حبشہ کے ہیں اور آٹھ شام کے ہیں بحیراء راہب اور اس کے ساتھی اور ابرہہ، اشرف، ادریس، تمیم، تمام، درید، ایمن اور یہ دوستی اس بنا پر ہے کہ بہت سے ان میں سے تارک الدنیا عابد ہیں، جنھوں نے اپنے سروں کو خاص علامت کے طور پر درمیان میں سے منڈوا رکھا ہے۔

اور بہت سے علم دوست عالم ہیں اور یہ لوگ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لانے میں متکبر نہیں۔

شانِ نزول: وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے سعید بن مسیب، ابوبکر بن عبدالرحمٰن اور عروۃ بن زبیر ؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللّٰہ ﷺ نے عمرو بن امیہ ضمری کو روانہ کیا اور ان کے ساتھ حضرت نجاشی کے پاس ایک خط بھیجا چنانچہ وہ نجاشی کے پاس آئے، نجاشی نے رسول اکرم ﷺ کا نامہ مبارک پڑھا اور حضرت جعفر بن ابی طالب اور ان کے ساتھ دوسرے مہاجرین کو بلایا اور علماء و تارک الدنیا راہبوں کو حکم دیا وہ آئے پھر حضرت جعفر ؓ کو حکم دیا، انھوں نے سب کے سامنے سورۂ مریم کی آیات تلاوت کیں، چنانچہ قرآن کریم پر ایمان لے آئے اور سب کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ ان ہی حضرات کے بارے میں اللّٰہ تعالیٰ نے وَلَتَجِدَنَّهُمْ سے فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ تک یہ آیات نازل فرمائیں۔

(لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰۤى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ۚ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۸۳﴾ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ ۙ وَنَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۴﴾ فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۸۵﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۸۶﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۸۷﴾ وَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۪ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْۤ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿۸۸﴾

اور جب اس (کتاب) کو سُنتے ہیں جو (سب سے پہلے) پیغمبر محمد ﷺ پر نازل ہوئی تو تم دیکھتے ہو کہ اُن کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں اس لئے کہ اُنہوں نے حق بات پہچان لی۔ اور وہ (خدا کی جناب میں) عرض کرتے ہیں کہ اے پروردگار ہم ایمان لے آئے تُو ہم کو ماننے والوں میں لکھ لے (۸۳) اور ہمیں کیا ہوا ہے کہ خدا پر اور حق بات پر جو ہمارے پاس آئی ہے ایمان نہ لائیں اور ہم امید رکھتے ہیں کہ پروردگار ہم کو نیک بندوں کے ساتھ (بہشت میں) داخل کرے گا (۸۴) تو خدا نے اُن کو اس کہنے کے عوض (بہشت کے) باغ عطا فرمائے جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں وہ ہمیشہ اُن میں رہیں گے۔ اور نیکو کاروں کا یہی صلہ ہے (۸۵) اور جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہ جہنمی ہیں (۸۶) مومنو! جو پاکیزہ چیزیں خدا نے تمہارے لئے حلال کی ہیں اُن کو حرام نہ کرو اور حد سے نہ بڑھو کہ خدا حد سے بڑھنے والوں کو دوست نہیں رکھتا (۸۷) اور جو حلال طیّب روزی خدا نے تم کو دی ہے اُسے کھاؤ اور خدا سے جس پر ایمان رکھتے ہو ڈرتے رہو (۸۸)

تفسیر سورۃ المائدۃ آیات (۸۳) تا (۸۸)

(۸۳) اور جب وہ حضرات جعفرؓ بن ابی طالب سے اس کلام کو سنتے ہیں جو کہ ان کے رسولؐ پر نازل کیا گیا ہے کیوں کہ انھوں نے حق کو پہچان لیا اور رسول اکرم ﷺ کی نعت وصفت سے اچھی طرح واقف ہیں تو ان کی آنکھوں سے بے ساختہ آنسو جاری ہو جاتے ہیں اور عرض کرتے ہیں اے ہمارے پروردگار! ہم تجھ پر اور تیری کتاب پر اور تیرے رسول محمد ﷺ پر ایمان لے آئے لہٰذا رسول اکرم ﷺ کی امت میں جو مومن حضرات ہیں ہمیں ان کے ساتھ شامل فرمالیجیے۔

شان نزول: وَاِذَا سَمِعُوْا (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے سعید بن جبیرؒ سے روایت کیا ہے کہ حضرت نجاشی ؓ نے اپنے ساتھیوں میں سے تیس پسندیدہ حضرات کو رسول اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں بھیجا، آپ ﷺ نے ان کے سامنے سورۂ یٰسین کی تلاوت فرمائی وہ سب حضرات رونے لگے تو ان کے بارے میں یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی ہے۔

اور امام نسائیؒ نے عبداللّٰہ بن زبیر ؓ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت حضرت نجاشیؓ اور ان کے ساتھیوں کے

بارے میں نازل ہوئی ہے اور امام طبرانی نے ابن عباس ﷺ سے اسی طرح اس سے مفصل روایت نقل کی ہے۔

(۸۴) اس پر ان کی قوم نے انھیں ملامت کی تو انھوں نے فرمایا کہ ہمارے پاس کون سا عذر ہے کہ جو حق ہمارے پاس آیا ہے یعنی قرآن کریم اور رسول اکرم ﷺ ہم اس پر ایمان نہ لائیں اور آخرت میں امت محمدیہ ﷺ کے پرہیزگاروں کے ساتھ جنت میں داخل نہ ہوں۔

(۸۵) نتیجہ یہ ہوا کہ ان حضرات کا بخوشی توحید خداوندی کے قائل ہونے کی وجہ سے اللّٰہ تعالیٰ نے ان کو ایسے باغات دیے ہیں جن کے نیچے سے دودھ، شہد، پانی اور شراب کی نہریں جاری ہیں یہ حضرات جنت میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے نہ ان کو وہاں موت آئے گی اور نہ ہی یہ اس سے نکالے جائیں گے، یہ موحدین یا ان حضرات کا جو قول و عمل کے اعتبار سے صاحب احسان ہوں نعم البدل ہے۔

(۸۶) اور اللّٰہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ اور قرآن حکیم کا انکار کرنے والے جہنمی ہیں۔

(۸۷۔۸۸) یہ آیت کریمہ اصحاب رسول اکرم ﷺ میں سے دس حضرات یعنی حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان بن مظعون، حضرت علی، حضرت عبداللّٰہ بن مسعود، حضرت مقداد، حضرت سالم مولی ابی حذیفہ، حضرت سلمان فارسی، حضرت ابوذر، حضرت عمار بن یاسر ﷺ کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ ان سب حضرات نے حضرت عثمان ﷺ بن مظعون کے گھر میں اس بات پر اتفاق کیا کہ بقدر ضرورت کھائیں گے اور پئیں گے اور نہ بیبیوں کے پاس جائیں گے اور نہ گوشت کھائیں گے اور نہ چربی کھائیں گے اللہ کی رضا کے لیے، صرف راہبانہ زندگی بسر کریں گے، اللّٰہ تعالیٰ نے ان حضرات کو اس چیز سے منع فرمایا کہ کھانے پینے اور صحبت وغیرہ کو حرام مت کرو اور حدود شرعیہ میں حلال و حرام کی جو حدیں مقرر ہیں، ان سے تجاوز مت کرو اور حلال چیزیں کھاؤ اور پیو اور ان حلال چیزوں کو اپنے اوپر حرام مت کرو۔

شان نزول: یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (الخ)

امام ترمذیؒ وغیرہ نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللّٰہ ﷺ میں جس وقت گوشت کھاتا ہوں تو عورتوں کے لیے ہیجان ہو جاتا ہے اور شہوت کا غلبہ ہو جاتا ہے، اس لیے میں نے اپنے اوپر گوشت کو حرام کر لیا ہے، اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ جو چیزیں اس نے تمہارے لیے حلال کی ہیں ان میں سے لذیذ چیزیں اپنے اوپر حرام مت کرو۔

اور ابن جریرؒ نے عوفی کے واسطہ سے ابن عباس ﷺ سے روایت کیا ہے کہ صحابہ کرامؓ میں سے کچھ حضرات

نے جن میں عثمان بن مظعون بھی تھے، گوشت اور عورتوں کو اپنے اوپر حرام کرلیا تھا اور اپنے عضو تناسل کے کاٹنے کا ارادہ کرلیا تھا تاکہ شہوت بالکل ختم ہوجائے اور عبادت خداوندی کے لیے کامل طور پر فارغ ہوجائیں، تب یہ آیت نازل ہوئی۔

نیز اسی طرح عکرمہ، ابوقلابہ، مجاہد، ابومالک نخعی اور سدی وغیرہ کی مرسل روایتیں نقل کی ہیں جن میں سدی کی روایت میں ہے کہ وہ دس حضرات تھے جن میں ابن مظعون ﷛ اور علی ابن ابی طالب ﷛ بھی تھے۔

اور عکرمہ کی روایت میں ابن مظعون، حضرت علی، ابن مسعود، مقداد بن اسود اور سالم مولی ابوحذیفہ ﷛عنہم کا ذکر ہے اور مجاہد کی روایت میں ابن مظعون ﷛ اور عبداللّٰہ بن عمر ﷛ کا ذکر ہے۔

اور ابن عساکرؒ نے اپنی تاریخ میں بواسطہ سدی صغیر، کلبی، ابوصالح، ابن عباس ﷛ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت صحابہ کرام کی ایک جماعت کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

جن میں حضرت ابوبکر صدیق ﷛، حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت ابن مسعودؓ، حضرت عثمان بن مظعونؓ، مقداد بن اسود ﷛ اور سالم مولی ابی حذیفہ ﷛ تھے یہ سب اس پر متفق ہوئے کہ اللہ کی طرف کامل توجہ اور محض اس کی عبادت کے لیے سب اپنے عضو تناسل کاٹ ڈالیں اور عورتوں سے علیحدہ رہیں اور گوشت و چربی نہ کھائیں، اور ٹاٹ پہنیں اور بقدر ضرورت کھائیں اور زمین میں راہبوں کی طرح پھریں ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

اور ابن ابی حاتم نے زید بن سلم سے روایت کیا ہے کہ عبداللّٰہ بن رواحہ ﷛ کے رشتہ داروں میں سے ایک مہمان آیا اور عبداللّٰہ بن رواحہ ﷛ رسول اکرم ﷺ کے پاس تھے، جب اپنے گھر آئے تو دیکھا کہ مہمان نے ان کے انتظار میں ابھی تک کھانا نہیں کھایا، تو اپنی بیوی سے کہا کہ میری وجہ سے ابھی تک میرے مہمان کو بٹھائے رکھا یہ کھانا مجھ پر حرام ہے، ان کی بیوی بولیں کہ میرے اوپر بھی حرام ہے، مہمان نے کہا تو پھر مجھ پر بھی حرام ہے۔

حضرت عبداللّٰہ بن رواحہ ﷛ نے جب یہ دیکھا تو کھانے پر ہاتھ رکھا اور فرمایا چلو بسم اللّٰہ پڑھ کر کھالو۔

اس کے بعد رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں تشریف لے گئے اور آپ ﷺ سے سارا واقعہ بیان کیا تب اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔



لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ ۚ فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ۭ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ۭ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ۭ وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۸۹﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۹۰﴾ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ﴿۹۱﴾

خدا تمہاری بے ارادہ قسموں پر تم سے مواخذہ نہیں کرے گا لیکن پختہ قسموں پر (جن کے خلاف کرو گے) مواخذہ کرے گا۔ تو اس کا کفارہ دس محتاجوں کو اوسط درجے کا کھانا کھلانا ہے جو تم اپنے اہل و عیال کو کھلاتے ہو۔ یا اُن کو کپڑے دینا یا ایک غلام آزاد کرنا۔ اور جس کو یہ میسر نہ ہو وہ تین روزے رکھے۔ یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب تم قسم کھالو (اور اسے توڑ دو) اور (تم کو) چاہیے کہ اپنی قسموں کی حفاظت کرو اسطرح خدا تمہارے (سمجھانے کے) لئے اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان فرماتا ہے تاکہ تم شکر کرو (۸۹) اے ایمان والو! شراب اور جُوا اور بُت اور پاسے (یہ سب) ناپاک کام اعمالِ شیطان سے ہیں سو اِن سے بچتے رہنا تاکہ نجات پاؤ (۹۰) شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ شراب اور جُوئے کے سبب تمہارے آپس میں دشمنی اور رنجش ڈلوا دے اور تمہیں خدا کی یاد سے اور نماز سے روک دے تو تم کو (ان کاموں سے) باز رہنا چاہئے (۹۱)

تفسیر سورة المائدة آیات (۸۹) تا (۹۱)

(۸۹) تمہاری قسموں میں لغو قسم پر کوئی کفارہ نہیں کیوں کہ لغو قسم کے علاوہ اس قسم پر کفارہ ہے کہ جن کو تم اپنے دلوں کے ساتھ پختہ کر دو (یعنی منعقدہ) تو اس مستحکم قسم کا کفارہ یہ ہے کہ صبح و شام دس مسکینوں کو اوسط درجہ کا کھانا کھلاؤ یا دس مسکینوں کو اوسط درجہ کا کپڑا دو، ہر ایک مسکین کو ایک چادر، ایک کرتہ، ایک تہ بند، ایک غلام یا لونڈی آزاد کرو۔

اور جس کو ان تینوں میں سے ایک کی بھی طاقت نہ ہو تو وہ لگاتار تین روزے رکھے یہ جو کچھ ہم نے بیان کیا، یہ قسم توڑ دینے کے بعد اس کا کفارہ ہے لہٰذا اپنی قسموں اور ان کے کفارہ کا خیال رکھا کرو، جیسا کہ قسم کا کفارہ بیان کیا ہے، اسی طرح وہ رب ذوالجلال اوامر و نواہی بیان کرتا ہے تاکہ تم اس پر اس کا شکر کرو۔

(۹۰) شراب اور جوئے کی تمام اقسام اور بت وغیرہ اور قرعہ کے تیر یہ سب حرام ہیں، یہ شیطانی کام اور اس کے وسوسے ہیں تم ان سب چیزوں کو بالکل چھوڑ دو، تاکہ اللہ تعالیٰ کے غصہ اور اس کی ناراضگی سے بچو اور آخرت میں تمہیں اطمینان حاصل ہو۔

(۹۱) شیطان تو شراب اور جوئے سے تمہاری عقل اور مال دولت کو برباد کرنا اور اطاعت خداوندی اور پانچوں نمازوں کی ادائیگی سے روکنا اور ان سے دور کرنا چاہتا ہے تو کیا تم اللہ کے اس فرمان کے بعد اب بھی باز نہیں آؤ گے۔

شان نزول: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ (الخ)

امام احمدؒ نے ابو ہریرہ ؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو لوگ شراب پیتے تھے اور جوے کا مال کھاتے تھے، تو لوگوں نے رسول اکرم ﷺ سے ان دونوں چیزوں کے بارے میں دریافت کیا، اس وقت یہ آیت نازل ہوئی يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ (الخ) ۔ تو لوگوں نے کہا کہ اس آیت میں اللّٰہ تعالیٰ نے ہم پر ان چیزوں کو حرام نہیں، بلکہ بڑے گناہ کو بیان کیا، چنانچہ حسب سابق سب لوگ شراب پیتے رہے۔ اسی دوران ایک دن مہاجرین میں سے ایک شخص نے اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھائی تو قرأت میں گڑبڑ کی تو اس وقت اللّٰہ تعالیٰ نے اس سے سخت حکم نازل فرمایا کہ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ تا مُنْتَهُوْنَ ، اس آیت کے نزول پر صحابہ کرام بولے، اے ہمارے پروردگار ہم باز آگئے، اس کے بعد کچھ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللّٰہ اس حرمت سے پہلے بہت حضرات شہید ہو گئے اور اپنے بستروں پر انتقال فرما گئے اور وہ شراب بھی پیتے تھے اور جوئے کا مال بھی کھاتے تھے اور اب اس کو اللّٰہ تعالیٰ نے گندی باتیں شیطانی کام فرما دیا ہے۔ (تو اس کا معاملہ کیا ہوگا)

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۹۲﴾ لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْٓا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا ۗ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۹۳﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ تَنَالُهٗٓ اَيْدِيْكُمْ وَرِمَاحُكُمْ لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّخَافُهٗ بِالْغَيْبِ ۚ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۹۴﴾

اور خدا کی فرمانبرداری اور رسولِ (خدا) کی اطاعت کرتے رہو اور ڈرتے رہو۔ اگر منہ پھیرو گے تو جان رکھو کہ ہمارے پیغمبر کے ذمے تو صرف پیغام کا کھول کر پہنچا دینا ہے (۹۲) جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اُن پر اُن چیزوں کا کچھ گناہ نہیں جو وہ کھا چکے جب کہ اُنہوں نے پرہیز کیا اور ایمان لائے اور نیک کام کئے پھر پرہیز کیا اور ایمان لائے پھر پرہیز کیا اور نیکو کاری کی۔ اور خدا نیکو کاروں کو دوست رکھتا ہے (۹۳) مومنو! کسی قدر شکار سے جن کو تم ہاتھوں اور نیزوں سے پکڑ سکو خدا تمہاری آزمائش کرے گا۔ (یعنی حالتِ احرام میں شکار کی ممانعت سے) تاکہ معلوم کرے کہ اُس سے غائبانہ کون ڈرتا ہے تو جو اسکے بعد زیادتی کرے اُس کے لیے دکھ دینے والا عذاب (تیار) ہے (۹۴)

تفسير سورة المائدة آيات (۹۲) تا (۹٤)

(۹۲) اس شراب کے پینے اور اس کو حلال سمجھنے سے بچو اور اگر اس شراب کی حرمت کے بارے میں تم اللہ کی اطاعت نہیں کرو گے تو رسول اکرم ﷺ کی ذمہ داری تو صرف اس زبان میں جسے تم سمجھتے ہو محض احکام خداوندی کا پہنچا دینا ہے۔

(۹۳) مہاجرین و انصار میں سے کچھ حضرات نے رسول اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ ہم میں سے کچھ حضرات شراب

کی حرمت نازل ہونے سے پہلے انتقال کر گئے اور انھوں نے شراب پی ہے تو ان کا کیا ہوگا، اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ ان مومنین پر جنھوں نے اللّٰہ تعالیٰ کے حکم کی بجا آوری کی، شراب کی حرمت سے قبل شراب پینے میں خواہ وہ زندہ ہوں یا انتقال فرما چکے ہوں کوئی گناہ نہیں، جب کہ وہ کفر وشرک اور فواحش سے بچتے اور ایمان اور حقوق اللّٰہ کے پابند تھے اور پھر جو زندہ حضرات موجود ہیں، وہ شراب کی حرمت کے بعد اس سے بچتے ہوں اور انھوں نے اس کا پینا بالکل چھوڑ دیا ہو تو اللّٰہ تعالیٰ اطاعت شعار لوگوں کو پسند فرماتے ہیں۔

شانِ نزول: لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ (الخ)

امام نسائیؒ اور بیہقیؒ نے ابن عباس ﷺ سے روایت کیا ہے کہ شراب کی حرمت دو انصاری قبیلوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

انھوں نے شراب پی، نشہ چڑھنے پر بعض نے کچھ حرکات وغیرہ کیں، جب نشہ اتر گیا تو ہر ایک نے اپنے چہرے سر اور داڑھی میں دیکھا تو وہ کہنے لگا کہ میرے ساتھ میرے فلاں بھائی نے یہ کیا ہے۔ حالاں کہ وہ سب بھائی تھے، ان کے دلوں میں کسی قسم کا کوئی کینہ اور دشمنی نہیں تھی، چنانچہ اس نے کہا کہ اگر وہ میرے اوپر مہربان ہوتا تو ایسی بدتمیزی نہ کرتا، غرض کہ اس بنا پر ان کے دلوں میں بدگمانی پیدا ہوئی تو اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، تو اس کے بعد کچھ حضرات بولے کہ یہ تو گندگی ہے اور فلاں کے پیٹ میں داخل ہو چکی ہے، اور وہ غزوہ احد میں شہید ہو گئے ہیں، اب کیا ہوگا، اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ (الخ)۔

(۹۴) حدیبیہ کے سال احرام کی حالت میں شکار کی ممانعت کے بارے میں یہ آیات نازل ہوئیں۔

یعنی حدیبیہ کے سال خشکی کے وحشی شکاروں کے بارے میں تمہارا امتحان لیں گے جب کہ ان کے انڈوں اور بچوں تک تمہارے ہاتھ اور نیزے پہنچ رہے ہوں گے تاکہ اللّٰہ تعالیٰ ظاہری طور پر بھی دیکھ لیں کہ حالت احرام میں کون شکار سے باز رہتا ہے۔

سو جو اس کی حرمت اور اس کی جزا کے بیان ہو جانے کے بعد بھی حدود شرعیہ سے نکلے گا تو اس کی پشت اور پیٹ پر سخت سزا قائم کی جائے گی۔



يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ۭ وَمَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاۗءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْيًۢا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ ۭ عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ ۭ وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۝ اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهٗ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ ۚ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝ جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَاۗىِٕدَ ۭ ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ وَاَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

مومنو! جب تم احرام کی حالت میں ہوتو شکار نہ مارنا۔ اور جو تم میں سے جان بوجھ کر اُسے مارے تو (یا تو اس کا) بدلہ (دے اور وہ یہ ہے کہ) اسی طرح کا چارپایہ جسے تم میں سے دو معتبر شخص مقرر کردیں قربانی (کرے اور یہ قربانی) کعبے پہنچائی جائے یا کفارہ (دے اور وہ) مسکینوں کو کھانا کھلانا (ہے) یا اس کے برابر روزے رکھے تاکہ اپنے کام کی سزا (کا مزہ) چکھے (اور) جو پہلے ہو چکا وہ خدا نے معاف کر دیا اور جو پھر (ایسا کام) کرے گا تو خدا اُس سے انتقام لے گا اور خدا غالب (اور) انتقام لینے والا ہے (۹۵) تمہارے لئے دریا (کی چیزوں) کا شکار اور اُن کا کھانا حلال کر دیا گیا ہے (یعنی) تمہارے اور مسافروں کے فائدے کے لیے۔ اور جنگل (کی چیزوں) کا شکار جب تک تم احرام کی حالت میں ہو تم پر حرام ہے اور خدا سے جس کے پاس تم (سب) جمع کئے جاؤ گے ڈرتے رہو (۹۶) خدا نے عزت کے گھر (یعنی) کعبے کو لوگوں کیلئے موجب امن مقرر فرمایا ہے اور عزت کے مہینوں کو اور قربانی کو اور اُن جانوروں کو جن کے گلے میں پٹے بندھے ہوں۔ یہ اسلئے کہ تم جان لو کہ جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے خدا سب کو جانتا ہے اور یہ کہ خدا کو ہر چیز کا علم ہے (۹۷) جان رکھو کہ خدا سخت عذاب دینے والا ہے اور یہ کہ خدا بخشنے والا مہربان بھی ہے (۹۸)

تفسیر سورة المائدة آیات (۹۵) تا (۹۸)

(۹۵) ابوالیسر بن عمرو کو احرام یاد نہیں رہا اور انھوں نے جان کر شکار کو قتل کر دیا تو اسکے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس پر اس شکار کی (سزا) ہوگی جس کی قیمت کا تخمینہ تم میں سے دو آدمی کریں گے، اب اسے اختیار ہے کہ اس قیمت کا کوئی جانور خرید کر بیت اللہ روانہ کر دے یا ان روپوں کے بقدر غلہ خرید کر مساکین مکہ مکرمہ پر خیرات کرے اور اگر اس غلہ وغیرہ خیرات کرنے کی اس میں طاقت نہ ہو تو فی حصہ ایک مسکین ایک روزہ یعنی نصف صاع (۲۳۴ تولے کا ایک وزن) کے عوض ایک روزہ رکھ لے (جیسا کہ صدقہ فطر کی شرائط ہیں) یہ اس کے فعل کی سزا ہے اور جو شخص اس حکم اور اس سزا کے بعد پھر ایسا کرے گا تو اسے چھوڑ دیا جائے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس جزا مذکور کے علاوہ خود اس سے انتقام لے۔

(۹۶) قوم بنی مدلج دریائی شکار کرتی تھی، انھوں نے دریائی شکار کے بارے میں اور اس کے بارے میں جو دریا پھینک دے رسول اکرم ﷺ سے دریافت کیا، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ تمہارے لیے دریائی شکار اور وہ شکار

جس کو پانی اوپر پھینک دے، سب حلال کر دیا گیا ہے (احرام کی حالت میں) تمہارے اور راہ گزروں کے فائدے کے لیے البتہ خشکی کا شکار حالت حدودِ احرام میں اور حرم میں تمہارے اوپر حرام کیا گیا ہے، ان باتوں میں اللّٰہ تعالیٰ سے ڈرو۔

(۹۷) کعبہ کو عبادت خداوندی میں امن اور لوگوں کی مصلحتوں کے قائم رہنے کا سبب قرار دیا ہے اور اسی طرح عزت والے مہینے کو اور اسی طرح حرم میں قربانی ہونے والے جانور کو اسی طرح ان جانوروں کو جن کے گلوں میں حرم کے درختوں کے پٹے پڑے ہوئے ہوں، ان ساتھیوں کے لیے جو کہ اس میں ہوتے ہیں، باعث امن قرار دیا ہے، یہ تمام احکام اس لیے بیان کیے ہیں تاکہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ اللّٰہ تعالیٰ زمین و آسمان اور ان کے رہنے والوں کی اصلاح سے بخوبی واقف ہے۔

(۹۸) جن باتوں کو تم ظاہر کرتے ہو اور جن کو ایک دوسرے سے چھپاتے ہو جیسا کہ شریح کا مال لینا تو ان کو اللّٰہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔

مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ﴿۹۹﴾ قُلْ لَّا يَسْتَوِى الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰۤاُولِى الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ۚ وَاِنْ تَسْـَٔلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ ؕ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۰۱﴾ قَدْ سَاَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ثُمَّ اَصْبَحُوْا بِهَا كٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ ۙ وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۳﴾

پیغمبر کے ذمے تو صرف پیغام خدا کا پہنچا دینا ہے اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ مخفی کرتے ہو خدا کو سب معلوم ہے (۹۹) کہہ دو کہ ناپاک چیزیں اور پاک چیزیں برابر نہیں ہوتیں گو ناپاک چیزوں کی کثرت تمہیں خوش ہی لگے۔ تو عقل والو خدا سے ڈرتے رہو تاکہ رُستگاری حاصل کرو (۱۰۰) مومنو! ایسی چیزوں کے بارے میں مت سوال کرو کہ اگر (ان کی حقیقتیں) تم پر ظاہر بھی کر دی جائیں تو تمہیں بُری لگیں۔ اور اگر قرآن کے نازل ہونے کے ایام میں ایسی باتیں پوچھو گے تو تم پر ظاہر بھی کر دی جائیں گی۔ (اب تو) خدا نے ایسی باتوں (کے پوچھنے) سے درگزر فرمایا ہے اور خدا بخشنے والا بُردبار ہے (۱۰۱) اس طرح کی باتیں تم سے پہلے لوگوں نے بھی پوچھی تھیں (مگر جب بتائی گئیں تو) پھر اُن سے منکر ہو گئے (۱۰۲) خدا نے نہ تو بحیرہ کچھ چیز بنایا ہے اور نہ سائبہ اور نہ وصیلہ، اور نہ حام بلکہ کافر خدا پر جھوٹ افترا کرتے ہیں۔ اور یہ اکثر عقل نہیں رکھتے (۱۰۳)

تفسیر سورة المائدة آيات (۹۹) تا (۱۰۳)

(۹۹۔۱۰۰) اے محمد ﷺ آپ ان لوگوں سے فرما دیجیے، جنھوں نے شریح کے مال پر جو کہ وہ لے کر آئے تھے، دست درازی کی تھی کہ شریح کا مال حرام اور وہ حلال مال جو وہ لے کر آئے تھے برابر نہیں ہو سکتے، لہٰذا عقل والو حرام مال لینے

میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو، تاکہ اس کے غصہ اور عذاب سے بچ سکو۔

شانِ نزول: قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ (الخ)

واحدیؒ اور اصبہانیؒ نے ترغیب میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے شراب کی حرمت بیان کی تو یہ سن کر ایک اعرابی کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ میری یہی تجارت تھی اور میں نے اس کام میں کافی مال حاصل کیا ہے اگر میں اس مال کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں خرچ کروں تو کیا وہ مال مجھ کو فائدہ دے گا؟

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ پاکیزہ چیز کے علاوہ اور کسی چیز کو قبول نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کی تصدیق کے لیے یہ آیت نازل فرمادی کہ آپ فرما دیجیے کہ ناپاک اور پاک برابر نہیں۔

(۱۰۱-۱۰۲) یہ آیت حارث بن یزید کے بارے میں نازل ہوئی کیوں کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں پر بیت اللہ کے حج کو فرض کردیا ہے تو انھوں نے رسول اکرم ﷺ سے دریافت کیا کہ کیا ہر ایک سال حج کرنا فرض ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس کی ممانعت فرمادی کہ ایسی باتیں مت دریافت کرو جن کو اللہ تعالیٰ نے ازراہِ شفقت معاف کردیا ہے کیوں کہ اگر ان باتوں کا تمہیں حکم دے دیا جائے تو تمہیں ناگوار گزرے اور جن باتوں کو تم سے معاف کردیا گیا ہے اگر تم زمانہ نزول وحی میں ان باتوں کو دریافت کرو تو تم پر فرض کردی جائیں اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کے لیے غفور اور فضول باتوں کے سوال پر حلیم ہیں۔

ایسی باتیں دیگر امتوں نے بھی اپنے انبیاء کرام سے پوچھی تھیں، جب ان کے انبیاء کرام نے ان باتوں کو ظاہر کردیا تو لوگ ان کا حق نہ بجالا سکے۔

شانِ نزول: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ (الخ)

امام بخاریؒ نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے خطبہ دیا تو ایک شخص نے دریافت کیا کہ میرا باپ کون ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ فلاں ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی یعنی اے ایمان والو ایسی باتیں مت پوچھو الخ۔

نیز ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ کچھ لوگ رسول اکرم ﷺ سے بیہودہ سوالات کیا کرتے تھے کوئی پوچھتا کہ میرا باپ کون ہے اور کسی کی اونٹنی گم ہوجاتی تو وہ دریافت کرتا کہ میری اونٹنی کہاں ہے، اس پر ان لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

اور ابن جریر نے بھی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے اور امام احمد، ترمذی اور حاکم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ لوگوں پر بیت اللہ کا حج کرنا فرض ہے تو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہر ایک سال حج کرنا فرض ہے، آپ خاموش رہے، پھر عرض کیا یا رسول اللہ ہر ایک سال ہے، تو آپ نے ارشاد فرمایا نہیں اور اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر ایک سال حج کرنا فرض ہو جاتا، اس پر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی تائید میں یہ آیت نازل فرمائی کہ اے ایمان والو ایسی باتیں مت دریافت کرو کہ اگر وہ ظاہر کردی جائیں تو ان کی تکمیل ناگوار گزرے اور ابن جریر نے ابوامامہؓ، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے، حافظ بن حجر عسقلانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس چیز میں کوئی اشکال نہیں کہ یہ آیت دونوں باتوں کے بارے میں نازل ہوئی ہو مگر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث سند کے اعتبار سے سب سے زیادہ صحیح ہے۔

(۱۰۳) اور اللہ تعالیٰ نے نہ بحیرہ کو شرع کے موافق کیا ہے اور نہ سائبہ کو اور نہ وصیلہ کو اور نہ حام کو۔

بحیرہ اونٹوں سے ہوتا تھا کہ جس وقت اونٹنی بچے جن دیتی تو پانچویں بچہ کو دیکھتے اگر وہ نر ہوتا تو اس کو ذبح کر دیتے تھے اور مرد و عورت مل کر سب اس کا گوشت کھاتے اور اگر وہ پانچواں بچہ مادہ ہوتی تو اس کا کان چاک کر دیتے اور اسے بحیرہ بولتے تھے اور اس کے منافع اور دودھ صرف مردوں کے لیے ہوتے تاوقتیکہ یہ مرتی اور جب یہ مر جاتی تو مرد وعورت سب مل کر اس کا گوشت کھاتے۔

سائبہ، آدمی اپنے مال میں سے جو چاہتا بتوں کے نام کر دیتا اور اسے لے جا کر بتوں کی دیکھ بھال کرنیوالے کے سپرد کر دیتا تو اگر وہ مال حیوان ہوتا تو یہ منتظمین اسے لوگوں کے سپرد کر دیتے، جسے مسافر مرد کھا سکتے تھے اور عورتوں کے لیے اس کا کھانا ممنوع تھا اور اگر وہ جانور ذبح کیے بغیر خود بخود مر جاتا تو اُسے عورت اور مرد دونوں کھا سکتے تھے۔

وصیلہ۔ جب بکری سات بچے جن دیتی تو ساتواں بچہ اگر نر ہوتا تو اسے ذبح کر دیتے اور مرد وعورت سب مل کر کھا لیتے تھے اور اگر مادہ ہوتی تو اس کے مرنے تک عورتیں اس سے کسی قسم کا فائدہ حاصل نہیں کر سکتی تھیں جب وہ مر جاتی تو مرد وعورت سب مل کر اسے کھا لیتے تھے اور اگر بکری ایک ساتھ نر و مادہ دونوں جنتی تھی تو دونوں کو زندہ رہنے دیتے اور ذبح نہیں کرتے اور کہتے کہ ہم نے بھائی بہن کو ملا دیا ہے اور ان کے مرنے تک ان کا نفع صرف مردوں کے لیے ہوتا اور جس وقت یہ مر جاتے تو ان کے کھانے میں مرد وعورت دونوں شریک ہو جاتے۔

حام۔ جس وقت اونٹ اپنی پوتی پر سوار ہوتا تو کہتے کہ اس کی پشت محفوظ ہوگئی ہے تو اسے ویسے ہی چھوڑ دیتے نہ اس پر سواری کرتے اور نہ کچھ بوجھ لادتے تھے اور اسے پانی پینے اور چرنے سے نہیں روکتے تھے اور جو بھی اونٹ اس کے پاس آتا تو اسے بھگا دیتے تھے، پھر جس وقت وہ بوڑھا ہو جاتا یا مر جاتا تو اس کے کھانے میں مرد د

عورت سب شریک ہوجاتے تھے، اسی کو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس نے ان میں سے کسی چیز کو حرام نہیں کیا ہے مگر عمرو بن لحی (مکہ کا ایک بڑا مشرک تھا) اور اس کے ساتھی ان کو اپنے اوپر حرام کرنے میں اللہ تعالیٰ پر افتراء پردازی کرتے ہیں اور یہ سب احکام خداوندی اور حلال و حرام سے ناواقف ہیں۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْئًا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِيْنَ الْوَصِيَّةِ اثْنٰنِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَيْرِكُمْ اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِى الْاَرْضِ فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةُ الْمَوْتِ تَحْبِسُوْنَهُمَا مِنْۢ بَعْدِ الصَّلٰوةِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ اِنِ ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِيْ بِهٖ ثَمَنًا وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ اللّٰهِ اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِيْنَ ۝

اور جب اُن لوگوں سے کہا جاتا ہے کہ جو (کتاب) خدا نے نازل فرمائی ہے اُس کی اور رسول اللہ کی طرف رجوع کرو تو کہتے ہیں کہ جس طریق پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے وہی ہمیں کافی ہے بھلا اگر اُن کے باپ دادا نہ تو کچھ جانتے ہوں اور نہ سیدھے رستے پر ہوں (تب بھی؟) (۱۰۴) اے ایمان والو! اپنی جانوں کی حفاظت کرو جب تم ہدایت پر ہو تو کوئی گمراہ تمہارا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتا تم سب کو خدا کی طرف لوٹ کر جانا ہے اُس وقت وہ تم کو تمہارے سب کاموں سے جو (دُنیا میں) کئے تھے آگاہ کرے گا (اور اُن کا بدلہ دے گا) (۱۰۵) مومنو! جب تم میں سے کسی کی موت آموجود ہو تو شہادت (کا نصاب) یہ ہے کہ وصیت کے وقت تم (مسلمانوں) میں سے دو مرد عادل (یعنی صاحب اعتبار) گواہ ہوں یا اگر (مسلمان نہ ملیں اور) تم سفر کر رہے ہو اور (اُس وقت) تم پر موت کی مصیبت واقع ہو تو کسی دوسرے مذہب کے دو (شخصوں کو) گواہ (کرلو) اگر تم کو ان گواہوں کی نسبت کچھ شک ہو تو اُن کو (عصر کی) نماز کے بعد کھڑا کرو اور دونوں خدا کی قسمیں کھائیں کہ ہم شہادت کا کچھ عوض نہیں لیں گے گو ہمارا رشتہ دار ہی ہو۔ اور نہ ہم اللہ کی شہادت کو چھپائیں گے اگر ایسا کریں گے تو گنہگار ہوں گے (۱۰۶)

تفسیر سورة المائدة آيات (١٠٤) تا (١٠٦)

(۱۰۴) اور جس وقت رسول اکرم ﷺ ان مشرکین مکہ سے کہتے ہیں، کہ جن چیزوں کی حلت (جائز ہونا) اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں بیان کی ہے اور جن کی حلت رسول اکرم ﷺ نے تم سے بیان کی، اس کی طرف رجوع کرو تو جواباً اپنے بڑوں کی حرمت کا ثبوت دیتے ہیں، اور جب کہ ان کے آباؤاجداد دین کی کسی چیز سے واقف نہیں تھے اور نہ کسی نبی کی سنت پر عمل کرتے تھے تو پھر کیسے یہ لوگ ان کو اپنا رہنما تسلیم کرتے ہیں۔

(۱۰۵) اپنے نفسوں کی فکر کرو کیوں کہ جب تم ایمان پر قائم ہو گے تو کسی گمراہ کی گمراہی جب تم ان سے اس گمراہی کو بیان کردو گے تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچائے گی، مرنے کے بعد وہ رب کریم تمہاری نیکیاں اور برائیاں سب تمہیں جتلا دیں گے، یہ آیت مشرکین مکہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، جس وقت اہل کتاب نے جزیہ دینا قبول کرلیا تھا اور

ان لوگوں نے نہیں قبول کیا تھا۔

(۱۰۶) حضر ہو یا سفر مرنے والے کی وصیت کے وقت تم میں سے دو آدمیوں کا وصی ہونا جو کہ آزاد ہوں اور تمہاری قوم میں سے ہوں یا غیر دین یا تمہاری قوم کے علاوہ ہوں یا مقیم نہ ہوں بلکہ کہیں سفر میں ہوں۔

یہ آیت تین اشخاص کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو شام کی طرف سامان تجارت لے کر جا رہے تھے ان میں سے ایک بدیل بن ابی ماریہ مولیٰ عمرو بن العاص مسلمان تھے، ان کا انتقال ہو گیا، انھوں نے اپنے ساتھیوں عدی بن بداء اور تمیم بن اوس جو کہ نصرانی تھے، اپنے انتقال کے وقت وصیت کی، مگر ان دونوں نے وصیت میں خیانت کی تو اللہ تعالیٰ میت کے وارثوں سے فرماتے ہیں کہ ان دونوں نصرانیوں کو عصر کی نماز کے بعد روک لو اور ان سے قسم لو، اگر تمہیں اس بات میں شک ہو کہ جتنا میت کا مال انھوں نے پہنچایا ہے مال اس سے زیادہ تھا۔

اور وہ دونوں یہ کہیں کہ ہم اس قسم کے عوض کوئی دنیاوی نفع نہیں لینا چاہتے، اگرچہ مرنے والا ہمارا اقریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوتا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے جس بات کی باز پرس پر گواہی دینے کا ہمیں حکم ہوا ہے ہم اس کو پوشیدہ رکھیں گے تو ہم گناہگار ہوں گے۔

شان نزول : يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ (الخ)

امام ترمذی وغیرہ نے بواسطہ ابن عباس ؓ تمیم داری سے اس آیت کے بارے میں روایت کیا ہے، میرے علاوہ اور عدی بن بداء کے علاوہ سب نے اس سے جرأت ظاہر کی، یہ دونوں نصرانی تھے، اسلام سے پہلے ملک شام جایا کرتے تھے۔

چنانچہ اپنی تجارت کے لیے یہ شام گئے اور ان کے پاس بدیل بن ابی مریم مولی بنی سہم بھی آ گئے اور ان کے ساتھ ایک چاندی کا جام تھا وہ بیمار ہوئے تو انھوں نے ان دونوں کو وصیت کی اور حکم دیا کہ ان کا ترکہ ان کے وارثوں تک پہنچا دینا تمیم بیان کرتے ہیں کہ ان کے انتقال کے بعد ہم نے اس جام کو لے لیا اور ایک ہزار درہم میں فروخت کر کے وہ قیمت میں نے اور عدی بن بداء نے آپس میں بانٹ لی۔

چنانچہ جب ہم ان کے گھر والوں کے پاس آئے تو جو کچھ ان کا سامان ہمارے پاس تھا وہ ہم نے ان کو دے دیا تو انھوں نے اس جام کو نہ دیکھ کر اس کے بارے میں ہم سے دریافت کیا۔ ہم نے کہا کہ اس کے علاوہ انھوں نے اور کوئی مال نہیں چھوڑا اور نہ ہمیں دیا ہے، جب میں مشرف با اسلام ہو گیا تو مجھے اس کا خوف ہوا، چنانچہ میں ان کے گھر والوں کے پاس گیا اور انھیں پورا واقعہ سنا کر پانچ سو درہم ان کو دے دیے اور ان کو بتلا دیا کہ اتنی اور رقم میرے ساتھی کے پاس بھی موجود ہے، چنانچہ وہ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ ﷺ نے ان سے گواہوں کا مطالبہ کیا، وہ گواہ نہ پیش کر سکے، آپ نے انھیں قسم کھانے کا حکم دیا، چنانچہ وہ اس کے لیے تیار ہو گئے، اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اے ایمان والو تمہارے آپس میں دو شخص وصی ہونا مناسب ہے الخ۔

چنانچہ حضرت عمرو بن العاص اور ایک شخص نے کھڑے ہو کر قسم کھالی اور پانچ سو بقیہ درہم عدی بن بداء سے نکلوائے۔

فائدہ: حافظ ذہبی نے اس چیز پر اعتماد کیا ہے کہ جس تمیم کا اس روایت میں ذکر ہے وہ تمیم داری نہیں ہیں اور اس چیز کو انھوں نے مقاتل بن حیان کی طرف منسوب کیا ہے اور حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ اس روایت میں داری کی تصریح کرنا اچھا نہیں۔

فَاِنْ عُثِرَ عَلٰٓى اَنَّهُمَا اسْتَحَقَّآ اِثْمًا فَاٰخَرٰنِ يَقُوْمٰنِ مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِيْنَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْاَوْلَيٰنِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ لَشَهَادَتُنَآ اَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَمَا اعْتَدَيْنَآ ۖ اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۰۷﴾ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِالشَّهَادَةِ عَلٰى وَجْهِهَآ اَوْ يَخَافُوْٓا اَنْ تُرَدَّ اَيْمَانٌۢ بَعْدَ اَيْمَانِهِمْ ۗ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاسْمَعُوْا ۗ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ ۗ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ۗ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۱۰۹﴾ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ ۘ اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۣ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا ۚ وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۚ وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ طَيْرًاۢ بِاِذْنِيْ وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِيْ ۚ وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِيْ ۚ وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۱۰﴾ وَاِذْ اَوْحَيْتُ اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِيْ وَبِرَسُوْلِيْ ۚ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ ۭ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ قَالُوْا نُرِيْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَتَطْمَىِٕنَّ قُلُوْبُنَا وَنَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَنَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۱۱۳﴾

پھر اگر معلوم ہو جائے کہ ان دونوں نے (جھوٹ بول کر) گناہ حاصل کیا ہے تو جن لوگوں کا اُنھوں نے حق مارنا چاہا تھا اُن میں سے اُن کی جگہ اَور دو گواہ کھڑے ہوں جو (میّت سے) قرابت قریبہ رکھتے ہوں۔ پھر وہ خدا کی قسمیں کھائیں کہ ہماری شہادت اُن کی شہادت سے بہت اچھی ہے اور ہم نے کوئی زیادتی نہیں کی ایسا کیا ہو تو ہم بے انصاف ہیں (۱۰۷) اس طریق سے بہت قریب ہے کہ یہ لوگ صحیح صحیح شہادت دیں یا اس بات سے خوف کریں کہ (ہماری) قسمیں اُن کی قسموں کے بعد رد کر دی جائیں گی۔ اور خدا سے ڈرو اور اُس کے حکموں کو گوشِ ہوش سے سنو اور خدا نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا (۱۰۸) (وہ دن یاد رکھنے کے لائق ہے) جس دن خدا پیغمبروں کو جمع کرے گا پھر اُن سے پُوچھے گا کہ تمہیں کیا جواب ملا تھا وہ عرض کریں گے کہ ہمیں کچھ معلوم نہیں تُو ہی غیب کی باتوں سے واقف ہے (۱۰۹) جب خدا (عیسیٰ سے) فرمائے گا کہ اے عیسیٰ ابن مریم! میرے اُن احسانوں کو یاد کرو جو میں نے تم پر اور تمہاری والدہ پر کئے جب میں نے روح القدس (یعنی جبرئیل) سے تمہاری مدد کی۔ تم جُھولے میں اور جوان ہو کر (ایک ہی نسق پر) لوگوں سے گفتگو کرتے تھے۔ اور جب میں نے تم کو کتاب اور دانائی اور تورات اور انجیل سکھائی اور جب تم میرے حکم سے مٹی کا جانور بنا کر اُس میں پھونک مار دیتے تھے تو وہ میرے حکم سے اُڑنے لگتا تھا اور مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو میرے حکم سے چنگا کر دیتے تھے اور مُردے کو (زندہ کر کے قبر سے) نکال کھڑا کرتے تھے اور جب میں نے بنی اسرائیل (کے ہاتھوں) کو تم سے روک دیا جب تم اُن کے پاس کھلے ہوئے نشان لے کر آئے تو جو اُن میں سے کافر تھے کہنے لگے کہ یہ تو صریح جادو ہے (۱۱۰) اور جب میں نے حواریوں کی طرف حکم بھیجا کہ مجھ پر اور میرے پیغمبر پر ایمان لاؤ۔ وہ کہنے لگے کہ (پروردگار) ہم ایمان لائے تو شاہد رہیو کہ ہم فرمانبردار ہیں (۱۱۱) (وہ

قصہ بھی یاد کرو) جب حواریوں نے کہا کہ اے عیسیٰ بن مریم کیا تمہارا پروردگار ایسا کر سکتا ہے کہ ہم پر آسمان سے (طعام کا) خوان نازل کرے؟ انہوں نے کہا اگر ایمان رکھتے ہو تو خدا سے ڈرو (۱۱۲) وہ بولے کہ ہماری یہ خواہش ہے کہ ہم اس میں سے کھائیں اور ہمارے دل تسلی پائیں اور ہم جان لیں کہ تم نے ہم سے سچ کہا ہے اور ہم اس (خوان کے نزول) پر گواہ رہیں (۱۱۳)

تفسیر سورة المائدة آیات (۱۰۷) تا (۱۱۳)

(۱۰۷) چنانچہ قسموں کے بعد ان دونوں کی خیانت اولیاء مقتول پر ظاہر ہوگئی، چنانچہ اب مقدمہ کا رخ تبدیل ہوگیا، تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب ان دونوں نصرانیوں کی خیانت واضح ہوگئی تو ان نصرانیوں کی جگہ جن پر خیانت ثابت ہوئی تھی اولیاء میت میں سے دو میت کے قریب ترین وارث یعنی حضرت عمرو بن العاصؓ اور مطلب بن ابی دواعۃ کھڑے ہوں اور جنھوں نے اولیاء میت سے مال چھپالیا تھا ان کے خلاف اللہ کی قسم کھائیں کہ جو مال میت کا انھوں نے پہنچایا ہے، مال اس سے زیادہ تھا، ہمیں مسلمانوں کی شہادت ان نصرانیوں کی شہادت سے زیادہ سچی ہے، کیوں کہ ہم نے اپنے دعوے میں ذرا بھی تجاوز نہیں کیا کیوں کہ اگر ہم ایسا کریں تو ہم سخت ظالم ہوں گے۔

(۱۰۸) یہ قانون ان نصرانیوں کے مثلاً واقعہ کو اس کی نوعیت کے ساتھ ظاہر کرنے کے لیے بہت ہی مناسب ذریعہ ہے یا وہ نصرانی اس بات سے ڈر کر قسمیں کھانے سے رک جائیں کہ ہم سے قسمیں لینے کے بعد پھر مسلمان ورثہ سے قسمیں لی جائیں گے تو ہمیں شرمندہ ہونا پڑے گا، لہٰذا امانت کی ادائیگی میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جن باتوں کا اللہ کی جانب سے حکم دیا گیا ہے ان میں پورے طریقہ سے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو کیوں کہ اللہ تعالیٰ گناہگار جھوٹوں اور کافروں کو اپنے دین کی طرف رہنمائی نہیں کرتے۔

(۱۰۹) قیامت کے دن اللہ تعالیٰ دہشت کے بعض مواقع پر دریافت کرے گا کہ تمہاری قوم نے تمہیں کیا جواب دیا تو اس وقت اس پریشانی کی بنا پر کوئی جواب نہ دیں گے، پھر بعد میں جواب دیں گے اور احوال امم پر شہادت دیں گے۔

(۱۱۰) اور اسی روز اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے فرمائے گا، کہ میرا انعام جو نبوت اسلام اور عبادت کی صورت میں ہوا، اس کو یاد کرو اور جب کہ جبریل مطہر کے ساتھ تمہیں تائید دی اور لوگوں سے کلام کرنے میں تقویت ملی کہ آپ پنگھوڑے میں کہہ رہے تھے، کہ میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں اور تیس سال کے بعد تمہیں تقویت دی کہ تم نے اپنے رسول ہونے کا اعلان کیا اور جب کہ آپ کو تمام آسمانی کتب یا یہ کہ بولنا اور حکماء کی حکمت یا حلال وحرام کی تعلیم دی اور توریت کی جب کہ آپ اپنی ماں کے پیٹ میں تھے اور انجیل کی وہاں سے نکلنے کے بعد تعلیم دی اور جب کہ تم مٹی کے پرندہ جیسی تصویر بناتے تھے اور پھر میرے حکم سے اس میں پھونک مار دیتے تھے تو وہ آسمان اور زمین کے درمیان پرندہ بن کر میرے حکم اور ارادہ سے اڑنا شروع کر دیتا تھا اور میرے حکم و ارادہ اور میری قدرت سے تم مادر زاد اندھے کو اچھا کر دیتے تھے۔

اور جب کہ تم بنی اسرائیل کے پاس اوامر ونواہی لے کر آئے اور انھیں معجزات دکھائے اور انھوں نے تمہارے قتل کا ارادہ کیا تو میں نے ان کو تمہارے قتل سے باز رکھا اور بنی اسرائیل ان معجزات کے دیکھنے پر کہنے لگے کہ یہ

تو واضح جادو ہے یا یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جادوگر ہیں۔

(۱۱۱) اور جس وقت میں نے حواریین کو جن کی تعداد بارہ تھی، ایمان لانے کا حکم دیا کہ ہم پر اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آؤ اور آپ اے عیسیٰ علیہ السلام اس پر گواہ رہیے اور ان میں سے بھی ایک نے ایک پر شہادت دی کہ ہم کامل مومن اور فرمانبردار ہیں۔

(۱۱۲) اور حواریوں نے یعنی شمعون نے کہا کہ آپ کی قوم کہتی ہے کہ کیا آپ پروردگار سے اس چیز کے بارے میں دعا کر سکتے ہیں کہ آسمان سے کچھ کھانا نازل ہو جایا کرے، حضرت عیسیٰؑ نے یہ سن کر شمعون سے فرمایا کہ ان سے کہہ دو کہ اللّٰہ تعالیٰ سے ڈریں اگر اللّٰہ پر یقین رکھتے ہیں کیوں کہ تم اس نعمت کی شکر گزاری نہیں کرو گے۔

(۱۱۳) جس کی بنا پر عذاب میں گرفتار ہو جاؤ گے۔

شمعون نے ان سے یہ کہہ دیا وہ بولے ہم چاہتے ہیں کہ اس طرح جو معجزات آپ دکھا رہے ہیں، اس پر ہمارا یقین اور بڑھ جائے گا اور جب ہم اپنی قوم کے پاس لوٹیں تو گواہی دینے والوں میں سے ہو جائیں۔

قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ ۚ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ قَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَاِنِّيْٓ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّآ اُعَذِّبُهٗٓ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۱۵﴾ وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ ۤ بِحَقٍّ ۭ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ۭ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۱۱۶﴾ مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِيْ بِهٖٓ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ ۭ وَاَنْتَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۱۱۷﴾ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۱۸﴾ قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ ۭ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۱۹﴾ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا فِيْهِنَّ ۭ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۲۰﴾

(تب) عیسیٰ بن مریم نے دعا کی کہ اے ہمارے پروردگار! ہم پر آسمان سے خوان نازل فرما کہ ہمارے لئے (وہ دن) عید قرار پائے یعنی ہمارے اگلوں اور پچھلوں (سب) کیلئے اور وہ تیری طرف سے نشانی ہو اور ہمیں رزق دے تو بہتر رزق دینے والا ہے (۱۱۴) خدا نے فرمایا میں تم پر ضرور خوان نازل فرماؤں گا لیکن جو اس کے بعد تم میں سے کفر کرے گا اُسے ایسا عذاب دُونگا کہ اہلِ عالم میں کسی کو ایسا عذاب نہ دوں گا (۱۱۵) اور (اُس وقت کو بھی یاد رکھو) جب خدا فرمائے گا کہ اے عیسیٰ بن مریم! کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ خدا کے سوا مجھے اور میری والدہ کو معبود مقرر کرو؟ وہ کہیں گے کہ تُو پاک ہے مجھے کب شایاں تھا کہ میں ایسی بات کہتا جس کا مجھے کچھ حق نہیں اگر میں نے ایسا کہا ہو گا تو تجھ کو معلوم ہو گا (کیوں کہ) جو بات میرے دل میں ہے تو اُسے جانتا ہے اور جو تیرے ضمیر میں ہے اُسے میں نہیں جانتا۔ بے شک تُو علاّم الغیوب ہے (۱۱۶) میں نے اُن سے کچھ نہیں کہا بجز اس کے جس کا تو نے مجھے حکم دیا وہ یہ کہ تم خدا کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا سب کا پروردگار ہے۔ اور جب تک میں اُن میں رہا اُن (کے حالات) کی خبر رکھتا رہا جب تو نے مجھے دنیا سے اُٹھا لیا تو تُو ان کا نگراں تھا اور تو ہر چیز سے خبردار ہے (۱۱۷) اگر تو اُن کو عذاب

دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر بخش دے تو (تیری مہربانی ہے) بے شک تو غالب (اور) حکمت والا ہے (۱۱۸) خدا فرمائے گا کہ آج وہ دن ہے کہ راستبازوں کو اُن کی سچائی ہی فائدہ دے گی۔ اُن کے لئے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں۔ ابدالآباد اُن میں بستے رہیں گے۔ خدا اُن سے خوش ہے اور وہ خدا سے خوش ہیں یہ بڑی کامیابی ہے (۱۱۹) آسمان اور زمین اور جو کچھ ان (دونوں) میں ہے سب پر خدا ہی کی بادشاہی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے (۱۲۰)

تفسیر سورة المائدة آیات (۱۱٤) تا (۱۲۰)

(۱۱۴) چنانچہ حضرت عیسیٰ ؑ نے آسمان سے کھانا نازل ہونے کی دعا کی یا یہ کہ کھانے کی برکت کی دعا کی کہ ہم میں جو موجودہ زمانہ میں ہیں اور جو بعد میں آنے والے ہیں، ان کے لیے ایک خوشی کی چیز ہو جائے تاکہ ہم آپ کی عبادت کریں اور یہ اتوار کا دن تھا اور یہ ایک معجزاتی نشانی ہو جائے، مومنین کے لیے باعث اطمینان قلب اور کفار پر حجت لازم ہونے کے لیے پروردگار ہر نعمت ہمیں عطا کیجیے، آپ سب عطا کرنے والوں سے اچھے ہیں۔

(۱۱۵) اللّٰہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ ؑ سے فرمایا کہ اپنی قوم سے کہہ دو کہ تیری درخواست پوری کرتا ہوں مگر جس نے اس کے نزول اور اس میں سے کھانے کے بعد میرا حق نہ پہچانا تو انہیں ایسی سزا دوں گا کہ ویسی سزا دنیا جہان والوں میں سے کسی کو نہ دوں گا یعنی سؤر بنا دوں گا۔

(۱۱۶) قیامت کے دن اللّٰہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ ؑ سے کفار نصاریٰ کو سنانے کے لیے یہ فرمائیں گے کہ اے عیسیٰ ؑ کیا تو نے ان لوگوں سے کہا تھا کہ مجھ کو اور میری ماں کو بھی اللّٰہ کے علاوہ معبود بنا لو تو حضرت عیسیٰ ؑ بارگاہِ الٰہی میں عرض کریں گے کہ میں تو شرک سے اپنے آپ کو پاک سمجھتا ہوں، میرے لیے تو کسی بھی صورت میں یہ مناسب نہیں تھا کہ میں شرک کی ایسی بات کہتا۔

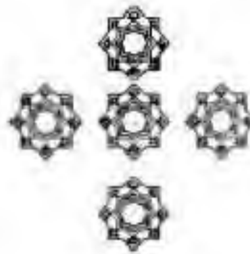
(۱۱۷) میں نے جو کچھ اوامر و نہی ان کو کہے ہیں آپ اسے بخوبی جانتے ہیں اور جو کچھ ان لوگوں کے حق میں رسوائی اور توفیق ہے میں تو اس کو نہیں جانتا۔ میں نے تو ان سے دنیا میں صرف یہی کہا کہ اس ذات کی عبادت اور اطاعت کرو جو میرا بھی اللّٰہ ہے اور تمہارا بھی اور جب تک ان میں موجود رہا تیرے احکام کے پہنچانے پر باخبر رہا اور جب ان کے درمیان سے آپ نے مجھے اٹھا لیا تو آپ ہی ان کے احوال سے باخبر رہے، آپ تو میری باتوں اور ان کی باتوں سب ہی کو جاننے والے ہیں۔

(۱۱۸) چنانچہ جب اس مائدہ کا نزول ہو گیا اور اس میں سے کھانا شروع کیا تو یہ یہودی اب اس کو جھوٹ اور جادو بتانے لگے حضرت عیسیٰ ؑ نے عرض کیا پروردگار اگر ان کی ان باتوں پر جس کی وجہ سے یہ ہلاک کر دینے کے مستحق ہیں، تو ان کو سزا دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر ان کو معاف فرما دے تو آپ عزیز اور حکیم ہیں۔

(۱۱۹) اور اللّٰہ تعالیٰ فرمائیں گے یہ وہ دن ہے کہ مومنوں کو ان کا ایمان اور مبلغوں کو ان کی تبلیغ اور وعدوں میں سچے رہنے والوں کو ان کی سچائی کام آئے گی۔ان حضرات کے لیے ایسے باغات ہوں گے جہاں درختوں اور محلات کے نیچے سے دودھ، شہد، پانی اور پاکیزہ شراب کی نہریں بہتی ہوں گی، وہ جنت میں ہمیشہ رہیں گے، نہ وہاں ان کو موت آئے گی اور نہ وہ اس سے نکالے جائیں گے، وہ اللّٰہ تعالیٰ سے خوش ہیں اور یہ اس قدر ثواب وانعامات اس بات کی علامت ہے کہ اللّٰہ تعالیٰ اُن سے خوش ہیں۔

یہ خلود فی الجنت (جنت میں ہمیشہ ہمیشہ رہنا) اور رضوان بہت بڑی کامیابی ہے کہ جنت مل گئی اور دوزخ کے عذاب سے محفوظ ہو گئے۔

(۱۲۰) آسمان وزمین کے تمام خزانے مثلاً بارش اور ہر قسم کے پھل اور تمام مخلوقات اور عجائب اللّٰہ تعالیٰ ہی کی ملکیت میں داخل ہیں اور رب ذوالجلال کو آسمان وزمین کے پیدا کرنے اور ثواب وعذاب دینے پر پوری قدرت حاصل ہے، لہٰذا اسی ذات کی تعریف بیان کرو جو کہ آسمان وزمین کا خالق ہے۔



سُوْرَةُ الْاَنْعَامِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ مِائَةٌ وَّخَمْسٌ وَّسِتُّوْنَ اٰيَةً وَّعِشْرُوْنَ رُكُوْعًا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ قَضٰۤى اَجَلًا وَاَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ ۝ وَهُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَفِي الْاَرْضِ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ ۝ وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ۝ فَقَدْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ فَسَوْفَ يَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ لَّكُمْ وَاَرْسَلْنَا السَّمَآءَ عَلَيْهِمْ مِّدْرَارًا وَّجَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ۝ وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا فِيْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ لَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ وَقَالُوْا لَوْلَاۤ اُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِيَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُوْنَ ۝ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ ۝ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝ قُلْ لِّمَنْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ قُلْ لِّلّٰهِ كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝

سُوْرَةُ الْاَنْعَامِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ مِائَةٌ وَّخَمْسٌ وَّسِتُّوْنَ اٰيَةً وَّعِشْرُوْنَ رُكُوْعًا

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

ہر طرح کی تعریف خدا ہی کو سزاوار ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور اندھیرا اور روشنی بنائی پھر بھی کافر (اور چیزوں کو) خدا کے برابر ٹھیراتے ہیں (۱) وہی تو ہے جس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر (مرنے کا) ایک وقت مقرر کر دیا۔ اور ایک مدت اس کے ہاں اور مقرر ہے پھر بھی تم (اے کافرو خدا کے بارے میں) شک کرتے ہو (۲) اور آسمان اور زمین میں وہی (ایک) خدا ہے تمہاری پوشیدہ اور ظاہر سب باتیں جانتا ہے اور تم جو عمل کرتے ہو سب سے واقف ہے (۳) اور خدا کی نشانیوں میں سے کوئی نشانی ان لوگوں کے پاس نہیں آتی مگر یہ اس سے منہ پھیر لیتے ہیں (۴) جب اُن کے پاس حق آیا تو اس کو بھی جھٹلا دیا۔ سو اُن کو اُن چیزوں کا جن سے یہ استہزاء کرتے ہیں عنقریب انجام معلوم ہو جائے گا (۵) کیا اُنہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی اُمتوں کو ہلاک کر دیا۔ جن کے پاؤں ملک میں ایسے جما دیے تھے کہ تمہارے پاؤں بھی ایسے نہیں جمائے اور اُن پر آسمان سے لگا تار مینہ برسایا اور نہریں بنا دیں جو اُن کے (مکانوں کے) نیچے بہہ رہی تھیں پھر اُن کو اُن کے گناہوں کے سبب ہلاک کر دیا اور اُن کے بعد اور امتیں پیدا کر دیں (۶) اور اگر ہم تم پر کاغذوں پر لکھی ہوئی کتاب نازل کرتے اور یہ اُسے اپنے ہاتھوں سے ٹٹول بھی لیتے۔ تو جو کافر ہیں وہ یہی کہہ دیتے کہ یہ تو (صاف اور) صریح جادو ہے (۷) اور کہتے ہیں کہ ان (پیغمبر) پر فرشتہ کیوں نازل نہ ہوا۔ (جو ان کی تصدیق کرتا) اگر ہم فرشتہ نازل کرتے تو کام ہی فیصل ہو جاتا پھر انہیں (مطلق) مہلت نہ دی جاتی (۸) نیز اگر ہم کسی فرشتے کو بھیجتے تو اُسے مرد کی صورت میں بھیجتے اور جو شبہ (اب) کرتے ہیں اُسی شُبہے میں پھر انہیں ڈال دیتے (۹) اور تم سے پہلے بھی پیغمبروں کے ساتھ تمسخر ہوتے رہے ہیں سو جو لوگ اُن میں سے تمسخر کیا کرتے تھے اُن کو تمسخر کی سزا نے آ گھیرا (۱۰) کہو کہ (اے منکرینِ رسالت) ملک میں چلو پھرو پھر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا (۱۱) (اُن سے) پوچھو کہ آسمان اور زمین میں جو کچھ ہے کس کا ہے کہہ دو خدا کا اُس نے اپنی ذات (پاک) پر رحمت کو لازم کر لیا ہے وہ تم سب کو قیامت کے دن جس میں کچھ بھی شک نہیں ضرور جمع کرے گا جن لوگوں نے اپنے تئیں نقصان میں ڈال رکھا ہے وہ ایمان نہیں لاتے (۱۲)

تفسیر سورۃ الانعام آیات (۱) تا (۱۲)

پانچ آیتوں کے علاوہ یہ پوری سورت ایک ساتھ مکہ میں نازل ہوئی ہے، قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَاحَرَّمَ رَبُّکُمْ سے اخیر تین آیتوں تک اور وَمَاقَدَرُو اللّٰہَ (الخ) اور آیت وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا یہ پانچ آیات مدینہ منورہ میں نازل ہوئی ہیں، اس سورت میں (۱۶۵) آیات اور (۳۰۵۰) کلمات اور (۱۲۴۲۲) حروف ہیں۔

(۱) ہر قسم کے شکر اور خدائی اس ذات کے لیے ہے جس نے تمام آسمانوں کو اتوار اور پیر صرف دو دنوں میں اور اسی طرح تمام زمینوں کو منگل اور بدھ کے دو دنوں میں پیدا کیا ہے اور کفر و ایمان یا رات اور دن کو پیدا کیا۔ اس کے باوجود یہ کفار مکہ بتوں کو عبادت میں اللّٰہ کا درجہ دیتے ہیں۔

(۲) اس ذات نے تمہیں آدم سے اور آدم کو مٹی سے پیدا کیا، دنیا کو پیدا کیا اور اس کی مدت فنا بنائی اور مخلوق کو پیدا کر کے ان کی میعاد موت کو قرار دیا اور آخرت کے آنے کی مدت اللّٰہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے، جس میں نہ موت ہے اور نہ فنا، اس کے بعد بھی اے مکہ والو تم اللّٰہ تعالیٰ کے بارے اور مرنے کے بعد زندہ ہونے میں شک کرتے ہو۔

(۳) اور وہی ہے معبود برحق آسمانوں میں اور وہی معبود برحق زمینوں میں ہے جو تمہاری ظاہری اور پوشیدہ سب باتوں کا اور جو تم نیکیاں اور برائیاں کرتے ہو وہ سب سے باخبر ہے۔

(۴) اور ان اہل مکہ کے پاس جو بھی نشانیاں ان کے پروردگار کی طرف سے آتی ہیں مثلاً سورج گرہن ہونا، چاند کے دو ٹکڑے ہونا اور تاروں کا ٹوٹ کر بکھرنا مگر یہ ان سب باتوں کی تکذیب ہی کرتے ہیں۔

(۵) قرآن کریم اور اس کی کھلی ہوئی نشانیاں جب رسول اکرم ﷺ ان کے پاس لے کر آئے ان اہل مکہ نے ان کی بھی تکذیب کی۔

اب اللّٰہ تعالیٰ ان کو ڈرا رہے ہیں، چنانچہ ان کے مذاق اڑانے کا انجام، بدر، احد اور احزاب کا دن ان کے سامنے آ گیا۔

(۶) ان اہل مکہ کو قرآن کریم کے ذریعے سے کیا یہ معلوم نہیں ہوا کہ ہم نے ان سے پہلے کس قدر ایسی زبردست قوت والوں کو ہلاک کیا ہے کہ ایسی قوت ان مکہ والوں کو نہیں دی گئی۔

اور پھر جب ان کو حاجت پیش آئی تو ہم نے ان پر خوب بارشیں برسائیں اور ان کے باغوں، کھیتوں اور درختوں کے نیچے سے نہریں جاری کیں مگر پھر انبیاء کرام کی تکذیب کرنے کی وجہ سے ان کو ہلاک کر دیا اور ان کے بعد ان سے بہتر لوگوں کو پیدا کیا۔

(۷) اگر ہم جبریل امینؑ کے ذریعے سارا قرآن کریم کاغذ پر لکھا ہوا آپ ﷺ پر نازل کردیتے جیسا کہ عبداللہ بن امیہ مخزومی اور اس کے ساتھیوں نے کہا تھا اور پھر یہ اپنے ہاتھوں میں اسے لے کر پڑھ بھی لیتے مگر پھر بھی یہ عبداللہ بن امیہ مخزومی اور اس کے ساتھی اپنی ہٹ دھرمی کے سبب یہی کہتے کہ یہ صریح جادو ہے۔

(۸۔۹) اور یہ عبداللہ بن امیہ اور دیگر کافر یہ بھی کہتے ہیں کہ آپ کے پاس کوئی فرشتہ کیوں نہیں بھیجا جاتا جسے ہم دیکھ سکیں اور اس کی باتیں بھی سنیں تو اگر ان کی درخواست کے مطابق ہی معاملہ ہوتا تو ان پر عذاب نازل ہوجاتا اور ان کی روحیں قبض ہوجاتیں اور ان کا خاتمہ ہوجاتا اور پھر ان کو مہلت بھی نہ دی جاتی اور اگر ہم رسول کسی فرشتہ کو کر کے بھیجتے تب بھی اسے انسانی شکل ہی میں بھیجتے تاکہ لوگ اس کو دیکھ سکیں تو پھر فرشتوں کے بارے میں بھی ان کے وہی اشکال اور اشتباہ ہوتے جو ان کو رسول اکرم ﷺ اور آپ کی صفت کے بارے میں شک ہورہا ہے۔

(۱۰) اور دیگر انبیاء کرام کے ساتھ بھی ان کی قوموں نے وہی تمسخر کیا ہے جو آپ کی قوم آپ کے ساتھ کررہی ہے، ان کے تمسخر کے انجام میں آخر کار ان کافروں کو عذاب نے آگھیرا۔

(۱۱) اے محمد ﷺ آپ ان اہل مکہ کو فرمادیجیے کہ ذرا چل پھر کر دیکھو اور غور کرو کہ اللہ تعالیٰ کے رسولوں کی تکذیب کرنے والوں کا انجام کیا ہوا۔

(۱۲) اے محمد ﷺ آپ ان اہل مکہ سے سوال کریں کہ یہ تمام مخلوقات کس کی ملکیت ہیں اول تو وہ جواب دیں گے اور اگر وہ جواب نہ دے سکیں تو آپ فرمادیجیے کہ اس اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں جس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا، اور رسول اکرم ﷺ کی امت کی وجہ سے عذاب کو موخر کرکے اللہ تعالیٰ نے مہربانی فرمانا اپنے اوپر لازم فرمالیا ہے، اور یقیناً اللہ تعالیٰ ہی قیامت کے دن تم سب کو جمع کریں گے، جس دن کے واقع ہونے میں کسی قسم کا کوئی شبہ نہیں۔

مگر جن لوگوں نے اپنی جسمانی منازل خدام اور بیبیوں کو ضائع کردیا ہے، وہ رسول اکرم ﷺ اور قرآن حکیم پر ایمان نہیں لائیں گے۔



وَلَهٗ مَا سَكَنَ فِي الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ۭ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ ۭ قُلْ اِنِّىْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ قُلْ اِنِّىْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ مَنْ يُّصْرَفْ عَنْهُ يَوْمَىِٕذٍ فَقَدْ رَحِمَهٗ ۭ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ۝ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ۭ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ ۭ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ۝ قُلْ اَيُّ شَيْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً ۭ قُلِ اللّٰهُ ڐ شَهِيْدٌۢ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۣ وَاُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ ۭ اَىِٕنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً اُخْرٰي ۭ قُلْ لَّآ اَشْهَدُ ۚ قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِيْ بَرِيْۗءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَاۗءَهُمْ ۘ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ۧ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰي عَلَي اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَيْنَ شُرَكَاۗؤُكُمُ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ۝ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ ۝ اُنْظُرْ كَيْفَ كَذَبُوْا عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝

اور جو مخلوق رات اور دن میں بستی ہے سب اسی کی ہے اور وہ سنتا جانتا ہے (۱۳) کہو کیا میں خدا کو چھوڑ کر کسی اور کو مددگار بناؤں کہ (وہی) تو آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے اور وہی (سب کو) کھانا دیتا ہے اور خود کسی سے کھانا نہیں لیتا (یہ بھی) کہہ دو کہ مجھے یہ حکم ہوا ہے کہ میں سب سے پہلے اسلام لانے والا ہوں اور یہ کہ تم (اے پیغمبر) مشرکوں میں نہ ہونا (۱۴) (یہ بھی) کہہ دو کہ اگر میں اپنے پروردگار کی نافرمانی کروں تو مجھے بڑے دن کے عذاب کا خوف ہے (۱۵) جس شخص سے اُس روز عذاب ٹال دیا گیا اُس پر خدا نے (بڑی) مہربانی فرمائی۔ اور یہ کھلی کامیابی ہے (۱۶) اور اگر خدا تم کو کوئی سختی پہنچائے تو اُس کے سوا اس کو کوئی دور کرنے والا نہیں اور اگر نعمت (وراحت) عطا کرے تو (کوئی اُس کو روکنے والا نہیں) وہ ہر چیز پر قادر ہے (۱۷) اور وہ اپنے بندوں پر غالب ہے اور وہ دانا (اور) خبردار ہے (۱۸) ان سے پوچھو کہ سب سے بڑھ کر (قرین انصاف) کس کی شہادت ہے کہہ دو کہ خدا ہی مجھ میں اور تم میں گواہ ہے۔ اور یہ قرآن مجھ پر اس لئے اتارا گیا ہے کہ اس کے ذریعے سے تم کو اور جس شخص تک وہ پہنچ سکے آگاہ کر دوں۔ کیا تم لوگ اس بات کی شہادت دیتے ہو کہ خدا کیساتھ اور بھی معبود ہیں (اے محمد ﷺ) کہہ دو کہ میں تو (ایسی) شہادت نہیں دیتا۔ کہہ دو کہ صرف وہی ایک معبود ہے اور جن کو تم لوگ شریک بناتے ہو میں اُن سے بیزار ہوں (۱۹) جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ ان (ہمارے پیغمبر) کو اس طرح پہچانتے ہیں۔ جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانا کرتے ہیں جنہوں نے اپنے تئیں نقصان میں ڈال رکھا ہے وہ ایمان نہیں لاتے (۲۰) اور اُس شخص سے زیادہ کون ظالم ہے جس نے خدا پر جھوٹ افتراء کیا یا اُس کی آیتوں کو جھٹلایا کچھ شک نہیں کہ ظالم لوگ نجات نہیں پائیں گے (۲۱) اور جس دن ہم سب لوگوں کو جمع کریں گے پھر مشرکوں سے پوچھیں گے کہ (آج) وہ تمہارے شریک کہاں ہیں جن کا تمہیں دعویٰ تھا (۲۲) تو اُن سے کچھ عذر نہ بن پڑے گا (اور) بجز اسکے (کچھ چارہ نہ ہوگا) کہ کہیں خدا کی قسم جو ہمارا پروردگار ہے ہم شریک نہیں بناتے تھے (۲۳) دیکھو انہوں نے اپنے اوپر کیسا جھوٹ بولا اور جو کچھ یہ افترا کیا کرتے تھے سب اُن سے جاتا رہا (۲۴)

تفسیر سورۃ الانعام آیات (١٣) تا (٢٤)

(١٣) اور کفار نے رسول اکرم ﷺ سے کہا تھا کہ ہمارے دین کی طرف لوٹ آؤ ہم تمہیں مالا مال کر دیں گے اور تمہاری بہترین جگہ پر شادی بھی کرا دیں گے اور تمہیں عزت دیں گے اور اپنا رہبر بنائیں گے اس پر یہ آیات نازل ہوئیں، آپ کے وطن میں رات دن میں جو کچھ ہے وہ سب اللہ ہی کی ملک ہے۔

(١٤) اور اے محمد ﷺ، آپ کا رب کفار کی باتوں کو سننے والا اور ان کے انجام اور مخلوق کے روزی دینے کو جاننے والا ہے اے محمد ﷺ آپ ان سے فرما دیجیے کیا ایسے اللہ کے علاوہ کسی اور کو معبود بناؤں جو کہ زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا ہے اور وہ تمام مخلوق کو کھانے کو دیتا ہے اور اُس کو کوئی بوجہ عدم ضرورت کھانے کو نہیں دیتا اور نہ ہی یہ ہوتا ہے کہ مخلوق کو روزی دینے میں اُس کو کسی سے مدد لینا پڑتی ہے۔

اے محمد ﷺ آپ کفار مکہ سے یہ فرما دیجیے کہ مجھے یہ حکم ہوا ہے کہ سب سے پہلے میں اسلام قبول کروں یا اپنے زمانہ والوں میں سب سے پہلے خلوص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی توحید اور عبادت بجالاؤں اور دیکھو! تم مشرکین کے دین پر ہرگز مت ہونا۔

(١٥) آپ فرما دیجیے کہ اگر بالفرض میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی عبادت کروں اور تمہارے دین کی طرف لوٹ آؤں تو مجھے آنے والے دن کے بڑے عذاب کا ڈر ہے یا یہ کہ بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے۔

(١٦) اور قیامت کے دن جس شخص سے عذاب ہٹا دیا جائے گا تو وہ محفوظ ہو جائے گا اور اس کی مغفرت ہو جائے گی اور مغفرت انسان کی اعلیٰ کامیابی ہے۔

(١٧۔١٨) اور اے لوگو! تمہیں اگر اللہ تعالیٰ کسی سختی یا تنگی میں مبتلا کر دیں تو ان کے علاوہ کوئی اور اسے دور کرنے والا نہیں اور اگر وہ کوئی نعمت عطا کریں تو وہ سختی اور تنگی نعمت و مالداری پر قدرت رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر غالب ہیں اور ان کے امور و قضا میں بڑی حکمت والے اور مخلوق اور ان کے اعمال سے پوری طرح آگاہ ہیں۔

(١٩) اب اگلی آیت کفار کے مقولہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے کیوں کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے آ کر کہا کہ اگر آپ نبی ہیں تو اپنی نبوت پر کوئی گواہ لائیں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں آپ ان سے فرما دیجیے کہ سب سے بڑھ کر اور پسندیدہ چیز گواہ کے لیے کون سی ہے اگر یہ آپ کی بات کا جواب دیں تو ٹھیک ہے ورنہ ان سے فرمائیے کہ بس اللہ تعالیٰ اس بات کا گواہ ہے کہ میں اس کا رسول ہوں اور قرآن کریم اس کا کلام برحق ہے۔

اور جبریل امین کے ذریعے یہ قرآن حکیم مجھ پر نازل کیا گیا تاکہ میں تمہیں اور جس کو یہ قرآن کی خبر پہنچے، اس کو بُرے انجام سے ڈراؤں۔

اے اہل مکہ کیا تم پھر بھی بتوں کے متعلق گواہی دو گے؟ اور ان کو خدا کی العیاذ باللّٰہ بیٹیاں کہو گے؟ اگر یہ لوگ پھر بھی اس کی گواہی دیں تو آپ فرما دیجیے کہ میں تو اس شرکیہ چیز کی تمہارے ساتھ گواہی نہیں دیتا۔ آپ فرما دیجیے بے شک اللّٰہ تعالیٰ ہی ایک معبود حقیقی ہے اور تم جو ان بتوں کو پوجتے ہو، میں ان سے بری ہوں۔

شان نزول: قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَکْبَرُ (الخ)

ابن اسحاقؒ اور ابن جریرؒ نے سعیدؒ یا عکرمہؒ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت نقل کی ہے کہ نمام بن زید اور قروم بن کعب اور حجری بن عمرو آئے اور کہنے لگے اے محمد ﷺ ہمیں نہیں معلوم کہ اللّٰہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود ہے، آپ نے فرمایا کہ اللّٰہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، مجھے اسی توحید حق پر مبعوث کیا گیا اور میں اسی کی طرف دعوت دیتا ہوں تو اللّٰہ تعالیٰ نے ان کے قول کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی یعنی آپ فرما دیجیے کہ سب سے بڑھ کر گواہی کے لیے کون سی چیز ہے۔

(۲۰) جن حضرات کو ہم نے توریت کا علم دیا ہے جیسا کہ حضرت عبداللّٰہ بن سلام اور ان کے ساتھی وہ رسول اکرم ﷺ کو آپ کے اوصاف اور تعریف کے ساتھ اپنے بیٹوں کی طرح جانتے ہیں اور جنھوں نے اپنی دنیا و آخرت کو برباد کر دیا ہے جیسا کہ کعب بن اشرف اور اس کے ساتھی وہ قرآن حکیم اور رسول اکرم ﷺ پر ایمان نہیں لاتے۔

(۲۱) اور اس سے بڑھ کر بھلا بے انصاف کون ہوگا جو توحید خداوندی اپنے ہاتھوں سے تراشے ہوئے بتوں کو شریک کرے یا رسول اللّٰہ ﷺ اور قرآن کریم کی تکذیب کرے، یقیناً ظالموں اور مشرکوں کو عذاب خداوندی سے کسی طرح چھٹکارا حاصل نہیں ہوگا۔

(۲۲۔۲۳) اور قیامت کے دن ہم تمام لوگوں کو جمع کر لیں گے، پھر ان معبودان باطل کے پجاریوں سے کہیں گے کہ جن معبودوں کی تم عبادت کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ ہمارے سفارشی ہیں انہیں لے کر آؤ وہ آج کدھر ہیں۔ پھر ان کا عذر اور جواب اپنی بے گناہی کے عذر کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوگا۔

(۲۴) اے محمد ﷺ ذرا دیکھیے تو یا یہ کہ فرشتو ان کی ڈھٹائی دیکھو تو سہی کس طرح ان لوگوں نے کھلم کھلا جھوٹ بول کر اپنے اوپر خود عذاب کو مسلط کر لیا۔

اور جن باطل چیزوں کی یہ پوجا کرتے تھے ان کے نفس خود ان سے متنفر ہو جائیں گے اور یا یہ کہ ان کے جھوٹ کا بالآخر خاتمہ ہو گیا۔



وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ وَجَعَلْنَا عَلٰى
قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ۭ وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ
اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءُوْكَ يُجَادِلُوْنَكَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۵﴾ وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ
وَيَنْـَٔـوْنَ عَنْهُ ۚ وَاِنْ يُّهْلِكُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۶﴾
وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلَي النَّارِ فَقَالُوْا يٰلَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ
بِاٰيٰتِ رَبِّنَا وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۷﴾ بَلْ بَدَا لَهُمْ مَّا كَانُوْا
يُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ ۭ وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ
لَكٰذِبُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَقَالُوْٓا اِنْ هِىَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ
بِمَبْعُوْثِيْنَ ﴿۲۹﴾ وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلٰي رَبِّهِمْ ۭ قَالَ اَلَيْسَ
هٰذَا بِالْحَقِّ ۭ قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا ۭ قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا
كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۳۰﴾ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَاۗءِ اللّٰهِ ۭ حَتّٰٓي
اِذَا جَاۗءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوْا يٰحَسْرَتَنَا عَلٰي مَا فَرَّطْنَا فِيْهَا ۙ
وَهُمْ يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰي ظُهُوْرِهِمْ ۭ اَلَا سَاۗءَ مَا يَزِرُوْنَ ﴿۳۱﴾
وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ۭ وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ
يَتَّقُوْنَ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۳۲﴾ قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِيْ
يَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ
يَجْحَدُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا
عَلٰي مَا كُذِّبُوْا وَاُوْذُوْا حَتّٰٓي اَتٰىهُمْ نَصْرُنَا ۚ وَلَا مُبَدِّلَ
لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ وَلَقَدْ جَاۗءَكَ مِنْ نَّبَاِى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۳۴﴾

اور اُن میں بعض ایسے ہیں کہ تمہاری (باتوں) طرف کان رکھتے ہیں
اور ہم نے اُن کے دلوں پر تو پردے ڈال دیے ہیں کہ اُن کو سمجھ نہ سکیں
اور کانوں میں ثقل پیدا کر دیا ہے (کہ سُن نہ سکیں) اور اگر یہ تمام
نشانیاں بھی دیکھ لیں تب بھی تو ان پر ایمان نہ لائیں یہاں تک کہ
جب تمہارے پاس تم سے بحث کرنے کو آتے ہیں تو جو کافر ہیں کہتے
ہیں یہ (قرآن) اور کچھ بھی نہیں صرف پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں
(۲۵) وہ اس سے (اوروں کو بھی) روکتے ہیں اور خود بھی پرے رہتے
ہیں۔ مگر (ان باتوں سے) اپنے آپ ہی کو ہلاک کرتے ہیں اور اس
سے بے خبر ہیں (۲۶) کاش تم (اُن کو اُس وقت) دیکھو جب یہ
دوزخ کے کنارے کھڑے کیے جائیں گے اور کہیں گے کہ اے کاش
ہم پھر (دنیا میں) لوٹا دیے جائیں تا کہ اپنے پروردگار کی آیتوں کی
تکذیب نہ کریں اور مومن ہو جائیں (۲۷) ہاں یہ جو کچھ پہلے چھپایا
کرتے تھے (آج) ان پر ظاہر ہو گیا ہے اور اگر یہ (دنیا میں) لوٹائے
بھی جائیں تو جن (کاموں) سے اُن کو منع کیا گیا تھا وہی پھر کرنے
لگیں کچھ شک نہیں کہ یہ جھوٹے ہیں (۲۸) اور کہتے ہیں کہ ہماری جو
دنیا کی زندگی ہے بس یہی (زندگی) ہے اور ہم (مرنے کے بعد) پھر
زندہ نہیں کیے جائیں گے (۲۹) اور کاش تم (اُن کو اس وقت) دیکھو
جب یہ اپنے پروردگار کے سامنے کھڑے کیے جائیں گے اور وہ
فرمائے گا کیا یہ (دوبارہ زندہ ہونا) برحق نہیں تو کہیں گے کیوں نہیں
پروردگار کی قسم (بالکل برحق ہے) خدا فرمائے گا اب کفر کے
بدلے (جو دنیا میں کرتے تھے) عذاب (کے مزے) چکھو (۳۰)
جن لوگوں نے خدا کے روبرو حاضر ہونے کو جھوٹ سمجھا وہ گھاٹے میں
آ گئے یہاں تک کہ جب اُن پر قیامت ناگہاں آ موجود ہو گی تو بول
اُٹھیں گے کہ (ہائے) اُس تقصیر پر افسوس ہے جو ہم نے قیامت کے
بارے میں کی اور وہ اپنے (اعمال کے) بوجھ اپنی پیٹھوں پر اُٹھائے ہوئے ہوں گے۔ دیکھو جو بوجھ یہ اُٹھا رہے ہیں بہت بُرا ہے (۳۱)
اور دنیا کی زندگی تو ایک کھیل اور مشغولہ ہے اور بہت اچھا گھر تو آخرت کا گھر ہے (یعنی) اُن کیلئے جو (خدا سے) ڈرتے ہیں۔ کیا تم
سمجھتے نہیں (۳۲) ہم کو معلوم ہے کہ ان (کافروں) کی باتیں تمہیں رنج پہنچاتی ہیں (مگر) یہ تمہاری تکذیب نہیں کرتے بلکہ ظالم خدا کی
آیتوں سے انکار کرتے ہیں (۳۳) اور تم سے پہلے بھی پیغمبر جھٹلائے جاتے رہے تو وہ تکذیب اور ایذا پر صبر کرتے رہے یہاں تک کہ
اُن کے پاس ہماری مدد پہنچتی رہی۔ اور خدا کی باتوں کو کوئی بھی بدلنے والا نہیں اور تم کو پیغمبروں (کے احوال) کی خبریں پہنچ چکی ہیں
(تو تم بھی صبر سے کام لو) (۳۴)

تفسیر سورة الانعام آیات (۲۵) تا (۳٤)

(۲۵) اور ان کفار مکہ میں سے بعض لوگ آپ کی طرف سے قرآن کریم کی تلاوت کو سننے کے لیے آپ کی طرف کان لگاتے ہیں جن میں سے ابوسفیان بن حرب، ولید بن صغیرہ، نضر بن حارث، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، امیہ بن خلف، ابی بن خلف اور حارث بن عامر ہیں مگر ہم نے ان کے دلوں پر پردے ڈال دیے تاکہ آپ کے کلام کو نہ سمجھ سکیں اور ان کے کان بند کردیے ہیں تاکہ حق اور ہدایت کی بات کو نہ سمجھ سکیں اور ایک معنی یہ بھی بیان کیے ہیں کہ سیدھے راستے کو سمجھنے سے ان کے کان عاری ہوگئے ہیں۔

(۲٦-۲۷) حارث بن عامر نے آپ سے دلائل نبوت کا مطالبہ کیا، اس پر فرمان الٰہی نازل ہوا کہ اگر یہ لوگ تمام دلائل کو بھی دیکھ لیں تب بھی ایمان نہ لائیں اور یہ جب آپ کے پاس آتے ہیں تو قرآن کے نازل ہونے کے بارے میں پوچھتے ہیں اور جب ان کو اس کی اطلاع کردی جاتی ہے تو خصوصاً نضر بن حارث کہتا ہے کہ محمد ﷺ جو کچھ بیان کرتے ہیں یہ تو بس گزرے ہوئے لوگوں کے کچھ جھوٹے افسانے ہیں اور ابوجہل اور اس کے ساتھی رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم سے دوسروں کو بھی روکتے ہیں اور خود بھی اس سے رکتے اور دور رہتے ہیں اور یہ بھی معنی بیان کیے گئے ہیں کہ ابوطالب لوگوں کو رسول اکرم ﷺ کو تکلیف پہنچانے سے روکتے ہیں مگر خود آپ کی پیروی نہیں کرتے، مگر یہ خود ہلاک ہورہے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ جن لوگوں کو آپ کی اطاعت سے روکتے ہیں، ان سب کا گناہ ان پر ہے، اور اگر محمد ﷺ آپ ان کو اس وقت دیکھیں جب کہ یہ دوزخ کے پاس کھڑے ہوں گے تو دنیا میں واپسی اور آسمانی کتابوں اور رسول کی تکفیر نہ کرنے کی تمنا کریں گے اور ہر ایک طریقہ سے ایمان والوں کے ساتھ ہونے کی تمنا کریں گے۔

شان نزول: وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ (الخ)

امام حاکمؒ وغیرہ نے ابن عباس ؓ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت ابوطالب کے بارے میں نازل ہوئی ہے، وہ مشرکین کو رسول اکرم ﷺ کو ایذاء پہنچانے سے روکتے تھے اور خود آپ کے دین کو قبول نہیں کرتے تھے اور ابن ابی حاتم نے سعید بن ابی ہلال سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت رسول اکرم ﷺ کے چچاؤں کے بارے میں نازل ہوئی ہے وہ تعداد میں دس تھے علانیہ طور پر تو وہ آپ کی مدد میں لوگوں پر بھاری تھے مگر خفیہ طور پر تمام لوگوں سے آپ پر زیادہ سخت تھے۔

(۲۸) بلکہ دنیا میں جو کفر و شرک کو چھپایا کرتے تھے، اس کا انجام اب ظاہر ہوگیا اور اگر ان کی خواہش کے مطابق ان کو دنیا میں بھیج دیا جائے تب بھی یہ کفر و شرک نہیں چھوڑیں گے اور ہرگز ایمان قبول نہیں کریں گے۔

(۲۹) اور کفار مکہ کہتے ہیں کہ زندگی تو صرف دنیا ہی کی زندگی ہے، موت کے بعد کچھ نہیں۔

(۳۰) اور محمد ﷺ اگر آپ ان کو اس وقت دیکھیں، جب کہ وہ اپنے رب کے سامنے حاضر کیے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ یا فرشتے ان سے کہیں گے کیا یہ عذاب اور مرنے کے بعد زندہ ہونا حق نہیں ہے یہ کہیں گے بے شک جیسا کہ رسول نے فرمایا یہ یقینی اور حق ہے تو اب موت کے بعد دوبارہ اٹھنے کے انکار کے مزہ میں اللہ کے عذاب کا مزہ چکھو۔

(۳۱) بعث بعد الموت کے منکروں پر جب اللہ کی طرف سے اچانک عذاب آئے گا تو بولیں گے ہائے افسوس اور ہائے ہماری کم بختی کہ دنیا میں ہم سے ایمان لانے اور توبہ کرنے میں ایسی زبردست غلطی ہوگئی اور وہ اپنے گناہوں کا بوجھ لادے ہوں گے اور ان کا یہ بوجھ بہت ہی برا ہوگا۔

(۳۲) اور دنیاوی زندگی میں جو بھی کچھ عیش وعشرت نظر آتی ہے، وہ ایک عارضی اور جھوٹی خوشی کی طرح ہے اور اس کے بالمقابل جنت کفر وشرک اور فواحش سے بچنے والوں کے لیے بہتر ہے، یہ منکرین حق پھر بھی نہیں سمجھتے کہ دنیا فانی اور جنت کو بقا ہے۔

(۳۳) اور حارث بن عامر اور اس کے ساتھیوں کی طعن وتکذیب اور دلائل نبوت کا مطالبہ آپ کو مغموم کرتا ہے اور یہ براہ راست آپ کی تکذیب نہیں کرتے، لیکن یہ مشرکین آیات خداوندی کا جان بوجھ کر انکار کرتے ہیں۔

شانِ نزول: قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ (الخ)

امام ترمذیؒ اور حاکمؒ نے حضرت علی ؓ سے روایت کیا ہے کہ ابوجہل نے رسول اکرم ﷺ سے کہا کہ ہم آپ کی تکذیب نہیں کرتے بلکہ اس چیز کی تکذیب کرتے ہیں جو آپ لے کر آئے ہیں، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یہ ظالم آپ کو جھوٹا نہیں کہتے لیکن یہ ظالم اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کرتے ہیں۔

(۳۴) جیسا کہ آپ کی قوم آپ کی تکذیب کرتی ہے، اسی طرح اور قوموں نے اپنے رسولوں کی تکذیب کی، چنانچہ انھوں نے اپنی قوم کی تکذیب اور ان کی تکلیف پر صبر کیا، یہاں تک کہ اللہ کی طرف سے بصورتِ عذاب ان کی قوم کی ہلاکت کا وقت آگیا۔

اور اللہ تعالیٰ کی باتوں کو کوئی بدلنے والا نہیں کہ وہ اپنے خاص بندوں کی ان کے دشمنوں کے مقابلہ میں مدد فرماتے ہیں اور محمد ﷺ آپ کے پاس پیغمبروں کے واقعات قرآن کریم میں پہنچ چکے ہیں کہ جیسا آپ کی قوم نے آپ کی تکذیب کی، اسی طرح ان کی قوموں نے ان کی بھی تکذیب کی اور اس پر انھوں نے صبر کیا، اگرچہ ان کی یہ تکذیب آپ پر گراں گزرتی ہے۔ (لیکن آپ بھی صبر فرمائیے، اللہ ان کفار سے عنقریب خود ہی نمٹ لے گا)



وَاِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ اِعْرَاضُهُمْ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْاَرْضِ اَوْ سُلَّمًا فِي السَّمَآءِ فَتَاْتِيَهُمْ بِاٰيَةٍ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ۝ اِنَّمَا يَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ يَسْمَعُوْنَ ؕ وَالْمَوْتٰى يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ۝ وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ قَادِرٌ عَلٰٓى اَنْ يُّنَزِّلَ اٰيَةً وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ ؕ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا صُمٌّ وَّبُكْمٌ فِي الظُّلُمٰتِ ؕ مَنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يُضْلِلْهُ ؕ وَمَنْ يَّشَاْ يَجْعَلْهُ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ ۚ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَآءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ ۝ فَلَوْلَآ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ ؕ حَتّٰٓى اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ ۝ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ؕ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

اور اگر اُن کی رُوگردانی تم پر شاق گزرتی ہے تو اگر طاقت ہو تو زمین میں کوئی سُرنگ ڈھونڈ نکالو یا آسمان میں سیڑھی (تلاش کرو) پھر اُن کے پاس کوئی معجزہ لاؤ اور اگر خدا چاہتا تو سب کو ہدایت پر جمع کر دیتا ۔ پس تم ہرگز نادانوں میں نہ ہونا (۳۵) بات یہ ہے کہ (حق) کو قبول وہی کرتے ہیں جو سُنتے بھی ہیں اور مُردوں کو تو خدا (قیامت ہی کو) اُٹھائے گا پھر اُسی کی طرف لوٹ کر جائیں گے (۳۶) اور کہتے ہیں کہ اُن پر اُن کے پروردگار کے پاس سے کوئی نشانی کیوں نازل نہیں ہوئی ۔ کہہ دو کہ خدا نشانی اُتارنے پر قادر ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے (۳۷) اور زمین میں جو چلنے پھرنے والا (حیوان) یا دو پروں سے اُڑنے والا جانور ہے اُن کی بھی تم لوگوں کی طرح جماعتیں ہیں ۔ ہم نے کتاب (یعنی لوح محفوظ) میں کسی چیز (کے لکھنے) میں کوتاہی نہیں کی پھر سب اپنے پروردگار کی طرف جمع کیے جائیں گے (۳۸) اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہ بہرے اور گونگے ہیں (اسکے علاوہ) اندھیرے میں (پڑے ہوئے) جس کو خدا چاہے گمراہ کر دے اور جسے چاہے سیدھے رستے پر چلا دے (۳۹) کہو (کافرو) بھلا دیکھو تو اگر تم پر خدا کا عذاب آ جائے یا قیامت آموجود ہو تو کیا تم (ایسی حالت میں) خدا کے سوا کسی اور کو پکارو گے؟ اگر سچے ہو (تو بتاؤ) (۴۰) (نہیں) بلکہ (مصیبت کے وقت تم) اُسی کو پکارتے ہو تو جس دُکھ کیلئے اُسے پکارتے ہو وہ اگر چاہتا ہے تو اس کو دُور کر دیتا ہے اور جن کو تم شریک بناتے ہو (اُس وقت) انہیں بھول جاتے ہو (۴۱) اور ہم نے تم سے پہلے بہت سی اُمتوں کی طرف پیغمبر بھیجے ۔ پھر (اُن کی نافرمانیوں کے سبب) ہم انہیں سختیوں اور تکلیفوں میں پکڑتے رہے تاکہ عاجزی کریں (۴۲) تو جب اُن پر ہمارا عذاب آتا رہا کیوں نہیں عاجزی کرتے رہے مگر اُن کے تو دل ہی سخت ہو گئے تھے اور جو وہ کام کرتے تھے شیطان اُن کو (اُن کی نظروں میں) آراستہ کر دکھاتا تھا (۴۳) پھر جب اُنہوں نے اُس نصیحت کو جو اُن کو کی گئی تھی فراموش کر دیا تو ہم نے اُن پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے ۔ یہاں تک کہ جب ان چیزوں سے جو اُن کو دی گئی تھیں خوب خوش ہو گئے تو ہم نے اُن کو ناگہاں پکڑ لیا اور وہ اُس وقت مایوس ہو کر رہ گئے (۴۴) غرض ظالم لوگوں کی جڑ کاٹ دی گئی اور سب تعریف خدائے رب العالمین ہی کو (سزاوار) ہے (۴۵)

تفسیر سورۃ الانعام آیات (۳۵) تا (۴۵)

(۳۵) اور اگر آپ میں یہ قدرت ہے کہ زمین کے اندر جانے کے لیے کوئی سرنگ یا آسمان پر چڑھنے کے لیے کوئی

راستہ یا اور کوئی سبب تلاش کر کے پھر ایسا معجزہ لے کر آؤ، جس کا یہ لوگ مطالبہ کر رہے ہیں تو پھر ایسا کرو مگر اللہ کی مشیت وارادے میں ان کے غلط کاموں کی بدولت ان کے لیے کفر ہی لکھا ہوا ہے، ایمان تو صرف وہی حضرات لاتے ہیں جو امر حق کی تصدیق کرتے ہیں یا یہ کہ نصیحت والی باتوں کو سمجھتے ہیں۔

(۳۶) غزوہ بدر، احد، احزاب میں جو لوگ مرے یا یہ کہ ان کے دل مردہ ہیں، وہ سب مرنے کے بعد میدان حشر میں پیش کیے جائیں گے، پھر ان کے اعمال کی جزا و سزا ملے گی۔

(۳۷) حارث بن عامر اور اس کے ساتھی اور ابوجہل ولید بن مغیرہ، امیہ بن خلف، اُبی بن خلف، نضر بن حارث کہتے ہیں کہ آپ کے پروردگار کی طرف آپ کی نبوت کے لیے کوئی معجزہ کیوں نہیں نازل کیا گیا۔ آپ محمد ﷺ ان سے کہہ دیجیے کہ تمہارے مطالبہ کے مطابق ایسا ہی ہو جاتا مگر اکثر ان میں سے اس کے نزول کے انجام سے بے خبر ہیں۔

(۳۸) آسمان و زمین میں جتنے بھی انسان اور مخلوقات ہیں، وہ کھانے اور تقاضہ بشری کے پورا کرنے میں تم جیسے ہیں۔

ان میں سے بھی ایک ایک کی بات کو سمجھتا ہے، جیسا کہ تم میں سے ایک دوسرے کی بات کو سمجھتا ہے، مزید تم لوگوں کے لیے اب اور کیا دلیل و معجزہ ہوگا۔ لوح محفوظ میں جو بھی ہم نے لکھا ہے، ان میں سے ہر ایک چیز کا قرآن کریم میں (اشارتاً) ذکر کر دیا ہے اور پھر یہ پرندے اور تمام جانور تمام مخلوقات کے ساتھ قیامت کے دن اپنے پروردگار کے سامنے جمع کیے جائیں گے۔

(۳۹) اور جو لوگ رسول اکرم محمد ﷺ اور قرآن کریم کی تکذیب کر رہے ہیں، وہ اپنے دلوں سے یا حق بات کو سننے سے بہرے اور حق کی بات کہنے سے گونگے ہو رہے ہیں۔ کفر میں گرفتار ہیں، وہ ذات جس کو چاہے کفر پر موت دے اور جس کو چاہے اپنے پسندیدہ راستہ پر استقامت عطا کرے یا یہ کہ جس کو چاہے ذلیل کرے اور جس کو چاہے ہدایت دے اور صراط مستقیم پر چلائے یعنی دین اسلام کی توفیق عطا فرما دے۔

(۴۰) اہل مکہ ذرا اپنی حالت تو بتاؤ کہ اگر تمہیں مثلاً بدر، احد، احزاب کا سامان کرنا پڑ جائے یا قیامت کا عذاب تم پر آجائے تو کیا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور اس عذاب کو ٹال دے گا اگر تم اپنی بات میں سچے ہو کہ یہ بت سفارشی اور اللہ کی خدائی میں شریک ہیں تو اس بات کا جواب دو۔

(۴۱) بلکہ تم تو اس وقت خاص اللہ تعالیٰ ہی کو پکارو گے تا کہ تم سے عذاب دور ہو اور ہرگز ان کو نہیں پکارو گے لہٰذا جن بتوں کو تم شریک ٹھہراتے ہو، ان سب کو بھلا دو۔

(۴۲۔۴۳) جیسا کہ آپ کو آپ کی قوم کی طرف ہم نے بھیجا، چنانچہ جو ایمان نہیں لائے تو ان میں سے بعض کو بعض کا خوف دلا کر اور مصیبتوں اور بیماریوں، تکالیف اور آزمائشوں میں مبتلا کیا تا کہ وہ اللہ کے حضور دعا کریں اور ایمان لائیں کہ پھر ان سے عذاب کو دور کیا جائے تو پھر کیوں نہیں وہ ہمارے عذاب پر ایمان قبول کرتے لیکن ان کے کفر کی

وجہ سے ان کے دل سخت ہو گئے، تو دنیا کی حالت یہی ہے کبھی سختی تو پھر کبھی خوشحالی۔

(۴۴) چنانچہ جب انھوں نے ان تمام احکامات کو جن کا کتاب میں حکم دیا گیا تھا، چھوڑ دیا تو ان پر عیش وعشرت کے سامان فراخ ہو گئے، جب وہ دنیا کے عیش وعشرت اور ہر قسم کی نعمتوں میں مست ہو کر رب ذوالجلال کو بھول گئے تو اس وقت ان کو عذاب نے آ گھیرا اور وہ بھلائی سے مایوس ہو چکے تھے۔

(۴۵) نتیجتاً مشرک لوگوں کو نیست و نابود کر دیا گیا، آپ ان کے نیست و نابود ہونے پر اللّٰہ تعالیٰ کی حمد وثنا کیجیے۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ
وَاَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ مَّنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِهٖ ۭ
اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُوْنَ ۝ قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ
اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ بَغْتَةً اَوْ جَهْرَةً هَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ
الظّٰلِمُوْنَ ۝ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۚ
فَمَنْ اٰمَنَ وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝
وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝
قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَاۗىِٕنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ
وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّىْ مَلَكٌ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۭ
قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۭ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ۝
وَاَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْ يُّحْشَرُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ لَيْسَ
لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۝
وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ
يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ۭ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ
وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ
الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِّيَقُوْلُوْٓا اَهٰٓؤُلَاۗءِ
مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْۢ بَيْنِنَا ۭ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ ۝
وَاِذَا جَاۗءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ
رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۙ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْۗءًۢا بِجَهَالَةٍ
ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

(ان کافروں سے) کہو کہ بھلا دیکھو تو اگر خدا تمہارے کان اور آنکھیں چھین لے اور تمہارے دلوں پر مُہر لگا دے تو خدا کے سوا کون سا معبود ہے جو تمہیں یہ نعمتیں پھر بخشے؟ دیکھو ہم کس کس طرح اپنی آیتیں بیان کرتے ہیں پھر بھی یہ لوگ رُوگردانی کرتے ہیں (۴۶) کہو کہ بھلا بتاؤ تو اگر تم پر خدا کا عذاب بےخبری میں یا خبر آنے کے بعد آئے تو کیا ظالم لوگوں کے سوا کوئی اور بھی ہلاک ہوگا؟ (۴۷) اور ہم جو پیغمبروں کو بھیجتے رہے ہیں تو خوشخبری سنانے اور ڈرانے کو۔ پھر جو شخص ایمان لائے اور نیکوکار ہو جائے تو ایسے لوگوں کو نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ اندوہناک ہوں گے (۴۸) اور جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اُن کی نافرمانیوں کے سبب اُنہیں عذاب ہوگا (۴۹) کہہ دو کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ تعالیٰ کے خزانے ہیں اور نہ (یہ کہ) میں غیب جانتا ہوں اور نہ تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں میں تو صرف اُس حکم پر چلتا ہوں جو مجھے (خدا کی طرف سے) آتا ہے۔ کہہ دو کہ بھلا اندھا اور آنکھ والے برابر ہوتے ہیں؟ تو پھر تم غور کیوں نہیں کرتے؟ (۵۰) اور وہ لوگ جو خوف رکھتے ہیں کہ اپنے پروردگار کے رُوبرو حاضر کیے جائیں گے (اور جانتے ہیں کہ) اُس کے سوا نہ تو اُنکا کوئی دوست ہوگا اور نہ سفارش کرنے والا۔ اُن کو اس (قرآن) کے ذریعے سے نصیحت کر دو تاکہ پرہیزگار بنیں (۵۱) اور جو لوگ صبح و شام اپنے پروردگار سے دُعا کرتے ہیں (اور) اس کی ذات کے طالب ہیں اُن کو (اپنے پاس سے) مت نکالو۔ اُن کے حساب (اعمال) کی جوابدہی تم پر کچھ نہیں اور تمہارے حساب کی جوابدہی اُن پر کچھ نہیں (پس ایسا نہ کرنا) اگر اُن کو نکالو گے تو

ظالموں میں ہو جاؤ گے (۵۲) اور اسی طرح ہم نے بعض لوگوں کی بعض سے آزمائش کی ہے کہ (جو دولتمند ہیں وہ غریبوں کی نسبت) کہتے ہیں کیا یہی لوگ ہیں جن پر خدا نے ہم میں سے فضل کیا ہے (خدا نے فرمایا) بھلا خدا شکر کرنے والوں سے واقف نہیں؟ (۵۳) اور جب تمہارے پاس ایسے لوگ آیا کریں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں تو (ان سے) سلام علیکم کہا کرو خدا نے اپنی ذات پاک پر رحمت کو لازم کرلیا ہے کہ جو کوئی تم میں سے نادانی سے کوئی بات حرکت کر بیٹھے پھر اس کے بعد توبہ کرلے اور نیکوکار ہو جائے تو وہ بخشنے والا مہربان ہے (۵۴)

تفسير سورة الانعام آيات (٤٦) تا (٥٤)

(۴۶) مکہ والو بتلاؤ تو سہی کہ اگر تم نصیحت اور ہدایت کی بات نہ سن سکو اور حق کے راستہ کو نہ دیکھ سکو اور حق و ہدایت کے سمجھنے کی بھی تم میں قوت نہ رہے تو کیا تمہارے یہ بت اللہ تعالیٰ کی یہ لی ہوئی نعمتیں تمہیں دے دیں گے؟ محمد ﷺ دیکھیے، ہم احکام قرآن مجید کو کس طرح ان کے لیے کھول کھول کے بیان کرتے ہیں۔

مگر اس کے باوجود یہ اعراض کرکے آیات خداوندی کی تکذیب کرتے رہتے ہیں۔

(۴۷) مکہ والو بتلاؤ تو کہ اگر بے خبری یا تمہاری خبرداری میں تم پر عذاب الٰہی آپڑے، تو کیا گناہگاروں یا مشرکوں کے علاوہ اور کوئی ہلاک ہوگا؟

(۴۸) اور انبیاء کرام مومنین کو جنت کی بشارت دینے والے اور کافروں کو جہنم سے ڈرانے والے ہیں، لہٰذا جو شخص رسولوں اور کتابوں پر ایمان لایا اور حقوق اللہ کو ادا کیا تو جس وقت دوزخ والوں کو ڈرایا جائے گا اور اہل دوزخ غمگین ہوں گے تو ان کے مقابلے میں اہل ایمان پر کسی قسم کا خوف وحزن نہیں ہوگا۔

(۴۹) اور جو رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کا انکار کرتے ہیں تو ان کے اس انکار کی وجہ سے اللہ کا عذاب انہیں آگھیرے گا۔

(۵۰) محمد ﷺ آپ مکہ والوں سے فرما دیجیے کہ نہ میرے پاس سبزیوں اور پھلوں، بارشوں اور عذاب الٰہی کے خزانے کی کنجیاں ہیں اور نہ میں عذاب کے نزول کے وقت سے آگاہ ہوں اور نہ میں فرشتہ ہوں، میں تو صرف وہی کرتا یا کہتا ہوں جس کا مجھے بذریعہ وحی حکم دیا جاتا ہے۔

اے محمد ﷺ آپ مکہ والوں سے یہ بھی فرما دیجیے، کیا مومن و کافر ثواب اور انعام میں برابر ہیں، پھر بھی یہ قرآن کی مثالوں پر غور نہیں کرتے، قُلْ لَا اَقُوْلُ لَكُمْ یہ آیت کریمہ یہاں تک ابوجہل اور حارث و عیینہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

(۵۱) یہ آیات مسلمان غلاموں کے بارے میں نازل ہوئی ہیں یعنی ایسے لوگوں کو جو جانتے ہیں یا بعث بعد الموت پر یقین رکھتے ہیں، جن میں حضرت بلال بن رباح، صہیب بن سنان بن صالح، عمار بن یاسر، سلمان فارسی، عامر بن

فہیرہؓ، خباب بن ارتؓ، سالم مولی حذیفہؓ ہیں، قرآن کریم یا اللہ تعالیٰ سے ڈرایئے اور اس بات کا یہ ڈر رکھتے ہیں کہ ان کا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی محافظ نہ ہوگا اور نہ کوئی ایسا شفاعت کرنے والا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ وہ ان کے عذاب سے نجات دلائے تاکہ یہ گناہوں سے بچیں اور نیکیوں کی طرف مائل ہوں۔

شان نزول: وَاَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ (الخ)

امام احمدؒ، طبرانیؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے ابن مسعود ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ قریش کی ایک جماعت کا رسول اکرم ﷺ کے پاس سے گزر ہوا اور حضور ﷺ کے پاس خباب بن ارت ﷺ، صہیب ﷺ، بلال ﷺ بیٹھے ہوئے تھے یہ دیکھ کر قریش کا ایک گروہ محمد ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ آپ ان لوگوں سے راضی ہیں۔ پھر بطور طنز کہا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے ہم میں سے انھی لوگوں کو منتخب کر کے فضل فرمایا ہے اگر آپ ان کو اپنے پاس سے ہٹادیں تو ہم آپ کی اتباع کرلیں اللہ تعالیٰ نے اس پر ان لوگوں کے بارے میں یہ آیت وَاَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ سے سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ نازل فرمائی۔
(۵۲) عینیہ بن حصن فزاری نے حضور ﷺ سے کہا کہ ان غربا کو اپنے سے علیحدہ کیجیے تاکہ آپؐ کے پاس آپ ﷺ کی قوم کے شرفا آئیں اور آپ ﷺ کا کلام سنیں اور آپ ﷺ پر ایمان لائیں اور اس نے حضرت عمر ﷺ سے بھی کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے کہیں کہ ایک دن ہماری مجلس کے لیے مختص کرلیں اور ایک دن ان لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ کو یہ چیز پسند نہیں آئی اور اس سے منع فرمادیا کہ سلمان فارسیؓ اور ان کے دوسرے ساتھیوں کو جو پانچوں وقت محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا کے لیے نمازیں پڑھتے ہیں، ان لوگوں کو اپنی مجلس سے علیحدہ نہ کیجیے اور ان کے باطن کا حساب آپ کے سپرد نہیں، لہٰذا ان کو نکال کر آپ ﷺ نامناسب کام کرنے والوں میں سے نہ ہوئے۔

شان نزول: وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ (الخ)

ابن حبانؒ اور حاکمؒ نے سعد بن ابی وقاص ﷺ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ ہم چھ آدمیوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے، ایک میں دوسرے عبداللہ بن مسعود ﷺ اور چار اور ہیں، ان کفار نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ ان لوگوں کو اپنے پاس سے علیحدہ کیجیے کیوں کہ ہمیں ان کی طرف آپ کے تابع ہوتے ہوئے شرم آتی ہے سو جو اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ بات رسول اللہ ﷺ کے دل میں آئی، اس پر اللہ تعالیٰ نے وَلَا تَطْرُدِ سے اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ تک یہ آیات نازل فرمائیں۔

اور ابن جریرؒ نے عکرمہؒ سے روایت کیا ہے کہ عتبہ بن ربیعہ، شیبہ، مطعم بن عدی، حارث بن نوفل، عبد مناف کے شرفاء ابوطالب کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اگر تمہارا بھتیجا اپنے پاس سے ان غلاموں کو ہٹادے تو وہ ہمارے

دلوں میں بہت محترم ہے اور ہم اس کی خوشی اور اطاعت کے بہت قریب ہیں، ابو طالب نے اس چیز کا رسول اکرم ﷺ سے تذکرہ کیا، اس پر حضرت عمر فاروق ؓ بولے اگر آپ ایسا کرلیں تو پھر دیکھیے کیا برتاؤ آپ کے ساتھ کریں گے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں اور یہ مسلمان غلام حضرت بلال ؓ، عمار بن یاسر ؓ، سالم مولیٰ ابی حذیفہ ؓ، صالح مولی اسید ؓ، ابن مسعود ؓ، مقداد بن عبداللہ ؓ اور واقد بن عبداللہ ؓ تھے، اس کے بعد پھر عمر فاروق ؓ حاضر ہوئے اور انھوں نے قول سے معذرت طلب کی تو ان کے بارے قرآن کریم کی یہ آیت وَاِذَا جَاءَ کَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ نازل ہوئی۔

اور ابن جریر، ابن ابی حاتم وغیرہ نے خباب ؓ سے روایت کیا ہے کہ اقرع بن حابس اور عینیہ بن حصن دونوں آئے، انھوں نے رسول اکرم ﷺ کو حضرت صہیب ؓ، بلال ؓ، عمار بن یاسر ؓ، خباب ؓ اور دیگر کمزور مومنوں کے ساتھ بیٹھا ہوا پایا جب ان لوگوں نے ان حضرات صحابہ کرام کو حضور ؐ کے گرداگرد دیکھا تو ان کو حقارت کی نظر سے دیکھا۔

چنانچہ یہ دونوں حضور ﷺ کی خدمت میں آئے اور آپ ﷺ سے تنہائی میں گفتگو کی اور بولے کہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ آپ ہمارے لیے ایک علیحدہ مجلس کا وقت مقرر کردیجیے جس سے دیگر عرب ہماری فضیلت کو سمجھیں۔

کیوں کہ وفود عرب آپ کی خدمت میں آتے ہیں تو ہمیں شرم آتی ہے کہ عرب ہم سرداروں کو ان غلاموں کے ساتھ بیٹھا ہوا دیکھیں، لہٰذا جب ہم آیا کریں تو آپ ان کو اپنے پاس سے ہٹادیا کیجیے اور جب ہم چلے جائیں تو پھر اگر آپ چاہیں تو ان کو بلالیا کریں، آپ نے فرمایا اچھا، اس پر اللہ تعالیٰ نے وَلَا تَطْرُدِالَّذِیْنَ (الخ) یہ آیت نازل فرمائی اور اس کے اگلی آیت وَکَذٰلِکَ فَتَنَّا میں اقرع اور اس کے ساتھی کا ذکر کیا، حضرت خباب ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے ساتھ بیٹھے رہتے تھے اور جب آپ جانا چاہتے تو ہمیں چھوڑ کر چلے جایا کرتے تھے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ.

حافظ ابن کثیر ؒ فرماتے ہیں یہ حدیث غریب ہے کیوں کہ یہ آیت مکی ہے، اقرع اور عینیہ ہجرت کے ایک زمانہ بعد اسلام لائے ہیں۔

اور فریابی اور ابن ابی حاتم نے ماھان سے روایت کیا کہ کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ہم سے بڑے بڑے گناہ سرزد ہوگئے، آپ نے ان کا کوئی جواب نہیں دیا، تا آنکہ اللہ تعالیٰ نے وَاِذَا جَآءَ کَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ (الخ) یہ آیت نازل فرمائی۔

(۵۳) اور اسی طریقہ سے ہم نے عرب کو غیر عرب کے ساتھ اور شریف کو غیر شریف کے ساتھ سابقہ ڈال کر آزمائش میں ڈال رکھا ہے یہ آیت کریمہ عینیہ بن حصن فزاری، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، امیہ بن خلف، ولید بن مغیرہ، ابی

جہل، سہل بن عمرو وغیرہ رؤسا قریش کے بارے میں نازل ہوئی۔

(۵۴) ان لوگوں کو غلام دے کر آزمائش میں ڈال رکھا تھا تاکہ یہ عیینہ بن حصن وغیرہ کہیں کہ کیا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو تو اللہ تعالیٰ نے دولت ایمان سے بہرہ ور کیا ہے، اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو خوب جانتا ہے۔

وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ ۝ قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۗ قُلْ لَّآ اَتَّبِعُ اَهْوَآءَكُمْ ۙ قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ۝ قُلْ اِنِّيْ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَكَذَّبْتُمْ بِهٖ ۗ مَا عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ ۗ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ۗ يَقُصُّ الْحَقَّ وَهُوَ خَيْرُ الْفٰصِلِيْنَ ۝ قُلْ لَّوْ اَنَّ عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ لَقُضِيَ الْاَمْرُ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالظّٰلِمِيْنَ ۝ وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ۗ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۗ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيْهِ لِيُقْضٰٓى اَجَلٌ مُّسَمًّى ۚ ثُمَّ اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ يُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً ۗ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ ۝ ثُمَّ رُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ ۗ اَلَا لَهُ الْحُكْمُ ۟ وَهُوَ اَسْرَعُ الْحٰسِبِيْنَ ۝ قُلْ مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۚ لَئِنْ اَنْجٰىنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝ قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ مِّنْهَا وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ۝

اور اسی طرح ہم اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان کرتے ہیں (تاکہ تم لوگ اُن پر عمل کرو) اور اس لیے کہ گنہگاروں کا رستہ ظاہر ہو جائے (۵۵) (اے پیغمبر! کفار سے) کہہ دو کہ جن کو تم خدا کے سوا پکارتے ہو مجھے اُن کی عبادت سے منع کیا گیا ہے۔ (یہ بھی) کہہ دو کہ میں تمہاری خواہشوں کی پیروی نہیں کروں گا ایسا کروں تو گمراہ ہو جاؤں اور ہدایت یافتہ لوگوں میں نہ رہوں (۵۶) کہہ دو کہ میں تو اپنے پروردگار کی دلیلِ روشن پر ہوں اور تم اس کی تکذیب کرتے ہو جس چیز (یعنی عذاب) کے لیے تم جلدی کر رہے ہو وہ میرے پاس نہیں ہے (ایسا) حکم اللہ ہی کے اختیار میں ہے وہ سچی بات بیان فرماتا ہے اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے (۵۷) کہہ دو کہ جس چیز کیلئے تم جلدی کر رہے ہو اگر وہ میرے اختیار میں ہوتی تو مجھ میں اور تم میں فیصلہ ہو چکا ہوتا اور خدا ظالموں سے خوب واقف ہے (۵۸) اور اُسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جن کو اُس کے سوا کوئی نہیں جانتا اور اُسے جنگلوں اور دریاؤں کی سب چیزوں کا علم ہے۔ اور کوئی پتا نہیں جھڑتا مگر وہ اُس کو جانتا ہے اور زمین کے اندھیروں میں کوئی دانہ اور کوئی ہری یا سوکھی چیز نہیں ہے مگر کتاب روشن میں (لکھی ہوئی) ہے (۵۹) اور وہی تو ہے جو رات کو (سوتے کی حالت میں) تمہاری روح قبض کر لیتا ہے اور جو کچھ تم دن میں کرتے ہو اُس سے خبر رکھتا ہے پھر تمہیں دن کو اٹھا دیتا ہے تاکہ (یہی سلسلہ جاری رکھ کر زندگی کی) معین مدت پوری کر دی جائے پھر تم (سب) کو اُسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے (اُس روز) وہ تم کو تمہارے عمل جو تم کرتے ہو (ایک ایک کر کے) بتائے گا (۶۰) اور وہ اپنے بندوں پر غالب ہے اور تم پر نگہبان مقرر کیے رکھتا ہے یہاں تک کہ جب تم میں سے کسی کی موت آتی ہے تو ہمارے فرشتے اُس کی روح قبض کر لیتے ہیں اور وہ کسی طرح کی کوتاہی نہیں کرتے (۶۱) پھر (قیامت کے دن تمام) لوگ اپنے مالک برحق خدا تعالیٰ کے پاس واپس بلائے جائیں گے۔ سُن لو کہ حکم اُسی کا ہے اور نہایت جلد حساب لینے والا ہے (۶۲) کہو بھلا تم کو

جنگلوں اور دریاؤں کے اندھیروں سے کون مخلصی دیتا ہے (جب) کہ تم اُسے عاجزی اور نیاز پنہانی سے پکارتے ہو (اور کہتے ہو) اگر خدا ہم کو اس (تنگی) سے نجات بخشے تو ہم اُس کے بہت شکرگزار ہوں (۶۳) کہو کہ خدا ہی تم کو اس (تنگی) سے اور ہر سختی سے نجات بخشتا ہے پھر (تم) اُس کے ساتھ شرک کرتے ہو (۶۴)

تفسير سورة الانعام آيات (٥٥) تا (٦٤)

(۵۵) جب حضرت عمر فاروق ؓ ہماری کتاب اور ہمارے رسول پر ایمان لانے کے لیے آئیں تو محمد ﷺ آپ ان سے فرما دیجیے کہ اللّٰہ تعالیٰ نے تمہاری توبہ اور تمہارے عذر کو قبول فرما لیا کیوں کہ جس شخص نے انجام گناہ سے ناواقف ہو کر کوئی گناہ کر لیا اور پھر توبہ کی اور حقوق اللّٰہ کو بھی ادا کیا تو اللّٰہ تعالیٰ توبہ کرنے والے کو معاف فرماتے ہیں۔

ہم قرآن کریم میں اوامر و نواہی اور ان لوگوں کی حالت بیان کرتے ہیں تاکہ عیینہ وغیرہ مشرک لوگوں کا طریقہ واضح ہو جائے۔

(۵۶) اے محمد ﷺ آپ عیینہ اور اس کے ساتھیوں سے فرما دیجیے کہ قرآن حکیم میں مجھے بتوں کی عبادت سے منع کیا گیا ہے، آپ ان سے یہ بھی فرما دیجیے کہ بتوں کی عبادت اور مسلمان اور ان کے ساتھیوں کو اپنے پاس سے ہٹا دینے میں، میں تمہاری پیروی نہیں کروں گا کیوں کہ اگر میں نے ایسا کیا تو اپنے عمل میں صحیح راہ پر نہ رہوں گا۔

(۵۷) اے محمد ﷺ آپ نضر بن حارث اور اس کے ساتھیوں سے فرما دیجیے کہ میرے رب کے پاس سے مجھے تو میرے اور میرے حکم پر ایک کافی دلیل ملی ہے اور تم بلاوجہ قرآن کریم اور توحید کی تکفیر کرتے ہو، نزولِ عذاب کا کسی بھی طرح کا حکم اللہ ہی کی قدرت میں ہے، وہی سب سے بڑھ کر عدل کے ساتھ فیصلہ فرماتا ہے اور حق کا حکم دیتا ہے۔

(۵۸) اور یہ بھی فرما دیجیے کہ اگر عذاب میرے ہاتھ میں ہوتا تو تم اب تک ہلاک ہو جاتے۔ وہ ذات برحق نضر اور اس کے ساتھی مشرک لوگوں کی سزا اسے بخوبی آگاہ ہے، چنانچہ نضر جیسا کہ یہ عذاب چاہتا تھا اسی طریقہ پر غزوہ بدر میں مارا گیا۔

(۵۹) غیب کے تمام خزانے مثلاً بارشوں کا نازل ہونا، پھلوں اور سبزیوں کا اگنا اور اس کا عذاب نازل ہونا، جس کا تم مطالبہ کرتے ہو یہ سب اللّٰہ تعالیٰ ہی کے پاس ہیں۔ تمام مخلوقات اور مخفی چیزیں اور کون خشکی میں ہلاک ہوگا اور کس کی موت سمندر میں آئے گی اور درخت سے کون سا پتہ کب جھڑا ہے اور سب سے نچلی زمین پتھر کے نیچے کیا ہے، سب کو وہ جانتا ہے، تر او خشک چیزیں سب کی مقدار اور وقت لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے۔

(۶۰) وہ رات کے وقت نیند کی حالت میں تمہاری روحوں کو ایک خاص انداز سے قبض کر لیتا ہے اور پھر دن میں تمہاری روحوں کو واپس کر دیتا ہے تاکہ سب لوگ اپنی مدت اور روزی پورا کر لیں اور مرنے کے بعد اسی کے سامنے

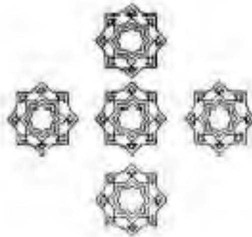
حاضر ہونا ہے اور وہ تمہیں تمہاری نیکی اور بدی سب سے آگاہ کردے گا۔

(۶۱) وہی اپنے بندوں پر غالب ہیں اور وہ ہر ایک شخص کے لیے دو فرشتے رات کو اور دو دن کو تمہاری نیکیاں اور برائیاں لکھنے کے لیے بھیجتے ہیں، جب موت کا وقت آئے گا تو ملک الموت اور اس کے ساتھی تمہاری روح قبض کر لیں گے اور وہ آنکھ جھپکنے کے بقدر بھی دیر نہیں کریں گے۔

(۶۲) پھر قیامت کے دن ان کا مالک حقیقی عدل وانصاف کے ساتھ فیصلہ فرمائے گا یا یہ کہ ان کا معبود حقیقی مگر انھوں نے جیسا کہ معبود حقیقی کی عبادت کا حق تھا اس کی عبادت نہیں کی اور اللّٰہ تعالیٰ کے علاوہ جو بھی جس کے معبود ہیں، وہ سب باطل ہیں، قیامت کے دن بندوں کے درمیان وہی فیصلہ فرمائے گا جس وقت وہ حساب لینا شروع فرمائے گا تو اس کا حساب بہت جلدی ہو جائے گا۔

(۶۳) اے محمد ﷺ آپ کفار مکہ سے فرمایئے کہ خشکی اور دریائی سختیوں اور مصیبتوں سے کون نجات دیتا ہے جس کو تم زبان ودل سے یا یہ کہ آہ وزاری اور عجز کے ساتھ پکارتے ہو کہ اللّٰہ اگر آپ ان سختیوں ومصیبتوں اور آفتوں سے ہمیں نجات دے دیں تو ہم ضرور ایمان لے آئیں گے۔

(۶۴) اے محمد ﷺ آپ ان سے فرما دیجیے کہ خشکی اور دریائی سختیوں اور ہر ایک آفت وغم سے اللّٰہ ہی نجات دیتا ہے۔ مگر مکہ والو! ان احسانات کے باوجود تم بتوں کو اس کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہو۔



قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ ۗ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ ۝ وَكَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ ۗ قُلْ لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ۝ لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ ۡوَّسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ ۗ وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَمَا عَلَى الَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّلٰكِنْ ذِكْرٰى لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۝ وَذَرِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّلَهْوًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَذَكِّرْ بِهٖٓ اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌۢ بِمَا كَسَبَتْ ۖ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ ۚ وَاِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا ۗ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اُبْسِلُوْا بِمَا كَسَبُوْا ۚ لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ۝ قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا وَنُرَدُّ عَلٰٓى اَعْقَابِنَا بَعْدَ اِذْ هَدٰىنَا اللّٰهُ كَالَّذِي اسْتَهْوَتْهُ الشَّيٰطِيْنُ فِي الْاَرْضِ حَيْرَانَ ۪ لَهٗٓ اَصْحٰبٌ يَّدْعُوْنَهٗٓ اِلَى الْهُدَى ائْتِنَا ۗ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ۗ وَاُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَاَنْ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّقُوْهُ ۗ وَهُوَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝

کہہ دو کہ وہ (اس پر بھی) قدرت رکھتا ہے کہ تم پر اُوپر کی طرف سے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے عذاب بھیجے یا تمہیں فرقہ فرقہ کر دے اور ایک کو دوسرے (سے لڑا کر آپس) کی لڑائی کا مزا چکھا دے۔ دیکھو ہم اپنی آیتوں کو کس کس طرح بیان کرتے ہیں تاکہ یہ لوگ سمجھیں (۶۵) اور اس (قرآن) کو تمہاری قوم نے جھٹلایا حالانکہ وہ سراسر حق ہے۔ کہہ دو کہ میں تمہارا داروغہ نہیں ہوں (۶۶) ہر خبر کیلئے ایک وقت مقرر ہے اور تم کو عنقریب معلوم ہو جائے گا (۶۷) اور جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو ہماری آیتوں کے بارے میں بیہودہ بکواس کر رہے ہیں تو اُن سے الگ ہو جاؤ یہاں تک کہ اور باتوں میں مصروف ہو جائیں۔ اور اگر (یہ بات) شیطان تمہیں بھلا دے تو یاد آنے پر ظالم لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھو (۶۸) اور پرہیزگاروں پر اُن لوگوں کے حساب کی کچھ بھی جواب دہی نہیں۔ ہاں نصیحت تاکہ وہ بھی پرہیزگار رہوں (۶۹) اور جن لوگوں نے اپنے دین کو کھیل اور تماشا بنا رکھا ہے اور دنیا کی زندگی نے اُن کو دھوکے میں ڈال رکھا ہے اُن سے کچھ کام نہ رکھو ہاں اس (قرآن کے) ذریعے سے نصیحت کرتے رہو تاکہ (قیامت کے دن) کوئی اپنے اعمال کی سزا میں ہلاکت میں نہ ڈالا جائے (اُس روز) خدا کے سوا نہ تو کوئی اُس کا دوست ہوگا اور نہ سفارش کرنے والا اور اگر وہ ہر چیز (جو رُوئے زمین پر ہے بطور) مُعاوضہ دینا چاہے تو وہ اُس سے قبول نہ ہو یہی لوگ ہیں کہ اپنے اعمال کے وبال میں ہلاکت میں ڈالے گئے اُن کے لیے پینے کا کھولتا ہوا پانی اور دکھ دینے والا عذاب ہے اس لئے کہ کفر کرتے تھے (۷۰)

کہو کیا ہم خدا کے سوا ایسی چیز کو پکاریں جو نہ ہمارا بھلا کر سکے نہ بُرا۔ اور جب ہم کو خدا نے سیدھا رستہ دکھا دیا تو (کیا) ہم اُلٹے پاؤں پھر جائیں؟ (پھر ہماری ایسی مثال ہو) جیسے کسی کو جنات نے جنگل میں بُھلا دیا ہو (اور وہ) حیران (ہو رہا ہو) اور اُس کے کچھ رفیق ہوں جو اُس کو رستے کی طرف بلائیں کہ ہمارے پاس چلا آ۔ کہہ دو کہ رستہ تو وہی ہے جو خدا نے بتایا ہے اور ہمیں تو یہ حکم ملا ہے کہ ہم خدائے رب العالمین کے فرمانبردار ہوں (۷۱) اور یہ (بھی) کہ نماز پڑھتے رہو اور اُس سے ڈرتے رہو اور وہی تو ہے جس کے پاس تم جمع کئے جاؤ گے (۷۲)

تفسیر سورة الانعام آیات (٦٥) تا (٧٣)

(٦٥) اے محمد ﷺ آپ ان سے فرمادیجیے کہ وہ تم پر عذاب نازل کردینے پر جیسا کہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم اور حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر نازل کیا ہے اور تمہیں زمین میں دھنسادینے پر جیسا کہ قارون کو دھنسایا یا تمہیں اغراض کے اختلاف سے مختلف کرکے جیسا کہ انبیاء کے بعد بنی اسرائیل کو کیا ہے، آپس میں بھڑادینے پر قادر ہے، محمد ﷺ ہم قرآن کریم میں گزشتہ قوموں کے واقعات اور ان کی کارگزاریاں کس طرح بیان کرتے ہیں تاکہ یہ لوگ احکام خداوندی اور توحید خداوندی کو سمجھیں۔

شان نزول: قُلْ هُوَ الْقَادِرُ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے زید بن اسلمؓ سے روایت کیا ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی کہ آپ فرمادیجیے کہ وہ اس پر بھی قادر ہے کہ تم پر کوئی عذاب تمہارے اوپر سے بھیج دے الخ تو رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے بعد کافر مت بن جانا کہ تلواروں سے ایک دوسرے کی گردنیں اڑانا شروع کردو، صحابہ کرام نے کہا ہم تو اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور آپ اس کے رسول ہیں تو بعض حضرات بولے کہ شاید یہ شان ہمیشہ باقی نہیں رہ سکتی بلکہ کچھ لوگ مسلمان ہونے کے باوجود ایک دوسرے کی گردنیں اڑائیں گے، اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت کا اگلا حصہ نازل فرمایا یعنی آپ دیکھیے تو سہی ہم کس طرح دلائل کو مختلف پہلوؤں سے بیان کرتے ہیں شاید وہ لوگ سمجھ جائیں (الخ)۔

(٦٦) مگر قریش نے قرآن کریم کی تکذیب کی، آپ فرمادیجیے کہ میں تمہارے اوپر تعینات نہیں کیا گیا کہ تمہیں مسلمان ہی بنا کر چھوڑوں۔

(٦٧۔٦٨) ہر خبر کے واقع ہونے کا ایک وقت علم الٰہی میں مقررہ ہے خواہ وہ اللہ کی جانب سے ہو یا میری طرف سے خواہ اوامر ہوں یا نواہی وعدے ہوں یا وعید ین مدد کی خوشخبری ہو یا عذاب سے ڈرانا ہو، ان کی حقیقت ہے بعض کا ان میں سے دنیا میں ظہور ہوجائے گا اور بعض کا آخرت میں اور دنیا و آخرت میں تمہیں اس کا علم ہوجائے گا یا یہ مطلب ہے کہ تمہارے ہر ایک قول عمل کی ایک حقیقت ہے۔ بہت جلدی تمہیں تمہارے اعمال کے متعلق علم ہوجائے گا۔

(٦٩) جو آپ کے ساتھ اور قرآن کریم کے ساتھ مذاق کرتے ہیں، ان کی مجالس کو چھوڑ دیجیے تاکہ ان کا مذاق اور ان کی عیب جوئی قرآن کریم اور آپ کے علاوہ دوسری چیزوں میں ہو۔

رسول اکرم ﷺ جس وقت مکہ مکرمہ میں تھے تب اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ حکم دیا تو آپ کے بعض اصحاب رضی اللہ عنہم کو یہ چیز شاق گزری تو پھر اللہ تعالیٰ نے بغرض نصیحت ایسے لوگوں کے ساتھ بیٹھنے کی اجازت دے دی چنانچہ فرمادیا کہ

جولوگ کفر وشرک فواحش اور مذاق اڑانے سے بچتے ہیں، ان پر ان کے مذاق اڑانے اور ان کے گناہ اور کفر وشرک کا کوئی اثر نہیں پڑے گا لیکن ان کے ذمہ قرآن کریم کے ذریعے نصیحت کر دینا ہے تاکہ ایسے لوگ کفر وشرک فواحش اور قرآن کریم اور رسول اکرم ﷺ کے استہزاء سے بچیں۔

(۷۰) آپ عیینیہ اور اس کے ساتھیوں سے فرما دیجیے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے سوا ان کی عبادت کا حکم دیتے ہو جو دنیا و آخرت میں کسی قسم کا فائدہ نہیں پہنچا سکتے اور اگر ہم ان باطل معبودوں کی عبادت نہ کریں تو وہ دنیا و آخرت میں ہمیں کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچا سکتے اور کیا ہم پھر شرک اختیار کر لیں، باوجودیکہ اس ذات الٰہی نے ہمیں اپنی عبادت کا شرف عطا کیا ہے۔

تو پھر ہماری مثال اس شخص کی طرح ہو جائے جو صحیح راستہ سے بھٹک گیا، اصحاب رسول اکرم ﷺ عیینیہ کو دین اسلام اور اطاعت خداوندی کی طرف بلاتے ہیں اور وہ انھیں شرک کی دعوت دیتا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیقؓ اور ان کے لڑکے عبدالرحمٰن کے بارے میں نازل ہوئی ہے وہ ابھی تک مشرف بہ اسلام نہیں ہوئے تھے، اپنے والدین کو اپنے دین کی طرف دعوت دیتے تھے۔

(۷۱) تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ سے فرمایا کہ آپ ﷺ حضرت ابوبکر صدیق ؓ سے فرما دیں کہ وہ اپنے لڑکے عبدالرحمٰن سے کہیں کہ کیا تم اللہ تعالیٰ کے علاوہ ایسی چیزوں کی عبادت کی دعوت دیتے ہو جو ہمیں دنیاوی زندگی روزی و معاش کے اندر کسی قسم کا فائدہ نہیں پہنچا سکتے اور اگر ہم ان کی عبادت کریں تو آخرت میں بھی یہ ہمیں کسی قسم کا نفع نہیں پہنچا سکتے اور اگر ہم ان کی عبادت نہ کریں تو ہمارا بال بیکا نہیں کر سکتے۔

تو کیا پھر سابقہ دین کی طرف الٹے پھر جائیں، باوجودیکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں رسول اکرم ﷺ کے دین کی طرف ہدایت کر دی ہے تو ہماری مثال عبدالرحمٰن کے مقابلہ میں ایسی ہے، جیسا کہ شیطان نے کسی کو دین الٰہی سے بھٹکا دیا اور زمین میں حیران اور صحیح راستہ سے بھٹک کر گردش کھاتا پھر رہا ہے عبدالرحمٰن کو اس کے والدین یعنی حضرت ابوبکر صدیق ؓ اور ان کی ماں ہدایت یعنی دین اسلام اور کفر وشرک سے توبہ کی طرف بلاتے ہیں اور وہ اپنے والدین کو شرک کی دعوت دیتا ہے۔

اے محمد ﷺ آپ فرما دیجیے کہ دین الٰہی وہ اسلام ہے اور ہمارا قبلہ کعبہ ہے اور ہم اس بات پر مامور ہیں کہ عبادت اور توحید میں پروردگار عالم کے پورے مطیع وفرمانبردار ہو جائیں۔

(۷۲) اور پانچوں نمازوں کی پابندی کریں اور اسی کی اطاعت کریں اور مرنے کے بعد اسی کے سامنے تم سب پیش کیے جاؤ گے، وہ تمہارے اعمال کا بدلا دے گا۔

وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۭ وَيَوْمَ يَقُوْلُ كُنْ فَيَكُوْنُ ڛ
قَوْلُهُ الْحَقُّ ۭ وَلَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ ۭ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۭ
وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ۝ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ
اَصْنَامًا اٰلِهَةً ۚ اِنِّىْٓ اَرٰىكَ وَقَوْمَكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝
وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ
مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ ۝ فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا ۚ قَالَ هٰذَا
رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ ۝ فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا
قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَىِٕنْ لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ لَاَكُوْنَنَّ
مِنَ الْقَوْمِ الضَّاۗلِّيْنَ ۝ فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّيْ
هٰذَآ اَكْبَرُ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّىْ بَرِيْۗءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۝
اِنِّىْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا
وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ وَحَاۗجَّهٗ قَوْمُهٗ ۭ قَالَ اَتُحَاۗجُّوْۗنِّىْ فِي
اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنِ ۭ وَلَآ اَخَافُ مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّشَاۗءَ رَبِّيْ
شَـيْـــًٔـا ۭ وَسِعَ رَبِّيْ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۭ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ۝ وَكَيْفَ اَخَافُ
مَآ اَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُوْنَ اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ عَلَيْكُمْ
سُلْطٰنًا ۭ فَاَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ ۚ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝
اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمُ الْاَمْنُ
وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝ وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰي قَوْمِهٖ ۭ
نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَاۗءُ ۭ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ۝

اور وہی تو ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو تدبیر سے پیدا کیا ہے اور جس دن وہ فرمائے گا کہ ہو جا تو (حشر برپا) ہو جائے گا اُس کا ارشاد برحق ہے اور جس دن صُور پھونکا جائے گا۔ (اُس دن) اُسی کی بادشاہت ہوگی۔ وہی پوشیدہ اور ظاہر (سب) کا جاننے والا ہے اور وہی دانا اور خبردار ہے (۷۳) اور (وہ وقت بھی یاد کرنے کے لائق ہے) جب ابراہیم نے اپنے باپ آزر سے کہا کیا تم بُتوں کو معبود بناتے ہو۔ میں دیکھتا ہوں کہ تم اور تمہاری قوم صریح گمراہی میں ہو (۷۴) اور ہم اس طرح ابراہیم کو آسمانوں اور زمین کے عجائبات دکھانے لگے تاکہ وہ خوب یقین کرنے والوں میں ہو جائیں (۷۵) (یعنی) جب رات نے اُن کو (پردہ تاریکی سے) ڈھانپ لیا تو (آسمان میں) ایک ستارا نظر پڑا کہنے لگے یہ میرا پروردگار ہے جب وہ غائب ہو گیا تو کہنے لگے کہ مجھے غائب ہو جانے والے پسند نہیں (۷۶) پھر جب چاند کو دیکھا کہ چمک رہا ہے تو کہنے لگے یہ میرا پروردگار ہے لیکن جب وہ بھی چھپ گیا تو بول اُٹھے کہ اگر میرا پروردگار مجھے سیدھا رستہ نہیں دکھائے گا تو میں اُن لوگوں میں ہو جاؤں گا جو بھٹک رہے ہیں (۷۷) پھر جب سُورج کو دیکھا کہ جگمگا رہا ہے تو کہنے لگے میرا پروردگار یہ ہے یہ سب سے بڑا ہے۔ مگر جب وہ بھی غروب ہو گیا تو کہنے لگے لوگو جن چیزوں کو تم (خدا کا) شریک بناتے ہو میں اُن سے بیزار ہوں (۷۸) میں نے سب سے یکسو ہو کر اپنے تئیں اسی ذات کی طرف متوجہ کیا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔ (۷۹) اور اُن کی قوم سے بحث کرنے لگی تو انہوں نے کہا کہ تم مجھ سے خدا کے بارے میں (کیا) بحث کرتے ہو اس نے تو مجھے سیدھا رستہ دکھا دیا ہے اور جن چیزوں کو تم اس کا شریک بناتے ہو میں اُن سے نہیں ڈرتا۔ ہاں جو میرا پروردگار چاہے۔ میرا پروردگار اپنے علم سے ہر چیز پر احاطہ کئے ہوئے ہے۔ کیا تم خیال نہیں کرتے؟ (۸۰) بھلا میں اُن چیزوں سے جن کو تم (خدا کا) شریک بناتے ہو کیونکر ڈروں جبکہ تم اس سے نہیں ڈرتے کہ خدا کے ساتھ شریک بناتے ہو جس کی اُس نے کوئی سند نازل نہیں کی۔ اب دونوں فریق میں سے کونسا فریق امن (اور جمعیتِ خاطر) کا مستحق ہے۔ اگر سمجھ رکھتے ہو (تو بتاؤ) (۸۱) جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان کو (شرک کے) ظلم سے مخلوط نہیں کیا اُن کیلئے امن (اور جمعیت خاطر) ہے اور وہی ہدایت پانے والے ہیں (۸۲) اور یہ ہماری دلیل تھی جو ہم نے ابراہیم کو ان کی قوم کے مقابلے میں عطا کی تھی۔ ہم جس کے چاہتے ہیں درجے بلند کر دیتے ہیں۔ بے شک تمہارا پروردگار دانا اور خبردار ہے (۸۳)

تفسیر سورۃ الانعام آیات (۷۳) تا (۸۳)

(۷۳) اور اسی نے زمین و آسمان کو حق و باطل کے ظاہر کرنے کے لیے پیدا کیا ہے اور جس دن وہ صور سے کہے گا کہ جو کہ سینگ کی طرح ہوگا، ہو جا تو تمام آسمان اس رب کے حکم سے ختم ہو جائیں گے اور دوسرا آسمان تبدیل ہوگا یا یہ کہ جس دن وہ قیامت قائم ہونے کا حکم دے گا تو قیامت قائم ہو جائے گی اور بعث بعد الموت حق ہے وہی بندوں کے درمیان فیصلہ فرمائے گا اور وہ ہر ایک ظاہر اور پوشیدہ چیزوں کو جاننے والا ہے اور وہ اپنے حکم اور فیصلہ میں بڑی حکمتوں والا ہے اور تمام مخلوق اور ان کے اعمال کی پوری خبر رکھنے والا ہے۔ یعنی تارح بن ناحور سے فرمایا کہ کیا تم مختلف قسم کے بتوں کی جو کہ چھوٹے بڑے نر اور مادہ ہیں عبادت کرتے ہو تم تو ان کی پوجا کی وجہ سے علانیہ کفر اور ظاہری گمراہی میں مبتلا ہو۔

(۷۴۔۷۵) اور اسی طرح ہم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آسمان و زمین کی تمام مخلوقات مثلاً چاند، سورج، ستارے بچشم معرفت دکھلائے تاکہ وہ اس بات پر کامل یقین رکھنے والے ہو جائیں کہ اللّٰہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک ہے، وہی تمام آسمان و زمین کا اور جو کچھ ان میں مخلوقات ہیں، اس کا خالق ہے یا یہ کہ جس رات ان کو آسمان پر بلایا، اس رات ساتویں آسمان پر سے تمام چیزیں دکھائیں حتیٰ کہ ساتویں زمین تک کی انھوں نے ساری چیزوں کو دیکھا تاکہ ان کو خطرات پر کامل یقین ہو جائے۔

(۷۶) جب رات کی تاریکی چھا گئی تو انھوں نے ایک چمکتا ہوا ستارہ دیکھا تو قوم کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تمہارے زعم میں یہ میرا اللّٰہ ہو سکتا ہے اور جب وہ غروب ہو گیا اور اس کی حالت تبدیل ہو گئی تو فرمایا کہ یہ تو اللّٰہ ہو ہی نہیں سکتا، جسے بقاء نہ ہو۔

(۷۷) جب چاند پر نظر پڑی تو بولے کیا یہ اللّٰہ ہو سکتا ہے یہ تو پہلے سے بڑا ہے، جب وہ غائب ہو گیا تو فرمایا کہ اگر مجھے میرا رب حقیقی ہدایت نہ کرتا، جیسا کہ اب تک ہدایت کرتا رہتا ہے تو میں بھی تم لوگوں کی طرح بھٹک جاتا۔

(۷۸) جب سورج کی روشنی نے آب و تاب دکھائی تو بولے یہ تو پہلے دونوں سے بڑا ہے، تمہارے خیال میں کیا یہ اللّٰہ بن سکتا ہے جب اس میں بھی تبدیلی شروع ہوئی اور وہ بھی غروب ہو گیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قوم کو مخاطب کر کے فرمایا کہ میں ایسے غروب ہوتے والوں سے محبت نہیں رکھتا اور جس کو خود ہی ایک حالت پر بقاء نہ ہو اللّٰہ کیسے ہو سکتی ہے اگر مجھ کو میرا رب ہدایت نہ کرتا تو میں بھی تم لوگوں کی طرح بے راہ ہو جاتا۔☆

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا یہ میرا رب ہے بطور مذاق فرمایا کیوں کہ ان کی قوم چاند، سورج اور ستاروں کی پوجا کرتی تھی تو اپنی قوم کی تردید کی اور بطور مذاق کے ان سے پوچھا کہ کیا یہ چیزیں تمہارے رب ہیں۔

☆ یہ اپنی بت پرست و مظاہر پرست قوم کو سمجھانے کا ایک تمثیلی انداز تھا کہ کس طرح آپ بتدریج ایک چھوٹے مظہر سے بڑے مظہر (سورج) تک ایک استفہامی طرح سے آئے اور بالآخر توحید حقیقی کا سبق دیا۔ کہ اصل حقیقت یہ ہے اور اے میری قوم! تم کن گمراہیوں میں گرفتار ہو۔ توحید کا یہ اصلی سبق دینا ہی آپ کا مقصود تھا اور یہ اس کو سمجھانے کا خاص انداز تھا ورنہ پیغمبر شروع ہی سے حق اور توحید کامل کا مومن اور داعی ہوتا ہے۔ اس کی توحید ہر ہر پہلو سے مکمل ہوتی ہے۔ اسے توحید میں کسی "تدریجی ارتقا" کی ضرورت نہیں ہوتی۔ (مترجم)

(۷۹) غار سے آپ سترہ سال کی عمر میں آئے تھے، آپ نے آسمان وزمین کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ میرا پروردگار تو وہی ہے کہ جس نے ان کو پیدا کیا، پھر اپنی قوم کے پاس گزر ہوا تو وہ بتوں کی پوجا میں مصروف تھے تو ان سے فرمایا کہ علی الاعلان میں تمہارے شرک سے علیحدگی ظاہر کرتا ہوں، قوم نے کہا تو پھر ابراہیم تم کس کی عبادت کرتے ہو، فرمایا میں اپنے اعتقاد اور عمل کو خالص اسی ذات کے لیے کرتا ہوں جو کہ آسمان وزمین کا خالق ہے اور تمہارے شرک سے بیزار ہوں۔

(۸۰) ان کی قوم نے ان سے فضول حجت کرنا شروع کی اور ان معبودان باطل سے ڈرایا تا کہ حضرت ابراہیم دین الٰہی کو چھوڑ دیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کیا تم اپنے بتوں کی وجہ سے توحید خداوندی میں مجھ سے باطل حجت کرتے ہو اور مجھے ان بتوں سے ڈراتے ہو کہ میں اللہ کے دین کو چھوڑ دوں؟ حالاں کہ میرے پروردگار نے مجھے صحیح راستہ دکھادیا ہے، البتہ اگر اللّٰہ تعالیٰ میرے دل سے اپنی معرفت نکال لے، تب تو میں تمہارے ان بتوں سے ڈروں، میرا پروردگار اس بات کو بخوبی جانتا ہے کہ تم حق پر نہیں ہو کیا اتنا کچھ کلام حق سننے کے بعد بھی نصیحت نہیں حاصل کرتے؟

(۸۱) تو پھر میں ان معبودان باطل سے کیا ڈروں، حالاں کہ تم تو اللّٰہ تعالیٰ سے بھی نہیں ڈرتے، حضرت ابراہیمؑ کی قوم ان کو اپنے معبودان باطل کے انکار پر ڈراتی تھی کہ کہیں یہ تمہیں کسی آفت میں مبتلا نہ کردیں، اسی بنا پر حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ میں ان سے کیوں ڈروں، ان دونوں جماعتوں میں سے یعنی میرے اور تمہارے میں سے اپنے معبود کی جانب سے امن کا کون زیادہ مستحق ہے۔

(۸۲) اگر خبر رکھتے ہو تو بتلاؤ مگر وہ کچھ بھی نہ بتلا سکے تو اللّٰہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کی طرف سے امن والی جماعت کو بیان فرمادیا کہ جو اپنے ایمان کو شرک ونفاق کے ساتھ نہیں ملاتا، وہ ہی اپنے معبود کی جانب سے امن والے ہیں یا وہی لوگ قیامت کے دن امن والے ہوں گے اور ان ہی کو صحیح محبت کی طرف رہنمائی حاصل ہوگی۔

شان نزول: اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے بواسطہ عبداللّٰہ بن زجر، بکر بن سوادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ دشمنوں کے ایک شخص نے مسلمانوں پر حملہ کیا اور ان میں سے ایک کو شہید کردیا اور پھر دوبارہ حملہ کر کے دوسرے کو شہید کردیا اور تیسری مرتبہ حملہ کیا تو تیسرے شخص کو بھی شہید کردیا، اس کے بعد وہ کہنے لگا کہ ان افعال کے بعد اب کیا ایمان مجھے سود مند ہوگا، رسول اکرم ﷺ نے فرمایا، ہاں فائدہ دے گا تو اس نے اپنے گھوڑے کو مار ڈالا اور اس کے بعد اپنے ساتھیوں پر حملہ کر کے یکے بعد دیگرے تین آدمیوں کو ہلاک کردیا اور پھر خود بھی شہید ہوگئے راوی کہتے ہیں، سب کا یہی خیال ہے کہ یہ آیت ان ہی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

(۸۳) یہ ہماری حجت تھی جو غیبی طور پر ہم نے حضرت ابراہیمؑ کو دی جس کے ذریعے انھوں نے اپنی قوم سے مناظرہ کیا

اور ہم تو قدرت منزلت اور حجت اور علم توحید جیسے امور میں جو اس کا اہل ہوتا ہے، اسے یہ فضائل عطا کردیتے ہیں اور آپ کا پروردگار اپنے اولیاء کو حجت کا الفاظ فرمانے میں حلیم اور اپنے اولیاء کی حجت اور اپنے دشمنوں کی سزا کے بارے میں خوب جاننے والا ہے۔

وَوَهَبْنَا
لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ؕ كُلًّا هَدَيْنَا ۚ وَنُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ وَمُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۸۴﴾ وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى وَاِلْيَاسَ ؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۵﴾ وَاِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَيُوْنُسَ وَلُوْطًا ؕ وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۶﴾ وَمِنْ اٰبَآئِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَاِخْوَانِهِمْ ۚ وَاجْتَبَيْنٰهُمْ وَهَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۸۷﴾ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِىْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۸۸﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ۚ فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَآءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ ﴿۸۹﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ ؕ قُلْ لَّاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۰﴾ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖۤ اِذْ قَالُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَىْءٍ ؕ قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِىْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰى نُوْرًا وَّهُدًى لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِيْسَ تُبْدُوْنَهَا وَتُخْفُوْنَ كَثِيْرًا ۚ وَعُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوْۤا اَنْتُمْ وَلَاۤ اٰبَآؤُكُمْ ؕ قُلِ اللّٰهُ ۙ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِىْ خَوْضِهِمْ يَلْعَبُوْنَ ﴿۹۱﴾

اور ہم نے اُن کو اسحٰق اور یعقوب بخشے (اور) سب کو ہدایت دی اور پہلے نوح کو بھی ہدایت دی تھی اور اُن کی اولاد میں سے داؤد اور سلیمان اور ایوب اور یوسف اور موسیٰ اور ہارون کو بھی۔ اور ہم نیک لوگوں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں (۸۴) اور زکریا اور یحییٰ اور عیسیٰ اور الیاس کو بھی یہ سب نیکوکار تھے (۸۵) اور اسمٰعیل اور الیسع اور یونس اور لوط کو بھی۔ اور ان سب کو جہاں کے لوگوں پر فضیلت بخشی تھی (۸۶) اور بعض کو اُن کے باپ دادا اور اولاد اور بھائیوں میں سے بھی اور اُن کو برگزیدہ بھی کیا تھا اور سیدھا رستہ بھی دکھایا تھا (۸۷) یہ خدا کی ہدایت ہے اس پر اپنے بندوں میں سے جسے چاہے چلائے۔ اور اگر وہ لوگ شرک کرتے تو جو عمل وہ کرتے تھے سب ضائع ہو جاتے (۸۸) یہ وہ لوگ تھے جن کو ہم نے کتاب اور حکم (شریعت) اور نبوت عطا فرمائی تھی اگر یہ (کفار) ان باتوں سے انکار کریں تو ہم نے اُن پر (ایمان لانے کیلئے) ایسے لوگ مقرر کردیئے ہیں کہ وہ ان سے کبھی انکار کرنے والے نہیں (۸۹) یہ وہ لوگ ہیں جن کو خدا نے ہدایت دی تھی تو تم نے انہیں کی ہدایت کی پیروی کی کہہ دو کہ میں تم سے اس (قرآن) کا صلہ نہیں مانگتا۔ یہ تو جہان کے لوگوں کے لئے محض نصیحت ہے (۹۰) اور ان لوگوں نے خدا کی قدر جیسے جانی چاہیے تھی نہ جانی۔ جب اُنہوں نے کہا کہ خدا نے انسان پر (وحی اور کتاب وغیرہ) کچھ بھی نازل نہیں کیا کہو کہ جو کتاب موسیٰ لے کر آئے تھے اسے کس نے نازل کیا تھا؟ جو لوگوں کے لیے نور اور ہدایت تھی اور جسے تم نے علیحدہ علیحدہ اوراق (پر نقل) کر رکھا ہے اُن (کے کچھ حصے) کو تو ظاہر کرتے ہو اور اکثر کو چھپاتے ہو اور تم کو وہ باتیں سکھائی گئیں جن کو نہ تم جانتے تھے اور نہ تمہارے باپ دادا۔ کہہ دو (اس کتاب کو) خدا ہی نے (نازل کیا تھا) پھر اُن کو چھوڑ دو کہ اپنی بیہودہ بکواس میں کھیلتے ہیں (۹۱)

تفسیر سورۃ الانعام آیات (٨٤) تا (٩١)

(٨٤۔٨٥۔٨٦) اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ہم نے لڑکا اور پوتا دیا اور ابراہیم علیہ السلام و اسحاق علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام کو نبوت و اسلام کے ساتھ اعزاز عطا کیا اور ابراہیم علیہ السلام سے پہلے نوح علیہ السلام کو بھی نبوت و اسلام کے ذریعے اعزاز عطا کیا اور ان کی اولاد میں سے بھی یا یہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے بھی اخیر تک اور داؤد علیہ السلام، سلیمان علیہ السلام، یوسف علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام، ہارون علیہ السلام سب کو ہم نے نبوت و اسلام عطا کیا، اسی طرح قول و فعل کے ساتھ ہم محسنین یا یہ کہ موحدین کو بدلا دیتے ہیں اور زکریا علیہ السلام، یحییٰ علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام، الیاس علیہ السلام سب ہی کو نبوت و اسلام کی دولت عطا کی اور یہ سب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے تھے اور سب ہی رسول تھے۔

اور ان انبیاء کرام میں سے ہر ایک کو ہم نے تمام جہان والوں پر خواہ مسلمان ہوں یا کافر، نبوت و اسلام کے ذریعے فضیلت عطا کی ہے۔

(٨٧) اور ہم نے حضرت آدم علیہ السلام، شیث علیہ السلام، ادریس علیہ السلام، نوح علیہ السلام، ہود علیہ السلام، صالح علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد اور یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کو نبوت و اسلام کے ذریعے فضیلت عطا کی ہے اور ہم نے ان کو مقبول بنایا اور صراط مستقیم پر ثابت قدمی عطا کی۔

(٨٨) یہ صراط مستقیم دراصل اللہ کا دین ہے جو اس کا اہل ہوتا ہے، اس کو وہ عطا کرتا ہے اور اگر بالفرض یہ حضرات انبیاء اللہ کے ساتھ شرک کرتے تو ان کی تمام فرمانبرداری برباد ہو جاتی۔

(٨٩) جن انبیاء کرام علیہم السلام کا ہم نے ذکر کیا ہے یہ ایسے تھے کہ بذریعہ جبریل امین آسمان سے ان پر کتاب نازل کی اور علم و فہم اور نبوت عطا کی اس کے باوجود بھی یہ اہل مکہ اگر آپ کے دین اور نبوت کا انکار کریں تو ہم نے مدینہ منورہ میں ایسے لوگ مقرر کر دیے ہیں جن کو انبیاء کرام علیہم السلام کے دین اور ان کے راستہ کی توفیق عطا فرمائی ہے اور وہ اس کے منکر نہیں۔

(٩٠) ان انبیاء کرام علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ نے اخلاق حسنہ کی ہدایت کی تھی تو ان اخلاق حسنہ یعنی صبر و استقلال قناعت وغیرہ پر آپ بھی چلیے اور اے محمد ﷺ آپ اہل مکہ سے فرما دیجیے کہ میں توحید اور قرآن کریم پر تم سے کسی قسم کی اجرت طلب نہیں کرتا بلکہ قرآن کی طرف بلاتا ہوں یہ قرآن کریم تو جن و انس کے لیے ایک نصیحت ہے۔

(٩١) ان منکر لوگوں نے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی قدر پہچاننا واجب تھی ویسی قدر نہ پہچانی اور کہہ دیا کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام میں سے کسی پر کوئی کتاب نازل نہیں کی۔ یہ آیت مالک بن صیف یہودی کے بارے میں نازل ہوئی ہے،

اس نے کہا تھا کہ اللّٰہ تعالیٰ نے کسی بشر پر کوئی کتاب نازل نہیں کی۔

اے محمد ﷺ آپ مالک سے فرمائیے یہ تو بتا کہ وہ کتاب کس نے نازل کی ہے جس کو موسیٰ علیہ السلام لائے تھے جو خود بھی نور اور روشنی ہے اور لوگوں کی ہدایت کا سبب ہے جس کو تم نے اپنی اغراض کے تحت مختلف اوراق میں لکھ چھوڑا ہے، ان میں سے بہت سی باتوں کو جن میں رسول اکرم ﷺ کی نعت وصفت نہیں ہے، ظاہر کرتے ہو اور بہت سی ان باتوں کو جن میں آپ کی نعت وصفت ہے چھپاتے ہو۔

اور کتاب میں بہت سی ایسی باتوں کی تعلیم دی گئی، مثلاً احکام وحدود حلال وحرام اور رسول اکرم ﷺ کی تعریف وصفت جن کی اس سے پہلے تمہیں اور تمہارے بڑوں کو کچھ بھی خبر نہیں تھی، سو اگر یہ آپ کو جواب میں کہیں کہ اللّٰہ تعالیٰ نے نازل کی ہے تو ٹھیک ہے ورنہ آپ ان سے فرما دیجیے کہ یہ کتاب حق بھی اللّٰہ تعالیٰ نے نازل کی ہے اور اس کے بعد ان کو ان کے بیہودہ مشغلہ تکذیب وگمراہی میں لگا رہنے دیجیے۔

شانِ نزول: وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ مالک بن صیف نامی ایک یہودی نے آکر رسول اکرم ﷺ سے مخاصمہ کرنا شروع کر دیا، رسول اکرم ﷺ نے اس سے فرمایا کہ میں تجھے اس ذات کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں جس نے توریت حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل کی ہے کیا تو نے توریت میں یہ دیکھا کہ اللّٰہ موٹے آدمی سے بغض فرماتے ہیں اور وہ خود موٹا تھا یہ سن کر غصہ میں آگیا اور کہنے لگا اللّٰہ تعالیٰ نے کسی بشر پر کوئی چیز نازل نہیں کی تو اس سے اس کے ساتھیوں نے کہا کہ تیرا منہ کالا ہو (یعنی تو رسوا ہو) اس کا مطلب ہے کہ نہ حضرت موسیٰ پر کوئی کتاب نازل ہوئی، تب اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ ان منکروں نے اللّٰہ تعالیٰ کی جیسی قدر پہچاننا واجب تھی ویسی قدر نہیں پہچانی، یہ روایت مرسل ہے۔

اور ابن جریرؒ نے اسی طرح عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے اور دوسری حدیث سورہ نساء میں گزر چکی ہے۔

اور ابن جریرؒ نے ابن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ کے طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہودی کہنے لگے اللّٰہ کی قسم اللّٰہ تعالیٰ نے آسمان سے کوئی کتاب نازل نہیں کی، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔



وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِيْ
بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا ۭ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ
بِالْاٰخِرَةِ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَهُمْ عَلٰي صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ﴿۹۲﴾ وَمَنْ
اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَي اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِيَ اِلَيَّ وَلَمْ يُوْحَ
اِلَيْهِ شَيْءٌ وَّمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ ۭ وَلَوْ تَرٰٓي اِذِ
الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰۗىِٕكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ ۚ اَخْرِجُوْٓا
اَنْفُسَكُمْ ۭ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَي
اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۹۳﴾ وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا
فُرَادٰي كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّتَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَاۗءَ ظُهُوْرِكُمْ ۚ
وَمَا نَرٰي مَعَكُمْ شُفَعَاۗءَكُمُ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِيْكُمْ شُرَكٰۗؤُا ۭ
لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَضَلَّ عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۹۴﴾
اِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰى ۭ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ
الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿۹۵﴾ فَالِقُ الْاِصْبَاحِ ۚ
وَجَعَلَ الَّيْلَ سَكَنًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ۭ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ
الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿۹۶﴾ وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِيْ
ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۭ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۹۷﴾
وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَّمُسْتَوْدَعٌ ۭ
قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّفْقَهُوْنَ ﴿۹۸﴾

اور (ویسی ہی) یہ کتاب ہے جسے ہم نے نازل کیا ہے بابرکت جو اپنے سے پہلی (کتابوں) کی تصدیق کرتی ہے اور جو اس لئے (نازل کی گئی ہے) کہ تم مکے اور اُس کے آس پاس کے لوگوں کو آگاہ کردو۔ اور جو لوگ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں وہ اس کتاب پر بھی ایمان رکھتے ہیں اور وہ اپنی نمازوں کی پوری خبر رکھتے ہیں (۹۲) اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو خدا پر جھوٹ افترا کرے یا یہ کہے کہ مجھ پر وحی آئی ہے حالانکہ اُس پر کچھ بھی وحی نہ آئی ہو اور جو یہ کہے کہ جس طرح کی کتاب خدا نے نازل کی ہے اس طرح کی میں بھی بنا لیتا ہوں اور کاش تم ان ظالم (یعنی مشرک) لوگوں کو اُس وقت دیکھو جب موت کی سختیوں میں (مبتلا) ہوں اور فرشتے (اُن کی طرف عذاب کے لیے) ہاتھ بڑھا رہے ہوں کہ نکالو اپنی جانیں آج تم کو ذلت کے عذاب کی سزا دی جائے گی اس لیے کہ تم خدا پر بولا کرتے تھے اور اُس کی آیتوں سے سرکشی کرتے تھے (۹۳) اور جیسا ہم نے تم کو پہلی دفعہ پیدا کیا تھا ایسا ہی آج اکیلے اکیلے ہمارے پاس آئے۔ اور جو (مال ومتاع) ہم نے تمہیں عطا فرمایا تھا وہ سب اپنی پیٹھ پیچھے چھوڑ آئے اور ہم تمہارے ساتھ تمہارے سفارشیوں کو بھی نہیں دیکھتے جنکی نسبت تم خیال کرتے تھے کہ وہ تمہارے (شفیع اور ہمارے) شریک ہیں (آج) تمہارے آپس کے سب تعلقات منقطع ہوگئے اور جو دعوے تم کیا کرتے تھے سب جاتے رہے (۹۴) بے شک خدا ہی دانے اور گٹھلی کو پھاڑ (کر اُن سے درخت وغیرہ اُگاتا) ہے وہی جاندار کو بے جان سے نکالتا ہے اور وہی بے جان کا جاندار سے نکالنے والا ہے یہی تو خدا ہے پھر تم کہاں بہکے (پھرتے ہو) (۹۵) وہی (رات کے اندھیرے سے) صبح کی روشنی پھاڑ نکالتا ہے اور اُسی نے رات کو (موجب) آرام (ٹھیرایا) اور سورج اور چاند کو (ذرائع) شمار بنایا ہے۔ یہ خدا کے (مقرر کئے ہوئے) اندازے ہیں جو غالب (اور) علم والا ہے (۹۶) اور وہی تو ہے جس نے تمہارے لیے ستارے بنائے تا کہ جنگلوں اور دریاؤں کے اندھیروں میں اُن سے راستے معلوم کرو۔ عقل والوں کیلئے ہم نے اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان کردی ہیں (۹۷) اور وہی تو ہے جس نے تم کو ایک شخص سے پیدا کیا پھر (تمہارے لئے) ایک ٹھہرنے کی جگہ ہے اور ایک سپرد ہونے کی۔ سمجھنے والوں کے لیے ہم نے (اپنی) آیتیں کھول کھول کر بیان کردی ہیں (۹۸)

تفسیر سورۃ الانعام آیات (۹۲) تا (۹۸)

(۹۲) اور یہ قرآن کریم بذریعہ جبریل امین ہم نے نازل کیا ہے جو مومن کے لیے رحمت و مغفرت کا باعث ہے اور توریت، انجیل، زبور اور تمام کتب سماویہ کو بیان اور توحید اور رسول اکرم ﷺ کی نعت وصفت میں موافقت کرنے والا ہے تاکہ آپ اس قرآن کریم کے ذریعے خصوصیت کے ساتھ مکہ والوں اور تمام شہر والوں کو ڈرائیں مکہ کو ام القریٰ اس کی عظمت کی بنا پر کہنے لگا جاتا ہے یا یہ کہ تمام زمین اس کے نیچے سے بچھائی گئی ہے، اس لیے اس کو اُم القریٰ (تمام شہروں، بستیوں کی ماں) کہتے ہیں۔

اور جو لوگ بعث بعد الموت اور جنت کی نعمتوں پر ایمان رکھتے ہیں وہ ایسے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ اور قرآن حکیم پر ایمان لے آتے ہیں اور پانچوں نمازوں کے اوقات کی پابندی کرتے ہیں۔

(۹۳) اس شخص سے زیادہ سرکش اور دلیر کون ہوگا جو اللّٰہ تعالیٰ پر جھوٹی تہمت لگائے، جیسا کہ مالک بن صیف کہتا ہے کہ اللّٰہ تعالیٰ نے کسی بشر پر کوئی چیز نازل نہیں کی یا یہ کہے کہ مجھ پر وحی آتی ہے حالاں کہ اس کے پاس کسی چیز کی بھی وحی نہیں آئی۔

جیسا کہ مسیلمہ کذاب (جھوٹا نبی) اور اسی طرح عبداللّٰہ بن سعد بن ابی سرح کہتا ہے کہ میں بہت جلد وہی باتیں بیان کروں گا جو رسول اکرم ﷺ بیان کرتے ہیں، محمد ﷺ آپ بدر کے دن ان منافقوں مشرکوں کو دیکھیں جب کہ یہ موت کی سختیوں اور نزع کے عالم میں گرفتار ہوں گے اور فرشتے اپنے ہاتھوں کو ان کی ارواح پر مارتے اور کہتے ہوں گے کہ اپنی روحوں کو نکالو۔ بدر کے دن یا قیامت کے دن تمہیں ذلت کی سزا دی جائے گی، اس لیے کہ تم دنیا میں جھوٹی باتیں بناتے تھے اور رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لانے سے تکبر کرتے تھے۔

شان نزول: وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى (الخ)

ابن جریرؒ نے عکرمہؓ سے روایت کی ہے کہ یہ آیت مسیلمہ کذاب (جھوٹے نبی) کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور وَمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ (الخ) یہ عبداللّٰہ بن سعد بن ابی سرح کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

نیز سدی سے بھی اسی طرح روایت نقل کی ہے البتہ اس میں اتنا اضافہ ہے کہ وہ کہتا تھا کہ اگر محمد ﷺ کے پاس وحی آتی ہے، تو میرے پاس بھی وحی آتی ہے اور اگر اللّٰہ تعالیٰ آپ پر کتاب نازل کرتا ہے تو میرے پاس بھی ویسی ہی کتاب نازل ہوتی ہے۔

(۹۴) بغیر مال و اولاد کے خالی ہاتھ آگئے، جیسا کہ دنیا میں بغیر مال و اولاد کے تمہیں پیدا کیا تھا اور جو ہم نے تمہیں

دیا تھا، اسے دنیا ہی میں پیچھے چھوڑ آئے اور ہم تمہارے ساتھ تمہارے بتوں کو نہیں دیکھ رہے جن کو تم سفارشی اور ہمارے شریک جانتے تھے۔ حقیقتاً تمہاری دوستی اور محبت کا خاتمہ ہو گیا اور تمہارے وہ معبود جن کی تم پوجا کیا کرتے تھے اور ان کے سفارشی ہونے کا دعویٰ کرتے تھے وہ سب تم سے گئے گزرے۔

شان نزول: وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا (الخ)

ابن جریرؒ نے عکرمہؓ سے روایت کیا ہے کہ نضر بن حارثؓ نے کہا کہ عنقریب لات و عزیٰ سفارش کریں گے اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ تم ہمارے پاس تنہا تنہا آؤ گئے۔

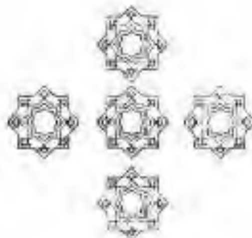
(۹۵) یعنی اللّٰہ تعالیٰ ہر قسم کے دانوں کا پیدا کرنے والا ہے یا یہ کہ ان چیزوں کا خالق ہے جو دانوں اور گٹھلیوں میں ہے وہ گوشت کے لوتھڑے اور جانوروں کو نطفہ سے پیدا کرتا ہے پرندوں کو انڈے سے یا یہ کہ پھلوں اور بالوں کی گٹھلی اور دانہ سے جس کو ان تمام باتوں پر قدرت ہے وہی اللّٰہ ہے، اللّٰہ ایسا نہیں کرتے تو پھر تم جھوٹ کیوں بولتے ہو۔

(۹۶) وہ صبح کا پیدا کرنے والا ہے، اس نے رات کو تمام مخلوق کے آرام کے لیے بنایا ہے۔

اور سورج اور چاند کو اپنے منازل میں حساب کے ساتھ رکھا ہے یا یہ کہ وہ دونوں آسمان و زمین کے درمیان معلق ہیں، دائروں میں گردش کرتے رہتے ہیں، یہ تدبیر اس ذات کی ہے پھر بھی جو اس پر ایمان نہ لائے وہ اسے سزا دینے پر قادر ہے اور وہ اپنی ٹھہرائی ہوئی چیزوں اور مومن و کافر کو بخوبی جاننے والا ہے۔

(۹۷) اور جب تم خشکی یا تری میں سفر کرو تو اس نے تمہاری آسانی کے لیے تاکہ تم پریشان کن اور تاریک راستہ معلوم کر سکو، ستاروں کو پیدا کیا ہے، ہم نے قرآن اور دلائل توحید مومنین کے لیے بیان کیے ہیں جو اس بات کا کامل یقین رکھتے ہیں کہ یہ سب اللّٰہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔

(۹۸) اور اسی ذات نے تمہیں ایک شخص آدم علیہ السلام سے پیدا کیا، اس کے بعد ماؤں کے رحموں میں زیادہ دیر تک اور باپ کی پشت میں کم وقفہ تک یا اس کے برعکس ٹھہرایا، ہم ان دلائل کو کھول کھول کر ان لوگوں کے لیے بیان کرتے ہیں جو حکم خداوندی اور توحید خداوندی کو سمجھتے ہیں۔



وَهُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ مِنَ
السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَیْءٍ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا
نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا ۚ وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ
دَانِيَةٌ وَّجَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا
وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ۭ اُنْظُرُوْٓا اِلٰى ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَيَنْعِهٖ ۭ اِنَّ فِیْ ذٰلِكُمْ
لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۹۹﴾ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ
وَخَرَقُوْا لَهٗ بَنِيْنَ وَبَنٰتٍۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا
يَصِفُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ
تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ ۭ وَخَلَقَ كُلَّ شَیْءٍ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۰۱﴾
ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ فَاعْبُدُوْهُ ۚ
وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ وَّكِيْلٌ ﴿۱۰۲﴾ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ۡ وَهُوَ يُدْرِكُ
الْاَبْصَارَ ۚ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ﴿۱۰۳﴾ قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآىِٕرُ مِنْ
رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ عَمِیَ فَعَلَيْهَا ۭ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ
بِحَفِيْظٍ ﴿۱۰۴﴾ وَكَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ وَلِيَقُوْلُوْا دَرَسْتَ وَلِنُبَيِّنَهٗ
لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ اِتَّبِعْ مَآ اُوْحِیَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۚ لَآ
اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۰۶﴾ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ
اَشْرَكُوْا ۭ وَمَا جَعَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۚ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ
بِوَكِيْلٍ ﴿۱۰۷﴾ وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا
اللّٰهَ عَدْوًۢا بِغَيْرِ عِلْمٍ ۭ كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ۠ ثُمَّ
اِلٰى رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۰۸﴾ وَاَقْسَمُوْا
بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَىِٕنْ جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ لَّيُؤْمِنُنَّ بِهَا ۭ قُلْ
اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ وَمَا يُشْعِرُكُمْ ۙ اَنَّهَآ اِذَا جَآءَتْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰۹﴾
وَنُقَلِّبُ اَفْـِٕدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوْا بِهٖٓ اَوَّلَ
مَرَّةٍ وَّنَذَرُهُمْ فِیْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۱۱۰﴾

اور وہی تو ہے جو آسمان سے مینہ برساتا ہے پھر ہم ہی (جو مینہ
برساتے ہیں) اُس سے ہر طرح کی روئیدگی اُگاتے ہیں پھر اُس
میں سے سبز سبز کونپلیں نکالتے ہیں اور اُن کونپلوں میں سے ایک
دوسرے کے ساتھ جڑے ہوئے دانے نکالتے ہیں اور کھجور کے
گابھے میں لٹکتے ہوئے گچھے اور انگوروں کے باغ اور زیتون اور
انار جو ایک دوسرے سے ملتے جلتے بھی ہیں اور نہیں بھی ملتے۔ یہ
چیزیں جب پھلتی ہیں تو ان کے پھلوں پر اور (جب پکتی ہیں تو) ان
کے پکنے پر نظر کرو۔ ان میں اُن لوگوں کیلئے جو ایمان لاتے ہیں
(قدرتِ خدا کی بہت سی) نشانیاں ہیں (۹۹) اور اُن لوگوں نے
جنوں کو خدا کا شریک ٹھہرایا حالانکہ اُن کو اُسی نے پیدا کیا اور بے
سمجھے (جھوٹ بہتان) اُس کے لیے بیٹے اور بیٹیاں بنا کھڑی کیں
وہ ان باتوں سے جو اُس کی نسبت بیان کرتے ہیں پاک ہے اور
(اُس کی شان ان سے) بلند ہے (۱۰۰) (وہی) آسمانوں اور زمین
کا پیدا کرنے والا (ہے) اُس کے اولاد کہاں سے ہو جب کہ اُس
کی بیوی ہی نہیں۔ اور اُس نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے اور وہ ہر چیز سے
باخبر ہے (۱۰۱) یہی (اوصاف رکھنے والا) خدا تمہارا پروردگار ہے
اُس کے سوا کوئی معبود نہیں (وہی) ہر چیز کا پیدا کرنے والا (ہے) تو
اُسی کی عبادت کرو اور وہ ہر چیز کا نگراں ہے (۱۰۲) (وہ ایسا ہے
کہ) نگاہیں اُس کا ادراک نہیں کر سکتیں اور وہ نگاہوں کا ادراک کر
سکتا ہے۔ اور وہ بھید جاننے والا خبردار ہے (۱۰۳) (اے محمد ﷺ!
ان سے کہہ دو کہ) تمہارے (پاس) پروردگار کی طرف سے
(روشن) دلیلیں پہنچ چکی ہیں تو جس نے (اُن کو آنکھ کھول کر) دیکھا
اس نے اپنا بھلا کیا اور جو اندھا بنا رہا اُس نے اپنے حق میں بُرا کیا
اور میں تمہارا نگہبان نہیں ہوں (۱۰۴) اور ہم اسی طرح اپنی آیتیں
پھیر پھیر کر بیان کرتے ہیں تاکہ کافر یہ نہ کہیں کہ تم (یہ باتیں اہلِ
کتاب سے) سیکھے ہوئے ہو اور تاکہ سمجھنے والے لوگوں کے لئے
تشریح کر دیں (۱۰۵) اور جو حکم تمہارے پروردگار کی طرف سے
تمہارے پاس آتا ہے اسی کی پیروی کرو اُس (پروردگار) کے سوا کوئی معبود نہیں اور مشرکوں سے کنارہ کر لو (۱۰۶) اور اگر خدا چاہتا تو یہ

لوگ شرک نہ کرتے اور (اے پیغمبر) ہم نے تم کو اُن پر نگہبان مقرر نہیں کیا اور نہ تم اُن کے داروغہ ہو (۱۰۷) اور جن لوگوں کو یہ مشرک خدا کے سوا پکارتے ہیں اُن کو بُرا نہ کہنا کہ یہ بھی کہیں خدا کو بے ادبی سے بے سمجھے بُرا (نہ) کہہ بیٹھیں۔ اس طرح ہم نے ہر ایک فرقے کے اعمال (اُن کی نظروں میں) اچھے کر دکھائے ہیں۔ پھر اُن کو اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانا ہے تب وہ اُن کو بتائے گا کہ وہ کیا کیا کیا کرتے تھے (۱۰۸) اور یہ لوگ خدا کی سخت سخت قسمیں کھاتے ہیں کہ اگر اُن کے پاس کوئی نشانی آئے تو وہ اس پر ضرور ایمان لے آئیں۔ کہہ دو کہ نشانیاں تو سب خدا ہی کے پاس ہیں اور (مومنو!) تمہیں کیا معلوم ہے (یہ تو ایسے بد بخت ہیں کہ اُن کے پاس) نشانیاں آ بھی جائیں تب بھی ایمان نہ لائیں (۱۰۹) اور ہم اُن کے دلوں اور آنکھوں کو اُلٹ دیں گے (تو) جیسے یہ اس (قرآن) پر پہلی دفعہ ایمان نہیں لائے (ویسے پھر نہ لائیں گے) اور اُن کو چھوڑ دیں گے کہ اپنی سرکشی میں بہکتے رہیں (۱۱۰)

تفسیر سورۃ الانعام آیات (۹۹) تا (۱۱۰)

(۹۹) اسی ذات نے بارش برسا کر مختلف قسم کے دانے نکالے اور پھر بارش ہی کے ذریعے زمین سے سبز شاخ نکالی جس سے وہ دانے نکالتی ہے اور وہ ذات کھجور کے گچھوں میں سے خوشے نکالتی ہے جو بوجھ کی وجہ سے نیچے لٹک جاتے ہیں کہ کھڑا اور بیٹھا ہوا ہر ایک اس میں سے توڑ سکتا ہے اور اسی پانی سے انگوروں کے باغ اور زیتون و انار کے درخت پیدا کیے جو رنگت میں ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہوتے ہیں مگر مزے میں مختلف ہوتے ہیں۔ ہر ایک پھل کے پھلنے اور اس کے پکنے کو دیکھو، ان رنگتوں کے اختلاف میں ایسی قوم کے لیے دلائل توحید ہیں جو اس اللّٰہ کی جانب سے ہونے کی تصدیق کرتے ہیں۔

(۱۰۰) گمراہ لوگ یاوہ گوئی کرتے ہیں کہ العیاذ باللّٰہ اللّٰہ تعالیٰ اور ابلیس لعین دونوں خدائی میں شریک ہیں اور اللّٰہ تعالیٰ انسانوں جانوروں اور چوپایوں کا خالق ہے اور شیطان سانپ، بچھو اور درندوں کو پیدا کرتا ہے، یہی چیز آتش پرست کہتے ہیں۔

حالاں کہ ان سب کو خود اللّٰہ ہی نے پیدا کیا ہے اور ان کو توحید کا حکم دیا ہے اور ان مشرکین میں سے یہود و نصاریٰ اللّٰہ تعالیٰ کے بیٹے اور مشرکین عرب فرشتوں اور بتوں کو اللّٰہ تعالیٰ کی بیٹیاں بتاتے ہیں، حالاں کہ اس کے لیے نہ ان کے پاس کچھ صحیح علم ہے۔ اور نہ کوئی دلیل ہے، اس کی ذات شریک اور ولد سے پاک اور بیٹوں اور بیٹیوں سے منزہ ہے۔

(۱۰۱۔۱۰۲) وہ ذات تو آسمان و زمین کو پیدا کرنے والی ہے، اللّٰہ کے اولاد کہاں ہو سکتی ہے، حالاں کہ اس کے کوئی بی بی تو ہے نہیں، تمہارا پروردگار یہ ہے جو ان تمام چیزوں کا خالق ہے اور وحدہ لاشریک ہے۔

اسی کی توحید بیان کرو، اس کے ساتھ کسی کو بھی شریک مت ٹھہراؤ وہ تمام مخلوق کا کارساز ہے یا یہ کہ ان کی روزیوں کا کارساز ہے۔

(۱۰۳) اس کو تو کسی کی نگاہ دنیا میں از روئے رؤیت اور آخرت میں باعتبار کیفیت کے محیط نہیں ہو سکتی اور نگاہوں کی پرواز وہاں تک نہیں ہو سکتی اور وہ دنیا و آخرت میں سب نگاہوں کو محیط ہو جاتا ہے۔ اس پر مخلوق کی کوئی چیز بھی خواہ ظاہر ہو یا پوشیدہ مخفی نہیں، وہ اپنے افعال میں بڑا باریک بین ہے، اس کا علم اس کی مخلوقات پر نافذ ہے اور اپنی مخلوق اور ان کے اعمال سے بڑا باخبر ہے یہ اس کے وہ کمالات ہیں جو اس کے سوا کسی میں اس طرح نہیں۔

(۱۰۴) قرآن حکیم اور اس کا بیان تمہارے پاس پہنچ چکا ہے، اب جو اس کا اقرار کرے گا، اس کا ثواب اسی کو ملے گا اور جو انکار کرے گا، اس کی سزا اسی کو ملے گی اور میں تمہارا نگران نہیں ہوں۔

(۱۰۵) ہم ان لوگوں کے لیے توحید کے دلائل طریقہ سے بیان کرتے ہیں تاکہ منکرین یہ نہ کہہ سکیں کہ آپ نے کسی سے پڑھ لیا ہے یا منکرین یہ نہ کہہ سکیں کہ ان باتوں کو آپ نے خود بنالیا ہے یا ابی فکیھتہ مولیٰ قریش سے پڑھ لیا ہے کہ یہ منکر یہ نہ کہہ سکیں کہ جبر و یسار مولیٰ قریش سے انھوں نے سیکھ لیا ہے اور اگر درست تاء کے سکون کے ساتھ پڑھا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ یہ دلائل مختلف پہلوؤں سے بیان کرتے ہیں تاکہ ہم ان دلائل کو ان حضرات کے لیے جو منجانب اللّٰہ ہونے کی تصدیق کرتے ہیں خوب ظاہر کر دیں۔

(۱۰۶) آپ اس طریقہ پر چلتے رہیے جو آپ کے پروردگار کی طرف سے آپ پر نازل کیا گیا ہے یعنی قرآن حکیم کے حلال حرام پر عمل کرتے رہیے، اللّٰہ تعالیٰ کے علاوہ نہ کوئی خالق ہے اور نہ رازق ہے۔

(۱۰۷) اور ان مذاق اڑانے والوں کا خیال نہ کیجیے ان میں ولید بن مغیرہ، عاص بن وائل، اسود بن عبد یغوث، اسود بن حارث اور حارث بن قیس اگر اللّٰہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تو یہ شرک نہ کرتے اور آپ ان کے نگران اور مختار نہیں ہیں۔

(۱۰۸) کیوں کہ یہ لوگ حد سے گزر کر غصہ میں آکر اللّٰہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کریں گے، اس سے پہلے ان مشرکوں سے کہہ دیا گیا تھا کہ تم اور تمہارے معبودان باطل سب دوزخ کا ایندھن ہیں، مگر اس حکم کو ایک حکمتِ خاص کے سبب آیت قتال نے منسوخ کر دیا جیسا کہ ہم نے ان لوگوں کو ان کا دین و عمل مرغوب بنا رکھا ہے اسی طرح ہر ایک طریقہ والے کو ان کا عمل اور طریقہ مرغوب بنا رکھا ہے، مرنے کے بعد اللّٰہ تعالیٰ ان کو جتلا دے گا، جو کچھ یہ کیا کرتے تھے۔

شان نزول: وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ (الخ)

حافظ عبدالرزاق ؒ نے بواسطہ معمرؒ، قتادہ ؓ سے روایت کیا ہے کہ مسلمان کفار کے بتوں کو برا بھلا کہتے تھے تو کفار غصہ میں آکر اللّٰہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کرتے تھے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ ان کو برا مت کہو جن کی یہ لوگ اللّٰہ کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہیں۔

(۱۰۹) ان مشرکوں میں سے جب بھی کوئی قسم کھاتا ہے تو بڑا زور لگا کر قسم کھاتا ہے کہ اگر ہماری فرمایش کردہ نشانی

میں سے کوئی نشانی آجائے تو ہم اس پر ضرور ایمان لے آئیں گے۔ محمد ﷺ آپ ان ہنسی اڑانے والوں سے فرما دیجیے کہ سب نشانیاں اللّٰہ تعالیٰ کی طرف سے آتی ہیں اور اے ایمان والو تم حقیقت کو نہیں جانتے ہمیں خبر ہے جب ان کی فرمائش کردہ نشانی بھی آجائے گی تب بھی یہ ایمان نہیں لائیں گے۔

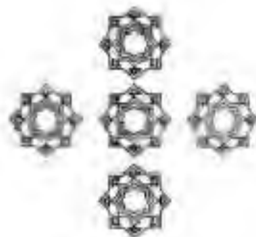
شان نزول: وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ (الخ)

ابن جریرؒ نے محمد بن کعب قرظی ؓ سے روایت کیا ہے کہ قریش نے رسول اکرم ﷺ سے گفتگو کی اور بولے اے محمد ﷺ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس عصا تھا، جسے وہ پتھر پر مارتے تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردوں کو زندہ کیا کرتے تھے اور قوم ثمود کے پاس اونٹنی تھی، لہٰذا آپ بھی ہمارے پاس کوئی نشانی لے کر آئیے تاکہ ہم آپ کی تصدیق کریں، رسول اکرم ﷺ نے فرمایا تم کون سی چیز پسند کرتے ہو، جسے میں تمہارے پاس لے کر آؤں وہ بولے اس صفا پہاڑی کو سونے کا کر دیجیے، آپ نے فرمایا اگر میں نے اس کو سونے کا کر دیا تو تم میری تصدیق کرو گے، قریش نے کہا، ہاں! اللّٰہ کی قسم۔

چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے دعا کی، آپ کے پاس جبریل امین تشریف لائے اور عرض کیا کہ اگر آپ چاہیں تو اللہ جل شانہ صفا پہاڑی کو سونے کا کر دیں لیکن انھوں نے اس کے باوجود بھی تصدیق نہیں کی تو ہم ان کو عذاب دیں گے۔

اور اگر آپ چاہیں تو چھوڑ دیں جس کو توبہ کرنا ہو وہ کرے، اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے آیات نازل فرمائیں۔

(۱۱۰) اور ہم بھی ان کے ایمان نہ لانے کی وجہ سے ان کے دلوں اور ان کی نگاہوں کو پھیر دیں گے جیسا کہ یہ قرآن کریم پر جو کہ پہلا عظیم الشان معجزہ ہے نبی اکرم ﷺ کے خبر دینے پر بھی ایمان نہیں لائے اور ہم ان کو ان کی سرکشی میں اندھے سرگرداں رہنے دیں گے۔



وَلَوْ أَنَّنَا نَزَّلْنَا إِلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتَىٰ وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُونَ ﴿١١١﴾ وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيَاطِينَ الْإِنسِ وَالْجِنِّ يُوحِي بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُورًا ۚ وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوهُ ۖ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُونَ ﴿١١٢﴾ وَلِتَصْغَىٰ إِلَيْهِ أَفْئِدَةُ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ وَلِيَرْضَوْهُ وَلِيَقْتَرِفُوا مَا هُم مُّقْتَرِفُونَ ﴿١١٣﴾ أَفَغَيْرَ اللَّهِ أَبْتَغِي حَكَمًا وَهُوَ الَّذِي أَنزَلَ إِلَيْكُمُ الْكِتَابَ مُفَصَّلًا ۚ وَالَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْلَمُونَ أَنَّهُ مُنَزَّلٌ مِّن رَّبِّكَ بِالْحَقِّ ۖ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ ﴿١١٤﴾ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا ۚ لَّا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿١١٥﴾ وَإِن تُطِعْ أَكْثَرَ مَن فِي الْأَرْضِ يُضِلُّوكَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ ۚ إِن يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ ﴿١١٦﴾ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ مَن يَضِلُّ عَن سَبِيلِهِ ۖ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ﴿١١٧﴾

اور اگر ہم اُن پر فرشتے بھی اُتار دیتے اور مُردے بھی اُن سے گفتگو کرنے لگتے اور ہم سب چیزوں کو اُن کے سامنے لاموجود بھی کر دیتے تو بھی یہ ایمان لانے والے نہ تھے۔ اِلّا ماشاءاللہ بات یہ ہے کہ یہ اکثر نادان ہیں (۱۱۱) اور اسی طرح ہم نے شیطان (سیرت) انسانوں اور جنوں کو پیغمبر کا دشمن بنا دیا تھا۔ وہ دھوکا دینے کے لئے ایک دوسرے کے دل میں ملمّع کی باتیں ڈالتے رہتے تھے اور اگر تمہارا پروردگار چاہتا تو وہ ایسا نہ کرتے۔ تو اُن کو اور جو کچھ یہ افترا کرتے ہیں اُسے چھوڑ دو (۱۱۲) اور (وہ ایسے کام) اس لیے بھی (کرتے تھے) کہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اُن کے دل اُن کی باتوں پر مائل ہوں اور وہ انہیں پسند کریں اور جو کام وہ کرتے تھے وہی کرنے لگیں (۱۱۳) (کہو) کیا میں خدا کے سوا اور منصف تلاش کروں حالانکہ اُس نے تمہاری طرف واضح المطالب کتاب بھیجی ہے اور جن لوگوں کو ہم نے کتاب (تورات) دی ہے وہ جانتے ہیں کہ وہ تمہارے پروردگار کی طرف سے برحق نازل ہوئی ہے تو تم ہرگز شک کرنے والوں میں نہ ہونا (۱۱۴) اور تمہارے پروردگار کی باتیں سچائی اور انصاف میں پُوری ہیں اُس کی باتوں کو کوئی بدلنے والا نہیں اور وہ سنتا جانتا ہے (۱۱۵) اور اکثر لوگ جو زمین پر آباد ہیں (گمراہ ہیں) اگر تم اُن کا کہا مان لو گے تو وہ تمہیں خدا کا رستہ بھلا دیں گے یہ محض خیال کے پیچھے چلتے اور نرے اٹکل کے تیر چلاتے ہیں (۱۱۶) تمہارا پروردگار اُن لوگوں کو خوب جانتا ہے جو اُس کے رستے سے بھٹکے ہوئے ہیں اور اُن سے بھی خوب واقف ہے جو رستے پر چل رہے ہیں (۱۱۷)

تفسیر سورۃ الانعام آیات (۱۱۱) تا (۱۱۷)

(۱۱۱) اور اگر ہم ان منکرین کے پاس ان کے مطالبہ کے مطابق فرشتوں کو بھیج دیتے اور قبروں سے مردے نکل کر ان سے کہنے لگتے کہ محمد ﷺ اللّٰہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور قرآن حکیم کلام ربّی ہے اور ہم تمام چرندوں اور پرندوں کو ان کے سامنے لا کر کھڑا کر دیتے اور جس بات کے یہ منکر ہیں اس کی سچائی کی گواہی دیتے مگر اس کے باوجود بھی یہ لوگ ایمان نہ لاتے، ماسوا یہ کہ اللّٰہ تعالیٰ چاہتا۔

(۱۱۲) اور جیسا کہ ابوجہل اور دوسرے مشرکین آپ کے دشمن ہیں یہ کوئی نئی بات نہیں بلکہ ہر ایک نبی کے دشمن بہت سے شیاطین پیدا کیے تھے جن میں سے کچھ آدمی تھے اور کچھ جن، جن میں سے بعض یعنی ابلیس دوسرے بعض کافروں کو چکنی چپڑی باتوں کا وسوسہ ڈالتے رہتے تھے تاکہ انسانوں کو دھوکا میں ڈال دیں، لہٰذا آپ بھی ان استہزاء کرنے والوں اور ان کی چکنی چپڑی باتوں کو ان کے حال پر رہنے دیجیے۔

(۱۱۳) کفار یہ سب کچھ اس لیے کرتے ہیں تا کہ ان چکنی چپڑی باتوں کی طرف ان لوگوں کے دل مائل ہو جائیں جو بعث بعد الموت پر ایمان نہیں رکھتے اور شیاطین سے وہ باتوں کو قبول کر لیں تا کہ مرتکب ہو جائیں ان امور کے جن کے وہ پہلے کفار مرتکب ہوئے تھے۔

(۱۱۴) جو مقدمہ رسالت میں اختلاف ہے تو کیا میں اس میں اللہ تعالیٰ کے فیصلہ کے علاوہ اور کسی کا فیصلہ تلاش کروں حالاں کہ اس نے تمہارے نبی پر ایک کامل کتاب جو حلال وحرام کو بیان کرنے والی ہے اور ایک ایک آیت جدا ہے نازل کر دی ہے۔

اور جن حضرات کو ہم نے توریت کا علم دیا ہے وہ اپنی کتاب میں اس بات کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ قرآن کریم آپ کے پروردگار کی طرف سے اوامر ونواہی کے ساتھ نازل کیا گیا ہے یا یہ کہ بذریعہ جبریل امین آپ کے پروردگار کی طرف سے آپ پر قرآن کریم واقعیت کے ساتھ بھیجا گیا ہے، سو آپ اس چیز کا ہرگز شک نہ کریں کہ یہ اس کی سچائی سے بے خبر ہیں۔

(۱۱۵) قرآن کریم اور اس میں مذکور اوامر ونواہی واقعیت اور اعتدال کے اعتبار سے کامل ہیں اور اس میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی کا شک نہیں یا یہ کہ آپ کے پروردگار کی مدد اس کے اولیاء کے ساتھ ضروری ہے اس طرح کہ ان کے اقوال میں سچائی اور افعال میں استدلال ہوگا۔

(۱۱۶) اور اس نصرت خداوندی کو جو اس کے اولیاء کے لیے اس کی طرف سے آتی ہے اس میں کوئی تبدیل کرنے والا نہیں یا یہ کہ آپ کے پروردگار کا دین بندوں کے سامنے اس بات کی سچائی کے ساتھ ظاہر ہو گیا ہے کہ وہ دین الٰہی ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے حکم سے ظاہر ہو گیا کہ اس کے دین میں کوئی کسی قسم کی تبدیلی کرنے والا نہیں اور وہ سب کی باتیں سننے والا اور سب کے افعال سے باخبر ہے۔

رؤساء اہل مکہ جن میں سے ابوالاحوص، مالک بن عوف، بدیل بن ورقاء اور جلیس بن ورقاء ایسے ہیں کہ اگر آپ ان لوگوں کا کہنا مان لیں تو دین الٰہی سے حرم تک میں بے راہ کر دیں اور وہ محض بے بنیاد خیالات پر چلتے ہیں۔

اور مسلمانوں سے محض خیالی باتیں کرتے ہیں کہ مثلاً تم جو اپنی چھریوں سے جانور ذبح کرتے ہو اس سے اللہ تعالیٰ کا ذبح کردہ بہتر ہے۔

(۱۱۷) اللہ تعالیٰ اس راہ سے بھٹکے ہوؤں کو اور سیدھے راستے پر چلنے والوں یعنی اصحاب رسول اکرم ﷺ کو اچھی طرح جانتا ہے۔

فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ﴿١١٨﴾ وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ ؕ وَاِنَّ كَثِيْرًا لَّيُضِلُّوْنَ بِاَهْوَآئِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِيْنَ ﴿١١٩﴾ وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْسِبُوْنَ الْاِثْمَ سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوْا يَقْتَرِفُوْنَ ﴿١٢٠﴾ وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ ؕ وَاِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيٰٓئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ ۚ وَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ ﴿١٢١﴾ اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكٰفِرِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٢٢﴾ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا لِيَمْكُرُوْا فِيْهَا ؕ وَمَا يَمْكُرُوْنَ اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿١٢٣﴾ وَاِذَا جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ ؔۘ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ ؕ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا صَغَارٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا كَانُوْا يَمْكُرُوْنَ ﴿١٢٤﴾ فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ۚ وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَآءِ ؕ كَذٰلِكَ يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿١٢٥﴾

تو جس چیز پر (ذبح کے وقت) خدا کا نام لیا جائے اگر تم اس کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہو تو اُسے کھالیا کرو (۱۱۸) اور سبب کیا ہے کہ جس چیز پر خدا کا نام لیا جائے تم اُسے نہ کھاؤ حالانکہ جو چیزیں اُس نے تمہارے لئے حرام ٹھیرادی ہیں وہ ایک ایک کر کے بیان کردی ہیں۔ (بے شک اُن کو نہیں کھانا چاہئے) مگر اُس صورت میں کہ اُن کے کھانے کے لیے ناچار ہو جاؤ۔ اور بہت سے لوگ بے سمجھے بُوجھے اپنے نفس کی خواہشوں سے لوگوں کو بہکا رہے ہیں کچھ شک نہیں کہ ایسے لوگوں کو جو (خدا کی مقرر کی ہوئی) حد سے باہر نکل جاتے ہیں تمہارا پروردگار خوب جانتا ہے (۱۱۹) اور ظاہری اور پوشیدہ (ہر طرح کا) گناہ ترک کردو۔ جو لوگ گناہ کرتے ہیں وہ عنقریب اپنے کیے کی سزا پائیں گے (۱۲۰) اور جس چیز پر خدا کا نام نہ لیا جائے اسے مت کھاؤ کہ اس کا کھانا گناہ ہے اور شیطان (لوگ) اپنے رفیقوں کے دلوں میں یہ بات ڈالتے ہیں کہ تم سے جھگڑا کریں اور اگر تم لوگ اُن کے کہے پر چلے تو بے شک تم بھی مشرک ہوئے (۱۲۱) بھلا جو پہلے مُردہ تھا پھر ہم نے اُس کو زندہ کیا اور اُس کے لیے روشنی کردی جس کے ذریعے سے وہ لوگوں میں چلتا پھرتا ہے کہیں اُس شخص جیسا ہوسکتا ہے جو اندھیرے میں پڑا ہوا ہو اور اُس سے نکل ہی نہ سکے۔ اسی طرح کافر جو عمل کر رہے ہیں وہ اُنہیں اچھے معلوم ہوتے ہیں (۱۲۲) اور اسی طرح ہم نے ہر بستی میں بڑے بڑے مجرم پیدا کیے کہ اُن میں مکاریاں کرتے رہیں اور جو مکاریاں یہ کرتے ہیں ان کا نقصان ان ہی کو ہے اور (اس سے) بے خبر ہیں (۱۲۳) اور جب اُن کے پاس کوئی آیت آتی ہے تو کہتے ہیں کہ جس طرح کی رسالت خدا کے پیغمبروں کو ملی ہے جب تک اُسی طرح کی رسالت ہم کو نہ ملے ہم ہرگز ایمان نہیں لائیں گے اس کو خدا ہی خوب جانتا ہے کہ (رسالت کا کونسا محل ہے اور) وہ اپنے پیغمبری کسے عنایت فرمائے جو لوگ جُرم کرتے ہیں اُن کو خدا کے ہاں ذلت اور عذاب شدید ہوگا اس لئے کہ مکاریاں کرتے تھے (۱۲۴) تو جس شخص کو خدا چاہتا ہے کہ ہدایت بخشے اُس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے کہ گمراہ کرے اُس کا سینہ تنگ اور گھٹا ہوا کردیتا ہے گویا وہ آسمان پر چڑھ رہا ہے۔ اس طرح خدا اُن لوگوں پر جو ایمان نہیں لاتے عذاب بھیجتا ہے (۱۲۵)

تفسیر سورۃ الانعام آیات (۱۱۸) تا (۱۲۵)

(۱۱۸۔۱۱۹۔۱۲۰۔۱۲۱) حالاں کہ اللّٰہ تعالیٰ نے ان تمام جانوروں کی تفصیل بتلادی جن کو تم پر حرام کیا ہے جیسا کہ مردار خون اور سور کا گوشت وغیرہ مگر مردار کھانے کی بھی جب تمہیں سخت ضرورت پڑ جائے تو یہ مشروط طور پر حلال ہے۔

اور ابوالاحوص اور اس کے ساتھی بغیر علم اور حجت کے لوگوں کو مردار کھانے کی دعوت دیتے ہیں تم ظاہری زنا اور اجنبیہ کے ساتھ خلوت کو بھی چھوڑ دو کیوں کہ زانیوں کو دنیا میں کوڑے اور آخرت میں ان کو عذاب ملے گا۔

جن جانوروں پر جان بوجھ کر اللّٰہ کا نام نہ لیا جائے ان کو بغیر سخت حاجت کے کھانا گناہ کا باعث ہے اور ایسے جانوروں کو حلال سمجھنا تو صریح کفر ہے۔

اور شیاطین اپنے یاروں ابوالاحوص اور اس کے ساتھیوں کو یہ شبہات تعلیم کر رہے ہیں تا کہ وہ اکل میتہ (مردار کھانے) اور امورِ شرک وغیرہ میں بھی تم سے جھگڑا کریں، سو اگر تم نے شرک اور میتہ کو غیر اضطراری حالت میں حلال سمجھ لیا تو یقیناً تم بھی مشرک ہو جاؤ گے۔

شان نزول: فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ (الخ)

امام ابوداؤدؒ، ترمذیؒ نے ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ کچھ لوگ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللّٰہ ﷺ کیا ہم ان جانوروں کو کھالیں جن کو ہم خود ذبح کرتے ہیں اور ان کو نہ کھائیں جن کو اللّٰہ تعالیٰ مار ڈالتا ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

شان نزول: وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ (الخ)

امام طبرانیؒ وغیرہ نے ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو فارس والوں نے قریش کے پاس کہلا بھیجا کہ محمد ﷺ سے مباحثہ کرو اور کہو کہ جس جانور کو تم چھری سے ذبح کرو وہ تو حلال ہے؟ اور جس کو اللّٰہ تعالیٰ سونے کے چاقو سے ذبح کرے یعنی مردار وہ حرام ہے تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

شان نزول: وَاِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ (الخ)

ابوداؤدؒ اور حاکمؒ نے ابن عباس ؓ سے یہ روایت کیا ہے کہ شیاطین یہ وسوسہ پیدا کرتے تھے کہ جو اللّٰہ تعالیٰ ذبح کر دے، تم اسے نہیں کھاتے اور جو تم خود ذبح کرد اس کو کھالیتے ہو، تب یہ آیت نازل ہوئی۔

(۱۲۲) یہ آیت عمار بن یاسر ؓ اور ابوجہل کے بارے میں نازل ہوئی ہے یعنی حضرت عمار پہلے صاحب ایمان نہ

تھے پھر ہم نے ان کو ایمان کی بدولت عزت عطا کی اور ہم نے ان کو ایسی معرفت عطا فرمائی جس کی بدولت وہ لوگوں میں چلتے پھرتے ہیں یا یہ کہ ہم ان کو پل صراط پر ایک خاص نور عطا فرمائیں گے جس کی وجہ سے وہ لوگوں کے درمیان سے اس پر بلا خوف وخطر گزر جائیں گے۔

تو کیا ایسا شخص اس شخص کی مانند ہوسکتا ہے جو دنیا میں کفر کی تاریکیوں میں گرفتار ہے اور قیامت کے دن جہنم کے اندھیروں میں پڑا ہوگا وہ ابوجہل ہے اور دنیا میں کفر کی تاریکیوں اور آخرت میں جہنم کے اندھیروں سے وہ نکلنے ہی نہیں پاتا۔

جیسا کہ ابوجہل کو اپنے غلط اعمال و کردار اچھے معلوم ہوتے ہیں، اسی طرح تمام کفار کو اپنے اعمال اچھے معلوم ہوا کرتے ہیں۔

شانِ نزول: اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا (الخ)

ابوالشیخ نے ابن عباس ﷺ سے اس آیت کی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ یہ آیت حضرت عمر فاروق ﷺ اور ابوجہل کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ نیز ابن جریر نے ضحاک سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

(۱۲۳) جیسا کہ ہم نے اہل مکہ میں ابوجہل اور اس کے ساتھیوں کو استہزاء کرنے والا بنایا ہے، اسی طرح ہم ہر بستی میں ان کے سرداروں اور مالداروں کو پہلے مجرم بناتے ہیں تاکہ وہ وہاں گناہ اور فساد برپا کریں یا یہ کہ وہ انبیاء کرام کی تکذیب کریں اور جو کچھ وہ گناہ اور فساد برپا کرتے ہیں، اس کا وبال بالآخر اُن ہی کی جانوں پر پڑتا ہے۔

(۱۲۴) اور جس وقت ولید بن مغیرہ، عبد یالیل، ابی مسعود ثقفی کے پاس کوئی آسمانی نشانی ان کے افعال کی خبر دہی کے لیے پہنچتی ہے تو وہ کہتے ہیں ہم اس نشانی پر ہرگز ایمان نہ لائیں گے، جب تک کہ جیسا کہ محمد ﷺ کو کتاب دی گئی ہے ہمیں بھی اسطرح کی کتاب نہ دی جائے، اس موقع کو تو اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے کہ کس کو اپنے پیغام کیلئے بطور رسول چننا ہے اور کہاں بذریعہ جبرائیل امین اس نے وحی بھیجنی ہے (یہ خالص خدائی انتخاب ہوتا ہے) عنقریب یہ مشرکین یعنی ولید اور اس کے ساتھی تکذیب رسل کی وجہ سے ذلیل ورسوا ہوں گے۔

(۱۲۵) جس شخص کو اللہ تعالیٰ اپنے دین کی دولت عطا کرنا چاہتے ہیں تو اس کا سینہ قبول اسلام کے لیے کشادہ کر دیتے ہیں تاکہ وہ اسلام قبول کرے۔

اور جس کو گمراہ یا کافر ہی رکھنا چاہتے ہیں تو اس کے سینہ کو تنگ اور بہت ہی تنگ کر دیتے ہیں کہ اس کے دل میں نفوذ اور مجاز کے اعتبار سے بھی نور ایمانی کا کوئی شائبہ نہیں رہتا جیسا کہ کسی کو آسمان پر چڑھنے کے لیے مجبور کیا جائے،

اسی طرح اس شخص کا سینہ اسلام کی طرف رہنمائی نہیں کرتا، اسی طرح اللّٰہ تعالیٰ ان لوگوں کے دلوں میں جو رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان نہیں لاتے، تکذیب ڈال دیتا ہے، پھر اگر وہ ایمان نہیں لاتے تو ان کو عذاب دیتا ہے۔

اور یہ آپ کے پروردگار کا فیصلہ عدل والا ہے یا یہ کہ یہی آپ کے پروردگار کا صحیح راستہ اسلام ہے یا یہ کہ یہی آپ کے رب کا صحیح اور سیدھا دین ہے جس کو وہ پسند کرتا ہے یعنی دین اسلام۔

وَهٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِيْمًا قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ۝ لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَهُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ وَقَالَ اَوْلِيٰٓؤُهُمْ مِّنَ الْاِنْسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَّبَلَغْنَآ اَجَلَنَا الَّذِيْٓ اَجَّلْتَ لَنَا قَالَ النَّارُ مَثْوٰىكُمْ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ۝ وَكَذٰلِكَ نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰٓى اَنْفُسِنَا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَشَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ۝ ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ ۝ وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ۝ وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَسْتَخْلِفْ مِنْۢ بَعْدِكُمْ مَّا يَشَآءُ كَمَآ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ۝ اِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ لَاٰتٍ وَّمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ۝ قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ مَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا

اور یہی تمہارے پروردگار کا سیدھا رستہ ہے جو لوگ غور کرنے والے ہیں اُن کے لیے ہم نے اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان کر دی ہیں (۱۲۶) اُن کے لیے اُن کے اعمال کے صلے میں پروردگار کے ہاں سلامتی کا گھر ہے۔ اور وہی اُن کا دوست دار ہے (۱۲۷) اور جس دن وہ سب (جن و انس) کو جمع کرے گا (اور فرمائے گا کہ) اے گروہِ جنّات تم نے انسانوں سے بہت (فائدے حاصل کیے تو جو انسانوں میں اُن کے دوست دار ہوں گے وہ کہیں گے کہ پروردگار ہم ایک دوسرے سے فائدہ حاصل کرتے رہے۔ اور (آخر) اُس وقت کو پہنچ گئے جو تو نے ہمارے لئے مقرر کیا تھا خدا فرمائے گا (اب) تمہارا ٹھکانا دوزخ ہے ہمیشہ اس میں (جلتے) رہو گے مگر جو خدا چاہے بیشک تمہارا پروردگار دانا (اور) خبردار ہے (۱۲۸) اور اسی طرح ہم ظالموں کو اُن کے اعمال کے سبب جو وہ کرتے تھے ایک دوسرے پر مُسلط کر دیتے ہیں (۱۲۹) اے جنوں اور انسانوں کی جماعت کیا تمہارے پاس تمہیں میں سے پیغمبر نہیں آتے رہے جو میری آیتیں تم کو پڑھ پڑھ کر سناتے اور اس دن کے آموجود ہونے سے ڈراتے تھے۔ وہ کہیں گے کہ (پروردگار) ہمیں اپنے گناہوں کا اقرار ہے۔ ان لوگوں کو دنیا کی زندگی نے دھوکے میں ڈال رکھا تھا۔ اور (اب) خود اپنے اوپر گواہی دی کہ کفر کرتے تھے (۱۳۰) (محمد ﷺ) یہ (جو پیغمبر آتے رہے اور کتابیں نازل ہوتی رہیں تو) اس لیے

ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَآئِنَا ۚ فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ ۗ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ

کہ تمہارا پروردگار ایسا نہیں کہ بستیوں کو ظلم سے ہلاک کردے اور وہاں کے رہنے والوں کو (کچھ بھی) خبر نہ ہو (۱۳۱) اور سب لوگوں کے بلحاظ اعمال درجے (مقرر) ہیں اور جو کام یہ لوگ کرتے ہیں خدا ان سے بے خبر نہیں (۱۳۲) اور تمہارا پروردگار بے پروا (اور) صاحب رحمت ہے۔ اگر چاہے (تو اے بندو) تمہیں نابود کردے اور تمہارے بعد جن لوگوں کو چاہے تمہارا جانشین بنادے جیسا تم کو بھی دوسرے لوگوں کی نسل سے پیدا کیا ہے (۱۳۳) کچھ شک نہیں کہ جو وعدہ تم سے کیا جاتا ہے وہ (وقوع میں) آنے والا ہے۔ اور تم (خدا کو) مغلوب نہیں کرسکتے (۱۳۴) کہہ دو کہ لوگو تم اپنی جگہ عمل کیے جاؤ میں (اپنی جگہ) عمل کیے جاتا ہوں۔ عنقریب تم کو معلوم ہوجائے گا کہ آخرت میں (بہشت) کس کا گھر ہوگا۔ کچھ شک نہیں کہ مشرک نجات نہیں پانے کے (۱۳۵) اور (یہ لوگ) خدا ہی کی پیدا کی ہوئی چیزوں یعنی کھیتوں اور چوپایوں میں خدا کا بھی ایک حصہ مقرر کرتے ہیں اور اپنے خیال (باطل) سے کہتے ہیں کہ یہ (حصہ) تو خدا کا اور یہ ہمارے شریکوں (یعنی بتوں) کا۔ جو حصہ ان کے شریکوں کا ہوتا ہے وہ تو خدا کی طرف نہیں جاسکتا۔ اور جو حصہ خدا کا ہوتا ہے وہ انکے شریکوں کی طرف جاسکتا ہے۔ یہ کیسا برا انصاف ہے (۱۳۶)

تفسیر سورة الانعام آیات (۱۲۶) تا (۱۳۶)

(۱۲۶) ہم نے بذریعہ قرآن حکیم اوامر ونواہی اور اہانت وکرامت کو ایسے لوگوں کے لیے بیان کردیا ہے جو نصیحت حاصل کرکے ایمان لائیں کہا گیا ہے فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ (الخ) یہ آیت رسول اکرم ﷺ اور ابوجہل کے موازنہ میں نازل ہوئی ہے یا یہ کہ حضرت عمار بن یاسر ؓ اور ابوجہل کے بارے میں نازل ہوئی اور ان مومنین کے لیے ان کے رب کے پاس سلامتی کا گھر ہے، سلام اللہ تعالیٰ کا نام ہے اور گھر سے مراد جنت ہے۔

(۱۲۷۔۱۲۸) اور یہ حضرات دنیا میں جو نیکیاں کیا کرتے تھے، اس کے صلہ میں اللہ تعالیٰ ان کو ثواب اور اعزاز عطا فرمائے گا۔ یعنی تمام جن وانس کو جمع کرکے جنات سے کہیں گے کہ تم نے بہت سے انسانوں کو گمراہ کیا ہے اور جنات سے تعلق رکھنے والے لوگ جو کہ بڑے جنوں میں سے تھے جب کسی وادی میں اترتے تھے یا کسی مقام پر شکار کھیلتے تھے وہاں کے سرکش جنوں سے پناہ چاہتے تھے جس سے وہاں وہ امن کے ساتھ اپنا کام کرلیتے تھے اب کہیں گے ہمارے پروردگار ہم نے ایک دوسرے سے فائدہ حاصل کیا اور اسی دوران ہمیں موت آپہنچی۔

انسانوں کا نفع تو جنات سے مطمئن ہوتا اور جنات کا نفع ان کی قوم پر شرافت وبزرگی کا حاصل ہونا ہے اللہ

تعالیٰ ان سے فرمائے گا اے گروہ جن وانس تم سب کا ٹھکانا دوزخ ہے جس میں ہمیشہ رہو گے، آپ کا پروردگار حکیم ہے کہ ان کے لئے ہمیشہ دوزخ میں رہنے کا فیصلہ فرمایا اور اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی سزا سے بخوبی واقف ہے۔

(۱۲۹) اور اسی طرح ہم مشرکین کو دنیا و آخرت میں بعض کو بعض کے قریب رکھیں گے ان کے افعال واقوال شرکیہ کی وجہ سے یا یہ کہ ان مشرکوں میں سے ایک کو ایک پر غلبہ دیں گے۔

(۱۳۰) تم لوگوں کے پاس کیا رسول اکرم ﷺ اور دیگر انبیاء کرام نہیں آئے اور جنات کے پاس بالخصوص وہ تو حضرات نہیں آئے جو رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اور پھر اپنی قوم کو عذاب الٰہی سے ڈرانے کے لیے آ گئے تھے اور یہ بھی کہا گیا کہ جنات کی طرف بھی ایک نبی یوسف علیہ السلام بھیجے گئے تھے جو تمہیں پڑھ کر میرے اوامر ونواہی سناتے تھے اور اس دن کے عذاب سے تمہیں ڈراتے تھے، جن وانس جواب دیں گے، بے شک ان حضرات نے آپ کے احکامات ہم تک پوری طرح پہنچا دیئے تھے مگر ہم نے ان کا انکار کیا اور ان منکرین حق کو دنیاوی ساز وسامان نے دھوکا میں ڈال رکھا ہے اور یہ لوگ آخرت میں اللہ کا عذاب سہیں گے کہ دنیا میں وہ کافر تھے۔

(۱۳۱) اور یہ رسولوں کے بھیجنے کا سلسلہ اس وجہ سے ہے کہ آپ کا پروردگار کسی بستی والوں کو شرک وگناہ اور ظلم کی بنا پر اس حالت میں ہلاک نہیں کرتا کہ وہ اوامر ونواہی اور تبلیغ رسل سے بے خبر ہوں۔

(۱۳۲) جن وانس میں سے ہر ایک مومن کو ان کے خیر کی وجہ سے جنت میں درجات ملیں گے اور کافروں کو ان کی برائیوں کے باعث سزائیں دی جائیں اور خیر وشر سے آپ کا پروردگار غافل نہیں یا یہ کہ جو گناہ کرتے ہیں اس پر سزا اور گرفت کو وہ چھوڑنے والا نہیں۔

(۱۳۳) آپ کا پروردگار ان کے ایمان سے غنی (بے نیاز) ہے اور جو ایمان لائے اس سے عذاب کو موخر کر کے رحمت فرماتا ہے مکہ والو! اگر وہ چاہے تو تم سب کو ہلاک کر دے اور تمہارے بعد دوسری قوم کو آباد کرے۔

(۱۳۴) عذاب یقیناً آنے والا ہے اللہ کے اس عذاب سے تم بھاگ کر کہیں نہیں جا سکتے جہاں بھی تم ہو گے وہ تمہیں پکڑ لے گا۔

(۱۳۵) محمد ﷺ آپ مکہ کے کافروں سے فرما دیجیے کہ تم اپنے گھروں میں اپنے دین پر رہ کر میری ہلاکت کی تدابیر کرتے رہو میں بھی عمل کر رہا ہوں، عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ جنت کس کو ملے گی، مشرک تو عذاب الٰہی سے کسی بھی طرح نجات نہیں پا سکتے۔

(۱۳٦) ان اونٹ گائے اور کھیتی میں سے ان لوگوں نے کچھ حصہ اللّٰہ کے نام کا اور کچھ حصہ اپنے بتوں کے نام کا مقرر کیا ہے، پھر جو چیز ان کے بتوں کی ہوتی ہے وہ اس حصہ کی طرف نہیں پہنچتی جو ان کے زعم میں اللّٰہ کا ہے اور جو اللّٰہ کا حصہ ہوتا ہے وہ ان کے معبودوں کی طرف پہنچ جاتا ہے، اپنے لیے انھوں نے کیا ہی بدترین تجویز نکال رکھی ہے خود فریبی اور دلوں کے ٹیڑھے پن کی وجہ سے ان کے قول و فعل کا یہ تضاد انہیں اچھا دکھائی دے رہا ہے۔

وَكَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ شُرَكَآؤُهُمْ لِيُرْدُوْهُمْ وَلِيَلْبِسُوْا عَلَيْهِمْ دِيْنَهُمْ ۗ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ۝ وَقَالُوْا هٰذِهٖٓ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ ۖ لَّا يَطْعَمُهَآ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ وَاَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا وَاَنْعَامٌ لَّا يَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا افْتِرَآءً عَلَيْهِ ۗ سَيَجْزِيْهِمْ بِمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝ وَقَالُوْا مَا فِيْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰٓى اَزْوَاجِنَا ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مَّيْتَةً فَهُمْ فِيْهِ شُرَكَآءُ ۗ سَيَجْزِيْهِمْ وَصْفَهُمْ ۗ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ۝ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًۢا بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّحَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَآءً عَلَى اللّٰهِ ۗ قَدْ ضَلُّوْا وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّغَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ۗ كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ ۖ وَلَا تُسْرِفُوْا ۗ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ۝ وَمِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّفَرْشًا ۗ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۗ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۚ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ۗ قُلْ آٰلذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ۗ نَبِّئُوْنِيْ بِعِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝

اسی طرح بہت سے مشرکوں کو ان کے شریکوں نے ان کے بچوں کو جان سے مار ڈالنا اچھا کر دکھایا ہے۔ تاکہ انہیں ہلاکت میں ڈال دیں اور ان کے دین کو ان پر خلط ملط کر دیں۔ اور اگر خدا چاہتا تو وہ ایسا نہ کرتے تو ان کو چھوڑ دو کہ وہ جانیں اور ان کا جھوٹ (۱۳۷) اور اپنے خیال سے یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ چار پائے اور کھیتی منع ہے۔ اسے اس شخص کے سوا جسے ہم چاہیں کوئی نہ کھائے اور (بعض) چار پائے ایسے ہیں کہ ان کی پیٹھ پر چڑھنا منع کر دیا گیا ہے۔ اور بعض مویشی ایسے ہیں جن پر (ذبح کرتے وقت) خدا کا نام نہیں لیتے۔ سب خدا پر جھوٹ ہے۔ وہ عنقریب ان کو ان کے جھوٹ کا بدلہ دے گا (۱۳۸) اور یہ بھی کہتے ہیں کہ جو بچہ ان چار پایوں کے پیٹ میں ہے وہ خاص ہمارے مردوں کیلئے ہے۔ اور ہماری عورتوں کو (اس کا کھانا) حرام ہے۔ اور اگر وہ بچہ مرا ہوا ہو تو سب اس میں شریک ہیں (یعنی اسے مرد اور عورتیں سب کھائیں) عنقریب خدا ان کو ان کے ڈھکوسلوں کی سزا دے گا۔ بے شک وہ حکمت والا خبردار ہے (۱۳۹) جن لوگوں نے اپنی اولاد کو بے وقوفی سے بے سمجھی سے قتل کیا اور خدا پر افتراء کر کے اس کی عطا فرمائی ہوئی روزی کو حرام ٹھہرایا وہ گھاٹے میں پڑ گئے۔ وہ بے شبہ گمراہ ہیں اور ہدایت یافتہ نہیں ہیں (۱۴۰) اور خدا ہی تو ہے جس نے باغ پیدا کیے چھتریوں پر چڑھائے ہوئے بھی اور جو چھتریوں پر نہیں چڑھائے ہوئے وہ بھی۔ اور کھجور اور کھیتی جن کے طرح طرح کے پھل ہوتے ہیں اور زیتون اور انار جو (بعض باتوں میں) ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں اور (بعض باتوں میں) نہیں ملتے جب یہ چیزیں پھلیں تو ان کے پھل کھاؤ اور جس دن (پھل توڑو اور کھیتی) کاٹو خدا کا حق بھی اس میں سے ادا کرو اور بے جا نہ اڑانا کہ خدا بے جا اڑانے والوں کو دوست نہیں رکھتا (۱۴۱) اور چار پایوں میں بوجھ اٹھانے والے (یعنی بڑے بڑے) بھی پیدا کئے اور زمین سے لگے ہوئے (یعنی چھوٹے چھوٹے) بھی (پس) خدا کا دیا ہوا رزق کھاؤ اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو۔ وہ تمہارا صریح دشمن ہے (۱۴۲)

(یہ بڑے چھوٹے چارپائے) آٹھ قسم کے (ہیں) دو (دو) بھیڑوں میں سے اور دو (دو) بکریوں میں سے (یعنی ایک ایک نر اور ایک ایک مادہ) (اے پیغمبر ان سے) پوچھو کہ (خدا نے) دونوں (کے) نروں کو حرام کیا ہے یا دونوں (کی) مادینوں کی یا جو بچہ مادینوں کے پیٹ میں لپٹ رہا ہوا سے۔ اگر سچے ہو تو مجھے سند سے بتاؤ (۱۴۳)

تفسیر سورة الانعام آیات (۱۳۷) تا (۱۴۳)

(۱۳۷) اسی طرح شیاطین نے ان کی لڑکیوں کے قتل کرنے کو مستحسن بنادیا ہے تا کہ وہ ان کو برباد کرے اور ان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے دین کو مخلوط کردے۔

اور اگر اللّٰہ تعالیٰ چاہتا تو ان کو اپنا یہ طریقہ مستحسن نہ معلوم ہوتا اور نہ اس طرح یہ اپنی لڑکیوں کو زندہ دفن کرتے (لیکن اللہ نے اپنی مشیت خاص کے تحت انہیں محدود اختیار دے رکھا ہے) اور جو کچھ یہ غلط باتیں بناتے ہیں کہ معاذ اللّٰہ، اللّٰہ تعالیٰ نے لڑکیوں کے دفن کرنے کا حکم دیا ہے آپ انہیں ان کی حالت پر یوں ہی رہنے دیجیے۔

(۱۳۸) اور یہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ مخصوص مویشی مثلاً بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حام کہ ان کا گوشت عورتوں کو کھانا حرام ہے ان کو صرف مرد ہی کھا سکتے ہیں اور ان کے زعم میں حام پر سواری حرام اور بحیرہ پر اللّٰہ کا نام نہیں لیا جاتا، نہ بار برداری کرتے وقت اور نہ سوار ہوتے وقت سب کچھ یہ انھوں نے اللّٰہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھا ہے کہ اس نے ہمیں ان باتوں کا حکم دیا ہے۔

(۱۳۹) اور کہتے ہیں کہ بحیرہ اور وصیلہ کے پیٹ میں سے جو کچھ نکلے وہ صرف مردوں کے لیے حلال ہے اور عورتوں پر حرام ہے۔ اور اگر وہ بچہ مردہ جنے یا جننے کے بعد مر جائے تو پھر اس کے کھانے میں مرد وعورت سب برابر شریک ہیں، بہت جلد اللّٰہ تعالیٰ ان کو ان کی تجویز کی سزا دیتا ہے یا یہ کہ عمرو بن لحی نے جو تجویز ان کے لیے کی ہے، اس کو رسول اکرم ﷺ نے جہنم میں اس طرح دیکھا کہ لکڑیوں کا اپنے پیچھے ایک گٹھہ رکھے ہوئے گھسیٹ رہا ہے، یہ مشرک ان کے سامنے یہ تجاویز پیش کیا کرتا تھا، اللّٰہ تعالیٰ حکیم ہے، اس نے تمہارے لیے تمہارے حلال کردہ کو حلال کیا ہے اور وہ شخص ان لغویات کے غلط ہونے سے آگاہ ہے۔

(۱۴۰) وہ لوگ خرابی میں پڑ گئے جنھوں نے اپنی لڑکیوں کو اپنی حماقت کے سبب بلا کسی سند کے زندہ دفن کر ڈالا یہ آیت ربیعہ و نصر عرب کے بڑے قبیلوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے، وہ اپنی لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیا کرتے تھے، مگر بنی کنانہ والے ایسی حرکت نہیں کرتے تھے۔

اور جن جانوروں اور کھیتوں کو اللّٰہ تعالیٰ نے ان پر حلال کیا تھا انھوں نے اپنی عورتوں پر ان کو حرام کر دیا، محض اللّٰہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے کے طور پر اپنی باتوں سے خود ہی گمراہی میں پڑ گئے اور ان غلط باتوں ہی کی وجہ سے یہ کبھی راہ پر چلنے والے نہیں ہوئے۔

(۱۴۱) جس نے باغات پیدا کیے وہ بھی جو بغیر تنوں کے اونچی دیواروں وغیرہ پر پھیلائے جاتے ہیں جیسا کہ انگور وغیرہ اور وہ بھی جو خود تنوں پر کھڑے ہوتے ہیں یا یہ کہ ایسے باغات پیدا کیے جن کو زمین میں گاڑا جاتا ہے اور جن کو زمین میں نہیں گاڑا جاتا جن میں کھانے کی چیزیں مٹھاس اور کھٹاس کے اعتبار سے مختلف ہوتی ہیں اور زیتون اور انار کے درخت پیدا کیے جو رنگت اور منظر میں تو ایک دوسرے کے مشابہ ہیں لیکن ذائقہ میں مختلف ہوتے ہیں۔ ایسے ہی کھجور کے پھل جب پک جائیں تو اسے کھاؤ اور اس کے ماپنے و پھل اتارنے کے دن جو شریعت کا حق ہو یا یہ کہ کاٹنے کے دن حق شرع کو ادا کرو اور اللّٰہ تعالیٰ کی نافرمانی میں مت خرچ کرو اور اپنے اموال کو اطاعت خداوندی سے مت روکو یا یہ کہ بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حام کو حرام مت سمجھو جو لوگ اللّٰہ تعالیٰ کی نافرمانی میں اپنے اموال کو خرچ کرتے ہیں یا یہ کہ جو مشرک ہیں ان کو اللّٰہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا، کہا گیا ہے کہ یہ آیت ثابت بن قیس کے بارے میں نازل ہوئی، انھوں نے اپنے ہاتھ سے پانچ سو کھجور کے درخت لگائے تھے اور سب کو تقسیم کر دیا اور اپنے گھر والوں کے لیے کچھ بھی نہیں چھوڑا۔

(۱۴۲) اور اس نے کچھ ایسے مویشی پیدا کیے جن سے بار برداری کا کام نکالا جاتا ہے، جیسے اونٹ اور بیل اور کچھ مویشی ایسے پیدا کیے جو بار برداری کے کام نہیں آتے مثلاً بکری وغیرہ، سو کھیتی اور مویشی میں سے کھاؤ اور شیطانی وساوس سے کھیتی اور مویشی کو اپنے اوپر مت حرام کرو۔ وہ تمہارا صریح دشمن ہے جو کھیتی اور مویشی کے حرام کرنے کی تمہیں ترغیب کرتا ہے۔

(۱۴۳) اور یہ جانور جن میں تم تحریم و تحلیل کر رہے ہو، آٹھ نر و مادہ پیدا کیے۔ بھیڑ اور دنبہ میں دو قسم ایک نر دوسری مادہ اور اسی طرح بکری میں دو قسم نر و مادہ۔ محمد ﷺ آپ مالک سے کہیے کہ یہ تو بتلاؤ بحیرہ اور وصیلہ کو حرام کیا ہے تو نروں کے پانی کی وجہ سے ان کو حرام کیا ہے یا دونوں مادہ کی وجہ سے یا اس بچہ پر دونوں مادہ کے اجتماع کی وجہ سے اسے حرام کیا ہے اگر تم اپنے اس دعوے میں سچے ہو کہ اللّٰہ تعالیٰ نے ان کو حرام کیا ہے تو میرے سامنے کوئی دلیل تو لاؤ۔

وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ قُلْ آٰلذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ بِهٰذَا فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ ۚ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهُمَآ اِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُوْرُهُمَآ اَوِ الْحَوَايَآ اَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ۭ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِبَغْيِهِمْ ۡ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ۝ فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ رَّبُّكُمْ ذُوْ رَحْمَةٍ وَّاسِعَةٍ ۚ وَلَا يُرَدُّ بَاْسُهٗ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ۝ سَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكْنَا وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَيْءٍ ۭ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ حَتّٰى ذَاقُوْا بَاْسَنَا ۭ قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِّنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوْهُ لَنَا ۭ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَخْرُصُوْنَ ۝ قُلْ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ ۚ فَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ قُلْ هَلُمَّ شُهَدَآءَكُمُ الَّذِيْنَ يَشْهَدُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ هٰذَا ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا فَلَا تَشْهَدْ مَعَهُمْ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَهُمْ بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ۝

اور دو (دو) اونٹوں میں سے اور دو (دو) گایوں میں سے (ان کے بارے میں بھی ان سے) پوچھو کہ (خدا نے) دونوں (کے) نروں کو حرام کیا ہے یا دونوں (کی) مادینوں کو یا جو بچہ مادینوں کے پیٹ میں لپٹ رہا ہو اس کو۔ بھلا جس وقت خدا نے تم کو اس کا حکم دیا تھا تم اس وقت موجود تھے؟ تو اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہے جو خدا پر جھوٹ افتراء کرے تاکہ ازراہ بے دانشی لوگوں کو گمراہ کرے۔ کچھ شک نہیں کہ خدا ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا (۱۴۴) کہو کہ جو احکام مجھ پر نازل ہوئے ہیں میں ان میں کوئی چیز جسے کھانے والا کھائے حرام نہیں پاتا بجز اس کے کہ وہ مرا ہوا جانور ہو یا بہتا لہو یا سؤر کا گوشت کہ یہ سب ناپاک ہیں یا کوئی گناہ کی چیز ہو کہ اس پر خدا کے سوا کسی اور کا نام لیا گیا ہو۔ اور اگر کوئی مجبور ہو جائے لیکن نہ تو نافرمانی کرے اور نہ حد سے باہر نکل جائے تو تمہارا پروردگار بخشنے والا مہربان ہے (۱۴۵) اور یہودیوں پر ہم نے سب ناخن والے جانور حرام کر دیئے تھے۔ اور گایوں اور بکریوں سے ان کی چربی حرام کر دی تھی۔ سوا اس کے جو ان کی پیٹھ پر لگی ہو یا اوجھڑی میں ہو یا ہڈی میں ملی ہو۔ یہ سزا ہم نے ان کو ان کی شرارت کے سبب دی تھی اور ہم تو سچ کہنے والے ہیں (۱۴۶) اور اگر یہ لوگ تمہاری تکذیب کریں تو کہہ دو تمہارا پروردگار صاحب رحمت وسیع ہے۔ مگر اس کا عذاب گنہگار لوگوں سے نہیں ٹلے گا (۱۴۷) جو لوگ شرک کرتے ہیں وہ کہیں گے کہ اگر خدا چاہتا تو ہم شرک نہ کرتے اور نہ ہمارے باپ دادا (شرک کرتے) اور نہ ہم کسی چیز کو حرام ٹھہراتے۔ اسی طرح ان لوگوں نے تکذیب کی تھی جو ان سے پہلے تھے یہاں تک کہ ہمارے عذاب کا مزہ چکھ کر رہے۔ کہہ دو کیا تمہارے پاس کوئی سند ہے (اگر ہے) تو اسے ہمارے سامنے نکالو۔ تم محض خیال کے پیچھے چلتے اور اٹکل کے تیر چلاتے ہو (۱۴۸) کہہ دو کہ خدا ہی کی حجت غالب ہے اگر وہ چاہتا تو تم سب کو ہدایت دے دیتا (۱۴۹) کہو کہ اپنے گواہوں کو لاؤ جو بتائیں کہ خدا نے یہ چیزیں حرام کی ہیں۔ پھر اگر وہ (آ کر) گواہی دیں تو تم ان کے ساتھ گواہی نہ دینا۔ اور نہ ان لوگوں کی خواہشوں کی پیروی کرنا جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے ہیں اور جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے اور (بتوں کو) اپنے پروردگار کے برابر ٹھہراتے ہیں (۱۵۰)

تفسیر سورۃ الانعام آیات (۱٤٤) تا (۱۵۰)

(۱۴۴) اور اسی طرح اونٹ میں دو قسم نر و مادہ اور گائے میں دو قسم نر و مادہ پیدا کیے، آپ مالک سے دریافت کیجیے کہ بحیرہ اور وصیلہ کی حرمت دونروں کے پانی کی وجہ سے ہوئی ہے یا دو مادہ کی بنا پر یا جس بچہ پر دونوں مادہ کا اجتماع ہو گیا ہے۔

اور ایک توجیہہ یہ ہے کہ کیا اس کی حرمت اس وجہ سے ہے کہ یہ نر کا بچہ ہے یا اس وجہ سے کہ مادہ کا بچہ ہے کیا تم اس وقت حاضر تھے کہ بقول تمہارے جب اللّٰہ تعالیٰ نے تمہیں اس تحریم و تحلیل کا حکم دیا۔

اس شخص سے زیادہ دلیر اور ظالم کون ہوگا جو لوگوں کو اطاعت خداوندی سے بے راہ کرنے کے لیے اللّٰہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتا ہے یقیناً اللّٰہ تعالیٰ مشرکین کو اپنے دین اور حجت کی طرف راہنمائی نہیں کرتے یعنی مالک بن عوف یہ سن کر خاموش ہو گیا اور سمجھ گیا۔

(۱۴۵) اس کے بعد مالک بن عوف کہنے لگا کہ آپ ہی بتائیے پھر ہمارے آباؤ اجداد نے ان کو کیوں حرام کیا ہے اور آپ کی بات کو میں سنتا ہوں تو اللّٰہ تعالیٰ نے فرمایا، آپ فرما دیجیے کہ میں قرآن کریم میں تو کسی کھانے والے کے لیے کوئی حرام غذا نہیں پاتا، البتہ مردار کا گوشت اور بہتا ہوا خون وغیرہ یہ قطعی حرام ہیں یا جو جانور وغیرہ شرک کا ذریعہ ہو عمداً غیر اللّٰہ کے نامزد کیا گیا ہوا۔

پھر بھی جو شخص مردار کے کھانے کے لیے بھوک سے بیتاب ہو جائے اور طالب لذت نہ ہو اور بغیر سخت ضرورت کے مردار کے گوشت کو حلال نہ سمجھتا ہو اور نہ اسلام کے راستے پر چھوڑنے والا یعنی باغی نہ ہو اور نہ دانستہ بغیر سخت حاجت کے مردار کا گوشت کھانا چاہتا ہو تو ان سخت مجبوریوں میں وہ سیر ہو کر کھا بھی لے گا تو اللّٰہ تعالیٰ غفور ہے اور بقدر حاجت کھائے گا تو وہ رحیم، باقی ایسی سخت مجبوری میں سیر ہو کر نہ کھانا چاہیے اور اگر کھا لے گا تو اللّٰہ تعالیٰ معاف فرمائے گا۔

(۱۴۶) اور یہود پر اس نے تمام شکاری پرندے اور درندے حرام کر دیے تھے یا یہ کہ تمام ناخن والے جانور حرام کر دیے تھے جیسا کہ اونٹ بطخ، مرغابی، خرگوش وغیرہ اور گائے، بکری کی چربی ان پر حرام کر دی تھی بجز اس چربی کے جو ان کی پشت پر یا انتڑیوں پر ہو یا ہڈی سے لگی ہو وہ ان پر حلال تھی ان کے گناہوں کی وجہ سے بطور سزا کے ہم نے ان پر یہ حرام کر دی تھی۔

(۱۴۷) اے محمد ﷺ تحریم و تحلیل کے متعلق جو کچھ آپ نے ان سے بیان کیا ہے اگر آپ کی وہ تکذیب کریں تو فرما دیجیے کہ تمہارا رب رحمت والا ہے نیک و بد سے عذاب کو موخر کرتا ہے، تاہم اس کا عذاب مشرکوں سے نہیں ٹلے گا۔

(۱۴۸) یہ تو اس بات کے مدعی ہیں کہ کھیتی اور مویشی کی حرمت کا ہمیں حکم دیا گیا اور ہم پر یہ چیزیں حرام کی گئی ہیں۔

جیسا کہ آپ کی قوم نے آپ کی تکذیب کی اسی طرح اور رسولوں کی تکذیب کی گئی یہاں تک کہ انھوں نے ہمارے عذاب کا مزہ چکھ لیا۔ اے محمد ﷺ آپ ان سے فرمایئے کہ اس تحریم کے تم جو دعویدار ہو اس پر کوئی دلیل ہو تو ہمارے سامنے ظاہر کرو تم لوگ تو کھیتی اور مویشی کی حرمت میں محض خیالی باتوں پر چلتے ہو اور تم جھوٹ ہی بولتے ہو۔

(۱۴۹) اے محمد ﷺ آپ ان سے فرما دیجیے کہ اگر تمہارے پاس تمہارے دعوے کے لیے کوئی دلیل نہیں تو پھر پوری اور اعتماد والی قطعی بات تو اللہ ہی کی رہی۔

(۱۵۰) آپ فرمایئے کہ اپنے دعوے کے ثبوت کے لیے گواہ لاؤ، سو اگر وہ ان چیزوں کی حرمت پر جھوٹی گواہی دیں تو آپ اس کی سماعت نہ فرمایئے اور جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ اپنے رب کے ساتھ بتوں کو شریک ٹھہراتے ہیں۔

قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ ۚ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِىَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۚ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ ۚ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۚ وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۚ وَبِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ ثُمَّ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ تَمَامًا عَلَى الَّذِيْٓ اَحْسَنَ وَتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ بِلِقَاۗءِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰي طَاۗىِٕفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا ۠ وَاِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ ۝

کہو کہ (لوگو) آؤ میں تمہیں وہ چیزیں پڑھ کر سناؤں جو تمہارے پروردگار نے تم پر حرام کی ہیں (ان کی نسبت اس نے اس طرح ارشاد فرمایا ہے) کہ کسی چیز کو خدا کا شریک نہ بنانا۔ اور ماں باپ سے (بدسلوکی نہ کرنا بلکہ) سلوک کرتے رہنا اور ناداری (کے اندیشے) سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرنا کیونکہ تم کو اور ان کو ہم ہی رزق دیتے ہیں۔ اور بے حیائی کے کام ظاہر ہوں یا پوشیدہ ان کے پاس نہ پھٹکنا۔ اور کسی جان (والے) کو جس کے قتل کو خدا نے حرام کر دیا ہے قتل نہ کرنا۔ مگر جائز طور پر (یعنی جس کا شریعت حکم دے) ان باتوں کا وہ تمہیں ارشاد فرماتا ہے تاکہ تم سمجھو (۱۵۱) اور یتیم کے مال کے پاس بھی نہ جانا مگر ایسے طریق سے کہ بہت ہی پسندیدہ ہو۔ یہاں تک کہ وہ جوانی کو پہنچ جائے۔ اور ماپ اور تول انصاف کے ساتھ پوری پوری کیا کرو۔ ہم کسی کو تکلیف نہیں دیتے مگر اس کی طاقت کے مطابق۔ اور جب (کسی کی نسبت) کوئی بات کہو تو انصاف سے کہو گو وہ (تمہارا) رشتہ دار ہی ہو اور خدا کے عہد کو پورا کرو۔ ان باتوں کا خدا تمہیں حکم دیتا ہے تاکہ تم نصیحت قبول کرو (۱۵۲) اور یہ کہ میرا سیدھا رستہ یہی ہے تو تم اسی پر چلنا۔ اور اور رستوں پر نہ چلنا کہ (ان پر چل کر) خدا کے رستے سے الگ ہو جاؤ گے۔ ان باتوں کا خدا تمہیں حکم دیتا ہے تاکہ تم پرہیزگار بنو۔ (۱۵۳) (ہاں) پھر (سن لو کہ) ہم نے موسیٰ کو کتاب عنایت کی تھی تاکہ ان لوگوں پر جو نیکوکار

ہیں نعمت پوری کردیں اور (اس میں) ہر چیز کا بیان (ہے) اور ہدایت (ہے) اور رحمت ہے تاکہ (ان کی امت کے) لوگ اپنے پروردگار کے روبرو حاضر ہونے کا یقین کریں (۱۵۴) اور (اے کفر کرنے والو) یہ کتاب بھی ہم ہی نے اتاری ہے برکت والی۔ تو اس کی پیروی کرو اور (خدا سے) ڈرو تاکہ تم پر مہربانی کی جائے (۱۵۵) (اور اس لیے اتاری ہے) کہ (تم یوں نہ) کہو کہ ہم سے پہلے دو ہی گروہوں پر کتابیں اتری ہیں اور ہم ان کے پڑھنے سے (معذور اور) بے خبر تھے (۱۵۶)

تفسیر سورة الانعام آیات (۱۵۱) تا (۱۵۶)

(۱۵۱) اے محمد ﷺ آپ مالک بن عوف اور اس کے ساتھیوں سے فرمایئے آؤ میں تمہیں وہ کتاب پڑھ کر سناؤں جو مجھ پر نازل کی گئی ہے جس میں حرام چیزوں کا ذکر ہے ان میں سے پہلی چیز تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بتوں میں سے کسی کو شریک مت ٹھہراؤ اور والدین کے ساتھ احسان کرو اور فاقہ اور ذلت کے خوف سے اپنی لڑکیوں کو مت مارو، ہم تمہاری اور تمہاری اولاد کے بھی رازق ہیں اور زنا اور کسی غیر محرم عورت کے ساتھ خلوت مت کرو۔

اور سوائے قصاص، رجم اور ارتداد کے کسی کو ناحق قتل مت کرو یہ وہ باتیں ہیں جن کا تمہیں کتاب خداوندی میں حکم دیا گیا ہے تاکہ تم اس کے حکم اور اس کی توحید کو سمجھو۔

(۱۵۲) اور یتیم کے مال کے قریب مت جاؤ مگر اس کی حفاظت اور نفع کے لیے تاوقتیکہ وہ سن بلوغت اور رشد و عقل کو نہ پہنچ جائے اور ماپ و تول کو انصاف کے ساتھ پورا کیا کرو کیوں کہ ماپ و تول میں اس کے امکان سے زیادہ تمہیں تکلیف نہیں۔

جب کوئی بات کہو تو انصاف کا خیال کرو، خواہ کوئی رشتہ دار ہی ہو تب بھی سچ اور صحیح بولو اور اللہ تعالیٰ سے جو عہد کرو اسے پورا کیا کرو۔ ان باتوں کا کتاب اللہ میں تمہیں حکم دیا گیا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔

(۱۵۳) دین اسلام بالکل سیدھا پسندیدہ راستہ ہے، اس پر چلو اور یہودیت، نصرانیت اور مجوسیت کا اتباع مت کرو کہ کہیں یہ راہیں تمہیں دین خداوندی سے بے راہ کردیں، ان باتوں کا تمہیں کتاب میں تاکیدی حکم دیا گیا ہے تاکہ تم دوسرے غلط راستوں سے بچو۔

(۱۵۴) ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو توریت دی جس میں اوامر و نواہی، وعدہ وعید، ثواب و عقاب سب باتیں احسن طریقہ پر موجود تھیں یا یہ کہ جو کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر احسان اور ان کے پروردگار کی رسالت کی تبلیغ تھی اور حلال و حرام میں سے ہر ایک چیز کا اس میں بیان موجود تھا اور مومن کے لیے عذاب الٰہی سے رحمت کا باعث تھی تاکہ یہ لوگ بعث بعد الموت کی تصدیق کریں۔

(۱۵۵) اور یہ قرآن حکیم جس کو ہم نے بذریعہ جبریل امین علیہ السلام نازل کیا ہے یہ کتاب اس پر ایمان لانے والے کے لیے رحمت و مغفرت کا باعث ہے۔

لہٰذا اسی کی حلال وحرام چیزوں اور اسی کے اوامر ونواہی کی پیروی کرو اور دوسری غلط چیزوں سے بچو تاکہ تم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو جس کی وجہ سے تم پر عذاب نازل نہ ہو۔

(۱۵۶) اور یہ اس لیے نازل ہوئی تاکہ قیامت کے دن مکہ والو تم یوں نہ کہنے لگو کہ اہل کتاب تو صرف ہم سے پہلے جو دو فرقے یہودی وعیسائی تھے، ان پر نازل ہوئی تھی اور ہم تو توریت وانجیل کے پڑھنے پڑھانے سے بے خبر تھے۔

اَوْ تَقُوْلُوْا لَوْ اَنَّآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتٰبُ لَكُنَّآ اَهْدٰى مِنْهُمْ ۚ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَصَدَفَ عَنْهَا ۗ سَنَجْزِى الَّذِيْنَ يَصْدِفُوْنَ عَنْ اٰيٰتِنَا سُوْٓءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يَصْدِفُوْنَ ۝ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ رَبُّكَ اَوْ يَاْتِيَ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ ۗ يَوْمَ يَاْتِيْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِيْٓ اِيْمَانِهَا خَيْرًا ۗ قُلِ انْتَظِرُوْٓا اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ ۗ اِنَّمَآ اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ قُلْ اِنَّنِيْ هَدٰىنِيْ رَبِّيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۚ دِيْنًا قِيَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْ رَبًّا وَّهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ ۗ وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَيْهَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۚ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ ۗ اِنَّ رَبَّكَ سَرِيْعُ الْعِقَابِ ۖ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

یا (یہ نہ) کہو کہ اگر ہم پر بھی کتاب نازل ہوتی تو ہم ان لوگوں کی نسبت کہیں سیدھے رستے پر ہوتے۔ سو تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے دلیل اور ہدایت اور رحمت آ گئی ہے۔ تو اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو خدا کی آیتوں کی تکذیب کرے اور ان سے (لوگوں کو) پھیرے جو لوگ ہماری آیتوں سے پھیرتے ہیں اس پھیرنے کے سبب ہم ان کو بُرے عذاب کی سزا دیں گے (۱۵۷) یہ اس کے سوا اور کس بات کے منتظر ہیں کہ ان کے پاس فرشتے آئیں یا خود تمہارا پروردگار آئے یا تمہارے پروردگار کی کچھ نشانیاں آئیں مگر جس روز تمہارے پروردگار کی کچھ نشانیاں آ جائیں گی تو جو شخص پہلے ایمان نہیں لایا ہوگا اس وقت اسے ایمان لانا کچھ فائدہ نہیں دے گا یا اپنے ایمان (کی حالت) میں نیک عمل نہیں کئے ہوں گے (تو گناہوں سے توبہ کرنا مفید نہ ہوگا اے پیغمبر ان سے) کہہ دو کہ تم بھی انتظار کرو ہم بھی انتظار کرتے ہیں (۱۵۸) جن لوگوں نے اپنے دین میں (بہت سے) رستے نکالے اور کئی کئی فرقے ہو گئے ان سے تم کو کچھ کام نہیں ان کا کام خدا کے حوالے پھر جو جو کچھ وہ کرتے رہے ہیں وہ ان کو (سب) بتائے گا (۱۵۹) جو کوئی (خدا کے حضور) نیکی لے کر آئے گا اس کو ویسی دس نیکیاں ملیں گی۔ اور جو برائی لائے گا اسے سزا ویسی ہی ملے گی اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا (۱۶۰) کہہ دو کہ مجھے میرے پروردگار نے سیدھا رستہ دکھا دیا ہے (یعنی دین صحیح) مذہب ابراہیم کا جو ایک (خدا) ہی کی طرف کے تھے۔ اور مشرکوں میں سے نہ تھے (۱۶۱) (یہ بھی) کہہ دو کہ میری نماز اور میری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا سب خدائے رب العالمین ہی کے لیے ہے (۱۶۲) جس کا کوئی شریک نہیں اور مجھ کو اسی بات کا حکم ملا ہے اور میں سب سے اول فرمانبردار ہوں (۱۶۳) کہو کیا میں خدا کے سوا اور پروردگار تلاش کروں۔ اور وہی تو ہر چیز کا مالک ہے اور جو کوئی (برا) کام کرتا ہے تو اس کا ضرر اسی کو ہوتا ہے اور کوئی شخص کسی (کے گناہ)

کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ پھر تم سب کو اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانا ہے تو جن جن باتوں میں تم اختلاف کیا کرتے تھے وہ تم کو بتائے گا (۱۶۴) اور وہی تو ہے جس نے زمین میں تم کو اپنا نائب بنایا اور ایک کے دوسرے پر درجے بلند کیے تاکہ جو کچھ اس نے تمہیں بخشا ہے اس میں تمہاری آزمائش کرے بے شک تمہارا پروردگار جلد عذاب دینے والا ہے اور بے شک وہ بخشنے والا مہربان بھی ہے (۱۶۵)

تفسیر سورة الانعام آیات (۱۵۷) تا (۱٦٥)

(۱۵۷) یا قیامت کے دن یوں نہ کہنے لگو کہ جیسا کہ یہود و نصاری پر کتاب نازل ہوئی اگر ہماری طرف نازل کی جاتی تو ہم بہت جلد رسول اللہ ﷺ کی دعوت پر لبیک کہتے اور ان سے زیادہ راہ راست پر ہوتے۔ لہٰذا تمہارے پاس کتاب اور رسول دونوں چیزیں آ چکی ہیں جو ہدایت و رحمت کا ذریعہ ہیں۔

سو اس شخص سے بڑھ کر ظالم اور جھوٹا کون ہوگا جو رسول اکرم ﷺ اور قرآن کو جھٹلائے اور ان سے اعراض (بے توجہی) کرے ہم ایسے آدمیوں کو جو قرآن کریم اور رسول اکرم ﷺ سے اعراض کرتے ہیں ان کے اس اعراض کی وجہ سے سخت ترین سزا دیں گے۔

(۱۵۸) کیا مکہ والے اس بات کے منتظر ہیں کہ ان کے مرنے کے وقت ان کی روحیں قبض کرنے کے لیے فرشتے آئیں یا قیامت کے دن ان کا پروردگار ان کے پاس آئے یا مغرب سے سورج طلوع ہو جائے۔

جب مغرب سے آفتاب طلوع کیا جائے گا تو تب مہلتِ عمل ختم ہو جائے گی اس وقت کسی شخص کا ایمان اس کے کام نہ آئے گا جو اس نشانی کے ظاہر ہونے سے پہلے ایمان نہ رکھتا ہوگا یا اس نشانی کے ظہور سے پہلے اس نے اپنے ایمان میں ابھی تک کوئی نیکی کا کام نہیں کیا ہوگا کیوں کہ جو شخص اس نشانی کو دیکھ کر ایمان لائے گا تو اس کا ایمان اور توبہ اور کوئی عمل بھی قبول نہیں ہوگا ماسوا اس کے کہ وہ اس وقت چھوٹا ہو یا یہ کہ پیدا ہوا ہو اور پھر مرتد ہو جائے اور نشانی کے بعد پھر اسلام قبول کرے تو اس نو مسلم کا اسلام قبول ہوگا۔

اور جو شخص اس دن مومن گنہگار ہوگا اور اپنے گناہوں سے توبہ کرے گا تو توبہ قبول ہوگی ایک قول کے مطابق وہ یہ کہ جو اس دن گنہگار ہوگا اور پھر وہ اپنے گناہوں سے توبہ کرے گا یا چھوٹا ہوگا یا اس کے بعد پیدا ہوا ہوگا تو ان کا ایمان توبہ اور عمل ان کے لیے فائدہ مند ہوگا۔

اے محمد ﷺ آپ مکہ والوں سے فرما دیجیے کہ تم قیامت کا انتظار کرو، ہم تو تمہارے عذاب کے منتظر ہیں خواہ قیامت کے دن ہو یا اس سے پہلے ہو یا یہ کہ آپ فرما دیجیے کہ تم میری موت کے منتظر رہو، میں تمہاری ہلاکت کا منتظر ہوں۔

(۱۵۹) جن لوگوں نے اپنے آبائی دین کو چھوڑ دیا یا یوم المیثاق کو جو انھوں نے اقرار کیا تھا اس کو ترک کر دیا اور اگر فَرَّقُوْا تشدید کے ساتھ پڑھا جائے تو مطلب یہ کہ دین میں اختلاف کیا اور اس کو جدا جدا کر دیا اور مختلف فرقے مثلاً یہودیت، نصرانیت اور مجوسیت بن گئے، آپ کا ان کے قتال سے کوئی واسطہ نہیں پھر اس کے بعد ان سے قتال کرنے کا حکم دیا یا یہ کہ آپ کے قبضہ میں ان کی توبہ اور ان کا عذاب نہیں ہے، اللہ تعالیٰ ہی ان کو ان کی نیکی اور برائی جتلا دے گا۔

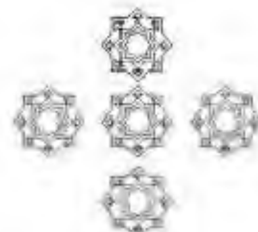
(۱۶۰) جو توحید کے ساتھ نیکی کرے تو اسے دس گنا ثواب ہے اور جو شرک کے ساتھ برائی کرے تو اس کا بدلا دوزخ ہے، ان کی نیکیوں میں کسی قسم کی کوئی کمی نہیں کی جائے گی اور نہ ان کی برائیوں میں اضافہ کیا جائے گا۔

(۱۶۱) اے محمد ﷺ آپ مکہ والوں اور یہودیوں اور نصرانیوں سے فرما دیجیے کہ میرے پروردگار نے مجھے اپنے دین کی وجہ سے عزت عطا فرمائی ہے اور مجھے دین حق کی دعوت دینے کا حکم دیا ہے یا یہ کہ مجھے دعوت حق کا طریقہ میرے پروردگار نے بتا دیا ہے جو حضرت ابراہیمؑ کا دین ہے، اس میں کجی نہیں اور وہ مشرکوں کے دین پر نہیں تھے۔

(۶۲۔۶۳) اور آپ اس کی کچھ تفصیل بیان فرما دیجیے کہ میری پانچوں نمازیں اور میرا دین و حج اور میری قربانی اور میری عبادت اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اس کی رضامندی کے لیے ہے جو کہ جن و انس کا پروردگار ہے اور میں سب موحدین اور عابدین میں پہلا ہوں۔

(۱۶۴) آپ یہ بھی فرما دیجیے کہ کیا اور کسی معبود کی عبادت کروں گناہوں کی سزا گناہ کرنے والے ہی پر رہتی ہے کوئی دوسرے کے گناہوں کا بوجھ نہیں اٹھائے گا یا کسی کو دوسرے کے گناہوں کی سزا میں نہیں پکڑا جائے گا یا یہ کہ کسی پر بغیر گناہ کے عذاب نہیں ہوگا یا یہ کہ خوشی سے کوئی کسی دوسرے کے گناہوں کا بوجھ نہیں اٹھاتا مگر مجبوراً (یعنی کسی کا حق وغیرہ مارا ہوگا تو اس کا بوجھ مجبوراً اٹھانا ہی پڑے گا) مرنے کے بعد دین میں جو تم مختلف الاعمال ہو گئے تھے وہ اس کی حقیقت بھی تمہیں روز قیامت بتلا دے گا۔

(۱۶۵) اسی رب نے گزشتہ قوموں کا تمہیں زمین میں جانشین کیا اور ایک دوسرے پر مال و دولت دے کر رتبہ بڑھایا تاکہ جو مال و دولت بطور خدام تمہیں دیے ہیں اس کے ذریعے سے تمہاری آزمائش کرے کافر اور ناشکر گزار کو اللہ تعالیٰ جلد سزا دینے والا ہے اور وہ واقعی مومن مغفرت کرنے والا بڑی مہربانی کرنے والا ہے۔



سُوْرَةُ الْاَعْرَافِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَتَانِ وَسِتُّ اٰيَاتٍ وَّاَرْبَعٌ وَّعِشْرُوْنَ رُكُوْعًا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الٓمّٓصٓ ۚ﴿۱﴾ كِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَیْكَ فَلَا یَكُنْ فِیْ صَدْرِكَ حَرَجٌ مِّنْهُ لِتُنْذِرَ بِهٖ وَذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۲﴾ اِتَّبِعُوْا مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِیَآءَ ؕ قَلِیْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۳﴾ وَكَمْ مِّنْ قَرْیَةٍ اَهْلَكْنٰهَا فَجَآءَهَا بَاْسُنَا بَیَاتًا اَوْ هُمْ قَآىِٕلُوْنَ ﴿۴﴾ فَمَا كَانَ دَعْوٰىهُمْ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَاۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْۤا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِیْنَ ﴿۵﴾ فَلَنَسْــٴَـلَنَّ الَّذِیْنَ اُرْسِلَ اِلَیْهِمْ وَلَنَسْــٴَـلَنَّ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۶﴾ فَلَنَقُصَّنَّ عَلَیْهِمْ بِعِلْمٍ وَّمَا كُنَّا غَآىِٕبِیْنَ ﴿۷﴾ وَالْوَزْنُ یَوْمَىِٕذِ الْحَقُّ ۚ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِیْنُهٗ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۸﴾ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِیْنُهٗ فَاُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا بِاٰیٰتِنَا یَظْلِمُوْنَ ﴿۹﴾ وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِی الْاَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِیْهَا مَعَایِشَ ؕ قَلِیْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۰﴾ وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓىِٕكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ ۖ فَسَجَدُوْۤا اِلَّاۤ اِبْلِیْسَ ؕ لَمْ یَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِیْنَ ﴿۱۱﴾ قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ ؕ قَالَ اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ ۚ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ ﴿۱۲﴾

سُوْرَةُ الْاَعْرَافِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَتَانِ وَسِتُّ اٰيَاتٍ وَّاَرْبَعٌ وَّعِشْرُوْنَ رُكُوْعًا

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

المص (۱)۔ (اے محمد ﷺ) یہ کتاب (جو) تم پر نازل ہوئی ہے۔ اس سے تم کو تنگ دل نہ ہونا چاہیے (یہ نازل) اس لیے (ہوئی ہے) کہ تم اس کے ذریعے سے (لوگوں کو) ڈر سناؤ اور (یہ) ایمان والوں کے لیے نصیحت ہے (۲)۔ (لوگو) جو (کتاب) تم پر تمہارے پروردگار کے ہاں سے نازل ہوئی ہے اُس کی پیروی کرو اور اس کے سوا اور رفیقوں کی پیروی نہ کرو۔ (اور) تم کم ہی نصیحت قبول کرتے ہو (۳)۔ اور کتنی ہی بستیاں ہیں کہ ہم نے تباہ کر ڈالیں جن پر ہمارا عذاب یا تو (رات کو) آتا تھا جب کہ وہ سوتے تھے یا (دن کو) جب وہ قیلولہ (یعنی دوپہر کو آرام) کرتے تھے (۴)۔ تو جس وقت اُن پر عذاب آتا تھا۔ اُن کے مُنہ سے یہی نکلتا تھا کہ (ہائے) ہم (اپنے اُوپر) ظلم کرتے رہے (۵)۔ تو جن لوگوں کی طرف پیغمبر بھیجے گئے ہم اُن سے بھی پُرسش کریں گے اور پیغمبروں سے بھی پوچھیں گے (۶)۔ پھر اپنے علم سے اُن کے حالات بیان کریں گے اور ہم کہیں غائب تو نہیں تھے (۷)۔ اور اُس روز (اعمال کا) تُلنا برحق ہے۔ تو جن لوگوں کے (عملوں کے) وزن بھاری ہونگے وہ تو نجات پانے والے ہیں (۸)۔ اور جن لوگوں کے وزن ہلکے ہوں گے تو یہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے تئیں خسارے میں ڈالا اس لئے کہ ہماری آیتوں کے بارے میں بےانصافی کرتے تھے (۹)۔ اور ہم ہی نے زمین میں تمہارا ٹھکانا بنایا اور اس میں تمہارے لئے سامان معیشت پیدا کیے (مگر) تم کم ہی شکر کرتے ہو (۱۰)۔ اور ہم ہی نے تم کو (ابتدا میں مٹی سے) پیدا کیا پھر تمہاری صورت شکل بنائی پھر فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کے آگے سجدہ کرو تو (سب نے) سجدہ کیا لیکن ابلیس۔ کہ وہ سجدہ کرنے والوں میں (شامل) نہ ہوا ۱۱۔ (خدا نے) فرمایا جب میں نے تجھ کو حکم دیا تو کس چیز نے تجھے سجدہ کرنے سے باز رکھا اُس نے کہا میں اس سے افضل ہوں مجھے تو نے آگ سے پیدا کیا ہے اور اسے مٹی سے بنایا ہے (۱۲)

تفسیر سورة الاعراف آیات (۱) تا (۱۲)

یہ مکمل سورت مکی ہے، اس میں دوسو آیات اور تین ہزار چھ سو پچیس کلمات اور چودہ ہزار تین سو دس حروف ہیں۔

(۱) المص۔اس کے معنی مراد اللّٰہ تعالیٰ ہی زیادہ جاننے والے ہیں، یا یہ کہ یہ قسم ہے کہ جس کے ساتھ قسم کھائی گئی ہے۔

(۲) یہ قرآن حکیم بذریعہ جبریلؑ امین مکہ والوں کو ڈرانے کے لیے آپ ﷺ پر اتارا گیا ہے تا کہ وہ ایمان لائیں، سو آپؐ کے دل میں کسی کے نہ ماننے پر قرآن کے اللّٰہ کی طرف سے ہونے میں شک اور دل میں تنگی نہ ہونی چاہیے، قرآن کریم نے حلال وحرام تمام چیزوں کو وضاحت سے بیان کر دیا ہے لہٰذا اللّٰہ تعالیٰ کے علاوہ معبودانِ باطل مثلاً بتوں وغیرہ کسی کی عبادت نہیں کرنی چاہیے۔تم لوگ نہ کسی کم چیز سے نصیحت حاصل کرتے ہو اور نہ زیادہ سے۔

(۴۔۵۔۶۔۷) اور بہت سے بستیوں والوں کو ہم نے عذاب کے ذریعے ہلاک کر دیا ہے، ہمارا عذاب رات کو یا دن کو یا دوپہر کے وقت جب کہ وہ آرام میں تھے پہنچا تو جس وقت ان کی ہلاکت کے لیے ہمارا عذاب نازل ہوا تو ماسوا اپنے مشرک ہونے کے اقرار کے اور کچھ ان کی زبان سے نہیں جاری ہوا تو ان قوموں سے پیغمبروں کی اطاعت اور پیغمبروں سے تبلیغ رسالت کے بارے میں ہم ضرور پوچھیں گے۔ہم ان کے سامنے پیغمبروں کی تبلیغ اور ان کی قوموں کی اطاعت کو بیان کر دیں گے۔

(۸۔۹) اور قیامت کے دن پورے انصاف کے ساتھ اعمال کا وزن ہوگا سو جن کی نیکیاں ترازو میں وزنی ہوں گی وہ اللّٰہ تعالیٰ کی ناراضگی اور عذاب سے محفوظ ہوں گے اور جن کی نیکیاں ہلکی ہوں گی تو یہ وہی لوگ ہوں گے جو رسول اکرم ﷺ اور قرآن حکیم کا انکار کر کے سزا کے مستحق ہو گئے۔

(۱۰) ہم نے تمہیں زمین کی بادشاہت دی اور تمہارے کھانے پینے اور پہننے کے لیے اسباب مہیا کیے، پھر نہ تم معمولی چیز پر شکر کرتے ہو اور نہ زیادہ پر، یا یہ کہ اتنے انعامات کے باوجود تم لوگ بہت ہی کم شکر کرنے والے ہو اور ہم نے تمہیں حضرت آدم علیہ السلام سے اور آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا۔

(۱۱) اور ہم نے حضرت آدمؑ کا پتلا مکہ مکرمہ اور طائف کے درمیان بنایا، پھر ہم نے سب فرشتوں کو سجدہ تعظیمی کرنے کا حکم دیا مگر شیطان نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا۔

(۱۲) اللّٰہ تعالیٰ نے شیطان سے فرمایا آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے کس چیز نے تمہیں منع کیا وہ کہنے لگا کہ مجھے آپ نے آگ سے اور آدم علیہ السلام کو مٹی سے بنایا اور آگ کو مٹی پر فوقیت اور برتری حاصل ہے۔



قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُوْنُ لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِيْنَ ۝ قَالَ اَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝ قَالَ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ۝ قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ ۭ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ۝ قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۭ لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ وَيٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهٰىكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ۝ وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ ۝ فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ ۚ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ۭ وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَآ اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَاَقُلْ لَّكُمَآ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا ۫ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ قَالَ اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ۝ قَالَ فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَفِيْهَا تَمُوْتُوْنَ وَمِنْهَا تُخْرَجُوْنَ ۝

فرمایا تو (بہشت سے) اُتر جا تجھے شایاں نہیں کہ یہاں غرور کرے۔ پس نکل جا تو ذلیل ہے (۱۳)۔ اُس نے کہا مجھے اُس دن تک مہلت عطا فرما جس دن لوگ (قبروں سے) اُٹھائے جائیں گے (۱۴) فرمایا (اچھا) تجھ کو مہلت دی جاتی ہے (۱۵)۔ (پھر) شیطان نے کہا کہ مجھے تو تو نے ملعون کیا ہی ہے۔ میں بھی تیرے سیدھے رستے پر اُن (کو گمراہ کرنے) کے لیے بیٹھوں گا (۱۶)۔ پھر اُن کے آگے سے اور پیچھے سے اور دائیں سے اور بائیں سے (غرض ہر طرف سے) آؤں گا (اور اُن کی راہ ماروں گا) اور تو ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہیں پائے گا (۱۷)۔ (خدا نے) فرمایا نکل جا یہاں سے پاجی مردود۔ جو لوگ ان میں سے تیری پیروی کریں گے میں (اُن کو اور تجھ کو جہنم میں ڈال کر) تم سب سے جہنم کو بھر دوں گا (۱۸)۔ اور (ہم نے) آدم (سے کہا کہ) تم اور تمہاری بیوی بہشت میں رہو سہو اور جہاں سے چاہو (اور جو چاہو) نوش جان کرو مگر اس درخت کے پاس نہ جانا ورنہ گنہگار ہو جاؤ گے (۱۹)۔ تو شیطان دونوں کو) بہکانے لگا تا کہ اُن کی ستر کی چیزیں جو اُن سے پوشیدہ تھیں کھول دے اور کہنے لگا کہ تم کو تمہارے پروردگار نے اس درخت سے صرف اس لئے منع کیا ہے کہ تم فرشتے نہ بن جاؤ یا ہمیشہ جیتے نہ رہو (۲۰)۔ اور اُن سے قسم کھا کر کہا کہ میں تو تمہارا خیر خواہ ہوں (۲۱)۔ غرض (مردود نے) دھوکا دے کر اُن کو (معصیت کی طرف) کھینچ ہی لیا جب اُنہوں نے اس درخت (کے پھل) کو کھا لیا تو اُن کے ستر کی چیزیں کھل گئیں اور وہ بہشت کے (درختوں کے) پتے (توڑ توڑ کر) اپنے اُوپر چپکانے لگے (اور ستر چھپانے لگے) تب اُن کے پروردگار نے اُن کو پکارا کہ کیا میں نے تم کو اس درخت (کے پاس جانے) سے منع نہیں کیا تھا اور جتا نہیں دیا تھا کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے (۲۲)۔ دونوں عرض کرنے لگے کہ پروردگار ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو ہمیں نہیں بخشے گا اور ہم پر رحم نہیں کرے گا تو ہم تباہ ہو جائیں گے (۲۳)۔ (خدا نے) فرمایا (تم سب بہشت سے) اُتر جاؤ (اب سے) تم ایک دوسرے کے دشمن ہو اور تمہارے لئے ایک وقت (خاص) تک زمین پر ٹھکانا اور (زندگی کا) سامان (کر دیا گیا) ہے (۲۴)۔ (یعنی) فرمایا کہ اُسی میں تمہارا جینا ہوگا اور اسی میں مرنا اور اُسی میں سے (قیامت کو زندہ کر کے) نکالے جاؤ گے (۲۵)۔

تفسیر سورۃ الاعراف آیات (۱۳) تا (۲۵)

(۱۳۔۱۴۔۱۵) اللہ تعالیٰ نے اس سے فرمایا، آسمان سے اتر جا اور یہ کہ فرشتوں کی شکل وصورت سے خارج ہو جا، اب تجھے فرشتوں کا لباس پہن کر انسانوں پر تکبر کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں، تو فرشتوں کے لباس سے نکل جا اور

یہاں سے دور ہو جا، تو اپنے تکبر کی وجہ سے ذلیلوں میں شمار ہو گیا، شیطان کہنے لگا کہ قیامت تک مجھے موت سے مہلت دیجیے، ارشاد ہوا کہ صور پھونکے جانے تک تجھ کو موت سے مہلت دی گئی۔

(۱۶۔۱۷) شیطان نے کہا جیسا کہ آپ نے میری ہدایت کو گمراہی سے بدل دیا، میں بھی اولادِ آدم کو سیدھی راہ پر نہیں چلنے دوں گا۔

اور ان کو قیامت کے متعلق گمراہ کروں گا کہ جنت دوزخ بعث بعدالموت، حساب و کتاب کچھ نہیں اور دنیا کبھی فنا نہیں ہوگی اور مال کے جمع کرنے اور بخل وفساد کرنا سکھاؤں گا اور جو ہدایت پر قائم ہوگا اس پر راہِ حق کو مشتبہ کروں گا تاکہ وہ اس سے بے راہ ہو جائے۔

اور جو گمراہی پر ہوگا اس کے لیے گمراہی کو اور سجا کے اور آراستہ کر کے پیش کروں گا تاکہ وہ اس پر قائم رہے اور لذتوں و شہوتوں میں ان کو گرفتار کروں گا اور آپ اکثر کو ایمان کی حالت میں نہیں پائیں گے۔

(۱۸) ارشاد ہوا فرشتوں کے لباس سے ذلیل اور ہر ایک نیکی سے دور ہو کر نکل جا اور جنوں اور انسانوں میں سے جو بھی تیری اتباع کرے گا میں ان سب سے دوزخ کو بھر دوں گا۔

(۱۹) اور فرمایا آدم علیہ السلام وحوا علیہا السلام جنت میں رہو، باقی اس درخت علم سے کچھ نہ کھانا، کبھی تم دونوں نامناسب کام کرنے والوں میں سے نہ ہو جانا۔

(۲۰۔۲۱) شیطان نے اس درخت سے کھانے کا وسوسہ ڈالا تاکہ ان کے بدن کے اس حصہ کو ان کے سامنے ظاہر کر دے جو نور کے لباس نے پوشیدہ کر رکھا تھا۔

اور شیطان نے ان سے کہا اے آدم و حواؑ اس درخت کے کھانے سے محض اس لیے روکا گیا ہے کہ کہیں تم جنت میں خیر و شر سے واقف نہ ہو جاؤ اور قسم کھائی کہ یہ درخت ہمیشہ زندہ رہنے کا درخت ہے اور مکر و فریب سے اس درخت کے پھل کھانے پر ان کو راضی کر لیا حتی کہ انھوں نے اس کو کھا لیا۔

(۲۲) جب ان دونوں نے اس درخت کا پھل کھایا فوراً ان کے پردہ کا بدن ایک دوسرے کے سامنے ہو گیا اور دونوں شرم و حیاء سے انجیر کے پتوں سے اپنے جسم کو چھپانے لگے، اس وقت آدم و حواؑ سے پروردگار نے کہا کیا میں نے اس درخت سے کھانے سے تمہیں نہیں منع کیا تھا اور کہا تھا کہ شیطان تمہارا کھلا اور واضح دشمن ہے۔

(۲۳) وہ عرض کرنے لگے ہم نے غلطی سے اپنا نقصان کیا، اگر آپ ہم سے درگزر نہ فرمائیں گے تو اس جرم کی وجہ سے ہمارا بڑا نقصان ہوگا۔

(۲۴) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا کہ سب جنت سے اتر جاؤ، تمہارے لیے رہنے اور معیشت کے لیے، موت تک زمین میں جگہ تجویز کی گئی ہے۔

(۲۵) تمہیں زمین میں زندگی بسر کرنا ہے اور وہیں مرنا ہے اور قیامت کے دن اسی میں سے پھر پیدا ہونا ہے۔

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ۭ وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ۙ ذٰلِكَ خَيْرٌ ۭ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۲۶﴾ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا ۭ اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ۭ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَاِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَيْهَآ اٰبَآءَنَا وَاللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا ۭ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ ۭ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸﴾ قُلْ اَمَرَ رَبِّيْ بِالْقِسْطِ ۣ وَاَقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ڛ كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ ﴿۲۹﴾ فَرِيْقًا هَدٰى وَفَرِيْقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلٰلَةُ ۭ اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۳۰﴾ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۳۱﴾ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ۭ قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۳۲﴾ قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۳۴﴾

اے بنی آدم ہم نے تم پر پوشاک اُتاری کہ تمہارا ستر ڈھانکے اور (تمہارے بدن کو) زینت (دے) اور (جو) پرہیز گاری کا لباس (ہے) وہ سب سے اچھا ہے یہ خدا کی نشانیاں ہیں تا کہ لوگ نصیحت پکڑیں (۲۶)۔ اے بنی آدم (دیکھنا کہیں) شیطان تمہیں بہکا نہ دے جس طرح تمہارے ماں باپ کو (بہکا کر) بہشت میں سے نکلوا دیا اور اُن سے اُن کے کپڑے اُتروا دیے تا کہ اُن کے ستر اُن کو کھول کر دکھا دے۔ وہ اور اُس کے بھائی تم کو ایسی جگہ سے دیکھتے رہتے ہیں جہاں سے تم ان کو نہیں دیکھ سکتے۔ ہم نے شیطانوں کو اُن ہی لوگوں کا رفیق بنایا ہے جو ایمان نہیں رکھتے (۲۷)۔ اور جب کوئی بے حیائی کا کام کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے بزرگوں کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے اور خدا نے بھی ہم کو یہی حکم دیا ہے۔ کہہ دو کہ خدا بے حیائی کے کام کرنے کا ہرگز حکم نہیں دیتا۔ بھلا تم خدا کی نسبت ایسی بات کیوں کہتے ہو جس کا تمہیں علم نہیں (۲۸)۔ کہہ دو کہ میرے پروردگار نے تو انصاف کرنے کا حکم دیا ہے اور یہ کہ ہر نماز کے وقت سیدھا (قبلے کی طرف) رُخ کیا کرو اور خاص اُسی کی عبادت کرو اور اُسی کو پکارو۔ اُس نے جس طرح تم کو ابتدا میں پیدا کیا تھا اِسی طرح تم پھر پیدا ہو گے (۲۹)۔ ایک فریق کو تو اُس نے ہدایت دی اور ایک فریق پر گمراہی ثابت ہو چکی۔ اُن لوگوں نے خدا کو چھوڑ کر شیطانوں کو رفیق بنا لیا اور سمجھتے (یہ) ہیں کہ ہدایت یاب ہیں (۳۰)۔ اے بنی آدم! ہر نماز کے وقت اپنے تئیں مزین کیا کرو اور کھاؤ اور پیو اور بے جا نہ اُڑاؤ کہ خدا بے جا اُڑانے والوں کو دوست نہیں رکھتا (۳۱)۔ پوچھو تو کہ جو زینت (و آرائش) اور کھانے (پینے) کی پاکیزہ چیزیں خدا نے اپنے بندوں کے لئے پیدا کی ہیں اُن کو حرام کس نے کیا ہے؟ کہہ دو کہ یہ چیزیں دنیا کی زندگی میں ایمان والوں کے لیے ہیں اور قیامت کے دن خاص اِنہی کا حصہ ہوں گی۔ اسی طرح خدا اپنی آیتیں سمجھنے والوں کے لئے کھول کھول کر بیان فرماتا ہے (۳۲)۔ کہہ دو کہ میرے پروردگار نے تو بے حیائی کی باتوں کو ظاہر ہوں یا پوشیدہ اور گناہ کو اور ناحق زیادتی کرنے کو حرام کیا ہے۔ اور اس کو بھی کہ تم کسی کو خدا کا شریک بناؤ جس کی اُس نے کوئی سند نازل نہیں کی اور اس کو بھی کہ خدا کے بارے میں ایسی باتیں کہو جن کا تمہیں کچھ علم نہیں (۳۳)۔ اور ہر ایک فرقے کے لیے (موت کا) ایک وقت مقرر ہے۔ جب وہ وقت آ جاتا ہے تو نہ تو ایک گھڑی دیر کر سکتے ہیں نہ جلدی (۳۴)

تفسير سورة الاعراف آيات (٢٦) تا (٣٤)

(۲۶) روئی، اون اور بالوں وغیرہ کے کپڑے تمہارے لیے پیدا کیے اور تمہیں دیے تا کہ تم اس سے اپنے پردہ دار جسم کو چھپاؤ اور مال اور گھریلو سامان بھی دیا، باقی توحید و عفت کا لباس روئی کے لباس سے بہت زیادہ بہتر ہے اور یہ

کپڑے اللّٰہ کے عجائبات میں سے ہیں تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔

(۲۷) تمہیں شیطان ہرگز میری اطاعت سے کسی خرابی میں نہ مبتلا کردے جیسا کہ اس نے آدم وحواؑ کو مبتلا کیا، اس نے ان سے نور کا لباس اتروا دیا تاکہ ایک دوسرے کے سامنے پردہ دار بدن ظاہر ہوجائے۔

اور شیطان اور اس کے لشکر کو تم نہیں دیکھ سکتے کیوں کہ تمہارے سینے ان کا مرکز ہیں، ہم شیطانوں کو ان لوگوں کا رفیق بنادیتے ہیں جو حضور ﷺ کی رسالت کا انکار کرتے ہیں۔

(۲۸) اور جب وہ لوگ اپنے اوپر بحیرہ، سائبہ، حام وصیلہ کو حرام کرلیتے ہیں تو کہتے ہیں کہ العیاذ باللّٰہ اللّٰہ تعالیٰ نے بھی ہمیں ان چیزوں کا حکم دیا ہے، اے نبی کریم! آپ فرمادیجیے کہ معاصی اور کھیتیوں اور جانوروں کو حرام کرلینے کا اللّٰہ تعالیٰ حکم نہیں دیتا۔

(۲۹) اس نے تو توحید اور ہر ایک نماز کے وقت اپنا رخ اللّٰہ تعالیٰ کی طرف کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور اللّٰہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو کہ توحید کے ساتھ اس عبادت کو خالص اللّٰہ تعالیٰ ہی کے لیے رکھا کرو۔

میثاق کے دن جس طریقہ پر تمہیں نیک وبد، عارف ومنکر، مصدق ومکذب پیدا کیا ہے، اسی طرح لوٹ جاؤ گے۔

(۳۰) اصحاب یمین کو اللّٰہ تعالیٰ نے معرفت وسعادت کے ساتھ اعزاز بخشا اور اصحاب شمال کو بدبختی کی بنا پر ذلیل وخوار کیا، اللّٰہ تعالیٰ اس بات سے اچھی طرح واقف ہے کہ ان لوگوں نے شیاطین کو اپنا دوست بنالیا اور یہ گمراہی والے اپنے کو اللہ تعالیٰ کے دین پر سمجھتے ہیں۔

(۳۱) ہر نماز کے وقت اور طواف کے وقت اپنا لباس پہن لیا کرو۔ گوشت، چربی کھاؤ، دودھ پیو اور پاکیزہ رزق کو اپنے اوپر مت حرام کرو۔ حلال اشیاء کو حرام کرنے والوں کو اللّٰہ تعالیٰ پسند نہیں کرتے۔

شان نزول: يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ (الخ)

امام مسلمؒ نے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ ایام جاہلیت میں عورت بیت اللّٰہ کا ننگے طواف کیا کرتی تھی اور اس کی شرمگاہ پر ایک کپڑا ہوتا تھا اور یہ کہتی تھی کہ آج کے دن خواہ سارا جسم کھل جائے یا بعض اس کا حصہ اور جو اس سے کھل جائے اس کو میں حلال نہیں سمجھتی۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

(۳۲) کفار مکہ ایام جاہلیت میں ایام حج میں اپنے اوپر گوشت اور چربی کو حرام کرلیتے تھے اور حرم شریف میں مرد اور عورتیں رات کے وقت ننگے داخل ہوتے تھے اور بیت اللّٰہ شریف کا ننگے طواف کرتے تھے، اللّٰہ تعالیٰ نے ان تمام چیزوں کو منع کردیا کہ اس کی پیدا کردہ چیزوں کو کس لیے حرام کیا ہے۔

اور آپ یہ بھی فرمادیجیے کہ یہ پاکیزہ چیزیں دنیاوی زندگی میں خالص اہل ایمان کے لیے ہیں، اس طرح ہم ایسے لوگوں کے لیے جو منجانب اللّٰہ ہونے کی تصدیق کرتے ہیں، بذریعہ قرآن کریم حلال وحرام کو بیان کرتے ہیں۔

(۳۳) اے محمد ﷺ آپ ان سے فرمادیجیے زنا اور اجنبیہ کے ساتھ خلوت اور اثم یعنی شراب جیسا کہ شاعر کہتا ہے کہ میں نے شراب اتنی پی کہ میری عقل جاتی رہی، اسی طرح شراب عقل کو ختم کردیتی ہے، میں نے شراب اعلانیہ فنجانوں

میں پی اوراے مخاطب تو ہمارے میں ہتک عزت کا مشاہدہ کرر ہاہے۔
نیز ناحق کسی پر ظلم کرنے کواور بغیر سند اور دلیل کے شرک کرنے کواور خود کھیتیوں جانوروں پاکیزہ چیزوں اور لباسوں کو اپنے اوپر حرام کرنے کو اللّٰہ تعالٰی نے حرام کردیا ہے۔
(۳۴) ہرایک اہل دین کی ہلاکت وتباہی کا ایک وقت معین ہے ان کی ہلاکت وتباہی وقت آنے پر نہ آنکھ جھپکنے کے بقدران کو چھوڑا جائے گا اور نہ وقت آنے سے پہلے بقدر آنکھ جھپکنے کے ان کو ہلاک کیا جائے گا۔

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ ۙ فَمَنِ
اتَّقٰى وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَالَّذِيْنَ
كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۳۶﴾
فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ۭ اُولٰٓئِكَ
يَنَالُهُمْ نَصِيْبُهُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءَتْهُمْ رُسُلُنَا
يَتَوَفَّوْنَهُمْ ۙ قَالُوْٓا اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ
قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا وَشَهِدُوْا عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ﴿۳۷﴾
قَالَ ادْخُلُوْا فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ
فِي النَّارِ ۭ كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا ۭ حَتّٰٓي اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا
جَمِيْعًا ۙ قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ رَبَّنَا هٰٓؤُلَاۗءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ
عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ڛ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۸﴾
وَقَالَتْ اُوْلٰىهُمْ لِاُخْرٰىهُمْ فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ
فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا
بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَاۗءِ وَلَا
يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰي يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ ۭ وَكَذٰلِكَ
نَجْزِي الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۴۰﴾ لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنْ فَوْقِهِمْ
غَوَاشٍ ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۱﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَآ ۡ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا
خٰلِدُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ تَجْرِيْ
مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ ۚ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰىنَا لِھٰذَا ۣ وَمَا كُنَّا
لِنَهْتَدِيَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ لَقَدْ جَاۗءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۭ
وَنُوْدُوْٓا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾
وَنَادٰٓي اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبَ النَّارِ اَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا
رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا ۭ قَالُوْا نَعَمْ ۚ فَاَذَّنَ

اے بنی آدم! (ہم تم کو یہ نصیحت ہمیشہ کرتے رہے ہیں کہ) جب ہمارے پیغمبر تمہارے پاس آیا کریں اور ہماری آیتیں تم کو سُنایا کریں (تو اُن پر ایمان لایا کرو) جو شخص (اُن پر ایمان لا کر خدا سے) ڈرتا رہے گا اور اپنی حالت درست رکھے گا تو ایسے لوگوں کو نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمناک ہوں گے (۳۵)۔ اور جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور اُن سے سرتابی کی وہی دوزخی ہیں کہ ہمیشہ اس میں (جلتے) رہیں گے (۳۶)۔ تو اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو خدا پر جھوٹ باندھے یا اُس کی آیتوں کو جھٹلائے۔ اُن کو اُن کے نصیب کا لِکھا ملتا ہی رہے گا۔ یہاں تک کہ جب اُن کے پاس ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) جان نکالنے آئیں گے۔ تو کہیں گے کہ جن کو تم خدا کے سِوا پکارا کرتے تھے وہ (اب) کہاں ہیں؟ وہ کہیں گے (معلوم نہیں) کہ وہ ہم سے (کہاں) غائب ہوگئے اور اقرار کریں گے کہ بیشک وہ کافر تھے (۳۷)۔ تو خدا فرمائے گا کہ جنوں اور انسانوں کی جو جماعتیں تم سے پہلے ہو گزری ہیں اُن ہی کے ساتھ تم بھی داخلِ جہنم ہو جاؤ۔ جب ایک جماعت (وہاں) جا داخل ہوگی تو اپنی (مذہبی) بہن (یعنی اپنی جیسی دوسری جماعت) پر لعنت کرے گی یہاں تک کہ جب سب اس میں داخل ہو جائیں گے تو پچھلی جماعت پہلی کی نسبت کہے گی کہ اے پروردگار ان ہی لوگوں نے ہم کو گمراہ کیا تھا تو اِن کو آتشِ جہنم کا دُگنا عذاب دے خدا فرمائے گا کہ (تم) سب کو دُگنا (عذاب دیا جائے گا) مگر تم نہیں جانتے (۳۸)۔ اور پہلی جماعت پچھلی سے کہے گی کہ تم کو ہم پر کچھ بھی فضیلت نہ ہوئی۔ تو جو (عمل) تم کیا کرتے تھے اس کے بدلے میں عذاب کے مزے چکھو (۳۹)۔ جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور اُن سے سرتابی کی اُن کے لیے نہ آسمان کے دروازے کھولے جائیں گے اور نہ وہ بہشت میں داخل ہونگے یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں سے نہ نکل جائے اور گناہ گاروں کو ہم ایسی ہی سزا

مُؤَذِّنٌۢ بَيْنَهُمْ اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۴﴾ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ كٰفِرُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَبَيْنَهُمَا حِجَابٌ ۚ وَعَلَى الْاَعْرَافِ رِجَالٌ يَّعْرِفُوْنَ كُلًّاۢ بِسِيْمٰىهُمْ ۚ وَنَادَوْا اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ ۟ لَمْ يَدْخُلُوْهَا وَهُمْ يَطْمَعُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَاِذَا صُرِفَتْ اَبْصَارُهُمْ تِلْقَآءَ اَصْحٰبِ النَّارِ ۙ قَالُوْا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۷﴾

دیا کرتے ہیں (۴۰)۔ایسے لوگوں کے لیے (نیچے) بچھونا بھی (آتش) جہنم کا ہوگا اور اوپر سے اوڑھنا بھی (اسی کا)۔اور ظالموں کو ہم ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں (۴۱)۔اور جو لوگ ایمان لائے اور عمل نیک کرتے رہے (اور) ہم (عملوں) کے لیے کسی شخص کو اُسکی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے۔ایسے ہی لوگ اہلِ بہشت ہیں (کہ) اس میں ہمیشہ رہیں گے (۴۲)۔اور جو کینے اُن کے سینوں میں ہوں گے ہم سب نکال ڈالیں گے اُن کے (محلوں کے) نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی۔اور کہیں گے کہ خدا کا شکر ہے جس نے ہم کو یہاں کا رستہ دکھایا اور اگر خدا ہم کو رستہ نہ دکھاتا تو ہم رستہ نہ پا سکتے۔بے شک ہمارے پروردگار کے رسُول حق بات لے کر آئے تھے۔اور (اُس روز) منادی کردی جائے گی کہ تم اُن عمال کے صلے میں جو (دنیا میں) کرتے تھے اس بہشت کے وارث بنا دیے گئے (۴۳)۔اور اہلِ بہشت دوزخیوں سے پکار کر کہیں گے کہ جو وعدہ ہمارے پروردگار نے ہم سے کیا تھا ہم نے تو اُسے سچّا پالیا۔بھلا جو وعدہ تمہارے پروردگار نے تم سے کیا تھا تم نے بھی اُسے سچّا پایا؟ وہ کہیں گے ہاں۔تو (اس وقت) ان میں ایک پکارنے والا پکار دے گا کہ بےانصافوں پر خدا کی لعنت (۴۴)۔جو خدا کی راہ سے روکتے اور اس میں کجی ڈھونڈتے اور آخرت سے انکار کرتے تھے۔ان دونوں (یعنی بہشت اور دوزخ) کے درمیان (اعراف نام کی) ایک دیوار ہوگی اور اعراف پر کچھ آدمی ہوں گے جو سب کو اُن کی صورتوں سے پہچان لیں گے تو وہ اہلِ بہشت کو پکار کر کہیں گے کہ تم پر سلامتی ہو یہ لوگ (ابھی) بہشت میں تو داخل نہیں ہوئے ہوں گے مگر اُمید رکھتے ہوں گے (۴۶)۔اور جب اُن کی نگاہیں پلٹ کر اہلِ دوزخ کی طرف جائیں گی تو عرض کریں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو ظالم لوگوں کے ساتھ (شامل) نہ کیجیو (۴۷)

تفسیر سورۃ الاعراف آیات (۳۵) تا (۴۷)

(۳۵) جس وقت تمہارے پاس تم ہی میں سے پیغمبر آئیں جو اچھے کام کرنے اور بُرے کاموں سے منع کرنا تم سے بیان کریں، تو جو اس وقت کتاب الٰہی اور رسول پر ایمان لائے اور اطاعت ربّانی کرے تو اسے عذاب کا کوئی خوف نہیں ہوگا۔

(۳۶) اور جو ہماری کتاب اور رسولوں پر ایمان لانے سے تکبر کریں یہی لوگ جہنمی ہیں اس میں ہمیشہ رہیں گے نہ وہاں کبھی موت آئے گی اور نہ اس سے کبھی نجات ملے گی۔

(۳۷) اس شخص سے بڑھ کر سرکش اور ظالم کون ہوگا جو اللّٰہ تعالیٰ پر جھوٹ لگاتا ہے اور رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کی تکذیب کرتا ہے۔

تو کتاب اللّٰہ میں سیاہ چہرے والوں اور نیلی آنکھوں سے جو ان کو ڈرایا گیا ہے، وہ ان کے سامنے آجائے گا، لہٰذا اے محمد ﷺ آپ ان سے دور رہئے یہاں تک کہ ملک الموت (موت کا فرشتہ) اور ان کے مددگار ان کی ارواح قبض کرلیں، وہ ان کی ارواح کے قبض کے وقت کہیں گے کہ تمہارے معبودان باطل کہاں ہیں تمہاری حفاظت کیوں نہیں کرتے۔

کافر کہیں گے ان کو خود اپنی فکر دامن گیر ہے، چنانچہ دنیا میں اللّٰہ تعالیٰ اور رسول کا جو انکار کرتے تھے اس کا اقرار و اعتراف کرلیں گے۔

(۳۸) اللّٰہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا جو فرقے جنات اور انسانوں میں سے گزر گئے تم بھی ان کے ساتھ دوزخ میں داخل ہو جاؤ جو جماعت دوزخ میں داخل ہوگی، اپنی جیسی جماعت پر جو اس سے پہلے داخل ہو چکی ہے، لعنت بھیجے گی۔

جس وقت سب جماعتیں دوزخ میں جائیں گی تو پچھلی جماعت پہلی جماعت والوں کی نسبت کہے گی، ان سرداروں نے ہمیں آپ کی اطاعت اور آپ کے دین سے گمراہ کیا، ان کو ہم سے دوہرا عذاب دیجیے، اللّٰہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا ہر ایک فرقے کو دوہرا عذاب ہے مگر تم اپنے عذاب کی شدت کا سبب نہیں سمجھتے۔

(۳۹) اور پہلی جماعت بعد میں آنے والوں سے کہے گی، ہم کو دوہرا عذاب کیوں ہو، تم نے بھی ہماری طرح کفر کیا اور تم نے بھی غیر اللّٰہ کی، عبادت کی جیسا کہ ہم نے کی، سو تم بھی اپنے اقوال واعمال شرکیہ کی وجہ سے عذاب کا مزہ چکھو۔

(۴۰) قرآن کریم اور رسول اکرم ﷺ کی جھٹلانے والے لوگوں کے اعمال اور ارواح کے چڑھنے کے لیے آسمانی دروازے نہیں کھولے جائیں گے جیسا کہ اونٹ سوئی کے ناکہ میں نہیں داخل ہو سکتا ہے یا یہ کہ تاوقتیکہ وہ موٹی رسی جس سے کشتی کو باندھا جاتا ہے، سوئی کے ناکہ میں داخل ہو جائے یہ چیز ناممکن ہے تو ان کا جنت میں داخلہ بھی ناممکن ہے۔

(۴۱) ان مشرکین کے لیے آگ کا بستر اور اوڑھنا ہوگا ان مشرکوں کی یہی سزا ہے۔

(۴۲) یعنی رسول اکرم ﷺ اور قرآن حکیم پر ایمان لائے اور حقوق اللّٰہ کی بجا آوری کی اور ہم اعمال کا مکلف اس کی طاقت سے زیادہ نہیں بناتے یہ مومن جنت والے ہیں، یہ جنت میں ہمیشہ رہیں گے، نہ ان کو وہاں موت آئے گی اور نہ اس سے نکالے جائیں گے۔

(۴۳) دنیا میں جو کچھ ان کے دلوں میں بغض، حسد اور دشمنی تھی، سب کو ہم نکال دیں گے، آخرت میں ان کے محلات اور تختوں کے نیچے سے شہد، دودھ، پانی، شراب کی نہریں جاری ہوں گی۔

جب یہ حضرات اپنے مقامات اور حیات جاودانی کے چشمے پر پہنچیں گے تو کہیں گے اللّٰہ کا بہت احسان ہے جس نے اس مقام اور چشمہ پر پہنچایا اور یہ تفسیر بھی کی گئی ہے کہ جب یہ حضرات ایمان کی بدولت اس اعزاز و اکرام کو دیکھیں گے تو کہیں گے کہ اللّٰہ تعالیٰ کا بہت شکر و احسان ہے کہ اس نے ہمیں اس دین اسلام کی ہدایت عطا فرمائی اور دین اسلام پر ہماری کبھی رسائی نہ ہوتی اگر ہمیں اللّٰہ تعالیٰ ہدایت نہ فرماتے۔

واقعی پیغمبر سچائی اور ثواب کرامت کی خوشخبری لے کر آئے، ان سے کہا جائے گا تمہارے دنیاوی اعمال صالحہ کی وجہ سے چیزیں تمہیں دی گئی ہیں۔

(۴۴۔۴۵) یعنی ہم نے تو ثواب اور کرامت واضح طور پر دیکھ لیا، اے اہل جہنم! کیا تم نے بھی عذاب اور ذلت کو صحیح پایا۔

پھر اہل جنت اور اہل دوزخ کے درمیان ایک پکارنے والا پکارے گا کہ ان کافروں پر اللّٰہ تعالیٰ کا عذاب اور لعنت نازل ہو، جو لوگوں کو دین الٰہی اور اطاعت خداوندی سے روکا کرتے تھے اور دین میں کجی کی باتیں پیدا کرتے تھے اور مرنے کے بعد جینے کے بھی منکر تھے۔

(۴۶) اور جنت اور دوزخ کے درمیان ایک آڑ ہوگی اور اس آڑ اور دیوار (اعراف) پر بہت لوگ ہوں گے جن کی حسنات اور سیئات میزان میں برابر ہوں گی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ایسے عالم فقہا ہوں گے جو رزق کے معاملے میں

شک کرتے تھے۔

یہ لوگ دونوں جماعتوں کو یعنی اہل جنت میں اور اہل دوزخ کو ان کے قیافہ سے پہچان لیں گے کیوں کہ دوزخیوں کی صورتیں سیاہ اوران کی آنکھیں نیلی ہوں گی اور جنت میں داخل ہونے والوں کے چہرے سفید، چمک دار، اورنورانی ہوں گے۔

اوراصحاب اعراف اہل جنت کو کہیں گے السلام علیکم! مگر یہ ابھی تک جنت میں داخل نہیں ہوں گے اوراس کے امیدوار ہوں گے۔

(۴۷) اور جب اصحاب اعراق کی دوزخیوں پر نظر پڑے گی تو کہیں گے پروردگار ہمیں ان مشرکوں کے ساتھ عذاب میں نہ شامل کیجیے۔

وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا يَّعْرِفُوْنَهُمْ بِسِيْمٰىهُمْ قَالُوْا مَآ اَغْنٰى عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ ۞ اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمْتُمْ لَا يَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ ؕ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ۞ وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ اَفِيْضُوْا عَلَيْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ؕ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۞ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَهْوًا وَّلَعِبًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ نَنْسٰىهُمْ كَمَا نَسُوْا لِقَآءَ يَوْمِهِمْ هٰذَا ۙ وَمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ۞ وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۞ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا تَاْوِيْلَهٗ ؕ يَوْمَ يَاْتِيْ تَاْوِيْلُهٗ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ نَسُوْهُ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۚ فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَآءَ فَيَشْفَعُوْا لَنَآ اَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ؕ قَدْ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۞

اوراہل اعراف (کافر) لوگوں کو جنہیں اُن کی صورتوں سے شناخت کرتے ہوں گے پکاریں گے اور کہیں گے (کہ آج) نہ تو تمہاری جماعت ہی تمہارے کچھ کام آئی اور نہ تمہارا تکبر (ہی سُود مند ہوا) (۴۸)۔(پھر مومنوں کی طرف اشارہ کر کے کہیں گے) کہ کیا یہ وہی لوگ ہیں جن کے بارے میں تم قسمیں کھایا کرتے تھے کہ (خدا) اپنی رحمت سے ان کی دستگیری نہیں کرے گا (تو مومنو) تم بہشت میں داخل ہو جاؤ تمہیں کچھ خوف نہیں اور نہ تم کو کچھ رنج واندوہ ہوگا (۴۹)۔اور دوزخی بہشتیوں سے (گڑگڑا کر) کہیں گے کہ کسی قدر ہم پر پانی بہاؤ یا جو رزق خدا نے تمہیں عنایت فرمایا ہے ان میں سے (کچھ ہمیں بھی دو) وہ جواب دینگے کہ خدا نے بہشت کا پانی اور رزق کافروں پر حرام کردیا ہے (۵۰)۔جنہوں نے اپنے دین کو تماشہ اور کھیل بنا رکھا تھا اور دُنیا کی زندگی نے اُنھیں دھوکے میں ڈال رکھا تھا۔تو جس طرح یہ لوگ اس دن کے آنے کو بھولے ہوئے اور ہماری آیتوں سے منکر ہو رہے تھے اسی طرح آج ہم بھی انہیں بھلا دیں گے (۵۱)۔اور ہم نے اُن کے پاس کتاب پہنچا دی ہے جس کو علم اور دانش کے ساتھ کھول کھول کر بیان کردیا ہے (اور) وہ مومن لوگوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے (۵۲)۔کیا یہ لوگ وعدۂ عذاب کے منتظر ہیں۔جس دن وہ وعدہ آجائے گا۔تو جولوگ اسکو پہلے سے بھولے ہوئے ہونگے وہ بول اُٹھیں گے کہ بیشک ہمارے پروردگار کے رسُول حق لے کر آئے تھے۔بھلا (آج) ہمارے کوئی سفارشی ہیں کہ ہماری سفارش کریں یا ہم (دُنیا میں) پھر لوٹا دیے جائیں کہ جو عمل (بد) ہم (پہلے) کرتے تھے (وہ نہ کریں بلکہ) اُن کے سوا اور (نیک) عمل کریں۔بے شک ان لوگوں نے اپنا نقصان کیا اور جو کچھ یہ افترا کیا کرتے تھے اُن سے سب جاتا رہا (۵۳)۔

تفسیر سورۃ الاعراف آیات (٤٨) تا (٥٤)

(۴۸) اور یہ اصحاب اعراف بہت سے کافروں کو ان کی سیاہ اور بدنما صورتوں اور نیلی آنکھوں کی وجہ سے دوزخ میں داخلہ کے وقت پہچان کر کہیں گے مثلاً اے ولید بن مغیرہ، اے ابوجہل، اے امیہ بن خلف، اے ابی بن خلف، اے اسود بن عبدالمطلب، اے رؤساء کفار! تمہارا مال و دولت او ررسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لانے سے تکبر کرنا آج تمہارے کچھ کام نہ آسکا۔

(۴۹) پھران اصحاب اعراف کی جنت والوں پر نظر پڑے گی وہاں حضرت سلمان فارسیؓ، حضرت صہیبؓ، حضرت عمارؓ اور تمام ضعیف اور مساکین نظر آئیں گے، تو کہیں گے اے گروہ کفار! جنت میں وہی کمزور لوگ ہیں جن کے بارے میں تم دنیا میں قسمیں کھا کر کہا کرتے تھے کہ اللّٰہ تعالیٰ ان کو جنت میں نہیں بھیجے گا۔

(۵۰۔۵۱) پھر اللّٰہ تعالیٰ اصحاب اعراف سے فرمائے گا، جنت میں داخل ہو جاؤ آج عذاب کا تم پر کوئی خوف نہیں اور دوزخی جنتیوں سے کہیں گے کہ ہم پر کچھ پانی ڈالو اور کچھ جنت کے میوے دے دو، اہل جنت کہیں گے کہ جنت کے میوے ایسے لوگوں پر، جنھوں نے دین کو مذاق بنالیا تھا حرام کر دیے گئے ہیں (یعنی اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیئے ہیں) اور جو دنیاوی فراخیوں میں مست تھے، قیامت کے دن ہم ایسے لوگوں کو دوزخ میں اسی طرح چھوڑتے ہیں، جیسا کہ انھوں نے اس دن کے اقرار کو چھوڑ دیا تھا اور وہ ہمارے رسولوں کی تکذیب کیا کرتے تھے۔

(۵۲) اور ہم نے ان لوگوں کی طرف رسول اکرم ﷺ کو ایسا قرآن حکیم دے کر بھیجا ہے، جسے ہم نے اپنے علم کامل سے بہت ہی واضح کیا ہے۔ وہ گمراہی سے ذریعہ ہدایت اور عذاب سے ذریعہ رحمت ہے۔ ایسے حضرات کے لیے جو رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان رکھتے ہوں۔

(۵۳) اہل مکہ کو کسی اور بات کا انتظار نہیں کہ وہ جو ایمان نہیں لاتے مگر اس چیز کے انجام کا انتظار ہے جس کا ان سے قرآن حکیم میں وعدہ کیا گیا ہے اور وہ قیامت کا دن ہے۔ جب اس وعدہ کا انجام ان کے سامنے آئے گا تو وہ لوگ جو اس دن کے اقرار کو پہلے ہی سے دنیا میں بھولے بیٹھے تھے۔ کہیں گے بے شک رسول (بعث بعدالموت) جنت اور دوزخ کے بیان لے کر آئے، مگر ہم نے ان کو جھٹلایا تو اب عذاب سے نجات دلانے والا کوئی ہے یا دنیا ہی میں ہم کو لوٹا دیا جائے تو ہم شرک کو چھوڑ کر ایمان لائیں اور نیک اعمال کریں، ان لوگوں نے خود جنت کے ضائع کرنے اور دوزخ کو اپنے اوپر لازم کرنے کی وجہ سے اپنے آپ کو دھوکا دیا ہے ان کے جھوٹے معبدوں نے ان کو اس چیز سے منع کر دیا۔



اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ یُغْشِی الَّیْلَ النَّهَارَ یَطْلُبُهٗ حَثِیْثًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍ بِاَمْرِهٖ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۵۴﴾ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَةً اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ﴿۵۵﴾ وَلَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۵۶﴾ وَهُوَ الَّذِیْ یُرْسِلُ الرِّیٰحَ بُشْرًا بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِهٖ حَتّٰی اِذَا اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّیِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰی لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۷﴾

کچھ شک نہیں کہ تمہارا پروردگار خدا ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا پھر عرش پر جا ٹھیرا وہی رات کو دن کا لباس پہناتا ہے کہ وہ اسکے پیچھے دوڑتا چلا آتا ہے اور اُسی نے سُورج اور چاند ستاروں کو پیدا کیا سب اُسی کے حکم کے مطابق کام میں لگے ہوئے ہیں۔ دیکھو سب مخلوق بھی اُسی کی ہے اور حکم بھی (اُسی کا ہے) یہ خدائے ربّ العالمین بڑی برکت والا ہے (۵۴)۔ (لوگو) اپنے پروردگار سے عاجزی سے اور چپکے چپکے دُعائیں مانگا کرو۔ وہ حد سے بڑھنے والوں کو دوست نہیں رکھتا (۵۵)۔ اور ملک میں اصلاح کے بعد خرابی نہ کرنا اور خدا سے خوف کرتے ہوئے اور امید رکھ کر دُعائیں مانگتے رہنا۔ کچھ شک نہیں کہ خدا کی رحمت نیکی کرنے والوں سے قریب ہے (۵۶)۔ اور وہی تو ہے جو اپنی رحمت (یعنی مینہ) سے پہلے ہواؤں کو خوش خبری (بنا کر) بھیجتا ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ بھاری بھاری بادلوں کو اُٹھا لاتی ہیں تو ہم اس کو ایک مری ہوئی بستی کی طرف ہانک دیتے ہیں۔ پھر بادل سے مینہ برساتے ہیں پھر مینہ سے ہر طرح کے پھل پیدا کرتے ہیں۔ اسی طرح ہم مُردوں کو (زمین سے) زندہ کر کے باہر نکالیں گے۔ (یہ آیات اس لئے بیان کی جاتی ہیں) تا کہ تم نصیحت پکڑو (۵۷)۔

تفسیر سورة الاعراف آیات (٥٤) تا (٥٧)

(۵۴) اللہ نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا جس کے ایک دن کی درازی ایک ہزار سال کے برابر تھی، پھر تخت شاہی پر قائم ہوا۔ رات کو دن سے اور دن کو رات سے چھپا دیتا ہے، بایں طور کہ رات تیزی سے جاتی ہے اور دن تیزی سے آجاتا ہے، اسی طرح دن تیزی سے جاتا ہے اور رات آجاتی ہے اور سورج وغیرہ کو پیدا کیا کہ سب اپنی رفتار میں اسی کے حکم کے تابع ہیں۔

اللہ ہی نے تمام آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا اور وہی قیامت کے دن تمام مخلوق کے درمیان فیصلہ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ تمام جہانوں کا آقا اور ان کی نگرانی کرنے والا برکتوں اور بلندیوں والا ہے۔

(۵۵) ظاہری اور پوشیدہ طور پر یا یہ کہ ڈر اور عاجزی ظاہر کر کے دعا کیا کرو وہ دعا میں ایسی باتوں کو پسند کرتا ہے جو ان کے لیے نیکوکاروں کے خلاف جائز نہیں۔

(۵۶) اللہ کی نافرمانداری اور دین الٰہی کی دعوت کے بعد گناہ اور غیر اللہ کی عبادت مت کرو اور اللہ تعالیٰ سے اور اس کے عذاب سے ڈرتے رہو اور جنت کے امیدوار رہو، اس کی عبادت کرو، اللہ تعالیٰ جنت میں ایسے مومنوں سے جو قول و عمل کے اعتبار سے محسن ہوں قریب ہے۔

(۵۷) وہ بارش سے قبل ہوا کو خوشی کا باعث بنا کر بھیجتا ہے جب وہ ہوائیں ایسے بادلوں کو جو پانی سے وزنی ہوں،

اٹھا لیتی ہیں، پھر ہم ایسی جگہ پر جہاں سبزہ نہیں ہوتا، اسے برسا دیتے ہیں اور اس بارش کے ذریعے اس جگہ مختلف قسموں
کے پھل اگاتے ہیں، (۵۸) جیسا کہ ہم چٹیل زمین میں سبزیاں اگاتے ہیں، اسی طرح ہم مردوں کو قبروں سے نکال
کھڑا کریں گے تاکہ تم لوگ نصیحت حاصل کرو۔

وَالْبَلَدُ الطَّیِّبُ یَخْرُجُ نَبَاتُهٗ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۚ وَالَّذِیْ خَبُثَ
لَا یَخْرُجُ اِلَّا نَکِدًا ؕ کَذٰلِکَ نُصَرِّفُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّشْکُرُوْنَ
لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖ فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا
لَکُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْکُمْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ
قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىکَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ قَالَ
یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ ضَلٰلَةٌ وَّلٰکِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ
اُبَلِّغُکُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَاَنْصَحُ لَکُمْ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا
تَعْلَمُوْنَ اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَکُمْ ذِکْرٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ عَلٰی رَجُلٍ
مِّنْکُمْ لِیُنْذِرَکُمْ وَلِتَتَّقُوْا وَلَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ فَکَذَّبُوْهُ فَاَنْجَیْنٰهُ
وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ فِی الْفُلْکِ وَاَغْرَقْنَا الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا ؕ
اِنَّهُمْ کَانُوْا قَوْمًا عَمِیْنَ وَاِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ قَالَ
یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ
قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىکَ فِیْ
سَفَاهَةٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّکَ مِنَ الْکٰذِبِیْنَ قَالَ یٰقَوْمِ
لَیْسَ بِیْ سَفَاهَةٌ وَّلٰکِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ
اُبَلِّغُکُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَاَنَا لَکُمْ نَاصِحٌ اَمِیْنٌ اَوَعَجِبْتُمْ
اَنْ جَآءَکُمْ ذِکْرٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ عَلٰی رَجُلٍ مِّنْکُمْ لِیُنْذِرَکُمْ ؕ
وَاذْکُرُوْۤا اِذْ جَعَلَکُمْ خُلَفَآءَ مِنْ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّزَادَکُمْ
فِی الْخَلْقِ بَصْۜطَةً ۚ فَاذْکُرُوْۤا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ

جو زمین پاکیزہ (ہے) اس میں سے سبزہ بھی پروردگار کے حکم سے
(نفیس ہی) نکلتا ہے اور جو خراب ہے اس میں سے جو کچھ نکلتا ہے
ناقص ہوتا ہے۔ اسی طرح ہم آیتوں کو شکر گزار لوگوں کے لئے پھیر
پھیر کر بیان کرتے ہیں (۵۸)۔ ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف
بھیجا تو انہوں نے (ان سے) کہا اے میری برادری کے لوگو خدا کی
عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ مجھے تمہارے بارے
میں بڑے دن کے عذاب کا (بہت ہی) ڈر ہے (۵۹)۔ تو جو ان کی
قوم میں سردار تھے وہ کہنے لگے کہ ہم تمہیں صریح گمراہی میں (مبتلا)
دیکھتے ہیں (۶۰)۔ انہوں نے کہا کہ اے قوم مجھ میں کسی طرح کی
گمراہی نہیں ہے بلکہ میں پروردگار عالم کا پیغمبر ہوں (۶۱)۔ تمہیں
اپنے پروردگار عالم کے پیغام پہنچاتا ہوں اور تمہاری خیرخواہی کرتا
ہوں اور مجھ کو خدا کی طرف سے ایسی باتیں معلوم ہیں جن سے تم بے خبر
ہو (۶۲)۔ کیا تم کو اس بات سے تعجب ہوا ہے کہ تم میں سے ایک شخص
کے ہاتھ تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس نصیحت آئی تا
کہ وہ تم کو ڈرائے اور تاکہ تم پرہیزگار بنو اور تاکہ تم پر رحم کیا جائے
(۶۳)۔ مگر ان لوگوں نے ان کی تکذیب کی۔ تو ہم نے نوح کو اور جو
ان کے ساتھ کشتی میں سوار تھے ان کو تو بچا لیا اور جن لوگوں نے
ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا انہیں غرق کردیا۔ کچھ شک نہیں کہ وہ اندھے
لوگ تھے (۶۴)۔ اور (اسی طرح) قوم عاد کی طرف ان کے بھائی
ہود کو بھیجا۔ انہوں نے کہا بھائیو خدا ہی کی عبادت کرو۔ اس کے سوا
تمہارا کوئی معبود نہیں کیا تم ڈرتے نہیں؟ (۶۵)۔ تو ان کی قوم کے
سردار جو کافر تھے کہنے لگے کہ تم ہمیں احمق نظر آتے ہو اور ہم تمہیں
جھوٹا خیال کرتے ہیں (۶۶)۔ انہوں نے کہا کہ بھائیو! مجھ میں
حماقت کی کوئی بات نہیں بلکہ میں رب العالمین کا پیغمبر ہوں (۶۷)۔ میں تمہیں خدا کے پیغام پہنچاتا ہوں اور تمہارا امانت دار خیرخواہ
ہوں (۶۸)۔ کیا تم کو اس بات سے تعجب ہوا ہے کہ تم میں سے ایک شخص کے ہاتھ تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس نصیحت
آئی تاکہ وہ تمہیں ڈرائے اور یاد تو کرو جب اس نے تم کو قوم قوح کے بعد سردار بنایا اور تم کو پھیلاؤ زیادہ دیا۔ پس خدا کی نعمتوں کو یاد کرو
تاکہ نجات حاصل کرو (۶۹)۔

تفسیر سورة الاعراف آیات (۵۸) تا (۶۹)

(۵۸) جو زمین بنجر نہیں ہوتی زرخیز ہوتی ہے اس میں اللہ کے حکم سے بغیر کسی مشکل کے خوب پیداوار ہوتی ہے اسی طرح خالص مومن احکام الٰہی خوش دلی کے ساتھ بجالاتا ہے اور جو جگہ خراب اور بنجر ہوتی ہے، وہاں پیداوار بہت مشکل سے اور کم ہوتی ہے اسی طرح منافق زبردستی اللہ تعالیٰ کے احکام کی کچھ بجا آوری کرتا ہے، ہم قرآن کریم میں مومنوں کے لیے منکروں اور ماننے والوں کی مثالیں بیان کرتے ہیں۔

(۵۹۔۶۰۔۶۱۔۶۲) حضرت نوح علیہ السلام نے کہا اللہ تعالیٰ کی توحید بیان کرو، اس کے سوا جن کو تم لوگ پکارتے ہو وہ کچھ نہیں۔ میں یہ بات اچھی طرح جانتا ہوں کہ اگر تم ایمان نہ لائے تو تم پر بڑے دن کے عذاب کا خدشہ ہے۔ سردار کہنے لگے نوح علیہ السلام تم تو ایک صریح غلطی میں مبتلا ہو، حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا میں تمہیں اوامر ونواہی کی تبلیغ کرتا اور اللہ کے عذاب سے ڈراتا ہوں اور ایمان اور توبہ کی طرف بلاتا ہوں اگر تم ایمان نہ لائے تو تم پر عذاب نازل ہوگا۔

(۶۳) بلکہ تمہیں اس سے تعجب ہو رہا ہے کہ تمہارے جیسے انسان پر نبوت آگئی ہے کہ وہ تمہیں ڈرائے تا کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور غیر اللہ سے بچو، تاکہ اس کی وجہ سے تم پر رحم کیا جائے اور عذاب سے نجات ملے۔

(۶۴) انھوں نے (یعنی کافروں نے) حضرت نوح علیہ السلام کی تکفیر کی ہم نے سب کشتی والوں کو غرق اور عذاب سے نجات دی اور جنھوں نے ہماری کتاب اور ہمارے رسول نوح علیہ السلام کی تکذیب کی، ان کو غرق کردیا یعنی پانی میں ڈبو دیا، بے شک وہ ہدایت سے بے بہرہ اور کافر تھے۔

(۶۵) اور قوم عاد کی طرف ہم نے ان کے بھائی کو نبی بنا کر بھیجا تاکہ اللہ تعالیٰ کی توحید کے قائل ہوجاؤ اور جن ماسوا اللہ چیزوں کو پکارتے ہو ان کی عبادت سے ڈرو اور باز آؤ۔

(۶۶) قوم کے سردار کہنے لگے ہود علیہ السلام ہم تمہیں کم عقل اور تمہیں اپنی باتوں میں جھوٹا سمجھتے ہیں۔

(۶۷۔۶۸) ہود علیہ السلام نے فرمایا میں کم عقل نہیں ہوں، بلکہ تمہیں اوامر ونواہی کی تبلیغ کرتا ہوں اور عذاب الٰہی سے ڈراتا اور توبہ اور ایمان کی دعوت دیتا ہوں، میں احکام الٰہی کے پہنچانے میں امین ہوں یا یہ کہ اس سے قبل تو میں تم لوگوں میں امین تھا، اب پھر آج تم مجھے تہمت کیوں لگاتے ہو۔

(۶۹) کیا تم ہی کو اس بات پر تعجب ہے کہ تمہارے جیسا ہی ایک آدمی تمہارے پاس نبوت لے کر آیا ہے تاکہ تمھیں اللہ کے عذاب سے ڈرائے، اس وقت کو یاد کرو جب تمہیں حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے ہلاک ہونے کے بعد آباد کیا اور جسامت میں ایک خاص فضیلت بھی دی، اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کر کے اس پر ایمان لاؤ تاکہ تمہیں عذاب الٰہی سے نجات ملے۔

قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ
اٰبَآؤُنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝
قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّغَضَبٌ ۭ
اَتُجَادِلُوْنَنِيْ فِيْٓ اَسْمَاۗءٍ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّا
نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ۭ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ
الْمُنْتَظِرِيْنَ ۝ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا
وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝
وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا
لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ قَدْ جَاۗءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۭ
هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ
اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْۗءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝
وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاۗءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ وَّبَوَّاَكُمْ
فِي الْاَرْضِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا وَّتَنْحِتُوْنَ
الْجِبَالَ بُيُوْتًا ۚ فَاذْكُرُوْٓا اٰلَاۗءَ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ
مُفْسِدِيْنَ ۝ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ
لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ
صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ۝
قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا بِالَّذِيْٓ اٰمَنْتُمْ بِهٖ
كٰفِرُوْنَ ۝ فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ
وَقَالُوْا يٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝

وہ کہنے لگے کیا تم ہمارے پاس اس لیے آئے ہو کہ ہم اکیلے خدا ہی کی عبادت کریں اور جن کو ہمارے باپ دادا پوجتے چلے آئے ہیں اُن کو چھوڑ دیں؟ تو اگر سچے ہو تو جس چیز سے ہمیں ڈراتے ہو اُسے لے آؤ (۷۰)۔ ہُود نے کہا کہ تمہارے پروردگار کی طرف سے تم پر عذاب اور غضب (کا نازل ہونا) مقرر ہو چکا ہے۔ کیا تم مجھ سے ایسے ناموں کے بارے میں جھگڑتے ہو جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے (اپنی طرف سے) رکھ لئے ہیں۔ جن کی خدا نے کوئی سند نازل نہیں کی۔ تو تم بھی انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں (۷۱)۔ پھر ہم نے ہود کو اور جو لوگ اُن کے ساتھ تھے اُن کو نجات بخشی اور جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا اُن کی جڑ کاٹ دی۔ اور وہ ایمان لانے والے تھے ہی نہیں (۷۲)۔ اور قوم ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا۔ (تو) صالح نے کہا کہ اے قوم! خدا ہی کی عبادت کرو اسکے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک معجزہ آ چکا ہے (یعنی) یہی خدا کی اُونٹنی تمہارے لئے معجزہ ہے۔ تو اسے (آزاد) چھوڑ دو کہ خدا کی زمین میں چرتی پھرے اور تم اُسے بُری نیت سے ہاتھ بھی نہ لگانا۔ ورنہ عذابِ الیم میں تمہیں پکڑ لے گا (۷۳)۔ اور یاد تو کرو جب اُس نے تم کو قوم عاد کے بعد سردار بنایا اور زمین پر آباد کیا۔ کہ نرم زمین سے (مٹی لے لے کر) محل تعمیر کرتے ہو اور پہاڑوں کو تراش تراش کر گھر بناتے ہو۔ پس خدا کی نعمتوں کو یاد کرو اور زمین میں فساد نہ کرتے پھرو (۷۴)۔ تو اُن کی قوم میں سردار لوگ جو غرور رکھتے تھے غریب لوگوں سے جو ان میں سے ایمان لے آئے تھے کہنے لگے بھلا تم یقین کرتے ہو کہ صالح اپنے پروردگار کی طرف سے بھیجے گئے ہیں؟ اُنہوں نے کہا ہاں جو چیز وہ دے کر بھیجے گئے ہیں ہم اُس پر بلاشبہ ایمان رکھتے ہیں (۷۵)۔ تو (سردارانِ) مغرور کہنے لگے کہ جس چیز پر تم ایمان لائے ہو ہم تو اُس کو نہیں مانتے (۷۶)۔ آخر اُنہوں نے اونٹنی (کی کونچوں) کو کاٹ ڈالا اور اپنے پروردگار کے حکم سے سرکشی کی اور کہنے لگے کہ صالح! جس چیز سے تم ہمیں ڈراتے تھے اگر تم (خدا کے) پیغمبر ہو تو اُسے ہم پر لے آؤ (۷۷)۔

تفسیر سورۃ الاعراف آیات (۷۰) تا (۷۷)

(۷۰۔۷۱) وہ کہنے لگے کیا ہم اپنے ان معبودوں کو چھوڑ دیں، انھوں نے فرمایا کہ اللّٰہ تعالیٰ کا غصہ اور عذاب تم پر نازل ہونے والا ہے کیا تم مجھ سے ان معبودوں کے بارے میں جھگڑتے ہو جن کی پرستش پر اللہ کی جانب سے کوئی حجت اور دلیل نازل نہیں ہوئی، بس اب تو تم ہلاک ہونے کا انتظار کرو۔

(۷۲) چنانچہ ہم نے حضرت ہود علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کو بچالیا اور ان لوگوں کو جنھوں نے ہماری کتاب اور ہمارے رسول ہود علیہ السلام کی تکذیب کی تھی ہلاک کر دیا اور جن لوگوں کو ہم نے ہلاک کیا وہ سب کے سب منکر اور انکار کرنے والے تھے۔

(۷۳) اور قوم ثمود کی طرف ہم نے انھی میں سے نبی بھیجا اور کہا گیا ہے کہ حضرت صالح علیہ السلام ان کے نسبی بھائی تھے، دینی بھائی نہیں تھے، انھوں نے فرمایا توحید خداوندی کے قائل ہو جاؤ اور جس اللّٰہ پر میں تمھیں ایمان لانے کا حکم دیتا ہوں، اس کے علاوہ اور کوئی عبادت کے لائق نہیں، تمہارے پروردگار کی طرف سے میرے رسول ہونے پر یہ اونٹنی ایک واضح دلیل بھی موجود ہے، اس اونٹنی کو چھوڑ دو کہ یہ چرتی رہے اور اس کے پیر مت کاٹنا، کیوں کہ ایسا کرنے کے بعد تمھیں عذاب الٰہی آ گھیرے گا۔

(۷۴) اور وہ وقت بھی یاد کرو جب قوم عاد کے ہلاک کرنے کے بعد ہم نے تمھیں زمین میں آباد کیا اور یہ لوگ گرمیوں کے لیے نرم زمین میں اور سردیوں کے لیے پہاڑوں پر مکانات بناتے تھے اللّٰہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کو یاد کر کے اس پر ایمان لاؤ اور زمین میں غیر اللّٰہ کی پرستش اور دیگر گناہ کے کاموں کو مت کرو۔

(۷۵) ان رئیسوں نے جو کہ منکر تھے غریب لوگوں سے کہا، کیا تم صالح علیہ السلام کی رسالت کے قائل ہو، انھوں نے کہا ہم تو بے شک ان کی تصدیق کرنے والے ہیں۔

(۷۶۔۷۷) وہ منکر اور کافر بولے ہم تو اس کی رسالت کا انکار کرتے ہیں، چنانچہ انھوں نے اونٹنی کو مار ڈالا اور اپنے پروردگار کے اس حکم کی بجا آوری سے جس کا حضرت صالح علیہ السلام نے ان کو حکم دیا تھا انکار کر دیا اور بطور استہزاء اور مذاق کے بولے اچھا عذاب لے آؤ۔



فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جَاثِمِينَ ﴿٧٨﴾
فَتَوَلَّىٰ عَنْهُمْ وَقَالَ يَا قَوْمِ لَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ
رَبِّي وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلَٰكِن لَّا تُحِبُّونَ النَّاصِحِينَ ﴿٧٩﴾
وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُم
بِهَا مِنْ أَحَدٍ مِّنَ الْعَالَمِينَ ﴿٨٠﴾ إِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ
شَهْوَةً مِّن دُونِ النِّسَاءِ ۚ بَلْ أَنتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُونَ ﴿٨١﴾
وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَن قَالُوا أَخْرِجُوهُم
مِّن قَرْيَتِكُمْ ۖ إِنَّهُمْ أُنَاسٌ يَتَطَهَّرُونَ ﴿٨٢﴾ فَأَنجَيْنَاهُ
وَأَهْلَهُ إِلَّا امْرَأَتَهُ كَانَتْ مِنَ الْغَابِرِينَ ﴿٨٣﴾ وَأَمْطَرْنَا
ع عَلَيْهِم مَّطَرًا ۖ فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِينَ ﴿٨٤﴾
وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۗ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ
مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ قَدْ جَاءَتْكُم بَيِّنَةٌ مِّن
رَّبِّكُمْ ۖ فَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ
أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا ۚ
ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿٨٥﴾ وَلَا تَقْعُدُوا
بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوعِدُونَ وَتَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ
اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِهِ وَتَبْغُونَهَا عِوَجًا ۚ وَاذْكُرُوا إِذْ كُنتُمْ
قَلِيلًا فَكَثَّرَكُمْ ۖ وَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ ﴿٨٦﴾
وَإِن كَانَ طَائِفَةٌ مِّنكُمْ آمَنُوا بِالَّذِي أُرْسِلْتُ
بِهِ وَطَائِفَةٌ لَّمْ يُؤْمِنُوا فَاصْبِرُوا حَتَّىٰ يَحْكُمَ
اللَّهُ بَيْنَنَا ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ ﴿٨٧﴾

تو اُن کو بھونچال نے آ پکڑا اور وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے (۷۸)۔ پھر صالح اُن سے (نا اُمید ہوکر) پھرے اور کہا کہ میری قوم! میں نے تم کو خدا کا پیغام پہنچا دیا اور تمہاری خیر خواہی کی مگر تم (ایسے ہو کہ) خیر خواہوں کو دوست نہیں رکھتے (۷۹)۔ اور (اسی طرح جب ہم نے) لوط کو (پیغمبر بنا کر بھیجا تو) اُس وقت اُنہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ تم ایسی بے حیائی کا کام کیوں کرتے ہو کہ تم سے پہلے اہلِ عالم میں کسی نے اس طرح کا کام نہیں کیا (۸۰)۔ یعنی خواہشِ نفسانی پُورا کرنے کے لئے عورتوں کو چھوڑ کر لونڈوں پر گرتے ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ تم لوگ حد سے نکل جانے والے ہو (۸۱)۔ تو اُن سے اس کا جواب کچھ نہ بن پڑا اور بولے کہ ان لوگوں (یعنی لُوط اور اُن کے گھر والوں کو) اپنے گاؤں سے نکال دو (کہ) یہ لوگ پاک بننا چاہتے ہیں (۸۲)۔ تو ہم نے اُن کو اور اُن کے گھر والوں کو بچا لیا مگر اُن کی بی بی (نہ بچی) کہ وہ پیچھے رہنے والوں میں تھی (۸۳)۔ اور ہم نے اُن پر (پتھروں کا) مینہ برسایا سو دیکھ لو کہ گنہگاروں کا کیسا انجام ہوا (۸۴)۔ اور مدین کی طرف اُن کے بھائی شعیب کو بھیجا (تو) اُنہوں نے کہا کہ اے قوم! خدا ہی کی عبادت کرو اُس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے نشانی آ چکی ہے تو تم ماپ اور تول پُوری کیا کرو اور لوگوں کو چیزیں کم نہ دیا کرو۔ اور زمین میں اصلاح کے بعد خرابی نہ کرو۔ اگر تم صاحبِ ایمان ہو تو سمجھ لو کہ یہ بات تمہارے حق میں بہتر ہے (۸۵)۔ اور ہر رستے پر مت بیٹھا کرو کہ جو شخص خدا پر ایمان لاتا ہے اُسے تم ڈراتے اور راہِ خدا سے روکتے اور اُس میں کجی ڈھونڈتے ہو۔ اور (اُس وقت کو) یاد کرو جب تم تھوڑے سے تھے تو خدا نے تم کو جماعت کثیر بنا دیا اور دیکھ لو کہ خرابی کرنے والوں کا انجام کیسا ہوا (۸۶)۔ اور اگر تم میں سے ایک جماعت میری رسالت پر ایمان لے آئی ہے اور ایک جماعت ایمان نہیں لائی تو صبر کیے رہو یہاں تک کہ خدا ہمارے تمہارے درمیان فیصلہ کر دے۔ اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے (۸۷)۔

تفسیر سورة الاعراف آیات (۷۸) تا (۸۷)

(۷۸) چنانچہ ان لوگوں کو زلزلہ کے عذاب اور فرشتہ کی چیخ نے پکڑا اور وہ اپنے شہروں میں مردہ پائے گئے کہ ان میں

کوئی حس وحرکت ہی باقی نہیں رہی۔

(۷۹) حضرت صالح علیہ السلام ان کی ہلاکت سے پہلے ان کے درمیان سے نکلے (یا ہلاک ہونے کے بعد اور بطور حسرت کے) کہا، میں نے تمہیں احکام الٰہی کی تبلیغ کی اور عذاب الٰہی سے ڈرا کر توبہ اور ایمان کی طرف بلایا مگر تم تو خیر خواہوں کی پیروی نہیں کرتے تھے۔

(۸۰۔۸۱) اور ہم نے حضرت لوط علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف بھیجا کہ تم لواطت کا فعل کرتے ہو، جو تم سے پہلے کسی نے نہیں کیا تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے ساتھ شہوت رانی کرتے ہو بلکہ تم نے شرک میں اس قدر حد سے تجاوز کیا کہ حرام کو حلال کر دیا۔

(۸۲) تو ان کی قوم کو اس کے علاوہ اور کوئی جواب نہ بن پڑا کہ ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ لوط علیہ السلام اور ان کی دونوں صاحبزادیاں، زعوراء اور یثاء کو اپنے شہر سے نکال دو۔ یہ لوگ مردوں اور عورتوں کے پچھلے راستہ سے بڑے پاک صاف بنتے ہیں۔

(۸۳) نتیجہ یہ ہوا کہ ہم نے لوط علیہ السلام اور ان کی دونوں بیٹیوں (اور دوسرے مومنوں) کو نجات دی اور ان کی بیوی بھی ہلاک ہونے والے کافروں کے ساتھ ہوگئی۔

(۸۴) اور ہم نے ان کے مسافر و مقیم سب پر آسمان سے پتھر برسا دیے۔ محمد ﷺ آپ دیکھیے تو سہی کہ آخر کار انجام مشرکوں کا ہلاکت و بربادی ہوا۔

(۸۵) اور ہم نے مدین کی طرف ان ہی میں سے نبی بھیجا جن کی تبلیغ یہی تھی کہ اللّٰہ تعالیٰ کی توحید کے قائل ہو جاؤ اور جس اللّٰہ پر میں تمہیں ایمان لانے کا حکم دیتا ہوں، اس کے علاوہ اور کوئی عبادت کے لائق نہیں میرے رسول اللّٰہ ہونے پر ایک واضح دلیل آچکی ہے۔ ماپ تول کو پورا کرو۔

اور ماپ تول کے ذریعے لوگوں کے حقوق میں کمی نہ کرو اور اللّٰہ کی نافرمانی اور غیر اللّٰہ کی پرستش اور ماپ و تول میں عبادت و اطاعت الٰہی اور ماپ تول کو پورا کرنے کے بعد کمی نہ کرو۔

جن باتوں پر تم قائم ہو توحید اور ماپ تول کو پورا کرنا اس سے بہتر ہے اگر تم میری باتوں کی تصدیق کرتے ہو

(۸۶۔۸۷) اور ہر ایک ایسے راستہ پر جہاں سے لوگوں کا گزر ہوتا ہو اس غرض سے مت بیٹھو کہ ان کو مار کر اور ڈرا کر غربا کے کپڑے چھین کر اور شعیب علیہ السلام پر جو ایمان لائے ہیں ان کو دین الٰہی اور اطاعت الٰہی سے روک کر اس میں کجی کی تلاش میں لگے رہو اور تعداد میں تم کم تھے ہم نے اس میں زیادتی کر دی اور دیکھو کہ تم سے پہلے مشرکوں کا انجام سوائے ہلاکت اور بربادی کے اور کیا ہوا ذرا ٹھہر جاؤ! تمہارے درمیان عذاب الٰہی سے فیصلہ ہوا چاہتا ہے۔

قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا مِنْ قَوْمِهِ لَنُخْرِجَنَّكَ يَا شُعَيْبُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَا أَوْ لَتَعُودُنَّ فِي مِلَّتِنَا ۚ قَالَ أَوَلَوْ كُنَّا كَارِهِينَ ﴿٨٨﴾ قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللَّهِ كَذِبًا إِنْ عُدْنَا فِي مِلَّتِكُمْ بَعْدَ إِذْ نَجَّانَا اللَّهُ مِنْهَا ۚ وَمَا يَكُونُ لَنَا أَنْ نَعُودَ فِيهَا إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّنَا ۚ وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۚ عَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْنَا ۚ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ ﴿٨٩﴾ وَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا إِنَّكُمْ إِذًا لَخَاسِرُونَ ﴿٩٠﴾ فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جَاثِمِينَ ﴿٩١﴾ الَّذِينَ كَذَّبُوا شُعَيْبًا كَأَنْ لَمْ يَغْنَوْا فِيهَا ۚ الَّذِينَ كَذَّبُوا شُعَيْبًا كَانُوا هُمُ الْخَاسِرِينَ ﴿٩٢﴾ فَتَوَلَّىٰ عَنْهُمْ وَقَالَ يَا قَوْمِ لَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّي وَنَصَحْتُ لَكُمْ ۖ فَكَيْفَ آسَىٰ عَلَىٰ قَوْمٍ كَافِرِينَ ﴿٩٣﴾ وَمَا أَرْسَلْنَا فِي قَرْيَةٍ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا أَخَذْنَا أَهْلَهَا بِالْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ لَعَلَّهُمْ يَضَّرَّعُونَ ﴿٩٤﴾ ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّيِّئَةِ الْحَسَنَةَ حَتَّىٰ عَفَوْا وَقَالُوا قَدْ مَسَّ آبَاءَنَا الضَّرَّاءُ وَالسَّرَّاءُ فَأَخَذْنَاهُمْ بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿٩٥﴾ وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَىٰ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكَاتٍ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَلَٰكِنْ كَذَّبُوا فَأَخَذْنَاهُمْ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿٩٦﴾

(تو) اُن کی قوم میں جو لوگ سردار اور بڑے آدمی تھے وہ کہنے لگے کہ شعیب! (یا تو) ہم تم کو اور جو لوگ تمہارے ساتھ ایمان لائے ہیں اُن کو اپنے شہر سے نکال دیں گے یا تم ہمارے مذہب میں آ جاؤ اُنہوں نے کہا کہ خواہ ہم (تمہارے دین سے) بیزار ہی ہوں (تو بھی؟) (۸۸)۔ اگر ہم اس کے بعد کہ خدا ہمیں اس سے نجات بخش چکا ہے تمہارے مذہب میں لوٹ جائیں تو بے شک ہم نے خدا پر جھوٹ افترا باندھا اور ہمیں شایاں نہیں کہ ہم اس میں لوٹ جائیں ہاں خدا جو ہمارا پروردگار ہے وہ چاہے تو (ہم مجبور ہیں) ہمارے پروردگار کا علم ہر چیز پر احاطہ کیے ہوئے ہے ہمارا خدا ہی پر بھروسا ہے۔ اے پروردگار ہم میں اور ہماری قوم میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دے اور تو سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے (۸۹)۔ اور اُن کی قوم میں سے سردار لوگ جو کافر تھے کہنے لگے کہ (بھائیو) اگر تم نے شعیب کی پیروی کی تو بے شک تم خسارے میں پڑ گئے (۹۰)۔ تو اُن کو بھونچال نے آ پکڑا اور وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے (۹۱)۔ (یہ لوگ) جنہوں نے شعیب کی تکذیب کی تھی ایسے برباد ہوئے کہ گویا وہ ان میں کبھی آباد ہی نہیں ہوئے تھے (غرض) جنہوں نے شعیب کو جھٹلایا وہ خسارے میں پڑ گئے (۹۲)۔ تو شعیب اُن میں سے نکل آئے اور کہا کہ بھائیو میں نے تم کو اپنے پروردگار کے پیغام پہنچا دیے ہیں اور تمہاری خیر خواہی کی تھی۔ تو میں کافروں پر (عذاب نازل ہونے سے) رنج وغم کیوں کروں (۹۳)۔ اور ہم نے کسی شہر میں کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر وہاں کے رہنے والوں کو (جو ایمان نہ لائے) دُکھوں اور مصیبتوں میں مبتلا کیا تا کہ وہ عاجزی اور زاری کریں (۹۴)۔ پھر ہم نے تکلیف کو آسودگی سے بدل دیا یہاں تک کہ (مال و اولاد میں) زیادہ ہو گئے تو کہنے لگے کہ اسی طرح کا رنج و راحت ہمارے بڑوں کو بھی پہنچتا رہا ہے تو ہم نے اُن کو ناگہاں پکڑ لیا اور وہ (اپنے حال میں) بے خبر تھے (۹۵)۔ اگر ان بستیوں کے لوگ ایمان لے آتے اور پرہیزگار ہو جاتے تو ہم اُن پر آسمان اور زمین کی برکات (کے دروازے) کھول دیتے مگر اُنہوں نے تکذیب کی۔ سو اُن کے اعمال کی سزا میں ہم نے اُن کو پکڑ لیا (۹۶)

تفسیر سورۃ الاعراف آیات (۸۸) تا (۹٦)

(۸۸-۸۹) کافر اور منکر سردار بولے ہم تمہیں اپنے شہر سے نکال دیں گے ورنہ ہمارے دین میں واپس آ جاؤ۔

حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا! کیا تم ہمیں اس بات پر مجبور کرتے ہو ہم تو اسے قابل نفرت سمجھتے ہیں باوجود یہ کہ اللّٰہ تعالیٰ نے تمہارے دین سے نجات دی ہے اگر ہم پھر اس دین میں آجائیں تو ہم اللّٰہ تعالیٰ پر بڑی جھوٹی تہمت لگانے والے ہوں گے۔

ہمارے لیے تو یہ ہرگز جائز نہیں کہ ہم تمہارے مشرکانہ دین کو اختیار کرلیں، الا یہ کہ اللّٰہ تعالیٰ ہمارے دلوں سے معرفت ایمانی کو نکال لے۔

ہمارے رب کا علم ہر ایک شے کا احاطہ کیے ہوئے ہے، ہمارے پروردگار بس حق کے موافق فیصلہ کردیجیے۔

(۹۰) سرداروں نے کمزور لوگوں سے کہا کہ اگر تم شعیب کے دین کی پیروی کروگے تو تم بڑے گھاٹے اور نقصان میں رہوگے۔

(۹۱۔۹۲) نتیجہ یہ ہوا کہ ان کو عذاب الٰہی نے زلزلہ اور فرشتے کی چیخ کی صورت میں آ پکڑا جس سے وہ سب اپنے شہروں اور لشکروں میں مر کر ایسے ہلاک ہوئے جیسے زمین میں ان کا نام ونشان بھی باقی نہ تھا اور عذاب سے یہی لوگ خسارہ میں پڑ گئے۔

(۹۳) ان کے ہلاک ہونے سے پہلے (یا بعد) حضرت شعیب علیہ السلام ان سے منہ موڑ کر چلے گئے اور فرمانے لگے کہ میں نے احکام خداوندی تم تک پہنچائے اور عذاب خداوندی سے اور توبہ اور ایمان کی طرف بلایا مگر میں ان لوگوں پر کیوں افسردہ ہوں جن کو اللّٰہ تعالیٰ نے ہلاک کردیا ان کا یہی انجام ہونا چاہیے تھا۔

(۹۴۔۹۵) جن بستی والوں کو ہم نے ہلاک کیا ہے، ہلاک کرنے سے پہلے خوف ومصیبت اور بیماریوں اور بھوک کی تکالیف میں گرفتار کیا تاکہ وہ ایمان لے آئیں مگر وہ ایمان نہیں لائے، پھر ہم نے اس قحط وشدت کو بہار اور فراخی وخوشحالی کے ساتھ بدل دیا تاآنکہ ان کو احوال واولاد میں خوب ترقی ہوئی تو وہ کہنے لگے جس طرح ہمیں خوشحالی پیش آئی اسی طرح ہمارے آباؤ اجداد کو بھی پیش آئی۔ مگر وہ اپنے دین پر جمے رہے، لہٰذا ہم بھی ان کی تقلید کرتے ہیں۔ نتیجتاً ان کو اچانک عذاب نے آگھیرا اور ان کو نزول عذاب کا پتہ ہی نہ چلا۔

(۹۶) اور جن بستیوں والوں کو ہم نے ہلاک کیا ہے اگر وہ آسمانی کتب اور رسولوں پر ایمان لے آتے اور کفر وشرک اور دیگر فواحش سے پرہیز کرتے اور توبہ کرتے تو ہم بارش برساتے اور سبزیاں اور پھل اگاتے مگر انھوں نے میرے رسول اور میری کتاب کی تکفیر وتکذیب کی تو ان کی تکفیر کی وجہ سے ہم نے ان کو قحط کی سختی اور عذاب میں مبتلا کردیا۔

اَفَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰۤى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا بَيَاتًا وَّهُمْ نَآىِٕمُوْنَ ؕ اَوَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰۤى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا ضُحًى وَّهُمْ يَلْعَبُوْنَ ؕ اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ ۚ فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ ؕ اَوَلَمْ يَهْدِ لِلَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ اَهْلِهَاۤ اَنْ لَّوْ نَشَآءُ اَصَبْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ ۚ وَنَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ؕ تِلْكَ الْقُرٰى نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآىِٕهَا ۚ وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۚ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا مِنْ قَبْلُ ؕ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الْكٰفِرِيْنَ ؕ وَمَا وَجَدْنَا لِاَكْثَرِهِمْ مِّنْ عَهْدٍ ۚ وَاِنْ وَّجَدْنَاۤ اَكْثَرَهُمْ لَفٰسِقِيْنَ ؕ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَاۤ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ىِٕهٖ فَظَلَمُوْا بِهَا ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ؕ وَقَالَ مُوْسٰى يٰفِرْعَوْنُ اِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۙ حَقِيْقٌ عَلٰۤى اَنْ لَّاۤ اَقُوْلَ عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ؕ قَدْ جِئْتُكُمْ بِبَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَرْسِلْ مَعِيَ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ ؕ

کیا بستیوں کے رہنے والے اس سے بے خوف ہیں کہ اُن پر ہمارا عذاب رات کو واقع ہو اور وہ (بے خبر) سو رہے ہوں (۹۷)۔ اور کیا اہلِ شہر اس بات سے نڈر ہیں کہ ان پر ہمارا عذاب دن چڑھے آنازل ہو اور وہ کھیل رہے ہوں (۹۸)۔ کیا یہ لوگ خدا کے داؤ کا ڈر نہیں رکھتے (سُن لو کہ) خدا کے داؤ سے وہی لوگ نڈر ہوتے ہیں جو خسارا پانے والے ہیں (۹۹)۔ کیا ان لوگوں کو جو اہلِ زمین کے (مر جانے کے) بعد زمین کے مالک ہوتے ہیں یہ امر موجب ہدایت نہیں ہوا کہ اگر ہم چاہیں تو اُن کے گناہوں کے سبب اُن پر مصیبت ڈال دیں اور اُن کے دلوں پر مُہر لگا دیں کہ کچھ سُن ہی نہ سکیں (۱۰۰)۔ یہ بستیاں ہیں جن کے کچھ حالات ہم تم کو سُناتے ہیں اور اُن کے پاس اُن کے پیغمبر نشانیاں لیکر آئے۔ مگر وہ ایسے نہیں تھے کہ جس چیز کو پہلے جُھٹلا چکے ہوں اُسے مان لیں۔ اسی طرح خدا کافروں کے دلوں پر مُہر لگا دیتا ہے (۱۰۱)۔ اور ہم نے اُن میں سے اکثروں میں عہد (کا نباہ) نہیں دیکھا۔ اور ان میں اکثروں کو (دیکھا تو) بدکار ہی دیکھا (۱۰۲)۔ پھر ان (پیغمبروں) کے بعد ہم نے موسیٰ کو نشانیاں دے کر فرعون اور اُسکے اعیانِ سلطنت کے پاس بھیجا۔ تو اُنہوں نے اُن کے ساتھ کفر کیا۔ سو دیکھ لو کہ خرابی کرنے والوں کا انجام کیا ہوا (۱۰۳)۔ اور موسیٰ نے کہا کہ اے فرعون میں رب العالمین کا پیغمبر ہوں (۱۰۴)۔ مجھ پر واجب ہے کہ خدا کی طرف سے جو کچھ کہوں سچ ہی کہوں۔ میں تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے نشانی لیکر آیا ہوں۔ سو بنی اسرائیل کو میرے ساتھ جانے کی رخصت دے دیجیے ۱۰۵۔

تفسیر سورۃ الاعراف آیات (۹۷) تا (۱۱۴)

(۹۷۔۹۸۔۹۹) کیا مکہ والے اس بات سے غفلت میں ہیں کہ رات کو ان کے غافل ہوتے کی حالت میں ہمارا عذاب ان کے پاس نہیں آئے گا یا دن میں جب وہ گمراہی میں مبتلا ہوں گے ہمارا عذاب ان پر نہیں آئے گا، عذاب الٰہی سے نقصان والے یعنی کافر ہی بےفکر ہوتے ہیں۔

(۱۰۰) کیا سرزمین مکہ کے رہنے والوں پر ابھی تک یہ چیز واضح نہیں ہوئی کہ جیسا ہم نے ان سے پہلے لوگوں کو عذاب دیا ہے، اسی طرح ان کو بھی ہلاک کر دیں اور ان پر مہر لگا دیں جس کی وجہ سے ان کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی تصدیق کی توفیق ہی نہ ہو۔

(۱۰۱) جن بستیوں والوں کو ہم نے ہلاک کیا ہے ان کی ہلاکت کے کچھ واقعات بذریعہ جبریل امین علیہ السلام ہم آپ کو سنا رہے ہیں، ان سب کے پاس رسول، اوامر و نواہی اور علامات نبوت لے کر آئے مگر میثاق سے پہلے جس کی تکذیب کر دی تھی پھر اس کی تصدیق نہیں کی۔ یا یہ کہ پہلی قوموں نے جن باتوں کی تکذیب کی تھی، بعد والی امتوں نے ان کو تسلیم نہیں کیا، اسی طرح اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے دلوں کو جو علم الٰہی میں مشرک ہیں بند کر دیتا ہے۔

(۱۰۲) اکثر لوگوں میں ابتدا ہی سے وفائے عہد نہیں دیکھا، بلکہ سب کو ہم نے عہد شکن ہی پایا۔

(۱۰۳۔۱۰۴۔۱۰۵) ان رسولوں کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نو معجزات دے کر بھیجا گیا، انھوں نے (یعنی بنی اسرائیل نے) معجزات کا انکار کیا تو ان مفسدوں کا انجام ہلاکت و تباہی ہوا، فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تکذیب کی، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میرے لیے یہی شایان ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف بغیر سچ کے اور کچھ منسوب نہ کروں۔ بنی اسرائیل کو بمع تمام مال کے میرے ساتھ بھیج دے۔

قَالَ اِنْ
كُنْتَ جِئْتَ بِاٰيَةٍ فَاْتِ بِهَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۰۶﴾ فَاَلْقٰى
عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۰۷﴾ وَّنَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا هِيَ بَيْضَآءُ
لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ
عَلِيْمٌ ﴿۱۰۹﴾ يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ﴿۱۱۰﴾
قَالُوْٓا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَاَرْسِلْ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ﴿۱۱۱﴾ يَاْتُوْكَ
بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ ﴿۱۱۲﴾ وَجَآءَ السَّحَرَةُ فِرْعَوْنَ قَالُوْٓا اِنَّ لَنَا لَاَجْرًا
اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿۱۱۳﴾ قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ لَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۱۱۴﴾
قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ نَحْنُ الْمُلْقِيْنَ ﴿۱۱۵﴾
قَالَ اَلْقُوْا فَلَمَّآ اَلْقَوْا سَحَرُوْٓا اَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ
وَجَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۱۶﴾ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَلْقِ
عَصَاكَ فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ
مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوْا صٰغِرِيْنَ ﴿۱۱۹﴾
وَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۲۱﴾
رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾

فرعون نے کہا اگر تم نشانی لے کر آئے ہو تو اگر سچے ہو تو لاؤ (دکھاؤ) (۱۰۶)۔ موسیٰؑ نے اپنی لاٹھی (زمین پر) ڈال دی تو اُسی وقت صریح کا اژدہا (ہوگیا) اور اپنا ہاتھ باہر نکالا تو اُسی دم دیکھنے والوں کی نگاہوں میں سفید بُراق (تھا) (۱۰۸)۔ تو قوم فرعون میں جو سردار تھے وہ کہنے لگے کہ یہ بڑا علاّمہ جادوگر ہے (۱۰۹)۔ اس کا ارادہ یہ ہے کہ تم کو تمہارے ملک سے نکال دے۔ بھلا تمہاری کیا صلاح ہے؟ (۱۱۰)۔ اُنہوں نے (فرعون سے) کہا کہ فی الحال موسیٰؑ اور اُس کے بھائی کے معاملے کو صاف رکھیے اور شہروں میں نقیب روانہ کر دیجئے (۱۱۱)۔ کہ تمام ماہر جادوگروں کو آپ کے پاس لے آئیں (۱۱۲) (چنانچہ ایسا ہی کیا گیا) اور جادوگر فرعون کے پاس آپہنچے اور کہنے لگے کہ اگر ہم جیت گئے تو ہمیں صلہ عطا کیا جائے (۱۱۳)۔ (فرعون نے) کہا ہاں (ضرور) اور (اس کے علاوہ) تم مقربوں میں داخل کر لیے جاؤ گے (۱۱۴)۔ (جب فریقین روز مقررہ پر جمع ہوئے تو) جادوگروں نے کہا کہ موسیٰؑ یا تو تم (جادو کی چیز) ڈالو یا ہم ڈالتے ہیں (۱۱۵)۔ (موسیٰؑ نے) کہا تم ہی ڈالو۔ جب اُنہوں نے (جادو کی چیزیں) ڈالیں تو لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر دیا (یعنی نظر بندی کر دی) اور (لاٹھیوں اور رسیوں کے سانپ بنا

بنا کر) انہیں ڈرا ڈرا دیا اور بہت بڑا جادو دکھایا (۱۱۶)۔ (اُس وقت) ہم نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی کہ تم بھی اپنی لاٹھی ڈال دو اور وہ فوراً (سانپ بن کر) جادوگروں کے بنائے ہوئے سانپوں کو (ایک ایک کر کے) نگل جائے گی (۱۱۷)۔ (پھر) تو حق ظاہر ہو گیا اور جو کچھ فرعونی کرتے تھے باطل ہو گیا (۱۱۸)۔ اور وہ مغلوب ہو گئے اور ذلیل ہو کر رہ گئے (۱۱۹)۔ (یہ کیفیت دیکھ کر) جادوگر سجدے میں گر پڑے (۱۲۰)۔ (اور) کہنے لگے کہ ہم جہان کے پروردگار پر ایمان لائے (۱۲۱)۔ (یعنی) موسیٰ اور ہارون کے پروردگار پر (۱۲۲)۔

تفسیر سورة الاعراف آیات (۱۰۶) تا (۱۲۲)

(۱۰۶ تا ۱۲۲) وہ کہنے لگا کہ اپنے رسول ہونے پر دلیل لاؤ، چنانچہ پہلی نشانی ڈالی تو وہ بہت بڑا زرد رنگ کا اژدہا بن گیا اور پھر اپنی بغل سے ہاتھ نکالا تو وہ خوب چمکتا ہوا ہو گیا۔

سردار کہنے لگے یہ تو بہت بڑا جادوگر ہے۔ تو فرعون نے ان سے کہا پھر ان کے بارے میں تم لوگ کیا مشورہ دیتے ہو، وہ کہنے لگے موسیٰ اور ہارون کو مہلت دو اور ابھی ان کو قتل مت کرو، یہاں تک کہ سب ماہر جادوگر آجائیں، چنانچہ ستر جادوگر بلائے گئے اور انھوں نے فرعون سے کہا کہ اگر ہم نے موسیٰ کو ہرا دیا تو ہمیں بڑا انعام ملے گا؟ فرعون نے کہا ہاں! میں تمھیں بہت بڑا انعام دوں گا۔

وہ جادوگر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگے کہ پہلے آپ ڈالتے ہیں یا ہم۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا جو کچھ تمہیں ڈالنا ہے تم ہی پہلے ڈالو، چنانچہ انھوں نے ستر لاٹھیاں اور ستر رسیاں ڈالیں اور جادو سے سب لوگوں کی نظر بندی کر کے ان کو سخت خوفزدہ کر دیا اور ایک طرح کا بڑا جادو دکھایا۔

پھر حضرت علیہ السلام نے اپنا عصا ڈالا، اس نے گرتے ہی ان کی تمام لاٹھیوں اور رسیوں کو نگلنا شروع کر دیا چنانچہ یہ چیز واضح ہو گئی کہ سچائی اور حق حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس ہے اور ان کا جادو سب کمزور اور باطل ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام ان پر غالب آ گئے اور وہ ذلیل وخوار ہو کر واپس لوٹ گئے۔

اور وہ بلائے گئے جادوگر پروردگار کے سامنے سجدے میں گر پڑے اور کہنے لگے ہم رب العالمین پر ایمان لے آئے، فرعون نے اپنے دل میں سوچا کہ مجھے قہر ہے! تو انھوں نے صفت بیان کر دی کہ جو موسیٰ اور ہارون کا پروردگار ہے اس پر ایمان لائے ہیں اور وہ سجدہ میں اتنی جلدی گرے گویا کہ سجدہ میں ڈال دیے گئے۔

قَالَ فِرْعَوْنُ اٰمَنْتُمْ بِهٖ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۚ اِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ مَّكَرْتُمُوْهُ فِى الْمَدِيْنَةِ لِتُخْرِجُوْا مِنْهَاۤ اَهْلَهَا ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ ثُمَّ لَاُصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۲۴﴾ قَالُوْۤا اِنَّاۤ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ﴿۱۲۵﴾ وَمَا تَنْقِمُ مِنَّاۤ اِلَّاۤ اَنْ اٰمَنَّا بِاٰيٰتِ رَبِّنَا لَمَّا جَآءَتْنَا ؕ رَبَّنَاۤ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّتَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ ﴿۱۲۶﴾ وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اَتَذَرُ مُوْسٰى وَقَوْمَهٗ لِيُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ وَيَذَرَكَ وَاٰلِهَتَكَ ؕ قَالَ سَنُقَتِّلُ اَبْنَآءَهُمْ وَنَسْتَحْىٖ نِسَآءَهُمْ ۚ وَاِنَّا فَوْقَهُمْ قٰهِرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ وَاصْبِرُوْا ۚ اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ ۙ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۲۸﴾ قَالُوْۤا اُوْذِيْنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِيَنَا وَمِنْۢ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا ؕ قَالَ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۹﴾ وَلَقَدْ اَخَذْنَاۤ اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِيْنَ وَنَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۳۰﴾

فرعون نے کہا کہ پیشتر اس کے کہ میں تمہیں اجازت دوں تم اس پر ایمان لے آئے؟ بے شک یہ فریب ہے جو تم نے مل کر شہر میں کیا ہے تاکہ اہلِ شہر کو یہاں سے نکال دو گا سوعنقریب (اس کا نتیجہ) معلوم کرلو گے (۱۲۳)۔ میں (پہلے تو) تمہارے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسرے طرف کے پاؤں کٹوا دوں گا پھر تم سب کو سُولی چڑھا دوں گا (۱۲۴)۔ وہ بولے کہ ہم تو اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں (۱۲۵)۔ اور اس کے سوا تجھ کو ہماری کون سی بات بُری لگی ہے کہ جب ہمارے پروردگار کی نشانیاں ہمارے پاس آ گئیں تو ہم اُن پر ایمان لے آئے۔ اے پروردگار ہم پر صبر واستقامت کے دہانے کھول دے اور ہمیں (ماریو تو) مسلمان (۱۲۶)۔ اور قوم فرعون میں جو سردار تھے کہنے لگے کہ کیا آپ موسیٰ اور اُس کی قوم کو چھوڑ دیجئے گا کہ ملک میں خرابی کریں اور آپ سے اور آپ کے معبودوں سے دستکش ہوجائیں۔ وہ بولا کہ ہم اُن کے لڑکوں کو تو قتل کر ڈالیں گے اور لڑکیوں کو زندہ رہنے دیں گے اور بے شبہ ہم ان پر غالب ہیں (۱۲۷)۔ موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ خدا سے مدد مانگو اور ثابت قدم رہو۔ زمین تو خدا کی ہے۔ اور وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اس کا مالک بناتا ہے۔ اور آخر بھلا تو ڈرنے والوں کا ہے (۱۲۸)۔ وہ بولے کہ تمہارے آنے سے پہلے بھی ہم کو اذیتیں پہنچتی رہیں اور آنے کے بعد بھی۔ موسیٰؑ نے کہا کہ قریب ہے کہ تمہارا پروردگار تمہارے دشمن کو ہلاک کردے اور اس کی جگہ تمہیں زمین میں خلیفہ بنائے پھر دیکھے کہ تم کیسے عمل کرتے ہو (۱۲۹)۔ اور ہم نے فرعونیوں کو قحطوں اور میووں کے نقصان میں پکڑا تاکہ نصیحت حاصل کریں (۱۳۰)

تفسیر سورۃ الاعراف آیات (۱۲۳) تا (۱۳۰)

(۱۲۳۔۱۲۴) فرعون کہنے لگا میرے حکم سے پہلے تم نے ایسا کیا یہ تمہاری اور موسیٰ علیہ السلام کی کوئی تدبیر ہے، میں تمہارا دایاں ہاتھ اور بایاں پیر کاٹ دوں گا اور نہر کنارے تمہیں پھانسی دوں گا۔

(۱۲۵۔۱۲۶) جادوگر کہنے لگے ہم تو اپنے پروردگار کے پاس جائیں گے تو نے ہم میں کون سا عیب دیکھا، جس کی وجہ سے سزا دینا چاہتا ہے، صرف یہی کہ جب ہمارے سامنے آیاتِ الٰہی آئیں ہم ان پر ایمان لے آئیں۔

ہمارے پروردگار سولی اور ہاتھ پیر کاٹے جانے کے وقت ہم پر صبر کا فیضان فرما تاکہ ہم کفر نہ اختیار کریں اور اخلاص کے ساتھ مومن ہی مریں۔ (یعنی موت کی سختی کہیں کفر پر مجبور نہ کردے)

(۱۲۷) سردار کہنے لگے موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو قتل نہیں کرتے کہ وہ آپ کے دین اور پرستش میں تغیر کر رہے ہیں اور تمہیں اور تمہارے معبودوں کی عبادت یا تمہاری پرستش کو چھوڑ رکھا ہے۔

فرعون کہنے لگا جیسا میں پہلے نومولود بچوں کو قتل کرتا تھا، اسی طرح قتل کردوں گا اور بڑی لڑکیوں سے ہم خدمت لیں گے، ان پر ہمیں پورا اختیار حاصل ہے۔

(۱۲۸) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ مصر کی زمین کا اللّٰہ جس کو چاہیں وارث بنادیں۔
اور جنت تو کفر و شرک اور فواحش سے بچنے والوں کے لیے ہی ہے۔

(۱۲۹) حضرت موسیٰ علیہ السلام سے وہ لوگ کہنے لگے ہماری اولاد کو فرعون قتل کرتا رہا اور ہماری عورتوں سے خدمت لیتا رہا ہے اور آپ کی رسالت کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری ہے، حضرت موسیٰؑ نے فرمایا بہت جلد اللّٰہ تعالیٰ فرعون اور اس کی قوم کو قحط سالی اور بھوک کی سختی سے ہلاک کردے گا اور تم ہی کو مصر کی سرزمین کا مالک بنادے گا۔

(۱۳۰) اور ہم نے فرعون اور اس کی قوم کو قحط سالی اور بھوک کی سخت مصیبتوں میں مبتلا کیا اور پھلوں کی کم پیداوار میں تاکہ وہ سمجھ جائیں۔

فَاِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوْا لَنَا هٰذِهٖ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّطَّيَّرُوْا بِمُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗ ؕ اَلَآ اِنَّمَا طٰٓئِرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۱﴾ وَقَالُوْا مَهْمَا تَاْتِنَا بِهٖ مِنْ اٰيَةٍ لِّتَسْحَرَنَا بِهَا ۙ فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۲﴾ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ ۫ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿۱۳۳﴾ وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوْا يٰمُوْسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۱۳۴﴾ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ اِلٰٓى اَجَلٍ هُمْ بٰلِغُوْهُ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ ﴿۱۳۵﴾ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ فِى الْيَمِّ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ﴿۱۳۶﴾ وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِىْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ؕ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ بِمَا صَبَرُوْا ؕ وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهٗ وَمَا كَانُوْا يَعْرِشُوْنَ ﴿۱۳۷﴾ وَجٰوَزْنَا بِبَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتَوْا عَلٰى قَوْمٍ يَّعْكُفُوْنَ عَلٰٓى اَصْنَامٍ لَّهُمْ ۚ قَالُوْا يٰمُوْسَى اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ ؕ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ﴿۱۳۸﴾

تو جب ان کو آسائش حاصل ہوتی تو کہتے کہ ہم اس کے مستحق ہیں اور اگر سختی پہنچتی تو موسیٰ اور اُن کے رفیقوں کی بدشگونی بتاتے۔ دیکھو اُن کی بدشگونی خدا کے ہاں (مقدر) ہے لیکن ان میں اکثر نہیں جانتے (۱۳۱)۔ اور کہنے لگے کہ تم ہمارے پاس (خواہ) کوئی ہی نشانی لاؤ تاکہ اس سے ہم پر جادو کرو۔ مگر ہم تم پر ایمان لانے والے نہیں ہیں (۱۳۲)۔ تو ہم نے اُن پر طوفان اور ٹڈیاں اور جوئیں اور مینڈک اور خون کتنی کھلی ہوئی نشانیاں بھیجیں مگر وہ تکبر ہی کرتے رہے اور وہ لوگ تھے ہی گنہگار (۱۳۳)۔ اور جب اُن پر عذاب واقع ہوتا تو کہتے کہ اے موسیٰؑ ہمارے لیے اپنے پروردگار سے دُعا کرو جیسا اُس نے تم سے عہد کر رکھا ہے۔ اگر تم ہم سے عذاب کو ٹال دو گے تو ہم تم پر ایمان بھی لے آئیں گے اور بنی اسرائیل کو بھی تمہارے ساتھ جانے (کی اجازت) دیں گے (۱۳۴)۔ پھر جب ہم ایک مدّت کے لئے جس تک اُن کو پہنچنا تھا اُن سے عذاب دُور کردیتے تو وہ عہد کو توڑ ڈالتے (۱۳۵)۔ تو ہم نے اُن سے بدلہ لے کر ہی چھوڑا کہ اُن کو دریا میں ڈبو دیا اس لئے کہ وہ ہماری آیتوں کو جھٹلاتے اور اُن سے بے پروائی کرتے تھے (۱۳۶)۔ اور جو لوگ کمزور سمجھے جاتے تھے اُن کو زمین (شام) کے مشرق و مغرب کا جس میں ہم نے برکت دی تھی وارث کردیا اور بنی اسرائیل کے بارے میں اُن کے صبر کی وجہ سے تمہارے پروردگار کا وعدۂ نیک پورا ہوا اور فرعون اور قوم فرعون جو

(محل) بناتے اور (انگور کے باغ) جو چھتریوں پر چڑھاتے تھے سب کو ہم نے تباہ کر دیا (۱۳۷) اور ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے پار اُتارا تو وہ ایسے لوگوں کے پاس جا پہنچے جو اپنے بتوں (کی عبادت) کے لئے بیٹھے رہتے تھے۔ (بنی اسرائیل) کہنے لگے کہ اے موسیٰ علیہ السلام! جیسے ان لوگوں کے معبود ہیں ہمارے لئے بھی ایک معبود بنا دو۔ موسیٰ نے کہا کہ تم بڑے ہی جاہل لوگ ہو (۱۳۸)

تفسیر سورۃ الاعراف آیات (۱۳۱) تا (۱۳۸)

(۱۳۱) جب ان کافروں پر خوشحالی اور فراخی آجاتی، تو کہتے کہ یہ ہمارے شایانِ شان ہے اور جب قحط اور سختیوں میں گرفتار ہوتے تو بدفالی اور نحوست لینا شروع کر دیتے تھے۔ سختی اور فراخی یہ سب اللّٰہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں مگر سب نہیں جانتے اور نہ اس کی تصدیق کرتے ہیں۔

(۱۳۲) اور یہ لوگ کہتے تھے، اے موسیٰ علیہ السلام خواہ کوئی بھی دلیل لا کر ہم پر جادو کر دو، ہم تمہاری رسالت کی تصدیق کرنے والے نہیں۔

(۱۳۳) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کے لیے بددعا کی، اللّٰہ تعالیٰ نے آسمان سے مسلسل بارش برسائی جو ہفتہ سے لے کر ہفتہ تک برستی تھی۔ اور رات دن میں کسی وقت بھی بند نہ ہوتی تھی اس کے بعد اللّٰہ تعالیٰ نے ان پر ٹڈیاں مسلط کیں کہ پھل اور سبزیوں میں سے جو پیدا ہوتا تھا، سب کھا جاتیں تھی اس کے بعد ان پر گھن کا کیڑا مسلط کر دیا گیا کہ ٹڈیوں سے جو کچھ رہ گیا تھا وہ انھوں نے صاف کر دیا اور اس کے بعد ان پر اس قدر مینڈک مسلط کیے کہ رہنا ہی دشوار ہو گیا۔

اور پھر ان پر اس قدر خون کی آفت مسلط کی کہ تمام نہروں اور کنوؤں میں خون ہی خون نظر آنے لگا یہ واضح معجزے ان پر ظاہر ہوئے ہر ایک معجزہ کے درمیان دو دو مہینوں کا وقفہ تھا مگر پھر بھی انھوں نے ایمان سے روگردانی کی اور ایمان نہیں لائے وہ درحقیقت مشرک تھے۔

(۱۳۴۔۱۳۵۔۱۳۶) اور جس وقت بھی ان لوگوں پر طوفان، ٹڈی، گھن، کیڑا، مینڈک، خون وغیرہ میں سے کوئی عذاب نازل ہوتا تھا تو کہتے تھے اے موسیٰ علیہ السلام ہمارے رب سے جس چیز کا اس نے آپ سے وعدہ کر رکھا ہے دعا کیجیے اگر ہم سے عذاب دور ہو گیا تو ہم ضرور آپ پر ایمان لے آئیں گے اور تمام بنی اسرائیل کو اس کے مالوں کے ساتھ آپ کے ساتھ روانہ کر دیں گے پھر جب ہم عذاب ہٹا دیتے تو وہ پھر بدعہدی شروع کر دیتے چنانچہ ہم نے انھیں غرق آب کر دیا اور وہ ہماری آیات کے منکر ہی تھے۔

(۱۳۷۔۱۳۸) اور ان لوگوں کو جو کمزور شمار کیے جاتے تھے بیت المقدس، فلسطین، عدن، مصر کا وارث کر دیا جس میں خوبانی اور بعض درخت تھے اور جنت یا مدد مصیبتوں یا دین پر جمے رہنے کی وجہ سے واجب کر دی اور محلات اور شہروں اور درختوں اور انگوروں کو، یا جو وہ عمارتیں بناتے تھے سب کو ہلاک کر دیا یعنی حضرت ابراہیمؑ کی بقیہ قوم میں سے جسے رقم کہا جاتا ہے پھر اس کے بعد ان کا ایسی قوم پر سے گزر ہوا جو اپنے چند بتوں کو لیے ہوئے بیٹھے تھے۔

تو کہنے لگے ہمارے لیے ایک الہٰ (معبود) بنا دو، جیسے یہ لوگ عبادت کرتے ہیں ہم بھی اس کی عبادت کیا کریں گے۔

اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ مُتَبَّرٌ مَّا هُمْ فِيْهِ وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ قَالَ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْكُمْ اِلٰهًا وَّهُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَاِذْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يُقَتِّلُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ۚ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ۝ ع وَوٰعَدْنَا مُوْسٰى ثَلٰثِيْنَ لَيْلَةً وَّاَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِيْقَاتُ رَبِّهٖٓ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ۚ وَقَالَ مُوْسٰى لِاَخِيْهِ هٰرُوْنَ اخْلُفْنِيْ فِيْ قَوْمِيْ وَاَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيْلَ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰى لِمِيْقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ ۙ قَالَ رَبِّ اَرِنِيْٓ اَنْظُرْ اِلَيْكَ ۚ قَالَ لَنْ تَرٰىنِيْ وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِيْ ۚ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا ۚ فَلَمَّآ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ قَالَ يٰمُوْسٰٓى اِنِّى اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِيْ وَبِكَلَامِيْ ۖ فَخُذْ مَآ اٰتَيْتُكَ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝ وَكَتَبْنَا لَهٗ فِى الْاَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْعِظَةً وَّتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ ۚ فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ وَّاْمُرْ قَوْمَكَ يَاْخُذُوْا بِاَحْسَنِهَا ۚ سَاُورِيْكُمْ دَارَ الْفٰسِقِيْنَ ۝

یہ لوگ جس (شغل) میں (پھنسے ہوئے) ہیں وہ برباد ہونے والا ہے اور جو کام یہ کرتے ہیں سب بے ہودہ ہیں (۱۳۹)۔(اور یہ بھی) کہا کہ بھلا میں خدا کے سوا تمہارے لئے کوئی اور معبود تلاش کروں حالانکہ اُس نے تم کو تمام اہلِ عالم پر فضیلت بخشی ہے (۱۴۰)۔اور (ہمارے اُن احسانوں کو یاد کرو) جب ہم نے تم کو فرعونیوں (کے ہاتھ) سے نجات بخشی وہ لوگ تم کو بڑا دُکھ دیتے تھے تمہارے بیٹوں کو تو قتل کر ڈالتے تھے اور بیٹیوں کو زندہ رہنے دیتے تھے اور اس میں تمہارے پروردگار کی طرف سے سخت آزمائش تھی (۱۴۱)۔اور ہم نے موسیٰ سے تیس رات کی میعاد مقرر کی اور دس (راتیں) اور ملا کر اُسے پُورا (چلہ) کر دیا تو اُس کے پروردگار کی چالیس رات کی میعاد پُوری ہوگئی۔اور موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون سے کہا کہ میرے (کوہ طور پر جانے کے) بعد تم میری قوم میں میرے جانشین ہو۔(ان کی) اصلاح کرتے رہنا اور شریروں کے رستے پر نہ چلنا (۱۴۲)۔اور جب موسیٰ ہمارے مقرر کئے ہوئے وقت پر (کوہ طور پر) پہنچے اور اُن کے پروردگار نے اُن سے کلام کیا تو کہنے لگے کہ اے پروردگار مجھے (جلوہ) دکھا کہ میں تیرا دیدار (بھی) دیکھوں پروردگار نے کہا کہ تم مجھے ہرگز نہ دیکھ سکو گے۔ہاں پہاڑ کی طرف دیکھتے رہو اگر یہ اپنی جگہ قائم رہا تو تم مجھ کو دیکھ سکو گے۔جب اُن کا پروردگار پہاڑ پر نمودار ہوا تو (تجلی انوار ربانی نے) اُس کو ریزہ ریزہ کر دیا اور موسیٰ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔جب ہوش میں آئے تو کہنے لگے کہ تیری ذات پاک ہے اور میں تیرے حضور میں توبہ کرتا ہوں اور جو ایمان لانے والے ہیں اُن میں سب سے اوّل ہوں (۱۴۳)۔(خدا نے) فرمایا موسیٰ! میں نے تم کو اپنے پیغام اور اپنے کلام سے لوگوں سے ممتاز کیا ہے۔تو جو میں نے تم کو عطا کیا ہے اُسے پکڑ رکھو اور (میرا) شکر بجا لاؤ (۱۴۴)۔اور ہم نے (تورات کی) تختیوں میں اُن کے لئے ہر قسم کی نصیحت اور ہر چیز کی تفصیل لکھ دی۔پھر (ارشاد فرمایا کہ) اسے زور سے پکڑے رہو اور اپنی قوم سے بھی کہہ دو کہ ان باتوں کو جو اس میں (مندرج ہیں اور) بہت بہتر ہیں پکڑے رہیں، میں عنقریب تم کو نافرمان لوگوں کا گھر دکھاؤں گا (۱۴۵)

تفسیر سورۃ الاعراف آیات (۱۳۹) تا (۱۴۵)

(۱۳۹) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تم حکم الٰہی سے ناواقف ہو۔

یہ جس شرک میں مبتلا ہیں، وہ ہلاک کیا جائے گا اور یہ شرک فی نفسہ گمراہی ہے۔

(۱۴۰) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کیا ایسے باطل الٰہ (معبود) کی پوجا کا تمہیں حکم کروں، حالاں کہ اس نے تمام لوگوں پر تمہیں اسلام کی وجہ سے فضیلت دی ہے۔

(۱۴۱) اور جس وقت تمہیں فرعون اور اس کی قوم سے نجات دی، جس بنا پر تمہیں نجات دی اس میں بڑی نعمت تھی یا اس کے عذاب دینے میں بڑی بھاری آزمائش تھی۔

(۱۴۲) یعنی پورے ذی قعدہ کے مہینہ میں پہاڑ پر رہنے کا وعدہ کیا اور ذی الحجہ کے دس دن کا اور اضافہ کر دیا، سوان کے پروردگار کا یہ وقت مقرر ہو گیا اور اپنے بھائی سے کہنے لگے میرے قائم مقام ہو جاؤ اور ان کو نیکی کا حکم دو اور ان کے ساتھ برائی میں شامل نہ ہونا۔

(۱۴۳) اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام مدین میں ہمارے وقت مقرر پر آئے تھے تو انھوں نے دیدار الٰہی کی خواہش ظاہر کی تو اللّٰہ تعالیٰ نے فرمایا موسیٰ علیہ السلام تم دنیا میں ہمارے دیدار کی تاب نہیں لا سکتے لیکن مدین میں بڑے پہاڑ کی طرف دیکھو اگر پہاڑ میری تجلی کی وجہ سے اپنی جگہ پر برقرار رہ گیا تو خیر تم بھی میرا دیدار کر سکو گے۔

جب پہاڑ پر تجلی پڑی تو اس کے پرخچے اڑ گئے اور موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے، ہوش آنے پر عرض کیا!

''بے شک آپ کی ذات ان آنکھوں کی برداشت سے منزہ ہے اور میں اپنی درخواست سے معذرت طلب کرتا ہوں اور اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ دنیا میں آپ کے دیدار کی تاب نہیں رکھتا۔''

(۱۴۴) ارشاد ہوا اے موسیٰ تمہیں ہم کلامی کے شرف سے نواز کر میں نے تمہیں بنی اسرائیل پر امتیاز دیا ہے لہٰذا جو احکام میں تمہیں دوں اس پر عمل کرو اور اس ہم کلامی کے شرف پر اللہ کا شکر کرو۔

(۱۴۵) اور ہم نے چند تختیوں پر حلال وحرام اوامر و نواہی ہر ایک چیز کی تفصیل لکھ دی اس پر پوری کوشش کے ساتھ عمل کرو اور قوم کو حکم دو کہ وہ محکم پر عمل کرے اور متشابہ پر ایمان لائے۔ بہت جلد میں گنہگاروں کا مقام دکھلاتا ہوں اور وہ دوزخ ہے یا عراق یا مصر ہے۔

سَاَصْرِفُ عَنْ اٰیٰتِیَ الَّذِیْنَ یَتَکَبَّرُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ ؕ وَاِنْ یَّرَوْا کُلَّ اٰیَةٍ لَّا یُؤْمِنُوْا بِهَا ۚ وَاِنْ یَّرَوْا سَبِیْلَ الرُّشْدِ لَا یَتَّخِذُوْهُ سَبِیْلًا ۚ وَاِنْ یَّرَوْا سَبِیْلَ الْغَیِّ یَتَّخِذُوْهُ سَبِیْلًا ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِیْنَ ﴿۱۴۶﴾ وَالَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ؕ هَلْ یُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۷﴾ وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰی مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ حُلِیِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ ؕ اَلَمْ یَرَوْا اَنَّهٗ لَا یُكَلِّمُهُمْ وَلَا یَهْدِیْهِمْ سَبِیْلًا ۘ اِتَّخَذُوْهُ وَكَانُوْا ظٰلِمِیْنَ ﴿۱۴۸﴾ وَلَمَّا سُقِطَ فِیْۤ اَیْدِیْهِمْ وَرَاَوْا اَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوْا ۙ قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ یَرْحَمْنَا رَبُّنَا وَیَغْفِرْ لَنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴿۱۴۹﴾

جو لوگ زمین میں ناحق غرور کرتے ہیں اُن کو اپنی آیتوں سے پھیر دوں گا۔ اگر یہ سب نشانیاں بھی دیکھ لیں تب بھی ان پر ایمان نہ لائیں اور اگر راستی کا رستہ دیکھیں تو اُسے (اپنا) رستہ نہ بنائیں۔ اور اگر گمراہی کی راہ دیکھیں تو اُسے رستہ بنالیں۔ یہ اس لئے کہ اُنہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا اور اُن سے غفلت کرتے رہے (۱۴۶)۔ اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں اور آخرت کے آنے کو جھٹلایا اُن کے اعمال ضائع ہو جائیں گے۔ یہ جیسے عمل کرتے ہیں ویسا ہی اُن کو بدلہ ملے گا (۱۴۷)۔ اور قوم موسیٰ نے موسیٰ کے بعد اپنے زیور کا ایک بچھڑا بنالیا (وہ) ایک جسم (تھا) جس میں سے بیل کی آواز نکلتی تھی۔ ان لوگوں نے یہ نہ دیکھا کہ وہ نہ اُن سے بات کر سکتا ہے اور نہ اُن کو رستہ دکھا سکتا ہے۔ اُس کو اُنہوں نے (معبود) بنالیا اور (اپنے حق میں) ظلم کیا (۱۴۸)۔ اور جب وہ نادم ہوئے اور دیکھا کہ گمراہ ہو گئے ہیں تو کہنے لگے کہ اگر ہمارا پروردگار ہم پر رحم نہیں کرے گا اور ہم کو معاف نہیں فرمائے گا تو ہم برباد ہو جائیں گے (۱۴۹)

تفسیر سورة الاعراف آیات (١٤٦) تا (١٤٩)

(۱۴۶) اور میں اپنی آیات کے اقرار سے ایسے لوگوں کو برگشتہ رکھوں گا جو ناحق تکبر کیا کرتے تھے یا یہ معنی ہیں کہ اے محمد ﷺ میں عنقریب گنہگاروں کو ان کی جگہ اور قیام دکھاؤں گا جو مقام بدر ہے یا مکہ مکرمہ اور فرعون اور اس کی قوم یا ابوجہل اور اس کے ساتھی تمام نشانیاں دیکھ کر بھی ان پر ایمان نہ لائیں گے۔

اور اگر اسلام اور نیکی کا راستہ دیکھ لیں تو اسے اپنا راستہ نہ بنائیں اور اگر کفر و شرک کا راستہ دیکھ لیں تو اسے اپنا لیں۔

اور یہ برگشتگی اس بنا پر ہے کہ انھوں نے ہماری کتاب اور رسول اکرم ﷺ کی تکذیب کی اور وہ اس کے منکر ہی تھے۔

(۱۴۷) اور جو ہماری کتاب اور ہمارے رسول اور بعث بعد الموت (مرنے کے بعد جینے کی) تکذیب کرتے ہیں تو حالت شرک کی نیکیاں بھی ان کی برباد ہیں انھیں آخرت میں ان کی کوئی جزا نہیں ملے گی۔

(۱۴۸) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کوہ طور پر جانے کے بعد ان کی قوم نے سونے کا ایک چھوٹا جسم دار بچھڑا بنوایا جس کی آواز تھی۔ سامری نے ان کو یہ بنا کر دیا تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے اتنا بھی نہ سمجھا کہ وہ ان سے کوئی بات تک نہیں کر سکتا تھا پھر جہالت کی وجہ سے اس کی پوجا شروع کر دی۔

(۱۴۹) مگر اس کی پوجا سے وہ خود اپنے آپ کو نقصان پہنچا رہے تھے، جب وہ اس بچھڑے کی پوجا پر شرمندہ ہوئے اور سمجھ گئے اور یقین ہو گیا کہ وہ حق اور ہدایت سے گمراہ ہو گئے ہیں۔

وَلَمَّا رَجَعَ مُوْسٰٓى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۙ قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِيْ مِنْۢ بَعْدِيْ ۚ اَعَجِلْتُمْ اَمْرَ رَبِّكُمْ ۚ وَاَلْقَى الْاَلْوَاحَ وَاَخَذَ بِرَاْسِ اَخِيْهِ يَجُرُّهٗٓ اِلَيْهِ ۭ قَالَ ابْنَ اُمَّ اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِيْ وَكَادُوْا يَقْتُلُوْنَنِيْ ڮ فَلَا تُشْمِتْ بِيَ الْاَعْدَاۗءَ وَلَا تَجْعَلْنِيْ مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِاَخِيْ وَاَدْخِلْنَا فِيْ رَحْمَتِكَ ڮ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُفْتَرِيْنَ ۝

اور جب موسیٰ اپنی قوم میں نہایت غصے اور افسوس کی حالت میں واپس آئے تو کہنے لگے کہ تم نے میرے بعد بہت ہی بد اطواری کی۔ کیا تم نے اپنے پروردگار کا حکم (یعنی میرا اپنے پاس آنا) جلد چاہا (یہ کہا) اور (شدت غضب سے تورات کی) تختیاں ڈال دیں اور اپنے بھائی کے سر (کے بالوں) کو پکڑ کر اپنی طرف کھینچنے لگے۔ اُنہوں نے کہا کہ بھائی جان لوگ تو مجھے کمزور سمجھتے تھے اور قریب تھا کہ قتل کر دیں۔ تو ایسا کام نہ کیجیے کہ دُشمن مجھ پر ہنسیں اور مجھے ظالم لوگوں میں مت ملائیے (۱۵۰)۔ تب اُنہوں نے دُعا کی کہ اے میرے پروردگار مجھے اور میرے بھائی کو معاف فرما اور ہمیں اپنی رحمت میں داخل کر تو سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے (۱۵۱)۔

(خدا نے فرمایا کہ) جن لوگوں نے بچھڑے کو (معبود) بنا لیا تھا اُن پر پروردگار کا غضب واقع ہوگا اور دُنیا کی زندگی میں ذلّت (نصیب ہوگی) اور ہم افترا پردازوں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں (۱۵۲)

تفسیر سورة الاعراف آیات (١٥٠) تا (١٥٢)

(۱۵۰) حضرت موسیٰ علیہ السلام اس فتنہ کا شور و شغف سن کر غمگین اور پریشان واپس آئے تو کہنے لگے میرے پہاڑ پر

جانے کے بعد اس بچھڑے کی پوجا کر کے تم نے بہت ہی غلط کام کیا ہے۔ کیا اپنے رب کا حکم آنے سے پہلے ہی تم لوگوں نے اس بچھڑے کی پوجا شروع کر دی اور بہت تیزی سے اپنے ہاتھ سے تختیاں رکھیں، جن میں دو ٹوٹ گئیں اور حضرت ہارون علیہ السلام کے بال پکڑ کر کھینچنے لگے، ہارون علیہ السلام نے عرض کیا اے میرے بھائی لوگوں نے مجھے کمزور سمجھا اور ان کی مخالفت پر قریب تھا کہ یہ مجھے قتل کر دیں۔ آپ مجھ پر سختی کر کے دشمنوں کو مت ہنسواؤ اور ان بچھڑے کی پوجا کرنے والوں کے ساتھ مجھے شریک نہ سمجھو۔

(۱۵۱) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ میں نے اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کے ساتھ جو سلوک کیا اور ہارون علیہ السلام نے جو ان لوگوں کی سرکوبی نہیں کی اسے معاف فرما اور ہمیں اپنی جنت میں داخل فرما۔

(۱۵۲) جنھوں نے بچھڑے کی پوجا کی، اور جن لوگوں نے اس میں ان کی پیروی کی، ان پر بہت جلد غضب اور جزیہ کی ذلت مسلط ہوگئی۔ جھوٹے کردار کے لوگوں کو ہم ایسے ہی سزا دیتے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِهَا وَاٰمَنُوْٓا اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۵۳﴾ وَلَمَّا سَكَتَ عَنْ مُّوْسَى الْغَضَبُ اَخَذَ الْاَلْوَاحَ ۖ وَفِيْ نُسْخَتِهَا هُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ هُمْ لِرَبِّهِمْ يَرْهَبُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ وَاخْتَارَ مُوْسٰى قَوْمَهٗ سَبْعِيْنَ رَجُلًا لِّمِيْقَاتِنَا ۚ فَلَمَّآ اَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ قَالَ رَبِّ لَوْ شِئْتَ اَهْلَكْتَهُمْ مِّنْ قَبْلُ وَاِيَّايَ ۖ اَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَآءُ مِنَّا ۚ اِنْ هِيَ اِلَّا فِتْنَتُكَ ۖ تُضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَآءُ وَتَهْدِيْ مَنْ تَشَآءُ ۖ اَنْتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الْغٰفِرِيْنَ ﴿۱۵۵﴾ وَاكْتُبْ لَنَا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَآ اِلَيْكَ ۚ قَالَ عَذَابِيْٓ اُصِيْبُ بِهٖ مَنْ اَشَآءُ ۚ وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ۚ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۵۶﴾ اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ ۡ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۚ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۵۷﴾ ع

اور جنہوں نے بُرے کام کئے پھر اس کے بعد توبہ کر لی اور ایمان لے آئے۔ تو کچھ شک نہیں کہ تمہارا پروردگار اس کے بعد (بخش دے گا کہ وہ) بخشنے والا مہربان ہے (۱۵۳)۔ اور جب موسیٰ کا غصہ فرو ہوا تو (تورات کی) تختیاں اُٹھا لیں اور جو کچھ اُن میں لکھا تھا وہ اُن لوگوں کے لئے جو اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں ہدایت اور رحمت تھی (۱۵۴)۔ اور موسیٰ نے اُس میعاد پر جو ہم نے مقرر کی تھی اپنی قوم کے ستر آدمی منتخب (کر کے کوہ طور پر حاضر) کیے۔ جب اُن کو زلزلے نے پکڑا تو موسیٰ نے کہا کہ اے پروردگار اگر تو چاہتا تو ان کو اور مجھ کو پہلے ہی سے ہلاک کر دیتا۔ کیا تو اس فعل کی سزا میں جو ہم میں سے بے عقل لوگوں نے کیا ہے ہمیں ہلاک کر دے گا یہ تو تیری آزمائش ہے اس سے تو جس کو چاہے گمراہ کرے اور جسے چاہے ہدایت بخشے۔ تو ہی ہمارا کارساز ہے تو ہمیں (ہمارے گناہ) بخش دے اور ہم پر رحم فرما اور تو سب سے بہتر بخشنے والا ہے (۱۵۵)۔ اور ہمارے لیے اس دُنیا میں بھی بھلائی لکھ دے اور آخرت میں بھی۔ ہم تیری طرف رجوع ہو چکے۔ فرمایا کہ جو میرا عذاب ہے اُسے تو جس پر چاہتا ہوں نازل کرتا ہوں اور جو میری رحمت ہے وہ ہر چیز کو شامل ہے۔ میں اُس کو اُن لوگوں کے لئے لکھ دوں گا جو پرہیز گاری کرتے اور زکوۃ دیتے اور ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں (۱۵۶)۔ وہ جو (محمد رسُول اللہ ﷺ) کی جو نبی اُمّی ہیں پیروی کرتے ہیں جن (کے

اوصاف) کو وہ اپنے ہاں تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں ۔ وہ اُنہیں نیک کام کا حکم دیتے ہیں اور بُرے کام سے روکتے ہیں اور پاک چیزوں کو اُن کے لئے حلال کرتے ہیں اور ناپاک چیزوں کو اُن پر حرام ٹھیراتے ہیں اور اُن پر سے بوجھ اور طوق جو اُن (کے سر) پر (اور گلے میں) تھے اُتارتے ہیں ۔ تو جو لوگ اُن پر ایمان لائے اور اُن کی رفاقت کی اور اُنہیں مدد دی ۔ اور جو نور اُن کے ساتھ نازل ہوا ہے اُس کی پیروی کی وہی مُراد پانے والے ہیں (۱۵۷)

تفسیر سورۃ الاعراف آیات (۱۵۳) تا (۱۵۷)

(۱۵۳) اور جو لوگ شرک اور دیگر نافرمانیوں کے بعد توبہ کر کے توحید اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آئے ، اے موسیٰ علیہ السلام یا اے محمد ﷺ توبہ و ایمان کے بعد آپ کا پروردگار گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے ۔

(۱۵۴) جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کا غصہ چلا گیا تو ان بقیہ تختیوں میں یا ان دو تختیوں کی بجائے جو اور تختیاں دی گئیں ان لوگوں کے لیے جو ڈرتے تھے گمراہی سے ہدایت اور عذاب سے رحمت تھی ۔

(۱۵۵) اپنی قوم میں سے ہمارے وقت مقرر کے لیے انتخاب کیا گیا کہ جب ان کو زلزلہ کی ہلاکت وغیرہ نے آگھیرا تو موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے پروردگار اس دن سے پہلے ان کو اور مجھے بھی قبطی کے قتل کرنے کی بنا پر ہلاک کر دیتا ، بھلا آپ چند بے وقوفوں کی بچھڑے کی پوجا کی وجہ سے سب لوگوں کو ہلاک کر دیں گے ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام یہ سمجھے کہ ان کی قوم کی بچھڑے کی پوجا سے ان کو ہلاک کیا جارہا ہے ۔

یہ تو صرف ایک امتحان ہے ، آپ ہی تو ہمارے خبر گیر ہیں ، ہماری ان باتوں پر گرفت نہ کیجیے ، آپ معاف کرنے والے ہیں ، ہمارے لیے علم و عبادت اور گناہوں سے حفاظت اور جنت اور اس کی نعمتیں مقرر کر دیجیے ، ہم آپ سے توبہ کے لیے درخواست گزار ہیں ۔

(۱۵۶) اللّٰہ تعالیٰ نے فرمایا میری رحمت نیک و بد سب کے لیے عام ہے ، اس پر شیطان کو غرور ہوا کہ میں بھی اس میں شامل ہوں ، اللّٰہ تعالیٰ نے اس کو اس رحمت سے خارج کر دیا ، اور فرما دیا کہ جو لوگ کفر و شرک اور فواحش سے بچتے اور زکوۃ ادا کرتے ہیں اور ہماری کتاب اور ہمارے رسول پر ایمان لاتے ہیں میں ان لوگوں کا نام ضرور لکھ لوں گا ۔

(۱۵۷) اس پر اہل کتاب کو تکبر ہوا اور کہنے لگے کہ ہم اہل تقوی اور اہل کتاب ہیں ، اللّٰہ تعالیٰ نے ان کو بھی اس سے خارج کر دیا اور فرما دیا کہ میری رحمت ان لوگوں کے لیے ہے جو محمد ﷺ کے دین کی پیروی کرتے ہیں ، آپ انھیں توحید اور احسان کا حکم دیتے اور کفر و شرک سے روکتے ہیں اور جن چیزوں کو کتاب اللہ میں حلال کیا ہے جیسا کہ اونٹ کا گوشت اور اس کا دودھ اور گائے ، بکری کی چربی اس کو ان کے سامنے بیان کرتے ہیں ۔

اب مردار خون اور سور کا گوشت وغیرہ کا حرام ہونا ان کے سامنے بیان کرتے ہیں اور جو ان لوگوں پر عہد تھے

کہ جن کے توڑنے کی وجہ سے ان پر پاکیزہ چیزیں حرام ہوجاتی تھیں، ان کواور جو سختیاں مثلاً کپڑے وغیرہ پھاڑنا تھیں دور کرتے ہیں۔

عبداللّٰہ بن سلام اوران کے ساتھی جو رسول اکرم ﷺ پرایمان لاتے اور جان وتلوار سے آپ کی مدد کرتے ہیں اورقرآن کریم جو بذریعہ جبریل امین آپ پراتارا گیا ہے اس کے حلال کو وہ حلال اورحرام کو وہ حرام سمجھتے ہیں، ایسے ہی لوگ اللّٰہ تعالیٰ کے غصہ اورعذاب سے نجات پانے والے ہیں۔

قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَاْ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۪ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰۤى اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ﴿۱۵۹﴾ وَقَطَّعْنٰهُمُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ اَسْبَاطًا اُمَمًا ؕ وَاَوْحَيْنَاۤ اِلٰى مُوْسٰۤى اِذِ اسْتَسْقٰىهُ قَوْمُهٗۤ اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ۚ فَانْۢبَجَسَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ؕ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ؕ وَظَلَّلْنَا عَلَيْهِمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْهِمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ؕ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ؕ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۶۰﴾ وَاِذْ قِيْلَ لَهُمُ اسْكُنُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ وَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ وَقُوْلُوْا حِطَّةٌ وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطِيْٓـٰٔتِكُمْ ؕ سَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۶۱﴾ فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۶۲﴾ ع وَسْـَٔلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ ۘ اِذْ يَعْدُوْنَ فِي السَّبْتِ اِذْ تَاْتِيْهِمْ حِيْتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَّيَوْمَ لَا يَسْبِتُوْنَ ۙ لَا تَاْتِيْهِمْ ۛۚ كَذٰلِكَ ۛۚ نَبْلُوْهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۱۶۳﴾

(اے محمد ﷺ) کہہ دو کہ لوگو میں تم سب کی طرف خدا کا بھیجا ہوا (یعنی اُس کا رسول) ہوں (وہ) جو آسمانوں اور زمین کا بادشاہ ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہی زندگانی بخشتا اور وہی موت دیتا ہے تو خدا پر اور اُس کے رسُول پیغمبر اُمّی پر جو خدا پر اور اُس کے تمام کلام پر ایمان رکھتے ہیں ایمان لاؤ اور اُن کی پیروی کرو تاکہ ہدایت پاؤ (۱۵۸) اور قوم موسیٰ میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو حق کا راستہ بتاتے اور اسی کے ساتھ انصاف کرتے ہیں ۱۵۹۔ اور ہم نے اُن کو (یعنی بنی اسرائیل کو) الگ الگ کرکے بارہ قبیلے (اور) بڑی بڑی جماعتیں بنادیا اور جب موسیٰ سے اُن کی قوم نے پانی طلب کیا تو ہم نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ اپنی لاٹھی پتھر پر ماردو۔ تو اُس میں سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے اور سب لوگوں نے اپنا اپنا گھاٹ معلوم کرلیا۔ اور ہم نے اُن (کے سروں) پر بادل کو سائبان بنائے رکھا اور اُن پر مَن وسلویٰ اُتارتے رہے۔ (اور اُن سے کہا کہ) جو پاکیزہ چیزیں ہم تمہیں دیتے ہیں اُنہیں کھاؤ۔ اور اُن لوگوں نے ہمارا کچھ نقصان نہیں کیا بلکہ (جو) نقصان (کیا) اپنا ہی کیا (۱۶۰)۔ اور (یاد کرو) جب اُن سے کہا گیا کہ اس شہر میں سکونت اختیار کرلو اور اس میں جہاں سے جی چاہے کھانا (پینا) اور (ہاں شہر میں جانا تو) حِطَّۃٌ کہنا اور دروازے میں داخل ہونا تو سجدہ کرنا۔ ہم تمہارے گناہ معاف کردینگے اور نیکی کرنے والوں کو اور زیادہ دیں گے (۱۶۱)۔ مگر جو اُن میں ظالم تھے اُنہوں نے اُس لفظ کو جس کا اُن کو حکم دیا گیا تھا بدل کر اُس کی جگہ اور لفظ کہنا شروع کیا تو ہم نے اُن پر آسمان سے عذاب بھیجا اس لئے کہ ظلم کرتے تھے (۱۶۲)۔ اور ان سے اس گاؤں کا حال تو پُوچھو جو لب

دریاواقع تھا۔ جب یہ لوگ ہفتے کے دن کے بارے میں حد سے تجاوز کرنے لگے (یعنی) اُس وقت کہ ان کے ہفتے کے دن مچھلیاں اُن کے سامنے پانی کے اُوپر آتیں اور جب ہفتہ کا دن نہ ہوتا تو نہ آتیں اسی طرح ہم اُن لوگوں کو اُنکی نافرمانیوں کے سبب آزمائش میں ڈالنے لگے (۱۶۳)

تفسیر سورۃ الاعراف آیات (۱۵۸) تا (۱۶۳)

(۱۵۸) اے محمد ﷺ! آپ کہہ دیجیے کہ میں تمام لوگوں کی طرف اس اللّٰہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں جو مرنے کے بعد زندہ کرتا اور دنیا میں موت دیتا ہے، رسول اکرم ﷺ بھی اللّٰہ تعالیٰ اور اس کی کتاب قرآن کریم پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور کلمہ پڑھا جائے تو حضرت مراد ہو جائیں یعنی کہ اللّٰہ تعالیٰ کے کلمہ کـــن فرمانے سے وہ پیدا ہو گئے اور رسول اکرم ﷺ کے دین کی پیروی کرو تا کہ تمہیں گمراہی سے ایمان کی طرف ہدایت نصیب ہو۔

(۱۵۹) اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں ایک جماعت ایسی بھی ہے جو اللّٰہ کے موافق عمل کرتی ہے اور وہ نہر رمل کے پرے رہنے والے لوگ ہیں۔

(۱۶۰) ہم نے بنی اسرائیل کو بارہ (۱۲) خاندانوں میں تقسیم کر دیا، نو (۹) خاندان علاحدہ ہیں اور ڈیڑھ خاندان مشرق کی طرف چین کی نہر رمل پر ارون کے اندر ہے اور ڈھائی خاندان تمام دنیا میں ہیں۔

اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ اس عصا کو فلاں پتھر پر مارو، چنانچہ اس سے بارہ نہریں پھوٹ پڑیں اور ہر ایک خاندان نے اپنی نہر کو معلوم کر لیا اور وادی تیہ میں ان کو ابر دن میں سورج کی شدت سے محفوظ رکھتا تھا اور رات کو چراغ کی طرح چمکتا تھا اور ہم نے انھیں من وسلویٰ دیا۔

مگر انھوں نے غلطی کی اور اس سے محروم ہو گئے انہوں نے ہمارا کچھ نقصان نہیں کیا بلکہ اپنا ہی نقصان کیا ہے۔

(۱۶۱۔۱۶۲) یعنی اس بستی ''اریحاء'' میں جا کر رہو ''لا الٰہ الا اللّٰہ'' یا توبہ توبہ کرتے ہوئے اریحاء کے دروازہ سے عاجزی کے ساتھ داخل ہو ان گنہگاروں نے جو ان کو کہنے کے لیے کہا گیا تھا تبدیلی کر لی اور حطۃ (توبہ) کے بجائے حطۃ (گیہوں) کہنا شروع کر دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی اس تبدیلی کی وجہ سے، ہم نے آسمان سے طاعون نازل کر دیا۔

(۱۶۳) محمد ﷺ آپ ان یہود سے بستی والوں کے متعلق بھی پوچھیے، کہ ہفتہ کے روز مچھلیاں پکڑنے میں شرعی حدود سے تجاوز کرتے تھے۔ اس دن پانی کی تہ سے کنارا پر بہت زیادہ مچھلیاں آتی تھیں ان کی نافرمانیوں کے باعث اس طرح ان کی آزمائش کی گئی تھی۔

وَاِذْ قَالَتْ اُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمَاۨ اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ اَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ قَالُوْا مَعْذِرَةً اِلٰى رَبِّكُمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۱۶۴﴾ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖۤ اَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْٓءِ وَاَخَذْنَا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا بِعَذَابٍۭ بَـِٔيْسٍۭ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۱۶۵﴾ فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِـِٕيْنَ ﴿۱۶۶﴾ وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكَ لَيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ يَّسُوْمُهُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ ؕ اِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيْعُ الْعِقَابِ ۖۚ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۶۷﴾ وَقَطَّعْنٰهُمْ فِى الْاَرْضِ اُمَمًا ۚ مِنْهُمُ الصّٰلِحُوْنَ وَمِنْهُمْ دُوْنَ ذٰلِكَ ۫ وَبَلَوْنٰهُمْ بِالْحَسَنٰتِ وَالسَّيِّاٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۱۶۸﴾ فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَّرِثُوا الْكِتٰبَ يَاْخُذُوْنَ عَرَضَ هٰذَا الْاَدْنٰى وَيَقُوْلُوْنَ سَيُغْفَرُ لَنَا ۚ وَاِنْ يَّاْتِهِمْ عَرَضٌ مِّثْلُهٗ يَاْخُذُوْهُ ؕ اَلَمْ يُؤْخَذْ عَلَيْهِمْ مِّيْثَاقُ الْكِتٰبِ اَنْ لَّا يَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ وَدَرَسُوْا مَا فِيْهِ ؕ وَالدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ وَالَّذِيْنَ يُمَسِّكُوْنَ بِالْكِتٰبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِيْنَ ﴿۱۷۰﴾ وَاِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَاَنَّهٗ ظُلَّةٌ وَّظَنُّوْٓا اَنَّهٗ وَاقِعٌۢ بِهِمْ ۚ خُذُوْا مَاۤ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۷۱﴾ ع

اور جب اُن میں سے ایک جماعت نے کہا کہ تم ایسے لوگوں کو کیوں نصیحت کرتے ہو جن کو خدا ہلاک کرنے والا یا سخت عذاب دینے والا ہے تو اُنہوں نے کہا اس لیے کہ تمہارے پروردگار کے سامنے معذرت کر سکیں اور عجب نہیں کہ وہ پرہیز گاری اختیار کریں (۱۶۴)۔ جب اُنہوں نے ان باتوں کو فراموش کر دیا جن کی اُن کو نصیحت کی گئی تھی تو جو لوگ بُرائی سے منع کرتے تھے ان کو ہم نے نجات دی اور جو ظلم کرتے تھے ان کو بُرے عذاب میں پکڑ لیا کہ نافرمانی کیے جاتے تھے (۱۶۵)۔ غرض جن اعمال (بد) سے اُن کو منع کیا گیا تھا جب وہ اُن (پر اصرار اور ہمارے حکم) سے گردن کشی کرنے لگے تو ہم نے اُن کو حکم دیا کہ ذلیل بندر ہو جاؤ (۱۶۶)۔ اور (اُس وقت کو یاد کرو) جب تمہارے پروردگار نے (یہود کو) آگاہ کر دیا تھا کہ وہ اُن پر قیامت تک ایسے شخص کو مُسلّط رکھے گا جو وہ اُن کو بُری بُری تکلیفیں دیتا رہے بے شک تمہارا پروردگار جلد عذاب کرنے والا ہے اور بخشنے والا مہربان بھی ہے (۱۶۷)۔ اور ہم نے اُن کو جماعت کر کے مُلک میں منتشر کر دیا۔ بعض اُن میں سے نیکو کار ہیں اور بعض اور طرح کے (یعنی بدکار) اور ہم آسائشوں اور تکلیفوں (دونوں) سے اُن کی آزمائش کرتے رہے تاکہ (ہماری طرف) رجوع کریں (۱۶۸)۔ پھر اُن کے بعد ناخلف اُن کے قائم مقام ہوئے جو کتاب کے وارث بنے یہ (بے تامل) اس دنیائے دنی کا مال و متاع لے لیتے ہیں اور کہتے کہ ہم بخش دیے جائیں گے۔ اور (لوگ ایسوں پر طعن کرتے ہیں) اگر ان کے سامنے بھی ویسا ہی مال آجاتا ہے تو وہ بھی اسے لے لیتے ہیں۔ کیا اُن سے کتاب کی نسبت عہد نہیں لیا گیا کہ خدا پر سچ کے سوا اور کچھ نہیں کہیں گے۔ اور جو کچھ اس (کتاب) میں ہے اس کو اُنہوں نے پڑھ بھی لیا ہے۔ اور آخرت کا گھر پرہیز گاروں کے لئے بہتر ہے کیا تم سمجھتے نہیں (۱۶۹)۔ اور جو لوگ کتاب کو مضبوط پکڑے ہوئے ہیں اور نماز کا التزام رکھتے ہیں (ان کو ہم اجر دیں گے کہ) ہم نیکو کاروں کا اجر ضائع نہیں کرتے (۱۷۰)۔ اور جب ہم نے اُن (کے سروں) پر پہاڑ اُٹھا کھڑا کیا گویا وہ سائبان تھا اور اُنہوں نے خیال کیا کہ وہ اُن پر گرتا ہے۔ تو (ہم نے کہا کہ) جو ہم نے تمہیں دیا ہے اُسے زور سے پکڑے رہو اور جو اس میں لکھا ہے اُس پر عمل کرو تاکہ بچ جاؤ (۱۷۱)

تفسیر سورۃ الاعراف آیات (۱٦٤) تا (۱۷۱)

(۱۶۴) ایک جماعت کہنے لگی کہ ہلاک ہونے والے لوگوں کو کیوں نصیحت کرتے ہو، انھوں نے کہا تاکہ تمہارے

رب کے سامنے معذرت کرسکیں اور ممکن ہے کہ یہ لوگ ہفتہ کے روز مچھلیاں پکڑنے سے باز آجائیں۔

(۱۶۵) غرض کہ ان لوگوں کی تین جماعتیں تھیں، ایک جماعت تو خود بھی شکار کرتی تھی اور دوسروں کو بھی اس کا حکم دیتی تھی اور دوسری جماعت نہ خود شکار کرتی تھی اور نہ ہی لوگوں کو اس سے روکتی تھی۔ تیسری جماعت خود بھی شکار نہیں کرتی تھی اور دوسرے لوگوں کو بھی اس سے منع کرتی تھی چنانچہ پہلی شکاری جماعت کی شکلیں مسخ کردی گئیں اور بعد والی دونوں جماعتیں عذابِ الٰہی سے بچ گئیں۔

(۱۶۶) جو ہفتہ کے دن مچھلیاں پکڑنے سے منع کرتے تھے ان کو بچالیا اور مچھلیاں پکڑنے والوں کو سخت عذاب میں گرفتا کردیا اور ان کو کہہ دیا گیا کہ تم بندر ذلیل بن جاؤ۔

(۱۶۷) جس وقت ان کے پروردگار نے انھیں یہ بتلا دیا کہ وہ ان پر ضرور ایسے شخص کو مسلط کرے گا جو انھیں سخت ترین سزا جزیہ وغیرہ کی دے گا وہ رسول اکرم ﷺ اور آپ کی امت ہے اللّٰہ تعالیٰ ایمان نہ لانے والوں کو سخت سزا دیتے ہیں۔ اور جو ایمان لائے اس کے گناہوں کو معاف فرماتے ہیں۔

(۱۶۸) اور ہم نے ان کو جدا جدا جماعتیں کردیا اور وہ ساڑھے نو خاندان وراءالنہر کی طرف تھے اور بقیہ مومن خاندان بنی اسرائیل کے تھے یا یہ کہ بقیہ بنی اسرائیل کے خاندان کافر تھے اور ہم نے ان کی فراخی، خوشحالی اور قحط ہر قسم کی سختیوں سے آزمایش کی تاکہ وہ اپنی معصیت اور کفر سے رجوع کرسکیں۔

(۱۶۹) نتیجتاً ان نیکوکاروں کے بعد دوسرے بدترین یہودی پیدا ہوئے جنھوں نے تورات لی اور اس میں رسول اکرم ﷺ کی جو صفت تھی اسے چھپایا تاکہ آپ کی تعریف وتوصیف چھپا کر دنیا میں رشوت وغیرہ کا حرام مال حاصل کریں۔

اور پھر یہ لوگ کہتے ہیں کہ جو گناہ ہم دن میں کرتے ہیں اللّٰہ تعالیٰ ان کی رات کو اور جو رات میں گناہ سرزد ہوتے ہیں اللّٰہ تعالیٰ ان کی دن میں بخشش فرمادیتے ہیں، حالاں کہ جیسا پہلے ان کے پاس حرام مال آتا تھا آج بھی ویسا ہی آنے لگے تو اسے حلال سمجھ لیں۔ کیا ان سے سچ بولنے پر کتاب میں وعدہ نہیں لیا گیا تھا اور انھوں تے رسول اکرم ﷺ کی تعریف وتوصیف یا یہ کہ حلال وحرام کو پڑھ بھی لیا مگر اس پر عمل نہیں کیا اور جنت ایسے لوگوں کے لیے ہے جو کفر وشرک، فواحش، رشوت اور توریت میں رسول اکرم ﷺ کی تعریف وتوصیف میں تبدیلی سے بچتے ہیں، جنت کا گھر دنیا سے بہتر ہے، پھر نہیں سمجھتے کہ دنیا فانی اور آخرت باقی رہنے والی ہے۔

(۱۷۰) اور جو لوگ جو کچھ کتاب میں ہے، اس پر عمل کرتے ہیں، اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام جانتے ہیں اور

رسول اکرم ﷺ کی تعریف وتوصیف کو بیان کرتے ہیں اور پانچوں نمازوں کو قائم کرتے ہیں ہم ایسے لوگوں کے عمل کو جوقول وعمل میں نیک ہوتے ہیں جیسا کہ عبداللّٰہ بن سلام ؓ اوران کے ساتھی ضائع نہیں کرتے۔

(۱۷۱) اور جس وقت ہم نے پہاڑ کو اکھاڑ کر چھت کی طرح اٹھا کر ان کے سروں پر لٹکا دیا اور انھیں پورا یقین ہو گیا کہ اگر ہم نے کتاب کو قبول نہ کیا تو ہمارے اوپر گرادیا جائے گا۔

اس وقت اللہ تعالیٰ نے کہا جو ہم نے تمہیں دیا ہے اس پر پوری مضبوطی اور استقامت سے عمل کرو اور ثواب و عذاب کو یادرکھو یا یہ کہ اس کتاب میں جو اوامر ونواہی ہیں اسے محفوظ رکھو یا یہ کہ جو اس میں حلال وحرام ہیں، اس پر عمل کرو تا کہ غصہ اور عذاب سے نجات حاصل ہو اور اللّٰہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے رہو۔

وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ ۚ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۭ قَالُوْا بَلٰي ۚ شَهِدْنَا ۚ اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ ﴿۱۷۲﴾ اَوْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اَشْرَكَ اٰبَاۗؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْۢ بَعْدِهِمْ ۚ اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۱۷۳﴾ وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۱۷۴﴾ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ﴿۱۷۵﴾ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ ۚ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ۭ ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۱۷۶﴾ سَاۗءَ مَثَلَا الْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاَنْفُسَهُمْ كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۷۷﴾ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِيْ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۷۸﴾ وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ڮ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا ۡ وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا ۡ وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا ۭ اُولٰۗىِٕكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ﴿۱۷۹﴾ وَلِلّٰهِ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ۠ وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَاۗىِٕهٖ ۭ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَمِمَّنْ خَلَقْنَآ اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ﴿۱۸۱﴾ ع

اور جب تمہارے پروردگار نے بنی آدم سے یعنی اُن کی پیٹھوں سے اُن کی اولاد نکالی تو اُن سے خود اُن کے مقابلے میں اقرار کرالیا (یعنی اُن سے پُوچھا کہ) کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں۔ وہ کہنے لگے کیوں نہیں ہم گواہ ہیں کہ (تو ہمارا پروردگار ہے) (یہ اقرار اس لئے کرایا تھا) کہ قیامت کے دن (کہیں یوں نہ) کہنے لگو کہ ہم کو تو اس کی خبر ہی نہ تھی (۱۷۲)۔ یا یہ (نہ) کہو کہ شرک تو پہلے ہمارے بڑوں نے کیا تھا۔ اور ہم تو اُن کی اولاد تھے (جو) اُنکے بعد (پیدا ہوئے) تو کیا جو کام اہل باطل کرتے رہے اس کے بدلے تو ہمیں ہلاک کرتا ہے؟۔ اور اسی طرح ہم (اپنی) آئتیں کھول کھول کر بیان کرتے ہیں تا کہ یہ رجوع کریں (۱۷۴)۔ اور ان کو اس شخص کا حال پڑھ کر سُنا دو جس کو ہم نے اپنی آئتیں عطا فرمائیں (اورہفت پارچہ علم شرائع سے مزین کیا) تو اُس نے اُن کو اُتار دیا پھر شیطان اس کے پیچھے لگا تو وہ گمراہوں میں ہوگیا ۱۷۵۔ اور اگر ہم چاہتے تو ان آیتوں سے اس (کے درجے) کو بلند کر دیتے مگر وہ تو پستی کی طرف مائل ہوگیا اور اپنی خواہش کے پیچھے چل پڑا۔ تو اُس کی مثال کتے کی سی ہوگئی کہ اگر سختی کرو تو زبان نکالے رہے اور یُوں ہی چھوڑ دو تو بھی زبان نکالے رہے۔ یہی مثال اُن لوگوں کی ہے جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا۔ تو (اُن سے) یہ قصہ بیان کردو تا کہ وہ فکر کریں (۱۷۶)۔ جن لوگوں نے ہماری آیتوں کی تکذیب کی اُن کی مثال بُری ہے اور اُنہوں نے نقصان (کیا تو) اپنا ہی کیا (۱۷۷)۔ جس کو خدا ہدایت دے وہی راہ یاب ہے۔ اور جس کو گمراہ کرے تو ایسے ہی لوگ نقصان

اُٹھانے والے ہیں (۱۷۸)۔ اور ہم نے بہت سے جن اور انسان دوزخ کے لیے پیدا کیے ہیں۔ اُن کے دل ہیں لیکن اُن سے سمجھتے نہیں اور ان کی آنکھیں ہیں مگر اُن سے دیکھتے نہیں۔ اور اُن کے کان ہیں پر اُن سے سنتے نہیں۔ یہ لوگ (بالکل) چار پایوں کی طرح ہیں بلکہ اُن سے بھی بھٹکے ہوئے۔ یہی وہ ہیں جو غفلت میں پڑے ہوئے ہیں (۱۷۹)۔ اور خدا کے سب نام اچھے ہی اچھے ہیں تو اُس کو اُس کے ناموں سے پکارا کرو۔ جو لوگ اُس کے ناموں میں کجی (اختیار) کرتے ہیں اُنکو چھوڑ دو۔ وہ جو کچھ کر رہے ہیں عنقریب اُسکی سزا پائیں گے (۱۸۰)۔ اور ہماری مخلوقات میں سے ایک وہ لوگ ہیں جو حق کا رستہ بتاتے ہیں اور اسی کے ساتھ انصاف کرتے ہیں (۱۸۱)

تفسیر سورۃ الاعراف آیات (۱۷۲) تا (۱۸۱)

(۱۷۲) اے محمد ﷺ! وہ واقعہ بھی بیان کیجیے جب کہ ان کی اولاد کو ان کی پشتوں سے نکالا اور ان ہی سے اقرار لیا تو سب نے اس بات کا اقرار کیا کہ بے شک آپ ہمارے پروردگار ہیں، تب اللّٰہ تعالیٰ نے فرشتوں سے کہا کہ ان پر گواہ رہو اور ان سے کہا تم بھی ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ تا کہ تم یہ نہ کہہ سکو کہ ہم سے وعدہ نہیں لیا گیا تھا۔

(۱۷۳) اور یہ نہ کہو کہ عہد شکنی تو ہم سے پہلے ہمارے بڑوں نے کی تھی اور ہم تو چھوٹے تھے ہم نے تو ان کی پیروی کر لی، تو کیا آپ ہمیں ہم سے پہلے ان مشرکوں کی بدعہدی پر عذاب دیتے ہیں۔

(۱۷۴) اسی طرح ہم قرآن حکیم میں عہد و میثاق کے واقعات بیان کرتے ہیں تا کہ یہ کفر و شرک سے میثاق اول کی طرف رجوع کریں۔

(۱۷۵) اے محمد ﷺ آپ ان کو اس شخص کا حال سنائیے جسے ہم نے اسم اعظم دیا اور پھر وہ اس سے بالکل نکل گیا اور گمراہ لوگوں میں داخل ہو گیا۔ وہ بلعم باعوراء ہے۔

اللّٰہ تعالیٰ نے اسم اعظم کی بدولت اسے ہدایت دی تھی اس نے اس کے ذریعے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلاف بددعا کی تھی، اللّٰہ تعالیٰ نے اس سے اس کا علم چھین لیا اور یہ تفسیر بھی کی گئی ہے کہ یہ شخص امیہ ابن ابی الصلت ہے۔

اللّٰہ تعالیٰ نے اسے علم اور کلام کے حسن کے ساتھ عزت دی تھی مگر جب یہ ایمان نہ لایا تو اللّٰہ تعالیٰ نے یہ دولت اس سے چھین لی، شیطان نے اس کو دھوکا دیا تو یہ گمراہ کافروں میں سے ہو گیا۔

(۱۷۶) اور ہم اسے اسم اعظم کی وجہ سے آسمان تک بلندی عطا کرتے اور دنیا والوں پر اسے بادشاہت عطا کرتے مگر یہ دنیا کی دولت اور بادشاہت کی خواہش اور دیگر نفسانیت کی طرف مائل ہو گیا تو بلعم باعوراء یا امیۃ بن ابی الصلت کی مثال کتے کی طرح ہو گئی کہ تو اس پر حملہ کرے پھر بھی ہانپتا ہے اور حملہ نہ کرے پھر بھی زبان نکال کر ہانپتا رہتا ہے۔

یہ مثال بلعم باعوراء اور امیہ ابن ابی الصلت کی ہے کہ ان کو نصیحت کی جائے تو نصیحت حاصل نہیں کرتے اور خاموشی اختیار کی جائے تو خود سے عقل نہیں آتی، یہی یہود کی حالت ہے ان کو قرآن کریم پڑھ کر سنائیے تا کہ امثال قرآنی سے عبرت حاصل کریں۔

(۱۷۷) جو لوگ رسول اکرم ﷺ اور قرآن حکیم کے منکر ہیں ان کی مثال بہت بری ہے کیوں کہ وہ کتے کی مثل ہیں اور سزا کی وجہ سے اپنا نقصان کرتے ہیں۔

(۱۷۸۔۱۷۹) جسے وہ (یعنی اللہ تعالیٰ) اپنے دین کی ہدایت دے، وہی ہدایت یافتہ ہے اور جسے وہ اپنے دین سے بے راہ کردے وہ عذاب کے وجوب سے خسارے میں ہے اور یہ سچی بات کو بالکل نہیں سمجھتے اور یہ سچائی کے سمجھنے میں چوپایوں سے بھی زیادہ بے راہ ہیں کیوں کہ یہ انکار کرنے والے ہیں۔
اور اس کے ساتھ ساتھ آخرت کو بھی نہیں مانتے۔

(۱۸۰) اعلیٰ صفات یعنی علم وقدرت سمع وبصر سب اسی کے لیے ہیں اور جو اسمائے الٰہی اور اس کی صفات کے منکر یا ان کے اقرار سے اعراض کرتے ہیں یا کہ اس کے اسماء وصفات میں شرک کرتے ہیں یعنی اس کے اسماء کے ساتھ لات وعزیٰ اور منات کو تشبیہ دیتے ہیں تو دنیا میں یہ جو شرآمیز باتیں کرتے تھے، آخرت میں ان کو ان کا بدلہ مل جائے گا۔

(۱۸۱) اور امت محمدیہ ﷺ سچائی اور حق کا حکم دیتی ہے اور خود بھی حق پر عمل پیرا ہے۔

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَاُمْلِيْ لَهُمْ ۭ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ ۝ اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا ٚ مَا بِصَاحِبِهِمْ مِّنْ جِنَّةٍ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ اَوَلَمْ يَنْظُرُوْا فِيْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ۙ وَّاَنْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ اَجَلُهُمْ ۚ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۢ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ۝ مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ۭ وَيَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝ يَسْـَٔــلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ ۚ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَآ اِلَّا هُوَ ۘؔ ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً ۭ يَسْـَٔــلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَاۗءَ اللّٰهُ ۭ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۚ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْۗءُ ۚ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا ۚ فَلَمَّا تَغَشّٰىهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ ۚ فَلَمَّآ اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَىِٕنْ اٰتَيْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝ فَلَمَّآ اٰتٰىهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَاۗءَ فِيْمَآ اٰتٰىهُمَا ۚ فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ اَيُشْرِكُوْنَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْـــًٔـا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ۝

اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اُن کو بتدریج اس طریق سے پکڑیں گے کہ اُن کو معلوم ہی نہ ہوگا (۱۸۲)۔ اور میں اُن کو مہلت دیے جاتا ہوں۔ میری تدبیر (بڑی) مضبوط ہے (۱۸۳)۔ کیا اُنہوں نے غور نہیں کیا کہ انکے رفیق (محمد ﷺ) کو (کسی طرح کا بھی) جنون نہیں ہے۔ وہ تو ظاہر ظہور ڈر سُنانے والے ہیں (۱۸۴)۔ کیا اُنہوں نے آسمان اور زمین کی بادشاہت میں اور جو چیزیں خدا نے پیدا کی ہیں اُن پر نظر نہیں کی۔ اور اس بات پر (خیال نہیں کیا) کہ عجب نہیں اُن (کی موت) کا وقت نزدیک پہنچ گیا ہو تو اس کے بعد وہ اور کس بات پر ایمان لائیں گے؟ (۱۸۵)۔ جس شخص کو خدا گمراہ کرے اُس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔ اور وہ ان (گمراہوں) کو چھوڑے رکھتا ہے کہ اپنی سرکشی میں پڑے بھٹکتے رہیں (۱۸۶)۔ (یہ لوگ) تم سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ اس کے واقع ہونے کا وقت کب ہے۔ کہہ دو کہ اس کا علم تو میرے پروردگار ہی کو ہے۔ وہی اُسے اُس کے وقت پر ظاہر کردے گا۔ وہ آسمان اور زمین میں ایک بھاری بات ہوگی۔ اور نا گہاں تم پر آجائے گی۔ یہ تم سے اس طرح دریافت کرتے ہیں کہ گویا تم اس سے بخوبی واقف ہو۔ کہو کہ اس کا علم تو خدا ہی کو ہے لیکن اکثر لوگ یہ نہیں جانتے (۱۸۷)۔ کہہ دو کہ میں اپنے فائدے اور نقصان کا کچھ بھی اختیار نہیں

رکھتا مگر جو خدا چاہے اور اگر میں غیب کی باتیں جانتا ہوتا تو بہت سے فائدے جمع کر لیتا اور مجھ کو کوئی تکلیف نہ پہنچتی۔ میں تو مومنوں کو ڈر اور خوش خبری سُنانے والا ہوں (۱۸۸)۔ وہ خدا ہی تو ہے جس نے تم کو ایک شخص سے پیدا کیا۔ اور اُس سے اُس کا جوڑا بنایا تا کہ اُس سے راحت حاصل کرے سو جب وہ اُس کے پاس جاتا ہے تو اُسے ہلکا سا حمل رہ جاتا ہے اور وہ اُس کے ساتھ چلتی پھرتی ہے۔ پھر جب کچھ بوجھ معلوم کرتی (یعنی بچہ پیٹ میں بڑا ہوتا) ہے تو دونوں (میاں بیوی) اپنے پروردگار خدائے عزوجل سے التجا کرتے ہیں کہ تو اگر ہمیں صحیح وسالم (بچہ) دے گا تو ہم تیرے شکر گزار ہوں گے (۱۸۹)۔ جب وہ اُن کو صحیح وسالم بچہ دیتا ہے تو اُس (بچے) میں جو وہ اُن کو دیتا ہے اُس کا شریک مقرر کرتے ہیں۔ جو وہ شرک کرتے ہیں خدا (کا رُتبہ) اُس سے بُلند ہے (۱۹۰)۔ کیا وہ ایسوں کو شریک بناتے ہیں جو کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے اور خود پیدا کیے جاتے ہیں (۱۹۱)

تفسیر سورۃ الاعراف آیات (۱۸۲) تا (۱۹۱)

(۱۸۲) ابوجہل اور اس کے ساتھی جو رسول اکرم ﷺ کا انکار کرتے ہیں اور نزول عذاب کے بارے میں مذاق اڑاتے ہیں، تو ہم ان کو اس طرح عذاب سے پکڑیں گے کہ انھیں نزول عذاب کا علم بھی نہ ہوگا۔

(۱۸۳) چنانچہ اللّٰہ تعالیٰ نے تمام لوگوں کو ایک ہی دن میں ہلاک کر دیا، کسی کو کسی کی ہلاکت کی خبر بھی نہ ہوئی۔ میں ان کو مہلت دیتا رہتا ہوں، میرا عذاب اور میری گرفت بہت سخت ہے۔

(۱۸۴) کیا ان لوگوں نے آپس میں اس بات پر غور نہیں کیا کہ عیاذ أباللّٰہ رسول اکرم ﷺ نہ جادوگر ہیں اور نہ کاہن اور نہ مجنون، چنانچہ اللّٰہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کے نبی کو تو جنون کا شائبہ تک بھی نہیں وہ تو رسول ہیں جو عذاب الٰہی سے اس زبان میں ڈراتے ہیں۔

شان نزول: اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا (الخ)

ابن ابی حاتمؒ اور ابوالشیخؒ نے قتادہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ ہم سے بیان کیا گیا ہے کہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے صفا پہاڑی پر کھڑے ہو کر قریش کو بلوایا، آپ ایک ایک شاخ کو بلاتے تھے کہ اے بنی فلاں میں تمہیں عذاب الٰہی سے ڈراتا ہوں، تو کسی کہنے والے نے کہا کہ تمہارے ساتھی مجنون ہیں، رات کو صبح تک مبہوت ہو گئے اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری۔

(۱۸۵) جسے یہ لوگ سمجھتے ہیں، اہل مکہ نے سورج، چاند، تارے، بادل اور زمین، اور زمین میں جو کچھ درخت، پہاڑ، سمندر اور جانور ہیں اور دوسری تمام چیزوں میں جن کو اللّٰہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے، غور نہیں کیا اور اس بات میں کہ اللہ کی طرف سے ان کی ہلاکت و بربادی قریب آ پہنچی ہے۔

یہ لوگ اگر کتاب اللّٰہ پر ایمان نہیں لاتے تو اس کے بعد پھر کس کتاب پر ایمان لائیں گے۔

(۱۸۶) اور جسے وہ اپنے دین سے گمراہ کر دے تو اسے پھر اس کے دین کا راستہ کوئی بتانے والا نہیں اور وہ ان کے کفر و انکار اور ان کی گمراہیوں میں اندھوں کی طرح بھٹکتے ہوئے چھوڑ دیتا ہے۔

(۱۸۷) اے محمد ﷺ! اہل مکہ روز قیامت کے قائم ہونے اور اس کے وقت کے متعلق آپ سے پوچھتے ہیں کہ کب آئے گی، آپ فرما دیجیے کہ اس کا وقت مقرر صرف میرے رب کو معلوم ہے، اس چیز کو بیان نہیں کیا گیا اس کا آنا اور اس کے واقع ہونے کا علم زمین و آسمان والوں پر بہت ہی بھاری حادثہ ہوگا اور وہ ایک دم آئے گی۔

اے محمد ﷺ! وہ آپ سے قیامت کے واقع ہونے کے بارے میں اس طرح سوال کرتے ہیں جیسے آپ اس کی تحقیقات کر چکے ہیں یا اس سے غافل ہیں، آپ فرما دیجیے کہ اس کے آنے کا علم صرف اللّٰہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے مگر اہل مکہ اس چیز کی تصدیق نہیں کرتے۔

شان نزول: يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ (الخ)

ابن جریرؒ وغیرہ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ حمل بن ابی قشیر اور سموال بن زید نے رسول اللّٰہ ﷺ سے کہا کہ اگر آپ نبی ہیں تو ہمیں بتائیے کہ قیامت کب قائم ہوگی کیوں کہ ہم جانتے ہیں وہ کیا ہے، اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ ''یہ لوگ آپ سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ وہ کب واقع ہوگی نیز قتادہؒ سے روایت کیا ہے کہ قریش نے یہ سوال کیا تھا۔

(۱۸۸) اے محمد ﷺ! آپ اہل مکہ سے فرما دیجیے کہ میں نفع حاصل کرنے اور نقصان کو دور کرنے کی طاقت نہیں رکھتا مگر جس قدر اللّٰہ تعالیٰ مجھے نفع و نقصان پہنچانا چاہے۔

اور اگر مجھے اس بات کا پتہ ہوتا کہ تمہارے اوپر عذاب کب نازل ہوگا تو اس کے شکریہ میں بہت سا فائدہ حاصل کر لیتا اور تمہاری وجہ سے مجھے کسی قسم کا غم و پریشانی نہ ہوتی۔

اور ایک تفسیر یہ بھی کی گئی ہے کہ اگر مجھے غیب کی باتیں معلوم ہوتیں کہ میں کب انتقال کروں گا تو بہت ہی زیادہ نیکیاں کر لیتا اور مجھے کسی قسم کی پریشانی لاحق نہ ہوتی، یا یہ کہ مجھے اگر یہ معلوم ہوتا کہ قحط کب ہوگا اور اشیا کی گرانی کس وقت ہوگی تو میں بہت سی نعمتوں کو جمع کر لیتا اور مجھے کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچتی، میں محض جنت کی بشارت دینے والا اور دوزخ سے ڈرانے والا ہوں۔

(۱۸۹) تم سب لوگوں کو آدم علیہ السلام کے نفس سے پیدا کیا اور انھی کے نفس سے ان کی بیوی حضرت حواء علیہا السلام کو پیدا کیا، پھر میاں بیوی نے قربت کی تو ہلکا سا حمل لیے ہوئے چلتی پھرتی رہی، پھر جب حمل بوجھل ہوا تو ابلیس کے وسوسہ سے یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ کہیں کوئی جانور تو نہ ہو تو دعا کی کہ اگر یہ صحیح سالم اولاد ہو تو ہم اس پر خوب صبر کریں گے۔

(۱۹۰) جب میاں بیوی کو صحیح سالم اولاد دے دی تو اس کے نام رکھنے میں ابلیس کو شریک ٹھہرانے لگے چنانچہ عبد اللّٰہ

اور عبدالحارث نام رکھا۔ (۱۹۱) اللّٰہ تعالیٰ ان بتوں کے شرک سے بالکل پاک ہے۔ یہ بت کسی کو بھی پیدا نہیں کر سکتے۔

وَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ لَهُمْ نَصْرًا وَّلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ۝ وَاِنْ
تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا يَتَّبِعُوْكُمْ ۭ سَوَاۗءٌ عَلَيْكُمْ اَدَعَوْتُمُوْهُمْ
اَمْ اَنْتُمْ صَامِتُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ
اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ
صٰدِقِيْنَ ۝ اَلَهُمْ اَرْجُلٌ يَّمْشُوْنَ بِهَآ ۡ اَمْ لَهُمْ اَيْدٍ يَّبْطِشُوْنَ
بِهَآ ۡ اَمْ لَهُمْ اَعْيُنٌ يُّبْصِرُوْنَ بِهَآ ۡ اَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ
بِهَا ۭ قُلِ ادْعُوْا شُرَكَاۗءَكُمْ ثُمَّ كِيْدُوْنِ فَلَا تُنْظِرُوْنِ ۝
اِنَّ وَلِيِّ َۧ اللّٰهُ الَّذِيْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ ڮ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ ۝
وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَلَآ
اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ۝ وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا يَسْمَعُوْا ۭ
وَتَرٰىهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ۝ خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ
بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ۝ وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ
الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ
اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰۗىِٕفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ
مُّبْصِرُوْنَ ۝ وَاِخْوَانُهُمْ يَمُدُّوْنَهُمْ فِي الْغَيِّ ثُمَّ لَا يُقْصِرُوْنَ ۝
وَاِذَا لَمْ تَاْتِهِمْ بِاٰيَةٍ قَالُوْا لَوْلَا اجْتَبَيْتَهَا ۭ قُلْ اِنَّمَآ اَتَّبِعُ مَا
يُوْحٰٓى اِلَيَّ مِنْ رَّبِّيْ ۚ هٰذَا بَصَاۗىِٕرُ مِنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ
لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ
وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا
وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَــهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا
تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ
عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيُسَبِّحُوْنَهٗ وَلَهٗ يَسْجُدُوْنَ ۝

اور نہ اُن کی مدد کی طاقت رکھتے ہیں اور نہ اپنی مدد کر سکتے ہیں۔ (۱۹۲) اگر تم اُن کو سیدھے رستے کی طرف بُلاؤ تو تمہارا کہا نہ مانیں۔ تمہارے لیے برابر ہے کہ تم اُن کو بُلاؤ یا چپکے ہو رہو (۱۹۳)۔ (مشرکو) جن کو تم خدا کے سوا پکارتے ہو وہ تمہاری طرح کے بندے ہی ہیں (اچھا) تم اُن کو پکارو اگر سچے ہو تو چاہیے کہ وہ تم کو جواب دیں (۱۹۴)۔ بھلا اُن کے پاؤں ہیں جن سے چلیں یا ہاتھ ہیں جن سے پکڑیں یا آنکھیں ہیں جن سے دیکھیں یا کان ہیں جن سے سُنیں؟ کہہ دو کہ اپنے شریکوں کو بُلا لو اور میرے بارے میں (جو) تدبیر (کرنی ہو) کر لو اور مجھے کچھ مہلت بھی نہ دو (پھر دیکھو کہ وہ میرا کیا کر سکتے ہیں) (۱۹۵)۔ میرا مددگار تو خدا ہی ہے جس نے کتاب (برحق) نازل کی اور نیک لوگوں کا وہی دوست دار ہے (۱۹۶)۔ اور جن کو تم خدا کے سوا پکارتے ہو وہ نہ تمہاری ہی مدد کی طاقت رکھتے ہیں اور نہ خود اپنی ہی مدد کر سکتے ہیں (۱۹۷)۔ اور اگر تم اُن کو سیدھے رستے کی طرف بُلاؤ تو سُن نہ سکیں۔ اور تم انہیں دیکھتے ہو کہ (بظاہر) آنکھیں کھولے تمہاری طرف دیکھ رہے ہیں مگر (فی الواقع) کچھ نہیں دیکھتے (۱۹۸)۔ (اے محمد ﷺ) عفو اختیار کرو اور نیک کام کرنے کا حکم دو اور جاہلوں سے کنارہ کر لو (۱۹۹)۔ اور اگر شیطان کی طرف سے تمہارے دل میں کسی طرح کا وسوسہ پیدا ہو۔ تو خدا سے پناہ مانگو۔ بے شک وہ سُننے والا (اور) سب کچھ جاننے والا ہے (۲۰۰)۔ جو لوگ پرہیزگار ہیں جب اُن کو شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ پیدا ہوتا ہے تو چونک پڑتے ہیں اور (دل کی آنکھیں کھول کر) دیکھنے لگتے ہیں (۲۰۱)۔ اور ان (کفار) کے بھائی انہیں گمراہی میں کھینچے جاتے ہیں پھر (اس میں کسی طرح کی) کوتاہی نہیں کرتے (۲۰۲)۔ اور جب تم اُن کے پاس (کچھ دنوں تک) کوئی آیت نہیں لاتے تو کہتے ہیں کہ تم نے (اپنی طرف سے) کیوں نہیں بنالی۔ کہہ دو کہ میں تو اسی حکم کی پیروی کرتا ہوں جو میرے پروردگار کی طرف سے میرے

پاس آتا ہے۔ یہ (قرآن) تمہارے پروردگار کی جانب سے دانش وبصیرت اور مومنوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے (۲۰۳)۔ اور جب قرآن پڑھا جائے تو توجہ سے سُنا کرو اور خاموش رہا کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے (۲۰۴)۔ اور اپنے پروردگار کو دل ہی دل میں عاجزی اور خوف سے اور پست آواز سے صبح وشام یاد کرتے رہو اور دیکھنا غافل نہ ہونا (۲۰۵)۔ جو لوگ تمہارے پروردگار کے پاس ہیں وہ اس کی عبادت سے گردن کشی نہیں کرتے اور اُس پاک ذات کو یاد کرتے اور اُس کے آگے سجدے کرتے رہتے ہیں (۲۰۶)

تفسیر سورۃ الاعراف آیات (۱۹۲) تا (۲۰۶)

(۱۹۲) اور یہ بت نہ اپنے آپ کو فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور نہ ہی نقصان پہنچا سکتے ہیں۔

(۱۹۳) اے محمد ﷺ! اگر آپ کافروں کو توحید کی طرف دعوت دیں تو یہ آپ کی بات کو نہیں مانیں گے اور یہ کافر اس بات سے خاموش ہیں۔ یا یہ کہ اے منکروں کی جماعت اگر تم ان بتوں کو ہدایت کی طرف بلاؤ تو یہ تمہاری بات کا جواب نہیں دیں گے، خواہ ان کو بلاؤ یا خاموش رہو، وہ کسی قسم کا جواب نہیں دیں گے اور نہ ہی تمہاری پکار کو سنیں گے کیوں کہ یہ مردہ ہیں۔

(۱۹۴) اور جو لوگ بتوں کی عبادت کرتے ہیں تو وہ بت بھی ان ہی جیسے ہیں تو تم ان بتوں کو پکار کر دیکھو اگر تم اپنی بات میں سچے ہو کہ وہ تمہیں نفع پہنچاتے ہیں پھر دیکھو کہ کیا تمہاری بات سنتے ہیں اور اس کا جواب دے سکتے ہیں۔

(۱۹۵) کیا ان بتوں کے ہاتھ ہیں کہ وہ کسی چیز کو لے سکیں اور دے سکیں یا آنکھیں اور کان ہیں کہ وہ تمہاری عبادت کو دیکھ سکیں اور تمہاری آواز کو بھی سن سکیں۔

اے محمد ﷺ! آپ مکہ کے مشرکوں سے فرما دیجیے اپنے بتوں سے مدد طلب کرو اور پھر تم اور تمہارے بت بھی میری ضرر رسانی کی تدبیر کریں اور مجھے ذرا مہلت بھی نہ دو۔

(۱۹۶) یقیناً میرا معین ومددگار اللّٰہ ہے، جس نے بذریعہ جبریل علیہ السلام مجھ پر کتاب اتاری ہے۔

(۱۹۷) اور تم جن بتوں کی پوجا کرتے ہو وہ تمہیں نہ فائدہ پہنچا سکتے اور نہ تم سے کسی چیز کو ٹال سکتے ہیں بلکہ وہ تو خود اپنے ہی اوپر سے کسی مصیبت کو نہیں ہٹا سکتے۔

(۱۹۸) اور اگر ان کو حق کی طرف بلاؤ تو چوں کہ وہ مردہ اور بے روح ہیں کسی بات کا بھی جواب نہیں دیں گے اور محمد ﷺ! آپ ان بتوں کو دیکھتے ہیں گویا کہ آنکھیں کھول کر آپ کو دیکھ رہے ہیں مگر وہ تو بے جان ہیں۔

(۱۹۹) نیکی اور احسان کا حکم کیجیے اور ابوجہل اور اس کے ساتھی جو مذاق اڑاتے ہیں ان سے درگزر کیجیے۔

(۲۰۰) اور اگر کوئی وسوسہ غصہ کا آنے لگے تو شیطان کے وسوسہ سے اللّٰہ تعالیٰ کی پناہ مانگیے وہ اچھی طرح سننے والا اور آپ کے وسوسہ کے خیالات کو جاننے والا ہے۔

(۲۰۱) جو خدا سے ڈرتے ہیں جب ان کے دل میں کوئی خیال گزرتا ہے تو وہ اللّٰہ کی یاد میں لگ جاتے ہیں اور گناہوں سے

رک جاتے ہیں۔

(۲۰۲) جو شیاطین اور مشرکوں کے بھائی بند ہیں تو وہ ان کو کفر و گمراہی اور گناہ میں گھسیٹ کر لے جاتا ہے پھر وہ اس سے باز نہیں آتے۔

(۲۰۳) مکہ والوں کے مطالبہ پر جب کوئی نبی ﷺ پر معجزہ ظاہر نہیں ہوتا تو کہتے ہیں کہ اللہ کی جانب سے معجزہ کیوں نہیں لائے یا اپنی طرف سے کیوں نہیں لائے۔

آپ ان سے کہہ دیجیے کہ میں اپنے قول و عمل میں اسی کی پیروی کرتا ہوں جو حکم میرے رب کی طرف سے بھیجا گیا ہے۔ یہ قرآن حکیم اوامر و نواہی کو بیان کرتا ہے اور جو لوگ قرآن کریم پر ایمان رکھتے ہیں ان کے لیے عذاب سے رحمت ہے۔

(۲۰۴) جب فرض نمازوں میں قرآن حکیم پڑھا جاتا ہے تو اس کی قرأت کو سنو اور خاموشی اختیار کیے رکھو۔

شانِ نزول: وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ وغیرہ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت نماز میں رسول اکرم ﷺ کے پیچھے آوازیں بلند کرنے کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

اور مزید ابوہریرہؓ ہی سے روایت کیا ہے کہ ہم نماز میں کلام کرلیا کرتے تھے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور جب قرآن کریم پڑھا جایا کرے الخ۔ اور عبداللہ بن مغفل سے بھی اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

اور ابن جریرؒ نے بھی ابن مسعودؓ سے اسی طرح روایت کیا ہے نیز زہریؒ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت انصار کے کچھ نوجوانوں کے متعلق نازل ہوئی کیوں کہ رسول اکرم ﷺ جب بھی کچھ پڑھتے تو وہ بھی پڑھتے تھے۔

اور سعید بن منصورؒ نے اپنی سنن میں بواسطۂ ابومعشر محمد بن کعبؓ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام رسول اکرمؐ ﷺ کی قرأت کو بغور سنتے تھے، آپ جب بھی (نماز میں) قرأت فرماتے تو وہ بھی آپ کے ساتھ پڑھتے تھے یہاں تک کہ سورہ اعراف کی یہ آیت اتر آئی، ان روایتوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت مدینہ میں آئی ہے۔

(۲۰۵) اے محمد ﷺ! اگر آپ امام ہوں تو صرف آپ ہی عاجزی اور خوف کے ساتھ قرأت کیجیے، زور کی آواز کی نسبت کم آواز کے ساتھ صبح و شام یعنی صبح کی نماز اور مغرب و عشاء کی نمازوں میں اور اگر آپ اکیلے ہوں یا تنہا نماز پڑھ رہے ہوں تو نماز میں قرآن حکیم کی قرأت کو نہ چھوڑیے۔

(۲۰۶) اور فرشتے اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اظہار عبودیت سے تکبر نہیں کرتے، ہر وقت اس کی اطاعت اور اس کے سامنے سربسجود رہتے ہیں۔

سُوْرَۃُ الْاَنْفَالِ مَدَنِیَّۃٌ وَّھِیَ خَمْسٌ وَّسَبْعُوْنَ اٰیَۃً وَّعَشَرُ رُکُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ؕ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ ۪ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱﴾ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۲﴾ ۚۖ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۳﴾ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۴﴾ ۚ كَمَاۤ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ ۪ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ ﴿۵﴾ ۙ يُجَادِلُوْنَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ﴿۶﴾ ؕ وَاِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ وَيُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۷﴾ ۙ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۸﴾ ۚ

سُوْرَۃُ الْاَنْفَالِ مَدَنِیَّۃٌ وَّھِیَ خَمْسٌ وَّسَبْعُوْنَ اٰیَۃً وَّعَشَرُ رُکُوْعَاتٍ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

(اے محمد ﷺ! مجاہد لوگ) تم سے غنیمت کے مال کے بارے میں دریافت کرتے ہیں (کہ کیا حکم ہے) کہہ دو کہ غنیمت خدا اور اُس کے رسُول کا مال ہے تو خدا سے ڈرو اور آپس میں صُلح رکھو اور اگر ایمان رکھتے ہو تو خدا اور اُس کے رسُول کے حکم پر چلو(۱)۔ مومن تو وہ ہیں کہ جب خدا کا ذکر کیا جاتا ہے تو اُن کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب اُنہیں اُس کی آیتیں پڑھ کر سُنائی جاتی ہیں تو اُن کا ایمان اور بڑھ جاتا ہے۔ اور وہ اپنے پروردگار پر بھروسا رکھتے ہیں(۲)۔ (اور) وہ جو نماز پڑھتے ہیں اور جو مال ہم نے اُن کو دیا ہے اس میں سے (نیک کاموں میں) خرچ کرتے ہیں (۳)۔ یہی سچے مومن ہیں۔ اور ان کے لیے پروردگار کے ہاں (بڑے بڑے) درجے اور بخشش اور عزّت کی روزی ہے(۴)۔ (ان لوگوں کو اپنے گھروں سے اسی طرح نکلنا چاہیے تھا) جس طرح تمہارے پروردگار نے تم کو تدبیر کے ساتھ اپنے گھر سے نکالا اور (اُس وقت) مومنوں کی ایک جماعت ناخوش تھی (۵)۔ وہ لوگ حق بات میں اس کے ظاہر ہوئے پیچھے تم سے جھگڑنے لگے گویا موت کی طرف دھکیلے جاتے ہیں اور اسے دیکھ رہے ہیں (۶)۔ اور (اُس وقت کو یاد کرو) جب خدا تم سے وعدہ کرتا تھا کہ (ابوسفیان اور ابوجہل کے) دو گروہوں میں سے ایک گروہ تمہارا (مسخر) ہو جائے گا۔ اور تم چاہتے تھے کہ جو قافلہ بے (شان و) شوکت (یعنی بے ہتھیار) ہے وہ تمہارے ہاتھ آ جائے اور خدا چاہتا تھا کہ اپنے فرمان سے حق کو قائم رکھے اور کافروں کی جڑ کاٹ کر (پھینک) دے(۷)۔ تا کہ سچ کو سچ اور جھوٹ کو جھوٹ کر دے۔ گو مشرک ناخوش ہی ہوں (۸)

تفسیر سورۃ الانفال آیات (۱) تا (۸)

یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ حَسْبُکَ اللّٰہُ وَمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ کے علاوہ یہ پوری سورت مدنی ہے کیوں کہ یہ آیت غزوہ بدر میں جنگ سے پہلے مقام بدر میں نازل ہوئی ہے۔

اس سورت مبارکہ میں ۷۵ آیات اور ایک ہزار ایک سوتیں کلمات اور پانچ ہزار دو سو چورانوے حروف ہیں۔

(۱) بدر کے دن آپ ؐ کے اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین آپ ؐ سے خاص غنیمتوں کا حکم پوچھتے ہیں اے محمد ﷺ!

آپ ﷺ ان سے کہہ دیجیے کہ بدر کے دن کی غنیمتیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی ملک ہیں، تمہیں اس بارے میں کوئی اختیار نہیں۔ یا یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں اور رسول اکرم ﷺ کا حکم اس میں نافذ ہوگا، غنائم کے لینے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور باہمی جھگڑوں کی اصلاح کرو کہ کہیں غنی فقیر پر اور قوی ضعیف پر اور جوان بوڑھے پر زیادتی نہ کر بیٹھے۔

جب تم لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہو تو صلح کے معاملات میں ان ہی کی پیروی کرو۔

شانِ نزول: يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ (الخ)

امام ابوداؤدؒ، نسائیؒ، ابن حبانؒ اور حاکمؒ نے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے یہ اعلان کر دیا تھا کہ جو شخص کسی شخص کو قتل کرے یا قید کرے اس کو اتنا اتنا انعام ملے گا، سو بوڑھے تو جھنڈوں کے نیچے رہے اور جوان لوگ قتل غنیمت کی طرف دوڑے، بوڑھوں نے ان جوانوں سے کہا ہمیں بھی اس میں شریک کرو ہم تمہارے مددگار تھے اور اگر تم پر کوئی حادثہ آپڑتا تو تم ہماری ہی پناہ لیتے۔ اس بارے میں ان لوگوں کے درمیان گفتگو ہوگئی، آپ ﷺ تک مقدمہ آیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اور امام احمدؒ نے سعد بن ابی وقاص ؓ سے روایت کیا ہے کہ بدر کے روز میرا بھائی عمیر قتل کیا گیا تو میں نے اس کے بدلے سعید بن العاص کو قتل کیا اور اس کی تلوار لے کر رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ یہ تلوار مجھے دے دیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ اس کو غنیمت میں رکھ دو، میں لوٹا مگر مجھے بہت دکھ ہوا۔ میں ذرا ہی چلا تھا کہ سورۂ انفال نازل ہوگئی آپ نے فرمایا جاؤ اپنی تلوار لے لو۔

اور امام ابوداؤدؒ، ترمذیؒ اور نسائیؒ نے حضرت سعد ؓ سے روایتکیا ہے کہ میں بدر کے روز ایک تلوار لے کر آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ نے میرے سینہ کو مشرکین سے محفوظ رکھا ہے، یہ تلوار مجھے ہبہ کر دیجیے، آپ نے فرمایا یہ نہ میری ہے اور نہ تمہاری، مجھ کو رنج ہوا میں نے دل میں کہا کہ مجھ ہی کو ملے گی، چنانچہ رسول اکرم ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ تم نے مجھ سے تلوار مانگی تھی وہ اس وقت میری نہ تھی اور اب وہ میری ہے، میں تمہیں دیتا ہوں فرماتے ہیں پھر یہ آیت نازل ہوگئی۔

ابن جریرؒ نے مجاہدؒ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے چار اخماس نکالنے کے بعد، پانچویں حصہ کا حکم دریافت کیا گیا تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

(۲) کیوں کہ جب اہلِ ایمان کو تو اللہ کی جانب سے جب کسی چیز مثلاً صلح وغیرہ کا حکم دیا جاتا ہے تو ان کے دلوں میں خوف پیدا ہوتا ہے۔

اور جب ان کو آیاتِ الٰہی پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ ان کے یقین اور ایمان کو اور پکا کر دیتی ہیں، وہ حضرات

غنیمتوں پر انحصار نہیں کرتے۔

(۳) اور وہ حضرات پانچ وقتہ نمازوں کو ان کے اوقات پر وضو کے ساتھ کمال رکوع وسجود کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔ اور جو کچھ ہم نے ان کو مال دیا ہے، اسے اطاعت الٰہی میں صدقہ وخیرات کرتے ہیں یا یہ اپنے اموال کی زکوۃ ادا کرتے ہیں۔

(۴) بس کامل اور سچے ایمان والے یہی لوگ ہیں، ان کے لیے آخرت میں بڑے بڑے درجات اور دنیا میں ان کے گناہوں کی معافی ہے اور جنت میں ان کے لیے بہترین ثواب ہے۔

(۵۔۶) یہ امر بھی ایسا ہی ہے جیسا کہ محمد ﷺ آپ کو آپ کے پروردگار نے مدینہ منورہ سے قرآن حکیم کے ساتھ یا جنگ کے ارادہ سے (بدر کی طرف) روانہ کیا اور ایک جماعت لڑائی کو شاق اور ناگوار سمجھ رہی تھی اور اس کے باوجود کہ ان پر یہ بات واضح ہو چکی تھی کہ آپ بغیر حکم خداوندی کے کوئی کام نہیں کرتے، وہ آپ سے جنگ کے بارے میں بطور مشورہ جھگڑ رہے تھے۔

شان نزول: كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابوایوب انصاری ؓ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ ہم مدینہ منورہ میں تھے، ہمیں اطلاع ملی کہ ابوسفیان کا قافلہ آرہا ہے، رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کیا ارادہ ہے، ممکن ہے اللہ تعالیٰ ہمیں غنیمت عنایت فرمائے، چنانچہ ہم نکلے اور ایک یا دو دن چلے کہ ابوجہل لشکر لے کر بدر میں آ گیا آپ نے ارشاد فرمایا تم لوگوں کی کیا رائے ہے، ہم نے عرض کیا اس قوم سے قتال کی تو ہمارے اندر طاقت نہیں، ہم تو صرف قافلہ کی نیت سے آئے تھے، اس پر حضرت مقداد ؓ نے فرمایا: ایسا مت کہو، جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے کہا تھا کہ ''تم اور تمہارا اللہ جا کر لڑو، ہم یہیں بیٹھے ہیں۔'' اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری۔ اور ابن جریرؒ نے حضرت ابن عباس ؓ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

(۷۔۸) اور وہ وقت بھی یاد کرو، جب کہ تم سے ان جماعتوں یعنی قافلہ اور لشکر میں سے ایک کے غنیمت میں ملنے کا وعدہ کیا تھا۔

اور تمہاری خواہش تھی کہ قافلہ تمہارے ہاتھ آ جائے اور اللہ تعالیٰ کو یہ منظور تھا کہ اپنی مدد اور قوت سے دین اسلام کا حق ہونا ظاہر کر دے، اور ان کافروں کی جڑ ہی کاٹ دے تاکہ دین اسلام کا مکہ مکرمہ میں نام بلند ہو۔ شرک اور مشرک نیست ونابود ہو جائیں، اگرچہ یہ مشرک اس چیز کو ناپسند ہی کریں۔

إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُم بِأَلْفٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِينَ ﴿٩﴾ وَمَا جَعَلَهُ اللَّهُ إِلَّا بُشْرَىٰ وَلِتَطْمَئِنَّ بِهِ قُلُوبُكُمْ ۚ وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِندِ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿١٠﴾ إِذْ يُغَشِّيكُمُ النُّعَاسَ أَمَنَةً مِّنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُم مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً لِّيُطَهِّرَكُم بِهِ وَيُذْهِبَ عَنكُمْ رِجْزَ الشَّيْطَانِ وَلِيَرْبِطَ عَلَىٰ قُلُوبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْأَقْدَامَ ﴿١١﴾ إِذْ يُوحِي رَبُّكَ إِلَى الْمَلَائِكَةِ أَنِّي مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِينَ آمَنُوا ۚ سَأُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوا فَوْقَ الْأَعْنَاقِ وَاضْرِبُوا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ﴿١٢﴾ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ شَاقُّوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۚ وَمَن يُشَاقِقِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿١٣﴾ ذَٰلِكُمْ فَذُوقُوهُ وَأَنَّ لِلْكَافِرِينَ عَذَابَ النَّارِ ﴿١٤﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوهُمُ الْأَدْبَارَ ﴿١٥﴾ وَمَن يُوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهُ إِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ أَوْ مُتَحَيِّزًا إِلَىٰ فِئَةٍ فَقَدْ بَاءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللَّهِ وَمَأْوَاهُ جَهَنَّمُ ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ﴿١٦﴾ فَلَمْ تَقْتُلُوهُمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ قَتَلَهُمْ ۚ وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ ۚ وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِينَ مِنْهُ بَلَاءً حَسَنًا ۚ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿١٧﴾ ذَٰلِكُمْ وَأَنَّ اللَّهَ مُوهِنُ كَيْدِ الْكَافِرِينَ ﴿١٨﴾ إِن تَسْتَفْتِحُوا فَقَدْ جَاءَكُمُ الْفَتْحُ ۖ وَإِن تَنتَهُوا فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۖ وَإِن تَعُودُوا نَعُدْ وَلَن تُغْنِيَ عَنكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْئًا وَلَوْ كَثُرَتْ وَأَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٩﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَأَنتُمْ تَسْمَعُونَ ﴿٢٠﴾ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ قَالُوا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ ﴿٢١﴾

جب تم اپنے پروردگار سے فریاد کرتے تھے تو اُس نے تمہاری دُعا قبول کرلی (اور فرمایا) کہ (تسلی رکھو) ہم ہزار فرشتوں سے جو ایک دوسرے کے پیچھے آتے جائیں گے تمہاری مدد کریں گے (۹)۔ اور اس مدد کو خدا نے محض بشارت بنایا تھا کہ تمہارے دل اس سے اطمینان حاصل کریں۔ اور مدد تو اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ بے شک خدا غالب حکمت والا ہے (۱۰)۔ جب اُس نے (تمہاری) تسکین کے لئے اپنی طرف سے تمہیں نیند (کی چادر) اُڑھا دی اور تم پر آسمان سے پانی برسا دیا تاکہ تم کو اس سے (نہلا کر) پاک کردے اور شیطانی نجاست کو تم سے دُور کردے اور اس لیے بھی کہ تمہارے دلوں کو مضبوط کردے اور اس سے تمہارے پاؤں جمائے رکھے (۱۱)۔ جب تمہارا پروردگار فرشتوں کو ارشاد فرماتا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تم مومنوں کو تسلی دو کہ ثابت قدم رہیں۔ میں ابھی ابھی کافروں کے دلوں میں رعب و ہیبت ڈالے دیتا ہوں تو اُن کے سر مار (کر) اُڑا دو اور اُن کا پور پور مار کر توڑ دو (۱۲)۔ یہ (سزا) اس لئے دی گئی کہ اُنہوں نے خدا اور اُس کے رسول کی مخالفت کی اور جو شخص خدا اور اُس کے رسُول کی مخالفت کرتا ہے تو خدا بھی سخت عذاب دینے والا ہے (۱۳)۔ یہ (مزہ تو یہاں) چکھو اور یہ (جانے رہو) کہ کافروں کے لیے (آخرت میں) دوزخ کا عذاب (بھی تیار) ہے (۱۴)۔ اے اہل ایمان! جب میدانِ جنگ میں کفار سے تمہارا مقابلہ ہو تو اُن سے پیٹھ نہ پھیرنا (۱۵)۔ اور جو شخص جنگ کے روز اس صورت کے سوا کہ لڑائی کے لیے کنارے کنارے چلے (یعنی حکمتِ عملی سے دُشمن کو مارے) یا اپنی فوج میں جاملنا چاہے اُن سے پیٹھ پھیرے گا تو (سمجھو کہ) وہ خدا کے غضب میں گرفتار ہو گیا اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ بہت ہی بُری جگہ ہے (۱۶)۔ تم لوگوں نے ان (کفار) کو قتل نہیں کیا بلکہ خدا نے انہیں قتل کیا۔ اور (اے محمد ﷺ) جس وقت تم نے کنکریاں پھینکی تھیں تو وہ تم نے نہیں پھینکی تھیں بلکہ اللہ نے پھینکی تھیں اس سے یہ غرض تھی کہ مومنوں کو اپنے (احسانوں) سے اچھی طرح آزما لے بے شک خدا سُنتا جانتا ہے (۱۷)۔ (بات) یہ (ہے) کچھ شک نہیں کہ خدا کافروں کی تدبیر کو کمزور کردینے والا ہے (۱۸)۔ (کافرو اگر تم (محمد ﷺ پر) فتح چاہتے ہو تو تمہارے پاس فتح آچکی (دیکھو) اگر تم (اپنے افعال سے) باز آجاؤ۔ تو تمہارے حق میں بہتر ہے اور اگر پھر (نافرمانی) کرو گے تو ہم بھی پھر (تمہیں عذاب) کریں گے۔ اور تمہاری جماعت خواہ کتنی ہی کثیر ہو تمہارے کچھ بھی کام نہ آئے گی۔ اور خدا تو مومنوں کے

ساتھ ہے(۱۹) اے ایمان والو! خدا اور اُس کے رسُول کے حکم پر چلو اور اس سے رُوگردانی نہ کرو اور تم سُنتے ہو(۲۰)۔ اور ان لوگوں جیسے نہ ہونا جو کہتے ہیں کہ ہم نے حکم خدا سُن لیا مگر (حقیقت میں) نہیں سُنتے (۲۱)

تفسیر سورۃ الانفال آیات (۹) تا (۲۱)

(۹) بدر کے روز جب تم لوگ مدد کے لیے دعا کر رہے تھے، پھر تمہاری پکار سن لی گئی کہ ایک ہزار فرشتوں سے میں تمہاری مدد کروں گا جو سلسلہ وار چلے آئیں گے۔

شانِ نزول: اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ (الخ)

حضرت امام ترمذیؒ نے حضرت عمر فاروق ؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے مشرکین مکہ کو دیکھا تو وہ ایک ہزار تھے اور آپ کی جماعت کے لوگ تین سو تیرہ تھے۔ چنانچہ آپ ﷺ قبلہ رُخ ہوئے اور ہاتھ اٹھا کر اپنے پروردگار سے دعا کرنے لگے کہ یا الٰہ العالمین جو آپ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے اس کو پورا کر، یا الٰہ العالمین مسلمانوں کی اگر یہ جماعت ہلاک ہو جائے گی تو پھر زمین پر تیری عبادت نہیں کی جائے گی، آپ قبلہ کی طرف منہ کیے ہوئے اپنے ہاتھوں کو دراز کیے ہوئے اپنے پروردگار سے دعا کرتے رہے، یہاں تک کہ آپ کی چادر مبارک گر گئی، حضرت ابوبکر صدیق ؓ حاضر ہوئے اور انھوں نے آپ کی چادر مبارک اٹھا کر آپ کے کندھوں پر ڈالی پھر آپ کو پیچھے کی طرف سے چمٹ گئے۔

اور عرض کرنے لگے، اے اللہ کے نبی ﷺ آپؐ کے پروردگار سے آپ کی آہ وزاری بہت ہوگئی وہ ضرور اس چیز کو پورا کرے گا جس کا اس نے آپ سے وعدہ کر رکھا ہے تب اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، چنانچہ اللّٰہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی فرشتوں کے ذریعے سے مدد فرمائی۔

(۱۰) اور یہ امداد محض اس حکمت سے تھی کہ تمہیں خطیہ سے بشارت ہو اور واقعی فرشتوں کی یہ امداد اس ذات کی طرف سے تھی جو اپنے دشمنوں کو سزا دینے میں زبردست ہے اور حکمت والا ہے کہ ان کے لیے قتل اور شکست کا فیصلہ کیا اور تمہارے لیے غنیمت اور مدد کا فیصلہ۔

(۱۱) اور وہ وقت یاد کرو جب اللّٰہ تعالیٰ تم پر اپنی جانب سے دشمن سے راحت دینے کے لیے اونگھ کو طاری کر رہا تھا اور یہ اللّٰہ تعالیٰ کی طرف سے تم پر بڑا احسان تھا اور اس ذات نے آسمان سے پانی برسایا تاکہ تمہیں چھوٹی ناپاکی اور بڑی ناپاکی سے پاک کردے۔

اور تمہارے دلوں سے شیطانی وسوسہ کو دور کردے اور اس کے لیے تمہارے دلوں کو مضبوط کردے اور بارش سے ریت پر تمہارے پاؤں کو جمادے یا یہ کہ بارش سے ریت کو جمادے تاکہ پیر اس پر جمنے لگیں۔

(۱۲) اور جب آپ کے پروردگار نے ان امداد کے فرشتوں کو وحی کی، یا حکم دیا کہ میں تمہارا ساتھی ہوں کہ لڑائی میں مومنوں کی مدد کرو فتح کی بشارت دے کر ان کی ہمت بڑھاؤں۔ میں ان کفار کے دلوں میں رسول اکرم ﷺ اور

صحابہ کرامؓ کا رعب ڈالے دیتا ہوں۔

(۱۳۔۱۴) ان کافروں کا قتال اس لیے کیا جارہا ہے کہ انھوں نے اللّٰہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے دین کی مخالفت کی ہے اور جو ایسا کرتا ہے ہم اسے سخت سزا دیتے ہیں اور اس دنیا میں بھی سزا چکھو اور آخرت میں بھی جہنم کا عذاب ہے۔

(۱۵۔۱۶) بدر کے دن کافروں سے سامنا ہو جانے کے بعد ان سے پیٹھ مت پھیرو اور جو شخص بدر کے دن شکست کھا کر ان سے پیٹھ پھیرے گا مگر ہاں جو لڑائی کے لیے پینترا بدلتا ہو یا اپنی جماعت کی طرف پناہ لینے اور مدد حاصل کرنے کی وجہ سے ہو وہ اس سے مستثنیٰ ہے باقی جو ایسا کرے گا وہ اللّٰہ تعالیٰ کے غضب اور ناراضگی کے ساتھ واپس لوٹے گا اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔

(۱۷) اور بدر کے روز جبریل امین علیہ السلام اور دوسرے فرشتوں نے کافروں کو قتل کیا اور مشرکین تک آپ نے مٹی نہیں پھینکی لیکن واقعی وہ اللّٰہ تعالیٰ نے پھینکی۔

تاکہ اس مٹی پھینکنے کی وجہ سے مدد اور غنیمت کے ذریعے مسلمانوں کو بہترین بدلہ دے، اللّٰہ تعالیٰ تمہاری دعاؤں کو سننے والا اور تمہاری مدد سے باخبر ہے۔

شان نزول: وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ (الخ)

امام حاکمؒ نے سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ کے ذریعے میبّب سے روایت کیا ہے کہ ابی بن خلف احد کے روز رسول اکرم ﷺ کی طرف آیا۔ اس کا راستہ چھوڑ دیا اس کے سامنے سے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ آئے۔

اور رسول اکرم ﷺ نے ابی بن خلف کی ہنسلی اس کے خود اور زرہ کے درمیان سے دیکھی، آپ نے اس میں اپنا نیزہ مارا، وہ گھوڑے سے گر پڑا اور آپ کے نیزہ مارنے سے خون وغیرہ نہیں بہا البتہ اس کی زرہ کی کڑیوں میں سے ایک کڑی ٹوٹ گئی، اس کے ساتھی دوڑ کر اس کے پاس آئے۔ وہ بیل کی طرح چنگاڑ رہا تھا تو اس کے ساتھیوں نے کہا ایسی کون سی بات پیش آگئی ہے یہ تو معمولی سی خراش ہے تو اس نے ان سے رسول اکرم ﷺ کا یہ فرمان بیان کیا کہ نہیں بلکہ میں ابی کو قتل کروں گا۔

اس کے بعد وہ کہنے لگا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، جس قدر مجھے چوٹ آئی ہے اگر اس قدر ذی المجاز والوں کو آتی تو سب مر جاتے۔ غرض کہ ابی مکہ جانے سے پہلے ہی اپنے انجام کو پہنچ گیا اور مر گیا اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ حدیث صحیح الاسناد ہے مگر غریب ہے۔

اور ابن جریرؒ نے عبدالرحمٰن بن جبیر سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے خیبر کے دن تیر کمان منگوائی اور تیر قلعہ پر مارا، تیر گھستا چلا گیا تا آنکہ ابن ابی الحقیق کو مار ڈالا اور وہ اپنے بستر پر تھا، تب اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری، یہ حدیث مرسل ہے، سند عمدہ مگر غریب ہے۔

مگر مشہور یہ ہے کہ یہ آیت بدر کے روز اس وقت اتری جب آپ نے کفار کی طرف ایک مٹھی بھر کر کنکریاں ماریں۔ چنانچہ ابن جریرؒ، ابن ابی حاتمؒ اور طبرانیؒ، نے حکیم بن حزام سے روایت کیا گیا ہے کہ جب بدر کا دن ہوا تو ہم نے کچھ آواز سنی۔ گویا کہ آسمان سے زمین کی طرف آئی گویا کہ وہ کنکریوں کی سی آواز ہے، جو ایک طشت میں آئیں اور رسول اکرم ﷺ نے ان کنکریوں کو پھینکا، ان ہی کی وجہ سے ہمیں شکست ہوئی، اسی چیز کی طرف اللّٰہ تعالیٰ کے فرمان میں اشارہ ہے، ومارمیت اذ رمیت الخ اور ابوالشیخؒ نے اسی طرح جابر ؓ اور حضرت ابن عباس ؓ سے روایت نقل کی ہے، نیز ابن جریرؒ نے دوسرے طریقہ سے اسی طرح مرسل روایت نقل کی ہے۔

(۱۸) اور دوسری وجہ یہ ہے کہ اللّٰہ تعالیٰ کو کافروں کی تدبیر کو کمزور کرنا تھا۔

(۱۹) اگر تم مدد طلب کرتے ہو تو مدد تو تمہارے مقابلہ میں رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام کے لیے آچکی ہے کیوں کہ ابوجہل نے لڑائی شروع ہونے اور شکست کھانے سے پہلے دعا کی تھی کہ الہ العالمین دونوں ادیان میں جو تجھے سب سے زیادہ محبوب ہو اور جو سب سے افضل ہو اس کی مدد فرما۔ چنانچہ اللّٰہ تعالیٰ نے ایسا ہی کیا کہ رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام کی مدد فرمائی۔

اور اگر تم قتال اور کفر سے باز آجاؤ تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہو۔

اور اگر تم رسول اکرم ﷺ سے لڑائی کی تیاری کرو گے تو پھر بدر کی طرح ہم دوبارہ تمہارا خاتمہ کردیں گے اور تمہاری جماعت خواہ کتنی بھی زیادہ ہو، عذاب الٰہی کے مقابلہ میں تمہارے کچھ کام نہ آئے گی اور اللّٰہ تعالیٰ کی مدد ایمان والوں کے ساتھ ہے۔

شان نزول: اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ (الخ)

حضرت امام حاکمؒ نے عبداللّٰہ بن ثعلبہ بن صغیرؒ سے روایت کیا ہے کہ یہ دعا کرنے میں ابوجہل تھا کیوں کہ اس نے مقابلہ کے وقت کہا "اے اللّٰہ جو ہم میں قاطع رحم ہو اور ایسی باتیں کرتا ہو جن کا اسے علم نہ ہو اس کو ہلاک کردے تو اس کے حق میں یہ استفتاح تھا، اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ "اگر تم فیصلہ چاہتے ہو تو فیصلہ تمہارے سامنے آموجود ہوا (الخ)۔

اور ابن ابی حاتمؒ نے عطیہؒ سے روایت کیا ہے کہ ابوجہل نے دعا کی اے اللّٰہ دونوں جماعتوں میں جو زیادہ عزت و شرافت والی ہو اس کی مدد فرما۔ چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی۔

(۲۰) یعنی صلح کے معاملات میں حکم الٰہی اور فرمان رسول اکرم ﷺ کی خلاف ورزی مت کرو اور تم نصائح قرآنی اور امور صلح کو سن تو لیتے ہی ہو۔

(۲۱) اور اطاعت میں یا نافرمانی کرنے میں عبد دار اور نضر بن حارث وغیرہ کی طرح مت بنو، جو زبان سے دعویٰ اطاعت کا کرتے ہیں مگر حقیقت میں وہ اطاعت نہیں کرتے اور ان ہی لوگوں کے بارے میں اگلی آیت نازل ہوئی ہے۔

اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيْهِمْ خَيْرًا لَّاَسْمَعَهُمْ ؕ وَلَوْ اَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۲۳﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ ۚ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ وَاَنَّهٗۤ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً ۚ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۲۵﴾ وَاذْكُرُوْۤا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِى الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاٰوٰىكُمْ وَاَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۲۶﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْۤا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّمَاۤ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗۤ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۸﴾ ع

کچھ شک نہیں کہ خدا کے نزدیک تمام جانداروں سے بدتر بہرے گونگے ہیں جو کچھ نہیں سمجھتے (۲۲)۔ اور اگر خدا ان میں نیکی (کا مادّہ) دیکھتا تو اُنکو سننے کی توفیق بخشتا اور اگر (بغیر صلاحیت ہدایت کے) سماعت دیتا تو وہ منہ پھیر کر بھاگ جاتے (۲۳)۔ مومنو! خدا اور اُس کے رسُول کا حکم قبول کرو جب کہ رسُولِ خدا تمہیں ایسے کام کے لئے بُلاتے ہیں جو تم کو زندگی (جاوداں) بخشتا ہے اور جان رکھو کہ خدا آدمی اور اسکے دل کے درمیان حائل ہو جاتا ہے اور یہ بھی کہ تم سب اُس کے روبرو حاضر کیے جاؤ گے (۲۴)۔ اور اس فتنے سے ڈرو جو خصوصیت کے ساتھ اُنہی لوگوں پر واقع نہ ہوگا جو تم میں گناہ گار ہیں اور جان رکھو کہ خدا سخت عذاب دینے والا ہے (۲۵)۔ اور (اس وقت کو) یاد کرو جب تم زمین (مکہ) میں قلیل اور ضعیف سمجھے جاتے تھے اور ڈرتے رہتے تھے کہ لوگ تمہیں اُڑا (نہ) لے جائیں (یعنی بے خان و مال نہ کردیں) تو اس نے تمہیں جگہ دی اور اپنی مدد سے تم کو تقویت بخشی اور پاکیزہ چیزیں کھانے کو دیں تاکہ اُس کا شکر کرو (۲۶)۔ اے ایمان والو! نہ تو خدا اور اسکے رسُول کی امانت میں خیانت کرو اور نہ اپنی امانتوں میں خیانت کرو اور تم (ان باتوں کو) جانتے ہو (۲۷)۔ اور جان رکھو کہ تمہارا مال اور اولاد بڑی آزمائش ہے اور یہ کہ خدا کے پاس (نیکیوں کا) بڑا ثواب ہے (۲۸)

تفسیر سورۃ الانفال آیات (۲۲) تا (۲۸)

(۲۲) کہ بدترین خلقت واخلاق کے اعتبار سے وہ لوگ ہیں جو حق کی بات سننے اور کہنے سے بہرے اور گونگے ہیں اور حکم الٰہی اور توحید الٰہی کو بالکل نہیں سمجھتے۔

(۲۳) اور اگر اللّٰہ تعالیٰ بنی عبدالدار وغیرہ میں کوئی خوبی دیکھتے تو انھیں ایمان کی دولت سے ضرور بہرہ ور فرماتے۔

اور اگر اس حالت میں ان کو ایمان کی توفیق دے دیں تو وہ ضرور اس سے روگردانی کر جائیں اور جھٹلانا شروع کردیں، اللّٰہ تعالیٰ ان کی اس حالت کو بخوبی جانتے ہیں۔

(۲۴) اے جماعت رسول اکرم ﷺ تم اللّٰہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے کہنے کو بجالایا کرو، جب کہ وہ تمہاری عزت و شرافت اور قتال سے زندگی بخش چیز کی طرف تمہیں بلایا کریں۔

اے مسلمانوں کی جماعت اللہ تعالیٰ مومن اور اس کے قلب کے درمیان محافظ بن جاتا ہے، اس طرح کہ قلب مومن کو ایمان کے اوپر محفوظ رکھتا ہے کہ اس سے کفر سرزد نہیں ہوتا، اور کافر کے دل کو کفر ہی پر قائم رکھتا ہے کہ اسے ایمان کی دولت نصیب ہی نہیں ہوتی اور بے شک روزِ قیامت تم سب کو اللّٰہ ہی کے پاس جمع ہونا ہے وہ تمہارے اعمال کا تمہیں بدلہ دے گا۔

(۲۵) اورتم لوگ ہر ایک ایسی مصیبت سے بچو جو کہ ظالم ومظلوم سب کوشامل ہوگی۔

(۲۶) اوراگراے مہاجرین کی جماعت اس وقت کوبھی یادرکھو جب تم تعداد میں کم تھے اور کمزور سمجھے جاتے تھے، سرزمین مکہ میں اس اندیشہ میں رہتے تھے کہ مکہ والے تمہیں لوٹ نہ لیں یا تمہیں قیدی نہ بنالیں تو ہم نے تم لوگوں کو مدینہ منورہ میں جگہ دی اور بدر کے روزتمہاری مدد کی اوراپنی مدد سے تمہیں قوت دی اور تمہیں مال غنیمت عطا فرمایا تاکہ بدر کے روز جو تمہیں نصرت اور غنیمت حاصل ہوئی اس نعمت خداوندی پراس کا شکر کرو۔

(۲۷) نیز مروان اورابولبابہ بن عبدالمنذ رتم لوگ بنی قریظہ کواس بات کا اشارہ کر کے کہ سعد بن معاذ کے حکم پرمت اترو دین خداوندی میں خلل مت ڈالواورتم احکام الٰہی میں جن کی حفاظت تم پرامانت کے طور پرواجب ہے، خلل نہ ڈالو اورتم لوگ تواس خلل کوجانتے ہی ہو۔

شان نزول: یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا (الخ)

حضرت سعید بن منصورؒ نے عبداللّٰہ بن ابی قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت ابولبابہ بن عبدالمنذ ر کے متعلق نازل ہوئی، قریظہ والے دن ان سے بنوقریظہ نے پوچھا تھا کہ یہ کیا فیصلہ ہوگا، تو انھوں نے حلق کے اشارے سے بتادیا تھا کہ گردنیں اڑادی جائیں گی۔ تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ابولبابہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس اشارہ کے بعد میری قوم اپنی جگہ سے نہیں ہٹی مگر میں نے اچھی طرح جان لیا کہ مجھ سے اللّٰہ تعالیٰ اوراس کے رسول کے معاملہ میں خیانت ہوگئی ہے۔

ابن جریرؒ نے جابر بن عبداللّٰہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ابوسفیان مکہ معظّمہ سے نکلا تو جبریل امین رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو بتلایا کہ ابوسفیان فلاں جگہ ہے، رسول اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ ابوسفیان فلاں مقام پر ہے، اس کی طرف چلواوراس بات کوراز میں رکھوتو منافقین میں سے ایک شخص نے ابوسفیان کواس بات کی اطلاع کردی کہ محمد ﷺ تمہارے پیچھے آرہے ہیں، لہٰذا اپنا بچاؤ کرلو، اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی کہ تم اللّٰہ تعالیٰ اوراس کے رسول ﷺ کے حقوق میں دخل اندازی نہ کرو، یہ حدیث بہت غریب ہے اس کی سند اور متن میں کلام ہے، نیز ابن جریرؒ نے سدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ منافقین رسول اکرم ﷺ سے کسی بات کی خبر لگاتے اور پھر اس کوظاہر کردیتے تھے۔ مشرکین کواس کی اطلاع ہوجاتی تھی، اس بات پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

(۲۸) اورلبابہ یہ بات بھی یادرکھو کہ بنی قریظہ میں جوتمہارے اموال واولاد ہیں وہ تمہارے لیے ایک آزمائش ہیں اور جہاد پر جنت میں بہت بڑا ثواب ہے۔



يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝۲۹ وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ ؕ وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ۝۳۰ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا قَالُوْا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَاۤ ۙ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّاۤ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝۳۱ وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝۳۲ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝۳۳ وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا كَانُوْۤا اَوْلِيَآءَهٗ ؕ اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗۤ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۳۴ وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ اِلَّا مُكَآءً وَّتَصْدِيَةً ؕ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝۳۵ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ فَسَيُنْفِقُوْنَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُوْنَ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِلٰى جَهَنَّمَ يُحْشَرُوْنَ ۝۳۶ لِيَمِيْزَ اللّٰهُ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَيَجْعَلَ الْخَبِيْثَ بَعْضَهٗ عَلٰى بَعْضٍ فَيَرْكُمَهٗ جَمِيْعًا فَيَجْعَلَهٗ فِيْ جَهَنَّمَ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝۳۷ قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ ۚ وَاِنْ يَّعُوْدُوْا فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْاَوَّلِيْنَ ۝۳۸ وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ۚ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝۳۹ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ ؕ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ۝۴۰

مومنو! اگر تم خدا سے ڈرو گے تو وہ تمہارے لئے امرِ فارق پیدا کر دے گا (یعنی تم کو ممتاز کر دے گا) اور تمہارے گناہ مٹا دے گا اور تمہیں بخش دے گا اور خدا بڑے فضل والا ہے (۲۹)۔ اور (اے محمد ﷺ اس وقت کو یاد کرو) جب کافر لوگ تمہارے بارے میں چال چل رہے تھے کہ تم کو قید کر دیں یا جان سے مار ڈالیں یا (وطن سے) نکال دیں تو (ادھر تو) وہ چال چل رہے تھے اور (ادھر) خدا چال چل رہا تھا اور خدا سب سے بہتر چال چلنے والا ہے (۳۰)۔ اور جب اُن کو ہماری آیتیں پڑھ کر سُنائی جاتی ہیں تو کہتے ہیں (یہ کلام) ہم نے سُن لیا ہے اگر ہم چاہیں تو اسی طرح کا (کلام) ہم بھی کہہ دیں اور یہ ہے ہی کیا صرف اگلے لوگوں کی حکایتیں ہیں (۳۱)۔ اور جب اُنہوں نے کہا کہ اے خدا اگر یہ (قرآن) تیری طرف سے برحق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا کوئی اور تکلیف دینے والا عذاب بھیج (۳۲)۔ اور خدا ایسا نہ تھا کہ جب تک تم ان میں تھے انہیں عذاب دیتا۔ اور نہ ایسا تھا کہ وہ بخشش مانگیں اور وہ انہیں عذاب دے (۳۳)۔ اور (اب) اُن کے لئے کونسی وجہ ہے کہ وہ اُنہیں عذاب نہ دے جب کہ وہ مسجد محترم میں (نماز پڑھنے) سے روکتے ہیں اور وہ اس مسجد کے متولی بھی نہیں۔ اس کے متولی تو صرف پرہیزگار ہیں لیکن اُن میں کے اکثر نہیں جانتے (۳۴)۔ اور ان لوگوں کی نماز خانہ کعبہ کے پاس سیٹیاں اور تالیاں بجانے کے سوا کچھ نہ تھی۔ تم جو کفر کرتے تھے اب اس کے بدلے عذاب (کا مزا) چکھو (۳۵)۔ جو لوگ کافر ہیں اپنا مال خرچ کرتے ہیں کہ (لوگوں کو) خدا کے راستے سے روکیں۔ سو ابھی اور خرچ کریں گے۔ مگر آخر وہ (خرچ کرنا) اُن کے لئے (موجب) افسوس ہوگا اور وہ مغلوب ہو جائیں گے۔ اور کافر لوگ دوزخ کی طرف ہانکے جائیں گے (۳۶)۔ تا کہ خدا پاک سے ناپاک کو الگ کر دے اور ناپاک کو ایک دوسرے پر رکھ کر ایک ڈھیر بنا دے۔ پھر اس کو دوزخ میں ڈال دے۔ یہی لوگ خسارہ پانے والے ہیں (۳۷)۔ (اے پیغمبر ﷺ) کفار سے کہہ دو کہ اگر وہ اپنے افعال سے باز آجائیں تو جو ہو چکا وہ اُنہیں معاف کر دیا جائیگا اور اگر پھر (وہی حرکات) کرنے لگیں گے تو اگلے لوگوں کا (جو) طریق

جاری ہو چکا ہے (وہی اُن کے حق میں برتا جائے گا) (۳۸)۔ اور اُن لوگوں سے لڑتے رہو یہاں تک کہ فتنہ (یعنی کفر کا فساد) باقی نہ رہے اور دین سب خدا ہی کا ہو جائے اور اگر باز آ جائیں تو خدا اُنکے کاموں کو دیکھ رہا ہے (۳۹)۔ اور اگر رُوگردانی کریں تو جان رکھو کہ خدا تمہارا حمایتی ہے (اور) وہ خوب حمایتی اور خوب مددگار ہے (۴۰)

تفسیر سورة الانفال آیات (۲۹) تا (٤٠)

(۲۹) اگر تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے تقاضے پورے کرتے رہو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور نجات عطا فرمائے گا اور تمہارے تمام صغیرہ گناہوں کو معاف فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر مغفرت اور جنت کے ذریعے بڑا فضل فرمانے والے ہیں۔

(۳۰) اور جب دارالندوہ میں ابوجہل اور اس کی جماعت کے لوگ آپ کے بارے میں بڑی بڑی تدبیریں سوچ رہے تھے تو عمرو بن ہشام کہنے لگا کہ آپ کو قید کر لیں اور ابوجہل بن ہشام کا مشورہ یہ تھا کہ سب مل کر آپ کو قتل کر ڈالیں اور ابوالبختری بن ہشام کی رائے تھی کہ آپ کو جلاوطن کر دیں۔

اے محمد ﷺ یہ لوگ آپ کو قتل کرنے اور ایذا پہنچانے کے بارے میں اپنی منصوبہ بندی کر رہے تھے اور اللہ تعالیٰ بدر کے روز ان لوگوں کے قتل اور نیست و نابود ہو جانے کی سکیم فرما رہے تھے اور سب سے زیادہ اچھی سکیم اور تدبیر کرنے والے اللہ تعالیٰ ہیں۔

شان نزول: وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ قریش کی ایک جماعت اور ہر ایک قبیلہ کے شرفا دارالندوہ میں جانے کے لیے جمع ہوئے، راستہ میں ان کو شیطان ایک بہت بوڑھے شخص کی شکل میں ملا، جب ان لوگوں نے اسے دیکھا تو دریافت کیا کہ تو کون ہے؟ شیطان بولا کہ میں اہل نجد کا ایک شیخ ہوں، میں نے سنا کہ تم سب لوگ جمع ہو رہے ہو تو اس لیے میں بھی آ گیا تا کہ میرے مشورہ سے تم محروم نہ ہو چنانچہ یہ ابلیس بھی ان لوگوں کے ساتھ اندر چلا گیا اور جا کر کہنے لگا کہ اچھا اس شخص یعنی رسول اکرم ﷺ کے معاملہ میں غور کرو تو کسی نے کہا کہ ان کو مضبوط بیڑیوں میں قید کر کے ڈال دو، یہاں تک کہ ان پر مدت گزر جائے تو جیسا کہ پہلے شعرا زهیر اور نابغہ وغیرہ ہلاک ہوئے ہیں یہ بھی ہلاک ہو جائیں گے کیوں کہ یہ بھی ان ہی میں سے ہے۔

ان کی یہ تدبیر سن کر اللہ تعالیٰ کا دشمن نجدی بوڑھا نے کہا یہ تمہاری رائے ٹھیک نہیں کیوں کہ ان کے قید کی جگہ سے ان ساتھیوں تک کوئی سبیل نکل جائے گی اور وہ سب ایک دم آ کر ہجوم کر جائیں گے جس کی وجہ سے تمہارے ہاتھوں سے ان کو لے جائیں گے اور پھر تم سے ان کی حفاظت کریں گے اور تم پر وہ اطمینان نہیں کریں گے اور ان کو

تمہارے شہر سے لے جائیں گے لہٰذا اس کے علاوہ اور کوئی تدبیر سوچو، تو کسی نے کہا ان کو اپنے ہاں سے نکال دو اور ان سے راحت حاصل کرو کیوں کہ جب وہ تمہارے ہاں سے چلے جائیں گے تو ان کی باتیں تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتیں۔

تو یہ نجدی بوڑھا نے کہا خدا کی قسم! یہ بھی تمہاری ٹھیک رائے نہیں ہے کیا تم ان کی زبان کی مٹھاس اور سلاست بیان اور دلوں میں اتر جانے والی باتیں نہیں سنتے ہو، خدا کی قسم اگر تم لوگوں نے ایسا کیا اور محمد ﷺ نے اپنا کلام عرب کے سامنے پیش کیا تو سب عرب ان کے گرد جمع ہو جائیں گے اور پھر سب تم پر حملہ آور ہو کر تمہیں تمہارے شہر سے نکال دیں گے، تمہارے شرفاء کو قتل کر دیں گے سب نے اس رائے کو پسند کیا تو بوڑھا کہنے لگا کہ اس کے علاوہ اور کوئی تدبیر سوچو تو ابوجہل کہنے لگا کہ اب میں ایسی رائے پیش کرتا ہوں جو تم میں سے ابھی تک کسی کو نہیں سُوجھی اور اس کے علاوہ تم دوسری رائے بھی پسند نہیں کرو گے، سب نے کہا وہ کیا رائے ہے؟ ابوجہل کہنے لگا کہ ہر ایک قبیلہ سے ایک دلیر اور بہادر نوجوان کا انتخاب کرلو اور پھر ان میں سے ہر ایک نوجوان کو ایک تلوار دے دو اور اس کے بعد سب مل کر ایک ساتھ (العیاذ باللّٰہ) آپ کو قتل کر دیں، اس طریقہ سے قتل کرنے میں آپ کا خون تمام قبائل میں بٹ جائے گا اور میں نہیں سمجھتا ہوں کہ اس قبیلہ بنی ہاشم میں پورے قریش سے مقابلہ کی قدرت ہوگی جب بنی ہاشم یہ مشکل صورتحال دیکھیں گے تو دیت قبول کرلیں گے اور ہمیں ان سے سکون سے مل جائے گا اور ہم سے ان کی تکالیف دور ہو جائیں گی یہ سن کر نجدی بوڑھا کہنے لگا خدا کی قسم رائے صحیح ہے، اس سے بہتر اور کوئی رائے نہیں ہو سکتی، چنانچہ سب اس رائے پر متفق ہو کر چلے گئے۔

دوسری طرف جبریل امینؑ رسول اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کو حکم دیا کہ جس بستر پر آپ رات کو آرام فرماتے ہیں، آج اس پر آرام نہ فرمائیں اور آپ کی قوم کے مکر سے آپ کو خبردار کیا گیا۔

لہٰذا رسول اکرم ﷺ نے اس رات اپنے گھر میں آرام نہیں کیا اور اس وقت اللّٰہ تعالیٰ نے آپ کو ہجرت کا حکم دیا۔ لہٰذا چنانچہ جب آپ مدینہ منورہ تشریف لے آئے تو آپ پر یہ آیات اتریں جن میں اللّٰہ تعالیٰ اپنے اس انعام کو جو آپ پر فرما دیا تھا یاد دلا رہا ہے یعنی اس واقعہ کا بھی ذکر کریں جب کہ کافر لوگ آپ کے متعلق تدبیریں بنا رہے تھے۔

ابن جریرؒ نے بواسطہ عبید بن عمیرؒ مطلب بن ابی وداعۃ سے روایت کیا ہے کہ ابوطالب نے رسول اکرم ﷺ سے کہا کہ آپ کی قوم آپ کے بارے میں کیا مشورہ کر رہی ہے۔

آپ نے فرمایا وہ مجھے قید کرنے یا قتل کر ڈالنے یا جلاوطن کرنے کی تیاری کر رہی ہے، ابوطالب نے کہا کہ آپ کو اس کی کس نے خبر دی آپ نے فرمایا میرے اللہ تعالیٰ نے، ابوطالب کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ تو تمہارا ہے ان کو نیکی کے بارے میں کہو آپ ﷺ نے کہا کہ کیا میں اللہ تعالیٰ کو وصیت کروں بلکہ وہ مجھے وصیت فرماتے ہیں، اس پر یہ آیت

اتری کہ اس واقعہ کو بھی یاد کیجیے (الخ)۔ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللّٰہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابوطالب کا اس میں ذکر غریب بلکہ منکر ہے کیوں کہ یہ واقعہ ہجرت کی رات کو پیش آیا ہے اور ہجرت ابوطالب کے فوت ہونے کے تین سال بعد ہوئی ہے۔

(۳۱) اور جب نضر بن حارث اور اس کی جماعت کے سامنے ہمارے احکام پڑھے جاتے ہیں تو وہ کہتے ہیں یہ تو ہم نے سن لیا اگر ہم ارادہ کریں تو جیسا کہ محمد ﷺ کہتے ہیں، اس جیسا ہم بھی کہہ سکتے ہیں محمد ﷺ جو کچھ کہتے ہیں وہ تو پہلے لوگوں کی بے بنیاد باتیں ہیں۔

شانِ نزول: وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا (الخ)

ابن جریرؒ نے حضرت سعید بن جبیرؒ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے بدر کے قیدیوں میں سے عقبہ بن ابی معیط، طعیمۃ بن عدی اور نضر بن حارث کو قتل کروایا اور مقداد نے نضر کو قید کیا تھا جب نضر کی گردن مارنے کا آپ نے حکم فرمایا تو مقداد نے کہا کہ یا رسول اللّٰہ ﷺ یہ میرا قیدی ہے، آپ نے ارشاد فرمایا، اس نے اللہ کی کتاب کے بارے میں بہت زبان درازی کی ہے اور اسی کے بارے میں یہ آیت اتری ہے تو انھوں نے اس آیت کو سن کر کہا کہ ہم نے یہ آیت سن لی ہے۔

(۳۲) اور جب نضر بن حارث نے کہا کہ اے اللّٰہ جو کچھ محمد ﷺ کہتے ہیں کہ تو اکیلا ہے اگر یہ واقعی درست ہے تو اس کے انکار پر ہم پر آسمان سے پتھر برسایا اور کوئی دردناک عذاب نازل کر دے۔ چنانچہ یہ نضر بن حارث بدر کے دن مارا گیا۔

شانِ نزول: وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ (الخ)

ابن جریرؒ نے سعید بن جبیرؒ سے اس فرمان الٰہی کے بارے میں روایت کیا ہے کہ یہ آیت نضر بن حارث کے بارے میں اتری ہے۔

(۳۳) اور اللّٰہ تعالیٰ آپ کے ان میں موجود ہوتے ہوئے ابوجہل اور اس کے ساتھیوں کو عذاب سے ہلاک نہیں کریں گے، اس حالت میں وہ ایمان کا ارادہ رکھتے ہوں گے۔

شانِ نزول: وَمَا كَانَ اللّٰهُ (الخ)

حضرت امام بخاریؒ نے حضرت انس ﷛ سے روایت کیا ہے کہ ابوجہل بن ہشام نے کہا اے اللّٰہ اگر یہ قرآن واقعی آپ کی طرف سے نازل شدہ ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسایئے یا ہم پر کوئی سخت عذاب نازل کیجیے اس

پر یہ آیت نازل ہوئی یعنی اللّٰہ ایسا ہرگز نہ کریں گے کہ ان میں آپ ﷺ کے ہوتے ہوئے ان کو ایسا اجتماعی عذاب دیں۔

ابن ابی حاتمؒ نے حضرت عبداللہ ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ مشرکین بیت اللّٰہ کا طواف کرتے تھے اور غُفْرَانَکَ غُفْرَانَکَ کہتے تھے، اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ (الخ).

ابن جریرؒ نے یزید بن رومان اور محمد بن قیس ؓ سے روایت کیا ہے کہ قریش میں سے کچھ لوگوں نے بعض سے کہا کہ اللّٰہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو ہمارے درمیان عزت دی ہے اے اللّٰہ اگر یہ حق ہو تو ہم پر آسمان سے پتھر برسائیے، جب شام ہوئی تو اپنے اس قول پر شرمسار ہوئے اور کہنے لگے اے اللّٰہ ہم تجھ سے معافی مانگتے ہیں۔

اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ سے لَا يَعْلَمُوْنَ تک نازل فرمائی۔

ابن جریرؒ ہی نے ابن ابزیٰ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ مکہ مکرمہ میں تھے تو اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری۔

(۳۴) اور جب آپ ان کے ہاں سے تشریف لے آئے تو اب ان کا کیا حق ہے کہ اللّٰہ تعالیٰ ان کو ہلاک نہ کرے وہ تو حدیبیہ کے سال رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام کو مسجد حرام کا طواف کرنے سے بھی منع کرتے ہیں حالاں کہ وہ مسجد کے متولی بننے کے بھی مستحق نہیں، اس کے حقیقی متولی تو رسول اکرم ﷺ اور آپ کی جماعت ہے جو کہ کفر و شرک اور فواحش سے پرہیز کرتے ہیں مگر ان میں سے سب اس چیز کی خبر نہیں رکھتے اور نہ اس کی تصدیق کرتے ہیں۔

شانِ نزول: وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ (الخ)

اس کے بعد آپ مدینہ منورہ آ گئے تو اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ کیوں کہ مسلمانوں میں سے کچھ حضرات مکہ مکرمہ میں باقی رہ گئے تھے اور وہ اللّٰہ تعالیٰ سے استغفار کرتے رہتے تھے۔ جب وہ حضرات بھی مکہ مکرمہ سے تشریف لے آئے تو اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ کہ ان کا کیا حق ہے کہ اللّٰہ تعالیٰ ان کو ذرا سی سزا بھی نہ دے چنانچہ فتح مکہ کی اجازت دی گئی اور یہی وہ عذاب ہے جس کا ان سے وعدہ کیا گیا تھا۔

(۳۵) اور ان کی عبادت، خانہ کعبہ کے پاس صرف یہ تھی کہ سیٹیاں بجانا اور تالیاں بجانا۔ لہٰذا رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کے منکر ہونے کے سبب بدر کے دن مزہ چکھو۔

شان نزول: وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ (الخ)

واحدیؒ نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ کافر لوگ بیت اللّٰہ شریف کے طواف کے وقت سیٹیاں اور تالیاں بجایا کرتے تھے، اس پر یہ آیت اتری اور ابن جریرؒ نے سعیدؒ سے روایت کیا ہے کہ قریش رسول اکرم ﷺ کو طواف میں پریشان کرتے تھے، اور آپ کا مذاق اڑاتے اور سیٹیاں اور تالیاں بجایا کرتے تھے اس پر یہ آیت اتری ہے۔

(۳۶) بدر کے دن ابوجہل اور اس کے لوگ یہ تیرہ آدمی زیادہ سرگرم تھے ان کے متعلق اللّٰہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ لوگ اپنے مالوں کو اس لیے خرچ کر رہے ہیں تاکہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے دین اور اطاعت خداوندی سے روکیں، سو یہ دنیا میں خرچ کرتے رہیں گے اور بالآخر یہ چیز ندامت وحسرت کا باعث ہوگی اور یہاں بھی بدر کے دن مارے جائیں گے اور مغلوب ہوں گے۔

شان نزول: اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا (الخ)

ابن اسحاقؒ نے زہریؒ اور محمد بن یحییٰ بن حبانؒ اور عاصم بن عمیر بن قتادہؒ اور حصین بن عبدالرحمٰنؒ سے روایت کیا کہ جب قریش بدر کے دن شکست کھا چکے اور مکہ مکرمہ واپس آئے تو عبداللّٰہ بن ابی ربیعہ، عکرمۃ بن ابی جہل اور صفوان بن امیہ قریش کے ان لوگوں کے ساتھ جن کے باپ بیٹے بدر کے دن مارے گئے تھے، ابوسفیان اور قریش کے قافلہ تجارت کے پاس گئے اور ان لوگوں سے بات چیت کی کہ اے قریش کی جماعت محمد ﷺ نے تمہیں شکست دی ہے اور تمہارے پیارے عزیزوں کو مار ڈالا ہے تو اس مال سے ان سے پھر لڑائی کرنے کے لیے ہماری مدد کرو شاید ہم اس نقصان کا مداوا کر سکیں چنانچہ وہ ایسا کرنے کے لیے تیار ہو گئے اسی طرح ابن عباس ؓ سے روایت کیا گیا ہے تب اللّٰہ تعالیٰ نے یہ اتاری۔

اور ابن ابی حاتمؒ نے الحکم بن عتیبہ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت ابوسفیان کے متعلق نازل ہوئی ہے اس نے مشرکین پر چالیس اوقیہ چاندی خرچ کی تھی۔ نیز ابن جریرؒ نے ابن ابزیٰ اور سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت ابوسفیان کے متعلق نازل ہوئی ہے اس نے اُحد کے دن رسول اکرم ﷺ سے لڑائی کے لیے دو ہزار حبشی کرایہ پر بلائے تھے۔

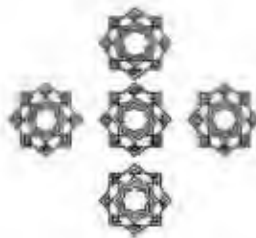
(۳۷) قیامت کے دن ابوجہل اور اس کی جماعت دوزخ میں جمع کی جائے گی تاکہ کافر مومن سے اور منافق مخلص سے اور بدکار نیکوکار سے نمایاں اور ممتاز ہو جائے تاکہ سب ناپاک آدمیوں کو ایک دوسرے سے ملا کر اور جمع کر کے

دوزخ میں ڈال دے ایسے ہی لوگ انجام کے اعتبار سے گھاٹے میں ہیں۔

(۳۸) اے محمد ﷺ آپ ابوسفیان اور اس کی جماعت سے کہہ دیجیے کہ اگر یہ کفر وشرک اور بتوں کی عبادت اور آپ کے ساتھ لڑائی کرنے سے رُک جائیں تو ان کے پہلے تمام گناہ معاف کر دیے جائیں گے اور اگر یہ آپ کے ساتھ لڑائی اور دشمنی باقی رکھیں گے تو پہلے کافروں کے بارے میں قانون نافذ ہو چکا ہے کہ اولیاء اللّٰہ کی بدر کے دن اعداء اللّٰہ کے مقابلہ میں مدد کی گئی۔

(۳۹) اور مومنوں! مکہ کے کافروں سے اس حد تک لڑائی کرو کہ ان میں کفر وشرک بتوں کی پوجا اور حدود حرم میں رسول اکرم ﷺ کے ساتھ لڑائی کا وسوسہ باقی نہ رہے اور حرم اور پرستش میں صرف دین اسلام ہی باقی رہ جائے پھر اگر یہ کفر وشرک اور بتوں کی پوجا اور رسول اکرم ﷺ کے ساتھ قتال سے رُک جائیں تو اللّٰہ تعالیٰ خیر وشر ہر ایک سے باخبر ہے۔

(۴۰) اور اگر ایمان سے روگردانی کریں تو اے مومنو! کی جماعت یہ جان لو کہ ان کے خلاف اللّٰہ تعالیٰ تمہاری حفاظت کرنے والے اور معین ومددگار ہے وہ بہت ہی اچھا محافظ ومددگار اور بہت ہی عمدہ ساتھ دینے والا ہے۔



وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى وَالرَّكْبُ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَلَوْ تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِي الْمِيْعٰدِ وَلٰكِنْ لِّيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْۢ بَيِّنَةٍ وَّيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْۢ بَيِّنَةٍ وَاِنَّ اللّٰهَ لَسَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ اِذْ يُرِيْكَهُمُ اللّٰهُ فِيْ مَنَامِكَ قَلِيْلًا وَلَوْ اَرٰىكَهُمْ كَثِيْرًا لَّفَشِلْتُمْ وَلَتَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ وَاِذْ يُرِيْكُمُوْهُمْ اِذِ الْتَقَيْتُمْ فِيْٓ اَعْيُنِكُمْ قَلِيْلًا وَّيُقَلِّلُكُمْ فِيْٓ اَعْيُنِهِمْ لِيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَّرِئَآءَ النَّاسِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ۝

اور جان رکھو کہ جو چیز تم (کفار سے) لُوٹ کر لاؤ اس میں سے پانچواں حصّہ خدا کا اور اس کے رسول کا اور اہلِ قرابت کا اور یتیموں کا اور محتاجوں کا اور مسافروں کا ہے۔ اگر تم خدا پر اور اُس (نصرت) پر ایمان رکھتے ہو جو (حق و باطل میں) فرق کرنے کے دن (یعنی جنگ بدر میں) جس دن دونوں فوجوں میں مٹھ بھیڑ ہوگئی۔ اپنے بندے (محمد ﷺ) پر نازل فرمائی۔ اور خدا ہر چیز پر قادر ہے (۴۱)۔ جس وقت تم (مدینے سے) قریب کے ناکے پر تھے اور کافر بعید کے ناکے پر اور قافلہ تم سے نیچے (اُتر گیا) تھا۔ اور اگر تم (جنگ کے لیے) آپس میں قرارداد کر لیتے تو وقت معیّن (پر جمع ہونے) میں تقدیم اور تاخیر ہو جاتی۔ لیکن خدا کو منظور تھا کہ جو کام ہو کر رہنے والا تھا اُسے کر ہی ڈالے تاکہ جو مرے بصیرت پر (یعنی یقین جان کر) مرے اور جو جیتا رہے وہ بھی بصیرت پر (یعنی حق پہچان کر) جیتا رہے۔ اور کچھ شک نہیں خدا سنتا جانتا ہے (۴۲)۔ اُس وقت خدا نے تمہیں خواب میں کافروں کو تھوڑی تعداد میں دکھایا اور اگر بہت کر کے دکھاتا تو تم جی چھوڑ دیتے اور (جو) کام (درپیش تھا اُس) میں جھگڑنے لگتے لیکن خدا نے (تمہیں اس سے) بچا لیا۔ بے شک وہ سینوں کی باتوں تک سے واقف ہے (۴۳)۔ اور اُس وقت جب تم ایک دوسرے کے مقابل ہوئے تو کافروں کو تمہاری نظروں میں تھوڑا کر کے دکھاتا تھا اور تم کو اُن کی نگاہوں میں تھوڑا کر کے دکھاتا تھا تاکہ خدا کو جو کام کرنا منظور تھا اُسے کر ڈالے۔ اور سب کاموں کا رجوع خدا ہی کی طرف ہے (۴۴)۔ مومنو! جب (کافر کی) کسی جماعت سے تمہارا مقابلہ ہو تو ثابت قدم رہو اور خدا کو بہت یاد کرو تاکہ مراد حاصل کرو (۴۵)۔ اور خدا اور اُس کے رسُول کے حکم پر چلو اور آپس میں جھگڑا نہ کرنا کہ (ایسا کرو گے تو) تم بزدل ہو جاؤ گے اور تمہارا اقبال جاتا رہے گا اور صبر سے کام لو کہ خدا صبر کرنے والوں کا مددگار ہے (۴۶)۔ اور اُن لوگوں جیسے نہ ہونا جو اتراتے ہوئے (یعنی حق کا مقابلہ کرنے کے لیے) اور لوگوں کو دکھانے کے لئے گھروں سے نکل آئے اور لوگوں کو خدا کی راہ سے روکتے ہیں اور جو اعمال یہ کرتے ہیں خدا اُن پر احاطہ کیے ہوئے ہے (۴۷)

تفسیر سورة الانفال آیات (٤١) تا (٤٧)

(۴۱) اے مسلمانوں کی جماعت جو اموال غنیمت تمہارے ہاتھ آئے تو اس کے کل پانچ حصے ہیں اس میں ایک حصہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے لیے اور ایک حصہ رسول اکرم ﷺ کے قرابت داروں کے لیے اور ایک حصہ یتامیٰ

بن عبدالمطلب کے علاوہ دوسرے یتیموں کا ہے اور ایک حصہ مساکین بنی عبدالمطلب کے علاوہ دوسرے مسکینوں کا ہے اور ایک حصہ کمزور محتاج مسافروں کا ہے۔ جتنا بھی ہو، رسول اکرم ﷺ کے دور میں مال غنیمت کے پانچوں حصے پانچ حصوں پر تقسیم کئے جاتے تھے۔

اول: رسول اکرم ﷺ کا اور وہی اللہ تعالیٰ کا حصہ ہے۔

دوم: قرابت داروں کا کیوں کہ رسول اکرم ﷺ اپنے قرابت داروں کو پرانی نصرت کی وجہ سے حصہ دیا کرتے تھے۔

سوم: یتیموں کا حصہ

چہارم: مسکینوں کا حصہ

پنجم: مسافروں کا حصہ۔

آپ ﷺ کے انتقال کے بعد آپ کا حصہ اور وہ حصہ جو آپ قرابت داروں کو دیا کرتے تھے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے فرمان پر ساقط ہوگیا، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے، آپ فرما رہے تھے کہ ہر ایک نبی کو اپنی زندگی میں کھانے کھلانے کا حق ہوتا ہے، جب وہ وفات فرما جائے تو وہ حق ساقط ہوجاتا ہے، اور اس نبی کے بعد پھر کسی کو یہ حق حاصل نہیں ہوتا، اور حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ، حضرت علی مرتضیٰؓ اپنے اپنے دورِ حکومت میں مال غنیمت کے پانچوں حصوں کو تین حصوں پر تقسیم فرمایا کرتے تھے۔

اول: یتیموں کا حصہ

دوم: مسکینوں کا حصہ

سوم: مسافروں کا حصہ۔

اگر تم لوگ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو اور اس چیز پر جو کہ ہم نے محمد ﷺ پر اتاری۔

یا یہ کہ یوم الفرقان کا مطلب حق اور باطل کے درمیان فرق کا دن ہے اور غزوہ بدر کا دن ہے کہ جس دن اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرامؓ کے لیے غنیمت اور مدد کا فیصلہ فرمایا۔

اور ابوجہل اور اس کے ساتھیوں کے حق میں قتل اور شکست کھانے کا تصفیہ کیا جس دن دونوں جماعتیں یعنی رسول اکرم ﷺ کی جماعت اور ابوسفیان کی جماعت باہم مدمقابل آئیں۔

اور رسول اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرامؓ کی مدد فرمانے اور مال غنیمت دینے اور ابوجہل اور اس کی جماعت کو مارنے اور شکست دینے پر اللہ تعالیٰ کو پورے اختیارات ہیں۔

(۴۲) اے مومنوں کی جماعت جب کہ تم مدینہ منورہ سے قریب ایک گھاٹی کے اس طرف اور ابوجہل اور اس کے ساتھی مدینہ منورہ سے دور وادی کے پیچھے تھے اور ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کا قافلہ دریا کے کنارا پر اس سے تین میل دور تھا اور اگر تم مدینہ منورہ میں لڑائی کے لیے کوئی اور بات طے کرتے تو مدینہ منورہ میں اس چیز کے بارے میں

تمہارے اندر ضرور اختلاف ہوتا لیکن اللہ تعالیٰ کو رسول اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرامؓ کی مدد اور مالِ غنیمت کا دینا اور ابوجہل اور اس کے ساتھیوں کا مارا جانا اور شکست کھانا منظور تھا، لہٰذا اس کی تکمیل کر دی تا کہ جس کو اللہ تعالیٰ کفر پر ہلاک کرنا چاہے اس کو ہلاک فرمادے اس کے باوجود کہ رسول اکرم ﷺ کی نصرت کا اعلان ہو چکا ہو، اور اس اعلان کے بعد جس کو اللہ تعالیٰ ایمان پر ثابت قدم رکھنا چاہے، اسے ثابت قدم رکھ دے یا یہ کہ رسول اکرم ﷺ کی مدد کے اعلان کے بعد جس کو اللہ تعالیٰ کافر رکھنا چاہے وہ کافر رہے اور جس کو ایمان پر ثابت قدم رکھنا چاہے وہ اس چیز کے بیان کے بعد بھی ایمان پر ثابت قدم رہے۔ اللہ تعالیٰ تمہاری دعاؤں کو سننے والے اور ان کی قبولیت اور تمہاری مدد کو اچھی طرح جاننے والے ہیں۔

(۴۳) اے محمد ﷺ وہ وقت بھی یاد کیجئے جب بدر سے پہلے اللہ تعالیٰ نے آپ کو خواب میں ان لوگوں کو کم دکھایا اور اگر اللہ تعالیٰ ان کو زیادہ دکھلاتا تو تمہاری ہمتیں جواب دے دیتیں اور امرِ قتال میں تم میں جھگڑا ہوتا لیکن اللہ تعالیٰ نے تمہیں بچالیا وہ دلوں کی باتوں کو اچھی طرح جانتا ہے۔

(۴۴) اور اس وقت کو بھی یاد کیجئے جب بدر کے دن تم باہم مقابل ہوئے تو تمہاری نگاہوں میں کفار کو ہم تھوڑے کر کے دکھلا رہے تھے تا کہ تمہیں ان پر جرأت ہو اور اسی طرح ان کو بھی تا کہ وہ تم پر جرأت کریں تا کہ جو بات اللہ تعالیٰ کو کرنا منظور تھی، اس کو مکمل کر دے یعنی رسول اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام کو فتح و غنیمت دے اور ابوجہل اور اس کی جماعت کو شکست ہو اور وہ مارے جائیں اور آخرت میں تمام باتوں کے انجام اسی کے سامنے پیش کیے جائیں گے۔

(۴۵) اے اصحاب رسول ﷺ بدر میں جب تم لوگوں کو کفار کی جماعت سے مقابلہ کا اتفاق ہو تو اپنے نبی کریم ﷺ کے ساتھ لڑائی میں ثابت قدم رہو۔

(۴۶) اور دل وزبان کے ساتھ خوب تہلیل و تکبیر کرو تا کہ غصہ اور عذاب سے نجات پاؤ اور تمہاری غیبی مدد ہو۔ لڑائی کے معاملات میں اطاعت کرو اور لڑائی کے امور میں باہم اختلاف سے بچو کیوں کہ اس سے تمہاری طاقت کمزور پڑ جاتی ہے اور لڑائی میں اپنے نبی کے ساتھ صبر کرو کیوں کہ لڑائی میں صبر کرنیوالوں کی اللہ تعالیٰ مدد کرتا ہے۔

(۴۷) اور نافرمانی میں ان لوگوں کی طرح نہ ہونا جو مکہ مکرمہ سے اتراتے ہوئے اور لوگوں کو اپنی شان دکھلاتے ہوئے باہر نکلے اور یہ بھی مقصود تھا کہ لوگوں کو دین الٰہی اور اطاعت خداوندی سے روکیں اور اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے رسول اکرم ﷺ کے مقابلہ کے لیے نکلنے سے بخوبی آگاہ ہے۔

شانِ نزول: وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ خَرَجُوْا (الخ)

ابن جریرؒ نے محمد بن کعب قرظیؒ سے روایت کیا ہے کہ قریش جب مکہ مکرمہ سے بدر کی طرف بڑھے تو گانے اور دف بجانے والیاں کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے، اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری۔

وَاِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّيْ جَارٌ لَّكُمْ ۚ فَلَمَّا تَرَاۤءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَقَالَ اِنِّيْ بَرِيْۤءٌ مِّنْكُمْ اِنِّيْۤ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّيْۤ اَخَافُ اللّٰهَ ۗ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿٤٨﴾ اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ غَرَّ هٰۤؤُلَاۤءِ دِيْنُهُمْ ۗ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٤٩﴾ وَلَوْ تَرٰۤى اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمَلٰۤئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ۚ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿٥٠﴾ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿٥١﴾ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۗ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ۗ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿٥٢﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿٥٣﴾ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۗ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَغْرَقْنَاۤ اٰلَ فِرْعَوْنَ ۚ وَكُلٌّ كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ﴿٥٤﴾ اِنَّ شَرَّ الدَّوَاۤبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٥٥﴾ اَلَّذِيْنَ عٰهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ فِيْ كُلِّ مَرَّةٍ وَّهُمْ لَا يَتَّقُوْنَ ﴿٥٦﴾

اور جب شیطانوں نے اُن کے اعمال ان کو آراستہ کر دکھائے اور کہا کہ آج کے دن لوگوں میں کوئی تم پر غالب نہ ہوگا۔ اور میں تمہارا رفیق ہوں (لیکن) جب دونوں فوجیں ایک دوسرے کے مقابل (صف آرا) ہوئیں تو پسپا ہو کر چل دیا۔ اور کہنے لگا کہ مجھے تم سے کوئی واسطہ نہیں۔ میں تو ایسی چیزیں دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے، مجھے تو خدا سے ڈر لگتا ہے۔ اور خدا سخت عذاب کرنے والا ہے (۴۸)۔ اس وقت منافق اور (کافر) جن کے دلوں میں مرض تھا کہتے تھے کہ ان لوگوں کو ان کے دین نے مغرور کر رکھا ہے۔ اور جو شخص خدا پر بھروسا رکھتا ہے تو خدا غالب حکمت والا ہے (۴۹)۔ اور کاش تم اُس وقت (کی کیفیت) دیکھو جب فرشتے کافروں کی جانیں نکالتے ہیں اُن کے مونہوں اور پیٹھوں پر (کوڑے اور ہتھوڑے وغیرہ) مارتے (ہیں اور کہتے) ہیں کہ (اب) عذابِ آتش (کا مزہ) چکھو (۵۰)۔ یہ اُن (اعمال) کی سزا ہے جو تمہارے ہاتھوں نے آگے بھیجے ہیں۔ اور یہ (جان رکھو) کہ خدا بندوں پر ظلم نہیں کرتا (۵۱)۔ جیسا حال فرعونیوں کا اور ان سے پہلے لوگوں کا (ہوا تھا ویسا ہی ان کا ہوا کہ) انہوں نے خدا کی آیتوں سے کفر کیا تو خدا نے اُن کے گناہوں کی سزا میں اُن کو پکڑ لیا۔ بیشک خدا زبردست (اور) سخت عذاب دینے والا ہے (۵۲)۔ یہ اس لئے کہ جو نعمت خدا کسی قوم کو دیا کرتا ہے جب تک وہ خود اپنے دلوں کی حالت نہ بدل ڈالیں خدا اُسے نہیں بدلا کرتا اور اس لئے کہ خدا سنتا جانتا ہے (۵۳)۔ جیسا حال فرعونیوں اور اُن سے پہلے لوگوں کا (ہوا تھا ویسا ہی ان کا ہوا)۔ انہوں نے اپنے پروردگار کی آیتوں کو جھٹلایا تو ہم نے اُن کو اُن کے گناہوں کے سبب ہلاک کر ڈالا اور فرعونیوں کو ڈبو دیا۔ اور وہ سب ظالم تھے (۵۴)۔ جان داروں میں سب سے بدتر خدا کے نزدیک وہ لوگ ہیں جو کافر ہیں سو وہ ایمان نہیں لاتے (۵۵)۔ جن لوگوں سے تم نے (صلح کا) عہد کیا ہے پھر وہ ہر بار اپنے عہد کو توڑ ڈالتے ہیں اور (خدا سے) نہیں ڈرتے (۵۶)

تفسیر سورة الانفال آيات (٤٨) تا (٥٦)

(۴۸) اور ابلیس نے ان کے لڑائی کے لیے نکلنے کو انھیں خوشنما کر کے دکھلایا اور یہ وسوسہ اور خیال دل میں ڈالا کہ رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرامؓ تم پر غالب آنے والے نہیں اور میں تمہاری مدد کروں گا۔

پھر جب مسلمانوں کی جماعتیں اور کافروں کی جماعتیں ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہوئیں اور ابلیس نے حضرت جبرائیل امین کو فرشتوں کے ساتھ دیکھا تو واپس بھاگا اور کافروں سے کہنے لگا کہ میرا تم سے اور تمہارے قتال سے کوئی تعلق نہیں، میں جبرائیل امینؑ کو دیکھ رہا ہوں اور تم نہیں دیکھتے۔ شیطان کو اس بات کا خوف ہوا کہ کہیں حضرت جبرائیلؑ اس کو پکڑ کر سب لوگوں کو اس کی صورت سے آشنا نہ کر دیں کہ پھر دنیا میں اس کی کوئی اطاعت ہی نہ کرے۔

(۴۹) جو لوگ بدر سے واپس ہو گئے تھے اور جن کے دلوں میں شک اور کجی تھی اور تمام کافر کہتے تھے کہ محمد ﷺ اور ان کی جماعت کو ان کے دین و توحید نے بھول میں ڈال رکھا ہے۔

اور جو اللّٰہ کی مدد پر بھروسہ رکھتا ہے تو اللّٰہ تعالیٰ اپنے دشمنوں سے انتقام لینے میں بڑے طاقتور ہیں۔

اور جو آپ پر توکل کرے اس کی نصرت فرمانے میں بڑی حکمت والے ہیں جیسا کہ بدر کے دن رسول اکرم ﷺ کی مدد فرمائی۔

شانِ نزول: اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ (الخ)

طبرانیؒ نے اوسط میں ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت کیا ہے کہ جب اللّٰہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ میں اپنے نبی کریم پر یہ آیت سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ نازل فرمائی تو حضرت عمر فاروق اعظمؓ نے عرض کیا یا رسول اللّٰہ کون سی جماعت ہے اور یہ واقعہ بدر سے پہلے کا تھا جب بدر کا دن ہوا اور قریش نے شکست کھالی، تو میں نے رسول اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ان کے آثار پر ننگی تلوار سونتتے ہوئے فرما رہے ہیں۔

سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ چنانچہ یہ واقعہ غزوہ بدر کا تھا اور اللّٰہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے بارے میں یہ آیت بھی نازل فرمائی حَتّٰى اِذَا اَخَذْنَا مُتْرَفِيْهِمْ بِالْعَذَابِ نیز یہ آیت بھی نازل فرمائی، اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ كُفْرًا رسول اکرم ﷺ نے ان کی طرف ایک مٹھی کنکریوں کی پھینکی اس مٹھی نے ان کو گھیر لیا اور وہ مٹھی ان کی آنکھوں اور چہروں میں گھس گئی چنانچہ آدمی لڑتے وقت اپنی آنکھوں اور اپنے منہ کو صاف کرتا تھا اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى (الخ) اور ابلیس کے بارے میں یہ آیت اتاری گئی، فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ (الخ).

اور غزوہ بدر کے دن عتبہ بن ربیعہ اور اس کے ساتھ کچھ اور مشرکوں نے کہا کہ ان مسلمانوں کو ان کے دین نے بھول میں ڈال رکھا ہے اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ (الخ) اتاری۔

(۵۰۔۵۱) اے محمد ﷺ اگر آپ وہ منظر دیکھتے جب فرشتے بدر کے دن ان کافروں کی جانوں کو قبض کرتے جا رہے

تھے اوران کے چہروں اور پشتوں پر وہ مارتے جارہے تھے اور کہتے جارہے تھے کہ یہ عذاب تمہارے اعمال شرکیہ کا نتیجہ ہے اور اللہ تعالیٰ بغیر جرم کے کسی کو سزا نہیں دیتے۔

(۵۲) اوران کی حالت ایسی ہے جیسی فرعون کی جماعت کی اور ان سے پہلوں کی جنھوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں کی تکذیب کی یا یہ کہ جیسا فرعون اور اس کی قوم اور ان سے پہلے لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی کتابوں اور اس کے رسولوں کا انکار کیا، اسی طرح مکہ کے کافروں نے بھی رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کو جھٹلایا اور ان کے جھٹلانے پر اللہ تعالیٰ نے ان کو پکڑ لیا کیوں کہ جب وہ پکڑتا ہے تو اس کی پکڑ سخت ہوتی ہے۔

(۵۳) اور یہ سزا اس لیے تھی کہ اللہ نے کتاب اور رسول اور امن وسلامتی کی جو نعمت عطا فرمائی ہے اس کو اس وقت تک نہیں بدلتے جبکہ وہی لوگ کفران نعمت پر نہ تل جائیں اور اللہ تعالیٰ تمہاری دعاؤں کو سننے والے اور ان کی قبولیت کو جاننے والے ہیں۔

(۵۴) ان کی حالت فرعون کی جماعت اور ان سے پہلے والوں کی سی ہے جیسا کہ ان لوگوں نے آسمانی کتابوں اور رسولوں کی تکذیب کی، اسی طرح یہ کفار مکہ کرتے ہیں نتیجہ یہ ہوا کہ ہم نے ان کی اس تکذیب کی وجہ سے ہلاک کیا اور فرعون والوں کو غرق کردیا اور یہ سب کافر تھے۔

(۵۵) یعنی بنوقریظہ وغیرہ خلقت اور اخلاق کے اعتبار سے بدترین خلائق ہیں یہ قرآن کریم اور رسول اکرم ﷺ پر کبھی بھی ایمان نہیں لائیں گے۔

شانِ نزول: اِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ (الخ)

ابوالشیخ نے سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت یہودیوں کی چھ جماعتوں کے متعلق نازل ہوئی ہے جن میں سے ''ابن التابوت'' بھی ہیں۔

(۵۶) اب ان کی کیفیت کو بیان کیا گیا ہے کہ آپ بنوقریظہ سے بہت دفعہ مرتبہ وعہد لے چکے لیکن وہ ہر دفعہ بدعہدی کرتے ہیں اور اس چیز سے بالکل نہیں ڈرتے۔



فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ۝ وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْۢبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَآئِنِيْنَ ۝ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَبَقُوْا ۭ اِنَّهُمْ لَا يُعْجِزُوْنَ ۝ وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ ۭ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ۝ وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ وَاِنْ يُّرِيْدُوْٓا اَنْ يَّخْدَعُوْكَ فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ ۭ هُوَ الَّذِيْٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ۭ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ ۭ اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

اگر تم ان کو لڑائی میں پاؤ تو انہیں ایسی سزا دو کہ جو لوگ ان کے پس پشت ہیں وہ ان کو دیکھ کر بھاگ جائیں عجب نہیں کہ اُن کو (اس سے) عبرت ہو (۵۷)۔ اور اگر تم کو کسی قوم سے دغا بازی کا خوف ہو تو (اُن کا عہد) اُنہیں کی طرف پھینک دو (اور) برابر (کا جواب دو) کچھ شک نہیں کہ خدا دغا بازوں کو دوست نہیں رکھتا (۵۸)۔ اور کافر یہ نہ خیال کریں کہ وہ بھاگ نکلے ہیں وہ (اپنی چالوں سے ہم کو) ہرگز عاجز نہیں کر سکتے (۵۹)۔ اور جہاں تک ہو سکے (فوج کی جمعیت کے) زور سے اور گھوڑوں کے تیار رکھنے سے اُن کے (مقابلے کے) لیے مستعد رہو کہ اس سے خدا کے دشمنوں اور تمہارے دشمنوں اور ان کے سوا اور لوگوں پر جن کو تم نہیں جانتے اور خدا جانتا ہے ہیبت بیٹھی رہے گی۔ اور تم جو کچھ راہ خدا میں خرچ کرو گے اُس کا ثواب تم کو پورا پورا دیا جائے گا اور تمہارا ذرا نقصان نہ کیا جائے گا (۶۰)۔ اور اگر یہ لوگ صلح کی طرف مائل ہوں تو تم بھی اس کی طرف مائل ہو جاؤ اور خدا پر بھروسا رکھو۔ کچھ شک نہیں کہ وہ سب کچھ سنتا (اور) جانتا ہے (۶۱)۔ اور اگر یہ چاہیں کہ تم کو فریب دیں تو خدا تمہیں کفایت کرے گا۔ وہی تو ہے جس نے تم کو اپنی مدد سے اور مسلمانوں (کی جمعیت) سے تقویت بخشی (۶۲)۔ اور ان کے دلوں میں الفت پیدا کر دی۔ اگر تم دنیا بھر کی دولت خرچ کرتے تب بھی ان کے دلوں میں الفت پیدا نہ کر سکتے۔ مگر خدا ہی نے اُن میں الفت ڈال دی۔ بیشک وہ زبردست (اور) حکمت والا ہے۔ (۶۳) اے نبی ﷺ! خدا تم کو اور مومنوں کو جو تمہارے پیرو ہیں کافی ہے (۶۴)

تفسیر سورة الانفال آیات (٥٧) تا (٦٤)

(۵۷) آپ ان کو قید کر کے جلا وطن کر دیجیے تاکہ دوسرے لوگوں کو عبرت ہو اور اس سے نصیحت حاصل کر کے بدعہدی چھوڑ دیں۔

(۵۸) اور اگر آپ کو بنی قریظہ سے بدعہدی کا اندیشہ ہو تو آپ ان کو بتا کر وہ عہد واپس کر دیجیے بنو قریظہ وغیرہ جو عہد شکنی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو بالکل پسند نہیں کرتے۔

شان نزول: وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً (الخ)

ابوالشیخؒ نے ابن شہاب ؓ سے روایت کیا ہے کہ جبریل امین رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ آپ نے ہتھیار اتار دیے اور میں تو قوم کی تلاش میں ہوں، چلیے آپ کے پروردگار نے بنو قریظہ کے بارے میں آپ کو اجازت دی ہے اور یہ حکم نازل کیا ہے یعنی اگر آپ کو کسی قسم سے بدعہدی کا اندیشہ ہو الخ۔

(۵۹) محمد ﷺ بنی قریظہ یہ نہ سمجھیں کہ وہ ہمارے عذاب سے بچ گئے وہ ہمارے عذاب سے بالکل نہیں بچ سکتے۔

(۶۰) تم قبیلہ بنی قریظہ وغیرہ کے لیے ہتھیار اور پلے ہوئے گھوڑے تیار رکھو اور ان گھوڑوں سے ان کو ڈراتے رہو یہ دین اسلام کے بارے میں اللّٰہ تعالیٰ کے دشمن ہیں اور لڑائی میں تمہارے دشمن ہیں، اس قبیلہ بنی قریظہ کے علاوہ تمام عرب پر بھی یا یہ کہ تمام کفار اور جنوں پر اپنا رعب جمائے رکھو جن کی تعداد تمہیں معلوم نہیں اللّٰہ تعالیٰ ہی ان کی تعداد جاننے والا ہے۔

اور اطاعت خداوندی میں جو کچھ بھی مال تم ہتھیاروں اور گھوڑوں پر خرچ کرو گے اس کا تمہیں کو پورا پورا ثواب دیا جائے گا، تمہارے ثواب میں کسی قسم کی کوئی کمی نہیں ہوگی۔

(۶۱) یعنی اگر بنوقریظہ صلح کی طرف مائل ہوں اور صلح کرنا چاہیں تو آپ کو بھی صلح کرنے کی اجازت ہے اور ان لوگوں کی عہد شکنی اور وفائے عہد پر اللّٰہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھیے اللّٰہ تعالیٰ ان کی باتوں کو سننے والا اور ان کی بدعہدی اور وفاء عہد کو اچھی طرح جاننے والا ہے۔

(۶۲) اور اگر بنوقریظہ صلح کے ذریعے سے آپ کو دھوکا دینا چاہیں تو اللّٰہ تعالیٰ آپ کی مدد کے لیے کافی ہے اسی نے اپنی غیبی امداد سے غزوۂ بدر کے دن اور قبیلہ اوس اور خزرج سے آپ کو طاقت دی۔

(۶۳) اور ان سب کے دلوں اور زبانوں کو اسلام پر جمع کر دیا اگر آپ دنیا بھر کی دولت بھی خرچ کر دیتے پھر بھی ان کے دلوں اور ان کی زبانوں میں اتفاق نہ پیدا کر سکتے مگر اللّٰہ تعالیٰ ہی نے بذریعہ ایمان ان کے دلوں کے اندر اتفاق پیدا کر دیا وہ اپنی ملوکیت اور بادشاہت میں بہت زبردست اور اپنے حکم اور فیصلہ میں بڑی حکمت والے ہیں۔

(۶۴) اللّٰہ تعالیٰ ہی آپ کے لیے کافی ہے اور اوس وخزرج ظاہراً آپ کے لیے کافی ہیں۔

شانِ نزول: یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ (الخ)

بزارؒ نے ضعیف سند کے ساتھ بذریعہ عکرمہؒ حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت فاروق اعظم ؓ مشرف باسلام ہوئے تو مشرکین کہنے لگے کہ آج کے دن ہم سے آدھی قوم تقسیم ہوگئی، اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، اس روایت کے اور بھی شواہد ہیں۔

اور طبرانیؒ وغیرہ نے سعید بن جبیرؒ کے ذریعہ سے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ جب 39 مرد وعورتوں نے رسول اکرم ﷺ کے دست مبارک پر اسلام قبول کر لیا۔

اس کے بعد حضرت عمر فاروق اعظم ؓ عنہ مشرف باسلام ہوئے تو چالیس کی تعداد پوری ہوگئی، تب اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری یعنی اے نبی آپ کے لیے اللّٰہ کافی ہے اور جن مومنین نے آپ کا اتباع کیا ہے وہ کافی ہیں۔

اور ابن ابی حاتم ؒ نے صحیح سند کے ساتھ سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے کہ جب رسول اکرم ﷺ پر (36) چھتیس آدمی اور چھ عورتیں ایمان لے آئیں اس کے بعد حضرت عمر فاروق اعظم ؓ مشرف باسلام ہوئے تو یہ آیت اتری۔

اور ابوالشیخؒ نے سعید بن مسیب ؓ سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت عمر فاروق اعظم ؓ مشرف باسلام ہوئے تو ان کے اسلام کے بارے میں اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری۔

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ
الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ ۭ اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ
يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفًا مِّنَ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْا بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ۝٦٥ اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ
وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا ۭ فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا
مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ
وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝٦٦ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى
حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ ۭ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا ڰ وَاللّٰهُ
يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝٦٧ لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ
سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝٦٨ فَكُلُوْا مِمَّا
غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا ڮ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝٦٩
يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ فِيْٓ اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰٓى ۙ اِنْ يَّعْلَمِ اللّٰهُ
فِيْ قُلُوْبِكُمْ خَيْرًا يُّؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّآ اُخِذَ مِنْكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ
غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝٧٠ وَاِنْ يُّرِيْدُوْا خِيَانَتَكَ فَقَدْ خَانُوا اللّٰهَ مِنْ
قَبْلُ فَاَمْكَنَ مِنْهُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝٧١ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰۗىِٕكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاۗءُ بَعْضٍ ۭ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
وَلَمْ يُهَاجِرُوْا مَا لَكُمْ مِّنْ وَّلَايَتِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا ۚ وَاِنِ
اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ اِلَّا عَلٰى قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ
وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝٧٢ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا
بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاۗءُ بَعْضٍ ۭ اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ وَفَسَادٌ
كَبِيْرٌ ۝٧٣ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ۭ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ
وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝٧٤ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا
مَعَكُمْ فَاُولٰۗىِٕكَ مِنْكُمْ ۭ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى
بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝٧٥ ع

اے نبیؐ! مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دو۔ اگر تم میں بیس آدمی ثابت قدم ہوں گے تو دو سو کافروں پر غالب رہیں گے۔ اور اگر سو (ایسے) ہوں گے تو ہزار پر غالب رہیں گے۔ اس لیے کہ کافر ایسے لوگ ہیں کہ کچھ بھی سمجھ نہیں رکھتے (٦٥)۔ اب خدا نے تم پر سے بوجھ ہلکا کر دیا اور معلوم کر لیا کہ (ابھی) تم میں کسی قدر کمزوری ہے۔ پس اگر تم میں ایک سو ثابت قدم رہنے والے ہوں گے تو دو سو پر غالب رہیں گے اور اگر ایک ہزار ہوں گے تو خدا کے حکم سے دو ہزار پر غالب رہیں گے اور خدا ثابت قدم رہنے والوں کا مددگار ہے (٦٦)۔ پیغمبر کو شایاں نہیں کہ اس کے قبضے میں قیدی رہیں جب تک (کافروں کو قتل کر کے) زمین میں کثرت سے خون (نہ) بہا دے۔ تم لوگ دنیا کے مال کے طالب ہو اور خدا آخرت (کی بھلائی) چاہتا ہے اور خدا غالب حکمت والا ہے (٦٧)۔ اگر خدا کا حکم پہلے نہ ہو چکا ہوتا تو جو (فدیہ) تم نے لیا ہے اس کے بدلے تم پر بڑا عذاب نازل ہوتا (٦٨)۔ تو جو مالِ غنیمت تم کو ملا ہے اسے کھاؤ (کہ وہ تمہارے لئے) حلال طیب (ہے) اور خدا سے ڈرتے رہو بیشک خدا بخشنے والا مہربان ہے (٦٩)۔ اے پیغمبر جو قیدی تمہارے ہاتھ میں (گرفتار) ہیں ان سے کہہ دو کہ اگر خدا تمہارے دلوں میں نیکی معلوم کرے گا تو جو (مال) تم سے چھن گیا ہے اس سے بہتر تمہیں عنایت فرمائے گا اور تمہارے گناہ بھی معاف کر دے گا اور خدا بخشنے والا مہربان ہے (٧٠)۔ اور اگر یہ لوگ تم سے دغا کرنا چاہیں گے تو یہ پہلے ہی خدا سے دغا کر چکے ہیں تو اس نے اُن کو (تمہارے) قبضے میں کر دیا۔ اور خدا دانا حکمت والا ہے (٧١)۔ جو لوگ ایمان لائے اور وطن سے ہجرت کر گئے اور خدا کی راہ میں اپنے مال اور جان سے لڑے۔ وہ اور جنہوں نے (ہجرت کرنے والوں کو) جگہ دی اور اُن کی مدد کی وہ آپس میں ایک دوسرے کے رفیق ہیں اور جو لوگ ایمان تو لے آئے لیکن ہجرت نہیں کی تو جب تک وہ ہجرت نہ کریں تم کو اُن کی رفاقت سے کچھ سروکار نہیں۔ اور اگر وہ تم سے دین (کے معاملات) میں مدد طلب کریں تو تم کو مدد کرنی لازم

ہے۔ مگر ان لوگوں کے مقابلے میں کہ تم اور ان میں (صلح کا) عہد ہو (مدد نہیں کرنی چاہیے) اور خدا تمہارے سب کاموں کو دیکھ رہا ہے (۷۲)۔ اور جو لوگ کافر ہیں (وہ بھی) ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔ تو (مومنو) اگر تم یہ (کام) نہ کرو گے تو ملک میں فتنہ برپا ہو جائے گا اور بڑا فساد مچے گا (۷۳)۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور وطن سے ہجرت کر گئے اور خدا کی راہ میں لڑائیاں لڑتے رہے اور جنہوں نے (ہجرت کرنے والوں کو) جگہ دی اور ان کی مدد کی یہی لوگ سچے مسلمان ہیں۔ ان کے لیے (خدا کے ہاں) بخشش اور عزت کی روزی ہے (۷۴)۔ اور جو لوگ بعد میں ایمان لائے اور وطن سے ہجرت کر گئے اور تمہارے ساتھ ہو کر جہاد کرتے رہے وہ بھی تمہیں میں سے ہیں اور رشتہ دار خدا کے حکم کی رو سے ایک دوسرے کے زیادہ حق دار ہیں کچھ شک نہیں کہ خدا ہر چیز سے واقف ہے (۷۵)

تفسیر سورة الانفال آیات (٦٥) تا (٧٥)

(٦٥) غزوۂ بدر کے دن مومنین کو ترغیب دیجیے اور لڑائی پر ابھاریئے کہ اگر بیس آدمی بھی لڑائی میں ثابت قدم رہے تو دو سو کفار پر غلبہ حاصل کریں گے کیوں کہ وہ حکم الٰہی اور توحید خداوندی کو نہیں سمجھتے۔

شان نزول: اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ (الخ)

اسحاق بن راہویہؒ نے اپنی مسند میں ابن عباس ﷺ سے روایت کیا ہے کہ جب اللّٰہ تعالٰی نے مسلمانوں کو یہ حکم دیا کہ ایک آدمی دس سے قتال کرے تو ان پر یہ چیز ناخوشگوار گزری تو اللّٰہ تعالٰی نے یہ تخفیف فرما دی کہ ایک آدمی دو سے قتال کرے چنانچہ اللّٰہ تعالٰی نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی اگر بیس آدمی ثابت قدم رہنے والے ہوں گے۔

(٦٦) غزوۂ بدر کے بعد اللّٰہ تعالٰی نے تم پر تخفیف کر دی۔ اب تم اپنے سے دوگنے عدد پر غالب آسکتے ہو اور جو لڑائی میں ثابت قدم رہیں اللّٰہ تعالٰی ان کی مدد کرنے والا ہے۔

(٦٧) نبی کے لیے یہ مناسب نہیں کہ ان کے کافر قیدی باقی رہیں یہاں تک کہ ان کی خونریزی نہ کر لی جائے، غزوہ بدر کے قیدیوں سے فدیہ لے کر دنیاوی متاع چاہتے ہو، اللّٰہ تعالٰی اپنے دشمنوں سے انتقام لینے میں غالب اور اپنے دوستوں کی مدد کرنے میں بڑی حکمت والے ہیں۔

شان نزول: مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى (الخ)

امام احمدؒ نے حضرت انس ﷺ سے روایت کیا ہے کہ غزوہ بدر کے قیدیوں کے متعلق رسول اکرم ﷺ نے اپنی جماعت سے مشورہ کیا کہ اللّٰہ تعالٰی نے تمہیں ان پر اختیار دیا ہے تو حضرت عمر فاروق ﷺ نے کھڑے ہو کر کہا یا رسول اللّٰہ ﷺ ان کافروں کو قتل کر دیا جائے، آپ نے ان کی رائے سے اعراض کیا اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق ﷺ نے کھڑے ہو کر کہا کہ ان کو معاف کر دیں اور ان سے فدیہ لے لیں، چنانچہ حضور اکرم ﷺ نے ان کو معاف کر دیا اور ان سے فدیہ قبول کر لیا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ الخ۔

نیز امام احمدؒ، ترمذیؒ اور حاکمؒ نے عبداللّٰہ ابن مسعود ﷺ سے روایت کیا ہے کہ بدر کے قیدیوں کو لایا گیا رسول

اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ان قیدیوں کے بارے میں کیا کہتے ہیں اس روایت میں اتنی زیادتی ہے کہ حضرت عمرؓ کی رائے کے مطابق قرآن کریم کی یہ آیت نازل ہوئی۔

(۶۸) اگر رسول اکرم ﷺ کی امت کے لیے مالِ غنیمت کے حلال ہونے کے متعلق یا اہل بدر کی سعادت کے متعلق اللّٰہ کا حکم نہ صادر ہو چکا ہوتا تو اس فدیہ سے تمہیں بڑی سزا ہوتی۔

شانِ نزول: لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ (الخ)

ترمذیؒ نے ابوہریرہ ؓ سے رسول اکرم ﷺ کا فرمان روایت کیا ہے کہ غنیمتیں حلال نہیں تھیں اور تم سے پہلے کسی بھی جماعت کے لیے یہ حلال نہیں تھی، آسمان سے آگ آتی تھی اور وہ انہیں کھا جاتی تھی، غزوہ بدر کے دن تم لوگ اس کے حلال ہونے کے اعلان سے پہلے ہی اس میں گھس پڑے، اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی کہ لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ یعنی اگر اللّٰہ تعالیٰ کا ایک نوشتہ مقدر نہ ہو چکا ہوتا الخ۔

(۶۹) بس اب غزوہ بدر کے دن جو غنیمت حاصل ہوئی ہے اس کو کھاؤ اور خیانت کرنے میں اللّٰہ تعالیٰ سے ڈرو، غزوہ بدر کے دن فدیہ کی جو رائے تم نے دی ہے، اللّٰہ تعالیٰ اس کو معاف فرمانے والے ہیں۔

(۷۰) یعنی حضرت عباسؓ وغیرہ سے فرما دیجیے کہ اگر تمہارے قلوب میں ایمان معلوم ہوا تو تم سے جو فدیہ لیا گیا ہے اس سے بہتر تمہیں دے دے گا اور اللہ تعالیٰ زمانہ جاہلیت کے تمہارے گناہوں کو معاف فرما دے گا کیوں کہ جو ایمان لائے تو اس کو معاف فرمانیوالا ہے۔

شانِ نزول: يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ فِيْٓ اَيْدِيْكُمْ (الخ)

طبرانیؒ نے اوسط میں ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عباس ؓ نے فرمایا اللّٰہ کی قسم میرے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔

جس وقت کہ رسول اکرم ﷺ کو میرے اسلام کی اطلاع ہوئی اور میں نے رسول اکرم ﷺ سے درخواست کی تھی کہ بیس اوقیہ چاندی جو میرے پاس تھی وہ آپ نے لے لی تو آپ نے اس کے بدلہ میں مجھے بیس غلام دیے، جن میں سے ہر ایک غلام میرے مال سے تجارت کر رہا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ دوسرا وعدہ مغفرت کا مجھے انتظار ہے۔

(۷۱) اے محمد ﷺ اگر یہ ایمان کا اظہار کر کے خیانت کرنا چاہیں تو اس سے پہلے بھی انھوں نے ایمان نہ لا کر اور گناہوں کا ارتکاب کر کے اللّٰہ تعالیٰ کے ساتھ خیانت کی ہے پھر اللّٰہ تعالیٰ نے غزوہ بدر کے دن آپ کو ان پر غلبہ عطا فرما دیا ان لوگوں کے دلوں میں جو کچھ خیانت وغیرہ ہے اللّٰہ تعالیٰ اس سے اچھی طرح واقف ہیں اور جو ان کے متعلق فیصلہ فرمایا ہے اس کی حکمت کو جاننے والے ہیں۔

(۷۲) یعنی جو لوگ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لائے اور مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی اور

رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام ؓ کو مدینہ منورہ میں جگہ دی اور بدر کے دن ان کی مدد کی، یہ دونوں قسم کے لوگ ایک دوسرے کے وارث ہوں گے اور جو ایمان تو لائے مگر مکہ مکرمہ سے انھوں نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت نہیں کی تو تمہارا ان کے ساتھ اور ان کا تمہارے ساتھ میراث کا کوئی تعلق نہیں ہوگا جب تک کہ وہ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت نہ کرلیں۔

البتہ اگر وہ لوگ تم سے دین کے بارے میں اپنے دشمن کے خلاف مدد لینا چاہیں تو تم پر ان کے دشمن کے خلاف ان کی مدد کرنا لازم ہے مگر اس قوم کے مقابلہ میں تم پر مدد کرنا لازم نہیں کہ تم میں اور ان میں باہم صلح کا معاہدہ ہو مگر ایسی صورت میں تم ہی کو ان کے درمیان صلح کرا دینی چاہیے۔

(۷۳) اور کافر ایک دوسرے کے وارث ہیں، رشتہ داروں میں اگر اس طریقہ کے ساتھ میراث نہیں تقسیم کرو گے تو دنیا میں شرک و ارتداد قتل و خونریزی اور نافرمانی پھیلتی رہے گی۔

شان نزول: وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ (الخ)

ابن جریرؒ اور ابوالشیخ ؒ نے سدیؒ اور ابو مالکؒ کے ذریعہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ ہم اپنے مشرک رشتہ داروں کے وارث ہو سکتے ہیں؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

(۷۴) اور جو حضرات پہلے پہلے رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لائے اور ہجرت کے زمانہ میں مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور شروع ہی سے اطاعت خداوندی میں جہاد کیا اور جن حضرات نے رسول اکرم ﷺ اور ان مہاجرین کو مدینہ منورہ میں اپنے ہاں ٹھہرایا اور بدر کے دن ان کی مدد کی یہ لوگ تو صدق اور یقین کے اعتبار سے ایمان کا پورا حق ادا کرنے والے ہیں۔ دنیا میں ان کے گناہوں کی معافی اور جنت میں ان کے لیے بہت ہی بہترین بدلہ ہے۔

(۷۵) اور جو لوگ مہاجرین اولین کے بعد ایمان لائے اور ہجرت بھی کی اور تمہارے ساتھ دشمن سے جہاد بھی کرتے رہے تو یہ لوگ ظاہر و باطن کے اعتبار سے تم میں سے ہی شمار ہوں گے۔

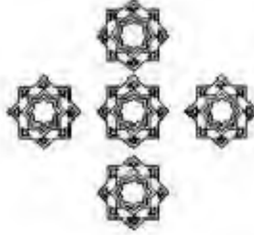
اور جو لوگ ایک دوسرے کے رشتہ دار ہیں تو وہ حسب ترتیب ایک دوسرے کی میراث کے زیادہ حق دار ہیں، اس آیت سے پہلی آیت منسوخ ہوگئی اور اللّٰہ تعالیٰ میراثوں کی تقسیم اور تمہاری درستگی وغیرہ کی باتوں اور مشرکین کی عہد شکنی سے اچھی طرح واقف ہیں۔

شان نزول: وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ (الخ)

ابن جریرؒ نے ابن زبیر سے روایت کیا ہے کہ آدمی کسی کے ساتھ یہ معاہدہ کر لیتا تھا کہ تو میرا وارث ہوگا اور میں تیرا وارث ہوں گا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اور ابن سعدؒ نے ہشام بن عروہؒ کے ذریعہ سے عروہ ؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللّٰہ ﷺ نے حضرت

زبیر بن عوامؓ اور کعب بن مالکؓ کے درمیان مواخات کرادی، حضرت زبیرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے کعب بن مالکؓ کو دیکھا کہ احد کے دن ان کو زخم لگا تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ اگر یہ انتقال کر جائیں تو یہ دنیا سے چلے جائیں گے اور ان کے گھر والے ان کے وارثوں کے لیے ہو جائیں گے اس پر یہ آیت نازل ہوئی چنانچہ اس حکم کے بعد میراث رشتہ داروں کے لیے ہوگئی اور یہ مواخات کی میراث کا سلسلہ ختم ہوگیا۔



سُوْرَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ مِائَةٌ وَتِسْعٌ وَعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَسِتَّةَ عَشَرَ رُكُوْعًا

بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ فَسِيْحُوْا فِى الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِى اللّٰهِ وَاَنَّ اللّٰهَ مُخْزِى الْكٰفِرِيْنَ ۝ وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِىْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۙ وَرَسُوْلُهٗ ۚ فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِى اللّٰهِ ۚ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ شَيْــًٔا وَّلَمْ يُظَاهِرُوْا عَلَيْكُمْ اَحَدًا فَاَتِمُّوْٓا اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْ ۚ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝ فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ ۚ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ۚ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ ۝

سُوْرَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ مِائَةٌ وَتِسْعٌ وَعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَسِتَّةَ عَشَرَ رُكُوْعًا

(اے اہلِ اسلام اب) خدا اور اس کے رسُول کی طرف سے مشرکوں سے جن سے تم نے عہد کر رکھا تھا بیزاری (اور جنگ کی تیاری) ہے (۱)۔ تو (مشرکو تم) زمین میں چار مہینے چل پھر لو اور جان رکھو کہ تم خدا کو عاجز نہ کر سکو گے۔ اور یہ بھی کہ خدا کافروں کو رسوا کرنے والا ہے (۲)۔ اور حج اکبر کے دن خدا اور اُس کے رسول کی طرف سے لوگوں کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ خدا مشرکوں سے بیزار ہے اور اُس کا رسُول بھی (ان سے دست بردار ہے) پس اگر تم توبہ کر لو تو تمہارے حق میں بہتر ہے اور اگر نہ مانو (اور خدا سے مقابلہ کرو) تو جان رکھو کہ تم خدا کو ہرا نہیں سکو گے۔ اور (اے پیغمبر) کافروں کو دُکھ دینے والے عذاب کی خبر سُنا دو (۳)۔ البتہ جن مشرکوں کے ساتھ تم نے عہد کیا ہو اور اُنہوں نے تمہارا کسی طرح کا قصور نہ کیا ہو اور نہ تمہارے مقابلے میں کسی کی مدد کی ہو تو جس مدت تک اُن سے عہد کیا ہو اُسے پورا کرو (کہ) خدا پرہیز گاروں کو دوست رکھتا ہے (۴)۔ جب عزت کے مہینے گزر جائیں تو مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کر دو۔ اور پکڑ لو۔ اور گھیر لو۔ اور ہر گھات کی جگہ اُن کی تاک میں بیٹھے رہو۔ پھر اگر وہ توبہ کر لیں اور نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے لگیں تو اُن کی راہ چھوڑ دو۔ بے شک خدا بخشنے والا مہربان ہے (۵)۔ اور اگر کوئی مشرک تم سے پناہ کا خواستگار ہو تو اُس کو پناہ دو یہاں تک کہ کلامِ خدا سُننے لگے۔ پھر اُس کو امن کی جگہ واپس پہنچا دو۔ اس لئے کہ یہ بے خبر لوگ ہیں (۶)

تفسیر سورة التوبة آيات (١) تا (٦)

یہ مکمل سورت مدنی ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آخر کی دو آیتیں مکی ہیں، اس سورت میں دو ہزار چار سو سرسٹھ کلمات اور دس ہزار حروف ہیں۔

(۱) یہ ان لوگوں سے اعلانِ برأت ہے جنھوں نے بدعہدی کی، برأت کے معنی نقض عہد کر دینا ہے۔

(۲) جن کفار کا رسول اکرم ﷺ کے ساتھ عہد صلح تھا ان میں سے بعض نے بدعہدی کی چنانچہ ان میں سے بعض قبیلوں کے ساتھ تو چار مہینوں کا معاہدہ تھا اور بعض کے ساتھ چار ماہ سے زیادہ کا اور بعض سے چار مہینوں سے کم کا اور بعض سے نو مہینوں کا معاہدہ تھا اور بعض قبیلے ایسے تھے کہ ان کے اور رسول اکرم ﷺ کے درمیان کسی قسم کا کوئی معاہدہ نہیں ہوا تھا، لہٰذا بنی کنانہ کے علاوہ جن سے نو ماہ کا معاہدہ تھا باقی سب قبیلوں نے بدعہدی کر دی۔

لہٰذا اس بدعہدی اور نقض عہد کے بعد جن قبیلوں کا معاہدہ چار مہینوں سے زیادہ یا اس سے بھی کم کا تھا آپ ﷺ نے یوم النحر سے چار مہینوں تک ان کا معاہدہ کر دیا، اسی طرح ان قبیلوں کا جن کا معاہدہ صرف چار مہینوں کا تھا ان کو بھی بدعہدی کے بعد یوم النحر سے چار مہینوں کی مہلت دے دی۔

اور جن کا نو مہینوں کا معاہدہ تھا ان کو اسی حالت پر قائم رہنے دیا اور جن کے ساتھ کوئی معاہدہ نہ تھا ان کو یوم النحر سے اشہر حرم کے ختم ہونے تک پچاس دن کی مہلت دی گئی چنانچہ اعلان فرمادیا کہ اس معاہدہ کی وجہ سے امن کے ساتھ چار مہینے تک زمین میں چل پھر لو۔

(۳) یہ انکار کرنے والی جماعت چار ماہ کے بعد عذاب الٰہی سے جو ان کے قتل کی صورت میں ہوگا کہیں بچ کر نہیں جاسکتے اور چار ماہ کے بعد اللّٰہ تعالیٰ کافروں کو قتل کی سزا دینے والا ہے اور یہ یوم النحر کا اللّٰہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے عام لوگوں کے سامنے اعلان کیا جاتا ہے کہ اللّٰہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ دونوں مشرکین کے دین اور ان کے معاہدہ سے جس کی انھوں نے بدعہدی کی ہے دست بردار ہوتے ہیں۔

پھر اگر تم لوگ کفر سے توبہ کرلو اور اللّٰہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لے آؤ تو یہ تمہارے لیے بہتر ہوگا اور اگر ایمان اور توبہ سے روگردانی کرتے رہو گے تو تم لوگ جان لو کہ عذاب الٰہی کو تم اپنے سے الگ نہیں کر سکتے اور ماہ کے بعد قتل کی سزا جھیلو گے۔

(۴) البتہ بنی کنانہ اس سے مستثنیٰ ہیں جن سے حدیبیہ کے بعد بعد نو ماہ کا معاہدہ ہوا تھا مگر انھوں نے عہد شکنی نہیں کی اور نہ تمہارے خلاف تمہارے کسی دشمن کی مدد کی، سو ان کی نو ماہ کی مدت معاہدہ کو پورا کر دو۔

(۵) اور جب اشہر حرم پورے ہوجائیں تو اس جماعت کو جس کو صرف پچاس دن کی مہلت دی تھی، حل وحرم میں جہاں ملیں قتل کر دو یا ان کو قید کرلو اور مکانوں میں باندھو اور جن رستوں پر سے یہ تجارت کے لیے آتے جاتے ہیں ان موقعوں کی تاک میں بیٹھے رہو۔

پھر اگر یہ کفر سے توبہ کرلیں اور ایمان باللّٰہ کے قائل ہوجائیں اور پانچ وقتہ نمازیں ادا کرنے لگیں اور زکوٰۃ کی ادائیگی کا اقرار کرلیں تو ان کو مکانوں سے رہا کر دو کیوں کہ جو ان میں سے توبہ کرے اللّٰہ تعالیٰ اسے معاف کرنے والے ہیں اور جو توبہ پر مرجائے تو اللّٰہ تعالیٰ بڑا مہربان ہے۔

(۶) اور جو اس زمانہ میں بغرض تلاش حق آپ سے امن طلب کرے تو اسے امن دے دیجیے تاکہ وہ آپ کی زبان مبارک سے کلام الٰہی سن لے پھر اگر وہ ایمان نہ لائے تو اس کو اس کے وطن جانے دے دیجیے یہ حکم اس بنا پر ہے کہ یہ لوگ احکام الٰہی اور توحید الٰہی کی خبر نہیں رکھتے۔

كَيْفَ يَكُوْنُ لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ رَسُوْلِهٖٓ اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ فَمَا اسْتَقَامُوْا لَكُمْ فَاسْتَقِيْمُوْا لَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝ كَيْفَ وَاِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوْا فِيْكُمْ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ۭ يُرْضُوْنَكُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ وَتَاْبٰى قُلُوْبُهُمْ ۚ وَاَكْثَرُهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ اِشْتَرَوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ ۭ اِنَّهُمْ سَاۗءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ لَا يَرْقُبُوْنَ فِيْ مُؤْمِنٍ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُعْتَدُوْنَ ۝ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ ۭ وَنُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝ وَاِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْٓا اَىِٕمَّةَ الْكُفْرِ ۙ اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ ۝ اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۭ اَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوْبِهِمْ ۭ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰي مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَكُوْا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ وَلَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيْجَةً ۭ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝

بھلا مشرکوں کے لئے (جنہوں نے عہد توڑ ڈالا) خدا اور اُس کے رسُول کے نزدیک عہد کیونکر (قائم) رہ سکتا ہے ہاں جن لوگوں کے ساتھ تم نے مسجد محترم (یعنی خانہ کعبہ) کے نزدیک عہد کیا ہے اگر وہ (اپنے عہد پر) قائم رہیں تو تم بھی (اپنے قول وقرار پر) قائم رہو بے شک خدا پرہیز گاروں کو دوست رکھتا ہے (۷)۔ (بھلا اُن سے عہد) کیونکر (پورا کیا جائے جب ان کا یہ حال ہے) کہ اگر تم پر غلبہ پالیں تو نہ قرابت کا لحاظ کریں نہ عہد کا۔ یہ مُنہ سے تو تمہیں خوش کردیتے ہیں لیکن ان کے دل (ان باتوں کو) قبول نہیں کرتے اور ان میں اکثر نافرمان ہیں (۸)۔ یہ خدا کی آیتوں کے عوض تھوڑا سا فائدہ حاصل کرتے اور لوگوں کو خدا کے رستے سے روکتے ہیں کچھ شک نہیں کہ جو کام یہ کرتے ہیں بُرے ہیں (۹)۔ یہ لوگ کسی مومن کے حق میں نہ تو رشتہ داری کا پاس کرتے ہیں نہ عہد کا اور یہ حد سے تجاوز کرنے والے ہیں (۱۰)۔ اگر یہ توبہ کرلیں اور نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے لگیں تو دین میں تمہارے بھائی ہیں اور سمجھنے والے لوگوں کے لئے ہم اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان کرتے ہیں (۱۱)۔ اور اگر عہد کرنے کے بعد اپنی قسموں کو توڑ ڈالیں اور تمہارے دین میں طعنے کرنے لگیں تو ان کفر کے پیشواؤں سے جنگ کرو (یہ بے ایمان لوگ ہیں اور) ان کی قسموں کا کچھ اعتبار نہیں ہے عجب نہیں کہ (اپنی حرکات سے) باز آجائیں (۱۲)۔ بھلا تم ایسے لوگوں سے کیوں نہ لڑو جنہوں نے اپنی قسموں کو توڑ ڈالا اور پیغمبر (خدا) کے جلاوطن کرنے کا عزم مصمم کرلیا اور اُنہوں نے تم سے (عہد شکنی کی) ابتدا کی۔ کیا تم ایسے لوگوں سے ڈرتے ہو حالانکہ ڈرنے کے لائق خدا ہے بشرط یہ کہ ایمان رکھتے ہو (۱۳)۔ ان سے (خوب) لڑو۔ خدا ان کو تمہارے ہاتھوں سے عذاب میں ڈالے گا اور رُسوا کرے گا اور تم کو اُن پر غلبہ دے گا اور مومن لوگوں کے سینوں کو شفا بخشے گا (۱۴)۔ اور ان کے دلوں سے غصہ دُور کرے گا اور جس پر چاہے گا رحمت کرے گا۔ اور خدا سب کچھ جانتا (اور) حکمت والا ہے (۱۵)۔ کیا تم لوگ یہ خیال کرتے ہو کہ (بے آزمائش) چھوڑ دیے جاؤ گے اور ابھی تو خدا نے ایسے لوگوں کو متمیز کیا ہی نہیں جنہوں نے تم میں سے جہاد کیے اور خدا اور اُس کے رسُول اور مومنوں کے سوا کسی کو دلی دوست نہیں بنایا۔ اور خدا تمہارے سب کاموں سے واقف ہے (۱۶)۔

تفسير سورة التوبة آيات (۷) تا (۱۶)

(۷) اللہ تعالیٰ تعجب کا اظہار فرماتے ہیں کہ ان لوگوں سے کس طرح معاہدہ قائم رہ سکتا ہے، البتہ بنی کنانہ جنھوں

نے حدیبیہ کے سال کے بعد معاہدہ کیا ہے تو جب تک یہ عہد پورا کریں تم بھی اس کو پورا کرو، اللّٰہ تعالیٰ بدعہدی سے بچنے والوں کو پسند فرماتے ہیں۔

(۸) اور ان لوگوں کا عہد کیسے قابل رعایت رہے گا حالاں کہ ان کی یہ حالت ہے کہ اگر وہ تم پر غلبہ پا جائیں تو وہ پھر تمہارے بارے میں نہ قرابت کا لحاظ کریں اور نہ کسی قول وقرار کا صرف اپنی زبانی باتوں سے تمہیں یہ لوگ راضی رکھتے ہیں۔

(۹) اور ان میں سب لوگ ہی بدعہدی کے مرتکب ہونے والے ہیں۔ ان لوگوں نے رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کے مقابلہ میں دنیا کی متاع اور فائدہ کو اختیار کر رکھا ہے۔

یہ اللّٰہ تعالیٰ کے دین اور اس کی فرماں برداری سے ہٹے ہوئے ہیں، یہ جو حق کو چھپا رہے ہیں یقیناً ان کا یہ عمل بہت ہی برا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ آیت یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

(۱۰) یہ لوگ کسی مسلمان کے بارے میں نہ کسی قرابت کا خیال کرتے ہیں اور نہ ہی قول وقرار کا اور اللّٰہ سے ڈرتے نہیں ہیں۔ یہی لوگ بدعہدی وغیرہ کے ذریعہ حرام کاموں کے مرتکب ہو رہے ہیں۔

(۱۱) اگر یہ لوگ کفر سے باز آئیں اور توبہ کر کے ایمان باللّٰہ کے قائل ہو جائیں اور پانچوں نمازوں اور ادائیگی زکوٰۃ کے پابند ہو جائیں تو پھر یہ لوگ تمہارے دینی بھائی ہوں گے۔

ہم سمجھدار اور یقین رکھنے والوں کے لیے قرآن حکیم میں اوامر ونواہی کا تفصیلی ذکر کرتے ہیں۔

(۱۲) اور اگر یہ مکہ والے بدعہدی کریں اور دین اسلام پر طعن وتشنیع کریں تو آئمۃ الکفر یعنی ابوسفیان وغیرہ سے خوب لڑو کیوں کہ ان کی قسمیں باقی نہیں رہیں ممکن ہے کہ یہ بدعہدی سے باز آ جائیں۔

(۱۳) تم لوگ مکہ والوں سے کیوں نہیں لڑتے، جنھوں نے اپنے ان معاہدوں کو جو کہ تمہارے اور ان کے درمیان تھے توڑ ڈالا ہے اور رسول اکرم ﷺ کے قتل کرنے کی تجویز کی، چنانچہ وہ دارالندوہ میں مشورہ کے لیے جمع ہوئے، انھوں نے پہلے عہد شکنی کی ہے کہ اپنے خلفاء بنی بکر کی رسول اکرم ﷺ کے خلفاء بنی خزاعہ کے خلاف مدد کی۔

(۱۴) اے مسلمانوں کی جماعت کیا ان سے لڑنے میں ڈرتے ہو اللّٰہ تعالیٰ اس کے زیادہ مستحق ہیں کہ ان کے حکم کی خلاف ورزی میں ان سے ڈرا جائے ان سے تلواروں کے ساتھ لڑو، اللّٰہ تعالیٰ ان کو شکست دے کر ذلیل کرے گا اور تمہیں غلبہ عطا فرمائے گا اور ان کے خلاف بنی خزاعہ کے دلوں کو خوشی عطا فرمائے گا کہ فتح مکہ کے دن تھوڑی سی دیر کے لیے حرم میں ان کے لیے قتال حلال ہو جائے گا۔

شان نزول: قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ (الخ)

ابوالشیخ ؒ نے حضرت قتادہ ؓ سے روایت کیا ہے کہ ہم سے بیان کیا گیا ہے کہ یہ آیت بنوخزاعہ کے قبیلے

کے بارے میں اتری ہے۔جس وقت وہ بنوبکر کو مکہ مکرمہ میں قتل کر رہے تھے اور حضرت عکرمہ سے روایت ہے کہ یہ آیت بنوخزاعہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

(۱۵) اور ان کے دلوں کی جلن کو دور کرے گا اور ان میں سے جو توبہ کرے گا، اس پر توجہ فرمائیں گے اور جس نے توبہ کی اور جس نے توبہ نہیں کی سب سے اللّٰہ تعالیٰ باخبر ہیں اور جو ان کے خلاف فیصلہ فرمایا ہے اس میں حکمت والے ہیں یا یہ کہ ان کے قتل اور ان کی شکست کا فیصلہ فرمایا ہے۔

(۱۶) اے مسلمانوں کی جماعت کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ تمہیں یوں ہی چھوڑ دیا جائے گا اور تمہیں جہاد کا حکم نہیں دیا جائے گا حالاں کہ ابھی ظاہری طور پر تو اللّٰہ تعالیٰ نے جہاد فی سبیل اللّٰہ کرنے والوں کو دیکھا ہی نہیں اور جنھوں نے کافروں کو خصوصیت کا دوست نہ بنایا ہو اور اللّٰہ تعالیٰ جہاد وغیرہ میں نیکی اور برائی ہر ایک چیز کو دیکھنے والا ہے۔

مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ ؕ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ۚۖ وَفِى النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿۱۷﴾ اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰٓى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۸﴾ اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰهَدَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۙ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۲۰﴾ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ ﴿۲۱﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۲﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۳﴾

مشرکوں کو زیبا نہیں کہ خدا کی مسجدوں کو آباد کریں جب کہ وہ اپنے آپ پر کفر کی گواہی دے رہے ہیں۔ان لوگوں کے سب اعمال بے کار ہیں۔اور یہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے (۱۷)۔خدا کی مسجدوں کو تو وہ لوگ آباد کرتے ہیں جو خدا پر اور روزِ قیامت پر ایمان لاتے اور نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے۔ یہی لوگ اُمید ہے کہ ہدایت یافتہ لوگوں میں داخل ہوں (۱۸)۔کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانا اور مسجد محترم (یعنی خانہ کعبہ) کو آباد کرنا اُس شخص کے اعمال جیسا خیال کیا ہے جو خدا اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے اور خدا کی راہ میں جہاد کرتا ہے؟ یہ لوگ خدا کے نزدیک برابر نہیں ہیں۔اور خدا ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا (۱۹)۔جو لوگ ایمان لائے اور وطن چھوڑ گئے اور خدا کی راہ میں مال اور جان سے جہاد کرتے رہے خدا کے ہاں ان کے درجے بہت بڑے ہیں۔اور وہی مراد کو پہنچنے والے ہیں (۲۰)۔اُن کا پروردگار اُن کو اپنی رحمت اور خوشنودی کی اور بہشتوں کی خوشخبری دیتا ہے جن میں اُن کے لیے نعمت ہائے جاودانی ہے (۲۱)۔(اور وہ) اُن میں ابدا لآباد رہیں گے۔کچھ شک نہیں کہ خدا کے ہاں بڑا صلہ (تیار) ہے (۲۲)۔اے اہلِ ایمان! اگر تمہارے (ماں) باپ اور (بہن) بھائی ایمان کے مقابل کفر کو پسند کریں تو اُن سے دوستی نہ رکھو اور جو اُن سے دوستی رکھیں گے وہ ظالم ہیں (۲۳)

تفسیر سورۃ التوبۃ آیات (۱۷) تا (۲۳)

(۱۷) شرک کرنے والوں کی یہ لیاقت نہیں، کیوں کہ وہ خود اپنے اوپر کفر کا اقرار کرتے ہیں ان کے زمانہ کفر کی تمام نیکیاں برباد ہو گئیں ان لوگوں کو دوزخ میں نہ موت آئے گی اور نہ یہ وہاں سے باہر نکالے جائیں گے۔

(۱۸) مسجد حرام کو آباد کرنا تو ان ہی لوگوں کا کام ہے جو بعث بعد الموت پر ایمان لاتے ہیں اور پانچوں نمازیں اور زکوٰۃ کو ادا کرتے ہیں اور اللّٰہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرتے ہیں تو ایسے لوگ یقیناً اللّٰہ تعالیٰ کے دین اور اس کی جحت کو پالیں گے۔

(۱۹) یہ آیت اس شخص کے بارے میں نازل ہوئی جسے بدر کے دن قید کرلیا گیا تھا اس نے حضرت علی ﷛ یا بدرین میں سے کسی پر فخریہ یہ اظہار کیا کہ ہم حاجیوں کو پانی پلاتے ہیں اور مسجد حرام کو آباد کرتے ہیں اور فلاں فلاں کام کرتے ہیں اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے فرمایا کیا تم نے حجاج کو پانی پلانے کو اس شخص یعنی بدری کے عمل کے برابر قرار دے لیا جو کہ اللّٰہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لایا ہو اور اس نے اللّٰہ کے راستے میں جہاد کیا ہو، یہ اعمال ثواب اور (وہ حضرات) اطاعت خداوندی میں برابر نہیں ہو سکتے اور اللّٰہ تعالیٰ مشرکوں کو جو کہ بذات خود اس کے اہل نہیں ہوتے اپنے دین کی سمجھ نہیں دیتا۔

شان نزول: اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے علی بن ابی طلحہؒ کے ذریعہ سے حضرت ابن عباس ﷛ سے روایت کی ہے کہ حضرت عباس ﷛ غزوہ بدر کے دن جب قید کر لیے گئے تو انھوں نے فرمایا کہ اگر تم لوگ ہم سے اسلام ہجرت اور جہاد فی سبیل اللّٰہ کی بنا پر سبقت لے گئے ہو تو ہم بھی مسجد حرام کی خدمت کرتے ہیں اور حجاج کو پانی پلاتے اور غلاموں کو آزاد کرتے ہیں، اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

حضرت امام مسلمؒ ابن حبانؒ اور ابوداؤدؒ نے نعمان بن بشیر ﷛ سے روایت کیا ہے کہ میں صحابہ کرام ﷛ کی کچھ جماعت میں رسول اکرم ﷺ کے منبر کے پاس تھا تو ان میں سے ایک شخص کہنے لگا کہ اسلام کے بعد اگر صرف میں حاجیوں کو پانی پلاتا رہوں اور کوئی بڑی نیکی نہ کروں تو میرے لیے یہی کافی ہے، دوسرا کہنے لگا نہیں بلکہ مسجد حرام کی خدمت بڑی نیکی ہے اور تیسرے صاحب کہنے لگے کہ جن نیکیوں کا تم نے ذکر کیا ہے ان سب سے بڑھ کر نیکی جہاد فی سبیل اللّٰہ ہے، حضرت عمر ﷛ نے ان سب کو ڈانٹا اور فرمایا کہ رسول اکرم ﷺ کے منبر کے قریب آوازیں مت اونچی کرو اور یہ جمعۃ المبارک کا دن ہے۔

لیکن جب میں جمعۃ المبارک کی نماز پڑھ چکا تو میں رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور جن باتوں میں ہمارے درمیان اختلاف ہو رہا تھا ان کے متعلق آپ ﷺ سے دریافت کیا تو اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری اور فریابی نے علامہ ابن سیرین سے روایت کیا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب ؓ مکہ مکرمہ آئے تو حضرت عباس ؓ سے فرمایا اے چچا آپ ہجرت کیوں نہیں کرتے اور رسول اللّٰہ ﷺ کے پاس کیوں نہیں آجاتے، اس پر حضرت عباس ؓ نے فرمایا کیا آپ مسجد آباد کرتے ہیں اور بیت اللّٰہ کی نگرانی کرتے ہیں چنانچہ اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اور ایک قوم سے کہا کہ تم لوگ ہجرت کیوں نہیں کر لیتے اور رسول اکرم ﷺ کے پاس کیوں نہیں آجاتے وہ کہنے لگے ہم اپنے بھائیوں قبیلوں اور گھروں میں ٹھہرے ہوئے ہیں، اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے اخیر تک یہ آیات نازل فرمائیں، قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ (الخ) اور عبدالرزاق نے شعبی سے اسی طرح روایت کیا ہے اور ابن جریر ؒ نے محمد بن کعب قرظی سے روایت کیا ہے کہ طلحہ بن شیبہ اور حضرت عباس ؓ اور علی بن ابی طالب نے آپس میں فخر کیا طلحہ کہنے لگا میں بیت اللّٰہ والا ہوں، میرے پاس بیت اللّٰہ کی چابی ہے، حضرت عباس ؓ بولے میں صاحب سقایہ اور اس کا نگران ہوں حضرت علی ؓ نے فرمایا میں نے لوگوں سے پہلے قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی ہے اور میں صاحب جہاد ہوں، اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ تمام آیات نازل فرمائیں۔

(۲۰) بےشک جو حضرات رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لائے اور مکہ مکرمہ چھوڑ کر مدینہ منورہ آ گئے اور اطاعت خداوندی میں اپنے مال و دولت خرچ کیے اور جہاد کیا وہ بمقابل اہل سقایہ اور اہل عمارت وغیرہ کے درجہ میں اللّٰہ تعالیٰ کے نزدیک بہت ہی بڑے ہیں اور ان ہی حضرات نے جنت کے ذریعے کامیابی حاصل کی اور دوزخ سے مکمل نجات حاصل کی ہے۔

(۲۱) ان کا پروردگار ان کو عذاب سے نجات اور بڑی رضامندی اور خوشنودی کی اور جنت کے باغوں اور اس کی ابدی نعمتوں کی خوشخبری دیتا ہے۔

(۲۲) اور ان حضرات کو نہ وہاں موت آئے گی اور نہ وہ وہاں سے نکالے جائیں گے، اللّٰہ کے پاس ایسے شخص کے لیے جو اس پر ایمان لائے اجر عظیم ہے۔

(۲۳) اور جو کافر رشتہ دار مکہ مکرمہ میں ہیں، اگر وہ کفر کو ایمان کے مقابلہ میں عزیز سمجھیں تو ان کو رفیق مت بناؤ اور جو ان کے ساتھ رفاقت رکھیں گے وہ ان ہی جیسے کافر ہیں۔

یا یہ کہ اے مومنو! اپنے ان مسلمان والدین اور بھائیوں کو جو مکہ مکرمہ میں ہیں اور تمہیں ہجرت سے روکتے ہیں، ان کو مدد میں اپنا رفیق مت بناؤ اگر وہ دارالکفر یعنی مکہ مکرمہ کو دارالایمان یعنی مدینہ منورہ سے عزیز سمجھیں اور جو تم میں سے ان کے ساتھ رفاقت کرے گا وہ اپنا ہی نقصان کرے گا۔

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿٢٤﴾ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ ۙ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْـــًٔا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ﴿٢٥﴾ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰي رَسُوْلِهٖ وَعَلَي الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ۚ وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ وَذٰلِكَ جَزَاۗءُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٢٦﴾ ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَلٰي مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٢٧﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا ۚ وَاِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖٓ اِنْ شَاۗءَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿٢٨﴾ قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰي يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ﴿٢٩﴾

کہہ دو کہ اگر تمہارے باپ اور بیٹے اور بھائی اور عورتیں اور خاندان کے آدمی اور مال جو تم کماتے ہو اور تجارت جس کے بند ہونے سے ڈرتے ہو اور مکانات جن کو پسند کرتے ہو خدا اور اُس کے رسُول سے اور خدا کی راہ میں جہاد کرنے سے تمہیں زیادہ عزیز ہوں تو ٹھیرے رہو یہاں تک کہ خدا کا اپنا حکم (یعنی عذاب) بھیجے۔ اور خدا نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا (۲۴)۔ خدا نے بہت سے موقعوں پر تم کو مدد دی ہے اور (جنگ) حُنین کے دن جب کہ تم کو اپنی (جماعت کی) کثرت پر غرّہ تھا تو وہ تمہارے کچھ بھی کام نہ آئی اور زمین باوجود (اتنی بڑی) فراخی کے تم پر تنگ ہوگئی۔ پھر تم پیٹھ پھیر کر پھر گئے (۲۵)۔ پھر خدا نے اپنے پیغمبر پر اور مومنوں پر اپنی طرف سے تسکین نازل فرمائی اور (تمہاری مدد کو فرشتوں کے) لشکر جو تمہیں نظر نہیں آتے تھے (۲۶)۔ (آسمان سے اُتارے اور کافروں کو عذاب دیا اور کفر کرنیوالوں کی یہی سزا ہے (۲۶)۔ پھر خدا اس کے بعد جس پر چاہے مہربانی سے توجہ فرمائے اور خدا بخشنے والا مہربان ہے (۲۷)۔ مومنو! مشرک تو پلید ہیں تو اس برس کے بعد وہ خانہ کعبہ کے پاس جانے نہ پائیں اور اگر تمہیں مفلسی کا خوف ہو تو خدا چاہے گا تو تم کو اپنے فضل سے غنی کر دے گا۔ بے شک خدا سب کچھ جانتا (اور) حکمت والا ہے (۲۸)۔ جو لوگ اہلِ کتاب میں سے خدا پر ایمان نہیں لاتے اور نہ روزِ آخرت پر (یقین رکھتے ہیں) اور نہ ان چیزوں کو حرام سمجھتے ہیں جو خدا اور اُس کے رسُول نے حرام کی ہیں اور نہ دینِ حق کو قبول کرتے ہیں ان سے جنگ کرو یہاں تک کہ ذلیل ہو کر اپنے ہاتھ سے جزیہ دیں (۲۹)

تفسیر سورة التوبة آيات (٢٤) تا (٢٩)

(۲۴) اے محمد ﷺ آپ ان سے فرما دیجیے کہ تمہارے یہ رشتہ دار اور تمہاری وہ قوم جو مکہ مکرمہ میں ہے اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور تجارت جس میں مدینہ منورہ میں نکاسی نہ ہونے کا تمہیں اندیشہ ہو اور وہ مکانات جن میں رہائش کو تم پسند کرتے ہو اگر یہ تمام چیزیں تمہیں اطاعت الٰہی اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کرنے اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ پیاری ہوں تو عذاب الٰہی یعنی فتح مکہ کے دن قتل ہونے کا انتظار کرو اور پھر اسکے بعد ہجرت کرتے پھرو اور اللّٰہ تعالیٰ ان کافروں کو جو اس کے دین کے اہل نہیں ہوتے اپنے دین تک نہیں پہنچاتا۔

(۲۵) قتال کے وقت بہت سے غزوات میں تمہیں غلبہ دیا اور خاص طور پر حنین کے دن بھی جو کہ مکہ اور طائف کے درمیان ایک وادی ہے جب کہ تمہیں اپنی جماعت پر جو کہ دس ہزار تھی جس کی زیادتی پر تمہیں غرور ہو گیا تھا مگر یہ زیادتی شکست سے روک نہ سکی اور خوف سے زمین باوجود کشادہ ہونے کے تنگ ہو گئی اور پھر تم دشمن سے جس کی تعداد چار ہزار تھی شکست کھا کر بھاگ کھڑے ہوئے۔

شانِ نزول: وَيَوْمَ حُنَيْنٍ (الخ)

امام بیہقیؒ نے دلائل میں ربیع بن انس ﷺ سے روایت کیا ہے کہ حنین کے دن ایک شخص نے کہا کہ ہم کسی سے مغلوب نہیں ہوں گے اور صحابہ کرام ﷺ تعداد میں بارہ ہزار تھے، رسول اکرم ﷺ کو یہ بات بری لگی اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

(۲۶) اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے تسلی نازل فرمائی اور آسمان سے تمہاری مدد کے لیے فرشتے اتارے اور مالک بن عوف وہمانی کی قوم اور کنانہ بن عبد یالیل ثقفی کی قوم کو قتل وشکست کا عذاب دیا ان لوگوں کی یہی سزا ہے۔

(۲۷) پھر اس قتال اور شکست کے بعد جس نے ان میں سے توبہ کر لی تو اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے کی مغفرت فرمانے والے ہیں۔

(۲۸) مشرک عام برأت یعنی یوم النحر کے بعد حج اور طواف کے لیے نہ آئیں اور اگر تمہیں اس حکم کے اجراء میں فقر و مفلسی کا ڈر ہے تو اللہ تعالیٰ دوسرے طریقہ سے اپنا رزق خاص عطا فرمائے گا اور بکر بن وائل کی تجارت سے تمہیں مالا مال کر دے گا وہ تمہاری روزیوں کو جاننے والا اور جو فیصلہ فرمایا ہے اس میں حکمت والا ہے۔

شانِ نزول: وَإِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے ابن عباس ﷺ سے روایت کی ہے کہ مشرکین بیت اللہ آیا کرتے اور اپنے ساتھ کھانے کی چیزیں بھی لاتے تھے اور وہاں تجارت کرتے جب ان کو بیت اللہ آنے سے روک دیا گیا تو مسلمان کہنے لگے کہ اب کھانے پینے کی چیزیں کہاں سے آئیں گی اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ اگر تمہیں مفلسی اور ناداری کا اندیشہ ہو (الخ)۔

ابن جریرؒ نے اور ابوالشیخؒ نے سعید بن جبیرؒ سے روایت کیا ہے کہ جب آیت نازل ہوئی اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ تو مسلمانوں پر یہ حکم طبعی طور پر شاق گزرا اور کہنے لگے کہ کھانے کی چیزیں اور دوسرے سامان ہمارے پاس کون لے کر آئے گا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری وَاِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً (الخ) نیز اسی طرح عکرمہ، عطیہ، عوفی، ضحاک اور قتادہ ﷺ وغیرہ سے روایات نقل کی گئی ہیں۔

(۲۹) اور جو جنت کی نعمتوں پر بھی ایمان نہیں رکھتے اور توریت میں جن چیزوں کو حرام کر دیا گیا ہے ان کو حرام نہیں سمجھتے اور نہ اللہ تعالیٰ کے سامنے اس کی توحید کے قائل ہو کر جھکتے ہیں اب اللہ تعالیٰ بیان فرماتا ہے کہ وہ کون لوگ ہیں۔ وہ یہود و نصاریٰ ہیں ان لوگوں سے اس وقت تک جہاد کرو جب تک کہ وہ ماتحت اور رعیت بن کر جزیہ دینا منظور نہ کر لیں۔

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ ۚ يُضَاهِــــُٔـوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ۭ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ڸ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝۳۰ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝۳۱ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِــــُٔـوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝۳۲ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَي الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝۳۳ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝۳۴ يَّوْمَ يُحْمٰي عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰي بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ۭ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ۝۳۵ اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ۭ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ڏ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ ۫ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَاۗفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَاۗفَّةً ۭ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ۝۳۶ اِنَّمَا النَّسِيْۗءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ يُضَلُّ بِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُحِلُّوْنَهٗ عَامًا وَّيُحَرِّمُوْنَهٗ عَامًا لِّيُوَاطِــــُٔـوْا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فَيُحِلُّوْا مَا حَرَّمَ اللّٰهُ ۭ زُيِّنَ لَهُمْ سُوْۗءُ اَعْمَالِهِمْ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝۳۷

اور یہود کہتے ہیں عزیر خدا کے بیٹے ہیں اور عیسائی کہتے ہیں مسیح خدا کے بیٹے ہیں۔ یہ اُن کے مُنہ کی باتیں ہیں۔ پہلے کافر بھی اسی طرح کی باتیں کہا کرتے تھے یہ بھی ان ہی کی ریس کرنے لگے ہیں خدا ان کو ہلاک کرے یہ کہاں بہکے پھرتے ہیں (۳۰)۔ اُنہوں نے اپنے علماء اور مشائخ اور مسیح ابنِ مریم کو اللہ کے سِوا خدا بنا لیا حالانکہ اُن کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ خدائے واحد کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ ان لوگوں کے شریک مقرر کرنے سے پاک ہے (۳۱)۔ یہ چاہتے ہیں خدا کے نور کو اپنے منہ سے (پھونک مار کر) بُجھا دیں۔ اور خدا اپنے نور کو پورا کیے بغیر رہنے کا نہیں اگرچہ کافروں کو بُرا ہی لگے (۳۲)۔ وہی تو ہے جس نے اپنے پیغمبر کو ہدایت اور دینِ حق دے کر بھیجا تاکہ اس (دین) کو (دنیا کے) تمام دینوں پر غالب کرے اگرچہ کافر ناخوش ہی ہوں (۳۳)۔ مومنو! (اہل کتاب کے) بہت سے علماء اور مشائخ لوگوں کا مال ناحق کھاتے ہیں اور (اُن کو) راہِ خدا سے روکتے ہیں اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے اور اس کو خدا کے رستے میں خرچ نہیں کرتے ہیں اُن کو اُس دن کے عذاب الیم کی خوشخبری سُنا دو (۳۴)۔ جس دن وہ (مال) دوزخ کی آگ میں (خوب) گرم کیا جائے گا پھر اس سے ان (بخیلوں) کی پیشانیاں اور پہلو اور پیٹھیں داغی جائیں گی اور (کہا جائے گا کہ) یہ وہی ہے جو تم نے اپنے لیے جمع کیا تھا سو جو تم جمع کرتے تھے (اب) اس کا مزا چکھو (۳۵)۔ خدا کے نزدیک مہینے گنتی میں (بارہ ہیں یعنی) اس روز (سے) کہ اُس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔ کتاب خدا میں (برس کے) بارہ مہینے (لکھے ہوئے) ہیں ان میں سے چار مہینے ادب کے ہیں یہی دین (کا) سیدھا (رستہ) ہے تو ان (مہینوں) میں (قتالِ ناحق سے) اپنے آپ پر ظلم نہ کرنا۔ اور تم سب کے سب مشرکوں سے لڑو جیسے وہ سب کے سب تم سے لڑتے ہیں۔ اور جان رکھو کہ خدا پرہیزگاروں کے ساتھ ہے (۳۶)۔ امن کے کسی مہینے کو ہٹا کر آگے پیچھے کر دینا کفر میں اضافہ کرتا ہے اس سے کافر گمراہی میں پڑے رہتے ہیں ایک سال تو

اس کو حلال سمجھ لیتے ہیں اور دوسرے سال حرام۔ تاکہ ادب کے مہینوں کی جو خدا نے مقرر کیے ہیں گنتی پوری کر لیں۔ اور جو خدا نے منع کیا ہے اُس کو جائز کر لیں۔ ان کے بُرے اعمال اُن کو بھلے دکھائی دیتے ہیں اور خدا کافر لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا (۳۷)

تفسیر سورة التوبة آیات (۳۰) تا (۳۷)

(۳۰) یعنی مدینہ منورہ کے یہودی حضرت عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا اور نجران کے عیسائی حضرت مسیح علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہتے تھے یہ ان کی زبانی باتیں ہیں جو ان سے پہلے لوگوں یعنی کفار مکہ کے مشابہ ہیں۔

کیوں کہ وہ بھی اللہ معاف کرے اس بات کا دعوی کرتے تھے کہ لات، عزی اور منات خدا کی بیٹیاں ہیں اسی طرح یہود حضرت عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں اور نصاری میں سے بعض حضرت مسیح علیہ السلام کو خدا کا بیٹا اور بعض خدا کا شریک اور بعض بعینہ خدا اور بعض تین میں ایک کہتے ہیں خدا ان لوگوں پر اپنی لعنت نازل فرمائے یہ خدا پر جھوٹا الزام لگاتے ہیں۔

شان نزول : وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ (الخ)

جناب ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ سلام بن مشکم اور نعمان بن اوفی اور محمد بن وحیہ اور شاس بن قیس اور مالک بن صیف یہ لوگ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں آئے اور کہنے لگے کہ ہم کس طرح آپ کی پیروی کریں حالاں کہ آپ نے ہمارے قبلہ کو چھوڑ دیا اور حضرت عزیر علیہ السلام کو آپ خدا کا بیٹا بھی نہیں کہتے تو اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے بارے یہ آیت نازل فرمائی یعنی یہودیوں نے کہا کہ حضرت عزیر علیہ السلام خدا کے بیٹے ہیں۔

(۳۱) ان یہودیوں نے اپنے علماء کو اور عیسائیوں نے اپنے مشائخ کو رب بنا رکھا ہے، معصیت خداوندی میں ان کی اطاعت کرتے ہیں اور حضرت مسیح علیہ السلام کو بھی ایک اعتبار سے خدا بنا رکھا ہے حالاں کہ ان کو تمام آسمانی کتب میں صرف یہ حکم دیا گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی توحید بیان کریں۔

(۳۲) یہ چاہتے ہیں کہ دین الٰہی کو اپنے جھوٹ اور اپنی زبان درازیوں سے مٹا ڈالیں حالاں کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ہرگز مہلت نہیں دے گا جب تک کہ اپنے دین اسلام کو وہ غالب نہ کر دے گو کہ کفار کو یہ چیز ناگوار گزرے۔

(۳۳) اس ذات نے رسول اکرم ﷺ کو قرآن وایمان اور دین اسلام یعنی شہادت اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دے کر بھیجا تاکہ قیام قیامت تک دین اسلام کو تمام سابقہ دینوں پر غلبہ دے دے اگرچہ مشرکین اس سے کتنے ہی ناخوش ہوں۔

(۳۴) رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان رکھنے والو اکثر علماء یہود اور مشائخ نصاری رشوت اور حرام کا مال کھاتے ہیں اور دین الٰہی اور اطاعت الٰہی سے لوگوں کو باز رکھتے ہیں۔

اور جو لوگ سونا چاندی کو جمع کر کر رکھتے ہیں اور ان خزانوں کو اطاعت خداوندی میں خرچ نہیں کرتے اور اس

مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے، اے محمد ﷺ آپ انھیں دردناک سزا کی خبر سنا دیجیے۔

(۳۵) جو کہ اس دن واقع ہوگی جب ان کو ان خزانوں یا آگ پر ڈال کر تپایا جائے گا اور پھر ان خزانوں سے ان کی پیشانیوں وغیرہ کو داغا جائے گا اور ان کو یہ بتلا دیا جائے گا کہ یہ اس کی سزا ہے جو تم لوگ دنیا میں اپنے لیے مال جمع کر رکھتے تھے، سو اب اس جمع کرنے کا مزہ چکھو۔

(۳۶) یعنی اللّٰہ تعالیٰ کے نزدیک لوح محفوظ میں سال کا شمار مہینوں کے ساتھ ہوتا ہے، یعنی سال کے بارہ مہینے جن میں زکوٰۃ ادا کی جاتی ہے، ابتدا آفرینش ہی سے ان مہینوں میں سے چار خاص مہینے یعنی رجب، ذی قعدہ، ذی الحجہ، محرم احترام کے مہینے ہیں یہ حساب اس طریقہ پر مستقیم ہے، جس میں کسی قسم کی کمی زیادتی نہیں ہوتی۔ لہٰذا تم ان مہینوں یا ان خاص احترام کے مہینوں میں نافرمانی کر کے اپنا نقصان نہ کرنا۔

اور ان تمام مشرکین سے حل و حرم میں ہر جگہ لڑو، جیسے وہ تم سے لڑے اور اے مسلمانو اللّٰہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے ساتھ ہے جو کفر و شرک اور فواحش اور بدعہدی اور اشہر حرام میں قتال کرنے سے بچتے ہیں۔

(۳۷) اور نیز ماہ محرم کو صفر تک موخر کر دینا یہ نافرمانی اور کفر میں زیادتی ہے جس سے عام کفار غلطی میں پڑ جاتے ہیں۔

چنانچہ وہ محرم کو کسی سال حلال سمجھ کر اس میں قتال کر لیتے ہیں اور کسی سال اسے حرام سمجھ کر اس میں قتال نہیں کرتے، چنانچہ جب وہ ماہ محرم کو حلال کرتے ہیں تو اس کے بدلے صفر کو حرام کر لیتے ہیں تاکہ چار محترم مہینوں کی گنتی پوری ہو جائے، پھر اللّٰہ تعالیٰ کے حرام کیے ہوئے مہینے کو حلال کر لیتے ہیں، ان کی بداعمالیاں ان کو مستحسن معلوم ہوتی ہیں اور اللّٰہ تعالیٰ اپنے دین کی ایسے شخص کو توفیق نہیں دیتا جو اس کا اہل نہیں ہوتا اور یہ کارگزاریاں نعیم بن ثعلبہ نامی ایک شخص کیا کرتا تھا۔

شان نزول: اِنَّمَا النَّسِیْٓءُ (الخ)

ابن جریر نے مالک ﷺ سے روایت کیا ہے کہ کافر سال کے تیرہ مہینے بنا لیتے تھے، چنانچہ محرم کو صفر بنا کر اس میں حرام چیزوں کو حلال کر لیتے تھے، اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔



يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ ؕ اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ ۚ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ ﴿۳۸﴾ اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ وَّيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْهُ شَيْـًٔا ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۳۹﴾ اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى ؕ وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۴۰﴾ اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾ لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيْبًا وَّسَفَرًا قَاصِدًا لَّاتَّبَعُوْكَ وَلٰكِنْ بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ ؕ وَسَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ ۚ يُهْلِكُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۴۲﴾

ع ۶ / ۱۲

مومنو! تمہیں کیا ہوا ہے کہ جب تم سے کہا جاتا ہے کہ خدا کی راہ میں (جہاد کے لیے نکلو) تو تم (کاہلی کے سبب سے) زمین میں گرے جاتے ہو (یعنی گھروں سے نکلنا نہیں چاہتے) کیا تم آخرت (کی نعمتوں) کو چھوڑ کر دنیا کی زندگی پر خوش ہو بیٹھے ہو۔ دنیا کی زندگی کے فائدے تو آخرت کے مقابل بہت ہی کم ہیں (۳۸)۔ اگر تم نہ نکلو گے تو خدا تم کو بڑی تکلیف کا عذاب دے گا۔ اور تمہاری جگہ اور لوگ پیدا کر دے گا (جو خدا کے پورے فرمانبردار ہوں گے) اور تم اس کو کچھ نقصان نہ پہنچا سکو گے اور خدا ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے (۳۹)۔ اگر تم پیغمبر کی مدد نہ کرو گے تو خدا اُن کا مددگار ہے۔ (وہ وقت تم کو یاد ہوگا) جب ان کو کافروں نے گھر سے نکال دیا (اُس وقت) دو (ہی شخص تھے جن) میں (ایک ابوبکر تھے) دوسرے (خود رسُول اللہ) جب وہ دونوں غار (ثور) میں تھے اُس وقت پیغمبر اپنے رفیق کو تسلی دیتے تھے کہ غم نہ کرو خدا ہمارے ساتھ ہے۔ تو خدا نے اُن پر تسکین نازل فرمائی اور اُن کو ایسے لشکروں سے مدد دی جو تم کو نظر نہیں آتے تھے اور کافروں کی بات کو پست کر دیا اور بات تو خدا ہی کی بُلند ہے۔ اور خدا زبردست (اور) حکمت والا ہے (۴۰)۔ تم سُبکبار ہو یا گراں بار (یعنی مال و اسباب تھوڑا رکھتے ہو یا بہت، گھروں سے) نکل آؤ اور خدا کے رستے میں مال و جان سے لڑو۔ یہی تمہارے حق میں اچھا ہے بشرطیکہ تم سمجھو (۴۱)۔ اگر مال غنیمت سہل الحصول اور سفر بھی ہلکا سا ہوتا تو تمہارے ساتھ (شوق سے) چل دیتے لیکن مسافت ان کو دور (دراز) نظر آئی (تو عذر کریں گے) اور خدا کی قسمیں کھائیں گے کہ اگر ہم طاقت رکھتے تو آپ کے ساتھ نکل کھڑے ہوتے یہ (ایسے عذروں سے) اپنے تئیں ہلاک کر رہے ہیں اور خدا جانتا ہے کہ یہ جھوٹے ہیں (۴۲)

تفسیر سورة التوبة آيات (۳۸) تا (٤۲)

(۳۸۔۳۹) اے جماعت صحابہ ؓ تمہیں کیا ہوا کہ جب تمہیں کہا جاتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ اطاعت خداوندی یعنی غزوۂ تبوک میں جاؤ تو تم زمین پر لگے جاتے ہو کیا تم لوگوں نے آخرت کے بدلے دنیاوی زندگی پر قناعت کرلی ہے حقیقت میں دنیاوی زندگی کی کوئی حیثیت نہیں۔ یعنی اگر تم اپنے نبی کریم ﷺ کے ساتھ غزوۂ تبوک کے لیے نہ نکلے تو اللہ تعالیٰ تمہیں دنیا و آخرت میں سخت سزا دیں گے اور تمہارے بجائے تم سے بہترین اور زیادہ اطاعت کرنے والی قوم پیدا کرے گا۔ اور تمہارا جہاد کے لئے نہ نکلنا دین الٰہی کو کچھ نقصان نہیں پہنچائے گا، اللہ تعالیٰ عذاب دینے اور تبدیل کرنے پر قدرت رکھتا ہے۔

شان نزول: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ (الخ)

ابن جریرؒ نے مجاہدؒ سے روایت کیا ہے کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب فتح مکہ اور حنین کے بعد غزوۂ تبوک کے لیے روانہ ہونے کا حکم دیا گیا تھا۔

گرمیوں کے زمانہ میں جب پھل پک رہے تھے اور سایوں کی حاجت تھی، اس وقت جہاد میں جانے کا حکم ہوا تو ان کو ذرا مشکل لگا تو یہ آیت کریمہ اللّٰہ تعالیٰ نے نازل فرمائی کہ تھوڑے سامان سے اور زیادہ سامان سے نکل کھڑے ہو۔

شان نزول: اِلَّا تَنْفِرُوْا (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے نجرہ بن نفیعؒ سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس ﷺ سے اس آیت کی تفسیر کے بارے میں پوچھا تو آپؓ نے فرمایا کہ رسول اللّٰہ ﷺ نے قبائل عرب کو جہاد کے لیے نکلنے کا حکم دیا تو ان پر گراں گزرا، اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی لہٰذا بارش بند ہوگئی اور یہی ان کا عذاب تھا۔

(۴۰) اگر تم لوگ غزوۂ تبوک میں رسول اکرم ﷺ کے ساتھ نکل کر آپ کی مدد نہ کرو گے تو اللّٰہ تعالیٰ تو آپ ﷺ کی اس وقت بھی مدد کر چکا ہے، جب کہ مکہ کے کافروں نے آپ ؐ کو جلاوطن کیا تھا جب کہ رسول اکرم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق ؓ دونوں غار میں موجود تھے اور رسول اکرم ﷺ ابوبکر صدیق ؓ سے فرمارہے تھے، اے ابوبکرؓ کچھ غم نہ کرو اللّٰہ تعالیٰ ہمارا مددگار ہے، چنانچہ اللّٰہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کے قلب مبارک پر تسلی نازل فرمائی۔ بدر، احزاب اور حنین کے دن ملائکہ کے لشکر سے آپ ﷺ کو قوت بخشی اور کافروں کے دین کو مغلوب اور ذلیل کیا اور اللّٰہ ہی کا بول بالا رہا اور اللّٰہ تعالیٰ اپنے دشمنوں کو سزا دینے میں زبردست اور اپنے دوستوں کی مدد فرمانے میں بڑی حکمت والے ہیں۔

(۴۱) یعنی اپنے نبی کریم ﷺ کے ساتھ غزوہ تبوک کے لیے بوڑھے اور جوان یا یہ کہ تھوڑے مال کے ساتھ اور زیادہ مال کے ساتھ نکل کھڑے ہو اور اطاعت خداوندی میں جہاد کرو، یہ جہاد بیٹھے رہنے سے بہتر ہے بشرطیکہ تم اس کو جانتے اور اس کی تصدیق کرتے ہو۔

شان نزول: اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا (الخ)

ابن جریرؒ نے حضرمی سے روایت کیا ہے کہ ان سے ذکر کیا گیا کہ کچھ لوگ بیمار تھے اور کچھ بوڑھے تو ان میں سے کچھ کہنے لگے کہ ہم گنہگار نہیں ہیں اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

(۴۲) اگر غنیمت ملنے کی توقع ہوتی اور سفر بھی آسان ہوتا تو یہ منافق بخوشی غزوۂ تبوک کے لیے آپ ﷺ کے ساتھ چل پڑتے مگر ان کو تو شام تک سفر کرنا پڑتا ہے۔

اور ابھی جب تم لوگ غزوہ تبوک سے واپس آؤ گے تو یہ منافقین عبداللّٰہ بن اُبی اور جد بن قیس، اور معتب بن قشیر جو غزوہ تبوک سے رہ گئے خدا کی قسمیں کھائیں گے، کہ اگر ہمارے پاس سامان اور سواری ہوتی تو ہم ضرور غزوہ تبوک کے لیے نکلتے۔ یہ لوگ جھوٹی قسمیں کھا کر خود اپنے آپ کو برباد کر رہے ہیں، اور اللّٰہ تعالیٰ جانتا ہے، کہ یہ لوگ یقیناً جھوٹے ہیں، کیونکہ یہ جہاد پر جانے کی طاقت رکھتے تھے۔

عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ ۚ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَتَعْلَمَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ لَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ۝ اِنَّمَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَارْتَابَتْ قُلُوْبُهُمْ فَهُمْ فِيْ رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُوْنَ ۝ وَلَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ لَاَعَدُّوْا لَهٗ عُدَّةً وَّلٰكِنْ كَرِهَ اللّٰهُ انْۢبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ وَقِيْلَ اقْعُدُوْا مَعَ الْقٰعِدِيْنَ ۝ لَوْ خَرَجُوْا فِيْكُمْ مَّا زَادُوْكُمْ اِلَّا خَبَالًا وَّلَاَاوْضَعُوْا خِلٰلَكُمْ يَبْغُوْنَكُمُ الْفِتْنَةَ ۚ وَفِيْكُمْ سَمّٰعُوْنَ لَهُمْ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ۝ لَقَدِ ابْتَغَوُا الْفِتْنَةَ مِنْ قَبْلُ وَقَلَّبُوْا لَكَ الْاُمُوْرَ حَتّٰى جَآءَ الْحَقُّ وَظَهَرَ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ۝ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّيْ وَلَا تَفْتِنِّيْ ۭ اَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا ۭ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ۝ اِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۚ وَاِنْ تُصِبْكَ مُصِيْبَةٌ يَّقُوْلُوْا قَدْ اَخَذْنَآ اَمْرَنَا مِنْ قَبْلُ وَيَتَوَلَّوْا وَّهُمْ فَرِحُوْنَ ۝ قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ۚ هُوَ مَوْلٰىنَا ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝

خدا تمہیں معاف کرے تم نے پیشتر اس کے کہ تم پر وہ لوگ بھی ظاہر ہو جاتے جو سچے ہیں اور وہ بھی تمہیں معلوم ہو جاتے جو جھوٹے ہیں اُن کو اجازت کیوں دی؟ (۴۳)۔ جو لوگ خدا پر اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں وہ تم سے اجازت نہیں مانگتے کہ (پیچھے رہ جائیں بلکہ چاہتے ہیں کہ) اپنے مال اور جان سے جہاد کریں اور خدا ڈرنے والوں سے واقف ہے (۴۴)۔ اجازت وہی لوگ مانگتے ہیں جو خدا پر اور پچھلے دن پر ایمان نہیں رکھتے تھے اور اُن کے دل شک میں پڑے ہوئے ہیں۔ سو وہ اپنے شک میں ڈانواں ڈول ہو رہے ہیں (۴۵)۔ اور اگر وہ نکلنے کا ارادہ کرتے تو اُس کے لیے سامان تیار کرتے لیکن خدا نے اُن کا اُٹھنا (اور نکلنا) پسند نہ کیا تو اُن کو ملنے جُلنے ہی نہ دیا اور (اُن سے) کہہ دیا گیا کہ جہاں (معذور) بیٹھے ہیں تم بھی اُن کے ساتھ بیٹھے رہو (۴۶)۔ اگر وہ تم میں (شامل ہو کر) نکل بھی کھڑے ہوتے تو تمہارے حق میں شرارت کرتے اور تم میں فساد ڈلوانے کی غرض سے دوڑے دوڑے پھرتے اور تم میں اُن کے جاسوس بھی ہیں اور خدا ظالموں کو خوب جانتا ہے (۴۷)۔ یہ پہلے بھی طالبِ فساد رہے ہیں اور بہت سی باتوں میں تمہارے لئے اُلٹ پھیر کرتے رہے ہیں یہاں تک کہ حق آ پہنچا اور خدا کا حکم غالب ہوا اور وہ بُرا مانتے ہی رہ گئے (۴۸)۔ اور ان میں کوئی ایسا بھی ہے جو کہتا ہے کہ مجھے تو اجازت ہی دیجیے۔ اور آفت میں نہ ڈالیے۔ دیکھو یہ آفت میں پڑ گئے ہیں اور دوزخ سب کافروں کو گھیرے ہوئے ہے (۴۹)۔ (اے پیغمبر) اگر تم کو آسائش حاصل ہوتی ہے تو اُن کو بُری لگتی ہے۔ اور اگر کوئی مشکل پڑتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم نے اپنا کام پہلے ہی (درست) کر لیا تھا۔ اور خوشیاں مناتے لوٹ جاتے ہیں (۵۰)۔ کہہ دو کہ ہم کو کوئی مصیبت نہیں پہنچ سکتی بجز اس کے جو خدا نے ہمارے لئے لکھ دی ہو۔ وہی ہمارا کارساز ہے اور مومنوں کو خدا ہی کا بھروسا رکھنا چاہیے (۵۱)

تفسیر سورة التوبة آیات (٤٣) تا (٥١)

(۴۳) اے نبی اکرم ﷺ! اللہ تعالیٰ نے آپ کو معاف کر دیا، لیکن آپ نے ان منافقین کو شرکت نہ کرنے کی اتنی

جلدی کیوں اجازت دے دی، جب تک کہ آپ کے ساتھ نکل کر ایمان والوں کی سچائی ظاہر نہ ہو جاتی، اور آپ ﷺ جھوٹے لوگوں کے ایمان کو معلوم کر لیتے کہ وہ بغیر آپ ﷺ کی اجازت کے جہاد سے رہ گئے۔

شان نزول: عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ (الخ)

ابن جریرؒ نے عمرو بن میمون ازدی سے روایت کیا ہے کہ دو باتیں رسول اکرم ﷺ نے ایسی کیں جن میں اللّٰہ کی طرف سے اس وقت تک کوئی صاف حکم نہیں دیا گیا تھا ایک تو منافقین کو عدم شرکت کی اجازت دے دی اور دوسری غزوہ بدر کے قیدیوں سے فدیہ لے لیا، اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی اللّٰہ تعالیٰ نے آپ کو معاف تو فرما دیا لیکن (حیرت سے دریافت کیا کہ) آپ نے ان کو اجازت کیوں دی تھی۔

(۴۴) غزوہ تبوک کے بعد جو ظاہر و باطن کے اعتبار سے کامل مومن ہیں، وہ جہاد نہ کرنے کی آپ سے کبھی رخصت نہ لیں گے اور اللّٰہ تعالیٰ کفر و شرک سے بچنے والوں کو اچھی طرح جانتا ہے۔

(۴۵) البتہ وہ لوگ جہاد میں نہ جانے کی رخصت مانگتے ہیں جو مومن نہیں اور ان کے دل میں کجی ہے سو وہ اپنے شکوک میں حیران ہیں۔

(۴۶) اور اگر یہ منافق غزوہ تبوک میں آپ کے ساتھ چلنے کا ارادہ کرتے تو اس کے لیے ساز و سامان اور کچھ ہتھیار تو تیار کرتے لیکن اللّٰہ تعالیٰ نے ایسے مفسدوں کا غزوۂ تبوک میں آپ کے ساتھ جانا پسند ہی نہیں کیا، لہٰذا ان کو جانے کی توفیق ہی نہیں بخشی اور بحکم تکوینی یوں کہہ دیا کہ جو بغیر عذر کے شرکت نہیں کرتے تم بھی ان ہی کے ساتھ دھرے رہو، یہ چیز ان کے دلوں میں خود تھی۔

(۴۷) اور اگر یہ آپ کے ساتھ شرکت کر بھی لیتے تو اور دگنا شر و فساد برپا کرتے اور تمہارے درمیان اونٹوں پر شر و فساد اور ذلت و عیب جوئی کرنے کی فکر میں دوڑے دوڑے پھرتے اور اب بھی تمہارے ساتھ ان کافروں کے جاسوس موجود ہیں اور ان منافقوں یعنی عبداللّٰہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کو اللّٰہ تعالیٰ خوب سمجھے گا۔

(۴۸) ان لوگوں نے تو غزوۂ تبوک سے پہلے بھی فتنہ پھیلانا چاہا تھا اور آپ ﷺ کو نقصان پہنچانے کے لیے کافی تدابیر کرتے رہے یہاں تک کہ مومنین کی کثرت ہو گئی اور دین اسلام کا غلبہ ہو گیا اور ان کو ناگوار ہی گزرتا رہا۔

(۴۹) اور ان منافقین میں سے جدی بن قیس ایسا ہے جو گھر رہنے کی اجازت مانگتا ہے اور کہتا ہے کہ روم کی لڑکیوں کی خرابی میں مجھے نہ ڈالیے، حالاں کہ خود یہ لوگ شرک و نفاق کی خرابیوں میں مبتلا ہیں اور قیامت کے دن دوزخ ان کو گھیر لے گی۔

شانِ نزول: وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ (الخ)

طبرانیؒ ابونعیمؒ اورابن مردویہؒ نے حضرت ابن عباس ﷺ سے روایت کیا ہے کہ جب رسول اکرم ﷺ نے غزوہ تبوک کے لیے روانہ ہونے کا ارادہ ظاہر فرمایا تو آپ ﷺ نے جدی بن قیس سے بھی شرکت کے لیے کہا وہ کہنے لگا یارسول اللہ ﷺ میں عورتوں والا آدمی ہوں، جس وقت میں بنی اصغر کی عورتوں کو دیکھوں گا تو فتنہ میں پڑ جاؤں گا، لہٰذا مجھے جہاد میں نہ جانے کی اجازت دیجیے اور فتنہ میں نہ ڈالیے۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ ان میں ایک شخص ایسا ہے جو کہتا ہے کہ مجھ کو اجازت دے دیجیے الخ۔

(۵۰) اگر آپ ﷺ کو غزوہ بدر کی طرح فتح وغنیمت پیش آتی ہے تو وہ ان منافقین کے لیے غم کا سبب ہوتی ہے اور اگر آپ ﷺ پر غزوہ اُحد کی طرح قتل و ہزیمت کا کوئی حادثہ آپڑتا ہے تو یہ منافقین یعنی عبداللہ بن اُبی اور اس کے ساتھی کہتے ہیں کہ اسی وجہ سے اس حادثہ کے پیش آنے سے پہلے ہم نے ساتھ نہ دے کر اپنی حفاظت کر لی تھی اور یہ کہہ کر غزوہ اُحد کے دن رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام کو جو حادثہ پیش آیا، خوشی خوشی جہاد سے واپس چلے آتے ہیں۔

شانِ نزول: اِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے جابر بن عبداللہ ﷺ سے روایت کیا ہے کہ جو منافقین مدینہ منورہ میں رہ گئے تھے اور انہوں نے جہاد میں شرکت نہیں کی تھی وہ لوگوں کو نعوذ باللہ رسول اکرم ﷺ کی طرف سے بُری بُری خبریں بیان کرتے تھے اور اس بات کی اشاعت کرتے تھے کہ نعوذ باللہ رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام سفر میں بہت ہی مشقت میں پڑ گئے اور ہلاک ہو گئے جب ان لوگوں کی تکذیب اور رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام ﷺ کی عافیت معلوم ہوگئی تو ان لوگوں کو بہت شاق اور ناگوار گزرا اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری۔

(۵۱) اے محمد ﷺ آپ ان منافقین سے فرما دیجیے کہ ہم کو جو اللہ نے ہمارے لیے مقدر فرما دیا ہے وہی حادثہ پیش آتا ہے وہی ہمارا مالک ہے اور مومنوں کو تو اپنے سب کام اللہ تعالیٰ ہی کے سپرد رکھنے چاہئیں۔



قُلْ هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَآ اِلَّآ اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ ۭ وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ اَنْ يُّصِيْبَكُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِنْدِهٖٓ اَوْ بِاَيْدِيْنَا ڮ فَتَرَبَّصُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ مُّتَرَبِّصُوْنَ ﴿٥٢﴾ قُلْ اَنْفِقُوْا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا لَّنْ يُّتَقَبَّلَ مِنْكُمْ ۭ اِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿٥٣﴾ وَمَا مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ اِلَّآ اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ وَلَا يَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى وَلَا يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ﴿٥٤﴾ فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ ۭ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿٥٥﴾ وَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ ۭ وَمَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَّفْرَقُوْنَ ﴿٥٦﴾ لَوْ يَجِدُوْنَ مَلْجَاً اَوْ مَغٰرٰتٍ اَوْ مُدَّخَلًا لَّوَلَّوْا اِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُوْنَ ﴿٥٧﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ فِي الصَّدَقٰتِ ۚ فَاِنْ اُعْطُوْا مِنْهَا رَضُوْا وَاِنْ لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَآ اِذَا هُمْ يَسْخَطُوْنَ ﴿٥٨﴾ وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۙ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗٓ ۙ اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ ﴿٥٩﴾ ۧ اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَاۗءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۭ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿٦٠﴾ وَمِنْهُمُ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ ۭ قُلْ اُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۭ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٦١﴾

کہہ دو کہ تم ہمارے حق میں دو بھلائیوں میں سے ایک کے منتظر ہو اور ہم تمہارے حق میں اس بات کے منتظر ہیں کہ خدا (یا تو) اپنے پاس سے تم پر کوئی عذاب نازل کرے یا ہمارے ہاتھوں سے (عذاب دلوائے) تو تم بھی انتظار کرو ہم بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتے ہیں (۵۲)۔ کہہ دو کہ تم (مال) خوشی سے خرچ کرو یا ناخوشی سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔ تم نافرمان لوگ ہو (۵۳)۔ اور اُن کے خرچ (اموال) کے قبول ہونے سے کوئی چیز مانع نہیں ہوئی سوا اس کے کہ اُنہوں نے خدا سے اور اُس کے رسُول سے کفر کیا اور نماز کو آتے ہیں تو سُست و کاہل ہو کر اور خرچ کرتے ہیں تو ناخوشی سے (۵۴)۔ تم ان کے مال اور اولاد سے تعجب نہ کرنا۔ خدا چاہتا ہے کہ ان چیزوں سے دنیا کی زندگی میں ان کو عذاب دے اور (جب) ان کی جان نکلے تو (اس وقت بھی) وہ کافر ہی ہوں (۵۵)۔ اور خدا کی قسمیں کھاتے ہیں کہ وہ تم ہی میں سے ہیں حالانکہ وہ تم میں سے نہیں ہیں۔ اصل یہ ہے کہ یہ ڈرپوک لوگ ہیں (۵۶)۔ اگر ان کو کوئی بچاؤ کی جگہ (جیسے قلعہ) یا غار و مغاک یا (زمین کے اندر) گھُسنے کی جگہ مل جائے تو اسی طرف رسیاں تڑاتے ہوئے بھاگ جائیں (۵۷)۔ اور ان میں بعض ایسے بھی ہیں کہ (تقسیم) صدقات میں تم پر طعنہ زنی کرتے ہیں۔ اگر ان کو اس میں سے (خاطر خواہ) مل جائے تو خوش رہیں اور اگر (اس قدر) نہ ملے تو جھٹ خفا ہو جائیں (۵۸)۔ اور وہ اگر اس پر خوش رہتے جو خدا اور اُس کے رسُول نے اُن کو دیا تھا اور کہتے کہ ہمیں خدا کافی ہے اور خدا اپنے فضل سے اور اُس کے پیغمبر (اپنی مہربانی سے) ہمیں (پھر) دے دیں گے اور ہمیں تو خدا ہی کی خواہش ہے (تو اُن کے حق میں بہتر ہوتا) (۵۹)۔ صدقات (یعنی زکوٰۃ اور خیرات) تو مفلسوں اور محتاجوں اور کارکنان صدقات کا حق ہے اور ان لوگوں کا جن کی تالیف قلوب منظور ہے اور غلاموں کے آزاد کرانے میں اور قرض داروں (کے قرض ادا کرنے میں) اور خدا کی راہ میں اور مسافروں (کی مدد) میں (بھی یہ مال خرچ کرنا چاہیے یہ حقوق) خدا کی طرف سے مقرر کر دیے گئے ہیں اور خدا جاننے والا (اور) حکمت والا ہے (۶۰)۔ اور ان میں بعض ایسے ہیں جو پیغمبر کو ایذا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ شخص نرا کان ہے (ان سے) کہہ دو کہ (وہ) کان (ہے تو) تمہاری بھلائی کے لئے وہ خدا کا اور مومنوں (کی بات) کا یقین رکھتا ہے۔ اور جو لوگ تم میں ایمان لائے ہیں ان کے لیے رحمت ہے اور جو لوگ رسُولِ خدا کو رنج پہنچاتے ہیں اُن کے لئے عذاب الیم (تیار) ہے (۶۱)

تفسیر سورة التوبة آیات (۵۲) تا (۶۱)

(۵۲) اے محمد ﷺ آپ ان منافقوں سے فرما دیجیے کہ تم ہمارے لیے فتح وغنیمت یا قتل وشہادت میں سے کسی ایک کے منتظر رہتے ہو اور ہم اس کے منتظر ہیں کہ اللہ تعالیٰ تمہاری ہلاکت کا اپنی طرف سے یا ہماری تلواروں سے تمہارے قتل کا انتظام فرما دے سو تم اپنے طور پر انتظار کرو، ہم بھی تمہاری تباہی اور موت کے منتظر ہیں۔

(۵۳) اے محمد ﷺ آپ ان منافقوں سے فرما دیجیے کہ تم اپنے مالوں کو خواہ خوشی خوشی خرچ کرو یا قتل کے ڈر سے خرچ کرو یہ چیز ہرگز قبول نہیں تم لوگ منافق ہو۔

شان نزول: قُلْ اَنْفِقُوْا (الخ)

ابن جریرؒ نے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ جدی بن قیس کہنے لگا کہ میں عورتوں کو دیکھ کر صبر نہیں کر سکوں گا اور فتنہ میں پڑ جاؤں گا لیکن میں اپنے مال سے آپ کی مدد ضرور کروں گا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی یعنی آپ فرما دیجیے خواہ تم خوشی سے خرچ کرو یا ناخوشی سے تم سے کسی طرح مال قبول نہیں کیا جائے گا، یہ اس کے قول کا جواب ہے۔

(۵۴) اور یہ لوگ نماز کے لیے بھی ہارے ہوئے دل سے آتے ہیں اور اللہ کی راہ میں یہ لوگ کچھ خرچ نہیں کرتے مگر تنگ دلی کے ساتھ۔

(۵۵) اے محمد ﷺ ان کے مالوں اور اولاد کی زیادتی آپ ﷺ کو تعجب میں نہ ڈالے، اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ ان کو آخرت میں عذاب دے اور حالت کفر میں ان کو موت آئے ہو جو اس نے کہا تھا کہ اپنے مال سے آپ ؐ کی مدد کروں گا۔

(۵۶) یعنی عبداللہ بن اُبی (منافق) اور اس کے ساتھی قسمیں کھاتے ہیں کہ ہم ظاہر و باطن سے تمہارے ساتھ ہیں، اصل میں یہ لوگ کسی طریقہ پر بھی تمہارے ساتھ نہیں، وہ تمہاری تلواروں سے ڈرتے ہیں۔

(۵۷) ان لوگوں کو اگر کوئی پناہ کی جگہ یا پہاڑوں میں غار یا زمین میں کوئی سرنگ مل جاتی تو یہ ضرور منہ اٹھا کر ادھر چل دیتے۔

(۵۸) اور یہ منافقین ابوالاحوص اور اس کے ساتھی ایسے ہیں کہ صدقات تقسیم کرنے میں آپ پر طعن و تشنیع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے درمیان برابری کے ساتھ کیوں نہیں تقسیم کرتے، اگر ان صدقات میں سے ان کو ان کی خواہش کے مطابق بہت زیادہ حصہ مل جاتا ہے تو پھر تقسیم پر راضی ہو جاتے ہیں اور اگر بہت زیادہ ان کو حصہ نہیں ملتا۔ تو پھر تقسیم پر ناراض ہوتے ہیں۔

شان نزول: وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ (الخ)

حضرت امام بخاریؒ نے حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ مالوں کو تقسیم فرما رہے تھے، اتنے میں ذویصرہ آیا اور کہنے لگا انصاف کرو، آپ نے فرمایا تیرے لیے ہلاکت ہو، اگر میں انصاف نہ کروں گا تو پھر کون انصاف کرے گا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی یعنی ان میں بعض وہ لوگ ہیں جو صدقات کے بارے

میں آپ پر طعن و تشنیع کرتے ہیں اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت جابرؓ سے اسی طرح روایت کی ہے۔

(۵۹) اور ان منافقین کے لیے بہتر ہوتا اگر یہ اسی پر راضی ہو جاتے جو کچھ ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے دلوا دیا اور یہ کہتے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کا عطا کیا ہوا کافی ہے، آئندہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل اور روزی خاص سے ہمیں غنی کر دے گا اور اس کے رسول عطا یا دیں گے ہم اللہ تعالیٰ ہی کی طرف راغب ہیں، اگر منافق یہ کہتے تو ان کے لیے بہتر ہوتا۔

(۶۰) اللہ تعالیٰ زکوۃ کے مستحقین کے متعلق میں فرماتے ہیں کہ وہ اصحاب صُفّہ اور ان محتاجوں کا حق ہے جو کہ سوال کرتے ہیں اور جو کارکن ان صدقات کی وصولی پر متعین ہیں اور عطیہ سے جن کی دل جوئی کرنا ضروری ہے جیسا کہ حضرت ابوسفیان اور ان کے ساتھی جو کہ تقریباً پندرہ حضرات ہیں اور مکاتب غلاموں کی گردن چھڑانا اور اطاعت خداوندی میں قرض داروں کے جو قرضے ہیں ان کے چھڑانے میں اور جہاد فی سبیل اللہ کرنے والوں میں اور مسافروں کی امداد میں جو کہ راہ گزر ہوں یا کسی کے پاس مہمان ہو کر اتر گئے ہوں خرچ کیا جائے گا ان لوگوں کے لیے یہ تقسیم اللہ تعالیٰ کی طرف سے طے شدہ ہے اللہ تعالیٰ ان تمام لوگوں کو جاننے والے اور ان کے لیے جو فیصلہ فرمایا ہے اس میں بڑی حکمت والے ہیں۔

(۶۱) اور ان منافقین میں سے جذام بن خالد، ایاس بن قیس، سماک بن یزید، عبید بن مالک طعن و تشنیع سے نبی کریم ﷺ کو تکلیف پہنچاتے ہیں اور بعض بعض سے کہتے ہیں کہ ہمارے متعلق ہر ایک بات سن لیتے ہیں اور جو بات ہم آپ سے کہتے ہیں اس کی آپ تصدیق کر لیتے ہیں، ہم نے تو آپ کے بارے میں کوئی ایسی بات نہیں کی۔

اے محمد ﷺ آپ ان سے فرما دیجیے کہ جو بات تمہارے حق میں بھلی ہو، اسی کو سنتا ہوں اور اسی کی تصدیق کرتا ہوں۔ جھوٹ بات کی تصدیق نہیں کرتا یا یہ کہ خوش خلقی کی وجہ سے میرا تمہاری باتوں کو سن لینا بھی تمہارے حق میں بہتر ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ آپ ارشاد خداوندی کی تصدیق کرتے ہیں اور مومنین مخلصین کی باتوں کا یقین کرتے ہیں اور ان لوگوں کے حق میں جو تم میں سے ظاہر و باطن کے اعتبار سے مومن ہیں، عذاب سے باعث رحمت ہیں اور جو منافق غزوہ تبوک میں نہیں گئے جیسا کہ جلاس بن سوید، سواک بن عمرو، مخشی بن حمیر اور ان کے ساتھی ان کے لیے دنیا و آخرت میں بڑا دردناک سزا ہے۔

شان نزول: وَمِنْهُمُ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ نبتل بن حارث رسول اکرم ﷺ کی مجلس میں آ کر بیٹھتا اور آپ کے ارشادات سن کر پھر ان فرمانات کو منافقین تک پہنچاتا تھا، اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، یعنی ان میں سے بعض ایسے ہیں کہ نبی کو ایذائیں پہنچاتے ہیں (الخ)۔



يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ لِيُرْضُوْكُمْ ۚ وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۶۲﴾ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّهٗ مَنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيْهَا ۚ ذٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيْمُ ﴿۶۳﴾ يَحْذَرُ الْمُنٰفِقُوْنَ اَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُوْرَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۚ قُلِ اسْتَهْزِءُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُوْنَ ﴿۶۴﴾ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ ۚ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۶۵﴾ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ۚ اِنْ نَّعْفُ عَنْ طَآئِفَةٍ مِّنْكُمْ نُعَذِّبْ طَآئِفَةًۢ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿۶۶﴾ اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ وَيَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ ۚ نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ ۚ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ هِيَ حَسْبُهُمْ ۚ وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿۶۸﴾ كَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً وَّاَكْثَرَ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ۚ فَاسْتَمْتَعُوْا بِخَلَاقِهِمْ فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِخَلَاقِكُمْ كَمَا اسْتَمْتَعَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ بِخَلَاقِهِمْ وَخُضْتُمْ كَالَّذِيْ خَاضُوْا ۚ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۶۹﴾

مومنو! یہ لوگ تمہارے سامنے خدا کی قسمیں کھاتے ہیں تاکہ تم کو خوش کردیں۔ حالانکہ اگر یہ لوگ (دل سے) مومن ہوتے تو خدا اور اُس کے پیغمبر خوش کرنے کے زیادہ مستحق ہیں (۶۲)۔ کیا ان لوگوں کو معلوم نہیں کہ جو شخص خدا اور اُس کے رسُول سے مقابلہ کرتا ہے تو اس کے لئے جہنم کی آگ (تیار) ہے جس میں وہ ہمیشہ (جلتا) رہے گا۔ یہ بڑی رسوائی ہے (۶۳)۔ منافق ڈرتے رہتے ہیں کہ اُن (کے پیغمبر) پر کہیں کوئی ایسی سورت (نہ) اُتر آئے کہ اُنکے دل کی باتوں کو ان (مسلمانوں) پر ظاہر کردے کہہ دو کہ ہنسی کیے جاؤ۔ جس بات سے تم ڈرتے ہو خدا اُس کو ضرور ظاہر کردے گا (۶۴)۔ اور اگر تم ان سے (اس بارے میں) دریافت کرو تو کہیں گے کہ ہم تو یُوں ہی بات چیت اور دل لگی کرتے تھے۔ کہو کہ کیا تم خدا اور اس کی آیتوں اور اُس کے رسُول سے ہنسی کرتے تھے؟ (۶۵)۔ بہانے مت بناؤ تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو چکے ہو۔ اگر ہم تم میں سے ایک جماعت کو معاف کردیں تو دوسری جماعت کو سزا بھی دیں گے کیونکہ وہ گناہ کرتے رہے ہیں (۶۶)۔ منافق مرد اور منافق عورتیں ایک دوسرے کے ہم جنس (یعنی ایک ہی طرح کے) ہیں کہ بُرے کام کرنے کو کہتے اور نیک کاموں سے منع کرتے اور (خرچ کرنے سے) ہاتھ بند کیے رہتے ہیں۔ انہوں نے خدا کو بھلا دیا تو خدا نے بھی اُن کو بھلا دیا۔ بے شک منافق نافرمان ہیں (۶۷)۔ اللہ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کافروں سے آتشِ جہنم کا وعدہ کیا ہے جس میں ہمیشہ (جلتے) رہیں گے وہی ان کے لائق ہے اور خدا نے ان پر لعنت کردی ہے اور اُن کے لئے ہمیشہ کا عذاب (تیار) ہے (۶۸)۔ (تم منافق لوگ) ان لوگوں کی طرح ہو جو تم سے پہلے ہو چکے ہیں۔ وہ تم سے بہت طاقتور اور مال و اولاد میں کہیں زیادہ تھے تو وہ اپنے حصے سے بہرہ یاب ہو چکے سو جس طرح تم سے پہلے لوگ اپنے حصہ سے فائدہ اٹھا چکے ہیں اسی طرح تم نے اپنے حصہ سے فائدہ اٹھا لیا اور جس طرح وہ باطل میں ڈوبے رہے اسی طرح تم باطل میں ڈوبے رہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے اعمال دُنیا اور آخرت میں ضائع ہو گئے اور یہی نقصان اُٹھانے والے ہیں (۶۹)

تفسير سورة التوبة آيات (٦٢) تا (٦٩)

(٦٢) یہ لوگ جہاد میں نہ شریک ہو کر پھر اپنی صفائی کے لیے جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں تاکہ آپ کو مطمئن کریں اگر یہ لوگ اپنے ایمان میں سچے ہیں تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو راضی کریں۔

(٦٣) منافقوں کو اس بات کا پتہ نہیں کہ جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرے گا، اس کے لیے بہت سخت عذاب ہے۔

(٦٤) عبداللہ بن اُبی (منافق) اور اس کے (منافق) ساتھی اس بات سے خوف زدہ ہیں کہ مسلمانوں کے نبی کریم ﷺ پر کوئی ایسی سورت نازل ہو جائے جس میں ان کے نفاق پر اطلاع دے دے اے محمد ﷺ آپ ودیعۃ بن جذام، جدی بن قیس اور جہیر بن حمیر سے فرما دیجیے کہ اچھا تم رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کے ساتھ استہزاء کرتے رہو، اللہ تعالیٰ اس چیز کو ظاہر فرما دیں گے جو تم رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام کے بارے میں چھپاتے ہو۔

(٦٥-٦٦) اے محمد ﷺ اگر استہزاء کے بارے میں آپ ان سے پوچھیں تو کہہ دیں گے کہ ہم تو ویسے ہی سواروں کی باتیں کر رہے تھے اور آپس میں ہنسی مذاق کر رہے تھے۔

اے نبی کریم ﷺ آپ ان سے فرما دیجیے کہ تم اس استہزاء پر عذر مت کرو تم تو خود اپنے آپ کو مومن کہہ کر کفر کرنے لگے اگر ہم جہیر بن حمیر کو معاف کر دیں کیوں کہ اس نے خود ان کے ساتھ استہزاء نہیں کیا بلکہ ہنسا ہے تو ودیعۃ بن جذام اور جدی بن قیس کو ضرور سزا دیں گے کیوں کہ وہ تو پکے مشرک ہیں۔

شانِ نزول: وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے کہ غزوہ تبوک میں ایک شخص نے ایک دن ایک مجلس میں کہا کہ میں نے ان مہمانوں جیسا اور نہ ان سے زیادہ خواہش والا اور نہ ان سے زیادہ جھوٹا اور نہ ان سے زیادہ دشمن کے مقابلے کے وقت بزدل کسی کو دیکھا ہے ایک شخص یہ سن کر کہنے لگا تو جھوٹا ہے اور یقیناً تو منافق ہے میں تیرے بارے میں رسول اکرم ﷺ کو مطلع کروں گا چنانچہ رسول اکرم ﷺ کو اس کی اطلاع ہو گئی اور اس کے متعلق یہ آیت نازل ہو گئی۔

حضرت ابن عمرؓ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے اس شخص کو دیکھا کہ وہ رسول اکرم ﷺ کی اونٹنی کے پیچھے لٹکا ہوا تھا اور وہ کہہ رہا تھا یا رسول اللہ ﷺ ہم تو محض مشغلہ اور خوش طبعی کر رہے تھے اور رسول اکرم ﷺ فرما رہے تھے کہ کیا تم لوگ اللہ کے ساتھ اور اس کی آیات کے ساتھ اور اس کے رسول کے ساتھ ہنسی کرتے تھے۔

اس کے بعد دوسرے طریقہ پر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کیا ہے اور اس روایت میں اس منافق کا نام عبداللّٰہ بن ابی بیان کیا ہے نیز کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مخشی بن حمیر نے کہا کہ میری یہ خواہش ہے کہ تم میں سے ہر ایک کے سو سو کوڑے لگانے کا فیصلہ کیا جائے تا کہ ہمیں اس بات سے نجات مل جائے کہ ہمارے بارے میں کوئی حکم قرآنی نازل ہو چنانچہ رسول اکرم ﷺ کو اس بات کی اطلاع ہوگئی تو یہ منافقین عذر پیش کرنے کے لیے حاضر ہوئے اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ تم اب عذر مت کرو، تو ان لوگوں میں سے مخشی بن حمیر کو اللّٰہ تعالیٰ نے معاف فرما دیا، چنانچہ اس کا نام عبدالرحمٰن رکھا گیا اور اس نے اللّٰہ تعالیٰ سے دعا کی کہ مجھے شہادت نصیب ہو اور میری شہادت کی جگہ کا کسی کو علم نہ ہو چنانچہ جنگ یمامہ میں وہ مارے گئے نہ ان کی شہادت کی جگہ کا علم ہو سکا اور نہ یہ معلوم ہو سکا کہ کس نے ان کو شہید کیا ہے۔

نیز ابن جریرؒ نے حضرت قتادہؓ سے روایت کیا ہے کہ کچھ منافقین نے غزوہ تبوک میں کہا کہ یہ شخص (یعنی نبی کریم ﷺ) یہ چاہتے ہیں کہ شام کے قلعے اور محلات فتح ہو جائیں، کیسی نازیبا بات ہے، اللّٰہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کو ان کی اس بات پر مطلع کر دیا، چنانچہ یہ منافقین آپ کی خدمت میں آئے، آپ نے فرمایا تم نے ایسی ایسی بات کی ہے وہ کہنے لگے کہ ہم تو محض ہنسی مذاق کر رہے تھے چنانچہ ان کے بارے میں یہ حکم نازل ہوا۔

(۶۷) سب منافق مرد اور منافق عورتیں ایک دوسرے کے طریقے پر ہیں کفر اور رسول اکرم ﷺ کی مخالفت کی تعلیم دیتے ہیں ایمان اور رسول اکرم ﷺ کی پیروی سے روکتے ہیں اور نیک کاموں میں خرچ کرنے سے اپنے ہاتھوں کو روکتے ہیں۔ انھوں نے پوشیدگی کے ساتھ اطاعت خداوندی کو چھوڑ دیا، اللّٰہ تعالیٰ نے بھی ان کو دنیا میں ذلیل کیا اور آخرت میں آگ میں ڈال دیا، یقیناً یہ منافق پکے کافر ہیں۔

(۶۸) منافق مردوں اور عورتوں سے یہ عہد کر رکھا ہے کہ وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے، وہی ان کا اصل ٹھکانا ہے اللّٰہ تعالیٰ ان کو ہمیشگی کا عذاب دے گا۔

(۶۹) ان لوگوں کے عذاب کے طریقہ پر جو ان منافقین سے پہلے ہو چکے ہیں تو انھوں نے آخرت کو چھوڑ کر اپنے دنیاوی حصہ سے خوب فائدہ حاصل کیا تم نے بھی آخرت کو چھوڑ کر اپنے دنیاوی حصہ سے خوب فائدہ حاصل کیا جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں نے فائدہ حاصل کیا تھا اور تم بھی باطل اور رسول اکرم ﷺ کی تکذیب میں ایسے ہی جا داخل ہوئے جیسا کہ وہ باطل اور انبیاء کرام کی تکذیب میں داخل ہوئے تھے ان کی سب نیکیاں تباہ ہوگئیں اور یہ بڑے ہی نقصان اور خسارے میں ہیں۔



اَلَمْ يَاْتِهِمْ نَبَاُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ ۙ۬ وَقَوْمِ اِبْرٰهِيْمَ وَاَصْحٰبِ مَدْيَنَ وَالْمُؤْتَفِكٰتِ ؕ اَتَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۚ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ؕ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ؕ وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا ۚ وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَاِنْ يَّتُوْبُوْا يَكُ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ وَاِنْ يَّتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَمَا لَهُمْ فِي الْاَرْضِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝ وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝

کیا ان کو اُن لوگوں (کے حالات) کی خبر نہیں پہنچی جو اُن سے پہلے تھے (یعنی) نوح اور عاد اور ثمود کی قوم اور ابراہیم کی قوم اور مدین والے اور اُلٹی ہوئی بستیوں والے۔ اُن کے پاس اُن کے پیغمبر نشانیاں لے لے کر آئے۔ اور خدا تو ایسا نہ تھا کہ اُن پر ظلم کرتا لیکن وہی اپنے آپ پر ظلم کرتے تھے (۷۰)۔ اور مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے دوست ہیں کہ اچھے کام کرنے کو کہتے اور بُری باتوں سے منع کرتے اور نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے اور خدا اور اُس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن پر خدا رحم کرے گا بے شک خدا غالب حکمت والا ہے (۷۱)۔ خدا نے مومن مردوں اور مومن عورتوں سے بہشتوں کا وعدہ کیا ہے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں (وہ) ان میں ہمیشہ رہیں گے اور بہشت ہائے جاودانی میں نفیس مکانات کا (وعدہ کیا ہے) اور خدا کی رضا مندی تو سب سے بڑھ کر نعمت ہے یہی بڑی کامیابی ہے (۷۲)۔ اے پیغمبر! کافروں اور منافقوں سے لڑو۔ اور اُن پر سختی کرو۔ اور اُن کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔ اور وہ بُری جگہ ہے (۷۳)۔ یہ خدا کی قسمیں کھاتے ہیں کہ انہوں نے (تو کچھ) نہیں کہا حالانکہ انہوں نے کفر کا کلمہ کہا ہے اور یہ اسلام لانے کے بعد کافر ہو گئے ہیں اور ایسی بات کا قصد کر چکے ہیں جس پر قدرت نہیں پا سکے۔ اور انہوں نے (مسلمانوں میں) عیب ہی کونسا دیکھا ہے سوا اس کے کہ خدا نے اپنے فضل اور اسکے پیغمبر نے (اپنی مہربانی سے) انکو دولت مند کر دیا ہے۔ تو اگر یہ لوگ توبہ کر لیں تو ان کے حق میں بہتر ہوگا اور اگر منہ پھیر لیں تو خدا ان کو دُنیا اور آخرت میں دُکھ دینے والا عذاب دے گا۔ اور زمین میں ان کا کوئی دوست اور مددگار نہ ہوگا (۷۴)۔ اور ان میں بعض ایسے ہیں جنہوں نے خدا سے عہد کیا تھا کہ اگر وہ ہم کو اپنی مہربانی سے (مال) عطا فرمائے گا تو ہم ضرور خیرات کیا کریں گے اور نیکوکاروں میں ہو جائیں گے (۷۵)۔

تفسير سورة التوبة آيات (۷۰) تا (۷٦)

(۷۰) کیا ان لوگوں کو اپنے سے پہلے لوگوں کی ہلاکت کی خبر نہیں کہ کس طرح ہم نے ان کو ہلاک کیا کہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کو پانی میں غرق کے ذریعے اور قوم ہود کو تیز آندھی کے ذریعے اور قوم صالح علیہ السلام کو خوفناک چیخ سے اور قوم شعیب کو زلزلہ سے۔

اور وہ جھٹلانے والی الٹی ہوئی بستیاں یعنی لوط علیہ السلام کی قوم کی بستیوں کو ہم نے الٹا کر دیا اور ان پر پتھروں کی بارش کی۔ ان کے پاس ان کے پیغمبر اوامر و نواہی اور صاف صاف نشانیاں لے کر آئے تھے مگر ان لوگوں نے انکار کر دیا اور ایمان نہ لائے تو اللّٰہ تعالیٰ نے ان کو ہلاک کر دیا، اللّٰہ تعالیٰ نے ان کو ہلاک کر کے ان پر ظلم نہیں کیا مگر یہ لوگ خود ہی کفر اور انبیاء کرام علیہما السلام کو جھٹلا کر اپنے اوپر ظلم کرتے تھے۔

(۷۱) اور تصدیق کرنے والے مسلمان مرد اور عورتیں ظاہر و باطن کے اعتبار سے ایک دوسرے کے دینی رفیق ہیں۔ توحید اور پیروی رسول اکرم ﷺ کی تعلیم دیتے اور کفر و شرک اور رسول اکرم ﷺ کی مخالفت سے روکتے ہیں اور نمازوں کی پابندی کرتے ہیں اور اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، ایسے لوگوں کو اللّٰہ تعالیٰ عذاب نہیں دیں گے، بلاشبہ اللّٰہ تعالیٰ اپنی حکومت و سلطنت میں قادر مطلق ہے اور اپنے احکامات اور فیصلوں میں زبردست حکمت والا ہے۔

(۷۲) مسلمان مردوں اور عورتوں سے اللّٰہ تعالیٰ نے ایسے باغات کا وعدہ فرما رکھا ہے جن کے درختوں اور محلات کے نیچے شراب طہور پانی، شہد اور دودھ کی نہریں بہتی ہوں گی، جنت میں یہ حضرات ہمیشہ رہیں گے اور ان سے نفیس مکانوں یا یہ کہ خوبصورت یا پاک یا یہ کہ بلند مکانوں کا وعدہ کر رکھا ہے جو مشک اور ریحان کی خوشبوؤں سے معطر ہوں گے جو جنت کے درجات عالیہ میں ہوں گے اور ان کے پروردگار کی رضامندی ان سب سے بڑی چیز ہے یہ جزا اور بدلہ ان کی بہت بڑی کامیابی ہے۔

(۷۳) کافروں سے تلوار کے ساتھ اور منافقین سے زبان کے ساتھ جہاد کیجیے اور ان دونوں جماعتوں پر قول و عمل کے ساتھ سختی کیجیے ان کا ٹھکانا جہنم ہے جہاں یہ جائیں گے وہ بہت بُری جگہ ہے۔

(۷۴) جلاس بن سوید نے اللّٰہ کی قسم کھائی کہ میرے متعلق عامر بن قیس نے جو بات پہنچائی ہے وہ میں نے نہیں کہی حالاں کہ یقیناً انھوں نے کفر کی بات کہی تھی کیوں کہ جس وقت رسول اکرم ﷺ کا ذکر مبارک کیا گیا تو منافقین نے عیب جوئی کی اور کہا کہ اللّٰہ کی قسم محمد ﷺ جو کچھ ہمارے بھائیوں میں باتیں بیان کرتے ہیں اگر آپ ان میں سچے ہیں تو ہم گدھوں سے زیادہ بدتر ہیں۔

جلاس بن سوید کی اس بات کی عامر بن قیس نے رسول اکرم ﷺ کو اطلاع دی تو اس نے اللّٰہ کی قسم کھا کر کہا کہ میں نے کچھ نہیں کہا چنانچہ اللّٰہ تعالیٰ نے اس کی قسم کی تکذیب کی کہ یقیناً اس نے کفر کی بات کہی ہے اور عیاذاً باللّٰہ انھوں نے رسول اکرم ﷺ کو قتل کرنے اور آپ کو جلاوطن کرنے کا ارادہ کیا ہے مگر ان کا بس نہ چل سکا۔

اور انھوں نے رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام ﷺ کو صرف اس بات کا بدلہ دیا ہے کہ ان کو اللّٰہ اور اس کے رسول ﷺ نے مالِ غنیمت سے مالدار کر دیا، اگر اب بھی یہ کفر و نفاق سے باز آجائیں اور توبہ کر لیں تو ان کے لیے بہتر ہوگا۔

اور اگر یہ لوگ توبہ سے روگردانی کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو دردناک سزا دے گا اور نہ ان کا کوئی محافظ ہے اور نہ ان کی سزا کو کوئی ان سے ٹال سکتا ہے۔

شانِ نزول: يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ جلاس بن سوید بن صامت نے غزوۂ تبوک میں رسول اکرم ﷺ کے ساتھ شرکت نہیں کی تھی اور اس نے کہا تھا کہ اگر یہ شخص یعنی نبی کریم ﷺ سچا ہو تو ہم گدھوں سے بھی بدتر ہیں، عمیر بن سعید نے اس چیز کی رسول اکرم ﷺ کو اطلاع کر دی، جلاس نے اللہ کی قسم کھائی کہ میں نے یہ بات نہیں کہی اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی وہ لوگ قسمیں کھا جاتے ہیں کہ ہم نے فلاں بات نہیں کہی الخ۔

جلاس بن سوید نے توبہ کر لی تھی اور ان کی توبہ بھی قبول ہوئی۔ نیز کعب بن مالک ؓ سے اسی طرح روایت کیا گیا ہے اور ابن سعد نے طبقات میں اسی طرح عروہ سے روایت کیا ہے۔

اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ خطبہ دے رہے تھے اس دوران حضرت زید بن ارقم نے منافقوں میں سے ایک شخص سے سنا کہ وہ کہہ رہا تھا کہ اگر رسول اکرم ﷺ سچے ہوں تو ہم گدھوں سے زیادہ بدتر ہیں، رسول اکرم ﷺ کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ کے پوچھنے پر اس کہنے والے نے انکار کر دیا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری۔

نیز ابن جریرؒ نے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ ایک درخت کے سایہ میں تشریف رکھتے تھے، آپ نے فرمایا، عنقریب تمہارے پاس ایسا شخص آئے گا جو شیطان کی دونوں آنکھوں سے دیکھتا ہے، چنانچہ اتنے میں ایک نیلی آنکھوں والا شخص آیا، آپ نے اسے بلایا اور فرمایا کہ تو اور تیرے ساتھی مجھے کیوں برا کہتے ہیں۔

یہ سن کر وہ شخص چلا گیا اور اپنے ساتھیوں کو لے کر آیا، سب نے آکر قسمیں کھانی شروع کر دیں کہ ہم نے ایسا نہیں کیا، چنانچہ آپ نے ان کو معاف کر دیا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

نیز حضرت قتادہ ؓ سے اسی طرح روایت کی گئی ہے کہ دو آدمی آپس میں لڑے، ایک ان میں سے قبیلہ جہینہ کا تھا اور دوسرا غفار کا اور جہینہ والے انصار کے حلیف تھے، غفاری جہنی پر غالب آ گیا، اس پر عبداللہ بن ابی نے قبیلہ اوس سے کہا کہ اپنے بھائیوں کی مدد کرو، اللہ کی قسم، ہماری اور محمد ﷺ کی مثال اس قائل کے قول کی طرح کہ تیرے کتے کی قیمت تجھ کو کھا گئی اگر ہم مدینہ منورہ لوٹ آئے تو ہم میں سے عزیز ذلیل کو نکال دے گا۔

یہ موشگافی سن کر مسلمانوں میں سے ایک شخص دوڑ کر رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں آیا آپ نے یہ سن کر ابن اُبی

منافق کے پاس آدمی بھیجا اور اس سے دریافت کیا وہ اللّٰہ کی قسمیں کھانے لگا، اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

اور طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اسود نامی ایک شخص نے نعوذ باللّٰہ رسول اکرم ﷺ کے قتل کا ارادہ کیا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی وَهَمُّوا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا الخ اور ابن جریرؒ اور ابوالشیخؒ نے حضرت عکرمہؓ سے روایت کی ہے کہ مولی بن عدی بن کعب نے ایک انصاری شخص کو قتل کر ڈالا، اس پر رسول اکرم ﷺ نے دیت ادا کرنے کے لیے بارہ ہزار درہم دینے کا فیصلہ فرمایا، تب یہ آیت نازل ہوئی۔

(۷۵) منافقین میں سے ثعلبہ بن حاطب بن ابی بلتعہ نے قسم کھائی تھی کہ اگر اللّٰہ تعالیٰ نے شام کا مال ہمیں دے دیا تو اس مال سے حقوق اللّٰہ کی بجا آوری کریں گے اور صلہ رحمی کریں گے اور خوب نیک کام کریں گے۔

شان نزول: وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ (الخ)

طبرانیؒ، ابن مردویہؒ اور ابن ابی حاتمؒ اور بیہقیؒ نے دلائل میں ضعیف سند کے ساتھ ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ثعلبہ بن حاطب نے کہا یا رسول اللّٰہ ﷺ دعا کیجیے کہ اللّٰہ تعالیٰ ہم کو مال دے، آپ نے فرمایا ثعلبہ دور ہو تھوڑا مال جس کا شکر ادا کیا جائے وہ اس زیادہ مال سے بہتر ہے کہ جس کے شکر کی طاقت نہ رکھے وہ کہنے لگا اللّٰہ کی قسم اگر اللّٰہ تعالیٰ نے مجھے مال دے دیا تو پھر ہر ایک حق دار کا حق ادا کروں گا، آپ نے اس کے لیے دعا فرمادی۔

چنانچہ اس نے بکریاں لیں وہ اتنی بڑھیں کہ اس پر مدینہ کی گلیاں تنگ ہوگئیں تو وہ مدینہ منورہ سے قرب و جوار کی چراگاہوں کی طرف چلا گیا، نمازوں میں آتا تھا اور پھر بکریوں کی طرف چلا جاتا تھا، پھر وہ بکریاں اور بڑھیں، یہاں تک کہ مدینہ کی چراگاہیں تنگ ہوگئیں تو وہ اور دور چلا گیا، اب صرف جمعہ کی نماز کے لیے آتا تھا اور پھر اپنی بکریوں میں چلا جاتا تھا اس کے بعد وہ بکریاں اور بڑھیں اور وہ اور دور چلا گیا اور وہ اس نے جمعہ و جماعت سب چھوڑ دی، اس کے بعد اللّٰہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ پر یہ آیت نازل فرمائی خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ (الخ).

رسول اکرم ﷺ نے صدقات کی وصولیابی کے لیے دو آدمیوں کو عامل بنایا اور ان کو خط لکھ کر دیا چنانچہ وہ دونوں ثعلبہ کے پاس گئے اور اسے رسول اکرم ﷺ کا نامہ مبارک پڑھ کر سنایا، اس نے کہا کہ پہلے اور لوگوں کے پاس جاؤ جب وہاں سے فارغ ہو جاؤ، تب میرے پاس آنا، چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا، جب اس کے پاس آئے تو وہ کہنے لگا یہ تو محض جزیہ کی ایک شاخ ہے، چنانچہ وہ دونوں حضرات واپس چلے گئے، اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی کہ ان میں بعض آدمی ایسے ہیں کہ اللّٰہ تعالیٰ سے عہد کر لیتے ہیں الخ، نیز ابن جریرؒ اور ابن مردویہؒ نے بھی مولی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

لیکن جب خدا نے ان کو اپنے فضل سے (مال) دیا تو اس میں بخل کرنے لگے اور (اپنے عہد سے) رُوگردانی کر کے پھر بیٹھے (۷۶) تو

فَلَمَّآ اٰتٰىهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿٧٦﴾ فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَآ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ﴿٧٧﴾ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿٧٨﴾ اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقٰتِ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٧٩﴾ اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿٨٠﴾ فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَكَرِهُوْٓا اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ ﴿٨١﴾ فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿٨٢﴾ فَاِنْ رَّجَعَكَ اللّٰهُ اِلٰى طَآئِفَةٍ مِّنْهُمْ فَاسْتَاْذَنُوْكَ لِلْخُرُوْجِ فَقُلْ لَّنْ تَخْرُجُوْا مَعِيَ اَبَدًا وَّلَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِيَ عَدُوًّا اِنَّكُمْ رَضِيْتُمْ بِالْقُعُوْدِ اَوَّلَ مَرَّةٍ فَاقْعُدُوْا مَعَ الْخٰلِفِيْنَ ﴿٨٣﴾ وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿٨٤﴾ وَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَاَوْلَادُهُمْ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿٨٥﴾

لیکن جب خدا نے ان کو اپنے فضل سے (مال) دیا تو اس میں بخل کرنے لگے اور (اپنے عہد سے) رُوگردانی کر کے پھر بیٹھے (۷۶) تو خدا نے اس کا انجام یہ کیا کہ اُس روز تک کے لیے جس میں وہ خدا کے روبرو حاضر ہونگے اُن کے دلوں میں نفاق ڈال دیا اس لیے کہ اُنھوں نے خدا سے جو وعدہ کیا تھا اس کے خلاف کیا اور اس لئے کہ وہ جھوٹ بولتے تھے (۷۷)۔ کیا اُن کو معلوم نہیں کہ خدا ان کے بھیدوں اور مشوروں تک سے واقف ہے اور یہ کہ وہ غیب کی باتیں جاننے والا ہے (۷۸)۔ جو (ذی استطاعت) مسلمان دل کھول کر خیرات کرتے ہیں اور جو (بے چارے غریب) صرف اتنا ہی کما سکتے ہیں جتنی مزدوری کرتے (اور تھوڑی سی کمائی میں سے بھی خرچ کرتے ہیں) اُن پر جو (منافق) طعن کرتے اور ہنستے ہیں خدا اُن پر ہنستا ہے اور اُن کے لئے تکلیف دینے والا عذاب (تیار) ہے (۷۹)۔ تم اُن کے لئے بخشش مانگو یا نہ مانگو (بات ایک ہے) اگر اُن کے لئے ستر دفعہ بھی بخشش مانگو گے تو بھی خدا اُن کو نہیں بخشے گا یہ اس لئے کہ اُنھوں نے خدا اور اُس کے رسُول سے کفر کیا۔ اور خدا نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا (۸۰)۔ جو لوگ (غزوۂ تبوک میں) پیچھے رہ گئے وہ پیغمبر خدا (کی مرضی) کے خلاف بیٹھ رہنے سے خوش ہوئے اور اس بات کو ناپسند کیا کہ خدا کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کریں۔ اور (اوروں سے بھی) کہنے لگے کہ گرمی میں مت نکلنا (اُن سے) کہہ دو کہ دوزخ کی آگ اس سے کہیں زیادہ گرم ہے کاش یہ (اس بات کو) سمجھتے (۸۱)۔ یہ (دُنیا میں) تھوڑا سا ہنس لیں اور (آخرت میں) ان کو ان کے اعمال کے بدلے جو کرتے رہے ہیں بہت سا رونا ہوگا (۸۲)۔ پھر اگر خدا تم کو ان میں سے کسی گروہ کی طرف لے جائے اور وہ تم سے نکلنے کی اجازت طلب کریں تو کہہ دینا کہ تم میرے ساتھ ہرگز نہیں نکلو گے اور نہ میرے ساتھ (مددگار ہو کر) دشمن سے لڑائی کرو گے۔ تم پہلی دفعہ بیٹھ رہنے سے خوش ہوئے تو اب بھی پیچھے رہنے والوں کے ساتھ بیٹھے رہو (۸۳)۔ اور (اے پیغمبر) ان میں سے کوئی مر جائے تو کبھی اُس (کے جنازے) پر نماز نہ پڑھنا اور نہ اُس کی قبر پر (جا کر) کھڑے ہونا یہ خدا اور اُس کے رسُول کے ساتھ کفر کرتے رہے اور مرے بھی تو نافرمان (ہی مرے) (۸۴)۔ اور اُن کے مال اور اولاد سے تعجب نہ کرنا ان چیزوں سے خدا یہ چاہتا ہے کہ اُن کو دُنیا میں عذاب کرے۔ اور (جب) ان کی جان نکلے تو (اس وقت بھی) یہ کافر ہی ہوں (۸۵)

تفسیر سورة التوبة آیات (۷٦) تا (۸۵)

(۷٦۔۷۷) جب اللّٰہ تعالیٰ نے ان کو شام والا مال دے دیا تو جو کچھ انھوں نے حقوق اللّٰہ کی بجا آوری کا عہد کیا تھا، اس میں بخل کرنے لگے تو اس وعدہ خلافی اور اس جھوٹ بولنے کی بنا پر اللّٰہ تعالیٰ نے قیامت تک ان کے دلوں

میں نفاق کو قائم کر دیا۔

(۷۸) کیا ان منافقین کو یہ معلوم نہیں کہ اللّٰہ کو ان کے دلوں کے راز اور ان کی سرگوشیاں سب معلوم ہیں اور جو باتیں بندوں سے پوشیدہ ہیں ان سب باتوں کو اللّٰہ تعالیٰ جانتے ہیں۔

(۷۹) منافقین حضرت عبدالرحمٰن اور ان کے ساتھیوں پر نفلی صدقات کے بارے میں طعن کیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ لوگ صدقات صرف دکھاوے اور ریا کے لیے دیتے ہیں اور ان لوگوں پر طعن و تشنیع کرتے تھے جن کو ماسوا محنت و مزدوری کے اور کچھ میسر نہیں ہوتا تھا اور یہ حضرت ابوعقیل عبدالرحمٰن بن تیمان تھے۔

ان کو کھجور کا صرف ایک ہی صاع میسر آیا تھا اور اس کم صدقہ پر تمسخر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ صرف دکھاوے کے لیے لے کر آئے ہیں ورنہ صدقہ تو اس سے زیادہ دیا جاتا ہے۔

اللّٰہ تعالیٰ قیامت کے دن ان کے تمسخر کا بدلہ دے گا ان کی جلن کے لیے دوزخ میں ایک دروازہ جنت کی طرف کھولے گا اور آخرت میں ان کو بڑی دردناک سزا ملے گی۔

شانِ نزول: اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ (الخ)

حضرت امام بخاری و مسلم رحمتہ اللّٰہ علیہما نے ابومسعودؓ سے روایت کیا ہے کہ جب آیت صدقہ نازل ہوئی تو ہم اپنی پشتوں پر بوجھ لاد کر آتے تھے تو ہم میں سے کوئی شخص زیادہ صدقہ کرتا تو یہ منافق کہتے یہ ریاکار ہے اور کوئی صرف ایک ہی صاع لے کر آتا تو یہ منافق کہتے کہ اللّٰہ تعالیٰ اس کے صدقہ سے غنی ہے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور اسی طریقہ پر حضرت ابوہریرہؓ، ابوعقیلؓ، ابوسعید خدریؓ، ابن عباس، عمیرہ بنت سہیل بن رافع سے روایات مروی ہیں، یہ تمام روایات ابن مردویہ نے روایت کی ہیں۔

(۸۰) آپ خواہ عبداللّٰہ بن اُبی، جدی بن قیس، معتب بن قشیر اور ان منافقین کے لیے جو تقریباً ستر ہیں استغفار کریں یا نہ کریں اللّٰہ تعالیٰ ان منافقوں یعنی عبداللّٰہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کو معاف نہیں فرمائیں گے۔

(۸۱) منافقین غزوہ تبوک میں نہ جا کر رسول اکرم ﷺ کے بعد خوش ہو گئے ان کو اطاعت خداوندی میں جہاد کرنا ناگوار ہوا اور ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ ایسی سخت گرمی میں رسول اکرم ﷺ کے ساتھ غزوۂ تبوک کے لیے مت جانا، آپ ان منافقوں سے فرما دیجیے کہ جہنم کی آگ اس سے زیادہ تیز اور گرم ہے۔ کیا خوب ہوتا اگر وہ سمجھتے اور اس کی تصدیق کرتے۔

شانِ نزول: فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ (الخ)

ابن جریرؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے لوگوں کو اپنے ساتھ چلنے کا حکم دیا اور یہ گرمی کا زمانہ تھا ایک شخص نے کہا یا رسول اللّٰہ ﷺ گرمی بہت سخت ہے اور ہم میں ایسی گرمی میں چلنے کی طاقت نہیں لہٰذا اس سخت گرمی میں نہ نکلیے، اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ الخ یعنی آپ فرما دیجیے کہ جہنم کی آگ اس سے بھی زیادہ گرم ہے۔

نیز محمد بن کعب قرظیؒ سے منقول ہے کہ رسول اکرم ﷺ سخت گرمی میں تبوک کی طرف روانہ ہوئے تو بنی سلمہ میں سے ایک شخص نے کہا کہ ایسی سخت گرمی میں مت نکلو، اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا الخ۔

اور امام بیہقیؒ نے دلائل میں بواسطہ اسحاق، عاصم بن عمرو بن قتادہ اور عبداللّٰہ بن ابی بکر بن حزم سے روایت کی ہے کہ منافقین میں سے ایک شخص نے کہا کہ ایسی سخت گرمی میں مت چلیے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

(۸۲) اس کا نتیجہ یہ ہے کہ دنیا میں تھوڑے دن ہنس لیں اور آخرت میں بہت دنوں تک روتے رہیں جوان معاصی اور گناہوں کا بدلہ ہے۔

(۸۳) اگر اللّٰہ تعالیٰ آپ کو غزوۂ تبوک سے مدینہ منورہ ان منافقین کے کسی گروہ کے پاس واپس لائے اور وہ براہ خوشامد دوسرے جہاد پر آپ کے ساتھ چلنے کی اجازت مانگیں تو آپ یہ فرما دیجیے کہ غزوہ تبوک کے بعد تم کبھی بھی میرے ساتھ نہ چلو گے۔

تم نے غزوۂ تبوک سے قبل ہی بیٹھنے کو پسند کیا، لہٰذا جہاد سے عورتوں اور بچوں کے ساتھ بیٹھے رہو۔

(۸۴) ان منافقین میں سے عبداللّٰہ بن اُبی کے بعد کسی کے جنازہ پر یا عبداللّٰہ بن اُبی کے جنازہ پر نماز نہ پڑھیے اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہوئیے یقیناً یہ نفاق وکفر ہی کی حالت میں مرے ہیں۔

شانِ نزول: وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ (الخ)

حضرت امام بخاری ومسلم رحمتہ اللّٰہ علیہما نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب عبداللّٰہ بن اُبی منافق مر گیا تو اس کے بیٹے جو صحابی تھے رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور درخواست کی کہ اپنی قمیص دے دیجیے کہ میں اس میں اپنے باپ کو کفنا دوں، آپ نے دے دی پھر درخواست کی کہ اس کے جنازے کی نماز بھی پڑھ دیجیے، آپ پڑھنے کھڑے ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر آپ کا کپڑا پکڑ لیا اور عرض کیا یا رسول اللّٰہ آپ اس کی نماز پڑھتے ہیں، حالاں کہ اللّٰہ تعالیٰ نے آپ کو منافقین پر نماز پڑھنے سے منع کیا ہے، آپ نے فرمایا اللّٰہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا ہے چنانچہ یوں فرمایا ہے اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً (الخ) میں ستر بار سے زیادہ استغفار کروں گا، غرض کہ آپ نے اس کی نماز پڑھا دی، اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اس کے بعد پھر کبھی آپ نے منافقین کے جنازہ پر نماز نہیں پڑھی اور یہ حدیث حضرت عمرؓ، انسؓ اور جابرؓ سے بھی مروی ہے۔

(۸۵) اور آپ کو ان کے اموال کی کثرت اور ان کی اولاد کی زیادتی کسی قسم کے تعجب میں نہ ڈالے کیوں کہ ان چیزوں کی وجہ سے اللّٰہ تعالیٰ ان کو دنیا میں بھی گرفتار عذاب رکھنا اور آخرت میں عذاب دینا چاہتا ہے اور یہ کہ ان کا خاتمہ کفر پر ہی ہو۔

وَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ اَنْ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَجَاهِدُوْا مَعَ رَسُوْلِهِ اسْتَاْذَنَكَ اُولُوا الطَّوْلِ مِنْهُمْ وَقَالُوْا ذَرْنَا نَكُنْ مَّعَ الْقٰعِدِيْنَ ۞ رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ وَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ۞ لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۞ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۞ وَجَآءَ الْمُعَذِّرُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ الَّذِيْنَ كَذَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۞ لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَآءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضٰى وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ مَا يُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ مَا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ مِنْ سَبِيْلٍ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۞ وَّلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَآ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَآ اَجِدُ مَآ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ تَوَلَّوْا وَّاَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ ۞ اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ وَهُمْ اَغْنِيَآءُ رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ وَطَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۞

اور جب کوئی سورت نازل ہوتی ہے کہ خدا پر ایمان لاؤ اور اُس کے رسُول کے ساتھ ہو کر لڑائی کرو تو جو اُن میں دولت مند ہیں وہ تم سے اجازت طلب کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں تو رہنے ہی دیجئے کہ جو لوگ گھروں میں رہیں گے ہم اُن کے ساتھ رہیں گے (۸۶)۔ یہ اس بات سے خوش ہیں کہ عورتوں کے ساتھ جو پیچھے رہ جاتی ہیں (گھروں میں بیٹھ) رہیں۔ اُن کے دلوں پر مہر لگا دی گئی ہے تو یہ سمجھتے ہی نہیں (۸۷)۔ لیکن پیغمبر اور جو لوگ ان کے ساتھ ایمان لائے سب اپنے مال اور جان سے لڑے انہی لوگوں کے لئے بھلائیاں ہیں اور یہی مُراد پانے والے ہیں (۸۸)۔ خدا نے اُن کے لئے باغات تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں ہمیشہ ان میں رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے (۸۹)۔ اور صحرانشینوں میں سے بھی کچھ لوگ عذر کرتے ہوئے (تمہارے پاس) آئے کہ ان کو بھی اجازت دی جائے۔ اور جنہوں نے خدا اور اُس کے رسُول سے جھوٹ بولا وہ (گھر میں) بیٹھ رہے۔ سو جو لوگ ان میں سے کافر ہوئے ہیں ان کو دُکھ دینے والا عذاب پہنچے گا (۹۰)۔ نہ تو ضعیفوں پر کچھ گناہ ہے اور نہ بیماروں پر اور نہ اُن پر جن کے پاس خرچ موجود نہیں (کہ شریکِ جہاد نہ ہوں یعنی) جب کہ خدا اور اُس کے رسُول کے خیر اندیش (اور دل سے اُن کے ساتھ) ہوں نیکو کاروں پر کسی طرح کا الزام نہیں ہے۔ اور خدا بخشنے والا مہربان ہے (۹۱)۔ اور نہ ان (بے سروسامان) لوگوں پر (الزام) ہے کہ تمہارے پاس آئے کہ اُن کو سواری دو اور تم نے کہا کہ میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جس پر تم کو سوار کروں تو وہ لوٹ گئے اور اس غم سے کہ اُن کے پاس خرچ موجود نہ تھا اُن کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے (۹۲)۔ الزام تو اُن لوگوں پر ہے جو دولتمند ہیں اور (پھر) تم سے اجازت طلب کرتے ہیں (یعنی) اس بات سے خوش ہوتے ہیں کہ عورتوں کے ساتھ جو پیچھے رہ جاتی ہیں (گھروں میں بیٹھ) رہیں۔ خدا نے اُن کے دلوں پر مہر کر دی ہے پس وہ سمجھتے ہی نہیں (۹۳)

تفسیر سورة التوبة آیات (۸۶) تا (۹۳)

(۸۶) اور جب کبھی کوئی ٹکڑا قرآن کریم کا اس مضمون کے بارے میں نازل کیا جاتا ہے اور اس میں حکم دیا جاتا ہے کہ خلوص دل کے ساتھ اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول کے ساتھ جہاد کرو تو محمد ﷺ ان منافقین یعنی عبداللہ بن ابی، جدی بن قیس اور معتب بن قشیر میں سے مقدور والے آپ سے رخصت مانگتے ہیں اور کہتے کہ اے محمد ﷺ ہمیں اجازت دیجیے ہم بھی یہاں ٹھہرنے والوں کے ساتھ رہ جائیں۔

(۸۷) یہ لوگ خانہ نشین عورتوں اور بچوں کے ساتھ رہنے پر راضی ہو گئے اور ان کے دلوں پر مہر لگ گئی جس کی وجہ سے حکم خداوندی کی تصدیق ہی نہیں کرتے۔

(۸۸) لیکن رسول اکرم ﷺ اور آپ کے خالص مسلمان ساتھی انھوں نے اطاعت خداوندی میں جہاد کیا ان ہی حضرات کے لیے دنیا میں مقبول نیکیاں ہیں یا یہ کہ آخرت میں خوبصورت حوریں ہیں اور یہی لوگ اللّٰہ تعالیٰ کی ناراضگی اور عذاب سے نجات حاصل کرنے والے ہیں۔

(۸۹) ان کے لیے اللّٰہ تعالیٰ نے ایسے باغات مہیا کر رکھے ہیں جن کے درختوں اور محلات کے نیچے سے دودھ، شہد، شراب اور پانی کی نہریں بہتی ہیں، وہ جنت میں ہمیشہ رہیں گے نہ وہاں ان کو موت آئے گی اور نہ وہاں سے نکالے جائیں گے۔

یہ بہت بڑی کامیابی ہے جس کی بدولت جنت اور اس کی نعمتیں حاصل کیں اور دوزخ سے نجات پائی۔

(۹۰) اے نبی اکرم ﷺ آپ کی خدمت میں قبیلہ غفار کے کچھ آدمی آئے، معذرون اگر تخفیف کے ساتھ ہوتو مطلب یہ کہ معذور لوگ آئے اور اس کو تشدید کے ساتھ پڑھا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ کچھ بہانہ باز لوگ آئے تا کہ رسول اکرم ﷺ ان کو غزوہ تبوک میں عدم شرکت کی اجازت مرحمت فرما دیں۔

اور ان لوگوں میں سے جنھوں نے خفیہ طریقہ پر جہاد کے بارے میں بغیر اجازت کے مخالفت کی تھی وہ بالکل ہی بیٹھ رہے۔

ان منافقین میں سے عبداللّٰہ بن ابی اور اسکے ساتھیوں کو دردناک عذاب ہوگا۔

(۹۱) بوڑھوں محتاجوں اور نوجوان لوگوں میں سے بیماروں پر اور ان لوگوں پر جن کو سامان جہاد کی تیاری میں خرچ کرنے کو میسر نہیں، عدم شرکت جہاد پر کوئی گناہ نہیں، جب کہ یہ لوگ دین الٰہی اور سنت رسول اکرم ﷺ کے بارے میں خلوص رکھیں، ان حضرات پر جو قول و عمل میں نیکوکار ہیں کوئی الزام نہیں جو شخص توبہ کرے اللّٰہ تعالیٰ اسے معاف فرمانے والے ہیں اور جو توبہ پر مرے اللّٰہ تعالیٰ اس پر بڑی رحمت فرمانے والے ہیں۔

شانِ نزول: لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَآءِ وَلَا (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے حضرت زید بن ثابت ؓ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ میں رسول اکرم ﷺ کے سامنے لکھا کرتا تھا چنانچہ میں برأت کی آیتیں لکھتا تھا اور میں نے اپنے کان پر قلم رکھ رکھا تھا کہ ہمیں قتال کا حکم دے دیا گیا، رسول اکرم ﷺ جو آپ پر نازل ہوا تھا اسے دیکھنے لگے، اتنے میں ایک نابینا حاضر خدمت ہو گئے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللّٰہ ﷺ میں نابینا ہوں میرا کیا ہوگا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی یعنی کم طاقت لوگوں پر کوئی گناہ

نہیں۔ نیز عوفی کے طریق سے حضرت ابن عباس ﷠ سے اس طرح روایت منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کو حکم دیا کہ آپ کے ساتھ جہاد پر جانے کے لیے تیار ہو جائیں، صحابہ کرام میں سے ایک جماعت آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی جن میں عبداللہ بن معقل مزنی بھی تھے اور عرض کرنے لگے یارسول اللہ ہمیں سواری دیجیے، آپ نے فرمایا کہ میرے پاس تو کوئی چیز نہیں جس پر تمہیں سوار کراؤں، یہ سن کر وہ اس حالت میں واپس ہوئے کہ عدم شرکت جہاد کی بنا پر وہ رو رہے تھے کیوں کہ نہ ان کے پاس نفقہ تھا اور نہ سواری، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَا اَتَوْكَ (الخ) نازل فرمائی یعنی نہ ان لوگوں پر کہ جس وقت وہ آپ کے پاس اس واسطے آتے ہیں (الخ)۔

(۹۲) اور نہ ان لوگوں پر کوئی گناہ ہے کہ جس وقت وہ آپ کے پاس جہاد کے لیے خرچ وسواری کے لیے آتے ہیں جیسا کہ حضرت عبداللہ بن معقل بن یسار اور سالم بن عمیر انصاری اور ان کے ساتھی اور آپ ان سے فرما دیتے ہیں کہ میرے پاس تو جہاد پر جانے کے لیے کوئی چیز نہیں تو آپ کے ہاں سے ناکام اس حالت میں واپس چلے جاتے ہیں کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے ہیں، اس غم میں کہ ان کو سامان جہاد کی تیاری میں خرچ کرنے کو کچھ میسر نہیں۔

(۹۳) بس گناہ تو ان لوگوں پر ہے جو باوجود مالدار ہونے کے گھر رہنے کی اجازت چاہتے ہیں جیسا کہ عبداللہ بن ابی، جد بن قیس، معتب بن قشیر اور ان کے ساتھی جن کی تعداد ستر کے قریب ہے۔

یہ لوگ خانہ نشین عورتوں اور بچوں کے ساتھ رہنے پر راضی ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر کر دی ہے جس سے وہ احکام خداوندی کو جانتے ہی نہیں اور نہ اس کی تصدیق کرتے ہیں۔

